سسپنس ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ
دیوتا
37
سینتیس واں حصہ

دیوتا
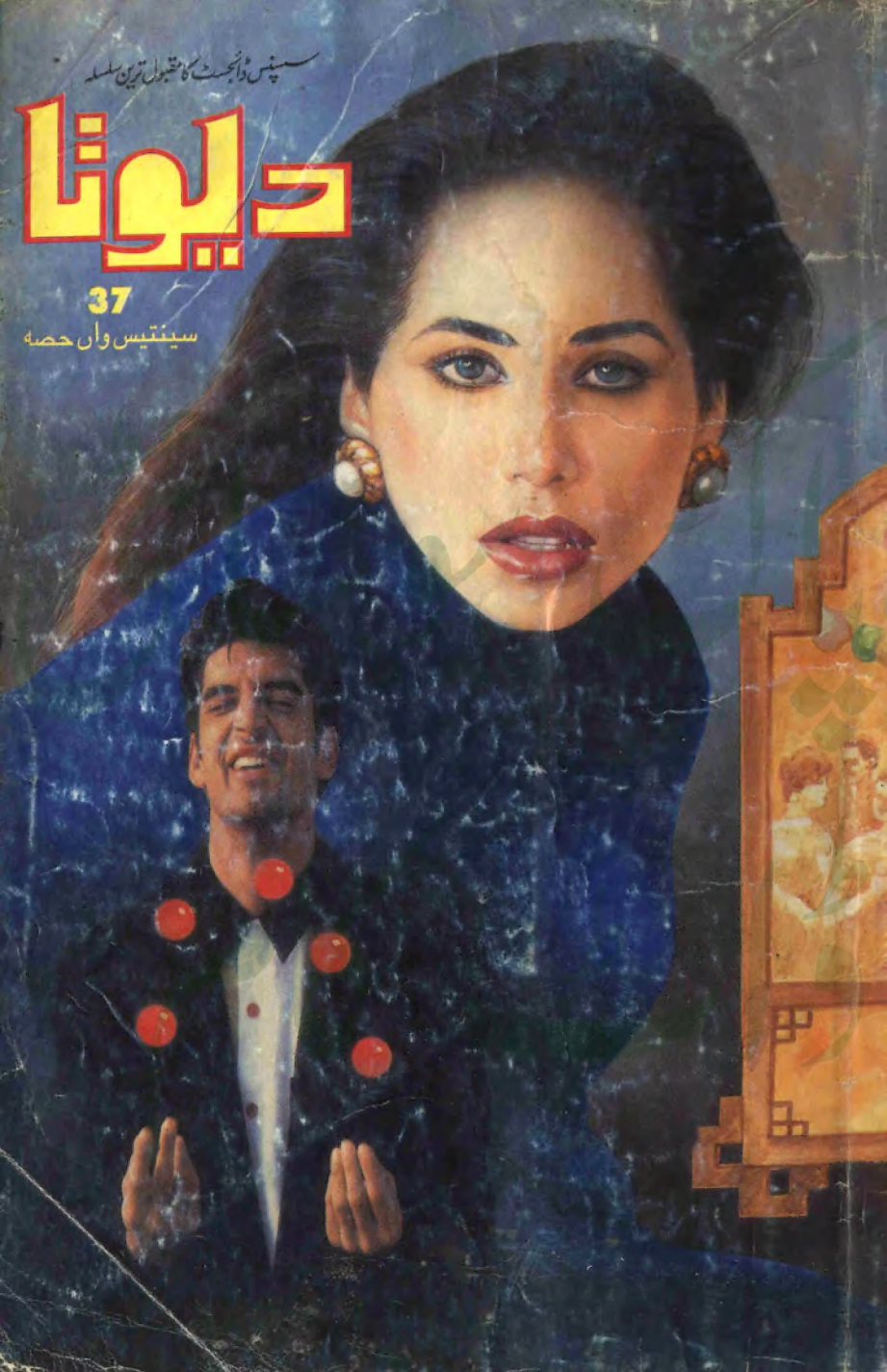
فرہاد علی تیمور

ہنگاموں، رنگینیوں اور تحیر کے اس بے تاج بادشاہ کی سحر انگیز کہانی جس نے
زندگی میں کبھی شکست کا ذائقہ نہیں چکھا۔ وہ جب اور جس کے ذہن میں چاہتا جھانک
لیتا اور یہی اس کا مہلک ترین ہتھیار تھا۔ دو نسلوں پر محیط وہ طلسم ہوش ربا
قارئین کی دوسری نسل بھی بہت شوق سے پڑھ رہی ہے۔ اپنے اور ملک و قوم کے
دشمنوں کو خیال خوانی کے نرم و نازک ہتھیار سے خاک و خون میں نہلا دینے والے
فرہاد علی تیمور کی لازوال اور بے مثال داستانِ عبرت جس میں وہ
لمحے کے سارے رشتوں کے ساتھ حریفوں سے برسرِ پیکار ہے

اردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا اور طویل ترین سلسلہ

یہ پارس کے لئے نئی بات تھی کہ جے رانگا کی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت ختم ہو چکی ہے تو پھر وہ مالک کون ہے جو ابھی ان سے رابطہ کرنے والا ہے؟

جے رانگا کی ڈمی نے کہا۔ "مجھے بڑا ڈر لگ رہا ہے۔ نیلماں مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی۔ اس نے بلی ڈونا کے دماغ سے یہ معلوم کیا ہوگا کہ میں ہی جے رانگا ہوں۔"

خاص ماتحت نے کہا۔ "تم خواہ مخواہ خوفزدہ ہو۔ نیلماں تمہارے چور خیالات پڑھ کر سمجھ لے گی کہ تم ہمارے مالک کی ڈمی ہو۔ اصلی جے رانگا نہیں ہو اس لئے وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

ڈمی نے چونک کر کہا۔ "مالک میرے اندر آگئے ہیں۔ وہ ہم سے بول رہے ہیں۔"

پارس یہ سنتے ہی ڈمی کے اندر پہنچ گیا۔ اصلی جے رانگا کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ اپنی ڈمی کی زبان سے خاص ماتحت سے کہہ رہا تھا۔ "تم درست کہہ رہے ہو۔ میری ڈمی کو نیلماں سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ وہ مجھے تلاش کرلے گی۔ میں ابھی اسی لئے آواز بدل کر بول رہا ہوں کہ وہ خطرناک عورت میرے دماغ تک نہ پہنچ سکے۔"

خاص ماتحت نے پوچھا۔ "ہمارے لئے کیا حکم ہے....؟ اگر ہم یہاں رہیں گے تو نیلماں ہم سب کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لے گی۔"

"اب سے پہلے بلی ڈونا نے بھی یہی کیا تھا۔ مجھے دھوکا دینا چاہا۔ میں بچ گیا۔ تم سب اس کے تابعدار بن گئے۔ پھر تم سب دیکھ چکے ہو کہ اس کا انجام کیا ہو رہا ہے۔ وہ خود نیلماں کی داسی بن چکی ہے۔ آئندہ نیلماں بھی یہی کرے گی اور تم سب کو اپنا تابعدار بنائے گی تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تم سب ایک عرصے سے میرے وفادار ہو۔ میں تمہیں نیلماں کے سحر سے بھی نکال لوں گا۔"

پارس نے سوچا تھا کہ وہ کسی طرح جے رانگا کے دماغ تک پہنچنے کی کوشش کرے گا لیکن وہاں ڈمی جے رانگا بیٹھا ہوا تھا اور اصلی جے رانگا آواز اور لہجہ بدل کر بول رہا تھا۔ اس طرح وہ محفوظ تھا۔ اس نے کہا۔ "اگر ہمارے درمیان نیلماں موجود ہے اور میری باتیں سن رہی ہے تو میں یہ بتا دوں کہ میں نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنا چہرہ بدل لیا ہے تاکہ نیلماں کی آتما بھی مجھے چہرے سے نہ پہچان سکے۔"

پارس وہاں رہ کر جے رانگا کی مزید گفتگو سننا چاہتا تھا لیکن اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر بولا۔ "کون....؟"

"میں پورس بول رہا ہوں۔ مجھے تم سے ایسی توقع نہیں تھی کہ

تم ایک بے قصور لڑکی روشنا (نتالیہ) کو اغوا کرو گے۔ اسے مار ڈالو گے یا اس کا لب و لہجہ بدل دو گے۔ بتاؤ تم نے کیا کیا ہے؟ کیا اس کا لب و لہجہ بدلا ہے یا اسے ہلاک کردیا ہے۔ مجھے اس کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔"

"یہ تم سے کس نے کہا ہے کہ میں روشنا کو اس بنگلے سے لے گیا ہوں۔ یا میں نے اسے ہلاک کردیا ہے؟"

"تم نے ہی سازش کے تحت روشنا کو اس ساحلی بنگلے میں پہنچایا ہے۔ اس کے لئے تم نے ہم شکل اور ہم آواز ہونے کا فائدہ اٹھایا۔ بیچاری روشنا تمہیں دیکھ کر دھوکا کھاتی رہی کہ تم اس کے محبوب پورس ہو۔"

"بے شک میں نے ایسا کیا ہے۔ محبت اور جنگ میں سب جائز ہے مگر میرے کچھ اصول ہیں۔ میں کسی بے قصور کو کبھی ہلاک نہیں کرتا۔ اپنی کھوپڑی سے یہ بات نکال دو کہ میں ایسی کوئی حرکت کروں گا؟"

"تو پھر روشنا کہاں ہے؟"

"یہ صرف نیلماں جانتی ہے۔ میرے ایک ماتحت کی طرح تمہارا ایک ماتحت بھی روشنا کے دماغ میں رہتا تھا۔ میرے ماتحت کی رپورٹ ہے کہ اس نے روشنا کے اندر ایک عورت کی آواز سنی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ جو بھی اس کے دماغ میں چھپا ہوا ہے' وہ فورا چلا جائے۔ میرا ماتحت جانا نہیں چاہتا تھا لیکن آپ ہی آپ اس کے دماغ سے نکل آیا۔ اس نے دوسری بار پھر روشنا کے اندر جانا چاہا تو اس کی سوچ کی لہروں کو روشنا کا دماغ نہیں ملا۔ جیسے وہ مرچکی ہو لیکن پارس! تم بہت مکار ہو۔ یہ تمہاری کوئی چال ہو سکتی ہے اور تم جو کچھ کررہے ہو اس کا الزام نیلماں کو دے رہے ہو۔"

"میں نے جو سچ تھا کہہ دیا۔ تم یقین نہ کرو۔ میرے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

یہ کہہ کر پارس نے سانس روک لیا۔ پورس دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ نتاشا بھی اس کے ساتھ پارس کے دماغ میں گئی تھی اور اس کی باتیں سنی تھیں۔ وہ پریشان ہو کر بولی۔ "پارس جھوٹا اور مکار ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ نیلماں پھر کسی نئے روپ میں واپس آگئی ہو۔"

پورس نے کہا۔ "یہ ممکن ہے۔ آخری وقت میں نے نیلماں کو مصیبت میں ڈالا تھا۔ نادیدہ بن کر اُس کے اندر سما گیا تھا۔ وہ اپنی آتما شکتی کے ذریعے بھی مجھے اپنے اندر سے نہ نکال سکی۔ اس نے مجھ سے سمجھوتا کرنا چاہا پھر بھی میں نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ اپنا موجودہ جسم چھوڑ کر کسی دوسری حسینہ کے جسم میں جائے گی تو پھر اس دنیا میں آکر مجھ سے ضرور انتقام لے گی۔"

نتاشا نے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ اس نے انتقام لینا شروع کردیا ہے۔ نتالیہ کے اندر پہنچ کر معلوم کرچکی ہو کہ تم اس کے دیوانے ہو۔ اس لئے اس کا لب و لہجہ بدل کر اسے کہیں لے گئی ہے۔ پتا نہیں میری بہن کے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟"

"تم فکر نہ کرو۔ میں تمہاری بہن کو ہر حال میں وہاں سے نکال لاؤں گا' جہاں وہ ہوگی۔ خواہ وہ پارس کے پاس ہو یا نیلماں اسے لے گئی ہو۔"

"ہم ایک دشمن کو بھول رہے ہیں۔"

"کس کی بات کررہی ہو؟"

"وہ شخص جو حویلی میں نادیدہ بن کر مجھے ٹریپ کرنا چاہتا تھا اور تم نے بڑی چالاکی سے مجھے اس سے چھین کر اسے شکست دی تھی۔ جب وہ حویلی میں پہنچ کر تمام اہم دستاویزات لے جاسکتا ہے تو تمہارے ساحلی بنگلے میں پہنچ کر نتالیہ کو بھی وہاں سے لے جاسکتا ہے۔"

پورس میرے متعلق سوچتے ہوئے بولا۔ "تمہاری مصروفیات اتنی بڑھ گئی ہیں کہ ہم اب تک اس حویلی والے پُراسرار شخص کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کرپائے ہیں۔"

"میں اس کے بارے میں سوچتی رہی ہوں اور اس نتیجے پر پہنچ رہی ہوں کہ اس پُراسرار شخص اور گرودیو کے درمیان گہری دشمنی ہے۔ وہ گرودیو کو نقصان پہنچا کر حویلی سے جارہا تھا کہ اچانک میں ظاہر ہوگئی تھی۔ شاید وہ مجھے گرودیو کی آلۂ کار سمجھ کر اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔"

پورس نے کہا۔ "ہوں اور ناکام ہونے پر وہ میرے ساحلی بنگلے تک پہنچ گیا۔ وہ تمہیں نہ لے جاسکا۔ تمہاری بہن کو لے گیا۔ تمہاری یہ بات دل کو لگتی ہے۔"

"مجھے اس پُراسرار شخص کی آواز اور لہجہ یاد ہے۔ کیا اس سے بات کی جائے؟"

"ہم نتالیہ تک پہنچنے کے لئے دوست اور دشمن سب ہی سے رابطہ کریں گے۔"

نتاشا نے میری آواز اور لہجے کو اچھی طرح یاد کر کے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پورس نتاشا کے دماغ میں تھا۔ میں نے سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی پوچھا۔ "کون ہے؟"

پورس نے کہا۔ "میں وہی ہوں' جس نے حویلی میں اس عورت کو ٹریپ نہیں ہونے دیا تھا اور اسے تم سے چھین کر لے گیا تھا۔"

میں نے کہا۔ "بھئی میں نے اس وقت تمہاری ذہانت اور حاضر دماغی کی تعریف کی تھی۔ کچھ اور تعریفیں سننے آئے ہو؟"

"تم اچھی طرح سمجھ گئے ہو کہ میں کس لئے آیا ہوں۔"

"میرے متعلق معلومات حاصل کرنے آئے ہو۔ میں نے بھی اس رات کے بعد بڑی معلومات حاصل کی ہیں۔ حویلی میں جس عورت کو نہیں جانتا تھا اور اسے جاننے کے لئے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا اس کا نام نتاشا ہے اور یہ تو سب ہی کو معلوم ہوچکا ہے

کہ آج کل نتاشا اور پورس میں بڑی گہری دوستی ہے۔ اس حوالے سے تم پورس ہو۔ کیا میں غلط سمجھ رہا ہوں۔"

"غلط کیسے سمجھو گے۔ یہ معلوم ہوتے ہی کہ میں پورس ہوں تم نے ممبئی کے ساحلی بنگلے میں پہنچ کر میری محبوبہ کو اغوا کرلیا۔"

"بھئی تم بہت دور تک پہنچ جاتے ہو۔ ایک مثال ہے کہ جیسے کو تیسا۔ اس کے مطابق تم نے جیسا کیا ہے' ویسا پا رہے ہو۔"

"آخر ہمارا خیال درست نکلا۔ تم نے اس بیچاری کو اغوا کیا ہے۔"

"ابھی میں نے ایک مثال دی ہے۔ یہ اقرار نہیں کیا ہے کہ اسے بنگلے سے کہیں لے گیا ہوں۔"

"دیکھو مسٹر! بات کو نہ الجھاؤ۔ ہم سے سمجھوتا کرلو۔ ہم تمہاری کوئی سی بھی شرط مان لیں گے۔ تم اسے واپس کردو۔"

"یہ مانتے ہو کہ ہار جیت عقل سے بھی ہوتی ہے اور مقدر سے بھی۔ اس رات میں ہار گیا تھا۔ آج تمہاری ہار ہو رہی ہے۔"

"میں اپنی ہار مانتا ہوں۔ کسی بھی شرط پر میری محبوبہ کو واپس کردو۔"

"وہ تمہیں گھر بیٹھے واپس نہیں ملے گی۔ ذرا تکلیف اٹھانی ہوگی۔"

"کیسی تکلیف؟"

"وہ جہاں بھی ہے' وہاں تمہیں جاکر اسے لانا ہوگا۔"

"مجھ سے چال چل رہے ہو۔ یہ چاہتے ہو کہ تمہاری بتائی ہوئی جگہ جاؤں اور تمہارے دام میں آجاؤں؟"

"اس رات حویلی میں تمہیں ذہین کہا تھا' آج احمق کہہ رہا ہوں۔ کیا تم اپنے کسی آلۂ کار کے دماغ میں رہ کر نہیں جاسکو گے؟"

وہ جھینپ کر بولا۔ "میں اپنی محبوبہ کے لئے اس قدر پریشان ہوں کہ ایک آلۂ کار کے بارے میں نہ سوچ سکا۔ تمہارے مشورے کا شکریہ۔ مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے؟"

"ابھی تو میں نے شرط پیش نہیں کی ہے۔"

"کیا ہے تمہاری شرط؟"

"یہ وعدہ کرو کہ آج میں تمہارے کام آرہا ہوں۔ آئندہ کبھی تم میرے کام آؤ گے۔"

"اتنی آسان شرط؟ کیا مجھ پر بھروسا ہے کہ میں کام نکل جانے کے بعد آئندہ وعدہ پورا کروں گا اور تمہارے کام آؤں گا۔"

"میں جانتا ہوں کہ پارس اور پورس دونوں میں یہ خوبی ہے کہ وہ اپنے کام آنے والوں کے کام آتے ہیں۔"

"تم دوسری بار میری تعریف کررہے ہو۔ تمہارا شکریہ۔"

"اب اصل بات سنو۔ ممبئی سے حیدر آباد جانے والی ہائی وے کے درمیان ایک چھوٹا ٹاؤن ہے۔ اس ٹاؤن کا نام مدھوپور ہے۔ اس کے قریب ہائی وے کے بائیں طرف ایک بستی آباد ہو رہی ہے۔ وہاں ایک چھوٹا سا مندر اور دھرم شالا ہے اور وہیں ایک عالیشان محل تعمیر کے آخری مرحلے پر ہے۔ پہلے وہاں صرف دو جھونپڑیاں تھیں۔ ایک جھونپڑی میں نندہ رانی نام کی نہایت حسین دوشیزہ تھی' جو نہایت ہی معصوم اور بزدل تھی۔ اچانک ایک رات وہ شیرنی بن گئی۔ غریب سے بے انتہا دولت مند بن گئی۔ میری باتوں کا یقین تمہیں اس وقت آئے گا جب تم وہاں اپنے آلۂ کار کے ذریعے نندہ رانی کو دیکھو گے اور حیران رہ جاؤ گے۔ وہ بالکل شی تارا کی ہم شکل ہے۔"

"یہ واقعی ہمارے لئے چونکا دینے والی بات ہے اور یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ وہ غریب' معصوم اور بزدل نندہ رانی اچانک شیرنی کیسے بن گئی ہے۔ یقیناً نیلماں اس کے اندر سما گئی ہے لیکن میری روشنا (نتالیہ) کہاں ہے؟"

"اسے نیلماں لے گئی ہے۔ یہ تو وہاں جاکر معلوم ہوسکتا ہے کہ اس نے تمہاری محبوبہ کو کہاں چھپا کر رکھا ہے۔"

"تم نندہ رانی اور نیلماں کے بارے میں کیسے جانتے ہو؟"

"میری معلومات کے کچھ ذرائع ہیں۔ تم اپنے ذرائع مجھے نہیں بتاؤ گے۔ میں تمہیں کیسے بتا دوں؟ ہاں یہ بتا سکتا ہوں کہ بلی ڈونا بارہ گھنٹے کے لئے ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم ہوگئی تھی اور بارہ گھنٹوں تک محفوظ رہنے کے لئے اس بستی میں گئی تھی۔ میں اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنانا چاہتا تھا۔ ایسے ہی وقت مجھے خطرے کا احساس ہوا پھر میں نے ایک خاموش تماشائی کی طرح دیکھا۔ وہاں جو نندہ رانی کہلاتی ہے' اس نے بلی کو اپنے شکنجے میں لے لیا اور اسے اپنی داسی بنالیا۔ اس کے بعد ہی میں نے جب نندہ رانی کے متعلق معلومات حاصل کیں تو پتا چلا کہ وہ ایک غریب اور معصوم دوشیزہ تھی اور اچانک دولت مند بن گئی تھی۔ میرا خیال ہے' میں نے بہت کچھ بتا دیا ہے۔ اب جاؤ اور میری سچائی کی تصدیق کرلو۔"

میں نے سانس روک لی۔ نتاشا اور پورس چلے گئے۔ نیلماں کی پارس اور پورس دونوں سے دشمنی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ نیلماں کو میرے بیٹے کی طرف توجہ دینے کا موقع نہ ملے اور وہ اپنے موجودہ معاملات سے نمٹتا رہے۔ اس لئے میں نے پورس کو نیلماں کے پیچھے لگا دیا۔ اب وہ دونوں کچھ عرصے تک ایک دوسرے سے الجھتے رہیں گے۔

میں نے علی اور فہمی کو مخاطب کیا۔ ان سے کہا' وہ تیار رہیں۔ ایک گھنٹے بعد فہمی' نیلماں سے رابطہ کرسکتی ہے۔ میں نے پورس کو ادھر کا راستہ دکھا دیا ہے۔

علی نے کہا۔ "ٹھیک ہے پاپا! فہمی ٹھیک ایک گھنٹے بعد نیلماں کے لئے پرابلم بنے گی۔"

ادھر نتاشا اور پورس منصوبے بنا رہے تھے کہ کس طرح نیلماں سے نتالیہ کو چھین کر لایا جائے۔ نتاشا نے کہا۔ "وہ ہماری آواز سن کر آتما شکتی کے ذریعے ہمارے دماغوں میں پہنچ سکتی ہے۔ ہماری رہائش گاہ کا پتا معلوم کرکے ادھر آسکتی ہے۔"

پورس نے کہا۔ "درست کہتی ہو۔ ہم نے اس کی آتما کو دھوکا دینے کے لئے اپنے چہرے بدل لئے ہیں۔ میں آواز اور لہجہ بدل کر پہلے اس سے رابطہ کروں گا اور معلوم کروں گا کہ اس حویلی والے شخص نے جو معلومات فراہم کی ہیں' وہ کہاں تک درست ہیں۔"

وہ تھوڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا۔ اپنی ایک نئی آواز اور لہجے کی پریکٹس کرتا رہا پھر اس نے نیلماں کے دماغ پر دستک دی۔ وہ بولی۔ "میرے دماغ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ چلے آؤ اور اپنا تعارف کراؤ۔"

پورس نے کہا۔ "تم اپنے مخالفین کے بارے میں یہ نہیں جانتیں کہ کون کہاں چھپا ہوا ہے مگر تمہاری آتما تمہارے جسم سے نکل کر چھپنے والے مخالفین کو پہچان لیتی ہے۔ اسی لئے سب نے اپنے چہرے بدل لئے ہیں۔"

وہ بولی۔ "اب مجھ میں اتنی شکتی آگئی ہے کہ میں آواز اور لہجے کو پہچان کر یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں چلی آتی ہوں۔"

"تو پھر میرے دماغ میں چلی آؤ۔"

یہ کہہ کر پورس دماغی طور پر حاضر ہو گیا پھر دس منٹ کے بعد نیلماں کے پاس پہنچ کر بولا۔ "کیا ہوا؟ میں انتظار کر رہا ہوں۔ آنے کی زحمت نہیں کرو گی؟"

"تم چالاکی دکھا رہے ہو۔ یہ تمہارا اپنا اصلی لب و لہجہ نہیں ہے۔ تم کون ہو؟"

"میں ہوں پورس۔ میں نے اپنا سابقہ لب و لہجہ بھی اپنے دماغ سے مٹا دیا ہے۔ تم اسے بھی آزما کر دیکھ لو۔"

وہ قہقہہ لگا کر بولی۔ "میں جانتی تھی کہ تم اپنی محبوبہ کو تلاش کرتے ہوئے میرے پاس ضرور آؤ گے۔"

"روشنا میرے لئے جان سے زیادہ عزیز ہے۔ تم نے اسے لے جا کر اپنے لئے مصیبت مول لی ہے۔ بہت بری طرح پچھتانے والی ہو۔"

"میں تو اس وقت پچھتا رہی تھی اور پریشان ہو رہی تھی جب تم نادیدہ بن کر میرے جسم میں سما جاتے تھے۔ تم سے بچنے کے لئے مجھے شی تارا کے جسم کو چھوڑنا پڑا۔ اب میں ایک نئے روپ میں ہوں۔ تم میرے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکو گے۔ اور اگر میں نے کسی دن تمہیں ڈھونڈ لیا تو سمجھ لو کہ وہ تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا۔"

"اپنی دھمکیاں اپنے پاس رکھو۔ میں روشنا کو حاصل کرنے وہاں تک میں پہنچ نہیں پاؤں گا۔"

"وہ مطمئن ہے کہ تم اسے نندہ رانی کے روپ میں پہچان نہیں پاؤ گے۔"

"یہی اطمینان اس کی موت کا سبب بنے گا۔ نندہ رانی میرے ہاتھوں مرے گی تو اسے دوسرے جسم میں پہنچنے کے لئے وقت لگے گا۔ اس وقت تک میں نتالیہ کو وہاں سے لے آؤں گا۔"

نیلماں غیر معمولی صلاحیتوں کی حامل تھی لیکن اس کے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول نہیں تھے۔ وہ ان کی تلاش میں تھی۔ بابا صاحب کے ادارے میں جا نہیں سکتی تھی ورنہ بہت کچھ حاصل کر لیتی۔ چند ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پاس یہ چیزیں تھیں لیکن ان افراد کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔ سب نے اپنے چہرے اور لب و لہجے بدل لئے تھے۔ نیلماں سے محفوظ رہنے کے لئے انہوں نے ایسا کیا تھا۔

اور ٹیلی پیتھی کا علم عارضی طور پر ختم کرنے والی دوا تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لئے مصیبت بنی ہوئی تھی۔ اس دوا کے خوف سے سب نے اپنے ملک اور اپنی رہائش گاہیں چھوڑ دی تھیں اور جگہ بدل بدل کر روپوش رہتے تھے۔

نیلماں کو یہی ایک پریشانی تھی کہ وہ جسمانی طور پر نادیدہ نہیں ہو سکتی تھی۔ ایسے میں پورس سے سامنا ہوتا تو وہ گولی مار دیتا۔ اگرچہ اس کی آتما سلامت رہتی لیکن وہ جسم مردہ ہو جاتا اور اس کی آتما کو نئے جسم میں جانا پڑتا۔ یوں جسم تبدیل کرنے سے آتما شکتی میں پھر کمی ہونے لگتی۔ بار بار ایسا ہوتا رہتا تو وہ آتما شکتی سے محروم ہو جاتی۔

اس نے مندر میں ایک تہ خانہ بنایا تھا۔ وہاں نتالیہ کو رکھا تھا۔ اس کے عمل سے نتالیہ کو اپنی پچھلی زندگی اور شخصیت یاد آگئی تھی اور وہ اس کی داسی بن کر راضی خوشی تہ خانے میں رہتی تھی۔ باہر جانے کی خواہش نہیں ہوتی تھی اور نہ ہی وہ اپنی بہن نتاشا سے دماغی رابطہ قائم کرنا چاہتی تھی۔ نیلماں نے اس پر جیسا عمل کیا تھا اسی کے مطابق وہ تہ خانے میں دن رات گزار رہی تھی۔

نیلماں نادیدہ گولیاں حاصل کرنے کی فکر میں تھی۔ اس وقت اسے پرائی سوچ کی لہریں محسوس ہوئیں۔ وہ بولی۔ "میرے دماغ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ اپنا تعارف کراؤ۔"

فہمی نے کہا۔ "میں وہ ہوں جسے تم نے شیشے کے قید خانے میں رکھا تھا اور مطمئن ہو گئی تھیں کہ میں تمہارے کالے جادو کے اثر

کا موقع مل جائے تو اپنی قسم پوری کر کے رہوں گی۔"

"چلو میں تمہاری خواہش پوری کر دیتی ہوں۔ میرے دماغ کا بھی دروازہ کھلا ہے۔ تم ابھی آ سکتی ہو اور میرا کام تمام کر سکتی ہو۔"

نیلماں نے فہمی کے لب و لہجے کو گرفت میں لیا پھر خیال خوانی کی پرواز کر کے اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اسے یقین نہیں تھا کہ ایسا ہو گا اور وہ واقعی فہمی کے دماغ میں پہنچ سکے گی۔ وہ حیرانی سے بولی۔ "تعجب ہے تم نے اپنی موت کو اپنے اندر بلایا ہے۔"

"کیا تم نے سب ہی کی موت کا ٹھیکا لے لیا ہے؟ تم خود مرتی رہتی ہو اور جسم تبدیل کرتی رہتی ہو۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ مجھے مار ڈالو ورنہ میں تمہیں مار ڈالوں گی۔ تمہیں مجبور کروں گی کہ مرتی رہو' جسم تبدیل کرتی رہو اور آتما شکتی سے محروم ہوتی رہو۔"

نیلماں نے اچانک اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ اسے ایسا لگا جیسے فولاد پر ہتھوڑا مارا ہو۔ پھر بھی فولاد کا کچھ نہیں بگڑا۔ اس نے دوسری پھر تیسری بار زلزلہ پیدا کیا مگر کوئی اثر نہیں ہوا۔ جناب تبریزی نے اس کے دماغ کو پارس کی طرح عجوبہ بنا دیا تھا۔ فہمی پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

وہ بولی۔ "میری تپسیا میں کمی رہ گئی ہے۔ میں سمجھ رہی تھی' آتما شکتی کی پچھلی کمزوریاں دور کر چکی ہوں مگر تمہاری دماغی قوت نے آنکھیں کھول دی ہیں۔ میں اپنی کمزوریوں کو دور کروں گی اور یہاں رہ کر دن رات تپسیا کرتی رہوں گی۔"

"تم ایسا نہیں کر سکو گی۔ میں تمہارے پاس آؤں گی اور تمہارے موجودہ جسم کو گولی مار دوں گی۔ تمہاری آتما کو پھر ایک نئے جسم میں جانا ہو گا۔ اپنے موجودہ جسم سے محروم ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

"مجھے ڈرانے کی کوشش نہ کرو۔ میرے پاس پہنچنا آسان نہیں ہے۔ میں ایسی جگہ ہوں جہاں تم پہنچ نہیں سکو گی۔"

فہمی نے کہا "تم سے اتنا لگاؤ پیدا ہو گیا ہے کہ میں اب خوابوں میں دیکھتی ہوں کہ ایک چھوٹا سا مندر ہے۔ دھرم شالا ہے۔ ایک شاندار محل تعمیر ہو رہا ہے۔ میں ہندوستان میں نہیں ہوں۔ پھر بھی فلائنگ کیپسول کے ذریعے آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچ سکتی ہوں۔"

نیلماں حیرانی سے سوچنے لگی۔ "یہ کیا بلا ہے؟ یہ کیسے جان گئی ہے کہ میں یہاں ایک معمولی دیہاتی دوشیزہ کی طرح رہتی ہوں۔"

وہ غصے سے بولی۔ "تم آؤ گی تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں

ضروری کام سے کہیں جارہی ہوں۔ کچھ روز بعد آؤں گی۔ آپ میرے بارے میں کوئی فکر نہ کریں۔"

تعمیر ہونے والے محل کے ایک گیراج میں تین گاڑیاں تھیں۔ وہ ایک کار میں بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔ رامو حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی بیٹی پہلے بہت ہی بھولی بھالی اور بزدل تھی۔ بیل گاڑی نہیں چلا سکتی تھی۔ اب اس کے سامنے کار ڈرائیو کرتے ہوئے چلی گئی تھی۔

وہ اپنی پتنی سے بولا۔ "ایسا لگتا ہے' ہماری بیٹی کے اندر کوئی دیوی سما گئی ہے۔ اسے اتنی شکتی اور اتنی دولت مل رہی ہے کہ ہم جھونپڑی میں رہ کر کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔"

رامو کی پتنی یعنی نندہ رانی کی ماں دونوں ہاتھ جوڑ کر بھگوان کا شکر ادا کرنے لگی۔ اسی وقت پورس کے دو آلۂ کار فلائنگ کیپسول کے ذریعے نادیدہ بن کر ایک بڑے سے درخت کے پیچھے آئے پھر وہاں نمودار ہو گئے۔ ایک آلۂ کار مرد تھا اور دوسری عورت تھی۔ ایک کے دماغ میں پورس تھا اور دوسری کے دماغ میں ثناشا موجود تھی۔

وہ دونوں وہاں سے چلتے ہوئے جھونپڑی کے پاس آئے۔ ایک نے رامو سے کہا۔ "ہم مسافر ہیں' بہت دور سے آئے ہیں۔"

رامو نے کہا۔ "ہم آپ کا سواگت کرتے ہیں۔ دھرم شالا میں کھانے پینے اور رہنے کا انتظام ہے۔ آپ دونوں میرے ساتھ آئیں۔ میں وہاں تک ساتھ چلتا ہوں۔"

ثناشا نے آلۂ کار عورت کی زبان سے کہا۔ "ہم نے نندہ رانی کا بہت نام اور بہت تعریفیں سنی ہیں۔ ہم اس دیوی سے ملنا چاہتے ہیں۔"

رامو نے کہا۔ "وہ میری بیٹی ہے۔ ابھی آدھا گھنٹے پہلے کہیں گئی ہے۔ اب پتا نہیں کب آئے گی۔"

مرد آلۂ کار نے پوچھا۔ "آپ کی بیٹی کے پاس ایک خوبصورت لڑکی شہر سے آئی ہو گی؟"

"ہاں پہلے ایک لڑکی آئی تھی۔ وہ کسی کام سے ممبئی گئی ہے۔ دوسری یہاں آئی تھی نندہ رانی کے ساتھ مندر کے اندر گئی تھی۔ پھر ہمیں نظر نہیں آئی۔"

"آپ نے بیٹی سے پوچھا ہو گا کہ وہ مندر میں کیوں رہتی ہے باہر کیوں نہیں نکلتی؟"

"ہم اپنی بیٹی سے کوئی سوال نہیں کرتے ہیں۔ اس کے اندر کوئی دیوی سما گئی ہے۔ ہماری بیٹی اب جو کرتی ہے' سب کی بہتری کے لئے کرتی ہے۔"

ثناشا اور پورس نے پہلے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرنے کی کوشش کی کہ ثنالیہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے؟ پتا چلا کہ نیلماں نے اس کے دماغ سے روشنا کا لب و لہجہ مٹا دیا ہے اور اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔

اب اپنے دو آلۂ کاروں کے ذریعے انہیں معلوم ہوا کہ شہر سے آنے والی ایک لڑکی مندر کے اندر گئی تھی پھر باہر نہیں آئی۔ رامو نے یہ بات سادگی سے بتا دی۔ وہ اپنی بیٹی کے بارے میں فخر سے کہتا تھا کہ نندہ رانی سب کی بہتری کے لئے کام کرتی ہے۔ اگر شہر سے آنے والی کو وہ مندر میں لے گئی ہے تو اس میں اُس شہر والی کی بہتری ہو گی۔

ثناشا نے کہا "ابھی نیلماں کہیں گئی ہوئی ہے۔ ہمیں اس کی غیر موجودگی میں ثنالیہ تک پہنچنا چاہیے۔"

پورس نے کہا۔ "یہ صاف ظاہر ہے کہ مندر میں روپوش رہنے یا رکھنے کی کوئی جگہ ہے۔ پہلے یہ معلوم کیا جائے کہ نیلماں کہاں گئی ہے اور کب تک واپس آئے گی؟"

"تم اس سے رابطہ کرو گے تو وہ سمجھ لے گی کہ تم ثنالیہ کو حاصل کرنے کے لئے کوئی چال چلنے کے لئے اس کے پاس آئے ہو۔"

"ٹھیک ہے' اس بار تم اس سے رابطہ کرو۔"

وہ دوسری آواز اور لہجے کی پریکٹس کرنے لگی۔ پورس نے کہا۔ "اگر وہ پوچھے تو کہہ دینا کہ تمہارا تعلق فرہاد علی تیمور کی فیملی سے ہے۔ اس طرح وہ ہم پر شبہ نہیں کرے گی۔"

ثناشا نے خیال خوانی کی پرواز کی اور نیلماں کے دماغ میں آ کر بولی۔ "میں بول رہی ہوں۔ کیا مجھے پہچان سکتی ہو؟"

وہ بولی۔ "فہمی! تم ہزار لہجے بدل کر بولو۔ میں تمہارے فریب میں نہیں آؤں گی۔ تم یہ کبھی نہیں معلوم کر سکو گی کہ میں کہاں روپوش رہنے کے لئے جارہی ہوں۔ میں جب تک تمہیں ہلاک نہیں کروں گی تب تک کسی کو اپنے دماغ میں نہیں آنے دوں گی۔ تم کسی بھی روپ میں اور کسی بھی لہجے میں مجھ تک نہیں پہنچ سکو گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ ثناشا اپنی جگہ حاضر ہو کر پورس سے کچھ کہنا چاہتی تھی مگر وہ خیال خوانی میں مصروف تھا۔ رامو کے دماغ میں رہ کر اس کے ذریعے اس گن مین سے باتیں کر رہا تھا جو مندر کے بند دروازے پر کھڑا پہرا دیتا تھا تاکہ صبح سے پہلے کوئی مندر کا دروازہ کھول کر اندر نہ جا سکے۔

پھر وہ گن مین کے اندر پہنچا اور اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا کہ وہ گن مین خود کو بڑا بھاگوان سمجھتا ہے کیونکہ کوئی ضروری بات ہو تو اسے اپنے دماغ میں نندہ رانی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ وہ اسے کوئی ضروری حکم دیتی ہے پھر اس کے دماغ میں خاموشی چھا جاتی ہے اور وہ فوراً اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

پورس اس کے دماغ سے نکل آیا۔ ثناشا سے پوچھا۔ "کوئی بات ہوئی؟"

ثناشا نے کہا۔ "اس نے مجھے کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ میں نے صرف اتنا کہا کہ میں بول رہی ہوں۔ کیا مجھے پہچان سکتی ہو؟ میری آواز سنتے ہی وہ غصے سے پھٹ پڑی اور کہنے لگی' فہمی تم ہزار لہجے بدل کر بولو۔ میں تمہارے فریب میں نہیں آؤں گی۔ تم یہ کبھی معلوم نہ کر سکو گی کہ میں کہاں روپوش رہنے کے لئے جارہی ہوں۔"

پورس نے کہا۔ "تعجب ہے۔ اس کی باتوں سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ فہمی سے چھپنے کے لئے کہیں جارہی ہے یعنی کہ وہ فہمی سے خوفزدہ ہے۔"

"ہاں' مجھے فہمی سمجھ کر کہہ رہی تھی کہ جب تک اسے ہلاک نہیں کرے گی تب تک اپنے دماغ میں کسی کو نہیں آنے دے گی۔ اس طرح فہمی کسی بھی روپ میں اور کسی بھی لہجے میں اس کے پاس نہیں پہنچ سکے گی۔ اتنا کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ میں اس کے دماغ سے نکل آئی۔ اس نے مجھے کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دیا۔"

پورس نے کہا۔ "میں حیران ہوں۔ میرے سامنے یہ نئی بات آرہی ہے کہ آتما شکتی رکھنے والی اور کسی کے قابو میں نہ آنے والی نیلماں' فرہاد کی بہو یعنی علی کی شریکِ حیات فہمی سے ڈرتی ہے اور ایسی خوفزدہ ہے کہ فہمی سے چھپنے کے لئے وہ مندر' دھرم شالا' محل اور تمام زمینیں چھوڑ کر کہیں چھپنے جارہی ہے۔"

ثناشا نے پوچھا۔ "فہمی کے بارے میں تم کیا سمجھتے ہو؟ کیا وہ نیلماں سے زیادہ خطرناک ہے یا نیلماں کی کوئی بہت بڑی کمزوری فہمی کے ہاتھ آ گئی ہے۔"

"ہم ثنالیہ کو یہاں سے لے جانے کے بعد فہمی اور نیلماں کے معاملے کو سمجھیں گے۔"

"تم ابھی خیال خوانی کر رہے تھے۔ کیا معلوم کر رہے تھے؟"

"نیلماں کبھی کبھی گن مین کے اندر آتی ہے اور کوئی ضروری حکم دیتی ہے۔ ہمیں اس مندر کے اندر جانا ہے اور اس گن مین کو قابو میں کرنا ہے۔"

"وہ کہیں دور روپوش رہنے کے لئے گئی ہے۔ اس سلسلے میں گن مین سے یقیناً کچھ کہا ہو گا۔"

"میں ابھی اس کے خیالات دوبارہ پڑھتا ہوں۔ تم بھی اس کے اندر چلو۔"

وہ دونوں اس گن مین کے اندر آئے۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ ابھی چند سیکنڈ پہلے نندہ رانی (نیلماں) نے گن مین کو حکم دیا ہے کہ ثنالیہ کو مندر کے تہ خانے سے نکال کر شیو شنکر کی مورتی کے سامنے بٹھا دے۔ وہ اس کی طرح یوگا کے ایک آسن میں تپسیا کرے گی۔ ایک دشمن عورت اسے دیکھ کر یہی سمجھے گی کہ وہ نندہ رانی ہے کیونکہ وہ نندہ رانی کو چہرے سے نہیں پہچانتی ہے۔

نیلماں نے گن مین کو حکم دیا تھا کہ وہ ایسا کرنے کے بعد مندر کے دروازے کے باہر جا کر سو جائے۔ کوئی ثنالیہ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہے تو اسے لے جانے دے۔ اس کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے۔

جب ثناشا اور پورس اس گن مین کے خیالات پڑھ رہے تھے تو وہ گن مین نیلماں کے احکامات کی تعمیل کر رہا تھا۔ مندر کے تہ خانے سے ثنالیہ کو شیو شنکر کی مورتی کے سامنے لے آیا تھا۔ اب پورس ثنالیہ کے اندر پہنچ گیا تھا۔ اس سے پہلے نیلماں ثنالیہ کو سمجھا چکی تھی کہ یوگا کے کس آسن میں بیٹھ کر اسے تپسیا کرنا چاہیے۔

اور اگر تپسیا کے دوران میں کوئی اسے ساتھ چلنے کو کہے تو وہ خوفزدہ رہے مگر اس کے ساتھ چلی جائے۔ وہ اس کے اندر رہ کر اس کی حفاظت کرے گی۔

پورس نے ثناشا کو دیکھ کر پوچھا۔ "یہ معاملہ کچھ سمجھ میں آیا؟"

"میری سمجھ میں یہ آرہا ہے کہ فہمی' نیلماں پر حملہ کرنے' اسے نقصان پہنچانے یا اسے مار ڈالنے کے لیے اس مندر میں آنے والی ہے۔ فہمی اسے چہرے سے نہیں پہچانتی ہے اس لیے نیلماں میری بہن ثنالیہ کو قربانی کی بکری بنا کر پیش کرنا چاہتی ہے۔"

"بالکل یہی بات ہے۔ اس سے پہلے کہ فہمی یہاں آئے' ہمیں ثنالیہ کو لے جانا چاہیے۔"

پورس کے دو آلۂ کار دھرم شالا میں تھے اور دو آلۂ کار ایک کار میں سڑک کے کنارے تھے۔ انہوں نے ان سب کو کار سمیت مندر کے سامنے آنے کا حکم دیا۔ ان سب نے حکم کی تعمیل کی۔ ثناشا اپنی آلۂ کار عورت کے دماغ میں تھی۔ پورس ایک مرد آلۂ کار کے اندر تھا۔ وہ سب مسلح تھے۔ مندر کے دروازے پر گن مین سو گیا تھا۔ وہ جاگ بھی رہا ہو گا تو اس نے نیلماں کے حکم کے مطابق آنکھ نہیں کھولی۔

وہ سب دروازہ کھول کر مندر کے اندر آئے۔ ثنالیہ یوگا کے ایک آسن میں تپسیا کر رہی تھی۔ ثناشا نے اپنی آلۂ کار کی زبان سے کہا۔ "نیلماں! اب یہ تپسیا چھوڑ دو۔ میں فہمی ہوں۔ میرے ساتھ سیدھی طرح چلو ورنہ میں ٹیڑھی انگلی سے گھی نکالنا جانتی ہوں۔"

پھر ثناشا نے پورس سے کہا۔ "علی! ہمیں دیر نہیں کرنا چاہیے۔ اسے اٹھا کر لے چلو۔"

نیلماں' ثنالیہ کے اندر تھی اور ثنالیہ کے ذریعے خود کو خوفزدہ ظاہر کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ "فہمی! تم پچھتاؤ گی۔ ابھی میں تمہارے ساتھ اس لیے چلوں گی کہ تم میرے موجودہ جسم کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ میں بار بار جسم بدلنا نہیں چاہتی۔"

وہ تمام آلۂ کار اسے زبردستی مندر سے نکال کر کھینچتے ہوئے اسے پچھلی سیٹ پر لے آئے۔ اس کے آس پاس بیٹھ گئے۔ کچھ آگے بیٹھے پھر وہ کار وہاں سے چل پڑی۔ کچھ دور آگے سڑک پر جاتے ہی پورس نے ثنالیہ کے اندر پہنچ کر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخیں مار کر تڑپنے لگی۔ پھر دوسری بار زلزلہ پیدا کیا تو وہ برداشت نہ کر سکی اور بے ہوش ہو گئی۔ اس کے بے ہوش اور بے حس دماغ میں

نیلماں نہیں رہ سکتی تھی۔

نیلماں ایک سڑک کے کنارے کار روک کر انجانے میں فہمی اور علی کو فریب دے رہی تھی۔ یہ نہیں جانتی تھی کہ پورس نے ایسی سچویشن سے فائدہ اٹھالیا ہے۔

نیلماں کو اطمینان ہوا کہ وہ نتالیہ کو نیلماں سمجھ کر لے گئے ہیں اور یہ بھی اچھا کیا ہے کہ نتالیہ کو بے ہوش کردیا ہے۔ جب تک وہ ہوش میں آئے گی ان پر یہ بھید نہیں کھلے گا کہ وہ دھوکا کھا کر نتالیہ کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔ اتنی دیر میں وہ فہمی کی پہنچ سے بہت دور چلی جائے گی۔

ٹیلی پیتھی کی دنیا میں سب سے اوّل اور آخر دماغ کا ہی کھیل ہے۔ جو ذہانت میں کم ہوتے ہیں اور انسانی نفسیات کو نہیں سمجھتے وہ ہزار غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے کے باوجود فریب میں مبتلا رہ کر شکست کھاتے رہتے ہیں۔

○☆○

اسرائیلی فوج کا ایک اعلیٰ افسر دوسرے چار اعلیٰ افسران سے اہم معاملات پر گفتگو کررہا تھا۔ اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔ چند سیکنڈ کے بعد پھر سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ اس بار آواز سنائی دی۔ "میں دھرم راج (گرودیو) بول رہا ہوں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "اچھا تو تم ہو؟ میرے پاس آنے کی تکلیف کیوں کی ہے؟"

گرودیو نے کہا "میں حیران ہوں کہ تم یوگا کے ماہر نہیں تھے۔ شراب بھی پیتے تھے پھر تم نے سانس روکنے میں کیسے مہارت حاصل کرلی ہے۔"

"میں نے شراب چھوڑدی ہے۔ سگریٹ بھی نہیں پیتا ہوں۔"

"لیکن تم سوچ کی لہروں کو کیسے روک رہے ہو۔ سچ بتاؤ کیا کسی نے تنویمی عمل کے ذریعے تمہارے دماغ کو لاک کیا ہے؟"

"سچ یہی ہے کہ ایک فرشتے نے ہم پانچ اہم افسروں کے دماغوں کو لاک کردیا ہے۔ تم کسی کے دماغ میں نہیں جاسکو گے۔"

"تم لوگوں کو مجھے اپنے دماغ میں آنے سے نہیں روکنا چاہیے۔ میں تمہارے اہم فوجی راز جانتا ہوں۔"

"ہم تمہارا راستہ اسی لیے روک رہے ہیں کہ تم آئندہ ہمارے دوسرے رازوں تک نہ پہنچ سکو۔"

"جو راز پہلے سے جانتا ہوں' اس کے عوض ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو مجھے دس لاکھ ڈالر دیتے ہو۔ آج چھ تاریخ ہے اور تم لوگوں نے اب تک ادائیگی نہیں کی ہے۔"

"دھرم راج! تم بہت عرصے سے ہمیں بلیک میل کرکے حرام کی کھاتے آرہے ہو۔ اب تمہارے پاس ہماری کوئی کمزوری نہیں رہی ہے۔"

"یہ تم سے کس نے کہہ دیا۔ تمہارے تمام اہم ڈوکومنٹس ہمارے پاس ہیں۔"

"جس فرشتے نے ہمارے دماغ لاک کیے ہیں' اسی نے کہا ہے کہ حویلی کے تہ خانے سے ایک نہیں' کئی ممالک کی اہم دستاویزات چرالی گئی ہیں۔"

گرودیو کو تھوڑی دیر کے لیے چپ سی لگ گئی۔ دوسرے افسر نے کہا "اگر وہ فرشتہ جھوٹ کہتا ہے تو ہمارے فوجی رازوں سے تعلق رکھنے والی دستاویزات کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں ہمیں دکھادو۔"

گرودیو نے کہا "اچھا تو وہ چور تمہارے لیے فرشتہ بن گیا ہے۔"

"جو ہم سے نیکی کرے اور تمہیں حرام کھانے سے روکے اسے فرشتہ ہی کہیں گے۔"

"تم لوگ اس ماہ کی ادائیگی سے انکار کرکے مشکل میں پڑجاؤ گے۔"

"ہم تو اسے رقم ادا کریں گے' جس کے پاس ہماری اہم دستاویزات ہوں گی۔"

"اب میں سمجھ رہا ہوں کہ تمہارے سراغ رسانوں نے انہیں چرایا ہے۔"

"تم یہاں سے جاکر امریکی اکابرین اور روسی حکمرانوں کو بلیک میل کروگے تو تمہیں یہی جواب ملے گا۔ کسی بھی بڑے ملک سے تمہیں رقم نہیں ملے گی۔ پھر تمہاری سمجھ میں آئے گا کہ اسرائیلی جاسوسوں نے تمہارے ہاں چوری نہیں کی ہے۔"

"تمہارے اس فرشتے نے بتایا تو ہوگا کہ وہ کون ہے۔"

میں نے کہا "میں ابھی آیا ہوں اور مداخلت کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ چونکہ میرا ہی ذکر ہورہا ہے اس لیے گرودیو کہلانے والے دھرم راج کو اپنی آواز سنارہا ہوں۔ میں چور ہوں یا فرشتہ' یہ پورس سے جاکر پوچھو کیونکہ اس رات حویلی میں پورس بھی تھا۔"

"میں ابھی جاکر پورس سے تمہاری حقیقت معلوم کروں گا۔"

وہ چلا گیا۔ میں نے جتنی تحریری دستاویزات' وڈیو کیسٹس اور مائیکرو فلمیں حاصل کی تھیں' ان میں ایسی دستاویزات بھی تھیں' جن کا تعلق چند اسلامی ممالک سے تھا۔ میں نے اسرائیل' امریکا' روس اور فرانس کے اکابرین کو دھمکیاں دی تھیں کہ میں ان سے کوئی رقم تو نہیں لوں گا لیکن وہ اسلامی ممالک کے خلاف سازشیں کریں گے تو ان تمام بڑے ممالک کے راز فاش کردوں گا اور یہ کبھی ظاہر نہ ہو کہ ان کی دستاویزات کو اپنے قبضے میں رکھنے والا یا انہیں چرانے والا ایک ایسا شخص ہے' جو اسلامی ممالک کا حامی اور محافظ ہے۔ ان تمام ممالک کے اکابرین نے اپنی بہتری کے لیے میرے سلسلے میں اپنی زبانیں بند رکھی تھیں۔

میں پورس کے دماغ میں پہنچا تو اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا کیونکہ گرودیو وہاں پہلے سے موجود تھا۔ اس سے

کہہ رہا تھا "تم اس شخص کو یقیناً جانتے ہو جس نے ہماری تمام دستاویزات چرائی ہیں۔"

پورس نے کہا "اگر میں جانتا تو اسی دن اس کے بارے میں بتادیتا۔"

"وہ اسرائیلی فوجی افسران اسے فرشتہ کہہ رہے تھے۔"

پورس نے کہا "اس میں شبہ نہیں ہے کہ وہ فرشتہ ہے۔ میں نے اس کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اپنی محبوبہ کو نیلماں جیسی چڑیل سے نجات دلائی ہے۔"

"وہ تم سب کے لیے فرشتہ ہے اور ہمارے لیے عذابِ جان ہے۔ آخر وہ ہے کون؟"

"بعض افراد پراسرار بن کر رہتے ہیں۔ وہ اپنے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتاتا ہے۔ وہ میرے لیے بھی پراسرار ہے لیکن جو احسان اس نے مجھ پر کیا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اسے دوست بناکر رکھو تو وہ دوست بن کر کام آتا رہے گا۔"

"کیا ہم اپنے گھر میں چوری کرنے والے کو دوست بنالیں۔"

"نہ بناؤ۔ اس نے تو تمام بڑے ممالک کو دوست بنالیا ہوگا۔"

"وہ نہیں جانتا ہے کہ مہاراج کتنے شکتی مان ہیں۔ اسے بے نقاب کردیں گے۔"

"یہ بات اس شخص سے کہو' مجھ سے کیوں کہہ رہے ہو؟"

گرودیو نے مہاراج سے دماغی رابطہ کیا اور اسے موجودہ حالات بتائے۔ مہاراج نے کہا "جس دن وہ شخص تمام دستاویزات چراکر لے گیا تھا' اسی دن سے میں اپنے غیر معمولی علوم سے اس کے بارے میں معلوم کرنے کی کوششیں کررہا ہوں۔ وہ کوئی فولادی دل ودماغ کا آدمی ہے۔ میرے علوم کے دائرے میں آتے آتے رہ جاتا ہے۔ مجھے اس کی پرچھائیں ملتی ہے مگر وہ پہچانا نہیں جارہا ہے۔"

"مہاراج! اب کیا ہوگا؟ تمام بڑے ممالک نے لاکھوں ڈالروں کی ادائیگی روک دی ہے۔"

"پریشان کیوں ہوتے ہو۔ ہم کنگال تو نہیں ہیں۔ آمدنی کے اور بھی ذرائع ہیں لیکن یہ بات حیرت انگیز ہے کہ وہ شخص بڑے ممالک کو بلیک میل نہیں کررہا ہے اور ان سے رقم نہیں لے رہا ہے۔ جیسے خدائی خدمت گار ہو یا وہ اتنا دولت مند ہو کہ دولت اس کے لیے ہاتھ کا میل ہو۔"

"پتا نہیں' کون پاگل کا بچہ ہے؟ آخر اسے کس طرح تلاش کیا جاسکتا ہے؟"

مہاراج نے کہا "مختلف ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے رابطہ کرنا ہوگا۔ شاید کوئی اسے جانتا ہو۔"

گرودیو نے کہا "پارس اور پورس میں ہمیشہ دشمنی رہتی ہے۔ اگر اس شخص نے پورس کو اپنا احسان مند بنایا ہے تو پھر وہ پارس کا مخالف ہوگا۔ ہمیں پارس سے پوچھنا ہوگا۔"

مہاراج کے ریکارڈ روم میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آوازوں اور لہجوں کے آڈیو کیسٹس موجود تھے۔ مہاراج نے گرودیو کو پارس کی آواز اور لہجہ سنایا۔ گرودیو نے پارس کے دماغ میں آکر کہا "مسٹر پارس' تم مجھے نہیں جانتے ہو۔ میرا نام دھرم راج ہے۔ میرے چیلے مجھے گرودیو کہتے ہیں۔ میں ایک پراسرار شخص کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ تمہارا دشمن پورس اس کا احسان مند ہے اور اس کی بڑی تعریفیں کرتا ہے۔"

"پھر تو پورس کا دوست یا محسن میرا دشمن ہوگا مگر وہ ہے کون؟ کچھ اس کا نام یا نشانی بتاؤ۔"

"ہم نے اسے دیکھا نہیں ہے۔ وہ ہماری اہم دستاویزات چراکر لے گیا ہے۔"

پارس نے کہا "اچھا سمجھ گیا۔ میں الپا کے ساتھ اسرائیل میں ہوں۔ وہاں کے اعلیٰ فوجی افسران بہت خوش ہیں۔ ایک شخص نے ان سے کہا ہے کہ اب وہ کسی بلیک میلر کو لاکھوں ڈالر ادا نہ کریں کیونکہ وہ ان کی اہم دستاویزات اس بلیک میلر سے چرالایا ہے۔"

"مسٹر پارس! تم بالکل درست سمجھ رہے ہو۔ کیا اس نے وہ دستاویزات ان فوجی افسران کو دی ہیں؟"

"نہیں۔ اس شخص نے کہا ہے کہ وہ اپنے پاس دستاویزات رکھے گا لیکن بلیک میل نہیں کرے گا۔ میری وائف الپا نے معلوم کیا ہے کہ وہ امریکا کی اہم دستاویزات کے ذریعے ایک ڈالر بھی نہیں لے رہا ہے۔ یعنی کسی بھی بڑے ملک سے نہ رقم لے رہا ہے اور نہ ہی ان سے شرائط منوا رہا ہے۔"

"پھر تو تمہیں بھی خوش ہونا چاہیے کہ تمہاری بیوی یہودی ہے اور وہ شخص یہودی قوم کے کام آرہا ہے۔"

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میری الپا اسلام قبول کرچکی ہے۔ اسرائیلی حکومت سے ہماری دوستی ہے اور ہم دوست کی حیثیت سے ان کے کام آتے ہیں۔"

"یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے مگر وہ شخص کون ہے؟ کن مقاصد کے لیے ہم سے دشمنی کررہا ہے؟ وہ پورس کا دوست ہے تو کیا تمہارا دشمن نہیں ہوگا؟"

"کوئی ضروری نہیں ہے کہ جو دشمن کا دوست ہوگا' وہ ہمارا دشمن ہو۔ یہ تمام بڑے ممالک ایک دوسرے سے کبھی دوستی رکھتے ہیں' کبھی ایک دوسرے سے دشمنی کرنے لگتے ہیں۔ مسلمانوں اور یہودیوں کی دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ ایسی دشمنی کے باوجود میں مسلمان ہوکر یہودیوں کے کام آتا رہتا ہوں۔ اس پراسرار شخص نے پورس کا دوست ہونے کے باوجود ابھی تک مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔"

"یعنی تم بھی اس پراسرار شخص کی حمایت میں بول رہے ہو؟"

"اس نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے۔ اگر تم اسے دوست بنالو

تو ہو سکتا ہے، آئندہ وہ تمہیں فائدہ پہنچائے۔"

"تمام ممالک سے بلیک میلنگ کے ذریعے کروڑوں ڈالر حاصل ہوتے تھے۔ اس نے کروڑوں کا نقصان پہنچایا ہے اور تم اسے دوست بنانے کا مشورہ دے رہے ہو؟"

پارس نے کہا "تم میرے پاس ایک مسئلے کا حل معلوم کرنے آئے ہو۔ میں نے اپنے مزاج اور نظریے کے مطابق تمہیں مسئلے کا حل بتایا ہے۔ اگر وہ شخص میرا دوست بن کر دکھائے تو میں اسے خوش آمدید کہوں گا۔"

"جوتا جس کے پاؤں کو کاٹتا ہے اسے ہی تکلیف ہوتی ہے۔ میں نے تمہارے پاس آکر وقت ضائع کیا ہے۔"

"جانے سے پہلے ایک بات سن لو۔ تم پورس سے میری دشمنی کے حوالے سے آئے تھے۔ میں تمہارے پاس یہ کہنے نہیں آیا تھا کہ پورس جیسا جوتا میرے پیر کو کہاں کاٹ رہا ہے۔ تم سے پوچھنے نہیں آیا تھا کہ مجھے جوتا بن کر پورس کو کہاں کاٹنا چاہیے؟ میرا نام پارس ہے۔ میں جوتے مار سکتا ہوں، جوتا بن نہیں سکتا۔ اب جاؤ۔"

گرو دیو دماغی طور پر حاضر ہو گیا، مہاراج اس کے دماغ میں تھا۔ وہ بولا "پارس نے سچی اور کھری باتیں کی ہیں۔ اس شخص نے پارس کو ابھی تک کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ اس لیے وہ شخص نہ تو دوست ہے اور نہ دشمن۔"

"پارس نادان نہیں ہے۔ وہ اس شخص کے بارے میں ضرور کچھ معلوم کر رہا ہوگا۔"

"جب وہ معلوم کرے گا تو دیکھا جائے گا۔ ہم ڈاکٹر انا پورنا کو نظرانداز کر رہے ہیں۔"

"مہاراج! آپ کے غیر معمولی علوم کیا کہتے ہیں؟"

"وہ بھی اس پراسرار شخص کی طرح میرے علوم کے دائرے میں آتے آتے رہ جاتی ہے۔ میں نے پورس سے اس کا لب ولہجہ معلوم کیا تھا اور اس کے دماغ میں بھی گیا تھا لیکن اس عورت کے دماغ میں دھند اور سناٹے کے سوا کچھ نہ تھا۔ اتنا پتا چلا کہ وہ سانس لے رہی ہے۔"

"وہ بھی اس پراسرار شخص کی طرح آپ کی گرفت سے نکل رہی ہے۔ کیا اس پراسرار شخص سے اس کا تعلق ہو سکتا ہے؟"

مہاراج نے کہا "میں بہت کوششیں کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ حویلی میں جا کر گم ہو جانے والی نیلماں ہوگی۔ وہ اب منظر سے ہٹ گئی ہے۔ خود کچھ نہیں کر رہی ہے۔ اس پراسرار شخص کے ذریعے سب کچھ کرا رہی ہے۔"

"نیلماں سے ہمارا ابھی رابطہ نہیں رہا۔ کیا اس سے بات کی جا سکتی ہے؟"

"وہ اپنی آتما شکتی اور کالے جادو کے سلسلے میں بڑی مغرور ہے، مجھے اپنے برابر کا نہیں سمجھتی ہے اس لیے ہم جیسے مہان جادوگروں کو نظرانداز کرتی ہے۔ اب ہماری غرض ہے اس لیے مجھے اس کے پاس جانا ہوگا۔"

مہاراج نے ریکارڈ روم کے ایک آڈیو کیسٹ کے ذریعے نیلماں کی آواز سنی پھر خیال خوانی کے ذریعے اس کے پاس پہنچا۔ اس نے سانس روک لی۔ چند سیکنڈ کے بعد اس نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا "نیلماں! میں مہاراج ہوں۔ چاہو تو میرے دماغ میں آ سکتی ہو۔"

مہاراج اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوا۔ نیلماں نے اس کے دماغ میں آکر کہا "میں نے برسوں پہلے تمہارا نام اور تمہاری آواز بھی سنی تھی۔ آواز اور لہجہ یاد نہیں ہے۔ میں کیسے یقین کرلوں کہ تم مہاراج ہو؟"

"تعجب ہے۔ کیا تم آتما شکتی کے ذریعے تصدیق نہیں کر سکو گی؟"

"میں نے ایک وجہ سے آتما شکتی کا امتحان کم کر دیا ہے۔ ویسے یہ اطمینان ہے کہ تم میرے دماغ سے چلے گئے اور مجھے اپنے اندر بلایا ہے۔"

"میں چاہتا ہوں، تم سے رابطہ رکھوں۔ تمہارے کام آؤں اور کبھی تم میرے کام آتی رہو۔"

"ایسا باہمی تعاون کیوں چاہتے ہو؟ کسی پرابلم میں ہو؟"

"ہاں دو ہستیاں ایسی ہیں جو میرے لیے معما بن گئی ہیں۔ وہ دونوں ہستیاں میرے علوم کے دائرے میں بھی نہیں آرہی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی ہماری طرح جادوگر ہیں یا پھر فولادی دل ودماغ کی حامل ہیں۔ ان پر جادو بے اثر ہو رہا ہے۔"

"کیا ان کے نام یا کچھ نشانیاں ہیں؟"

"وہ بے نام ونشان ہیں لیکن ہمیں نقصان پہنچا رہے ہیں۔"

مہاراج میرے متعلق بتانے لگا کہ میں تمام اہم دستاویزات چرا کر لے جانے کے بعد نہ کسی بڑے ملک کو بلیک میل کر رہا ہوں، نہ ان سے لاکھوں ڈالرز وصول کر رہا ہوں۔ نہ خود فائدہ اٹھا رہا ہوں اور نہ مہاراج کو فائدہ اٹھانے دے رہا ہوں۔

نیلماں نے کہا "پتا نہیں کون ایسا حاتم طائی ہے جو نیکیاں کر رہا ہے اور دریا میں ڈال رہا ہے۔ نہ خود کھا رہا ہے، نہ تمہیں کھانے دے رہا ہے۔"

"میں یہ امید لے کر تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم شاید آتما شکتی کے ذریعے اسے ڈھونڈ نکالو گی۔"

"میں اس کی کوئی تصویر دیکھ لوں یا آواز سن لوں تو میری آتما اس کے پاس پہنچ جائے گی۔"

"میرے پاس اس پراسرار شخص کی آڈیو کیسٹ ہے۔ تم آواز سن سکتی ہو۔"

"وہ آواز فرضی ہوگی۔ آج کل تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اپنی آوازیں اور چہرے میرے خوف سے بدل لیے ہیں پھر بھی

وہ آواز سناؤ۔"

مہاراج نے میری آواز سنائی۔ نیلماں نے اس آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی پھر میرے دماغ میں آگئی، اس کے پیچھے مہاراج بھی چلا آیا۔ وہ میں ہی تھا لیکن میری سابقہ آواز اور لہجہ نہیں تھا اس لیے وہ سمجھ نہیں پائے کہ فرہاد علی تیمور کے پاس ہیں۔ میں نے کہا "سوالتھم، کون ہو اور کیسے آنا ہوا؟"

"میں نیلماں ہوں۔ سنا ہے کہ تم بہت پراسرار ہو۔ میرے اندر تجسس پیدا ہوا، اس لیے آئی ہوں۔"

"میں مہاراج ہوں۔ تم نے مجھے بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ پوچھنے آیا ہوں کہ مجھ سے کیا دشمنی ہے؟"

میں نے جواب دیا "دشمنی ہوتی تو تمہارے گھر سے مال چرا کر لے جاتا۔ میں تو وہ دستاویزات لے گیا ہوں، جو تمہاری نہیں تھیں۔ میں شریف اور دھرم کرم والوں کے ہاں کبھی چوری نہیں کرتا۔ میں تو ایک سیدھا سادہ سا انسان ہوں۔"

"ایسی چوری کا فائدہ کیا ہے جس سے تم فائدہ نہیں اٹھا رہے ہو؟"

"کس نے کہہ دیا کہ فائدہ نہیں اٹھا رہا ہوں؟ اگرچہ میں ان سے نقدی نہیں لے رہا ہوں تاہم ان سب کو انڈر پریشر (دباؤ) میں رکھا ہے۔ وہ بظاہر میرے احسان مند ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ میں ان کی لاعلمی میں سرنگ بناتا ہوا، ان کے دوسرے رازوں تک پہنچ رہا ہوں۔"

"ایسا تم ان سے نقد رقم وصول کرتے ہوئے بھی کر سکتے ہو۔"

"میں انہیں ٹرانس (سحرزدہ) میں لا کر تم لوگوں سے زیادہ رقم حاصل کر لیتا ہوں اور انہیں پتا نہیں چلتا۔ وہ مجھے نیکیاں کرنے والا حاتم طائی سمجھتے ہیں۔"

"پھر تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ بہت مکار ہو۔"

"تم مجھے مکاری کا سرٹیفکیٹ نہ دو تب بھی وہی ہوں، جو ہوں اور جو ہوں، اسے سمجھنے کے لیے نیلماں کی طرح بار بار جنم لیتے رہو۔"

پھر میں نے نیلماں سے کہا "تم بڑی دیر سے میرے چور خیالات پڑھ رہی ہو۔ تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ بڑی معلومات حاصل کر رہی ہو۔"

"میں ایسی باتیں معلوم کر رہی ہوں جو ناممکن ہیں۔ تمہارے چور خیالات ایک دادی ماں کے جذبات میں ہلچل پیدا کر رہے ہیں اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ تم میرے سورگ واسی پوتے سوامی تلک رام بھاٹیا ہو۔ مرنے کے بعد سورگ میں گئے تھے۔ وہاں دیوتاؤں نے تمہیں دیکھ کر کہا کہ یم راج (ملک الموت) سے غلطی ہوگئی ہے۔ ابھی تمہیں زندہ رہنا تھا۔ دنیا میں رہ کر بہت کچھ کرنا تھا۔ لیکن یم راج نے تمہاری آتما کو سورگ میں بھیج دیا تھا۔ اس غلطی کو چھپانے کے لیے تمہاری صورت، آواز اور لہجہ بدل کر دوبارہ دنیا میں بھیجا گیا ہے۔"

میں نے کہا "تمہیں یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ تم میری صورت نہیں دیکھ سکو گی اور ایک دادی کی حیثیت سے اپنے پوتے سے ملاقات نہیں کر سکو گی۔ کیونکہ دیوتاؤں نے مجھے باقی زندگی دنیا میں گزارنے کے لیے صرف میری صورت ہی نہیں، میری شخصیت بھی بدل دی ہے۔"

وہ بولی "ہاں تمہارے خیالات یہ بھی بتا رہے ہیں کہ اگر میں ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی عورت کے جسم میں سما کر دادی ماں بن جاؤں تو تم مجھے میرے پوتے سوامی تلک رام بھاٹیا کے اصلی روپ میں نظر آجاؤ گے۔ پھر میں تمہیں گلے لگا سکوں گی۔"

"تم میرے چور خیالات پڑھ کر بھی یقین نہیں کر رہی ہو اور اسے ناممکن کہہ رہی ہو۔ مجھ سے سورگ میں کہہ دیا گیا تھا کہ میں دنیا میں دوبارہ جاکر تم سے رابطہ نہ کروں کیونکہ تمہیں یقین نہیں آئے گا اور یقین کرنے کے لیے تم کسی بوڑھی عورت کے جسم میں جاؤ گی تو شاید ہی تمہیں ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی عورت مل سکے گی۔"

"تمہارے چور خیالات مجھے فریب دے سکتے ہیں۔ میں حقیقت معلوم کرنے کے لیے چالیس راتیں جاگ کر تپسیا کروں گی۔ پھر دوبارہ تمہارے دماغ میں آؤں گی اور چور خیالات پڑھوں گی۔ کیا تم مجھے آنے سے روکو گے؟"

"کبھی نہیں۔ میری اجازت کے بغیر کوئی نہیں آ سکتا۔ صرف تم آ سکتی ہو۔"

مہاراج نے کہا "اگر تم نیلماں کے پوتے ہو تو کیا دستاویزات چرانے کے لیے دنیا میں دوبارہ آئے ہو؟"

میں نے کہا "تم بھول رہے ہو۔ ابھی میرے خیالات نے نیلماں سے کہا ہے کہ صرف میری صورت ہی نہیں، میری شخصیت بھی بدل گئی ہے۔ میرے ذہن سے رشتہ مٹ گیا ہے اس لیے میں نیلماں کہہ رہا ہوں۔ دادی ماں نہیں کہہ سکتا اور یہ نئی زندگی حاصل کرنے کے بعد چوروں کے گھر چوری کر رہا ہوں۔"

مہاراج نے کہا "بھگوان کی قسم تم بہت بڑے مکار ہو۔ نیلماں سے دادی اور پوتے کا حوالہ دے کر اس طرح رشتہ جوڑ رہے ہو کہ نیلماں تم سے ایک دادی کے طور پر وابستہ ہوگئی ہے۔ اب دستاویزات کی چوری کے سلسلے میں یہ مجھ سے تعاون نہیں کرے گی۔"

نیلماں نے کہا "مہاراج! صرف چالیس دن کی بات ہے۔ میں سچ اور جھوٹ معلوم کرلوں گی۔ میں جب بھی تپسیا کرتی ہوں، مجھے ایک نئی شکتی ملتی ہے۔ اس بار میں اپنے پوتے کی اصلیت تک پہنچنے کی شکتی حاصل کرلوں گی۔ اگر یہ بات سچ ہوئی تو میں اپنے پوتے کو گلے لگانے کے لیے کسی ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی کو ضرور تلاش کروں گی۔"

مہاراج نے کہا "میں مانتا ہوں، تم بہت شکتی مان ہو، ایسا ضرور کرو گی لیکن میں چالیس دن تک سچ اور جھوٹ کا انتظار کرتا رہ جاؤں گا۔"

"تم خواہ مخواہ دستاویزات کا ماتم کررہے ہو۔ اگر یہ میرا پوتا ثابت ہو جائے گا تو تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ ایک دادی اپنے پوتے کے لیے ڈھال بن کر رہے گی اور اگر یہ میرا پوتا ثابت نہ ہوا تو میں اسے جسمانی اور دماغی طور پر کمزور بنا کر تمہارے قدموں میں ڈال دوں گی۔"

"آہ! مجھے چالیس دن تک انتظار کرنا ہوگا۔ کوئی بات نہیں، میں صبر کروں گا۔ لیکن وہ دوسری ہستی جو پراسرار بنی ہوئی ہے اس کے بارے میں کچھ بتاؤ۔"

"کیا اس ہستی کا نام ونشان ہے؟"

"میں نہیں جانتا کہ یہ اس کا اصلی نام ہے یا نہیں۔ وہ پہلے ڈاکٹر انا پورنا بن کر پورس کو دھوکا دے چکی تھی، پھر وہ حویلی کے اندر آئی تھی۔ اس کے بعد کسی نے اسے نہیں دیکھا۔ پورس نے بتایا ہے کہ شنکر داس نامی ایک یوگا اور ٹیلی پیتھی جاننے والا شخص انا پورنا کا چی ہے۔"

نیلماں نے کہا "تعجب ہے کہ پورس کیسے دھوکا کھا گیا۔ کیا اس نے انا پورنا کے چور خیالات نہیں پڑھے تھے؟"

"پورس کا بیان ہے کہ اس نے انا پورنا کے چور خیالات بھی پڑھے تھے اور اس کے پورے خاندان کی ہسٹری بھی پڑھی تھی۔ بعد میں پتا چلا کہ جن دنوں ڈاکٹر انا پورنا اس کے لیے غیر معمولی دوائیں تیار کررہی تھی، ان دنوں اصلی ڈاکٹر انا پورنا مرچکی تھی اور اس کی لاش ایک اسپتال میں ڈیڑھ ماہ سے رکھی ہوئی تھی۔"

نیلماں نے چونک کر پوچھا "اس کا مطلب ہے کہ جو انا پورنا زندہ ہے، وہ ایک عجیب وغریب دماغ رکھتی ہے؟"

مہاراج نے کہا "پورس کا بیان ہے کہ پارس کی طرح انا پورنا کا دماغ بھی ایک عجوبہ ہے۔ کوئی اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکتا اور کوئی اس کے دماغ پر حاوی ہو کر نہ اس کی اصلیت معلوم کرسکتا ہے اور نہ اس کے اندر زلزلہ پیدا کرسکتا ہے۔"

نیلماں نے غصے اور نفرت سے کہا "ایسا دماغ تو فہمی کا ہے۔ وہ علی تیمور کی بیوی اور فرہاد علی تیمور کی بہو ہے۔"

وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہے اور سوچتے رہے، میں نے کہا۔ "بات کچھ سمجھ میں آرہی ہے۔ پورس نے پہلی بار جو دوائیں تیار کیں انہیں پارس نے چرالیا۔ دوسری بار علی تیمور اور فہمی نے دھوکا دیا اور دوسری بار تیار ہونے والی دوائیں وہ دونوں چرا کر لے گئے۔ یعنی پورس فرہاد کے دونوں بیٹوں اور بہو سے نقصانات اٹھاتا آرہا ہے۔"

مہاراج نے کہا "اس طرح بات صاف طور پر سمجھ میں آرہی ہے۔ وہ تمام غیر معمولی دوائیں بابا صاحب کے ادارے میں جارہی ہیں۔"

میں نے کہا "او گاڈ! اس رات حویلی میں، میں وہ غیر معمو دوائیں چرانے گیا تھا مگر میرے حصے میں صرف دستاویزات تا تھیں۔"

مہاراج نے کہا "اب یہ بات یقینی ہے کہ ہم ٹیلی پیتھی کی کے پہاڑوں سے ٹکرا رہے ہیں۔ اگر ہم تینوں متحد ہو جائیں انہیں منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں۔"

میں نے کہا "پہاڑ سے ٹکرانے سے منہ ٹوٹتا ہے۔ پہاڑ کا نہیں بگڑتا۔ ہماری دنیا کے سپر پاور کہلانے والے ممالک ان کا بگاڑ رہے ہیں۔ مجھے سورگ کے دیوتاؤں نے پتا نہیں دوبارہ کم زندگی دی ہے۔ میں زندہ رہنے کے لیے سوچ سمجھ کر ایسی وارادات کرتا ہوں جہاں محفوظ رہ سکوں۔ میں کبھی پہاڑ کھودنے حماقت نہیں کروں گا۔"

نیلماں نے کہا "چالیس دن کے بعد اگر تم میرے پوتے ثا ہو جاؤ گے تو میں بھی تمہیں یہی مشورہ دوں گی۔ پچھلی بار فرہاد کی سے تم مارے گئے تھے۔"

مہاراج نے پوچھا "نیلماں! کیا تم میرا ساتھ نہیں دو گی؟"

"میں ضرور تم سے تعاون کروں گی لیکن میرے دو مسائل ہیں۔ سب سے پہلے تو میں چالیس راتیں اپنے پوتے اصلیت معلوم کرنے کے لیے وقف کردوں گی۔ دوسرا مسئلہ ہے۔ اس نے مجھے پریشان کیا ہوا ہے۔ اس پر میرا کوئی کامیاب نہیں ہورہا ہے اور میں اس کے غیر معمولی دماغ کو نہیں کرپارہی ہوں۔ مجھے چالیس راتوں تک اس سے دور روپوش رہنا ہوگا۔"

مہاراج نے مجھ سے پوچھا "تم نے اپنا نام نہیں بتایا۔"

میں نے کہا "پوری رامائن پڑھ گئے اور سمجھ نہ سکے کہ رام جی کون تھے؟ میں کہہ چکا ہوں۔ دوبارہ دنیا میں آنے کے میری صورت اور شخصیت بدل گئی۔ نام نہیں بدلا، ویسے تو نام تلک رام بھاٹیا ہے مگر میں ٹی آر بھاٹیا کہلاتا ہوں۔"

وہ مایوس ہو کر میرے دماغ سے چلا آیا۔ اپنے بھائی گرودیو بولا "وہ پراسرار شخص بہت مکار ہے۔ اس نے نیلماں کے رشتے سے کھیلنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ خود کو ٹی آر بھاٹیا ہے۔ پورا نام تلک رام بھاٹیا ہے۔"

گرودیو نے پوچھا "آخر بات کیا بنی؟"

"کچھ نہیں، جہاں سے ہم چلے تھے، وہیں پہنچے ہوئے صرف اس شخص کا نام معلوم ہوا ہے۔ وہ اپنا پتا ٹھکانا بھی بتائے گا۔ اتنی کوششوں کے بعد نام معلوم ہوا ہے۔ ہم کچھ ذرائع اختیار کریں گے۔ ہو سکتا ہے، اس کی خفیہ پناہ گاہ کا پتا ہو جائے۔"

وہ تینوں بھائی منصوبے بنانے لگے۔ وہ نیلماں کی چالیس

کی تپسیا کا انتظار نہیں کرسکتے تھے۔ اس ٹی آر بھاٹیا کی اصلیت کو بے نقاب کرنا چاہتے تھے اور یہ طے کررہے تھے کہ کس چور راستے سے بھاٹیا کی شہ رگ تک پہنچا جا سکتا ہے؟

○☆○

اسرائیل کے چند اعلیٰ عہدے داروں کو ان کے عہدوں سے ہٹا دیا گیا تھا۔ یہ الپا کے مطالبے کے مطابق کیا گیا تھا۔ اس نے کہا تھا "وہ تمام عہدے دار پورس کے معمول اور تابعدار بنے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسرائیل میں میری برتری ختم ہو جائے۔"

پچھلے دنوں پورس نے الپا اور پارس کے پیش کردہ فارمولوں سے بنائی ہوئی دواؤں کو نقلی اور ناکارہ ثابت کرنے کی کامیاب کوششیں کی تھیں لیکن آخر وقت میں ناکام ہو گیا تھا اور خود ٹیلی پیتھی سے محروم ہو کر بہت بڑا نقصان اٹھایا تھا۔

اس دوران میں بہت سے واقعات پیش آئے تھے۔ پارس نے اس کی محبوبہ روشنا یعنی ثنالیہ کو اغوا کرکے ممبئی کے ساحلی بنگلے میں پہنچا دیا تھا۔ پھر نیلماں اس بنگلے سے ثنالیہ کو اغوا کرکے لے گئی تھی۔

اس وقت نیلماں کے لیے فہمی خطرہ بن گئی تھی۔ پورس اسی موقع سے فائدہ اٹھا کر ثنالیہ کو نیلماں کی قید سے چھڑا لایا تھا۔ بعد میں پتا چلا کہ ثنالیہ کی یادداشت واپس آگئی ہے۔ نیلماں نے اس پر ایسا عمل کیا تھا کہ ثنالیہ کو کھوئی ہوئی یادداشت اور گم شدہ ٹیلی پیتھی کا علم واپس مل گیا تھا۔

ثناشا نے کہا "پورس! الپا اور پارس نے تل ابیب میں تمہیں زبردست نقصان پہنچایا تھا۔ تم بارہ گھنٹے کے لیے ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم ہو گئے تھے۔ ہمیں جوابی کارروائی کرنی چاہیے۔"

پورس نے کہا "ہم جوابی کارروائی ضرور کریں گے۔ جب سے میں نے ثنالیہ کو نیلماں کی قید سے رہائی دلائی ہے تب سے یہ سمجھنے کی کوشش کررہا ہوں کہ نیلماں جیسی خطرناک اور ناقابلِ شکست عورت، فہمی سے خوف زدہ کیوں ہے؟"

ثناشا نے کہا "واقعی یہ حیرانی کی بات ہے۔ تم کس نتیجے پر پہنچے ہو؟"

"میں کئی پہلوؤں سے اس معاملے پر غور کرتا رہا پھر میں نے نیلماں کے دماغ میں پہنچ کر اس سے کچھ پوچھنا چاہا، وہ بولی..... میں اس وقت مہاراج اور اس پراسرار شخص سے باتیں کررہی ہوں جو حویلی سے دستاویزات چرا کر لے گیا تھا۔ تم چاہو تو اس شخص کے دماغ میں رہ کر ہماری باتیں سن سکتے ہو۔"

پورس میرے دماغ میں چلا آیا تھا۔ چونکہ پہلے سے نیلماں اور مہاراج موجود تھے اس لیے میں نے اسے محسوس نہیں کیا۔ وہ ہماری باتیں سنتا رہا۔ میرے تلک رام بھاٹیا ہونے اور سورگ سے واپس آنے والی بات پر اسے یقین آیا یا نہ آیا ہو، چالیس راتوں کے بعد حقیقت معلوم ہونے والی تھی لیکن پورس کو یہ کام کی بات معلوم ہوئی کہ فہمی ڈاکٹر انا پورنا بن کر دھوکا دیتی رہی تھی۔ وہ بھی پارس کی طرح غیر معمولی دماغ رکھتی ہے اس لیے پورس اسے پہچان نہ سکا۔

یہ بات سب کی سمجھ میں آگئی کہ پورس کی پہلی بار تیار ہونے والی دواؤں کو پارس چرا کر لے گیا تھا۔ دوسری بار تیار ہونے والی دوائیں فہمی اور علی لے گئے ہیں اور وہ جتنی بھی دوائیں اب تک تیار کرچکا ہے، ان کا ذخیرہ بابا صاحب کے ادارے میں ہے۔

پورس نے یہ باتیں ثناشا کو بتائیں۔ وہ بولی "میں کسی حد تک سمجھ رہی تھی کہ تمہارے جیسے ذہین، حاضر دماغ اور چالاک جوان کو صرف تنہا پارس مات نہیں دے سکتا۔ اب بات کھل گئی ہے کہ پارس کا بھائی علی اور اس کی بیوی فہمی سب ہی مل کر تمہیں نقصان پہنچا رہے ہیں اور تمہیں انا پورنا اور شنکر داس کے ناموں اور کرداروں سے بھٹکا رہے تھے۔"

"میں اپنا مال واپس چھین سکتا ہوں۔ پارس اور علی سے بھی اور ان کے باپ سے بھی لیکن ان دواؤں کو بابا صاحب کے ادارے میں لے جا کر رکھا گیا ہے۔ وہاں ہم میں سے کوئی قدم بھی نہیں رکھ سکتا ہے۔"

ثناشا نے کہا "انتقامی کارروائی کی جاسکتی ہے۔ پچھلے دنوں تم نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ الپا اور پارس کے پیش کردہ فارمولوں سے اسرائیلی لیبارٹری میں جو دوائیں بنائی گئی تھیں، وہ نقلی ہوں گی۔ پورس ان یہودیوں سے فراڈ کررہا ہے لیکن ان دواؤں کو آزمانے سے پتا چلا کہ وہ اصلی ہیں۔ تم بھی اس اصلی دوا کے زیر اثر آگئے تھے۔"

"میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں۔ اسرائیل کی اس لیبارٹری میں اصلی دوائیں ہیں۔ ہم انہیں وہاں سے چرا سکتے ہیں۔"

"صرف اتنا ہی نہیں۔ جو چالا کی انہوں نے دکھائی ہے، وہی ہم بھی دکھا سکتے ہیں۔ وہاں سے اصلی دواؤں کے تمام کارٹن چرا کر ان کی جگہ نقلی دوائیں رکھ سکتے ہیں۔"

جیسے کو تیسا کے مطابق یہ نہایت معقول مشورہ تھا۔ پورس نے خود آزمایا تھا کہ اسرائیل کی خفیہ لیبارٹری میں اصلی دوائیں ہیں۔ اپنا خسارہ پورا کرنے کے لیے وہ دوائیں حاصل کی جاسکتی تھیں۔

پھر وہاں نقلی دوائیں رکھ کر اسرائیلی اکابرین کے سامنے یہ ثابت کیا جاسکتا تھا کہ پارس نے ان یہودیوں کو الپا کے ذریعے جو فارمولے دیے تھے، ان فارمولوں سے عارضی طور پر اصلی دوائیں تیار ہوتی ہیں لیکن چند ہفتوں میں وہ دوائیں ناکارہ ہو جاتی ہیں۔ جبکہ پورس اپنے اصل فارمولوں سے ہمیشہ تاثیر رکھنے والی اصلی دوائیں تیار کرتا ہے۔

پھر وہ ان چرائی ہوئی اصلی دواؤں کا مظاہرہ کرکے الپا اور پارس کو جھوٹا اور فریبی ثابت کرسکے گا۔ پہلے ان کا فراڈ ثابت کرنے میں وہ ناکام رہا تھا۔ وہ دوائیں جو اصلی ثابت ہوئی تھیں،

انہیں چرایا جاسکتا تھا اور ان کا جو تا ان ہی کے سر کے مطابق وہاں نقلی دوائیں لاکر رکھی جاسکتی تھیں۔

پہلے نتاشا اور پورس دو بااعتماد ساتھی تھے۔ اب ٹیلی پیتھی جاننے والی تیسری ساتھی نتالیہ ان کے ساتھ تھی۔ انہوں نے یہ طے کیا کہ اس اہم کام کو وہ تینوں رازداری سے کریں گے۔ کسی آلۂ کار پر بھی بھروسا نہیں کریں گے۔ یہ اندیشہ تھا کہ الپا' پارس' فہمی اور علی وغیرہ کسی بھی آلۂ کار کے اندر پہنچ کر کام بگاڑ سکتے ہیں۔

پورس اسرائیل کی اس خفیہ لیبارٹری سے واقف تھا۔ پہلے بھی وہاں جاچکا تھا۔ اس بار نتاشا اور نتالیہ اس کے ساتھ تھیں۔ اس لیبارٹری کے باہر اور اندر مسلح فوجی جوانوں کا پہرا لگا رہتا تھا۔ انہیں سمجھادیا گیا تھا کہ دشمن نادیدہ بن کر آسکتے ہیں لیکن دواؤں کے کارٹن اٹھانے کے لیے وہ نمودار ہونے پر مجبور ہوجائیں گے۔ اُس وقت وہ جیسے ہی نظر آئیں' انہیں گولی ماردی جائے۔

پورس کئی منٹ تک سانس روک سکتا تھا۔ وہ سانس روک کر لیبارٹری کے اندر آیا پھر بے ہوش کرنے کی دوا اسپرے کرکے وہاں سے چلا گیا۔ اندر جتنے مسلح فوجی جوان تھے' وہ سب بے ہوش ہوگئے۔ لیبارٹری کے باہر والے پہرے داروں کو خبر نہ ہوئی کہ اندر کیا ہوچکا ہے۔

بے ہوش کرنے والی دوا کا اثر آدھے گھنٹے بعد ختم ہوگیا۔ نتالیہ' نتاشا اور پورس اس لیبارٹری کے اندر آئے۔ نقلی دواؤں کے کارٹن اٹھا کر نادیدہ بن کر وہاں آئے۔ انہوں نے ان کارٹنوں کو وہاں رکھا اور اصلی دواؤں کے کارٹن اٹھا کر لے گئے۔ اس طرح وہ کئی بار آتے جاتے رہے اور اصلی کی جگہ نقلی دوائیں رکھ کر جاتے رہے۔

پارس نے پہلے پہل اس لیبارٹری میں نقلی دوائیں تیار کرا کے رکھوائی تھیں اور اصلی دوائیں بڑی رازداری سے اسرائیل کی دوسری خفیہ لیبارٹری میں تیار کراتا رہا تھا۔ پچھلی بار جب اس نے پورس کی سازش کو ناکام بنادیا اور اسے بارہ گھنٹے کے لیے ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم کردیا تو اسے اور الپا کو یقین ہوگیا کہ پورس آئندہ انہیں جھوٹا اور فریبی ثابت کرنے کی سازشیں نہیں کرے گا۔

اس اطمینان کے ساتھ الپا اور پارس نے لیبارٹری سے نقلی دواؤں کے کارٹن ہٹادیے اور اسرائیل کی دوسری خفیہ لیبارٹری میں جو اصلی دوائیں تیار کی گئی تھیں ان تمام دواؤں کے کارٹن اس لیبارٹری میں لاکر رکھ دیے تھے جہاں پورس ناکام رہا تھا۔

لیکن اس بار اسے کامیابی ہوئی تھی۔ الپا اور پارس نے جو چالاکی دکھائی تھی وہ انہیں مہنگی پڑی۔ پورس وہاں کی تمام اصلی دوائیں چرا کر لے گیا۔ وہ پھر ایک بار سیر پر سوا سیر ہوگیا۔

وہ اس اہم کام سے فارغ ہوکر' اہم کامیابی حاصل کرنے کے بعد اسرائیل کے ان عہدے داروں کے دماغوں میں آئے جنہیں الپا کے مطالبے کے مطابق ان کے عہدوں سے ہٹادیا گیا تھا۔ ان عہدے داروں نے پورس سے شکایت کی کہ وہ اس کی تابعداری کرتے ہوئے الپا کے خلاف سازشیں کرنے میں ناکام اور ذلیل و خوار ہوئے ہیں۔

پورس نے انہیں تسلیاں دیں اور وعدہ کیا کہ وہ جلد ہی باعزت طریقے سے اپنے سابقہ عہدوں پر واپس آئیں گے۔ وہاں جو دوسرے عہدے دار الپا کے حمایتی تھے' پورس نے ان میں سے چند کو ٹریپ کیا۔ انہیں اپنا تابعدار بنایا۔ انہوں نے اکابرین کے اجلاس میں کہا "لیبارٹری میں نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول یونہی پڑے ہوئے ہیں۔ ایسی غیر معمولی چیزیں فوج اور انٹیلی جنس کے سراغ رسانوں کو ملنی چاہئیں تاکہ وہ دشمنوں سے نمٹتے وقت ان غیر معمولی چیزوں کے ذریعے محفوظ رہ سکیں۔"

یہ مشورہ معقول تھا۔ سب نے اسے تسلیم کیا۔ لیبارٹری سے نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول فوج کے اعلیٰ افسران اور تجربے کار سراغ رسانوں کو دیے گئے۔ انہوں نے یہ چیزیں لے کر انہیں آزمایا تو حیران رہ گئے۔ نہ وہ نادیدہ ہورہے تھے اور نہ ہی فلائنگ کیپسول کے ذریعے پرواز کررہے تھے۔

پھر انہوں نے لیبارٹری میں آکر دوسرے کئی کارٹنوں سے ان دواؤں کو نکال کر آزمایا۔ وہ سب نقلی اور ناکارہ ثابت ہوئیں۔ تب الپا کو طلب کیا گیا۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے پوچھا۔ "یہ کیا معاملہ ہے؟ لیبارٹری کی ان دواؤں کو پورس نقلی ثابت کرنے میں ناکام رہا تھا۔ یہ سب اصلی دوائیں تھیں پھر نقلی کیسے ہوگئیں؟"

الپا نے کہا "یہ پورس کی سازش ہے۔ اس نے ناکامی کا انتقام لیا ہے۔ ہماری خفیہ لیبارٹری سے اصلی دوائیں چرا کر لے گیا ہے اور یہاں نقلی دوائیں رکھ گیا ہے تاکہ پھر ایک بار ہمیں جھوٹا اور فریبی ثابت کرے۔"

ایک حاکم نے کہا "لیبارٹری کے اندر اور باہر فوجیوں کا سخت پہرا تھا اور اندر مسلح فوجی جوانوں کو اچھی طرح سمجھادیا گیا تھا کہ دشمن نادیدہ بن کر آسکتے ہیں لیکن جب وہ ایک بھی کارٹن اٹھانے کے لیے نمودار ہوں تو انہیں فوراً گولی ماردی جائے۔"

دوسرے حاکم نے کہا "اندر پہرا دینے والے کسی بھی مسلح فوجی جوان نے کسی بھی نادیدہ دشمن کو نمودار ہوتے نہیں دیکھا۔ اس لیبارٹری سے ایک دوا بھی باہر نہیں گئی ہے پھر وہ نقلی کیسے ہوگئیں؟"

الپا نے کہا "یہ صرف میرے نہیں' سب ہی کے سوچنے کی بات ہے کہ ہماری اصلی دوائیں نقلی کیسے بن گئی ہیں۔"

نتاشا نے کہا "میں آپ کی اسمبلی کی خاتون کی زبان سے بول رہی ہوں۔ میرا نام نتاشا ہے۔ آپ حضرات مجھ سے واقف ہیں۔ میں یہودی ہوں۔ پہلے الپا کے ساتھ رہ کر اپنی یہودی قوم کی خدمت کرتی تھی لیکن جب پارس نے الپا کو اپنے سحر میں جکڑ کر اپنی مسلمان بیوی بنالیا تب میں نے پورس کا ساتھ دیا۔ ہم نے

کھائی کہ آپ لوگوں کو پارس کے مکروفریب سے نکالیں گے اور اب میں پورس کے تعاون سے ثابت کررہی ہوں کہ لیبارٹری میں رکھی ہوئی یہ دوائیں پہلے بھی نقلی تھیں' اب بھی نقلی ہیں۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "لیکن پہلی بار تو یہ اصلی ثابت ہوئی تھیں۔"

نتاشا نے کہا "وہ اس طرح کہ پارس اپنی اصلی دواؤں کے ذخیرے سے کچھ دوائیں لے کر آیا تھا۔ انہیں اس لیبارٹری میں آپ لوگوں کے سامنے آزمایا تھا اور آپ سب یہ سمجھتے رہے کہ وہ آپ کی لیبارٹری کی دوائیں آزمارہا ہے۔ پورس جو بہت ذہین کہلاتا ہے' وہ بھی پارس کے فریب میں آکر بارہ گھنٹے کے لیے ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم ہوگیا تھا۔"

یہ سمجھ میں آنے والی باتیں تھیں۔ تمام یہودی اکابرین قائل ہوگئے۔ ایک نے الپا سے کہا "تم ایک عورت ہو۔ پارس جیسے مسلمان کے بچے کی ماں بن کر اس سے اس قدر متاثر ہوگئی ہو کہ جو وہ کرتا ہے' اسے درست سمجھتی ہو۔ یہ ماننے کو تیار نہیں ہوتیں کہ وہ تمہیں جذباتی رشتے میں الجھا کر یہودی قوم کو نقصان پہنچارہا ہے۔"

پارس نے خیال خوانی کے ذریعے پہنچ کر کہا "آپ حضرات کو میرے اور الپا کے خلاف ہمیشہ بہکایا جائے گا اور آپ بہکتے جائیں گے۔ آخر ہم کب تک یہ صفائی پیش کرتے رہیں گے کہ ہم سے مملکتِ اسرائیل کو کبھی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ہمیشہ فائدہ پہنچتا رہے گا۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "تم نے غلط فارمولے دیے۔ لیبارٹری میں تمام نقلی دوائیں رکھی ہوئی ہیں۔ کیا اس سے تمہارا فراڈ ثابت نہیں ہوتا ہے۔"

"میں پچھلی بار ان دواؤں کو اصلی ثابت کرچکا تھا۔ آج یہ نقلی ثابت ہورہی ہیں — صاف ظاہر ہے کہ پورس وہاں سے اصلی دوائیں لے گیا ہے اور نقلی دوائیں رکھ گیا ہے۔"

پورس نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "جب یہ معزز اکابرین یقین سے کہہ رہے ہیں کہ لیبارٹری کے اندر مسلح فوجی جوان دن رات موجود رہتے تھے تو میں وہاں نادیدہ بن کر کیسے آسکتا تھا؟ کارٹن کی ایک بھی دوا لینے کے لیے مجھے نمودار ہونا پڑتا۔ وہاں پہرا دینے والے مجھے دیکھتے ہی گولی ماردیتے۔"

پارس نے کہا "تم درست کہہ رہے ہو۔ لیبارٹری کے اندر کسی ایک پہرے دار نے بھی تمہیں اور تمہارے ساتھی کو نہیں دیکھا کیونکہ تم سانس روک کر بے ہوشی کی دوا چھڑک کر چلے گئے تھے۔ لیبارٹری کے باہر والوں کو خبر نہ ہوئی کہ اندر والے پہرے دار بے ہوش ہوگئے ہیں۔ جب بے ہوشی کی دوا کا اثر زائل ہوگیا تو تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ آکر اصل دوائیں لے گئے اور ہمیں یہاں ذلیل کرنے کے لیے نقلی دوائیں چھوڑ گئے۔"

پورس نے ہنستے ہوئے کہا "کیسا بچکانا الزام ہے۔ اگر میں نے پہرے داروں کو بے ہوش کیا تھا تو وہ ہوش میں آنے کے بعد اپنے افسران کو ضرور رپورٹ دیتے کہ وہ بڑی دیر تک بے ہوش رہے تھے لیکن ایسے کسی افسر کو کوئی رپورٹ نہیں ملی ہے۔"

تمام افسران نے پورس کی تائید کرتے ہوئے کہا "یہ درست ہے۔ ہم میں سے کسی کے ماتحت پہرے داروں نے بے ہوشی کی رپورٹ نہیں دی ہے۔"

پارس نے کہا "وہ اس لیے کہ اندر صرف چار پہرے دار تھے۔ ان چاروں پر پورس اور اس کے ساتھیوں نے تنویمی عمل کیا ہے۔ وہ پہرے دار ابھی تک اپنی بے ہوشی کو بھولے ہوئے ہیں۔"

"اس بات کا کوئی ثبوت اور گواہ نہیں ہے کہ انہیں بے ہوش کیا گیا تھا اور ان کے ہوش میں آنے پر ان کے کمزور دماغوں پر تنویمی عمل کیا گیا تھا۔"

پارس نے کہا "میں جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچا کر رہتا ہوں۔ میرے پاس ثبوت بھی ہے اور گواہی بھی۔ آپ حضرات ذرا ٹی وی اسکرین پر دیکھیں۔"

وہاں دو بڑے ٹی وی اسکرین تھے۔ وہ روشن ہوگئے۔ خفیہ لیبارٹری کا منظر دکھائی دینے لگا۔ چار مسلح پہرے دار بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ پورس' نتاشا اور نتالیہ نمودار ہوکر نقلی دواؤں کے کارٹن رکھ رہے تھے اور اصلی دواؤں کے کارٹن اٹھا کر نادیدہ ہورہے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ تینوں اسی طرح نمودار ہوکر کارٹن تبدیل کرتے جارہے تھے۔

پارس کہہ رہا تھا "یہ بات میرے' الپا اور اسرائیلی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل برین آدم کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ اس خفیہ لیبارٹری میں کئی جگہ خفیہ کیمرے نصب کیے گئے ہیں۔"

ٹی وی اسکرین سے وہ مناظر ختم ہوگئے۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "پورس! دوسری بار تمہاری سازش پکڑی گئی ہے' تم کیا کہتے ہو؟"

انہیں جواب نہیں ملا۔ الپا نے غصے سے کہا "چوری پکڑی گئی۔ چور بھاگ گئے۔ آپ حضرات کو شرم آنی چاہیے کہ کئی بار مجھے آپ لوگوں کی نظروں سے گرانے کی کوششیں کی گئیں اور میں نے خود کو بے قصور ثابت کیا ہے۔ اگر آئندہ میں کبھی دشمنوں کی سازشوں کو ناکام نہ بنا سکی تو آپ حضرات مجھے یہاں سے دودھ میں پڑی مکھی کی طرح نکال پھینکیں گے۔"

ایک حاکم نے کہا "ہم شرمندہ ہیں کہ تم پر بار بار شبہ کرتے رہے۔"

الپا نے کہا "آپ شرمندہ نہ ہوں۔ میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ آئندہ مجھے یا پارس کو کوئی الزام دیا جائے گا تو ہم اپنی طرف سے صفائی پیش نہیں کریں گے۔ اسرائیل سے ہمیشہ کے لیے دور ہوجائیں گے۔ بس میں جارہی ہوں۔ بگ برادر (برین آدم) کو بڑا

بھائی سمجھتی ہوں‘ جب وہ بلائیں گے‘ تب آؤں گی۔"

وہ وہاں سے چلی آئی۔ پورس نے پارس کے پاس آکر کہا "میں جانتا ہوں تم سانس نہیں روکو گے۔ تمہارا دماغ ایک عجوبہ ہے۔ ویسے تم پکے بدمعاش ہو۔ تم نے دوسری بار اسرائیل میں میری سازش کو ناکام بنایا ہے۔"

"ابھی تو ابتدا ہے۔ آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا؟"

"آگے جو ہوگا‘ سو ہوگا۔ ابھی مجھے کامیابی پر مبارک باد نہیں دو گے کہ میں تمہاری اصلی دوائیں چرا لایا ہوں۔ جو نقصان تم نے پہنچایا تھا‘ اسے پورا کرچکا ہوں۔"

"میں تمہاری جتنی دوائیں لے جاچکا ہوں‘ تم اس کی آدھی بھی حاصل نہ کرسکے۔ خیرات کے طور پر چند کارٹن لے گئے ہو‘ خیرات مبارک ہو۔"

○☆○

وہ صرف مہاراج کہلاتا نہیں تھا بلکہ مہاراجوں کی طرح زندگی بھی گزارتا تھا۔ ایک ایسی وسیع و عریض شاندار کوٹھی میں رہتا تھا جس کے اطراف دو کلومیٹر کے احاطے والا خوبصورت باغ تھا۔ اس باغ کے مختلف حصوں میں مسلح گارڈز کی ڈیوٹی بدلتی رہتی تھی۔

کوٹھی کے درمیانی حصے میں ایک جدید طرز کے فوارے کے ساتھ ایک جدید طرز کا پراسرار سوئمنگ پول تھا۔ اس پول میں حسین دوشیزاؤں کے غسل کرنے اور تیرنے اور پانی میں رہ کر شرارتیں کرنے کا وقت مقرر تھا۔

وہ سوئمنگ پول اس لئے پراسرار سمجھا جاتا تھا کہ مہاراج تیراکی کا مختصر سا لباس پہنے پانی کے اندر سے ابھرتا تھا اور حسین دوشیزاؤں کے ساتھ غسل کرنے اور ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے بعد اسی پول کے پانی میں غوطہ لگا کر کہیں گم ہوجاتا تھا پھر وہ نظر نہیں آتا تھا۔

اس وقت اس سے رابطہ کیا جائے تو وہ اپنی محل نما کوٹھی کے بیڈ روم یا ڈرائنگ روم وغیرہ سے فون پر گفتگو کرتا ہوا سنائی دیتا تھا۔ اس طرح یہ سمجھ میں آتا تھا کہ سوئمنگ پول کے اندر ضرور کوئی چور دروازہ ہے جہاں سے گزر کر وہ حسیناؤں کے درمیان پانی سے ابھرتا ہے پھر وہ حسینائیں اس پول سے چلی جاتی ہیں تو وہ غوطہ لگا کر پانی کی تہ میں کہیں گم ہوجاتا ہے۔

ایسا کوئی چور دروازہ ہوگا تو اس کا علم کسی کو نہیں تھا۔ جن کاریگروں نے برسوں پہلے وہ پراسرار سوئمنگ پول بنایا تھا ان تمام کاریگروں کو اس نے گولی ماردی تھی۔ وہ اپنے بھائیوں کے سوا کسی کو رازدار بنانا پسند نہیں کرتا تھا۔

یہ پرانی کہاوت ہے جو آج بھی نئی ہے کہ انسان زر‘ زن اور زمین حاصل کرکے دوسروں پر برتری حاصل کرتا ہے۔ یہ تین چیزیں انسان کے اندر ہوس پیدا کرتی ہیں۔ ان میں قابل ذکر زن یعنی عورت ہے۔ یہ دنیا اگر مردوں کی ہے تو عورت اس دنیا کو اپنے حسن اور اپنی اداؤں سے الٹ پلٹ کر رکھ دیتی ہے۔

مہاراج کے پاس اتنی زمینیں‘ جائیداد اور دولت تھی کہ وہ دنیاوی معاملات سے دور رہ کر نہ صرف خود عیش کرسکتا تھا بلکہ اس کی آئندہ نسلیں بھی عیش و آرام سے زندگی گزار سکتی تھیں لیکن مہاراج حسن و شباب کا رسیا تھا۔ کہیں سے حسن کی سوغات ملے تو وہ اسے دل و جان سے قبول کرتا تھا‘ نہ ملے تو دولت پانی کی طرح بہا کر اسے حاصل کرتا تھا۔

فلم انڈسٹری میں بھی ایک سے بڑھ کر ایک دلربا اداؤں والی حسینائیں تھیں۔ جس پر اس کا دل آجاتا تھا اس کی فلم کے پروڈیوسر کو وہ کروڑوں روپے دے کر اسے ہیروئن بنانے سے پہلے اپنے بیڈ روم کی ہیروئن بنایا کرتا تھا۔

ایسا ہی ایک پروڈیوسر وہ بھی تھا جس نے بلی ڈونا کو مدھو پور والی سڑک سے ممبئی تک لفٹ دی تھی۔ اس نے بلی ڈونا جیسی حسینہ کو دیکھتے ہی سمجھ لیا تھا کہ اسے مہاراج کے سامنے پیش کرے گا تو مہاراج خوش ہوکر اس کی نئی فلم میں کروڑوں روپے لگائے گا۔

اسی لئے اس پروڈیوسر نے بلی ڈونا کو رہنے کے لئے اپنا ایک فلیٹ دیا تھا پھر تیسری منزل کی سیڑھیوں سے پھسل کر اسپتال پہنچ گیا تھا۔

اسے الپا نے خیال خوانی کے ذریعے اس طرح سیڑھیوں سے گرایا تھا کہ کبھی نیلماں اس پروڈیوسر کے دماغ میں آئے تو اسے پتا نہ چلے کہ کوئی پروڈیوسر اور بلی ڈونا کے دماغ میں آیا تھا۔ الپا کی چال کامیاب رہی تھی۔ نیلماں کو معلوم نہ ہوسکا پھر وہ مصروفیات کی وجہ سے پروڈیوسر کے چور خیالات زیادہ نہ پڑھ سکی ورنہ اسے یہ معلوم ہوجاتا کہ وہ پروڈیوسر بلی ڈونا کو مہاراج کے سامنے پیش کرنے والا ہے۔

پھر نیلماں پر دوسری افتاد آپڑی۔ فہمی اس کے پیچھے پڑگئی تھی۔ اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے نیلماں کو اس جاگیر سے بھاگنا پڑا جہاں اس نے نندہ رانی کا جسم حاصل کیا تھا۔ وہاں سب اسے نندہ رانی سمجھتے تھے اور نیلماں نہیں چاہتی تھی کہ فہمی آکر نندہ رانی کو جسمانی طور پر ہلاک کرے اور اس کی آتما کو پھر نیا جسم حاصل کرنا پڑے۔ یوں بار بار جسم تبدیل کرنے کے باعث اس کی آتما شکتی کمزور ہوتی جارہی تھی۔

فہمی نے پارس کو بتایا۔ "میں نیلماں کو خوفزدہ کررہی ہوں اور وہ اپنے موجودہ جسم کو ہلاکت سے بچانے کے لئے مجھ سے چھپتی پھر رہی ہے۔ تم چاہو تو بلی ڈونا کو اس کے سحر سے آزاد کرسکتے ہو۔"

پارس نے پوچھا۔ "کیا نیلماں واقعی تم سے خوفزدہ ہے؟"

"وہ مجھ سے خوفزدہ ہے‘ اسی لئے تو کہہ رہی ہوں۔"

"خدا میرے بھائی علی کو محفوظ رکھے۔ نیلماں جیسی چڑیل تم سے خوفزدہ ہے۔ تمہارے جیسی خوفناک شریک حیات کے ساتھ پتا

نہیں وہ کیسے زندگی گزار رہا ہوگا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "علی نے مجھ سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم سے بات کروں گی تو ضرور دماغ کھانے والی باتیں کروگے۔"

"پورا دماغ نہیں کھایا جاتا صرف مغز کھایا جاتا ہے۔"

"میں اپنا مغز کھانے نہیں دوں گی۔ خدا حافظ۔"

وہ چلی گئی۔ میں نے الپا سے کہا کہ وہ نیلماں کا لب و لہجہ اختیار کرکے بلی کے پاس جائے اور اسے نیلماں کے سحر سے نجات دلائے۔ وہ اپنی بیٹی کو سنبھالنے میں مصروف تھی۔ اس نے کہا۔ "میں ابھی تھوڑی دیر بعد جاؤں گی۔ بچی ذرا سو جائے۔"

اسپتال میں پروڈیوسر کی حالت سنبھل گئی تھی۔ زخموں کی تکلیف کچھ کم ہوئی تو اس نے فون کے ذریعے مہاراج سے رابطہ کیا۔ "مہاراج! آپ کے لئے ایک ایسا حسین تحفہ لایا ہوں کہ آپ اسے دیکھیں گے تو دیکھتے ہی رہ جائیں گے مگر افسوس آپ کے سامنے پیش کرنے سے پہلے اسپتال پہنچ گیا ہوں یہ میری بدنصیبی ہے کہ تیسری منزل کی سیڑھیوں سے پھسل کر گرا ہوں اور خوش نصیبی یہ ہے کہ ہڈیاں سلامت ہیں‘ صرف زخمی اور بے ہوش ہوا تھا۔"

مہاراج نے پوچھا۔ "وہ حسین تحفہ کہاں ہے؟"

"وہ باندرہ والے فلیٹ میں ہے۔"

اس نے مکمل پتا بتایا۔ مہاراج نے اپنے دو باڈی بلڈرز کو حکم دیا کہ اس فلیٹ میں جاکر اسے دیکھیں۔ اگر وہ واقعی غیر معمولی حسن و جمال کی حامل ہوگی تو اسے اٹھا کر لے آئیں۔

مہاراج دہلی میں تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے دونوں ماتحت باڈی بلڈرز کو حکم دیا تھا۔ بلی ڈونا گہری نیند سو رہی تھی۔ کال بیل کی آواز پر آنکھ کھل گئی۔ اس نے بستر سے اٹھ کر پوچھا "کون ہے؟"

باہر سے آواز آئی۔ "ہمیں تمہارے پروڈیوسر نے بھیجا ہے۔ ہم تمہارے لئے ضروری سامان لائے ہیں۔"

اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ دو قد آور آدمی اندر آگئے۔ بلی نے ناگواری سے کہا۔ "یہ کیا بدتمیزی ہے۔ میری اجازت کے بغیر اندر کیوں آرہے ہو؟"

ایک نے ہنستے ہوئے پوچھا۔ "کیا تمہارے پاس آنے کے لئے ٹکٹ خریدنا پڑتا ہے؟"

"اچھا تو مردانگی دکھانے آئے ہو؟"

"تم تھوڑی دیر اسی طرح سامنے کھڑی رہو۔ مہاراج ہمارے دماغ میں رہ کر تمہارے حسن و شباب کو پرکھ رہے ہیں۔"

وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ یہ مہاراج کون ہے؟ اسی وقت پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے اس نے سانس روک لی۔ مہاراج نے ایک باڈی بلڈر کی زبان سے کہا۔ "تم یوگا جانتی ہو۔ کیا ٹیلی پیتھی بھی جانتی ہو؟"

"تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟"

"میرے ان دو آدمیوں کے خیالات بتا رہے ہیں کہ تم حسن کا شاہکار ہو۔ ان کے ساتھ چلی آؤ۔ میں تمہیں سونے میں تول دوں گا۔"

"سونے میں تولنے سے پہلے میں تمہارے ان آدمیوں کو سلا دوں گی۔"

"ضد نہ کرو۔ دوستی کرو۔ مجھے پسند آجاؤ گی تو فلم انڈسٹری کی سپر اسٹار بنا دوں گا۔"

اس نے دونوں سے کہا۔ "اے! چلو یہاں سے نکلو۔"

مہاراج نے ان سے کہا۔ "یہ سیدھی طرح قابو میں نہیں آئے گی۔ مجھے سرکش حسینائیں پسند ہیں۔ اسے جبراً لے آؤ۔"

ایک باڈی بلڈر اس کا ہاتھ پکڑنے کے لئے آگے بڑھا۔ بلی نے پینترا بدل کر ایک لات ماری۔ وہ چیخ مار کر تلملانے لگا۔ دوسرا اس پر جھپٹنے آیا مگر اسے پکڑ نہ سکا۔ اس کے منہ پر ایک فلائنگ کک لگی۔ پتا چل گیا کہ وہ زبردست فائٹر ہے۔ کوئی نازک سی حسینہ نہیں ہے۔ ان دونوں نے سنبھل کر اسے گھیر کر گرفت میں لینا چاہا لیکن وہ پینترے بدل کر ایسی پوزیشن میں آجاتی تھی کہ دونوں اس پر بیک وقت نہیں جھپٹ سکتے تھے۔ ایک وقت میں کسی ایک کو مقابلے پر آنا پڑتا تھا۔ مقابلے میں وہ کامیاب حملے کررہے تھے۔ اس کے باوجود بلی ڈونا کے حصے میں زیادہ کامیابی آرہی تھی۔

الپا نے نیلماں کے لب و لہجے میں رابطہ کیا پھر پارس سے بولی۔ "بلی کے فلیٹ میں دو آدمی ہیں۔ وہ ان سے تنہا مقابلہ کررہی ہے۔"

پارس الپا کے دماغ میں رہ کر بلی کے اندر آیا۔ ان دونوں نے بلی کے اندر رہ کر ان دونوں باڈی بلڈرز کی آوازیں سنیں پھر پارس ایک کے دماغ میں گھس کر اسے دوڑاتا ہوا بالکونی میں لے آیا۔ اس نے بالکونی سے نیچے چھلانگ لگادی۔ تیسری منزل سے چھلانگ لگانے والا یوں بھی نہیں بچتا لیکن اس کی فوری موت اس طرح ہوئی کہ وہ سڑک پر گرا اور ایک تیز رفتار ٹرک اس پر سے گزرتا چلا گیا۔

پھر پارس نے دوسرے باڈی بلڈر کو اس فلیٹ سے باہر بھگایا۔ وہ دوڑتا ہوا چیختا ہوا نیچے جاتے ہوئے کہنے لگا۔ "میں نے اسے تیسری منزل سے نیچے پھینکا ہے۔ میں اس کا قاتل ہوں۔"

الپا نے نیلماں کے لب و لہجے میں کہا۔ "بلی! یہاں سے فوراً چلی جاؤ ورنہ پولیس والے مرڈر کیس میں تمہیں الجھائیں گے۔"

بلی نے اپنے ضروری سامان کی اٹیچی اٹھائی پھر وہاں سے جانے لگی۔ مہاراج خیال خوانی کے ذریعے یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں آیا کہ بلی نے مقابلے کے دوران میں ایک مقابل کو خیال خوانی کے ذریعے تیسری منزل سے نیچے گرایا ہے اور دوسرے کو فلیٹ سے بھگایا ہے۔

اس نے نیچے بھاگنے والے باڈی بلڈر کے دماغ میں رہ کر اسے

روکنا چاہا لیکن پارس نے اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ وہ نیچے سڑک پر پہنچ کر سینہ تان کر کہہ رہا تھا ۔ یہ میرا دشمن تھا۔ میں نے اسے اوپر سے نیچے پھینک دیا ہے۔ کوئی بھی میرے مقابلے میں آئے گا تو جان سے مارا جائے گا۔"

مہاراج نے بلی کے دماغ میں پھر ایک بار آنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اس نے اپنے دوسرے چھ آلۂ کاروں کو اس فلیٹ کا پتا بتا کر کہا۔ "وہاں ایک خطرناک حسینہ ہے' اسے کسی طرح زخمی کرو تاکہ مجھے اس کے دماغ میں جانے کا موقع مل سکے۔"

پھر اس نے اسپتال میں پڑے ہوئے پروڈیوسر کے اندر پہنچ کر پوچھا۔ "تم کس حسین بلا کو پکڑ کر لے آئے ہو۔ اس نے میرے ایک باڈی بلڈر کو ہلاک کردیا ہے اور دوسرا پولیس کیس میں پھنسنے والا ہے۔ وہ حسینہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ تم اسے کہاں سے لائے تھے؟"

"مدھو پور کی بستی کے پاس سے جو سڑک گزرتی ہے وہ اسی سڑک کے کنارے تنہا کھڑی ہوئی تھی۔ میں نے اسے کار میں بیٹھنے کو کہا' وہ بیٹھ گئی۔ مجھے تو کسی طرح بھی خطرناک نہیں لگ رہی تھی۔"

"تم گدھے ہو۔ کیا وہ اپنے منہ سے بولتی کہ وہ خطرناک ہے؟ تم نے اس کا نام تو پوچھا ہوگا؟"

"اس نے اپنا نام لکشمی بتایا تھا۔"

"نام بھی فرضی بتایا ہوگا۔ وہ بہت چالاک ہے۔ میرا خیال ہے اس فلیٹ سے بھاگ گئی ہوگی۔"

"آہ! میں بستر سے اٹھ نہیں سکتا ورنہ اسے پکڑ کر آپ کے پاس لے آتا۔"

مہاراج اس کے دماغ سے نکل کر ایک آلۂ کار سے بولا۔ "باندرہ کے علاقے میں فوراً ٹیلی پیتھی کو عارضی طور پر ختم کرنے والی دوا اسپرے کرو۔ میں اس چالاک لومڑی کو ہاتھ سے نکلنے نہیں دوں گا۔"

الپا نے نیلماں کے لب و لہجے میں بلی ڈونا سے کہا۔ "باندرہ یا اس شہر سے باہر کہیں چلی جاؤ۔ اب وہ دشمن دماغ میں آئے تو اسے آنے دو۔ ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کون ہے۔"

ممبئی سے کلکتہ ایک ٹرین جارہی تھی۔ وہ ریلوے اسٹیشن پہنچتے ہی اس میں سوار ہوگئی۔ فرسٹ کلاس کمپارٹمنٹ میں ایک برتھ ریزرو کرنے کے لئے ایک ٹی ٹی سی کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹریپ کرکے اس سے ایک ٹکٹ خریدا۔ پھر کمپارٹمنٹ میں آکر بیٹھ گئی۔

اسی وقت مہاراج نے اس کے دماغ میں آکر کہا۔ "سانس نہ روکنا۔ پہلے میری بات سن لو۔ میں دشمن بن کر نہیں آیا ہوں۔"

الپا نے اس کے چور خیالات کو اپنے قابو میں کیا تھا تاکہ مہاراج کو یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کسی ٹرین میں بیٹھی ہوئی ہے۔ بلی نے پوچھا۔ "تم کون ہو اور کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو؟ پھر کہتے ہو کہ دشمنی نہیں کررہے ہو۔ اپنا تعارف کراؤ۔"

"مجھے سب ہی مہاراج کہتے ہیں۔ میرے پاس اتنی دولت ہے کہ میں تمہیں مہارانی بنا سکتا ہوں۔"

"ٹیلی پیتھی جاننے والا دولت مند ہوتا ہے۔ دنیا کی مشکل سے مشکل تجوریاں کھول کر بے انتہا دولت مند بن جاتا ہے۔ مجھے اپنی دولت کی چمک نہ دکھاؤ۔"

"میں نے پہلے تمہارے حسن و شباب کی تعریفیں سنی تھیں پھر میں نے دیکھا کہ تم بہترین فائٹر بھی ہو اور ٹیلی پیتھی بھی جانتی ہو۔ مجھے تمہارے جیسی ساتھی کی ضرورت ہے۔ اگر ہم دوست بن جائیں تو اپنے دشمنوں پر بھاری پڑیں گے۔"

"تم نے مجھ پر جو نیت خراب کی ہے اس کی بات کرو۔ اپنی ٹیلی پیتھی اور دولت کے ذریعے بے شمار حسیناؤں کو تم نے حاصل کیا ہوگا لیکن میرے لئے ترستے اور تڑپتے رہ جاؤ گے۔ میری پرچھائیں تک بھی نہیں پہنچ پاؤ گے۔"

"تم خواہ مخواہ ضد کررہی ہو۔ مہاراج کے لئے کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔ اب میں تمہارے پیچھے پڑ گیا ہوں تو تمہیں حاصل کرکے رہوں گا۔"

"تو پھر میرے دماغ سے جاؤ اور مجھے تلاش کرتے رہو۔"

اس نے سانس روک لی۔ مہاراج اس کے اندر سے نکل گیا۔ اس نے چور خیالات پڑھنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن وہ معلوم نہ کرسکا کہ اس کے ہاتھ سے نکل جانے والی حسینہ کہاں ہے؟ اب تو ٹرین چل پڑی تھی اور وہ ممبئی شہر سے دور ہوتی جارہی تھی۔

اس کمپارٹمنٹ میں چار برتھ کا ایک کیبن بنا ہوا تھا۔ اس کیبن میں اس کے علاوہ ایک عورت اور دو مرد تھے۔ عورت بوڑھی تھی۔ ان میں سے ایک اس کا جوان بیٹا اور دوسرا بیٹے کا دوست تھا۔ وہ دونوں بلی ڈونا کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ تازہ رس بھرا پھل سامنے رکھا ہو تو سب ہی اسے حاصل کرنے کی سوچنے لگتے ہیں۔

بوڑھی نے پوچھا۔ "بیٹی! تم اکیلی ہو؟ کہاں جارہی ہو؟"

بلی نے کہا۔ "میں گھر سے بھاگ کر فلموں میں کام کرنے آئی تھی لیکن وہاں بھیڑیے ہیں۔ سب ہی پروڈیوسر ڈائریکٹر میری عزت سے کھیلنا چاہتے تھے اس لئے میں واپس جارہی ہوں۔"

"واپس کہاں جاؤ گی؟ کہاں کی رہنے والی ہو؟"

"میں اپنے ماں باپ کا نام اور پتا نہیں بتاؤں گی۔ ان کی بڑی بدنامی ہورہی ہوگی۔ ان کے پاس واپس بھی نہیں جاؤں گی۔"

ایک جوان نے کہا "میرا نام راجیش ہے۔ تم کہاں جاؤ گی؟"

"میں نے ابھی سوچا نہیں ہے۔ کسی بڑے شہر میں جاکر کوئی ملازمت کروں گی۔"

دوسرے جوان نے کہا۔ "میرا نام ممیش ہے۔ ناگپور میں بہت

بڑی انڈسٹری کا مالک ہوں۔ تمہیں وہاں عزت کی نوکری مل جائے گی۔"

بوڑھی نے دونوں کو گھور کر دیکھا پھر کہا۔ "بیٹی! تم اتنی سندر ہو کہ جہاں بھی جاؤ گی وہاں کوئی مطلب کے بغیر تمہیں نوکری نہیں دے گا۔ میری بات مانو اور گھر لوٹ جاؤ۔ ماں باپ تمہاری غلطی معاف کردیں گے اور کسی اچھے خاندان میں تمہاری شادی کردیں گے۔"

"میں آپ لوگوں کی باتوں پر غور کروں گی۔ ابھی مجھے نیند آرہی ہے۔ میں اوپر والی برتھ پر جاکر سو رہی ہوں۔"

وہ اوپری برتھ پر آکر لیٹ گئی۔ الپا نے نیلماں کے لب و لہجے میں اس کے اندر جگہ بنائی تھی۔ اس طرح وہ پارس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرسکی۔ تھوڑی دیر بعد سو گئی۔ پارس اس پر تنویمی عمل کرنے لگا۔

اس عمل کے ذریعے اس نے نیلماں کے تنویمی عمل اور اس کے لب و لہجے کو اس کے دماغ سے مٹا دیا۔ ایک نئے لب و لہجے کو دماغ میں نقش کردیا۔ آئندہ نیلماں یا کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر آکر یہ معلوم نہیں کرسکتا تھا کہ وہ بلی ڈونا ہے۔

الپا نے پارس سے کہا۔ "اب یہ محفوظ ہوگئی ہے۔ مہاراج بھی اس کے سابقہ لب و لہجے کے ذریعے اسے ڈھونڈتا رہ جائے گا۔ کیا ہم اسے کسی محفوظ جگہ پہنچائیں گے؟"

"یہ نادان بچی نہیں ہے کہ اس کی انگلی پکڑ کر اس کے گھر پہنچایا جائے۔ یہ خود اپنے لئے کوئی محفوظ پناہ گاہ ڈھونڈ لے گی۔"

"یعنی اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے؟"

"اس کی تنویمی نیند پوری ہونے تک ہم ایک آدھ بار اس کی خیریت معلوم کرنے آئیں گے۔ بیدار ہونے کے بعد یہ پوری طرح محفوظ رہے گی۔ اپنا راستہ خود بنا لے گی۔"

پارس نے تنویمی عمل کے اختتام پر اسے دو گھنٹے تک سکون سے تنویمی نیند سونے کا حکم دیا تھا پھر وہ دونوں اس کے دماغ سے چلے گئے اور وہ آرام سے اوپری برتھ پر سوتی رہی۔

راجیش اور ممیش بار بار اوپر دیکھ رہے تھے۔ نیند کی حالت میں اس کے بدن کی شادابی جاگ رہی تھی۔ اگر بوڑھی ماں نہ ہوتی تو وہ اس سے دوستی کرکے ضرور اسے اپنے ساتھ لے جاتے۔ راجیش نے کہا۔ "ماں جی! تم تھکی ہوئی ہو۔ سو جاؤ۔ کھانے کے وقت ہم تمہیں جگا دیں گے۔"

بوڑھی نے کہا۔ "میں خوب سمجھتی ہوں۔ تم دونوں کو شرم آنی چاہئے۔ گھر میں تمہاری خوبصورت بیویاں ہیں۔ بیوی کے سوا دوسری لڑکیوں کو بہن سمجھنا چاہیے۔ میں کھانے کے بعد تم لوگوں کو سلاؤں گی اور خود جاگتی رہوں گی۔"

وہ دونوں مایوس ہوگئے۔ دو گھنٹے گزرتے دیر نہیں لگی۔ تنویمی نیند پوری ہوگئی۔ وہ بیدار ہوکر اٹھ بیٹھی پھر برتھ سے اتر کر نیچے آگئی۔ اس نے اٹیچی سے ایک لباس نکالا پھر باتھ روم میں جاکر منہ ہاتھ دھو کر لباس بدل کر آئی تو پہلے سے زیادہ تر و تازہ اور شاداب نظر آنے لگی۔ وہ دونوں اسے دیکھ کر دل ہی دل میں آہیں بھرنے لگے۔ وہ بوڑھی ماں کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ وہ گھر سے کھانا پکوا کر لائے تھے۔ بلی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگئی۔

ممیش نے پوچھا۔ "تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ کیا میری مل میں ملازمت کرو گی۔ میں تمہیں پرسنل سیکریٹری بناؤں گا۔ ماہانہ پچیس ہزار روپے' رہنے کے لئے ایک بنگلا اور ایک نئے ماڈل کی کار دوں گا۔"

"یہ تو بہت بڑی آفر ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کہیں اتنی بڑی ملازمت مل سکتی ہے۔ میں یہ ملازمت ضرور کروں گی۔"

ممیش خوش ہوگیا۔ یہ وہ وقت تھا جب نیلماں نے ممی کے خوف سے تندہ رانی کی جاگیر چھوڑ دی تھی اور وہاں سے بہت دور چلی گئی تھی۔ اسے اپنی پریشانی میں اتنا وقت بھی نہیں ملا کہ وہ بلی ڈونا کی خبر لیتی۔ اسے اطمینان تھا کہ وہ اس کی گرفت سے نکل کر کہیں نہیں جاسکے گی۔

مہاراج نے بھی بعد میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے تلاش کیا تو اسے بلی ڈونا کا دماغ نہیں ملا۔ پہلے تو وہ حیران ہوا پھر سمجھ گیا کہ کسی نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کا لب و لہجہ بدل دیا ہے۔ اب وہ ہاتھ نہیں آئے گی۔

وہ ناگپور پہنچ گئے۔ اسٹیشن کے باہر راجیش اور ممیش کی کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ راجیش اپنی ماں کے ساتھ چلا گیا۔ بلی ممیش کی کار میں آکر بیٹھ گئی۔ ایک لمبی ڈرائیو کے بعد وہ کار ایک بہت بڑی کوٹھی کے احاطے میں داخل ہوئی اور پورچ میں آکر رک گئی۔ مسلح گارڈز نے ان کے لئے دروازہ کھولا۔ ایک ملازم نے کہا۔ "مالک! آپ کے چاچا جی مدراس سے آئے ہیں۔"

ممیش نے ناگواری سے منہ بنایا۔ وہ ایک دلربا کے ساتھ آیا تھا۔ اس سے پہلے چاچا جی کباب میں ہڈی بننے چلے آئے تھے۔ بلی نے پوچھا۔ "کیا تم اپنے چاچا کو پسند نہیں کرتے ہو؟"

"میں انہیں بہت چاہتا ہوں مگر آج تمہارے ساتھ وقت گزارنے کا موڈ تھا۔"

اسی وقت بلی نے اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا اور سانس روک لی۔ سوچنے لگی۔ "یہ کون ہوسکتا ہے؟ کون میرے خیالات پڑھنا چاہتا ہے۔"

وہ دونوں کوٹھی کے اندر آئے۔ بلی نے کہا۔ "مجھے کسی دوسرے کمرے میں پہنچا دو۔ ابھی اپنے چاچا سے میرے بارے میں کچھ نہ کہنا۔"

"یہی تو مشکل ہے۔ ان سے کوئی بات چھپا نہیں سکتا۔ انہیں معلوم ہوچکا ہوگا کہ تم میرے ساتھ آئی ہو۔"

"تعجب ہے۔ انہیں کیسے معلوم ہوگا؟"

"وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ ہر کسی کے بھی دماغ میں گھس کر اس کے اندر کی بات معلوم کر لیتے ہیں۔"

بلی نے سمجھ لیا کہ ابھی اس کے دماغ میں میش کا چاچا آنا چاہتا تھا۔ وہ پریشان ہو گئی کہ کہاں آ پھنسی ہے؟ پتا نہیں وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا چاچا کون ہے؟

وہ دونوں ایک بیڈ روم میں آئے۔ میش نے کہا۔ "تم یہاں آرام کرو۔ پہلے میں چاچا جی سے مل کر آتا ہوں۔ انہیں تمہارے بارے میں بتاؤں گا پھر تم سے ملاقات کراؤں گا۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے جماہی لی پھر بستر کے سرے پر بیٹھ کر لیٹ گیا۔ بلی نے پوچھا۔ "تم ابھی چاچا جی کے پاس جانا چاہتے تھے۔ لیٹ کیوں گئے؟"

"پتا نہیں کیوں نیند آ رہی ہے۔ سفر کی تھکن ہے لیکن میں سونا نہیں چاہتا۔ ابھی چاچا جی کے پاس......"

وہ بات پوری نہ کر سکا۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ بلی نے خطرے کو سمجھ لیا۔ اس نے اس کے چاچا کو دماغ میں آنے سے روکا تھا۔ اب وہ چاچا تجسس میں مبتلا ہو گیا ہو گا کہ یوگا جاننے والی کون حسینہ اس کے بھتیجے کے ساتھ آئی ہے؟

وہ فوراً ہی پلٹ کر کمرے سے باہر آئی۔ تیزی سے چلتی ہوئی کوٹھی کے باہر نکلی۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا یہ نہیں جانتا ہو گا کہ وہ کوٹھی سے باہر جا رہی ہے۔ وہ میش کے ساتھ جس کار میں آئی تھی اس کی اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کر کے ڈرائیو کرتی ہوئی کوٹھی کے احاطے سے باہر نکلی۔ پھر کار کی رفتار بڑھاتی چلی گئی۔ وہاں سے دور بہت دور جانے میں ہی اس کی بھلائی تھی۔

وہ تقریباً تیس کلو میٹر دور چلی آئی۔ اطمینان ہوا کہ کسی انجانے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے دور آ گئی ہے۔ ایسے ہی وقت اسے ایک مردانہ بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔ "آہستہ چلاؤ۔ حادثہ ہو سکتا ہے۔"

وہ ایک دم سے گھبرا گئی۔ ہاتھوں میں اسٹیئرنگ بہکنے لگا۔ حادثہ ہونے والا تھا لیکن اس نے اسٹیئرنگ کو فوراً ہی قابو میں کیا پھر بریک لگا کر کار روک دی۔ پچھلی سیٹ کی طرف پلٹ کر دیکھا۔ پہلے تو کوئی نظر نہیں آیا پھر اچانک ایک شخص نمودار ہو گیا۔ یہ نادیدہ بنانے والی گولی کا کرشمہ تھا۔

نمودار ہونے والے شخص کے چہرے پر داڑھی تھی۔ سر کے بال شانے تک بڑھے ہوئے تھے۔ بالکل گرو دیو کا ہم شکل تھا اور ویسا ہی حلیہ تھا۔ وہ مہاراج اور گرو دیو کا چھوٹا بھائی شیو راج تھا۔ وہ مسکرا کر بولا "جس وقت میش سو رہا تھا یعنی کہ میں اسے سلا رہا تھا تو اسی کمرے میں تمہارے پاس نادیدہ بنا ہوا تھا۔ تمہارے ساتھ کار میں بیٹھ کر آیا ہوں۔ مہاراج کی قسم کھا کر کہتا ہوں تمہارے جیسی حسینہ لاکھوں میں ایک ہوا کرتی ہے۔ کون ہو تم؟"

چھوٹے بھائی نے اپنے بڑے بھائی مہاراج کی قسم کھائی تھی۔

بلی نے چونک کر پوچھا۔ "یہ مہاراج کون ہے؟"

"میرے بڑے بھائی ہیں۔ ہمارے لئے دیوتا سمان ہیں۔ میں نے ان کی جھوٹی قسم نہیں کھائی ہے۔ تمہارے حسن و شباب میں مقناطیس جیسی کشش ہے۔ اب اپنے بارے میں بتاؤ یا پھر مجھے اپنے دماغ میں آنے دو۔"

وہ کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ شیو راج نے بھی کار سے نکلتے ہوئے کہا۔ "مجھ سے مکاری نہ کرنا۔ کہیں بھاگ کر جا نہیں سکو گی۔ میں نادیدہ ہو کر تمہارے جسم میں سما جاؤں گا۔"

وہ بولی۔ "میں نے سنا تھا کہ ایسی ایک غیر معمولی گولی ہے' جسے نگلنے والا نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ مجھے تو یہ قصے کہانی والی بات لگتی تھی۔ اب بھی میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہارے پاس کوئی گولی نہیں ہے۔ تم جادو سے میرے پاس آئے ہو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "وہ گولی میرے منہ میں ہے۔ میری داڑھ میں دبی ہوئی ہے۔ یہ دیکھو۔"

اس نے داڑھ میں دبی ہوئی گولی کو اپنی زبان پر رکھا پھر منہ کھول کر زبان نکال کر وہ گولی اسے دکھائی۔ اس سے پہلے کہ وہ زبان اندر کر کے منہ بند کرتا' بلی نے بجلی جیسی تیزی دکھائی۔ گھوم کر اس کے منہ پر ایک کک ماری۔ وہ گولی زبان سے نکل کر دور زمین پر جا کر گری۔ زوردار لات لگنے کے باعث زبان دانتوں کے درمیان آ گئی۔ وہ تکلیف سے تلملا گیا پھر دوسری لات بھی منہ پر پڑی۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے گیا۔ وہ ایک عورت سے کمزور نہیں تھا۔ جوابی حملے کر سکتا تھا لیکن بلی نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک ننھا سا پستول نکال لیا۔

وہ ایک درخت سے ٹکرا کر وہیں کھڑا رہ گیا۔ پستول کے سامنے کوئی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بولی۔ "اب ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر بتاؤ تم کون ہو؟ اور کن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے تمہارا تعلق ہے؟"

"مم..... میرا کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں بالکل اکیلا ہوں۔ مجھ پر گولی نہ چلاؤ۔"

اس نے ایک فائر کر کے اس کے ایک بازو کو زخمی کیا پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ تکلیف سے کراہ رہا تھا اور اسے اپنے چور خیالات پڑھنے سے روک نہیں پا رہا تھا۔ وہ تھوڑی دیر بعد بولی۔ "اچھا تو تم تین ہم شکل بھائی ہو۔ تینوں کا لباس اور حلیہ ایک ہے۔ بڑے بھائی کو مہاراج کہتے ہو۔ دوسرا بھائی گرو دیو کہلاتا ہے۔ تیسرے تم ہو۔"

"دیکھو' عقل سے کام لو۔ مجھے ہلاک کرو گی تو سکون سے نہیں رہ سکو گی۔ میرے دونوں بھائی تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "بڑی عجیب بات ہے۔ ممبئی میں تمہارے بھائی مہاراج نے مجھے اغوا کرانے اور اپنے پاس بلانے کی کوشش کی تھی۔ میں نے اس کے باڈی بلڈرز کی ایسی تیسی کر دی۔ وہاں

سے فرار ہو کر ٹرین میں آئی تو میش سے سامنا ہوا۔ تمہارے خیالات بتا رہے ہیں کہ میش مہاراج کا بیٹا ہے۔ یعنی باپ کے علاوہ بیٹا بھی مجھ پر عاشق ہو گیا اور اب تمہارے جیسے چاچا جی مجھ پر عاشق ہو کر یہاں تک آ گئے۔ یہ بڑا ہوس پرست عاشقوں کا خاندان ہے۔"

وہ اس کی باتوں کے دوران میں اپنا ہاتھ ایک جیب کی طرف لے جا رہا تھا۔ دوسری گولی نگل کر نادیدہ ہونا چاہتا تھا' بلی نے تڑا تڑ فائر کئے۔ تین گولیاں اس کے سینے میں اتار دیں۔ وہ اوندھے منہ زمین پر گر کر ٹھنڈا پڑ گیا۔

بلی نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی۔ ایک ڈبیا نکلی جس میں پندرہ نادیدہ بنانے والی گولیاں اور پانچ فلائنگ کیپسول تھے۔ بلی کے پاس ایسی غیر معمولی چیزیں نہیں تھیں۔ شیو راج کی موت نے وہ کمی پوری کر دی۔

اس نے ایک گولی اور ایک کیپسول نکال کر ڈبیا کو گریبان میں چھپا لیا۔ گولی کو منہ میں رکھ لیا۔ نادیدہ ہونے سے پہلے کیپسول کو منہ میں رکھنا چاہتی تھی۔ اب کار کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ وہ کیپسول کے ذریعے منٹوں میں کہیں بھی پہنچ سکتی تھی۔

اسی وقت اسے اپنے دماغ میں ایک اجنبی سوچ کی لہریں سنائی دیں۔ کوئی کہہ رہا تھا "تمہیں کامیابی مبارک ہو۔ میں نے نیلماں سے بھی پیچھا چھڑا دیا ہے۔ تم بالکل آزاد ہو۔ آئندہ محتاط رہو۔ میں بار بار تمہارے کام نہیں آ سکوں گا۔"

وہ حیرانی سے بولی۔ "تم کون ہو؟"

"میں وہی ہوں جس سے تم نے بے وفائی کی اور پورس کے پاس چلی گئیں۔"

"اوہ پارس! یہ تم ہو؟ میرا دل کہتا تھا کہ میرے برے وقت میں تم مجھے بے سہارا نہیں چھوڑو گے۔ آج میں قسم کھاتی ہوں کہ......"

وہ بات کاٹ کر بولا۔ "قسم کھانے میں وقت ضائع نہ کرو۔ مجھے تمہاری وفاداری کی ضرورت نہیں ہے۔ میں وعدے کے مطابق تمہیں مصیبتوں سے نکال کر جا رہا ہوں۔ آئندہ مجھ سے رابطہ نہ کرنا۔ وش یو گڈ لک۔"

وہ چلا گیا۔ وہ تھوڑی دیر تک ندامت سے سر جھکائے کھڑی رہی پھر نادیدہ ہو کر فلائنگ کیپسول کے ذریعے وہاں سے چلی گئی۔

○☆○

میں ان تینوں بھائیوں کی تاک میں تھا۔ ان میں سے ایک مہاراج تھا۔ دوسرا گرو دیو اور تیسرا شیو راج تھا۔ وہ تیسرا چھوٹا بھائی شیو راج' بلی ڈونا کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اس سے پہلے چوتھے چھوٹے بھائی کو نتاشا نے گولی ماری تھی۔

ان چاروں ہم شکل بھائیوں میں سے دو بھائی دو عورتوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ وہ چاروں حسین عورتوں کے پجاری تھے اور عورتیں ہی انہیں موت کے گھاٹ اتار رہی تھیں جبکہ وہ چاروں غیر معمولی صلاحیتوں اور قوتوں کے حامل تھے۔

باقی دو بچ گئے تھے۔ وہ مجھے حویلی سے دستاویزات چرانے والا ایک ایسا چور سمجھ رہے تھے جو حاتم طائی تھا۔ کیونکہ میں ان دستاویزات کے ذریعے امریکا' روس' اسرائیل اور فرانس جیسے بڑے ممالک کو بلیک میل نہیں کر رہا تھا۔ وہ تمام بھائی ان دستاویزات کے عوض ان ممالک سے ہر ماہ لاکھوں ڈالر وصول کرتے تھے۔

ایک بار خیال خوانی کے ذریعے میری' نیلماں کی اور ان بھائیوں کی ملاقات ہوئی تھی اور میں نے انہیں اپنا نام سوامی تلک رام بھاٹیا بتایا تھا اور یہ کہا تھا کہ دنیا میں میری زندگی باقی تھی لیکن یمراج یعنی موت کا فرشتہ غلطی سے مجھے سورگ میں لے گیا تھا۔ اس غلطی کو چھپانے کے لئے میری صورت اور شخصیت بدل دی گئی تھیں۔

نیلماں یعنی میری دادی ماں جو مجھے جان سے زیادہ چاہتی تھی میں اس سے اس وقت تک ملاقات نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ وہ ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی عورت کے جسم میں سما کر سچ مچ دادی ماں بن کر میرے پاس نہیں آئے گی۔ اسی وقت وہ اپنے پوتے کو گلے لگا سکے گی۔

نیلماں واقعی دل و جان سے اپنے پوتے سوامی تلک رام بھاٹیا کو چاہتی تھی اور یہ آزمانا چاہتی تھی کہ میں سچ کہہ رہا ہوں یا فراڈ کر رہا ہوں؟ سچ جاننے کے لئے وہ چالیس راتوں تک جاگ کر تپسیا کرے گی تو اسے پوتے کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

اب وہ راتوں کو تپسیا کر رہی تھی یا نہیں؟ اس کا ذکر آگے جا کر ہو گا۔ فی الحال مہاراج اور گرو دیو کہہ رہے تھے کہ میں فراڈ کر رہا ہوں اور نیلماں اپنے پوتے سے لگاؤ رکھتی ہے اس لئے میں دادی اور پوتے کے جذبات سے کھیل رہا ہوں۔

حقیقت کیا ہے' اس کا فیصلہ چالیس راتوں کے بعد ہونے والا تھا۔ مہاراج اس سے پہلے میری اصلیت معلوم کرنا چاہتا تھا اور میں ان بھائیوں کی جڑوں تک پہنچ کر انہیں اکھاڑ پھینکنا چاہتا تھا۔ فی الوقت ہم سب تاریکی میں تھے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ مہاراج اور گرو دیو کہاں رہتے ہیں؟ اور وہ دونوں بھائی میرے بارے میں نہیں جانتے تھے کہ میں کون ہوں؟ کہاں رہتا ہوں؟ اور وہ کس طرح مجھ تک پہنچ سکتے ہیں؟

اس وقت مجھے لاج ونتی یاد آئی۔ وہ اور اس کا باپ جگن ناتھ شرما ٹیلی پیتھی جانتے تھے اور گرو دیو کے تابعدار تھے۔ جیسا کہ پچھلے باب میں بیان ہو چکا ہے' گرو دیو نے ایک غلطی کرنے پر شرما کو گولی مار دی تھی۔ لاج ونتی کو یتیم بنا دیا تھا۔ وہ بیچاری گرو دیو کی معمولہ اور تابعدار تھی۔ اس کے خلاف بول نہیں سکتی تھی اور گرو دیو نے کہا تھا۔ "میری سرپرستی میں کوئی تنہا اور بے یار و مددگار

نہیں رہتا۔ میں تمہارا خیال رکھوں گا مگر اپنے باپ کی طرح کوئی غلطی نہ کرنا ورنہ باپ کے پاس پہنچ جاؤ گی۔"

مجھے لاج ونتی کی یاد آئی اور میں گرودیو کا لب و لہجہ اختیار کرکے اس لڑکی کے دماغ میں گیا تو پتا چلا کہ گرودیو کی دھمکی کے باوجود وہ بہت بڑی غلطی کررہی ہے۔

اسے ایک نوجوان سے محبت ہوگئی تھی۔ وہ نوجوان خوبرو تھا' دلیر تھا لیکن گونگا تھا۔ اس کی محبت گونگی تھی مگر لاج ونتی اس کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے دل کا حال معلوم کرلیتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ گرودیو ہوس پرست ہے۔ ایک دن اسے بھی اپنے ہوس کے دسترخوان پر سجائے گا۔

ایسے وقت گونگا محبوب اسے اشاروں میں سمجھاتا تھا کہ وہاں سے بھاگ چلیں اور وہ اسے سمجھاتی تھی کہ بھاگ کر دنیا کے آخری سرے تک بھی جائیں گے تو وہ گرودیو موت بن کر ان کے سروں پر پہنچ جائے گا بلکہ اپنی معمولہ کے دماغ میں رہ کر اسے بھاگنے کا موقع بھی نہیں دے گا اور اس کے محبوب کو بھی مار ڈالے گا۔

میں نے ان دونوں کو چھپ کر ملتے دیکھا اور ان کی باتیں بھی سنیں۔ اس وقت گرودیو دوسرے معاملات میں مصروف تھا۔ لاج ونتی کو گھر کی مرغی سمجھ کر نظرانداز کررہا تھا۔ میں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر لاج ونتی پر تنویمی عمل کیا۔ اس کے دماغ سے گرودیو کے عمل کو مٹا کر دماغ کو لاک کردیا۔ اس طرح وہ اس کے سحر سے آزاد ہوگئی۔

وہ ٹیلی پیتھی جانتی تھی۔ اس کے پاس دولت کی کمی نہیں ہوسکتی تھی۔ جہاں جاتی' ضرورت کے مطابق نقد رقم حاصل کرسکتی تھی۔ وہ اپنے گونگے محبوب کے ساتھ کشن کوٹ سے فرار ہوگئی۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ کسی بڑے شہر میں جاکر پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنے چہرے پر تبدیلی کرائے گی۔ اس طرح وہ گرودیو بھی اسے پکڑ نہیں سکے گا۔

گرودیو اس سے کوئی کام لینا چاہتا تھا۔ وہ اس کے دماغ میں گیا تو سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ اس نے حیرانی سے دوبارہ رابطہ کیا پھر لاج ونتی نے سانس روک کر اسے بھگا دیا۔ یہ اس کی توہین تھی۔ اس نے اپنے آلۂ کاروں سے کہا۔ "لاج ونتی کے پاس جاؤ۔ وہ جہاں بھی ہو اسے تلاش کرو اور پکڑ کر پھر اس کی رہائش گاہ میں واپس لے آؤ۔"

وہ گونگے محبوب کے ساتھ فرار ہونے کے لئے پہلے ریلوے اسٹیشن گئی۔ پتا چلا ٹرین کے آنے میں ذرا دیر ہے۔ وہ بس کے اڈے پر آئی۔ کشن کوٹ سے باہر جانے کے یہی دو ذرائع تھے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے کسی کار والے سے لفٹ لے کر وہاں سے فرار ہوسکتی تھی لیکن یہ گیم میں کھیل رہا تھا۔ میں کسی طرح گرودیو تک پہنچنا چاہتا تھا اس لئے ایک عامل کی طرح اس کے دماغ پر چھایا ہوا تھا۔ گرودیو کے آدمیوں نے ان محبت کرنے والوں کو گھیر لیا۔ وہ گونگا فولادی جسم اور فولادی ارادوں کا مالک تھا۔ اس نے دو چار دشمنوں کی تنہا پٹائی کی پھر لاج ونتی کے ساتھ ایک آٹو رکشے میں وہاں سے بھاگنے لگا۔ زخمی دشمنوں نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ وہ ایک ویَن میں بیٹھ کر تعاقب کرنے لگے۔ گرودیو نے ان سے کہا۔ "مجھے لاج ونتی کے عاشق کی آواز سناؤ۔ میں ابھی اس کے اندر زلزلے پیدا کروں گا۔"

اس کے ایک آلۂ کار نے کہا۔ "گرودیو! آواز کیسے سنائیں۔ وہ تو گونگا ہے۔"

گرودیو نے لاج ونتی کے پاس آکر کہا۔ "سانس نہ روکو۔ صرف اتنا بتا دو کہ کون تمہاری مدد کررہا ہے؟ اور کس نے تمہیں میرے تنویمی عمل سے نجات دلائی ہے۔"

"جس نے بھی نجات دلائی ہے وہ میرے لئے دیوتا سمان ہے۔ اب جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ ایسے ہی وقت بدبختی آڑے آئی۔ اس آٹو رکشے میں خرابی پیدا ہوگئی۔ وہ رک گیا۔ طرفہ تماشا یہ کہ وہ حویلی کے قریب رکا۔ پیچھے دشمن ویَن میں آرہے تھے۔ وہ دونوں رکشے سے اتر کر حویلی میں چلے گئے۔ وہ لاج ونتی کی خاندانی حویلی تھی۔ وہ اس کے اندر کے تمام حصوں کو اور چور دروازے کو اچھی طرح جانتی تھی۔ فی الحال ان دونوں کے لئے وہی ایک پناہ گاہ تھی۔

پچھلی بار نتاشا نے گرودیو کے چھوٹے بھائی کو گولی مارنے کے علاوہ ان دو مسلح گارڈز کو بھی ہلاک کیا تھا جو چور دروازے کے پاس ڈیوٹی پر رہتے تھے۔ وہ مخصوص کوڈ ورڈز کے مطابق چور دروازہ کھولتے اور بند کرتے تھے۔ ان کی ہلاکت کے بعد سے وہ چور دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس رات جو کچھ ہوا تھا اس کے بعد نہ کوئی حویلی میں آیا تھا اور نہ ہی کسی نے اس چور دروازے کو بند کیا تھا۔

لاج ونتی اپنے گونگے محبوب کے ساتھ وہاں آئی پھر چور دروازے سے گزر کر اسے اندر سے بند کردیا۔ اس کا تعاقب کرنے والے گونگے فائٹر کے ہاتھوں بری طرح زخمی ہوئے تھے پھر بھی تعاقب کرتے ہوئے چور دروازے کے پاس آئے۔ گرودیو نے ایک کے دماغ میں کہا۔ "میں دوسرے آدمیوں کو بھیج رہا ہوں۔ ان کے آتے ہی تم لوگ واپس جاکر اپنی مرہم پٹی کراؤ۔ میں دیکھوں گا کہ وہ دونوں کب تک بھوکے پیاسے تہ خانے میں رہیں گے۔"

میں نے اس آلۂ کار کی زبان سے کہا۔ "گرودیو! تہ خانے میں جو ایک الماری ہے وہ ایک بٹن دبانے سے گردش کرتی ہے۔ اس کے گھومنے سے ایک چور دروازہ سامنے آتا ہے۔ آپ کا چھوٹا بھائی جو تہ خانے میں مارا گیا تھا وہ اسی الماری کے چور دروازے سے آیا تھا اور اسے خبر نہیں تھی کہ اس کو گولی مارنے والی ایک ہستی وہاں نادیدہ بنی ہوئی اسے دیکھ رہی ہے اور الماری کے چور دروازے کو سمجھ رہی ہے۔"

گرودیو نے حیران ہوکر اپنے آلۂ کار سے پوچھا۔ "یہ باتیں تم کیسے جانتے ہو؟"

آلۂ کار نے کہا۔ "میں تو کچھ بھی نہیں جانتا۔ کوئی میری زبان سے یہ سب کچھ بول رہا ہے۔"

گرودیو نے مجھ سے پوچھا۔ "تم کون ہو؟ مجھ سے کیوں دشمنی کررہے ہو؟"

میں نے کہا۔ "بعض اوقات دشمنی کی وجہ نہیں ہوتی۔ اب یہی دیکھو کہ کسی دشمنی کے بغیر تم لاج ونتی کے لئے مصیبت بن رہے ہو۔ اس بیچاری کو اپنی مرضی سے محبت کرنے کا حق نہیں دے رہے ہو۔"

"لاج ونتی میری معمولہ تھی۔ آئندہ میں اسے اپنی داشتہ بنانے والا تھا۔ وہ میری ملکیت ہے۔"

"دل کسی کی جاگیر نہیں ہوتا۔ اس کا دل ایک دلیر گونگے پر آیا ہے۔ اسے ایک پیار بھری زندگی گزارنے دو۔ اسے آزادی سے کہیں بھی جانے دو۔ اس کا راستہ نہ روکو۔"

"میں پوچھتا ہوں تم کون ہو؟ میرے آلۂ کار کی زبان سے کیوں بول رہے ہو؟ مجھ سے براہِ راست گفتگو کرو۔"

میں نے تلک رام بھاٹیا کی آواز اور لہجے میں کہا۔ "میں وہی حاتم طائی ہوں جو نیکیاں کرتا ہے اور دریا میں ڈال دیتا ہے۔ میں نے بڑی اہم دستاویزات حاصل کرنے کے بعد اب تک بڑے ممالک کو بلیک میل نہیں کیا ہے۔ وہ سب میرے مشکور و ممنون ہیں۔ یہ بیچاری لاج ونتی بھی میرے لئے دعائیں کرتی رہے گی۔"

"اچھا تو تم ٹی آر بھاٹیا ہو۔ پچھلی ملاقات میں ہم نے نیتا جی کی خاطر تم سے نرم رویّہ اختیار کیا تھا مگر دستاویزات کی چوری کے بعد تم پھر ایک بار ہم سے دشمنی کررہے ہو۔"

"یہ تمہارے نقطۂ نظر سے دشمنی ہے لیکن دو محبت کرنے والوں کے نقطۂ نظر سے یہ نیکی ہے۔ اس نیکی کو تسلیم کرو ورنہ ایسے آثار نظر آرہے ہیں کہ تم چاروں بھائی حسین عورتوں کی ہوس میں عورتوں کے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔ جیسے تمہارے دو بھائی مارے گئے ہیں۔"

وہ چونک کر بولا۔ "کیا بکواس کررہے ہو؟ ہمارا صرف ایک بھائی مارا گیا ہے۔"

"تمہارا سب سے چھوٹا بھائی ایک عورت کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ دوسرا بھی ایک حسینہ کو حاصل کرنے کے لالچ میں اسی حسینہ کے ہاتھوں ہلاک ہوچکا ہے۔ یقین نہ ہو تو اپنے چھوٹے بھائی شیو راج سے رابطہ کرکے دیکھ لو۔"

اس نے فوراً ہی شیو راج کے دماغ میں پہنچنا چاہا لیکن اس کی خیال خوانی کی لہروں کو چھوٹے بھائی کا دماغ نہیں ملا۔ اس نے شیو راج کی دھرم پتنی سے پوچھا۔ "تمہارا پتی کہاں ہے؟"

اس کی پتنی نے کہا۔ "وہ ناگپور اپنے بھتیجے مہیش سے ملنے گئے ہیں۔"

گرو دیو نے مہیش کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ ممبئی سے ٹرین کے سفر میں ایک نہایت حسین عورت اس کی ہم سفر رہی تھی۔ مہیش اسے ملازمت دینے کا لالچ دے کر اپنی کوٹھی میں لے آیا تھا۔ وہاں شیو راج پہلے سے پہنچا ہوا تھا پھر مہیش کو پتا نہ چلا کہ وہ حسینہ اور اس کے چاچا جی (شیو راج) کہاں چلے گئے ہیں کیونکہ کوٹھی میں پہنچتے ہی اسے نیند آگئی تھی۔

گرو دیو نے سمجھ لیا کہ مہیش کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلایا گیا ہوگا۔ اس نے مہیش کے ملازموں اور مسلح گارڈز کے خیالات پڑھے۔ معلوم ہوا کہ وہ حسینہ مہیش کے ساتھ کوٹھی میں داخل ہونے کے پندرہ منٹ کے بعد ہی باہر آکر مہیش کی کار میں بیٹھ کر کہیں چلی گئی تھی۔ اس کے جانے کے بعد شیو راج بھی کوٹھی میں نظر نہیں آیا تھا۔

مہیش اور اس کے ملازم اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتے تھے۔ گرو دیو ان سب کے دماغوں میں جھانک کر معلومات حاصل کر رہا تھا۔ اسی وقت ایک پولیس افسر چند سپاہیوں کے ساتھ ایک گاڑی میں آیا۔ اس نے مہیش سے کہا۔ "آپ کی کار رائے پور جانے والی سڑک کے کنارے کھڑی ہے۔ ہم نے کار میں رکھے ہوئے کاغذات سے آپ کا پتا معلوم کیا ہے۔ اس کار سے کچھ فاصلے پر ایک شخص کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ پلیز آپ ساتھ چلیں۔ شاید اس لاش کی شناخت ہو سکے۔"

گرو دیو یہ تمام باتیں سن رہا تھا اور اس کا دل ڈوب رہا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے بڑے بھائی سے کہا۔ "مہاراج! ہمارا بھائی شیو راج مارا گیا ہے۔ آپ فوراً اپنے بیٹے مہیش کے خیالات پڑھیں۔"

مہاراج اپنے بیٹے کے خیالات پڑھنے لگا۔ اس وقت تک اس کا بیٹا پولیس والوں کے ساتھ جائے واردات پر پہنچ گیا تھا اور اس نے اپنے چاچا جی شیو راج کی لاش شناخت کر لی تھی۔ اس کے باوجود دونوں بھائیوں کو یقین نہیں آیا۔ وہ نادیدہ بن کر فلائنگ کیپسول کے ذریعے وہاں پہنچے پھر اپنی آنکھوں سے چھوٹے بھائی شیو راج کی لاش دیکھی۔ میں جانتا تھا کہ وہ دونوں بھائی کی لاش دیکھنے وہاں جائیں گے۔ میں بھی نادیدہ بن کر وہاں پہنچ گیا۔ ہو سکتا تھا کہ ان میں سے کوئی نمودار ہوتا تو مجھے اسے ٹریپ کرنے میں آسانی ہوتی۔ وہ دونوں نادان نہیں تھے لیکن کوئی ناگہانی ضرورت انہیں نمودار ہونے پر مجبور کر سکتی تھی۔

پولیس والے مہیش کو اس لاش کے ساتھ لے گئے۔ قانونی کارروائی لازمی تھی۔ جائے واردات پر کوئی نہیں دکھائی دے رہا تھا لیکن میں وہاں تھا۔ تھوڑی دیر بعد مہاراج کی آواز سنائی دی۔ اس نے گرو دیو سے کہا۔ "دھرم راج! اپنے خاص ماتحتوں سے خیال خوانی کے ذریعے کہو کہ وہ ہمارے تمام عزیز و اقارب کو شیو راج کی ہلاکت کی اطلاع دیں تاکہ اس کا انتم سنسکار کیا جا سکے۔"

گرو دیو نے کہا۔ "بھائی مہاراج! وہ ٹی آر بھاٹیا بڑی مشکلات پیدا کر رہا ہے۔ جب شیو راج کی چتا جلائی جائے گی تو وہ ہماری تاک میں رہے گا۔"

"اسے چالاک بننے دو۔ ہم وہاں چتا جلانے کے وقت نادیدہ رہیں گے۔"

"وہ ہمارے لئے پرابلم بنتا جا رہا ہے۔ اس نے میری معمولہ لاج ونتی کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ ہمیں یہاں الجھا دیا ہے۔ وہاں وہ اپنے یار کے ساتھ تہ خانے کی الماری والے دروازے سے فرار ہو چکی ہوگی۔"

"ابھی صرف اپنے بھائی کی باتیں کرو۔ اس کی چتا جلنے کے بعد ہم دوسرے مسائل کی طرف توجہ دیں گے۔ اب ہمیں یہاں سے جانا چاہئے۔"

اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ وہ دونوں جا چکے تھے۔ وہ اپنے طور پر بہت محتاط تھے۔ میرا سامنا نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہفتے دو ہفتے میں کبھی تو وقت گزارتے ہوں گے اور ان کے بیوی بچے شیو راج کی آخری رسومات میں شریک ہونے ضرور آئیں گے اور میں ان کے رشتوں کو پہچانتا رہوں گا۔

میں نے چند ماتحتوں کو بلا کر کہا۔ "میں چند عورتوں اور بچوں کی نشاندہی کروں گا۔ تم سب ان کے قریب نادیدہ بن کر رہا کرو گے۔ جب کبھی مہاراج اور گرو دیو دھرم راج اپنے بیوی بچوں کے پاس آئیں گے، تم مجھے فوراً اطلاع دو گے۔"

مہاراج وسیع ذرائع کا مالک تھا اس لئے پولیس کی کارروائی میں دیر نہیں لگی۔ دوسری صبح شیو راج کی چتا جلا دی گئی۔ اس دوران میں مہاراج اور گرو دیو نادیدہ بنے رہے پھر اپنی اپنی رہائش گاہ میں واپس چلے گئے۔

مہاراج نے تنہائی میں بیٹھ کر تمام حالات کا جائزہ لیا تو سمجھ میں آیا کہ وہ پروڈیوسر کے فلیٹ کی جس حسینہ کو حاصل کرنا چاہتا تھا وہی ٹرین کے ذریعے اس کے بیٹے مہیش کے ساتھ آئی ہوگی۔ شیو راج نے اس حسینہ کو اس کوٹھی میں فرار ہونے سے روکنے کی کوشش کی ہوگی۔ وہ حسینہ کسی طرح اس پر غالب آگئی ہوگی اس لئے وہ دوسرا بھائی بھی مارا گیا ہے۔

گرو دیو نے خیال خوانی کے ذریعے بڑے بھائی سے کہا۔ "بھائی مہاراج! وہ کمبخت ٹی آر بھاٹیا کہہ رہا تھا کہ ہمارے چھوٹے کو بھی تہ خانے میں ایک عورت نے گولی ماری تھی۔ شیو راج کو کسی دوسری عورت نے گولی ماری ہے اور یہ ہمارے لئے بڑے شرم کی بات ہے۔ ہمارے دو بھائی غیر معمولی صلاحیتیں رکھتے تھے، انہیں عورتوں نے مارا ہے۔"

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ٹی آر بھاٹیا کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ ہمارے بھائیوں کو عورتوں نے قتل کیا ہے؟ کیا ان قتل کرنے والی عورتوں سے اس کا کوئی تعلق ہے یا اس نے حسین عورتوں کے ذریعے انہیں قتل کرایا ہے؟"

"یہ باتیں واقعی غور طلب ہیں۔ وہ کہہ رہا تھا کہ ہم تمام بھائی ہوس پرست ہیں اور ہم سب عورتوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔"

مہاراج تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر بولا۔ "ہم تمام بھائیوں کی جنم کنڈلی میں عورتوں کے متعلق ایک بات مشترک ہے۔ وہ یہ کہ صرف ہماری بیویاں ہماری خوش نصیبی کا باعث ہوں گی۔ باقی دوسری عورتوں سے ہمیں نقصان پہنچ سکتا ہے۔ یہ بات میں پہلے بھی تم لوگوں کو بتا چکا تھا لیکن ہم نے یہی سوچا کہ بھلا عورتوں سے کیا نقصان ہوگا۔ وہ ہماری داشتہ بن کر رہیں گی تو زیادہ سے زیادہ بے وفائی کریں گی یا ہماری کچھ زمین جائیداد اپنے نام کرائیں گی۔ نقصان کا مطلب اب ہماری سمجھ میں آرہا ہے کہ وہ ہمیں جانی نقصان بھی پہنچا سکتی ہیں جیسے دو عورتوں نے ہمارے دو بھائیوں کو پہنچایا ہے۔"

"آپ کی بات سمجھ میں آرہی ہے۔ آئندہ ہمیں عورتوں سے محتاط رہنا چاہئے۔"

"بے شک ہمیں عورتوں سے اب کترانا چاہئے لیکن یہ ٹی آر بھاٹیا ہمارے لئے بہت بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔ ہمیں نیلماں سے کہنا چاہیے کہ وہ جلد سے جلد اس کی اصلیت معلوم کرے۔ اگر وہ اس کا پوتا ثابت ہوگا تو اسے کم از کم ہم سے دشمنی نہ کرنے دے۔"

"بھائی مہاراج! وہ خواہ مخواہ تپسیا کرنے میں چالیس راتیں ضائع کرے گی۔ یہ ٹی آر بھاٹیا بہت مکار ہے۔ اس کا پوتا نہیں ہے۔ وہ نیلماں کی تپسیا کے دوران میں کوئی ایسی گڑبڑ کرے گا کہ چالیس راتوں تک اسے تپسیا کا موقع نہیں دے گا۔ ہمیں خود اس کی اصلیت معلوم کرنا چاہئے۔"

"میں اپنے طور پر بھی کوششیں کر رہا ہوں۔ فی الحال نیلماں سے پوچھا جائے کہ وہ کیا کر رہی ہے؟"

مہاراج نے خیال خوانی کے ذریعے نیلماں کو مخاطب کیا۔ پھر کہا۔ "میں مہاراج بول رہا ہوں۔"

"پلیز ابھی کچھ نہ بولو۔ میں ایک الجھن میں پڑ گئی ہوں۔"

"نیلماں! صرف اتنا بتا دو کہ چالیس راتوں والی تپسیا شروع کی ہے یا نہیں؟"

"میں نے دو راتوں تک تپسیا کی تھی۔ تیسری رات فہمی رکاوٹ بننے لگی۔ میں منتر پڑھتی رہتی تھی۔ وہ میرے دماغ میں آکر مداخلت کرنے لگی۔ کبھی منتر بھلانے لگی۔"

"ہم پہلے ہی سمجھتے تھے۔ ٹی آر بھاٹیا بہت مکار ہے۔ وہ تمہیں چالیس راتوں تک ایسا کوئی عمل کرنے نہیں دے گا۔ اگر فہمی رکاوٹ بن رہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ٹی آر بھاٹیا کی اصلیت کو چھپانا چاہتی ہے۔"

گرو دیو نے کہا۔ "نیلماں اس پہلو پر غور کرو کہ فہمی فرہاد کی بہو ہے اور وہ ٹی آر بھاٹیا کی اصلیت معلوم کرنے کا موقع نہیں دے رہی ہے۔ اس کمبخت بھاٹیا کا تعلق ضرور فرہاد کی فیملی سے ہے یا پھر ان سے اس شخص کی دوستی ہے۔"

"میں اس پہلو پر غور کروں گی۔ فی الحال جاؤ۔ میں بہت مصروف ہوں۔"

اس نے سانس روک لی۔ مہاراج اور گرو دیو اس کے دماغ سے نکل کر جھنجلا گئے۔ مہاراج نے کہا۔ "یہ خود کو سمجھتی کیا ہے؟ کیا ہم سے زیادہ طاقتور ہے؟"

"اسے اپنی آتما شکتی کا غرور ہے۔"

"ایسی آتما شکتی کس کام کی جو فہمی نام کی ایک عورت سے دور بھاگتی پھرے۔"

"وہ آتما شکتی رکھنے والی یونہی بھاگتی نہیں پھرے گی۔ میرا خیال ہے فہمی اس کی کوئی بہت بڑی کمزوری جانتی ہے۔ وہ کمزوری اتنی بڑی ہوگی کہ نیلماں کی زندگی اور موت کا مسئلہ بن جاتی ہوگی۔"

"یہ فرہاد کی فیملی والے چھوٹے معاملات کو اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ بڑے معاملات میں اپنی کارکردگی دکھاتے ہیں۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے نیلماں کے خوف سے چہرے اور آوازیں بدل کر اس

سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن فرہاد کی بہو اسے دور رہنے پر مجبور کررہی ہے یہاں تک کہ اس کی تپسیا بھی بھنگ کردیتی ہے۔"

"بھائی مہاراج! مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے ہم لاعلمی میں فرہاد کی فیملی سے ٹکرا رہے ہیں۔"

"ہاں یہ بات چھپی نہیں رہی کہ جمی نے اتا پورنا بن کر پورس کو دھوکا دیا تھا۔ اس سے پہلے پارس نے دوائیں چرائی تھیں۔ مجھے یقین کی حد تک شبہ ہے کہ ہماری تمام دستاویزات پارس نے چرائی ہیں اور خود کو ٹی آر بھاٹیا کہہ کر ہمیں اور نیلماں کو دھوکا دے رہا ہے۔"

"فی الحال ہم اس لئے ناکام ہوتے جارہے ہیں کہ اپنے دشمنوں کو سمجھ نہیں پارہے ہیں۔ ہمیں اندھیرے میں تیر نہیں چلانا چاہئے۔ پہلے دشمنوں کو پہچاننا چاہئے۔"

مہاراج تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے فون کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج سے کہا۔ "میرا نام سوریہ راج ہے۔ میں مہاراج کہلاتا ہوں۔ جناب فرہاد علی تیمور سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

انچارج نے کہا۔ "پلیز ایک منٹ انتظار کریں۔"

انچارج نے کمپیوٹر سے معلومات حاصل کیں پھر کہا۔ "فرہاد صاحب ادارے میں نہیں ہیں۔ یہ بتایا نہیں جاسکتا کہ وہ کس ملک میں ہیں۔ آپ ان کی موجودہ آواز کا کیسٹ سن کر دماغی رابطہ کرسکتے ہیں۔"

انچارج نے اسے میری آواز اور لہجے کا کیسٹ سنایا۔ اس نے انچارج کا شکریہ ادا کیا پھر خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے رابطہ کرکے اپنا تعارف کرایا۔ میں نے پوچھا۔ "آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟"

اس نے کہا۔ "ایک شخص خود کو ٹی آر بھاٹیا اور نیلماں کا پوتا کہتا ہے اور نیلماں آپ کی بہو سے خوفزدہ ہے۔ آپ کی بہو ہمیں صحیح بات بتاسکے گی کہ وہ ٹی آر بھاٹیا دراصل کون ہے۔"

میں نے کہا۔ "یہ ٹی آر بھاٹیا دراصل نیلماں کا پوتا سوامی تلک رام بھاٹیا ہے جسے میں نے ایران میں قتل کرایا تھا۔"

"کیا آپ اس بات کو مانتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد اپنی دادی نیلماں کی طرح پھر زندہ ہوگیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر نیلماں اپنے پوتے کو کیوں نہیں پہچان رہی ہے؟"

"وہ نہ پہچان سکے گی اور ہم اسے پہچاننے کا موقع دیں گے۔ اندر کی بات صرف ہم جانتے ہیں کہ اصل معاملہ کیا ہے۔"

"کیا ہے؟ پلیز ہمیں بتائیں۔"

"یہ ایک بہت اہم راز ہے۔ ہم نے کسی کو نہیں بتایا ہے۔ تمہیں ضرور بتائیں گے۔ جانتے ہو ہم تمہیں کیوں بتائیں گے؟"

"شاید اس لئے کہ آپ ہمیں اپنا سمجھتے ہیں کیونکہ ہم نے آپ کے مقابلے میں آنے کی حماقت نہیں کی ہے۔"

"بہت بڑی حماقت کی ہے۔ پہلے میں نے اور میرے بیٹوں نے تمہاری طرف توجہ نہیں دی تھی اور نہ ہی تمہیں کوئی اہمیت دینا چاہتے تھے لیکن تمہارے بھائی گرو دیو نے پارس کے خفیہ ذخیرے سے غیر معمولی دواؤں کے دو کارٹن چرا کر ہم سے دشمنی کی ابتدا کی۔ ہمارا کچھ نہیں بگڑا۔ ہم چرائے ہوئے دو کارٹن واپس لے گئے ہیں۔ تمہارے حصے میں نقلی دوائیں آئی ہیں۔ ہمارے علاوہ پورس اور دو عورتیں تمہارے پیچھے پڑ گئی ہیں۔ ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم خاموش تماشائی کی طرح ان کے ذریعے تمہیں نقصان پہنچتا دیکھ رہے ہیں۔"

مہاراج نے کہا۔ "ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے آپ سے دشمنی کی ابتدا نہیں کی ہے۔ میرے بھائی گرو دیو کے ایک ماتحت جگن ناتھ شرما نے پارس کا مال چرانے کی حماقت کی تھی۔ جب یہ حماقت ہو ہی گئی تو ہم نے سوچا یہ بات چھپالی جائے ورنہ آپ لوگوں سے دشمنی مہنگی پڑے گی۔ ہم سے یہ غلطی ضرور ہوئی ہے کہ ہم نے اپنے ماتحت شرما کے چرائے ہوئے دو کارٹن حویلی کے تہ خانے میں چھپادیے تھے۔"

میں نے کہا۔ "جو بات ہوگئی اسے ختم کرو۔ ہم شیروں کے منہ سے اپنا لقمہ چھین کرلے آتے ہیں۔ ہم اپنے دو کارٹن حاصل کرچکے ہیں۔ تم ٹی آر بھاٹیا کی بات کرنے آئے ہو۔ اسی کی بات سنو۔ دراصل ہم نے ایران میں ٹی آر بھاٹیا کو قتل نہیں کیا تھا۔"

"کیا واقعی؟ لیکن ایران سے اس کی لاش بھیجی گئی تھی اور نیلماں کے سامنے اسے چتا میں جلایا گیا تھا۔"

"وہ کسی دوسرے کی لاش تھی۔ اس کے چہرے پر پلاسٹک سرجری کرکے اسے تلک رام بھاٹیا بنا کر وہ لاش نیلماں کے پاس بھیج دی گئی تھی۔"

"یعنی اصلی تلک رام بھاٹیا زندہ ہے؟"

"ہاں۔ اس کا برین واش کیا گیا ہے۔ وہ اپنی پچھلی زندگی کی بہت سی باتیں بھول گیا ہے۔ اس کے ذہن میں یہ باتیں نقش کی گئی ہیں کہ وہ مرنے کے بعد سورگ میں گیا تھا۔ وہاں سے اس کا چہرہ اور کچھ خیالات بدل کر اسے دنیا میں واپس بھیج دیا گیا ہے۔ وہ اپنی دادی ماں کو اس وقت پہچانے گا جب وہ ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی عورت کے اندر سما کر اسے گلے لگانے آئے گی۔"

میں نے ایک نیا شوشہ چھوڑا تھا۔ اس کہانی کو ایک نئی سمت موڑا تھا۔

○☆○

میں نے اپنی حکمتِ عملی سے یہ بات مستند کی تھی کہ نیلماں کو اپنے پوتے سے ملنے کے لیے ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی عورت کے جسم میں آنا ہوگا۔

لیکن مہاراج تذبذب میں تھا کہ میں نے تلک رام بھاٹیا کا برین واش کیا ہے۔ تب میں نے کہا "مجھ سے غلط باتیں نہ کرو۔ میں نے اس کا برین واش نہیں کیا ہے۔ ایران کے ایک بہت بڑے عامل نے اسے تابعدار بنایا ہے۔ وہ ٹی آر بھاٹیا اب اپنے عامل کے حکم کے مطابق کام کرتا ہے۔ اس نے تمام بڑے ممالک اور خصوصاً امریکا کی اہم دستاویزات چرائی ہیں۔ وہ ٹی آر بھاٹیا ابھی حاتم طائی بن رہا ہے۔ یہی تاثر دے رہا ہے کہ وہ نیکیاں کرکے دریا میں ڈال رہا ہے۔ لیکن امریکا آئندہ کبھی ایران کے خلاف کارروائی کرے گا اور دوسرے ممالک امریکا کا ساتھ دیں گے تو پھر ان تمام بڑے ممالک کی کمزوریوں سے کھیلنے کے لئے وہ اہم دستاویزات کام آئیں گی۔"

"ایران والے آپ کے تعاون سے بڑی زبردست چال چل رہے ہیں۔ جو تلک رام بھاٹیا امریکی ایجنٹ بن کر ایران گیا تھا وہی بھاٹیا اب امریکا کے خلاف بہت بڑا مہرہ بن گیا ہے اور اس کی دادی ماں بھی ایران اور امریکا کو بھول کر اپنے لئے کوئی پناہ گاہ ڈھونڈتی پھر رہی ہے۔"

"میں ایران سے چلا آیا ہوں۔ میرا ایران اور امریکا اور دادی اور پوتے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم جو معلوم کرنا چاہتے تھے' وہ معلومات میں نے فراہم کردیں۔ لہٰذا اب جاؤ۔"

"پلیز اتنی بے رخی اختیار نہ کریں۔ آپ بڑے گیانی ہیں۔ دوستوں اور دشمنوں کے معاملات کو بہت دور تک سمجھتے ہیں۔ مجھے صرف اتنا بتادیں کہ کن دو عورتوں نے میرے دو بھائیوں کو قتل کیا ہے؟"

"سوری میں انسائیکلو پیڈیا ضرور ہوں لیکن میری معلومات کا ہر صفحہ تم نہیں پڑھ سکو گے۔ اپنے بھائیوں کی قاتل عورتوں کو خود تلاش کرو۔ اتنا ضرور کہوں گا کہ ان قاتل عورتوں کا تعلق نہ میری فیملی سے ہے اور نہ بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ جب حقیقت تمہارے سامنے آئے گی تو میری سچائی کو تسلیم کرلوگے۔ پلیز اب جاؤ۔"

میں نے سانس روک لی۔ مہاراج اور گرو دیو دماغی طور پر اپنی اپنی جگہ حاضر ہوگئے۔ گرو دیو نے کہا۔ "بھائی مہاراج! اگر آپ فرہاد سے رابطہ نہ کرتے تو اتنی باتیں ہمیں معلوم نہ ہوتیں۔"

مہاراج نے کہا۔ "وہ ٹی آر بھاٹیا ایران اور امریکا کے سیاسی معاملات میں ملوث ہے اسی لئے ہماری تمام دستاویزات چرائی ہیں۔ اس کے بعد اس سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔ لیکن ہمیں اصل بات معلوم نہ ہوسکی۔ وہ ہمارے بھائیوں کی قاتل عورتیں کون ہیں؟ ہمارے سامنے اندھیرا ہے۔ وہ عورتیں نظر نہیں آرہی ہیں۔"

"ہمارے سامنے ایک ہی راستہ ہے۔ ہم نیلماں کی آتما شکتی سے ان عورتوں تک پہنچ سکتے ہیں لیکن وہ پتا نہیں کہاں بھاگتی پھر رہی ہے اور کتنے معاملات میں الجھی ہوئی ہے۔"

مہاراج نے پھر نیلماں سے دماغی رابطہ کیا۔ وہ ناگواری سے بولی۔ "پھر کیوں آئے ہو؟ میں ابھی کوئی بات نہیں کروں گی۔"

"کیا اپنے پوتے سوامی تلک رام بھاٹیا کے متعلق بھی بات نہیں کروگی؟"

"میں کیا بات کروں۔ مجھے چالیس راتوں کی تپسیا کا موقع نہیں مل رہا ہے۔"

"تمہیں تپسیا کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہم تمہارے پوتے کو زندہ سلامت تمہارے سامنے پیش کرسکتے ہیں۔"

"کیا؟" وہ چونک کر بولی۔ "تم میرے مردہ پوتے کو زندہ کیسے پیش کرسکتے ہو؟"

"یہ راز ہم جانتے ہیں۔ ہم تمہارے زندہ پوتے کی نشاندہی کریں گے اور تم اسے پاکر یقین کروگی کہ اسے ایران میں قتل نہیں کیا گیا تھا۔ نہ ہی وہ سورگ میں جاکر واپس آیا ہے۔ وہ اسی دنیا میں تھا اور اب بھی اسی دنیا میں ہے۔"

"اس کی چتا میری آنکھوں کے سامنے جلتی رہی تھی۔ کیا یہ فریب تھا؟"

"سراسر فریب تھا۔ ایک مُردے کو پلاسٹک سرجری کے ذریعے تلک رام بھاٹیا بنا کر اس کی لاش تمہارے پاس بھیجی گئی تھی۔ ایران کا ایک بہت بڑا عامل تمہارے پوتے کا برین واش کرکے اسے اپنا تابعدار بنا کے امریکا اور دوسرے ممالک کے خلاف ایک بڑا گیم کھیل رہا ہے۔"

وہ تڑپ کر بولی۔ "میرا پوتا کہاں ہے؟ مجھے جلدی بتاؤ؟"

"اتنی جلدی کیا ہے؟ ذرا تحمل سے سودے بازی ہوگی۔ تھوڑی دیر پہلے تم ہم سے بات کرنا گوارا نہیں کررہی تھیں۔"

"میری مجبوریوں کو سمجھو۔ فی الوقت میری سب سے بڑی دشمن فہمی ہے۔ میں اسے زیر کرنے کا ایک بہت

زبردست منصوبہ بنا رہی ہوں اس لئے کسی کی بھی مداخلت ناگوار گزرتی ہے۔ تم میری بات کا برا نہ مانو۔ میں تمہارے بہت کام آؤں گی۔ کیا وہ شخص جو خود کو ٹی آر بھاٹیا کہہ رہا تھا' وہی میرا پوتا ہے؟"

"وہ ہے۔ یا اس کے پیچھے کوئی اور ہے۔ یہ صرف میں بتا سکتا ہوں۔ تم میرا صرف ایک کام کردو۔"

"بولو۔ کیا چاہتے ہو؟"

"میرے دو بھائیوں کو دو مختلف عورتوں نے ہلاک کیا ہے۔ میں ان کا نام اور پتا جاننا چاہتا ہوں۔"

"میں ضرور انہیں تلاش کرکے تمہارے سامنے پہنچا دوں گی لیکن کچھ وقت لگے گا۔ میں اپنے پوتے کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ تمہارا کام ضرور کروں گی۔ میں اپنے پوتے کی جھوٹی قسم نہیں کھاؤں گی۔ مجھ پر بھروسا کرو۔ میرے پوتے کی بات کرو۔"

مہاراج نے کہا۔ "تمہیں دھوکا دیا گیا ہے۔ میں نے ابھی سچ کہا ہے کہ اس کا برین واش کرکے اسے غلام بنا لیا گیا ہے۔ جو خود کو ٹی آر بھاٹیا کہتا ہے' وہی تمہارا پوتا ہے لیکن اس کے دماغ میں یہ بات نقش کردی گئی ہے کہ وہ مرنے کے بعد سورگ سے واپس دنیا میں آیا ہے۔ اسے دادی ماں یاد رہے گی لیکن وہ اس وقت تک تمہیں دادی ماں تسلیم نہیں کرے گا' جب تک تم ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی عورت کے جسم میں سما کر اس کے سامنے نہیں آؤ گی۔"

"تمہیں یہ باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟"

"میرے اپنے ذرائع ہیں۔ تم یا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اپنے خفیہ ذرائع کسی کو نہیں بتاتا۔ تم کسی طرح ٹی آر بھاٹیا تک پہنچ کر اس کی بوڑھی دادی ماں بن کر ملو گی تو برین واش کئے جانے کے باوجود وہ تمہیں دادی ماں تسلیم کرلے گا۔ پھر تم اپنی آتما شکتی سے اور اس ایرانی عامل کے تنویمی عمل کا توڑ کرکے اس کی مکمل یادداشت واپس لا سکتی ہو۔"

"میں ابھی تمہاری باتوں پر غور کروں گی۔"

"تم ضرور اپنا اطمینان کرلو لیکن تم نے اپنے پوتے کی قسم کھائی ہے۔ تم جلد سے جلد میری باتوں کی تصدیق کرکے میرے بھائیوں کی قاتل عورتوں تک مجھے پہنچاؤ گی۔"

"اطمینان رکھو۔ میں اپنی قسم پوری کروں گی۔"

اس نے سانس روک لی۔ میں جیسی ہیرا پھیری کر رہا تھا اس کے نتیجے میں نیلماں اپنے پوتے کے لئے کس قدر بے چین ہو جائے گی اور اسے کس طرح تلاش کرے گی؟ اس کا اندازہ مجھے تھا۔ میں نے پارس کو یہ باتیں بتائیں اور اس سے کہا کہ وہ ایرانی عامل کا رول ادا کرنے کے لئے تیار رہے۔ میں نیلماں کو اس کے پاس بھیجنے والا ہوں۔

نیلماں سے پارس ہی نمٹ سکتا تھا کیونکہ وہ ایک غیر معمولی اور عجیب دماغ کا حامل تھا۔ کوئی اس کی مرضی کے بغیر اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکتا تھا اور وہ چشم زدن میں آواز اور لہجے کو بدل کر کوئی دوسرا شخص بن جاتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد یہی ہوا۔ نیلماں نے مہاراج سے جو کچھ سنا' اس کی تصدیق کرنے کے لئے ٹی آر بھاٹیا کے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر میرے پاس آئی پھر بولی۔ "تلک رام! میں نیلماں ہوں۔"

میں نے کہا۔ "مجھے تلک رام نہیں' ٹی آر کہا کرو۔ یا صرف بھاٹیا بھی کہہ سکتی ہو۔"

"تم جو کہو گے' وہی کہوں گی لیکن حقیقت میں تم میرے پوتے سوامی تلک رام بھاٹیا ہو۔"

"میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا کہ اپنی بوڑھی دادی ماں کا پوتا ہوں لیکن تمہاری آواز سے پتا چل رہا ہے کہ تم کوئی جوان عورت ہو۔"

"جب مجھے پوری طرح یقین ہو جائے گا کہ تم واقعی ٹی آر بھاٹیا ہو اور تمہیں قتل نہیں کیا گیا تھا بلکہ تمہارا برین واش کیا گیا ہے تو میں تمہاری خاطر کسی ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی کے جسم میں سما کر تمہیں گلے لگانے آؤں گی۔"

"یہ تم سے کس نے کہہ دیا ہے کہ میرا برین واش کیا گیا ہے؟ میں تو مر گیا تھا۔ سورگ سے واپس آیا ہوں۔"

"جس کا برین واش کیا جاتا ہے' وہ کبھی خود سمجھ نہیں سکتا کہ پہلے وہ کیا تھا اور اب کیا ہے۔ تم اتنا بتا دو' کیا کسی ایرانی شخص سے تمہاری شناسائی ہے؟"

"ہاں میرا ایک ایرانی محسن ہے۔ جب میں سورگ سے واپس آیا اور میری آنکھ کھلی تو میں اسی کے گھر میں تھا۔"

"سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس نے تم پر تنویمی عمل کیا ہے اسی لئے آنکھ کھلنے پر تم نے خود کو اس کے گھر میں پایا تھا۔"

"میرا محسن مجھ سے کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ وہ اتنا اچھا ہے کہ میں اس کی ہر بات پر عمل کرتا ہوں۔ وہ میرے برے وقت میں کام آتا ہے۔"

"تم ہندوستان میں ہو اور وہ ایران میں ہے۔ کیا تم دونوں کے درمیان دماغی رابطہ رہتا ہے؟ کیا تم اس کے دماغ میں جا سکتے ہو؟"

"بے شک جا سکتا ہوں۔ کیا تم اس سے ملنا چاہتی ہو؟"

"ہاں۔ ہوسکے تو ابھی ملاؤ۔"

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر پارس کے دماغ میں پہنچ کر بولا۔ "میرے محسن اعظم! میں آپ سے گفتگو کرنے آیا ہوں۔"

پارس نے بزرگانہ انداز میں کہا۔ "من دانم کہ شما تنہا نیست۔ اک بکری النساء در آمد کند۔"

"نہیں محسن اعظم! میرے ساتھ بکری نہیں آئی ہے۔ ایک خاتون ہے۔ خود کو نیلماں اور میری دادی ماں کہتی ہے۔"

"من پُرشباب دادی ہرگز نہ دیدم۔ شما دادی ایک صدی و نصف صدی بوڑھی است۔"

"جی ہاں۔ جوان عورت دادی نہیں ہوسکتی لیکن یہ کہتی ہیں کہ میری خاطر ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی بن سکتی ہیں۔ یہ فارسی زبان نہیں جانتیں۔ پلیز آپ ہندی میں یا انگریزی میں گفتگو کریں۔"

پارس نے کہا۔ "آئی نو انگریزی بہت اچھی۔ بٹ وائے نیلماں یہاں آئی؟"

نیلماں نے کہا۔ "میں آپ کے پاس اپنے پوتے کی بھیک مانگنے آئی ہوں۔"

"اوہ نو۔ شی از اے بھکارن۔ شی واٹس یو اِن بھیک۔ دیئر آر سو مینی بھکاری اِن انڈیا۔ آئی ول نیور گیو یو ٹو اے بھکارن۔ گو اوے ودھ ہر اینڈ کم ودھ یور ون اینڈ ہاف سینچری بوڑھی دادی ماں۔"

یہ کہہ کر پارس نے سانس روک لی۔ میں نیلماں کے ساتھ اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ نیلماں نے ناگواری سے پوچھا۔ "یہ کس قسم کا عامل ہے؟"

"کچھ عجیب و غریب اور خبطی سا ہے لیکن ایران کے بڑے بڑے عامل اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں۔ اگر تم چاہتیں تو اس کے چور خیالات بھی پڑھ سکتی تھیں۔"

"میں اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے چپ چاپ چور خیالات بھی پڑھتی جا رہی تھی۔ میں فارسی نہیں جانتی اور وہ آدھی انگریزی اور آدھی ہندی بول رہا تھا۔ پھر بھی معلوم کیا ہے کہ وہ بہت بڑا عامل ہے۔ بڑا باکمال ہے۔ اس نے تمہاری موجودگی میں مجھے بھی اپنے اندر محسوس کر لیا تھا۔"

"اس خبطی نے مجھے بھی باکمال بنا دیا ہے۔ کوئی دشمن میرے قریب آجائے تو اسے خبر ہو جاتی ہے۔ وہ مجھے فوراً ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے لئے نادیدہ بنا دیتا ہے۔"

"میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"تمہیں یہ بات میرے محسن سے کہنا چاہئے تھی لیکن تم نے مجھ سے ملاقات کرنے کی بات نہیں کی۔ مجھے اس سے مانگنے لگیں۔ وہ ناراض ہو گیا ہے۔ وہ یہی سمجھے گا کہ تم مجھے اس سے دور کرنا چاہتی ہو اس لئے وہ مجھے تم سے ملنے کی اجازت بھی نہیں دے گا۔"

"تم ہندوستان کے کس شہر میں ہو؟"

"میں رہتا ہوں۔ یہاں۔ یہاں۔ یہاں رہتا ہوں۔ یہاں۔ یہاں۔۔۔"

"یہاں یہاں کیا کر رہے ہو؟ شہر کا نام بتاؤ۔"

"وہی تو بتانا چاہتا ہوں مگر پتا نہیں یہ میری زبان کو کیا ہو گیا ہے۔ شہر کا نام معلوم ہے مگر نام زبان پر نہیں آرہا ہے۔"

"میں سمجھ رہی ہوں۔ تمہارا وہ عامل تمہیں نام بتانے سے روک رہا ہے۔ کوئی بات نہیں۔ میں تم سے اور اس عامل سے پھر کسی وقت بات کروں گی۔"

وہ میرے دماغ سے نکل کر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ سوچنے لگی۔ "مہاراج نے درست اطلاع دی تھی۔ آج میں بہت خوش ہوں۔ میرے پوتے کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ صرف اس کا برین واش کیا گیا ہے۔ کوئی بات نہیں' میں اس کی یادداشت واپس لاؤں گی پھر ہمیشہ اپنے پوتے کے ساتھ رہوں گی۔"

اب اس کے لئے ایک ہی مسئلہ رہ گیا تھا کہ وہ اپنے پوتے کو کہاں تلاش کرے؟ وہ ٹی آر بھاٹیا کہلانے والا ہندوستان کے کس شہر میں ہے؟

اس نے مہاراج سے رابطہ کرکے کہا۔ "تمہاری معلومات درست ثابت ہوئی ہیں۔ میرے پوتے کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ وہ ٹی آر بھاٹیا کے نئے چہرے اور نئے لب و لہجے کے ساتھ زندہ ہے۔ میں تمہاری شکر گزار ہوں۔ اب مجھے چالیس راتوں تک تپسیا نہیں کرنی پڑے گی۔"

"میں تم سے ہمیشہ دوستی رکھنا چاہتا ہوں اس لئے تم سے جھوٹ بول کر تمہیں دھوکا نہیں دے سکتا تھا۔ بھگوان کا شکر ہے کہ تمہیں میرے سچ پر یقین آگیا ہے۔"

"اب میں تمہارا کام کروں گی اور یہ چاہوں گی کہ ہم اسی طرح ایک دوسرے کے کام آتے رہیں۔ ابھی میرا سب سے ضروری کام یہ ہے کہ ہم سب مل کر ٹی آر بھاٹیا کو تلاش کریں۔"

مہاراج نے کہا۔ "تمہارے پوتے کو ضرور تلاش کریں

گے لیکن تم وعدے کے مطابق ان دو قاتل عورتوں کا سراغ لگاؤ۔"

"میں انہیں پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالوں گی۔ مجھے ان کا حلیہ یا کوئی نشانی وغیرہ بتاؤ۔ تمہارا پہلا چھوٹا بھائی حویلی کے تہ خانے میں مارا گیا تھا۔ اس روز حویلی میں مردوں کے علاوہ کتنی عورتیں تھیں؟"

"وہاں صرف ایک عورت تھی۔ پورس نے اس کی حفاظت کی تھی۔"

"پورس نے نتاشا کو بہن بنایا ہے۔ وہ عورت نتاشا ہوگی۔ تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ فہمی نے تمہارے بھائی کو قتل کیا ہوگا؟"

"فرہاد سے میری بات ہو چکی ہے۔ وہ پوری سچائی سے کہتا ہے کہ اس کی فیملی کی کسی عورت یا بابا صاحب کے ادارے کی کسی بھی عورت نے میرے کسی بھائی کو قتل نہیں کیا ہے۔ فرہاد اور بابا صاحب کا ادارہ ایسا محفوظ اور مستحکم ہے کہ وہ ڈنکے کی چوٹ پر اپنے مخالفوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہیں اور کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اگر فرہاد سے تعلق رکھنے والی کوئی عورت یہ قتل کرتی تو فرہاد چیلنج کے انداز میں قتل کا اعتراف کرلیتا۔"

نیلماں نے کہا۔ "پھر تو حویلی میں صرف ایک ہی عورت تھی اور وہ نتاشا تھی۔ آؤ ہم پورس سے رابطہ کریں۔"

وہ دونوں پورس کے دماغ میں آئے۔ مہاراج خاموش رہا۔ نیلماں نے کہا۔ "کیا تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ مہاراج کے ایک اور بھائی شیو راج کو ایک عورت نے قتل کیا ہے۔"

پورس نے کہا۔ "ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ خبر ملی ہے۔ یہ مہاراج کی بدقسمتی ہے کہ اس کے بھائی عورتوں کے ہاتھوں نرک میں پہنچ رہے ہیں۔"

"میں تمہیں خطرے سے آگاہ کرنے آئی ہوں۔ اسے معلوم ہو چکا ہے کہ اس کے سب سے چھوٹے بھائی کو نتاشا نے گولی ماری تھی۔ وہ کالے عمل کے ذریعے نتاشا کو تلاش کررہا ہے۔"

"نتاشا میری طرح مضبوط قوتِ ارادی کی مالک ہے۔ اوّل تو اس پر کالے جادو کا اثر نہیں ہوگا پھر وہ میری بہن ہے۔ میرے ساتھ رہتی ہے۔ میں اس پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔ تم بھی کالا جادو جانتی ہو۔ تم نے نتالیہ کو قید کیا تھا پھر تم نے دیکھا کہ میں اسے کس طرح تمہارے مندر والے قید خانے سے لے آیا ہوں۔"

"میری بات اور ہے۔ میں فہمی سے نجات حاصل کرنے میں مصروف تھی۔ تم ایسے وقت نتالیہ کو میری قید سے لے گئے لیکن مہاراج کے ساتھ کوئی مجبوری نہیں ہے۔ وہ اپنے بھائی کی قاتلہ پر بہت برا وقت لانے والا ہے۔"

"تم مجھے بچوں کی طرح ڈرا رہی ہو۔ تمہیں نتاشا کی اتنی فکر کیوں ہے؟"

"میں چاہتی ہوں' نتاشا کے کام آؤں اور اس کے بدلے تم میرا ایک کام کردو۔"

"مجھ سے کیا کام لینا چاہتی ہو؟"

"مجھے ٹی آر بھاٹیا کی تلاش ہے۔ وہی ٹی آر بھاٹیا جو حویلی کے تہ خانے سے تمام دستاویزات چرا کر لے گیا تھا۔ تم کوشش کرو گے تو اسے ڈھونڈ نکالو گے۔ وہ اسی ملک میں ہے۔"

"تمہیں بھاٹیا کی تلاش کیوں ہے؟"

"تمہیں خود سمجھ لینا چاہئے۔ ٹی آر دراصل تلک رام کا مخفف ہے۔ وہ سوامی تلک رام بھاٹیا ہے۔ میرا پوتا ہے۔ ایران میں اسے گولی نہیں ماری گئی تھی۔ اس کا برین واش کرکے ایک ایرانی عامل نے اسے اپنا تابعدار بنالیا ہے۔"

"ہوں۔ اب بات سمجھ میں آرہی ہے۔ تم اپنے پوتے کے لئے جان کی بازی بھی لگا سکتی ہو۔ یہ بتاؤ' نتاشا کو مہاراج سے بچانے کے لئے کیا کرسکتی ہو؟"

"میں مہاراج کے کالے جادو کا توڑ کالے جادو سے کرسکتی ہوں۔ نتاشا پر ایک ذرا آنچ نہیں آنے دوں گی۔"

"پھر تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے پوتے کو جلد سے جلد کہیں سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا۔"

وہ مہاراج کے ساتھ پورس کے دماغ سے نکل کر بولی۔ "کیوں مہاراج! اب یقین آیا کہ نتاشا نے تمہارے سب سے چھوٹے بھائی کو گولی ماری تھی؟"

"ہاں۔ تم نے بڑی چالاکی سے ثابت کیا ہے۔ پورس نے ایک بار بھی انکار نہیں کیا کہ نتاشا میرے بھائی کی قاتل نہیں ہے۔ میں اس کتیا کو تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔"

"تم نے عقلمندی کی کہ پورس کے دماغ میں خاموش رہے۔ اس طرح وہ مجھے دشمن نہیں سمجھے گا اور نتاشا کی حفاظت کی خاطر میرے پوتے کو تلاش کرے گا۔"

"تم نے میرے دشمن کو بھی اپنے پوتے کی تلاش میں لگا دیا ہے۔ کوئی بات نہیں۔ تمہارا پوتا مل جائے تو مجھے خوشی ہوگی۔ ویسے تم نے آدھا وعدہ پورا کیا ہے۔ ایک بھائی کی قاتل عورت کو بے نقاب کیا ہے۔ اب دوسرے بھائی کی قاتلہ کون ہے' یہ معلوم کرنا ہے۔"

نیلماں نے پوچھا۔ "کیا تمہارا بھائی شیو راج اس عورت کو پہلے سے جانتا تھا؟"

"نہیں۔ وہ عورت میرے بیٹے مہیش کے ساتھ ممبئی سے ٹرین میں آئی تھی۔ میں نے کڑی سے کڑی ملائی ہے تو پتا چلا' وہ حسین عورت وہی ہے' جسے میں حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ایک فلمی پروڈیوسر اسے اپنے ایک فلیٹ میں لے کر آیا تھا۔"

نیلماں نے چونک کر اس فلیٹ کا پتا اور نمبر پوچھا پھر ہنس کر کہا۔ "وہ تو میری ایک معمولہ اور تابعدار ہے۔ اس کا نام بلی ڈونا ہے۔"

"اگر تمہاری وہ تابعدار میرے بھائی شیو راج کی قاتلہ ہے تو کیا تم اسے میرے حوالے کردو گی؟"

"میں اپنے پوتے کو پانے کے لئے اپنی گردن کاٹ کر بھی دے دوں گی۔ وہ تابعدار بلی ڈونا کیا چیز ہے۔"

"میں تمہارے دماغ میں ہوں۔ تم مجھے اس کے دماغ میں ابھی پہنچاؤ۔"

"میں تمہیں ابھی پہنچا رہی ہوں مگر تم پہلے کی طرح خاموش رہو گے۔ وہ بہت چالاک ہے۔ اسے چیلنج کرو گے تو وہ اپنے بچاؤ کا راستہ نکال لے گی۔"

نیلماں نے بلی ڈونا کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ مہاراج اس کے ساتھ تھا۔ وہ دونوں ناکام ہوکر لوٹ آئے۔ انہیں بلی ڈونا کا دماغ نہیں ملا۔ نیلماں نے حیرانی سے کہا۔ "میں غلطی نہیں کررہی ہوں۔ میں نے اس کے لب و لہجے کو اچھی طرح گرفت میں لیا ہے پھر اس کا دماغ کیوں نہیں مل رہا ہے؟ میں یہ یقین نہیں کروں گی کہ وہ مرچکی ہے۔"

مہاراج نے کہا۔ "فلیٹ میں اس نے میرے دو آدمیوں کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اس سے صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ وہ بلا کی مکار اور زبردست فائٹر ہے۔ کیا اس میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ اپنی آواز' لہجہ اور شخصیت بدل سکے؟"

"اس میں یہ صلاحیت نہیں ہے۔ کسی نے اس پر تنویمی عمل کرکے اسے بالکل ہی بدل ڈالا ہے۔"

"ایسا کس نے کیا ہوگا؟"

"میں اسے معمولہ بناتے وقت اس کے چور خیالات پڑھ چکی ہوں۔ اس کی زندگی میں تین مرد آچکے ہیں۔ پارس' پورس اور جے رانگا۔ وہ جے رانگا کو نہیں چاہتی تھی اور وہ شخص بھی چالاک تھا۔ ایک ہی رات میں اس سے پیچھا چھڑا کر روپوش ہو چکا ہے۔ پورس آج کل نتالیہ کا دیوانہ ہے۔ میرا خیال ہے پارس نے بلی ڈونا کی شخصیت تبدیل کی ہے۔"

مہاراج نے کہا۔ "پارس آج کل الپا کے ساتھ ازدواجی زندگی گزار رہا ہے۔ کیا وہ پھر بلی ڈونا کو اپنا بنائے گا؟"

"الپا بیوی ہے اور گھر کی مرغی دال برابر ہوتی ہے۔ پارس نے بلی کو پھر اپنی داشتہ بنالیا ہوگا۔ میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

نیلماں نے پارس کے دماغ میں آکر کہا۔ "سانس نہ روکنا۔ میں نیلماں ہوں۔"

وہ بولا۔ "محبوبہ کے آنے کی خوشی میں دم نکلتا ہے۔ تمہاری آمد سے سانسیں اور تیزی سے چلنے لگتی ہیں۔"

"تم نے بلی ڈونا سے پھر عشق شروع کردیا ہے۔"

"اچھا تو بلی کے بارے میں معلوم کرنے آئی ہو۔ میں تمہارا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ میں نے اسے تمہارے سحر سے نکالا ہے اور اس کی شخصیت اور لب و لہجے کو تبدیل کیا ہے۔"

"تم نے مجھ سے دشمنی کیوں کی؟"

"بلی ڈونا کو نجات نہ دلاتا تو اس بیچاری سے دشمنی ہوتی۔ آخر وہ کبھی میری محبوبہ تھی۔ تم میری کوئی نہیں تھیں۔ اگر میری بننا بھی چاہتیں تو ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی عورت جوان حسینہ کے جسم میں رہ کر بھی کھوکھلی اور کھنڈر رہتی ہے۔"

وہ غصے سے بولی۔ "یو شٹ اپ! میں جوان اور نوخیز ہوں۔ میرا اپنا روپ دیکھو گے تو منہ سے رال ٹپکنے لگے گی۔"

پارس نے کہا۔ "آں؟ کون؟ فہمی؟ ارے واہ تم بھی کیسے وقت پر آئی ہو۔ ابھی نیلماں میرے اندر ہے۔ مجھ سے گفتگو کررہی ہے۔ ہاں تو نیلماں میں کہہ رہا..."

اسے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ فہمی کی آمد کا ذکر سنتے ہی نیلماں چلی گئی تھی جبکہ فہمی نہیں آئی تھی۔ اسے بھگانے کے لئے اس نے لاحول نہیں پڑھا تھا۔

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ مہاراج نے پوچھا۔ "تم اچانک وہاں سے کیوں چلی آئیں؟"

"تم نے سنا نہیں' وہ کمینی آگئی تھی۔ پھر وہاں رہ کر کرنا بھی کیا تھا؟ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ تمہارے دوسرے بھائی کو بلی ڈونا نے قتل کیا ہے اور پارس نے اسے تحفظ دیا ہے۔"

"باتوں ہی باتوں میں یہ تو معلوم ہوتا کہ اس نے بلی ڈونا کو کہاں چھپایا ہے؟"

"پارس کوئی نادان بچہ نہیں ہے مہاراج! اس کے اندر

سے کوئی بات نکالنا تقریباً ناممکن ہے۔ ویسے میں اپنا وعدہ پورا کرچکی ہوں۔ میں نے تمہارے دونوں بھائیوں کی قاتل عورتوں کو بے نقاب کردیا ہے۔ تم اپنا وعدہ پورا کرو۔ میرے پوتے کو کسی بھی طرح ڈھونڈ نکالو۔"

"میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا اور ان عورتوں کو بھی عبرتناک سزائیں دے کر قتل کروں گا۔"

"ایک وقت میں ایک ہی کام کو پوری توجہ سے کرنا چاہئے۔ نتاشا اور ریلی ڈونا سے ہفتے دو ہفتے میں بھی انتقام لے سکتے ہو۔ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گی لیکن میرے پوتے کو آج سے بلکہ ابھی سے تلاش کرو۔ پوری توجہ اس پر دو اور اپنے تمام ذرائع استعمال کرو۔ ہم دونوں اپنے اپنے کالے جادو کے ذریعے بھی اس کا سراغ لگائیں گے۔ مجھے کامیابی کا پورا یقین ہے۔ وہ ایرانی عامل بہت باکمال ہے۔ پھر بھی ہم دونوں کے آگے وہ ٹھہر نہیں سکے گا۔ میرے پوتے کو میرے حوالے کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔"

"میں تمہارا کام ضرور کروں گا اور آج ہی سے کروں گا لیکن جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ نتاشا نے میرے چھوٹے کو اور ریلی نے میرے بھائی شیو راج کو قتل کیا ہے' میرے اندر آگ بھڑک رہی ہے۔ میرا جی چاہتا ہے' ابھی ان دونوں عورتوں کی شہ رگ تک پہنچ جاؤں۔"

"اس طرح انتقام کے جوش میں رہو گے تو ناکامی تمہارا مقدر بن جائے گی۔ تم اس معاملے کے اہم نکات کو نہیں سمجھ رہے ہو۔"

"وہ اہم نکات کیا ہیں؟"

"یہی کہ تمہارے بھائیوں کی ایک قاتلہ پورس کی پناہ میں ہے اور دوسری قاتلہ کو پارس تحفظ دے رہا ہے۔ دونوں ہی چھٹے ہوئے بدمعاش اور زبردست مکار ہیں۔ جلدبازی سے کام لوگے تو وہ دونوں تمہیں دھوئیں کی طرح اڑا دیں گے۔"

وہ ذرا ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس کی سمجھ میں آگیا کہ انتقام تو ان عورتوں سے لینا ہے لیکن مقابلہ پارس اور پورس سے ہوگا۔ اگر وہ ذرا سی بھی غلطی کرے گا تو وہ دونوں اسے مصائب میں الجھاتے چلے جائیں گے۔

اس نے تائید میں سرہلایا اور یہ طے کیا کہ بڑے صبر و تحمل سے پہلے پارس اور پورس کو بے بس اور مجبور بنائے گا پھر ان عورتوں کو حرام موت مارے گا۔

○☆○

امریکی اکابرین کے درمیان یہ بحث جاری تھی کہ ان کے سرکاری اور فوجی اہم رازوں کی دستاویزات کسی مہاراج جیسے بلیک میلر کے پاس ہوں یا کسی گمنام نیک شخص کے پاس ہوں' ان اہم دستاویزات کو ملک کے باہر کسی غیر کے پاس نہیں رہنا چاہئے۔

ایک حاکم نے کہا۔ "فی الحال وہ دستاویزات کسی ایسے نیک شخص کے پاس ہیں جو ہمیں بلیک میل نہیں کررہا ہے۔ نہ ہم سے لاکھوں ڈالر طلب کررہا ہے۔ نہ ہمارے ملک میں رہ کر بے جا اختیارات مانگ رہا ہے۔"

دوسرے حاکم نے کہا۔ "وہ اس حد تک نیک ہے لیکن جب وہ بے جا فائدے نہیں اٹھا رہا ہے تو پھر ہمیں وہ دستاویزات واپس کیوں نہیں کررہا ہے؟"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "دال میں کچھ کالا ہے۔ ہماری دستاویزات واپس نہیں کررہا ہے۔ اس کی نیت میں کھوٹ ہوگا۔ وہ کسی بہت بڑے اور اہم معاملے میں کوئی بہت بڑا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوگا۔"

وہاں ایک لیڈی سیکریٹری بیٹھی ہوئی تھی۔ نیلماں نے اس کی زبان سے کہا۔ "میں نیلماں آپ حضرات سے مخاطب ہوں۔"

ایک نے پوچھا۔ "نیلماں! کیا واقعی تم اس دنیا میں پھر واپس آگئی ہو؟"

وہ بولی۔ "ہاں۔ میری آتما نے ایک نیا جسم حاصل کیا ہے۔ میں اس دوران میں خاموش اور گمنام رہ کر بہت سی اہم معلومات حاصل کرتی رہی ہوں۔ میں آپ کی اہم دستاویزات کے بارے میں کچھ کہنے سے پہلے ایک ضروری بات یہ بتادوں کہ میرا پوتا سوامی تلک رام بھاٹیا زندہ ہے۔"

ایک افسر نے کہا۔ "یہ چونکا دینے والی باتیں ہیں کہ تم بھی مرنے کے بعد زندہ ہو اور تمہارا پوتا بھی موت کے بعد ایک نئی زندگی گزار رہا ہے۔ واشنگٹن کا یہ وائٹ ہاؤس ساری دنیا میں مشہور ہے۔ یہاں بیٹھ کر دادی اور پوتے کی باتیں قصے کہانیاں لگتی ہیں۔ اگر دنیا میں ایسا ہوتا ہے تو ہوتا ہوگا لیکن یہاں بیٹھ کر ٹھوس مادی دلائل کے ساتھ گفتگو ہونی چاہئے۔"

نیلماں نے کہا۔ "میں زندہ ہوں اور آپ سے باتیں کررہی ہوں تو کیا یہ ٹھوس دلیل نہیں ہے؟ ایران میں تلک رام بھاٹیا کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ ایک لاوارث لاش کی پلاسٹک سرجری کرکے اسے میرا پوتا بنا کر اس کی لاش یہاں بھیجی گئی تھی۔ ایران ہی میں میرے پوتے کا برین واش کیا گیا ہے۔ اسے اپنا تابعدار بنایا گیا ہے۔ میرے اس معاملے سے آپ کو دلچسپی نہیں ہوگی لیکن اب جو بات کہنے جارہی ہوں'

اسے سن کر آپ کو میرے معاملے سے بھی دلچسپی پیدا ہوجائے گی۔"

وہ چند ساعت کے لئے خاموش ہوئی پھر بولی۔ "آپ کی تمام اہم دستاویزات میرے پوتے کے پاس ہیں۔"

تمام اکابرین نے چونک کر اس لیڈی سیکریٹری کو دیکھا' جس کی زبان سے نیلماں بول رہی تھی۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے پوچھا۔ "تمہارا پوتا کہاں ہے؟"

"ایک ایرانی عامل کے قبضے میں ہے۔ میں پہلے کہہ چکی ہوں کہ اس کا برین واش کیا گیا ہے۔ وہ پچھلی زندگی کی بہت سی باتیں بھول چکا ہے۔ امریکا سے وفاداری بھی اسے یاد نہیں رہی ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے بہت سے راز دستاویزات کی صورت میں ایران پہنچ گئے ہیں۔ ہماری کمزوریاں ایرانی حکام کے ہاتھوں میں چلی گئی ہیں۔"

"صرف آپ کے نہیں' روس' اسرائیل' فرانس اور دوسرے بڑے ممالک کے راز بھی ان کے پاس پہنچ گئے ہوں گے۔ آئندہ وہ بڑے ممالک ایران کے خلاف آپ کی حمایت نہیں کریں گے۔ وہ ایران کے دباؤ میں رہیں گے۔"

ایک فوجی افسر نے کہا۔ "اب یہ واضح ہوگیا ہے کہ ایک گمنام شخص ان دستاویزات کے ذریعے ہم سے رقم کیوں نہیں طلب کررہا ہے۔ ایک نیک فرشتہ کیوں بنا ہوا ہے۔ اور وہ فرشتہ تمہارا پوتا تلک رام بھاٹیا ہے۔"

"ہاں۔ لیکن وہ جان بوجھ کر ایسا نہیں کررہا ہے۔ وہ ایک ایرانی عامل کا معمول اور تابعدار بنا ہوا ہے۔ اگر میں کسی طرح ایک بار اپنے پوتے کے پاس پہنچ جاؤں تو اسے اس عامل کے سحر سے رہائی دلا سکوں گی۔"

"کیا تم نہیں جانتی ہو کہ وہ کہاں ہے؟"

"صرف اتنا جانتی ہوں کہ وہ انڈیا میں ہے۔ ہوسکتا ہے' اس نے جتنی دستاویزات چرائی تھیں' انہیں ابھی تک ایران نہ پہنچایا گیا ہو۔ میرے پوتے نے اپنے عامل کے حکم کے مطابق انہیں ہندوستان میں رکھا ہو۔"

ایک افسر نے کہا۔ "یہ ممکن ہے کہ وہ دستاویزات ابھی ایران نہ پہنچائی گئی ہوں' کسی مجبوری یا مصلحت کی بنا پر انہیں ہندوستان میں رکھا گیا ہو۔"

دوسرے افسر نے تائید کی۔ "اگر ہماری اہم دستاویزات ایران پہنچ گئی ہوتیں تو ایرانی حکام کتنے ہی معاملات میں ہم پر دباؤ ڈالنا شروع کردیتے۔"

ایک اور فوجی افسر نے کہا۔ "جتنی جلدی ممکن ہو' ہمیں نیلماں کے پوتے کو ہندوستان میں تلاش کرکے اسے ایرانی عامل کے سحر سے نجات دلانا چاہئے۔ تب وہ ہمیں بتاسکے گا کہ تمام دستاویزات کہاں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔"

"یہی میں چاہتی ہوں۔ اسے جلد سے جلد تلاش کیا جائے۔ اس کی صورت اور لب و لہجہ بدل دیا گیا ہے ورنہ میں آتما شکتی کے ذریعے اس کے لاک کئے ہوئے دماغ میں بھی پہنچ جاتی۔"

"ہم ہندوستان کے چپے چپے پر سراغرسانی کا جال بچھا دیں گے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی مشکوک افراد کے دماغوں میں جاکر بھاٹیا کو تلاش کریں گے۔"

ایک ماتحت افسر کی زبان سے پورس کی آواز سنائی دی۔ اس نے کہا۔ "میں پورس بول رہا ہوں۔ کچھ عرصے پہلے نیلماں نے میرے تیس عدد ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مجھ سے چھین کر مجھے کمتر بنا دیا تھا۔ مجھے تم سب کی نظروں سے گرا دیا تھا۔ اب نیلماں بتائے کہ میں نے کس طرح اس سے انتقام لیا ہے۔ اسے شی تارا کا جسم چھوڑ کر کسی دوسرے جسم میں جانے پر مجبور کیا ہے۔ یہ سمجھتی ہے کہ میں اپنی توہین بھول گیا ہوں اس لئے میرے پاس آئی تھی۔ مجھ سے بھی یہی چاہتی تھی کہ میں ہندوستان میں اس کے گمشدہ پوتے کو تلاش کروں۔ یہاں تمام اکابرین کے پاس بھی اسی ارادے سے آئی ہے لیکن میں اسے بتانے آیا ہوں کہ مجھ سے دشمنی کتنی مہنگی پڑتی ہے۔ میں اس سے پہلے ہی اس کے پوتے کو ڈھونڈ نکالوں گا اور اسے قیدی بنا کر رکھوں گا۔"

نیلماں نے پریشان ہوکر کہا۔ "میں کبھی کسی چیلنج کے دباؤ میں نہیں آئی لیکن میرے پوتے کی سلامتی کی بات ہے۔ پورس! میں تم سے ہر قیمت پر سمجھوتا کروں گی' تم جو کہو گے' مان لوں گی۔ ایسے وقت دشمنی بھول جاؤ۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "مسٹر پورس! اس وقت تلک رام بھاٹیا کو تلاش کرنا اور اس سے اہم دستاویزات حاصل کرنا ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ تم نیلماں سے دشمنی کروگے تو ہمارا بہت بڑا نقصان ہوگا۔ ہم ایران کے دباؤ میں آنا کبھی پسند نہیں کریں گے۔"

"میں ایسے بہترین مواقع ضائع نہیں کرتا۔ میں بارہ گھنٹے کے اندر اس کے پوتے کو اپنا قیدی بنالوں گا۔ اس کا برین واش کرکے دوبارہ اس پر تنویمی عمل کرکے معلوم کروں گا کہ وہ تمام دستاویزات کہاں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔ انہیں ایران کیوں نہیں پہنچایا گیا ہے۔ میں ان تمام دستاویزات کو اپنے پاس محفوظ رکھوں گا۔"

ایک افسر نے کہا۔ "ہمارے لئے یہ بات اس حد تک اطمینان بخش ہے کہ وہ تمام دستاویزات ایران نہیں جائیں گی اور تمہارے پاس محفوظ رہیں گی لیکن ہماری درخواست ہے کہ نیلماں سے صلح کرلو۔ تم دونوں غیر معمولی صلاحیتوں اور قوتوں کے حامل ہو اور تم دونوں ہمارے لئے ضروری ہو۔"

"اس وقت میں ضروری نہیں تھا جب اس نے میرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مجھ سے چھین لیا تھا اور تم سب نے اسے سر پر چڑھا کر مجھے نظروں سے گرا دیا تھا۔"

ایک حاکم نے کہا۔ "ایسا ہوتا ہے۔ جو اپنی طاقت اور اہمیت منواتا ہے' اسے مان لیا جاتا ہے۔ تم خود کو منوا رہے ہو اور ہم مان رہے ہیں۔ نیلماں بھی تم سے سمجھوتا کر رہی ہے۔"

"آپ حضرات ابھی میری اہمیت کو تسلیم نہ کریں اور نیلماں بھی سمجھوتا نہ کرے۔ ہوسکتا ہے' آپ لوگ مجھ سے پہلے ٹی آر بھاٹیا تک پہنچ جائیں۔ کوشش کریں اور دعا بھی کریں کہ بھاٹیا میرے ہاتھ نہ لگے۔ اگر وہ میری گرفت میں آئے گا تو نیلماں اپنے پوتے کی آخری سانس تک اسے دیکھنے کے لئے تڑپتی رہے گی۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "نیلماں تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ تمہارا پوتا تمہیں ملے یا پورس کے ہاتھ لگے' اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔ اصل چیز دستاویزات ہیں۔ ٹی آر بھاٹیا کسی کے بھی ہاتھ لگے' وہ دستاویزات ہمیں مل جائیں گی۔"

نیلماں نے کہا۔ "آپ حضرات دستاویزات کو اہمیت دے رہے ہیں۔ میرا پوتا جیسے کوئی چیز ہی نہیں ہے۔"

"تمہارے پوتے کی بھی اہمیت ہے۔ وہ ہمارے کام کے لئے ایران گیا تھا اور اب تک مصیبت میں ہے۔ جب ہمیں دستاویزات مل جائیں گی تو ہم تمہارے پوتے کے لئے پورس سے سودا کریں گے۔ اطمینان رکھو' تمہارا پوتا تمہیں مل جائے گا۔"

ایک فوجی افسر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا۔ "نیلماں! میں جا رہا ہوں اور ابھی ایسے انتظامات کرتا ہوں کہ پورے ہندوستان میں ہمارے جاسوس پھیل جائیں گے اور تمہارے پوتے کو تلاش کریں گے۔ ایران والے اسے انڈیا میں کہیں چھپا نہیں پائیں گے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "مسٹر پورس! وہ دستاویزات ہماری زندگیوں سے زیادہ اہم ہیں۔ ہم اس سلسلے میں تم سے کچھ ضروری باتیں تنہائی میں کرنا چاہتے ہیں۔"

انہیں پورس کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ اعلیٰ افسر نے کہا۔ "میں یوگا کا ماہر ہوں۔ تم کسی وقت بھی میرے اندر تنہائی میں باتیں کرسکو گے۔"

پورس کی طرف سے پھر خاموشی رہی۔ دوسرے افسران نے بھی اسے مخاطب کیا پھر جواب نہ ملنے پر یہ سمجھنا پڑا کہ وہ جاچکا ہے۔ نیلماں پریشان اور بے چین ہوگئی تھی۔ پورس کے اچانک چلے جانے سے یہی ایک بات سمجھ میں آرہی تھی کہ وہ اس کے پوتے کو اس سے پہلے ڈھونڈ نکالنے گیا ہے۔

○☆○

میں نے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ سوامی تلک رام بھاٹیا کو قتل نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس کا برین واش کرکے ایک ایرانی عامل نے اسے اپنا تابعدار بنا رکھا تھا۔ ایسا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے مخالفین ایک دوسرے سے آپس میں الجھتے رہیں اور لڑتے مرتے رہیں۔ ان میں سے کسی کو ہم سے الجھنے کا موقع نہ ملے۔

میں نے اس مُردہ تلک رام بھاٹیا کو فرضی طور پر اس لئے زندہ کیا تھا کہ نیلماں اپنے پوتے کو اپنی جان سے زیادہ چاہتی تھی۔ اس کی حیاتِ نو کا ثبوت ملتے ہی اپنے پوتے تک پہنچنے اور اسے گلے لگانے کے لئے تمام ذرائع استعمال کرے گی اور وہ یہی کر رہی تھی۔

اس سلسلے میں امریکا کے لئے یہ بے چینی پیدا کردی کہ ان دستاویزات کے ذریعے ان کے اہم راز ایرانی حکام تک پہنچنے والے ہیں۔ امریکی حکام کسی قیمت پر ایسا نہ ہونے دیتے۔ وہ دستاویزات چرانے والے ٹی آر بھاٹیا کو تلاش کرنے کے لئے نیلماں کی طرح پریشان اور بے چین ہوگئے تھے۔

پھر پورس اور نیلماں ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ بظاہر ایک دوسرے سے رابطہ رکھتے تھے لیکن اصل میں کسی کو نیچا دکھانے' ذلیل کرنے یا ہلاک کرنے کا موقع تلاش کر رہے تھے۔ اب پورس کو موقع ملا تھا کہ وہ کسی طرح اس کے پوتے کو ڈھونڈ کر اسے اپنا غلام اور قیدی بنالے اور نیلماں کو ہمیشہ پوتے سے دور رکھ کر تڑپاتا رہے۔

اب نیلماں کو اتنا موقع نہیں مل رہا تھا کہ وہ فنی کو نقصان پہنچانے کا کوئی منصوبہ بنا کر اس پر عمل کرتی۔ وہ فی الحال پوتے سے ملاقات ہونے تک فنی سے چھپ کر رہ رہی تھی۔ پورس کو اتنا موقع نہیں مل رہا تھا کہ وہ پارس کے خلاف انتقامی کارروائی کرتا۔ کیونکہ نیلماں کو ساری زندگی اپنے دباؤ میں رکھنے کے لئے وہ کسی بھی چالبازی سے ٹی آر بھاٹیا کو اپنا غلام اور قیدی بنانے کی کوششیں شروع کرچکا تھا۔ دوسری طرف نتاشا کو مہاراج اور گرو دیو کی انتقامی کارروائیوں سے بچانے کی پلاننگ میں مصروف تھا۔

غیر معمولی دوائیں اور اہم دستاویزات چرانے میں ہم پیش پیش تھے۔ انہیں جو بھی نقصان پہنچ رہا تھا وہ ہم سے پہنچ رہا تھا لیکن میں نے حالات ایسے پیدا کئے تھے کہ وہ ہمیں چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے سے الجھنے اور لڑنے لگے تھے۔

ٹی آر بھاٹیا میں ہی بنا ہوا تھا۔ کسی نے مجھے نئے بہروپ میں نہیں دیکھا تھا۔ یہ سب کو بتایا جاچکا تھا کہ ٹی آر بھاٹیا کا برین واش کرنے کے بعد اس کے چہرے اور لب و لہجے کو بھی بدل دیا گیا تھا۔ لہٰذا ان سب کو چکر دینے کے لئے ہم ایک نیا ٹی آر بھاٹیا پیدا کرسکتے تھے۔

میں نے اس منصوبے پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد بابا صاحب کے ادارے سے ایک ایسے ٹیلی پیتھی جاننے والے کا انتخاب کیا جو قد اور جسامت میں سوامی تلک رام بھاٹیا کی طرح تھا۔ چہرے کی ساخت بھاٹیا جیسی تھی۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے چہرہ کچھ اس طرح بنایا گیا جیسے وہ بھاٹیا کا ہم شکل تو نہ ہو لیکن اس سے مشابہت رکھتا ہو۔ اسے دور سے دیکھ کر شبہ ہو کہ وہ ٹی آر بھاٹیا ہوسکتا ہے۔

ایسے ایک بھاٹیا کو تیار کرنے اور منظرِ عام پر لانے تک میں اس کا رول ادا کرتا رہا۔ نیلماں ایک دادی کی حیثیت سے روز مجھ سے دماغی رابطہ کرتی تھی اور میں اس سے ایک یا دو منٹ باتیں کرکے یہ تاثر دیتا تھا کہ میرا ایرانی عامل ہمارا دماغی رابطہ پسند نہیں کرتا ہے اور عارضی طور پر میرے دماغ کو لاک کردیتا ہے۔

پورس نے بھی کئی بار رابطہ کیا اور میں اس سے مختصر سی گفتگو کرکے کتراتا رہا۔ مہاراج اور گرو دیو کے دماغوں میں بھی یہ بات پکنے لگی تھی کہ دستاویزات چرانے والا ٹی آر بھاٹیا اگر ان کی گرفت میں آجائے تو امریکا اور دوسرے بڑے ممالک میں پھر مہاراج کی جے جے کار ہوگی۔ سب اس کی پذیرائی کریں گے اور پھر سے اسے ماہانہ لاکھوں ڈالر ادا کرنے لگیں گے۔

میں نے یہ جو گیم شروع کیا تھا اس میں ایک ایک کرکے سب ہی اپنے مفادات کی خاطر شریک ہو رہے تھے۔ سب کی توجہ کا مرکز بھاٹیا تھا' جس کی آواز سب ہی سنتے تھے۔ اس سے دماغی رابطہ بھی رکھتے تھے مگر کسی نے اس کی صورت نہیں دیکھی تھی۔

بلی ڈونا کو نیلماں سے نجات مل گئی تھی۔ وہ مہاراج کے مسٹنڈے آدمیوں کی پٹائی کرکے ممبئی سے فرار ہوئی تھی۔ اتفاق سے مہاراج کا بیٹا مہیش اس پر عاشق ہوگیا تھا۔ مہیش اسے اپنی کوٹھی میں لے کر آیا تو اس کا چاچا شیو راج اس پر عاشق ہوگیا۔

بلی نے شیو راج کو گولی مار کر اس کا کام تمام کردیا۔ اس کی جیب سے نادیدہ بنانے والی گولیوں اور فلائنگ کیپسولوں کی ایک ڈبیا لے لی۔ ایسے وقت پارس اس کے دماغ میں آیا تو بلی ڈونا کو معلوم ہوا کہ اس کی تمام کامیابیوں کے پیچھے پارس کا ہاتھ تھا۔ پارس نے اس کے دماغ کو اس طرح لاک کیا تھا کہ نیلماں بھی آتما شکتی کے ذریعے اس کے اندر نہیں آسکتی تھی۔ اب وہ پوری طرح آزاد رہ کر اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزار سکتی تھی۔

پارس نے اس کے دماغ میں صرف ایک اجنبی لہجہ نقش کیا تھا جس کے ذریعے صرف وہی اس کے اندر آسکتا تھا لیکن اس نے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ آئندہ اس سے کوئی تعلق نہیں رکھے گا۔

بلی ڈونا نے اس بار بڑی سنجیدگی سے سوچا کہ اس نے ماضی میں کئی غلطیاں کی ہیں اور اس کے برے نتائج سے دوچار ہوتی رہی ہے۔ مصیبتوں کے علاوہ ذلتیں بھی اٹھائی ہیں۔ اب اسے سنبھل جانا چاہئے اور ایسی زندگی گزارنا چاہئے کہ کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو نہ سراغ ملے اور نہ ہی کوئی اس سے دشمنی کرسکے۔

وہ مدھیہ پردیش کے ایک شہر بلاسپور میں آکر ایک خوبصورت سا مکان خرید کر وہاں رہنے لگی۔ اس نے ایک جوان پر تنویمی عمل کرکے اس کے دماغ میں یہ بات نقش کردی کہ وہ اس کا شوہر ہے لیکن کبھی اس کا جسم حاصل کرنے کی تمنا نہیں کرے گا۔ رات کو الگ بیڈ روم میں سوئے گا۔ صرف لوگوں کے سامنے ایک سائن بورڈ کی طرح پتی دیو بن کر رہے گا۔

اگر وہ ایسا نہ کرتی تو سب ہی باتیں بناتے کہ ایک تنہا جوان حسینہ اتنی دولت مند کیسے ہے؟ وہ کون ہے؟ کیا کرتی ہے؟ اور کہاں سے دولت حاصل کرتی ہے؟

اس نے جس جوان کو اپنا تابعدار شوہر بنایا تھا' وہ کسٹم میں ایک جونیئر افسر تھا۔ بلی نے کسٹم ڈپارٹمنٹ کے تمام بڑے افسران کو دماغی طور پر ٹریپ کیا تھا اور اونچی سطح سے سفارش کے ذریعے اپنے پتی دیو دیوان ورما کو ایک بہت بڑا

افسر بنا دیا تھا۔

کسٹم کے بہت بڑے افسران کروڑ پتی بھی ہوتے ہیں اس لئے دیوان ورما اور بلی ڈونا کے بے انتہا دولت مند ہونے پر کسی نے شبہ نہیں کیا۔ نیلماں اور امریکی جاسوس اس علاقے میں بھی ٹی آر بھاٹیا کو تلاش کرنے آئے لیکن بلی ڈونا کو کوئی پہچان نہ سکا۔

اگرچہ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دور رہ کر ایک عام سی زندگی گزار رہی تھی لیکن خیال خوانی کے ذریعے یہ معلوم کرتی رہتی تھی کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ وہ عہد کر چکی تھی کہ کسی کے معاملے میں دلچسپی نہیں لے گی لیکن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے باخبر رہنا ضروری تھا۔ کبھی اچانک کوئی افتاد آپڑتی تو وہ باخبر رہنے کے باعث اپنا بچاؤ کر سکتی تھی۔

اسے یہ معلوم ہوا کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں آج کل ٹی آر بھاٹیا کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ نیلماں کے اس پوتے کو سب تلاش کر رہے ہیں لیکن وہ کسی کی نظروں میں نہیں آرہا ہے۔ وہ اتنی اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ اسے نیلماں کے علاوہ پورس اور امریکی سراغ رساں بھی ڈھونڈ رہے ہیں۔ بھارتی حکومت نے بھی اسے تلاش کرنے کے لئے اپنی تمام پولیس فورس پورے ملک میں پھیلا دی ہے۔

ایسے وقت ایک ایرانی عامل نے تمام ہندوستانی اخبارات میں بیان شائع کرایا تھا کہ ٹی آر بھاٹیا سے بھارتی حکومت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا ہے۔ وہ امریکا کو خوش کرنے کے لئے ٹی آر بھاٹیا کو تلاش نہ کرے ورنہ بھارتی سرکار اور بھارتی فوج کے اہم راز اس کے مخالف ممالک میں پہنچا دیے جائیں گے۔

پارس نے مجھے بتایا تھا کہ بلی ڈونا سب سے الگ ایک پُرسکون زندگی گزار رہی ہے۔ اس کے مکان میں بھی بھارتی اور امریکی جاسوس پہنچے تھے لیکن اسے پہچان نہ سکے۔ میں نے پارس سے کہا۔ "بلی کو ٹی آر بھاٹیا کے معاملے میں اس طرح ملوث کرو کہ اس کی اپنی پُرسکون زندگی برقرار رہے۔ اگر اس پر کوئی مصیبت آئے تو تم اس کی حفاظت کرو گے۔"

پارس نے میری ہدایات پر عمل کیا۔ ایک ڈمی ٹی آر بھاٹیا کو بابا صاحب کے ادارے سے روانہ کر کے ہندوستان بھیج دیا گیا تھا۔ ایک رات بلی اپنے بیڈ روم میں سو رہی تھی۔ اس نے سونے سے پہلے اپنے دماغ کو ہدایت دی تھی کہ کمرے میں کوئی غیر معمولی بات ہو تو اس کی آنکھ کھل جائے۔ اور آنکھ کھل گئی تھی۔ بیڈ روم کا دروازہ مقفل تھا اور کوئی اسے ایک تار کے ذریعے بڑی ہنرمندی سے کھول رہا تھا۔ بلی نے آنکھیں بند کر لیں جیسے سو رہی ہو۔ اسے خود پر اعتماد تھا کہ چور خواہ کتنا ہی خطرناک ہو' وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس سے نمٹ لے گی۔ چور کے تمام ہتھیار بے کار ہو جائیں گے۔

دروازہ کھل گیا۔ کمرے کی نیم تاریکی میں بلی نے ایک آنکھ کو ذرا سا کھول کر دیکھا۔ ایک قد آور صحت مند شخص ایک بہت بڑی اٹیچی اٹھائے اندر آیا۔ پھر اندر سے دروازے کی چٹخنی چڑھا دی۔ اس بڑی اٹیچی کو ایک طرف رکھ کر بلی کے قریب آیا پھر اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "اے اٹھو۔"

اس نے دونوں آنکھیں کھول کر دیکھا۔ آنے والے نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "خبردار! شور نہ مچانا۔ میرے پاس ریوالور ہے مگر تمہارا گلا دبوچنے کے لئے ایک ہاتھ کافی ہے۔ چلو اٹھ کر بیٹھ جاؤ۔"

وہ بستر پر بیٹھ کر بولی۔ "کون ہو تم؟"

"میں ڈاکو نہیں ہوں۔ بدمعاش بھی نہیں ہوں۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ بہت مجبور ہو کر یہاں آیا ہوں۔"

بلی نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ وہ سانس روک کر بولا۔ "اچھا تو ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔ میری ہی برادری سے تعلق رکھتی ہو؟"

"تم بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ سچ بتاؤ کون ہو؟"

"یہی سوال میں تم سے کرتا ہوں کیونکہ میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے بچتا اور چھپتا ہوا یہاں آیا ہوں۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہاں بھی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی مل جائے گی۔ مجھے یقین ہے تم اپنی اصلیت نہیں بتاؤ گی۔"

اس نے اپنے لباس سے ایک ریوالور نکالا۔ بلی نے بھی پھرتی سے تکیے کے نیچے سے ایک ریوالور نکال لیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کا نشانہ لیا۔ وہ بولی۔ "تم مجھے زخمی کر کے میرے چور خیالات پڑھو گے۔ میں بھی تمہیں زخمی کر کے یہی کروں گی۔ یا پھر ہم دونوں ایک دوسرے کو ہلاک کر دیں گے۔ بولو کیا ارادہ ہے؟"

"باہر بھی میرے لئے موت تھی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہاں بھی ایسا ہی کچھ ہو سکتا ہے۔ کیا مجھ سے کوئی سمجھوتا کرو گی؟"

"ہاں۔ میں ٹیلی پیتھی جیسی غیر معمولی صلاحیت رکھنے کے باوجود گمنامی کی پُرسکون زندگی گزار رہی ہوں۔ اس لئے سمجھوتا کروں گی کہ آج کے بعد تم ادھر کا رخ نہیں کرو گے

اور نہ ہی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو میرے گھر کا راستہ دکھاؤ گے۔"

"تم میرے دل کی بات کہہ رہی ہو۔ اگر تم میری ایک امانت دیانت داری سے رکھو گی اور کسی سے اس امانت کا ذکر نہیں کرو گی تو میں یہاں صرف ایک بار اپنی امانت واپس لینے آؤں گا اور ہمیشہ تمہارا احسان مند اور شکر گزار رہوں گا۔"

بلی نے ایک طرف رکھی ہوئی بڑی سی اٹیچی کو دیکھا پھر پوچھا۔ "اس میں کیا ہے؟"

"میں یہی امانت تمہارے پاس رکھنا چاہتا ہوں لیکن پہلے معلوم ہونا چاہئے کہ تم کون ہو؟ یہ اندیشہ ہے کہ تمہارا تعلق میرے دشمنوں سے ہو سکتا ہے۔"

"عقل سے سوچو' میرا تعلق کسی سے بھی ہوتا تو میں یوں گمنامی کی زندگی نہ گزارتی۔ کوئی دوست یا دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے بارے میں کچھ نہیں جانتا ہے۔"

وہ کچھ سوچ کر بولا۔ "ہوں۔ میں ابھی مجبور ہوں۔ تم پر بھروسا کرنا ہی پڑے گا۔ میں ابھی یہاں سے چلا جاؤں گا۔ تم میری یہ اٹیچی امانت کے طور پر رکھ لو۔"

"اس اٹیچی میں کیا ہے؟"

وہ ذرا ہچکچایا پھر بولا۔ "ہماری دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے اہم راز اور تحریری دستاویزات' وڈیو فلموں اور مائیکرو فلموں کی صورت میں ہیں۔ یہ اتنے اہم ہیں کہ۔۔۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "آگے کچھ نہ بولو۔ میں سمجھ گئی۔ تم ٹی آر بھاٹیا ہو۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔ "او گاڈ! میں شیطان کی طرح مشہور ہو گیا ہوں۔ تم بھی مجھے جانتی ہو۔ تم سمجھ سکتی ہو کہ یہ کتنی اہم دستاویزات ہیں۔ اس اٹیچی میں امریکا کی جان اٹکی ہوئی ہے۔ نیلماں اور پورس مجھے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔"

"ہاں بھارتی اور امریکی جاسوس یہاں آچکے ہیں۔ کسی نے مجھے ٹیلی پیتھی جاننے والی کی حیثیت سے نہیں پہچانا ہے اور نہ کبھی پہچان سکتے ہیں۔ یہاں تمہاری امانت محفوظ رہے گی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں یہ اٹیچی یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ کوئی محفوظ پناہ گاہ ملے گی تو اسے واپس لینے آؤں گا۔ ضرورت پڑی تو خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کروں گا۔"

یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ بلی نے اس اٹیچی کو اٹھایا۔ وہ بہت بھاری تھی۔ اس نے اسے کھینچتے ہوئے لا کر بستر کے نیچے چھپا دیا۔

دو دنوں کے بعد بلی ڈونا نے صبح کا اخبار پڑھا تو چونک گئی۔ ایک خبر شائع ہوئی تھی۔ "معتبر ذرائع سے پتا چلا ہے کہ جس ٹی آر بھاٹیا کو کئی دنوں سے تلاش کیا جا رہا ہے' اس کا تعلق ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی بلی ڈونا سے ہے۔ امریکی سراغ رساں بلی ڈونا کو تلاش کر رہے ہیں۔"

بلی نے یہ خبر پڑھ کر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ وہ روپوش رہ کر گمنامی سے ایک پُرسکون زندگی گزار رہی تھی۔ اتنے سکون والی زندگی میں اچانک ہلچل پیدا ہو گئی تھی۔ اس خبر کی وجہ سے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی زبان پر گمشدہ بلی ڈونا کا نام آگیا تھا۔

○☆○

اگر ایک ہزار آدمی دنیا کے تمام ممالک کے شہروں اور بستیوں میں گھومتے رہیں اور اپنے جیسا کوئی شخص تلاش کرتے رہیں تو ان میں سے کسی ایک کو اپنا ہم شکل ضرور ملے گا۔ اگر وہ مکمل طور پر ہم شکل نہیں ہو گا تو اس سے مشابہت ضرور رکھتا ہو گا۔ ان کے انداز اور رکھ رکھاؤ میں فرق ہو گا لیکن چہرے ملتے جلتے ہوں گے۔

اور اگر چہروں میں معمولی سا فرق ہو تو پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس فرق کو بہ آسانی ختم کیا جا سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ موجودہ دور میں قدرتی طور پر ایک ہم شکل کا پیدا ہونا۔ یا پلاسٹک سرجری کے ذریعے ہم شکل کو پیدا کرنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس کے باوجود دو ہم شکل افراد کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ ایک کو تو پہلے دیکھا تھا۔ پھر یہ دوسرا اس کی طرح کہاں سے آگیا؟

پورس نے جب شی تارا کو دیکھا تو ایکدم سے چونک گیا۔ دماغ میں فوراً سوال پیدا ہوا کہ یہ دوسری کہاں سے آگئی ہے؟

سرخ سگنل کے باعث دونوں کی کاریں ایک دوسرے سے ذرا فاصلے پر برابر آکر رک گئی تھیں۔ پورس کی نظریں ونڈ اسکرین کے پار۔۔۔ سگنل کو دیکھ رہی تھیں۔ اسے آگے جانے کی جلدی تھی۔ اگر انسان کی طرح سگنل کا بھی دماغ ہوتا تو وہ اس کے اندر گھس کر سرخ لائٹ کو سبز لائٹ میں بدل دیتا۔ پھر تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا چلا جاتا لیکن سگنل اپنے مقررہ وقت پر اسے راستہ دینے والا تھا۔

اس نے ناگواری سے دائیں طرف سر گھمایا تو سڑک کے دوسرے ٹریک پر کھڑی ہوئی کار میں شی تارا دکھائی دی۔ پہلے تو پورس کو یقین نہیں آیا کہ اسے زندہ دیکھ رہا ہے لیکن

وہ خواب نہیں تھا۔ وہ پورے ہوش و حواس میں رہ کر کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا دماغ کہہ رہا تھا' وہ شی تارا ہو یا نہ ہو لیکن اس کی ہم شکل ضرور ہے۔

اب یہ تجسس پیدا ہوا کہ وہ کون ہے؟ ایسے ہی وقت دائیں طرف مڑ جانے کا سگنل سبز ہو گیا۔ اس کا ڈرائیور کار آگے بڑھا کر جانے لگا۔ پورس الجھ گیا کہ اس کا تعاقب کیسے کرے؟ کیونکہ وہ چوراہا کراس کر کے سیدھے راستے پر جانے والے ٹریک پر تھے۔ اس ٹریک پر سے دائیں طرف مڑنا خلاف قانون تھا لیکن شی تارا کو دیکھ لینے کے بعد وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

وہ قانون کے خلاف کار کو آگے بڑھا کر دائیں طرف مڑ گیا۔ اس وقت تک شی تارا کی کار بہت آگے نکل گئی تھی۔ اس کی اور شی تارا کی کار کے درمیان کئی گاڑیاں تھیں۔ پھر کولڈ ڈرنک سپلائی کرنے والی ایک لمبی سی گاڑی بھی دیوار بن کر اس کے آگے چل رہی تھی۔ اسے اوور ٹیک کرنے میں دشواری ہو رہی تھی۔ اس پر مشکل یہ آپڑی کہ خلاف قانون ٹرن لینے پر ایک ٹریفک سارجنٹ پیچھے پڑ گیا۔ وہ اپنی موٹر سائیکل کا سائرن بجاتا چلا آ رہا تھا۔

سارجنٹ قریب پہنچ کر کہہ رہا تھا۔ "اپنی کار ایک سائیڈ میں لا کر روک دو۔"

پورس اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے اپنی موٹر سائیکل کو ایک سائیڈ میں لا کر روک دیا پھر تعجب سے سوچنے لگا۔ "میں نے اس کار والے کو کیوں نہیں روکا؟ خود یہاں کیوں رک گیا ہوں؟ مجھے اس کا تعاقب کرنا چاہئے۔"

وہ اپنی موٹر سائیکل دوبارہ اسٹارٹ کرنے لگا لیکن نہ کر سکا۔ جب بھی وہ اسٹارٹر پر پیر رکھتا تھا' پورس کی مرضی کے مطابق پیر پھسل جاتا تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے سارجنٹ سے پیچھا چھڑانے میں جتنی دیر لگی اتنی دیر میں شی تارا کی کار آگے نہ جانے کہاں چلی گئی تھی پھر بھی وہ تیز رفتاری سے آگے بڑھتا رہا۔

وہ پچھلے دنوں نندہ رانی کی جاگیر میں آلۂ کار کے ذریعے گیا تھا۔ اس کے مندر میں گھس کر نتالیہ کو وہاں سے لے آیا تھا لیکن نندہ رانی سے اس کا سامنا نہیں ہوا تھا اور نہ ہی اس نے نندہ رانی کی کوئی تصویر دیکھی تھی۔ اگر وہ اسے دیکھ لیتا تو وہیں معلوم ہو جاتا کہ نیلماں نے جس نندہ رانی کے جسم میں سما کر نئی زندگی حاصل کی ہے' وہ شی تارا کی ہم شکل ہے۔

اس نے شی تارا کی آخری سانسوں تک اس کے اندر نیلماں کو پایا تھا اس لئے دماغ میں یہ بات آ رہی تھی کہ وہ شی تارا نظر آنے والی دوشیزہ نیلماں ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ نیلماں ہو سکتی ہے تو پھر نندہ رانی کون تھی؟ اس کے اندر بھی تو نیلماں تھی۔

پھر ایک خیال آ رہا تھا کہ نیلماں' نندہ رانی کے اندر تھی لیکن کسی کے خوف سے فرار ہو کر ایک شی تارا کی ہم شکل کو دیکھ کر نیلماں نے نندہ رانی کا جسم چھوڑ دیا ہوگا اور اس شی تارا کے جسم میں سما گئی ہوگی جو ابھی کار میں جا رہی ہے۔

ایک مارکیٹ کے پارکنگ ایریا میں وہ کار نظر آ گئی۔ کار کا وہی کلر اور وہی نمبر تھا لیکن وہ قریب پہنچا تو کار کے اندر وہ نظر نہیں آئی۔ ڈرائیور اس کار کو سست رفتاری سے ڈرائیو کرتا ہوا پارکنگ ایریا سے باہر جانا چاہتا تھا۔ پورس نے اسے روک کر پوچھا۔ "پچھلی سیٹ پر ایک مس بیٹھی ہوئی تھیں' وہ کہاں ہیں؟"

ڈرائیور نے کہا۔ "وہ مارکیٹ کے اندر گئی ہیں۔"

"تم انہیں چھوڑ کر جا رہے ہو؟"

"میں ایجنسی میں کار واپس لے جا رہا ہوں۔ مس نے یہ کار رینٹ پر حاصل کی تھی۔ یہاں تک آنے کا کرایہ ادا کر کے جا چکی ہیں۔"

"مس نے یہ کار کرائے پر حاصل کرتے وقت اپنا نام اور پتا ایجنسی میں لکھوایا ہوگا۔ کیا تم مس کا نام جانتے ہو؟"

"سوری سر! میں نام نہیں جانتا۔ آپ کو ہماری ایجنسی سے معلوم ہو جائے گا۔"

وہ رینٹڈ کار والا چلا گیا۔ پورس تیزی سے چلتا ہوا مارکیٹ کے اندر گیا۔ کوئی تجسس پیدا کرے اور نظروں سے اوجھل ہو جائے تو اندر بڑی بے قراری پیدا ہو جاتی ہے۔ بے چینی اِدھر سے اُدھر دوڑاتی ہے۔ اس کی طلب بڑھتی جاتی ہے۔ مارکیٹ دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ وہ ایک ایک دکان' ایک ایک گلی میں اسے ڈھونڈتا رہا۔ سوچتا رہا' جو اس کے سامنے مر چکی تھی اور جسے چتا میں جلا دیا گیا تھا اور جس کا جسم جل کر راکھ ہو گیا تھا' وہ راکھ ہونے والا جسم دوبارہ کیسے مجسم ہو سکتا تھا؟ یہ بات بالکل ہی ناممکن تھی۔

آنکھوں دیکھی بات جیسے غلط ثابت ہو رہی تھی۔ اس نے اپنی آنکھوں سے شی تارا کے مردہ جسم کو جلتے اور راکھ ہوتے دیکھا تھا۔ فی الحال یہ سمجھ میں آ رہا تھا کہ وہ شی تارا کی ہم شکل ہے۔ وہ بیچ بازار میں آ کر ایسے گم ہو گئی تھی جیسے آنکھ مچولی کھیل رہی ہو۔ ایک چیلنج بن گئی ہو کہ آؤ اور مجھے ڈھونڈ نکالو۔

مارکیٹ بڑی تھی اور کئی منزلہ تھی۔ اسے ڈھونڈنے میں کافی وقت گزر گیا۔ جب وہ نظر نہیں آئی تو اس نے ڈرائیور کے دماغ میں پہنچ کر ایجنسی کا فون نمبر معلوم کیا پھر ایجنسی کے منیجر سے رابطہ کر کے اس کار کے بارے میں پوچھا۔ "ایک مس نے وہ کار آپ سے رینٹ پر لی تھی۔ کیا آپ اس کا نام اور پتا بتا سکتے ہیں؟"

منیجر نے پوچھا۔ "آپ کون ہیں؟"

"میں ایک انکوائری افسر ہوں۔"

"کس قسم کے انکوائری افسر ہیں؟ کس ڈپارٹمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں؟"

"میرا ڈپارٹمنٹ نہ پوچھو۔ سوال کا جواب دو۔"

"سوری۔ آپ یہاں تشریف لائیں۔ اپنا شناختی کارڈ دکھائیں پھر آپ کے ہر سوال کا جواب دیا جائے گا۔"

دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ پورس نے جھنجلا کر سوچا۔ "مجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں خواہ مخواہ فون پر وقت ضائع کر رہا ہوں جبکہ اس منیجر کی کھوپڑی میں پہنچ سکتا ہوں۔"

وہ منیجر کے اندر پہنچ گیا۔ اس رینٹڈ کار کے نمبر کے حوالے سے معلوم کیا کہ اسے رینٹ پر حاصل کرنے والی کا نام کیا ہے؟

اس کے چور خیالات نے بتایا۔ "شی تارا۔"

پورس کے دماغ کو جھٹکا سا لگا۔ اس نے شدید حیرانی سے سوچا۔ "یہ کیسے ممکن ہے' صورت شکل بھی وہی اور نام بھی وہی؟"

وہ چتا میں جلنے کے بعد راکھ ہوئی۔ راکھ ہونے کے بعد خاک ہوئی۔ یہ سب کہتے ہیں کہ انسان خاک کا پتلا ہے' کیا وہ خاک پھر شی تارا کا پتلا بن گئی ہے؟

ایسا تو کبھی نہیں ہوتا۔

اس نے رینٹڈ کار ایجنسی میں ہوٹل شیرٹن کا پتا لکھوایا تھا۔ وہ کمرا نمبر دو سو دو میں رہائش پذیر تھی۔ وہ اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ اسے بڑی دیر تک تلاش کرتا رہا۔ ہو سکتا تھا کہ وہ واپس ہوٹل پہنچ گئی ہو۔ وہاں اس سے ملاقات کی توقع تھی۔ اس نے موبائل فون کے ذریعے ہوٹل شیرٹن کے انکوائری کلرک سے پوچھا۔ "کیا مس شی تارا آپ کے روم نمبر ٹو او ٹو میں قیام کرتی ہیں؟"

دوسری طرف سے جواب ملا۔ "جسٹ اے منٹ۔۔۔ ہولڈ آن۔"

وہ فون کو کان سے لگائے انتظار کرتا رہا پھر دوسری طرف سے نیلماں کی آواز سن کر حیران رہ گیا۔ وہ پوچھ رہی تھی۔

"ہیلو۔ کون ہے؟"

وہ حیرانی سے بولا۔ "نیلماں؟"

اس نے پوچھا۔ "کون نیلماں؟"

"دیکھو انجان نہ بنو۔ تم نے پھر ایک شی تارا کی ہم شکل کو تلاش کر کے اس کا جسم حاصل کیا ہے اور اس کے اندر سما کر نئی زندگی گزار رہی ہو۔"

"کیا بکواس ہے؟ یہ کس قسم کی باتیں کر رہے ہو؟ کیا تم کوئی ایب نارمل شخص ہو؟ یا رانگ نمبر پر بول رہے ہو؟"

فون بند کر دیا گیا۔ پورس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ اس نے سانس روک لیا۔ پورس نے اپنے گونگے فون کو دیکھا۔ اس کے سانس روکنے اور خیال خوانی کی لہروں کو دماغ سے نکالنے کا عمل کہہ رہا تھا کہ وہ نیلماں ہے۔ آواز بالکل اسی کی طرح تھی۔

اس نے دوبارہ فون سے رابطہ کیا۔ ہوٹل کے ایکسچینج سے کہا گیا۔ "کمرے میں کوئی فون اٹینڈ نہیں کر رہا ہے۔ شاید وہ کمرے سے کہیں باہر گئی ہیں۔"

اس نے انکوائری کلرک سے رابطہ کیا۔ اس نے جواب دیا۔ "مس شی تارا نے کمرا چھوڑ دیا ہے۔ چیک آؤٹ کے لئے ابھی کاؤنٹر پر آئی ہیں۔"

"پلیز۔ اس سے بات کراؤ۔"

چند سیکنڈ بعد پھر نیلماں کی آواز سنائی دی۔ وہ بولا۔ "سوری۔ میں نے نیلماں کہہ دیا تھا۔ تم شی تارا ہو۔ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ پلیز میرا انتظار کرو۔ میں آ رہا ہوں۔"

وہ بولی۔ "آخر تم ہو کون؟ میں کیوں تمہارا انتظار کروں۔ تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میں فلرٹ کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ نہ کسی اجنبی سے دوستی کرتی ہوں اور نہ کسی آئیڈیل کا انتظار کرتی ہوں۔"

اس نے پھر فون بند کر دیا۔ پورس اس سے گفتگو کے دوران میں اپنی جیبیں ٹٹول رہا تھا۔ اس ڈبیا کو تلاش کر رہا تھا' جس میں نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول تھے۔ وہ کیپسول کے ذریعے چند سیکنڈ میں اس کے پاس ہوٹل میں پہنچ سکتا تھا۔ اس کی داڑھ میں نادیدہ بنانے والی ایک گولی ضرور ہوتی تھی۔ وہ نادیدہ ہو سکتا تھا لیکن کیپسول کے بغیر وہاں چشم زدن میں نہیں پہنچ سکتا تھا۔

دراصل وہ لباس کو تبدیل کرتے وقت اس اتارے ہوئے لباس کی ایک جیب میں ڈبیا کو بھول آیا تھا۔ وہ جھنجلا کر رہ گیا۔ کار کے ذریعے ہوٹل تک جانا گویا وقت ضائع کرنا تھا۔ اس کے ہوٹل پہنچنے تک پتا نہیں وہ کتنی دور جا چکی ہوتی۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے اپنے ایک ماتحت سے کہا۔ "فوراً ریلوے اسٹیشن جاؤ اور وہاں شی تارا کی ہم شکل کو تلاش کرو۔ وہ کسی پلیٹ فارم یا کسی ٹرین میں نظر آسکتی ہے۔"

وہ اپنی کار اسٹارٹ کرکے ائرپورٹ کی طرف جانے لگا۔ خیال خوانی کے ذریعے نتاشا کو اس شی تارا کے متعلق بتانے لگا جو نیلماں کی آواز اور لہجے میں بول رہی تھی۔

نتاشا نے پوچھا۔ "کیا وہ ہوٹل میں تھی؟ اس کا مطلب ہے وہ اس شہر میں نہیں رہتی ہے۔"

"اسی لئے میرا ایک ماتحت ریلوے اسٹیشن گیا ہے اور میں ائرپورٹ کی طرف جا رہا ہوں۔"

"پورس! وہ کسی فلائنگ کلب سے طیارہ یا ہیلی کاپٹر بھی کرائے پر لے سکتی ہے۔ وہ شاید ہی تمہارے ہاتھ آسکے۔"

"مجھ سے بھول ہوگئی۔ جہاں سگنل کے پاس پہلی بار اسے دیکھا تھا وہیں نادیدہ بن کر اپنی کار سے نکل کر اس کی کار میں جاکر بیٹھ سکتا تھا اور اس کی مصروفیات کو خاموشی سے دیکھ سکتا تھا۔ اس طرح اس کے کسی خفیہ ٹھکانے پر بھی پہنچ جاتا۔"

"دراصل تم اچانک شی تارا کو زندہ دیکھ کر الجھ گئے تھے۔ یہ الجھن اور پیچیدگی سب ہی کے لئے ہوگی۔ بعد میں نیلماں کی آواز اور لہجہ سن کر یقین آرہا ہے کہ اس نے پھر سے ایک شی تارا کی ہم شکل کو ڈھونڈ لیا ہے۔"

وہ ائرپورٹ پہنچ گیا۔ وہاں ہر جگہ اسے تلاش کرتا رہا۔ اپنے ماتحت سے بھی رابطہ کرتا رہا۔ وہ نہ ائرپورٹ پر نظر آرہی تھی اور نہ ہی ریلوے اسٹیشن پر... دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے ایک فلائنگ کلب کی طرف جاتے ہوئے کہا۔ "نتاشا! میں اپنی تسلی کے لئے جا رہا ہوں۔ وہ نادان نہیں ہے۔ کسی فرضی نام سے طیارہ یا ہیلی کاپٹر کرائے پر لے کر جائے گی اور دھوکا دینے کے لئے خیال خوانی کے ذریعے فلائنگ کلب والوں کے دماغوں پر حاوی رہے گی۔"

"وہ ہاتھ نہیں آئے گی۔ اسے فرار ہونے کا موقع مل گیا ہے۔ تم اس کے تعاقب میں وقت ضائع کر رہے ہو۔"

"میں وقت ضائع نہیں کرتا۔ یہ تو معلوم کر سکتا ہوں کہ فلائنگ کلب کے اہم افراد تھوڑی دیر کے لئے غائب دماغ رہے تھے یا نہیں؟ اگر وہ غائب دماغ رہے ہوں گے تو یہ معلوم ہوسکے گا کہ ان کا طیارہ یا ہیلی کاپٹر کہاں تک گیا ہے۔ اس کا پائلٹ بیان دے سکتا ہے کہ اسے کس مقام پر اتارا گیا ہے۔"

اس نے فلائنگ کلب پہنچ کر وہاں کے متعلقہ افسران کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ وہ کسی بھی وقت غائب دماغ نہیں رہے تھے۔ نیلماں وہاں نہیں گئی تھی۔ وہ تھک ہار کر اپنی ایک عارضی رہائش گاہ میں آیا۔ نتاشا اور نتالیہ نے دوسری جگہ رہائش اختیار کی تھی۔ ایسا احتیاطاً کیا گیا تھا۔ ایک ساتھ ایک جگہ رہنے سے اندیشہ تھا کہ وہ بیک وقت دشمن کے جال میں پھنس سکتے ہیں۔

اس نے اپنے ایک چھوٹے سے بنگلے میں آکر گھڑی دیکھی۔ تقریباً پانچ گھنٹے ضائع ہو چکے تھے۔ وہ اسے کسی طرح گرفت میں لینے کے لئے بڑی دیر تک تلاش کرتا رہا تھا۔ وہ بنگلے میں داخل ہو کر سب سے پہلے باتھ روم میں گیا۔ وہاں اتارے ہوئے لباس کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ نادیدہ گولیاں اور فلائنگ کیپسول جس ڈبیا میں رکھے ہوئے تھے وہ ڈبیا نہیں ملی۔ وہ پریشان ہو کر میز پر، الماری میں اور دراز وغیرہ میں تلاش کرنے لگا۔

تب اسے نیلماں کا قہقہہ سنائی دیا۔ وہ چونک کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہ بولی۔ "اس ڈبیا کی ضرورت مجھے زیادہ تھی۔ اب وہ میرے پاس ہے۔"

اس کی آواز سنتے ہی پورس اپنی داڑھ میں دبی ہوئی گولی کو نگل کر نادیدہ ہوگیا۔ اسے پھر نیلماں کا قہقہہ سنائی دیا۔ "پورس! بہت چالاکیاں دکھا چکے ہو۔ اب کوئی چال کامیاب نہیں ہوسکے گی۔ تمہارے نادیدہ ہونے سے پہلے ہی میں تمہارے جسم میں سما چکی ہوں۔"

وہ شکست خوردہ انداز میں ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ بولی۔ "تم نے بھی میرے ساتھ یہی سلوک کیا تھا۔ جب میں شی تارا کے جسم میں سمائی تھی اور آشرم کے بیڈ روم میں تھی تو تم نادیدہ بن کر میرے جسم میں سما گئے تھے۔ میں نے تم سے کتنی التجائیں کی تھیں۔ تمہارے تیس عدد ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو واپس کرنے پر راضی ہوگئی تھی۔ تمہاری بڑی سے بڑی شرط ماننے کو تیار تھی مگر تم نے میرا پیچھا نہیں چھوڑا۔ آخر مجھے تم سے نجات حاصل کرنے کے لئے شی تارا کے جسم کو چھوڑنا پڑا۔ میں تو شی تارا کے مُردہ جسم سے نکل کر دوسرے جسم میں نئی زندگی پا رہی ہوں۔ تمہارا کیا بنے گا؟ تم مرنے کے بعد بھی دوسرا جسم حاصل کرنے کی شکتی نہیں رکھتے ہو۔ اب تو تمہیں مرنے کے بعد ہی مجھ سے نجات ملے گی۔"

وہ بہت بڑی بازی جیت کر فاتحانہ انداز میں بولتی جا رہی تھی۔ پورس خیال خوانی کے ذریعے نتاشا کو بتا رہا تھا کہ وہ کتنے بڑے عذاب میں مبتلا ہوگیا ہے۔

نتاشا نے پریشان ہو کر کہا "یہ کیا ہوگیا ہے؟ وہ تو اب مرتے دم تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔"

"مصیبت میں پریشان ہونے سے پریشانی اور بڑھ جاتی ہے۔ فی الحال میری ضروری ہدایات پر عمل کرو۔ نتالیہ کے ساتھ مجھ سے دور رہو۔ مجھ سے دماغی رابطہ بھی نہ رکھو۔ میں تم سے رابطہ رکھوں گا۔"

وہ نتاشا کو ضروری ہدایات دینے لگا۔ نیلماں اس کے اندر خاموش تھی اور دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کیا جوابی کارروائی کرے گا؟ لیکن وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بولی۔ "تمہاری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ ضرور کوئی مکاری دکھانے والے ہو۔"

وہ بولا۔ "جو ذہین، حاضر دماغ یا مکار ہوتے ہیں، وہ کبھی چوہے دان میں نہیں پھنستے۔ مجھ جیسے پھنسنے والے کو تم مکار کہہ رہی ہو۔ ہاہاہا..."

وہ قہقہے لگانے لگا۔ قہقہے لگانے کا انداز ایسا تھا جیسے نیلماں کا مذاق اڑا رہا ہو۔ وہ بڑی سنجیدگی سے ان قہقہوں کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

○☆○

ابتدا میں یہودیوں کے پاس نہ فوج تھی، نہ ہتھیار تھے۔ نہ ایسی طاقت تھی جس کے بل پر وہ دنیا کے نقشے پر اسرائیل جیسا ملک قائم کر لیتے۔ امریکا اور دوسرے بڑے ممالک نے انہیں ہر طرح کی مالی امداد دی۔ ہتھیاروں کے علاوہ ایٹمی ٹیکنالوجی دی۔ اقوام متحدہ میں ایک نئے ملک اسرائیل کے قیام کی حمایت کی۔ اس طرح یہ یہودی رائی سے پربت بن گئے۔

امریکا ایک ایسا ملک ہے، جو اب تک اسرائیل کی جڑیں مضبوط کرتا رہا ہے۔ یہ محض اس لئے کہ عالم اسلام کے خلاف ایٹم بم کے علاوہ یہودیوں کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یہودی اسلام کی ابتدا سے مسلمانوں کے دشمن رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ یہودی کبھی مسلمان کے دوست نہیں ہوسکتے۔ مسلمانوں کے لئے تاکید ہے کہ یہودیوں سے نہ دوستی کریں، نہ ان پر اعتماد کریں۔

ان حقائق کی بنا پر امریکا اور یورپ نے دیکھا کہ اسلام ان کے اپنے ممالک میں بھی پھیلتا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان، افغانستان، ایران، مشرقِ وسطیٰ اور افریقہ کے تمام اسلامی ممالک متحد ہو کر دنیا کی سب سے بڑی قوت بن سکتے ہیں تو ان ممالک نے مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کے ذریعے محاذ آرائی شروع کی۔ اس طرح آج اسرائیل دو سو ایٹم بم اور جدید میزائل وغیرہ تیار کر کے عالمِ اسلام کے لئے بہت بڑا خطرہ بن گیا ہے۔

اس کے برعکس تمام اسلامی ممالک کے سربراہ یا تو عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے ہیں یا امریکا کے مقروض ہو کر اس کی مرضی کی حکومتیں قائم کر کے اپنے ملک اور مسلمانوں کو ناخواندہ اور کمزور بنا رہے ہیں۔ صرف ایران اور لیبیا جیسے ممالک امریکی اور اسرائیلی شکنجے میں نہیں ہیں۔ باقی اسلامی ممالک میں عوامی سطح پر اسلامی تحریکیں زور پکڑ رہی ہیں اور ثابت کر رہی ہیں کہ اسلام بڑھتے رہنے، پھلتے پھولتے رہنے اور تاقیامت قائم رہنے کے لئے ہے۔

امریکا اور اسرائیل کے درمیان اکثر اختلافات ہوتے ہیں لیکن کسی اسلامی ملک اور مسلمانوں سے نمٹنا ہو تو وہ اپنے اختلافات پس پشت ڈال کر متحد ہو جاتے ہیں۔ اس بار بھی امریکا اور اسرائیل کے اکابرین نے ایک خفیہ اجلاس میں اس تشویش کا اظہار کیا کہ ان کی کئی اہم خفیہ دستاویزات چرالی گئی ہیں اور وہ کسی دن بھی ٹی آر بھاٹیا کے ذریعے ایران پہنچائی جا سکتی ہیں۔

اسرائیلی آرمی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل برین آدم نے امریکی اکابرین سے کہا۔ "ہمارے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہماری خفیہ دستاویزات کو ایران پہنچانے سے پہلے ہی ٹی آر بھاٹیا کو تلاش کر کے اسے گولی مار دی جائے اور اگر وہ ہاتھ نہ آئے اور ہمارے اہم راز ایران پہنچ جائیں تو فوراً ہم اپنی سیاسی پالیسیوں میں ایسی تبدیلیوں کا اعلان کر دیں کہ ان تبدیلیوں کے باعث چرائی ہوئی دستاویزات کی اہمیت ختم ہو جائے۔"

امریکی فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ان دستاویزات میں ہماری فوج کے کئی اہم راز ہیں۔ ایران ان رازوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔"

برین آدم نے کہا۔ "ہم فوجی معاملات میں بھی تبدیلیاں لا سکتے ہیں۔ مثلاً ایٹم بموں کی تیاری اور ذخیرہ کرنے کے مراکز تبدیل کر کے انہیں کسی دوسرے مقام پر پہنچایا جا سکتا ہے۔ چرائی ہوئی دستاویزات میں جو منصوبے درج ہیں ان منصوبوں کو بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔"

"ایسا کرنے میں کچھ وقت بھی لگے گا اور پریشانی بھی ہوگی لیکن ٹی آر بھاٹیا گرفتار نہیں ہوگا اور وہ دستاویزات

ہمیں واپس نہیں ملیں گی تو ہمیں سیاسی اور فوجی معاملات میں بہت سی تبدیلیاں کرنی ہی پڑیں گی۔"

امریکا کے ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "مسٹر آدم! آپ کی ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا مسلمان ہوگئی ہے۔ پارس کی شریکِ حیات اور اس کے بچے کی ماں بن چکی ہے۔ کیا اب اس یہودی الپا کو اسرائیل اور یہودیوں سے کوئی محبت نہیں رہی۔"

برین آدم نے کہا۔ "یہ سنی سنائی بات ہے کہ الپا مسلمان ہوگئی ہے۔ وہ پارس کی شریکِ حیات اور اس کے بچے کی ماں بننے کے باوجود یہودی ہے اور یہودی مفادات کے لئے ہمارے کام آتی رہتی ہے۔"

"پھر آپ الپا سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ مملکتِ اسرائیل سے چرائی ہوئی دستاویزات واپس لاکر دے۔"

برین آدم نے کہا۔ "وہ دستاویزات الپا کے پاس نہیں، ٹی آر بھاٹیا کے پاس ہیں جو کسی کے ہاتھ نہیں آرہا ہے۔"

"لیکن وہ پارس کے ذریعے ایرانی حکام سے کہہ سکتی ہے کیونکہ... ٹی آر بھاٹیا ایک ایرانی عامل کا تابعدار ہے۔ وہ اس عامل سے اور بھاٹیا سے خفیہ دستاویزات لے کر انہیں پڑھے بغیر واپس کرسکتے ہیں۔"

"آپ کیا سمجھتے ہیں کہ الپا ایسی کوشش نہیں کررہی ہے؟ اس نے ایرانی حکام سے پارس اور فرہاد کے ذریعے رابطہ کیا ہے۔ ایرانی حکام نے کہا ہے کہ اس ایرانی عامل اور بھاٹیا سے خود ان کا رابطہ نہیں ہورہا ہے۔ پتا نہیں وہ ایرانی عامل کہاں... روپوش ہے اور ان دستاویزات کو ایران پہنچانے میں تاخیر کیوں کررہا ہے؟"

"ہوسکتا ہے، ایرانی حکام الپا سے جھوٹ بول کر اسے ٹال رہے ہوں۔"

"وہ سچ بول رہے ہیں۔ ہم اور آپ اچھی طرح سمجھ رہے ہیں کہ ہماری خفیہ دستاویزات ایران پہنچی ہوتیں تو ایرانی حکام ہمارے خلاف کئی سیاسی اقدامات کرچکے ہوتے۔"

"ہوسکتا ہے، وہ کسی مناسب موقع پر اقدامات کرنا چاہتے ہوں۔"

"ایسے شبہات میں مبتلا ہونے سے بہتر ہے کہ ہم سب حالات کا صحیح تجزیہ کریں۔ کیا آپ سب نے اخبارات میں نہیں پڑھا ہے کہ ٹی آر بھاٹیا ہندوستان میں ہے اور اس کا رابطہ بلی ڈونا سے رہتا ہے؟ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایرانی عامل حکومتِ ایران سے بدظن ہے اور بھاٹیا کے ذریعے بلی ڈونا سے دوستی کرچکا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ بھاٹیا کے علاوہ اب بلی ڈونا کو بھی تلاش کرنا ہوگا۔"

یہ باتیں امریکی اور اسرائیلی اکابرین کے خفیہ اجلاس میں ہورہی تھیں۔ ان کے علاوہ روس، فرانس اور جرمنی وغیرہ جیسے بڑے ممالک بھی ایک دوسرے سے یہی کہہ رہے تھے کہ اپنی اپنی خفیہ دستاویزات حاصل کرنے کے لئے انہیں بھاٹیا کے علاوہ بلی ڈونا کو بھی تلاش کرنا ہوگا۔

بلی ڈونا نے جس دن وہ اخبارات پڑھے تھے اس دن سے اس کا سکون برباد ہوگیا تھا۔ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دور ہوکر گمنامی کی زندگی گزار رہی تھی۔ یوں گمنام رہ کر وہ دشمنوں سے اور تمام پریشانیوں سے محفوظ تھی لیکن اس ڈمی بھاٹیا نے ایک رات بلی کی خواب گاہ میں آکر اس کی پُرسکون زندگی میں ہلچل پیدا کردی تھی۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے ڈمی بھاٹیا کو مخاطب کیا اور پوچھا۔ "کیا تم نے آج کا اخبار پڑھا ہے؟"

"ہاں۔ میں نے کئی اخبار والوں کو خیال خوانی کے ذریعے سحرزدہ کرکے یہ خبر چھپوائی ہے کہ میرا تم سے رابطہ رہتا ہے۔"

"تم نے میری پُرسکون زندگی میں ہلچل پیدا کردی ہے۔ تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟"

"پہلے تو میں یہ نہیں جانتا تھا کہ جس بنگلے کے بیڈ روم میں چوروں کی طرح داخل ہورہا ہوں، وہاں بلی ڈونا سے یعنی تم سے ملاقات ہوگی۔ میرا مقصد یہ تھا کہ میں کسی کے بھی گھر میں وہ اٹیچی پہنچا کر پھر اخبارات میں خبریں چھپوا کر تمام تلاش کرنے والوں کو یہ بتادوں کہ میں مدھیہ پردیش کے ایک شہر بلاسپور میں ہوں۔"

"کیا اس اٹیچی میں واقعی دستاویزات ہیں؟"

"بھلا میں ایسی حماقت کیوں کروں گا۔ اٹیچی میں جو کاغذات ہیں، ان میں لکھا ہوا ہے کہ ایران سے میرے تعلقات نہیں رہے لیکن میرا عامل ایرانی مسلمان ہے۔ وہ اسلامی ممالک کی بہتری کے لئے ان دستاویزات کو اپنے پاس محفوظ رکھے گا۔ جب کسی بھی اسلامی ملک کے خلاف جارحانہ اقدامات کئے جائیں گے تو پھر ان دستاویزات کو جارحانہ اقدامات کرنے والے ملک کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔"

"تم تو اپنے مطلب کے لئے کام کررہے ہو، لیکن میرے لئے مشکلات پیدا کردی ہیں۔"

"مشکلات کیسی؟ تم وہ جگہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ روپوش رہ سکتی ہو۔"

"ایسا تو میں کرہی رہی ہوں۔ تم سے کہتی ہوں آئندہ مجھ سے دماغی رابطہ نہ رکھنا۔ تم آنا چاہو گے تو میں سانس روک کر تمہیں بھگادوں گی۔"

"ایسا ظلم نہ کرو۔ میں دل کی بات کہتا ہوں۔ تمہیں دیکھ کر دیوانہ ہوگیا ہوں۔ اگر تمہارے دل میں گنجائش ہے تو مجھے محبت کا جواب محبت سے دو۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں میری ذات سے نقصان کبھی نہیں پہنچے گا۔ میں تمہارے اعتماد اور مرضی کے مطابق تم سے پیار کروں گا اور ہمیشہ تمہارے کام آتا رہوں گا۔"

وہ ذرا سوچ کر بولی۔ "تم مجھے گھر سے بے گھر کررہے ہو۔ یہاں میں نے ایک شخص کو دکھاوے کا شوہر بنایا تھا۔ میں جہاں بھی ایک عام عورت کی حیثیت سے پُرسکون زندگی گزارنا چاہوں گی، وہاں میرے ساتھ کسی مرد کا ہونا لازمی ہے۔ اس دیس میں عورت کسی مرد کے بغیر رہ کر بدنام بھی ہوتی ہے اور تجسس بھی پیدا کرتی ہے کہ وہ کون ہے؟ کہاں سے آئی ہے؟ اور بے انتہا دولت مند کیسے ہے؟"

"تم درست کہتی ہو۔ پلیز مجھ پر اعتماد کرو۔ میرے ساتھ گمنام بن کر رہو۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔"

"تم پر بھروسا کرنے کا مطلب ہوگا کہ تمہارے عامل کو میرے بارے میں بہت کچھ معلوم ہوتا رہے گا اور تم اس کے حکم کے مطابق مجھے کوئی نقصان پہنچا سکتے ہو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "نہ میرا کوئی عامل ہے اور نہ میں کسی کا معمول ہوں۔ میں نے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اور تمام بڑے ممالک کو دھوکا دینے کے لئے یہ جھوٹ کہا ہے کہ میں کسی عامل کے زیرِ اثر ہوں اور وہ عامل مجھے اپنی دادی نیلماں سے ملنے کی اجازت نہیں دے رہا ہے۔"

"کیا تم سچ مچ ٹی آر بھاٹیا... یعنی نیلماں کے پوتے تلک رام بھاٹیا نہیں ہو؟"

"نہیں، میں نیلماں کو ایک فرضی پوتے ٹی آر بھاٹیا کو تلاش کرتے رہنے اور بھٹکاتے رہنے کے لئے ایسی چالیں چل رہا ہوں۔"

"تم نیلماں کے خلاف ایسا کیوں کررہے ہو؟"

"تم مجھے اپنے اعتماد میں لئے بغیر، مجھ سے دوستی اور ملاقات کئے بغیر میرے بہت سے راز جاننا چاہتی ہو۔ انصاف سے کہو، تم سے کوئی مضبوط رشتہ قائم کئے بغیر تمہیں اپنا رازدار کیسے بناؤں؟ بہتر ہے، پہلے تم میرے بارے میں اچھی طرح غور کرو۔ اگر تمہارا دل و دماغ میری طرف مائل ہو اور تم مجھ سے مضبوط رشتہ قائم کرنے پر آمادہ ہوسکو تو مجھے اپنے پاس بلا لینا پھر میں تم سے اپنا کوئی راز نہیں چھپاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں غور کرنے کے بعد جلد ہی تم سے رابطہ کروں گی۔"

بلی ڈونا نے اس سے رابطہ ختم کیا پھر ایک ہینڈ بیگ میں اپنا ضروری سامان رکھ کر اس بنگلے سے دور چلی آئی۔ اس نے اپنے معمول اور تابعدار ڈمی شوہر دیوان ورما کے دماغ میں یہ بات نقش کی کہ اس کی دھرم پتنی پچھلی رات سے لاپتا ہے اور اب تک گھر واپس نہیں آئی ہے۔ اس کے جانے کے بعد وہ سمجھ رہا ہے کہ اس کی پتنی نے شاید جادو ٹونے کے ذریعے اسے اپنا غلام بنا رکھا تھا۔ اس کے لاپتا ہونے کے بعد وہ اپنا قیمتی بنگلا دیکھ کر اور آہنی سیف میں ہیرے جواہرات دیکھ کر حیران ہے کہ وہ اس قدر دولت مند کیسے ہوگیا ہے؟

اس نے یہ تمام باتیں مختلف اخبارات میں چھپوا دیں۔ امریکی اور ہندوستانی سراغرساں یہ خبر پڑھتے ہی اس بنگلے میں آئے۔ دیوان ورما سے طرح طرح کے سوالات کرنے لگے پھر انہوں نے بلی کے بیڈ کے نیچے سے وہ اٹیچی نکال کر اسے کھول کر ان کاغذات کو پڑھا۔ ان کاغذات میں وہی لکھا ہوا تھا، جس کا ذکر ڈمی بھاٹیا نے کیا تھا۔

ان سراغرسانوں کی انکوائری کی یہ رپورٹ بھی اخبارات میں شائع کی گئی۔ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے جنہیں بھاٹیا کی تلاش تھی، وہ سب مدھیہ پردیش کے شہر بلاسپور میں آنے لگے اور اس شہر کے اطراف کے علاقوں میں بھی بھاٹیا اور بلی ڈونا کو تلاش کرنے لگے۔

ایک شام بلی ڈونا نے بھاٹیا سے رابطہ کرکے کہا۔ "میں بنگال کے ایک شہر کھڑگپور میں آگئی ہوں۔ میں نے تمہارے بارے میں بہت سوچا ہے اور اسی نتیجے پر پہنچی ہوں کہ ہم دونوں ساتھ رہ کر تمام تلاش کرنے والوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔"

"مجھے خوشی ہے کہ تم مجھ پر اعتماد کررہی ہو۔ کیا میں کھڑگپور آجاؤں؟"

"ہاں آجاؤ۔ میں تمہارا انتظار کررہی ہوں۔"

اس نے رابطہ ختم کیا۔ ڈمی بھاٹیا نے مجھے مخاطب کرکے بتایا کہ وہ بلی ڈونا کا اعتماد حاصل کرچکا ہے اور اس کے ساتھ رہائش اختیار کرنے جارہا ہے۔ اگر بلی کوئی مکاری کرے تو میں اس پر نظر رکھوں گا اور اس کی مکاری سے اسے محفوظ

رکھ سکوں گا۔ وہ مجھے یہ رپورٹ دے کر چلا گیا۔

○☆○

پورس نے ایک بار نیلماں سے جیسا سلوک کیا تھا' اب نیلماں بھی نادیدہ بن کر پورس کے اندر سما کر اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کر رہی تھی۔ اس نے اسے چیلنج کیا تھا کہ وہ اسے اپنے اندر سے نہیں نکال سکے گا اور وہ ہمیشہ اس کے اندر رہ کر اس کی تمام مصروفیات سے آگاہ ہوتی رہے گی اور اس کا جینا محال کردے گی۔

دیکھا جائے تو پورس اس بلا کے شکنجے میں آگیا تھا اور اس شکنجے سے نکلنا واقعی ممکن نہیں تھا۔ نیلماں کو یقین تھا کہ اب پورس کی کوئی چالاکی کام نہیں آئے گی۔ وہ اپنی تمام ذہانت اور مکاریاں آزما کر ناکام ہونے کے بعد اس کے آگے گھٹنے ٹیک دے گا اور مجبور ہو کر اسے اپنے دماغ میں آنے کا راستہ دے دے گا۔

پہلے تو پورس واقعی پریشان ہوگیا تھا کہ اس بلا کو اپنے اندر سے نہیں نکال سکے گا پھر وہ اچانک قہقہے لگانے لگا۔ اس کے قہقہے بتا رہے تھے کہ وہ اسے اپنے اندر سے دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکے گا۔

وہ ناگواری سے بولی۔ "کیا پاگل ہوگئے ہو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "میرا نام پورس ہے' میں پاگل نہیں ہوتا۔ پارس کی طرح دوسروں کو پاگل بنا دیتا ہوں۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ مجھے اپنے اندر سے نکلنے پر مجبور کرسکو گے؟"

"تمہیں ابھی پتا چلے گا کہ میں تمہیں کس طرح مجبور کرسکتا ہوں۔ اس سے پہلے تمہیں سمجھاتا ہوں کہ جتنی جلدی ہوسکے' مجھ سے دور چلی جاؤ۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے ورنہ تھوڑی دیر بعد میں تمہاری گردن دبوچ لوں گا۔"

"میں مانتی ہوں کہ تم اور پارس زبردست چالباز ہو' لیکن تم چاہے جتنی بھی چالیں چلو' ناممکن کو ممکن نہیں بنا سکو گے۔"

"میں نے تمہیں ایک بار سمجھا دیا۔ دوسری بار نہیں سمجھاؤں گا۔ ابھی تھوڑی دیر بعد تمہیں دن میں تارے نظر آنے لگیں گے۔"

"تھوڑی دیر بعد کیوں؟ ابھی کیوں نہیں؟"

"مجھے کسی کا انتظار ہے۔"

"او ہو۔ تجسس پیدا کر رہے ہو۔ کیا ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کی ہے اور بھگوان تمہاری مدد کرنے کے لئے سویم پدھارنے والے ہیں؟"

اس کی بات ختم ہوتے ہی دروازے پر دستک ہو
پورس نے کہا۔ "آجاؤ۔"

نیلماں نے دیکھا کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک
اندر آیا۔ اس کا ایک ہاتھ پیچھے تھا۔ پورس نے اس سے
"شروع ہوجاؤ۔"

اس شخص نے پیچھے والے ہاتھ کو آگے کیا۔ اس
ہاتھ میں نادیدہ بنانے والی گولیوں اور فلائنگ کیپسولو
ناکارہ بنانے والی دوا کا ایک چھوٹا کین تھا۔ اس نے کین
اسپرے کیا۔ چند سیکنڈ میں ہی نیلماں' پورس کے اندر
نکل کر نمودار ہوگئی۔ وہ نادیدہ نہ رہ سکی۔ اس کے منہ میں
لباس میں جتنی گولیاں اور کیپسول تھے' وہ سب ناکارہ ہو
تھے۔ نمودار ہوتے ہی نیلماں کے حلق سے چیخ نکل گئی
دشمن کے بالکل سامنے جسمانی طور پر حاضر ہوگئی تھی۔

پورس نے کہا۔ "یہ ضروری نہیں ہے کہ جو با
تمہارے لیے ناممکن ہو' وہ ہمارے لئے بھی ناممکن ہو۔
بالکل معمولی سی بات تھی۔ بس ذرا حاضر دماغی لازمی
اب بولو کہاں بچ کر جاؤ گی؟"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر گرنے کے انداز
صوفے پر بیٹھ گئی پھر بولی۔ "واقعی ذہانت کے آگے بڑ
بڑے ہتھیار اور خطرناک صلاحیتیں بھی بے کار ہو جاتی ہی
تم نے میری توقع کے خلاف مجھ سے نجات حاصل کرلی ہے
"میں نے تو نجات حاصل کرلی ہے مگر تم شکنجے میں
ہو۔"

"ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔ جب تم دشمنوں
سلوک کرو گے' مجھے زخمی کرکے میرے دماغ پر قبضہ جما کر
اپنی معمولہ اور کنیز بنانا چاہو گے تو میری آتما یہ جسم چھوڑ
چلی جائے گی پھر میں کوئی دوسرا جسم حاصل کرلوں گی۔"

"بے شک تم ایسا کرسکتی ہو۔ ویسے یہ تو بتاؤ کہ تم
دیوی شی تارا کا یہ جسم کیسے حاصل کیا ہے؟"

"یہ نندہ رانی کا جسم ہے۔ میں نے پلاسٹک سرجری
ذریعے خود کو دیوی شی تارا کا ہم شکل بنایا ہے۔ ایک تو
حسین چہرہ پسند ہے پھر یہ کہ شی تارا کی ہم شکل بن کر میں
آج تمہیں ٹریپ کیا تھا۔ آئندہ پارس کو ٹریپ کرنے
تھی۔"

وہ اپنی جیب سے ریوالور نکال کر بولا۔ "میں یہ
طرح سمجھ رہا ہوں کہ تم میرے قابو میں نہیں آؤ گی۔
لئے اپنی آتما کو یہاں سے لے جاؤ اور یہ جسم یہیں
دو۔"

اس نے نیلماں کا نشانہ لیا پھر ٹھائیں ٹھائیں کی آواز کے ساتھ کئی گولیاں چلائیں۔ دو اس کے سینے میں پیوست ہوئیں۔ باقی گولیوں سے اس کے چہرے کو چھلنی کردیا۔

پھر اس نے نتاشا سے خیال خوانی کے ذریعے کہا۔ "میں اپنی کار میں یہاں سے کئی کلو میٹر دور جا رہا ہوں تاکہ اسپرے کی ہوئی دوا کے اثرات سے دور نکل جاؤں۔ تم میرے دماغ میں رہ کر معلوم کرتی رہو۔ میں کہاں پہنچ رہا ہوں۔ وہاں آکر مجھے نادیدہ بنانے والی گولیاں دو۔"

نتاشا نے کہا۔ "میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ یہاں سے فوراً نکلو۔ نیلماں کی آتما ہمیں دیکھ رہی ہوگی۔ وہ تمہارے موجودہ چہرے کو پہچانتی ہے۔ تمہیں نادیدہ ہو کر اس کی آتما سے روپوش رہنا پڑے گا۔"

وہ باہر کار میں آکر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "میں نے یہی سوچا ہے۔ نادیدہ ہو کر کسی دوسری جگہ جا کر اپنا چہرہ تبدیل کروں گا پھر اس کی آتما مجھے پہچان نہیں سکے گی۔ اس کے بعد میں تمہارے پاس آؤں گا۔"

وہ کار اسٹارٹ کرکے اسے ڈرائیو کرتا ہوا وہاں سے دور جانے لگا۔ نتاشا اس کے دماغ میں تھی۔ جب وہ کئی کلو میٹر دور آگیا تو نتاشا نے اس کے پاس پہنچ کر اسے گولیاں دیں۔ وہ ایک گولی نگل کر نظروں سے اوجھل ہوگیا پھر تقریباً تین گھنٹے بعد وہ نتاشا اور نتالیہ کی رہائش گاہ پر پہنچا تو اس کا چہرہ بدل چکا تھا۔

نتالیہ نے اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر کہا۔ "اب نیلماں تمہیں پہچان نہیں سکے گی۔ میں تو خیال خوانی کے ذریعے یقین کر رہی ہوں کہ تم میرے پورس ہو۔"

نتاشا نے مسکرا کر کہا۔ "تم دونوں رومانس کے موڈ میں ہو۔ میں اپنے بیڈ روم میں جا کر خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرنے کی کوشش کروں گی کہ نیلماں نے کوئی دوسرا جسم حاصل کیا ہے یا نہیں؟"

وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ پورس نے دروازے کو اندر سے بند کرلیا پھر نتالیہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے بولا۔ "تم ایسی چیز ہو کہ تمہیں حاصل کرنے کے لئے دروازہ بند کرنا پڑتا ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "سسٹر بھی سمجھ دار ہیں۔ ہمیں تنہا چھوڑ کر گئی ہیں۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی دروازے پر دستک ہوئی پھر نتاشا کی آواز سنائی دی "پورس جلدی سے دروازہ کھولو۔ کچھ گڑبڑ ہو رہی ہے۔"

اس نے فوراً ہی نتالیہ سے الگ ہو کر آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔

نتاشا اندر آکر پریشانی سے بولی۔ "میری خیال خوانی کی لہریں پرواز نہیں کر رہی ہیں۔ میری ٹیلی پیتھی کی صلاحیت ختم ہوگئی ہے۔ تم میرے دماغ میں آؤ۔"

پورس نے اس کے دماغ میں جانے کے لئے خیال خوانی کی پرواز کی مگر نہ کرسکا۔ بار بار ناکام کوششیں کرنے کے بعد حیرانی سے بولا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے؟ میری بھی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت ختم ہوچکی ہے۔"

ٹیلی پیتھی کے اختتام والی بات صرف پورس اور نتاشا تک محدود نہیں تھی۔ دنیا کے جس حصے میں بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے' سب ہی اس غیر معمولی صلاحیت سے محروم ہوگئے تھے۔ ان میں الپا' پارس' فہمی' علی تیمور' بلی ڈونا' بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے' امریکا' روس' اسرائیل اور بھارت سے تعلق رکھنے والے سب ہی ٹیلی پیتھی سے محروم ہوگئے تھے۔

یہ انقلاب اچانک آیا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے میں ٹیلی پیتھی کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے والی دوا بہت زیادہ مقدار میں تیار کی گئی تھی۔ جناب تبریزی نے ادارے سے تعلق رکھنے والے تمام افراد کو ہدایات دی تھیں کہ وہ نادیدہ بنانے والی گولیوں اور فلائنگ کیپسولوں کو ناکارہ کرنے والی دوائیں اور ٹیلی پیتھی کو ہمیشہ ختم کرنے والی دوا بھی وافر مقدار میں لے کر دنیا کے ہر گوشے میں جائیں اور تمام دوائیں اسپرے کریں۔ دنیا کا کوئی ملک اور کوئی جزیرہ نہ چھوڑا جائے۔

انہوں نے فرمایا۔ "ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی جاننے والے کیڑے مکوڑوں کی طرح پیدا ہوتے جا رہے ہیں اور جسے دیکھو' وہی نادیدہ بن کر دوسروں کے لئے مصیبت بنتا جا رہا ہے۔ لہٰذا ان تمام خرافات کو ختم کیا جائے۔ صرف وہ افراد جنہوں نے قدرتی طور پر محنت اور ریاضت سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا ہے ان پر دوا اثر نہیں کرے گی۔"

جن افراد کی ٹیلی پیتھی کا علم باقی رہے گا۔ ان میں سے ایک میں ہوں۔ میرے علاوہ آمنہ فرہاد' نیلماں' مہاراج اور گرودیو ہیں۔

باقی ٹیلی پیتھی جاننے والے۔۔۔ ٹھاہ
تمام نادیدہ بننے والے۔۔۔ ٹھاہ
تمام کیپسول کے ذریعے پرواز کرنے والے۔۔۔ ٹھاہ
ہمیشہ کے لئے ٹھاہ۔۔۔

○☆○

پچھلے تین دنوں سے دنیا کے ہر ملک' ہر شہر' ہر قصبے اور ہر جزیرے میں وہ تمام دوائیں اسپرے کی جارہی تھیں۔ بابا صاحب کے ادارے کے سیکڑوں افراد یہ کام انجام دے رہے تھے۔ فہمی' علی تیمور' الپا' پارس اور ادارے کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ ان کا یہ علم ختم ہونے والا ہے۔

جناب تبریزی کے اس فیصلے کے خلاف کوئی بول نہیں سکتا تھا۔ ان پر سب ہی کو اعتماد تھا کہ وہ ادارے اور مسلمانوں کی بہتری کے لئے بہترین فیصلے کرتے اور ان فیصلوں پر عمل کراتے رہتے ہیں۔ صرف الپا نے دبی زبان سے اعتراض کیا۔ "پارس! ہم ٹیلی پیتھی کے بغیر نہتے ہو جائیں گے۔ ہم اس علم کی بدولت دوسروں سے مختلف اور ممتاز رہتے ہیں۔ یہ علم نہیں رہے گا تو ہم عام انسان کی طرح اپنی کوئی خاص حیثیت نہیں بنا سکیں گے۔ دوسروں کے رحم و کرم پر رہیں گے اور دشمنوں سے چھپتے پھریں گے۔"

پارس نے کہا۔ "ہمارے پاس ذہانت ہے اور برسوں کے تجربات ہیں۔ یہی ہمارا ہتھیار ہیں۔ ٹیلی پیتھی کے بغیر صرف ہم ہی نہیں' دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی نہتے ہو جائیں گے۔ صرف اپنے بارے میں ایسا نہ سوچو۔ دشمن بھی ہم سے چھپتے پھریں گے۔"

"کچھ بھی ہو۔ میں اس علم سے محروم نہیں ہونا چاہتی۔ مجھے اسرائیلی اکابرین اور پوری یہودی قوم کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ یہی الزام دیا جائے گا کہ میں نے تم سے شادی کرکے اپنے ساتھ دوسرے یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔"

"الپا! اسرائیلی اکابرین یہ بھی تو دیکھیں گے کہ صرف ان سے دشمنی نہیں کی گئی ہے۔ دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے یہ علم چھین لیا گیا ہے۔"

"میں یہ بات اچھی طرح سمجھتی ہوں کہ جناب تبریزی کے ہر فیصلے کو تسلیم کرنا چاہئے۔ اس کے باوجود تم سے کہتی ہوں کہ مجھے دل و جان سے چاہتے ہو تو میرے لئے کچھ کرو۔ مجھے اتنی اہمیت دو کہ یہ علم میرے پاس برقرار رہے۔"

"میں خود اس علم سے محروم ہونے والا ہوں پھر تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔ اگر تم بچاؤ کی تدبیر کر سکتی ہو تو کرو۔ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکوں گا۔"

"میں تدبیر کر سکتی ہوں..... لیکن تم برا مان جاؤ گے۔"

"تم اپنی بہتری جس بات میں سمجھتی ہو' میں اس بات کا برا نہیں مناؤں گا۔ بولو کیا تدبیر ہے؟ کیا کرنا چاہتی ہو؟"

"میں کچھ عرصے کے لئے تم سے جدا ہو کر ایسی جگہ جانا چاہتی ہوں' جہاں وہ دشمن دوائیں مجھ تک نہ پہنچ سکیں۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم اپنی بہتری کے لئے مجھ سے دور کہیں بھی جا سکتی ہو۔ میں کبھی نہیں پوچھوں گا کہ تم کہاں ہو؟ پھر جب تمہارا دل چاہے' چلی آنا۔ میرے دل کے اور میرے گھر کے دروازے تمہارے لئے کھلے رہیں گے۔"

پارس سے اجازت ملتے ہی وہ ایک گھنٹے بعد ہی بیٹی کو لے کر آنسو بہاتے ہوئے اس سے رخصت ہو گئی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں سے رابطہ کیا۔ انہیں بتایا کہ ٹیلی پیتھی کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے والی دوا دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اسپرے کی جائے گی۔ ان ماتحتوں کو کسی شہر' قصبے یا کسی جزیرے میں نہیں رہنا چاہئے۔ انہیں کسی ایسی دشوار گزار جگہ جا کر چھپنا چاہئے' جہاں دوا اسپرے کرنے والے نہ پہنچ سکیں۔

پھر اس نے آرمی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل برین آدم سے رابطہ کرکے کہا۔ "بگ برادر! نادیدہ بنانے والی گولیوں اور فلائنگ کیپسولوں کو ناکارہ بنانے والی دوائیں اسپرے کی جانے والی ہیں۔ آپ تمام دواؤں کو زیرِ زمین پہنچا دیں تاکہ وہ اسپرے کے اثرات سے محفوظ رہیں۔"

برین آدم نے کہا۔ "ہم ان دواؤں کو تہ خانے میں رکھتے ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔"

"فکر یہ ہے کہ اسپرے کی ہوئی دواؤں کا اثر کئی گھنٹوں تک رہے گا۔ اس دوران میں تہ خانے کا دروازہ کھولا جائے گا تو وہاں کی تمام دوائیں ناکارہ ہو جائیں گی۔"

"میں سختی سے تاکید کروں گا کہ کم از کم ایک ہفتے تک تہ خانے کے دروازے کو کھولا نہ جائے۔ یہ اچھا ہوا کہ تم نے وقت سے پہلے ہی بتا دیا۔"

"ایک اور بری خبر ہے۔ بابا صاحب کے ادارے میں ٹیلی پیتھی کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے والی دوا تیار ہو چکی ہے۔ اس دوا کو بھی دنیا کے ہر خطے میں اسپرے کیا جائے گا۔ میں نے اپنے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سمجھا دیا ہے کہ وہ کسی ملک' کسی شہر اور کسی جزیرے میں نہ رہیں۔ ایسی جگہ کا انتخاب کریں کہ دوا اسپرے کرنے والے وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔"

"تم خود کو کس طرح بچاؤ گی؟"

"میں پارس سے بہت دور جا رہی ہوں۔ ایک تہ خانے میں اپنی بیٹی کے ساتھ بند رہوں گی۔ میرے پاس کھانے پینے کا اور دوسری اہم ضرورت کا سامان رہے گا۔"

"بے شک تم نے پارس سے شادی کرکے دانش مندی کا ثبوت دیا ہے۔ ہم سب کو پہلے سے احتیاطی تدابیر پر عمل کرنے کا موقع مل رہا ہے۔"

برین آدم نے ایک لیبارٹری اور اس کے تہ خانے کے مسلح گارڈز کو حکم دیا کہ ایک ہفتے تک تہ خانے کا دروازہ کسی کو کھولنے کی اجازت نہ دی جائے لیکن بابا صاحب کے ادارے کے افراد بڑی حکمتِ عملی سے کام کر رہے تھے۔ جن ممالک کے بارے میں یہ معلومات تھیں کہ وہاں کی کسی لیبارٹری یا تہ خانے میں گولیوں اور کیپسولوں کا ذخیرہ ہے' وہاں وہ پہلے مسلح گارڈز کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے سحر زدہ کرتے تھے پھر تہ خانوں میں جا کر دوا اسپرے کرکے واپس جاتے وقت ان علاقوں میں ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے والی دوا اسپرے کرکے خود بھی اس علم سے محروم ہو جاتے تھے۔

انہوں نے تین دنوں میں دنیا کے تمام ممالک اور تمام جزیروں میں دوائیں اسپرے کیں۔ وہ اسپرے کرنے والے سیکڑوں کی تعداد میں تھے۔ اس کے باوجود وہ دنیا کے ہر حصے میں نہیں پہنچ سکتے تھے اس لئے ان کا یہ کام تین دنوں کے بعد بھی جاری رہا۔ جو دشوار گزار مقامات رہ گئے تھے' وہاں بھی وہ پہنچ کر اسپرے کرتے جا رہے تھے۔

ویسے تین دنوں میں ہی خاطر خواہ نتائج سامنے آئے تھے۔ تقریباً پچانوے فیصد معروف ٹیلی پیتھی جاننے والے اس علم سے محروم ہو چکے تھے۔ جو پانچ فیصد رہ گئے تھے' ان کی بھی خیر نہیں تھی۔ کچھ دنوں بعد سہی' وہ بھی ان دواؤں کے زیرِ اثر آنے والے تھے۔

ملی ڈونا نے ڈی ٹی آر بھاٹیا سے پوچھا۔ "تم پریشان نہیں ہو رہے ہو؟ جبکہ اتنے بڑے اور غیر معمولی علم سے محروم ہو گئے ہو۔"

وہ بولا۔ "میں اس لئے حیران اور پریشان نہیں ہوں کہ میرا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ مجھے پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اور نادیدہ بنانے والی گولیوں اور فلائنگ کیپسولوں کو ناکارہ بنانے والی دوائیں اسپرے کی جائیں گی۔"

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟"

"بتانے سے کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ تم دنیا کے کسی بھی حصے میں چھپ کر ان دواؤں سے بچ نہیں سکتی تھیں۔ تمہیں چند دنوں میں معلوم ہو گا کہ جیتے جی قبروں میں جا کر چھپنے والے بھی ان دواؤں کے زیرِ اثر آ چکے ہیں۔"

"کیا پورس' پارس اور نیلماں وغیرہ بھی ٹیلی پیتھی سے محروم ہو گئے ہیں؟"

"جن لوگوں نے مصنوعی طریقے سے یعنی ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا وہ تمام لوگ محروم ہو چکے ہیں۔ جن افراد نے دن رات کی محنت اور ریاضت سے یہ علم حاصل کیا ہے' قدرت کی طرف سے عطا کردہ ان کا علم اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے متاثر نہیں ہو گا۔ فرہاد صاحب' محترمہ آمنہ فرہاد' نیلماں' مہاراج اور گرو دیو اس علم سے محروم نہیں رہیں گے۔"

"او گاڈ! پھر تو نیلماں میرے دماغ میں آ کر مجھے اپنی معمولہ اور کنیز بنا لے گی۔ میں اس سے کس طرح بچ پاؤں گی؟"

"وہ تمہارے موجودہ چہرے اور لب و لہجے سے واقف نہیں ہے۔ فی الحال تم محفوظ ہو اور اسی طرح روپوش رہ کر محفوظ رہو گی۔ تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مہاراج اور گرودیو ... بھی تمہارے خون کے پیاسے ہیں۔ تم نے ان کے ایک بھائی شیو راج کو قتل کیا تھا' وہ تمہیں قتل کرنے کے لئے تلاش کر رہے ہیں۔"

"ہاں اب یہی ایک طریقہ رہ گیا ہے۔ میں روپوش رہ کر تمام دشمنوں سے محفوظ رہ سکوں گی۔ اب میں ٹیلی پیتھی کے بغیر ایک عام سی عورت ہوں۔ کیا اب بھی میرے ساتھ رہو گے؟"

"میرے منہ میں ایک مرد کی زبان ہے۔ میں مسلمان ہوں اور میرا نام شاہد کامران ہے۔ مجھے بابا صاحب کے ادارے سے تحفظ حاصل رہے گا اور میں تمہارا محافظ بن کر رہوں گا۔"

ملی نے اس کے قریب آ کر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر اس کے سینے پر سر رکھ دیا۔ اب وہی اس کی جان و مال اور عزت و آبرو کا محافظ تھا۔

پورس نے کبھی دعویٰ کیا تھا کہ اس نے قدرتی طور پر ٹیلی پیتھی سیکھی ہے لیکن اس علم سے محروم ہونے کے بعد اس کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تھا۔ اس نے نتاشا سے کہا "ہم بارہ گھنٹوں تک ایک دوسرے سے دور رہیں گے پھر ہماری ٹیلی پیتھی کا علم بحال ہو جائے گا۔"

ابھی اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ ہمیشہ کے لئے خیال خوانی سے محروم ہو گیا ہے۔ وہ نتاشا سے دور ہو کر ورزش کرتا

رہا اور یوگا کی توانائی بحال رکھنے کی کوشش کرتا رہا۔ اسے اندیشہ تھا کہ نیلماں اور پارس وغیرہ اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے نقصان پہنچا سکتے ہیں اس لئے وہ ورزش کرنے کے ساتھ ساتھ یوگا کی مشقیں کرنے لگا۔ اس طرح بار بار سانس روک کر اپنی مہارت کا یقین کرتا رہا کہ کتنے منٹ تک سانس روک سکتا ہے؟

نیلماں کی آتما کسی خوبصورت دوشیزہ کی تلاش میں بھٹک رہی تھی اس لئے اسے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ بڑی بڑی ہستیاں خیال خوانی سے محروم ہو گئی ہیں۔ مہاراج اور گرو دیو کو تقریباً دس گھنٹے کے بعد معلوم ہوا کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں انقلاب آگیا ہے اور مصنوعی طریقے سے یہ علم حاصل کرنے والے اب ہیرو سے زیرو بن چکے ہیں۔ مہاراج نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے پہلے مجھ سے رابطہ کیا۔ میں نے پوچھا۔ "کس لئے آئے ہو؟"

اس نے کہا۔ "معلوم کرنا چاہتا ہوں، کیا تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس علم سے محروم ہو گئے ہیں؟"

"ہاں۔ صرف بارہ گھنٹے کے لئے نہیں، تمام عمر کے لئے محروم ہو گئے ہیں۔ محنت اور ریاضت کے ذریعے قدرتی طریقے سے یہ علم حاصل کرنے والے خیال خوانی کرتے رہیں گے۔"

وہ خوش ہو کر بولا۔ "یہ تو کمال ہو گیا۔ اب آپ اور ہم جیسے چند ٹیلی پیتھی جاننے والے اس دنیا پر حکومت کر سکیں گے۔"

"ہم سے بھی بڑے بڑے لوگ اپنی بے انتہا دولت، بے پناہ طاقت اور لامحدود اختیارات استعمال کرتے رہے اور پوری دنیا پر حکومت کرنے کے خواب دیکھتے دیکھتے مر گئے۔ میرا مشورہ ہے 'اچھے' شریفانہ خواب دیکھو اور جب تک زندہ ہو، اس علم کے ذریعے انسانیت کی بھلائی کے لئے کام کرتے رہو۔"

مہاراج نصیحت سننا نہیں چاہتا تھا اس لئے چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ فہمی، علی تیمور اور پارس وغیرہ نے ٹرانسفارمر مشین سے یہ علم سیکھا تھا اس لئے خیال آیا کہ وہ سب ٹیلی پیتھی سے محروم ہو گئے ہوں گے۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر پارس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ پارس نے پوچھا۔ "کون ہے؟ کس کے پیٹ میں درد ہو رہا ہے؟"

مہاراج نے مسکرا کر کہا۔ "ایک بہت بڑے غیر معمولی علم سے محروم ہو گئے پھر بھی زندہ دلی نہیں گئی؟ تمہارے پاپا کیا دن رات تمہاری حفاظت کرتے رہیں گے؟"

"واقعی تمہارے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔ تم کوئی احمقانہ حرکت کرو گے۔"

"میں تمہارے چور خیالات پڑھنے کے بعد تمہیں مخاطب کر رہا ہوں۔ چونکہ ابھی دوا کا اثر ہے اس لئے تم سانس نہیں روک سکو گے۔ ابھی میں تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کر سکتا ہوں۔"

"اچھا تو مجھ سے اجازت لے کر زلزلہ پیدا کرو گے؟"

اس نے جواباً زلزلہ پیدا کرنے کے لئے اسے کئی دماغی جھٹکے دیے۔ پارس بالکل ساکت رہا پھر اس نے پوچھا۔ "کیا ہوا مہاراج! یہ میرے دماغ میں گدگدی کیوں کر رہے ہو؟"

مہاراج دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ بات سمجھ میں آگئی کہ دوسروں کو ٹیلی پیتھی سے محروم کرنے سے پہلے جناب تبریزی نے روحانی علوم کے ذریعے فرہاد کے تمام فیملی ممبران کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ وہ لوگ نادان نہیں ہیں۔ انہوں نے پہلے احتیاطی تدابیر کی۔ اس کے بعد دوائیں اسپرے کرائی ہیں۔

اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس بار پورس کے دماغ میں پہنچ رہا تھا۔ اس نے سانس روک لی۔ مہاراج نے دوسری بار اس کے دماغ میں پہنچتے ہی کہا۔ "سانس نہ روکو۔ اتنا بتا دو، کیا خیال خوانی کے ذریعے میرے پاس آسکتے ہو؟"

اس نے جواب دیا۔ "میری خیال خوانی کا علم ختم ہو چکا ہے لیکن یوگا کی مہارت باقی ہے۔ تم میرے خلاف کچھ نہیں کر سکو گے۔"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روکی۔ مہاراج دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ اسے ناکامی تو ہوئی مگر اطمینان بھی ہوا کہ پورس کے پاس صرف یوگا کی صلاحیت رہ گئی ہے۔ اسے کسی طرح تلاش کر کے اسے زخمی کر کے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا جا سکتا ہے اور تنویمی عمل کے ذریعے اسے اور نتاشا کو اپنا تابعدار بنایا جا سکتا ہے۔

اسے نتاشا کا موجودہ لب و لہجہ معلوم نہیں تھا اس لئے وہ ابھی محفوظ تھی لیکن اسے ڈھونڈ نکالنے کی راہ نکالی جا سکتی تھی۔ اسی طرح وہ بلی ڈونا کے لب و لہجے سے بھی واقف نہیں تھا۔ ویسے اب امید بندھ گئی تھی کہ اس کے دونوں بھائیوں کو قتل کرنے والی دونوں عورتیں ٹیلی پیتھی سے محروم ہو گئی ہیں۔ انہیں جلد ہی ٹریپ کر لیا جائے گا۔ پھر انہیں تڑپا تڑپا کر ہلاک کیا جائے گا۔

مہاراج کے بھائی گرو دیو نے کہا۔ "بھائی مہاراج! ہمیں نیلماں سے رابطہ کرنا چاہئے۔"

ان دونوں نے خیال خوانی کی پرواز کی لیکن ان کی سوچ کی لہروں کو اس کا دماغ نہیں ملا کیونکہ اب تک اس کی آتما نے کسی دوشیزہ کا جسم حاصل نہیں کیا تھا۔ جسم حاصل ہونے کے بعد ہی دماغ بھی حاصل ہوتا۔ گرو دیو نے حیرانی سے پوچھا۔ "بھائی مہاراج! وہ تو نہیں مل رہی ہے۔ کیا مر چکی ہے؟"

"وہ آتما شکتی والی مر نہیں سکتی۔ ایک جسم کو ہلاک کیا جائے گا تو وہ دوسرے جسم میں چلی جائے گی۔ وہ زندہ ہے مگر کہاں ہے؟ اور کیا کر رہی ہے؟ یہ بعد میں معلوم ہو سکتا ہے۔"

امریکی اور اسرائیلی اکابرین نے ایک دوسرے سے رابطہ کیا۔ امریکی اکابرین نے کہا۔ "ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ناکارہ ہو چکے ہیں۔ تمہارے یہودی خیال خوانی کرنے والوں کا کیا حال ہے؟"

اسرائیلی فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "الپا کو پہلے معلوم ہو چکا تھا۔ وہ محفوظ ہے اور ابھی ہم سے رابطہ کرنے والی ہے۔ کیا تمہارے پاس نادیدہ بنانے والی گولیوں اور فلائنگ کیپسولوں کا ذخیرہ محفوظ ہے؟"

"نہیں۔ تمام گولیاں اور کیپسول ناکارہ ہو چکے ہیں۔"

"ہم نے بھی بڑے سخت حفاظتی انتظامات کئے تھے۔ انہیں تہ خانے میں چھپایا تھا۔ اس کا چور دروازہ مسلح پہریداروں کو بھی کھولنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اس کے باوجود تمام گولیاں اور کیپسول ناکارہ ہو چکے ہیں۔"

"مسلمانوں نے ہمارے خلاف زبردست چال چلی ہے۔ ہم سے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے علاوہ غیر معمولی گولیاں اور کیپسول بھی چھین لئے ہیں۔ یہ تمام چیزیں ان کے پاس محفوظ ہوں گی۔ اس طرح وہ آئندہ ہم پر برتری حاصل کرتے رہیں گے۔"

"الپا بتا رہی تھی کہ فرہاد کی فیملی کے تمام افراد اور بابا صاحب کے ادارے کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اس علم سے محروم ہو گئے ہیں۔"

"عقل یہ بات تسلیم نہیں کرتی کہ یہ مسلمان جان بوجھ کر اپنا اتنا بڑا نقصان کریں گے۔ ان کے ادارے میں گولیاں، کیپسول بھی محفوظ ہوں گے اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا علم بھی برقرار ہوگا۔ وہ دنیا والوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ یہ جتا رہے ہیں کہ انہوں نے انصاف کیا ہے اور طاقت کا توازن قائم رکھنے کے لئے اپنی گولیاں، کیپسول اور اپنے بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ناکارہ بنا دیا ہے۔"

"بے شک۔ عقل یہی کہتی ہے کہ وہ اپنا اتنا بڑا نقصان خود اپنے ہاتھوں سے نہیں کریں گے۔ وہ سراسر جھوٹ بول رہے ہیں اور ہمیں فریب دے رہے ہیں۔"

"ہمیں سنجیدگی سے بہت جلد ان کی چالبازی کا توڑ کرنا چاہئے ورنہ یہ ہمارے سر پر چڑھ کر حکومت کریں گے۔"

"ہمارے پاس ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے والی دوا نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو ہم وہ دوا ان مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر اسپرے کرتے۔ ایسا کرنے سے ہی ہمیں اطمینان ہوگا۔"

"ان مسلمانوں کا مخالف پورس ایسی دوا تیار کر سکتا ہے۔ پتا نہیں وہ کہاں ہے؟ ہو سکتا ہے، وہ بھی ٹیلی پیتھی سے محروم ہو گیا ہو۔ ہمیں اس سے رابطہ کرنا چاہئے۔ الپا خیال خوانی کے ذریعے پورس تک پہنچ سکتی ہے۔"

اسی وقت برین آدم نے کہا۔ "الپا میرے دماغ میں آگئی ہے۔ یہ ہمارے لئے خوشی کی بات ہے کہ الپا نے بڑی ذہانت سے کام لے کر ٹیلی پیتھی کے علم کو برقرار رکھا ہے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس دشمن دوا سے بچ نہیں سکے۔ وہ ٹیلی پیتھی سے محروم ہو چکے ہیں۔"

ایک امریکی حاکم نے کہا۔ "ہم الپا سے کہتے ہیں کہ وہ اپنی یہودی قوم اور اپنے بگ برادر برین آدم کی قسم کھا کر بتائے کہ کیا یہ مسلمان ان معاملات میں... دیانتدار ہیں؟ کیا انہوں نے اپنے بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے علاوہ گولیوں اور کیپسولوں کو ناکارہ بنا دیا ہے؟"

الپا نے کہا۔ "میں قسم نہیں کھاؤں گی کیونکہ میں بابا صاحب کے ادارے کے اندرونی معاملات سے بے خبر ہوں۔ پارس کبھی مجھے اس ادارے میں نہیں لے گیا۔ میں فرہاد علی تیمور کی بہو ہوں لیکن بہو کی حیثیت سے بھی میری پذیرائی نہیں ہوئی۔ کبھی آمنہ فرہاد اور سونیا فرہاد نے مجھ سے ملاقات نہیں کی اور نہ کبھی مجھے اپنے پاس ایک وقت کھانے کے لئے بلایا۔ میں نے دبی زبان سے شکایت کی تھی۔ پارس نے سمجھایا کہ حالات ہمارے موافق نہیں ہیں۔ ہم پورس کی اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے محفوظ رہنے کے لئے روپوش رہتے ہیں۔ جب حالات سازگار ہوں گے تو وہ مجھے بابا صاحب کے ادارے میں لے جائے گا۔"

برین آدم نے کہا۔ "یہ تو سراسر بہانہ ہے۔ پہلے کہا گیا کہ پورس کی اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کا خوف ہے۔ روپوش رہنا چاہئے۔ اِدھر تم پارس کے ساتھ روپوش رہیں اور اُدھر بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے اچانک وہی اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کر کے تمام بڑے ممالک اور ہمارے یہودی ٹیلی

پیتھی جاننے والوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ صرف تم ہی اپنی چالاکی سے اب تک محفوظ ہو۔ کیا تم نے پارس سے رابطہ کیا تھا؟"

"نہیں۔ میں انتظار کر رہی ہوں۔ اگر پارس ٹیلی پیتھی سے محروم ہوگیا ہوگا تو اس کے پاپا خیال خوانی کے ذریعے میری خیریت معلوم کرسکتے ہیں لیکن پاپا اور ماما آمنہ فرہاد مجھے نظرانداز کر رہے ہیں۔"

"الپا! ان حقائق کے پیشِ نظر سمجھو' یہ مسلمان کبھی ہمارے نہیں ہوسکیں گے۔"

"میں بہت کچھ سمجھ رہی ہوں۔ میری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ جب تک پارس اپنے والدین کے ذریعے میری خیریت معلوم نہیں کرے گا' میں بھی اس سے رابطہ نہیں کروں گی۔ اگر وہ مجھے بلائے گا تو میں اس لئے نہیں جاؤں گی کہ وہ لوگ مجھے بھی ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم کرنا چاہیں گے۔ میں یہ نقصان اٹھانے نہیں جاؤں گی۔"

"تم ذہین ہو۔ تم نے اپنی ذہانت سے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں اپنا ایک نمایاں مقام رکھا ہے۔ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ ہمارے پاس بھی اینٹی ٹیلی پیتھی دوا ہونی چاہئے۔ اگر مسلمان ہمیں دھوکا دے رہے ہیں تو ہم اس دوا کے ذریعے ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس علم سے محروم کریں گے۔"

الپا نے کہا۔ "یہ دوا پورس کے پاس ہوگی لیکن اس دوا کا اثر صرف بارہ گھنٹوں تک رہتا ہے۔"

"پورس کوشش کرے تو پائیدار اثر رکھنے والی دوا تیار کرا سکتا ہے۔ تم کوشش کرکے پورس کی حمایت اور اعتماد حاصل کرسکتی ہو۔"

"مجھے ناکامی ہوگی۔ میری بدترین دشمن نتاشا اس کی بہن بنی ہوئی ہے۔ آپ لوگ نتاشا سے دوستی کرکے پورس کو بھی دوست بنا سکتے ہیں۔"

"اب تو ٹیلی پیتھی کے ذریعے رابطے کا سلسلہ نہیں رہا۔ یہ معلوم نہیں کیا جاسکتا کہ پورس آج کل کس ملک اور کس شہر میں ہے۔ اب تو وہ روپوش رہے گا۔"

"میں خیال خوانی کے ذریعے اس سے کہہ دیتی ہوں کہ وہ اسرائیلی آرمی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل برین آدم سے ملاقات کرے۔"

"ہاں۔ تم کسی طرح رابطہ کرا دو پھر ہم اسے اپنی طرف مائل کرلیں گے۔"

الپا نے کہا۔ "آپ اسے یہی تاثر دیں کہ الپا کی طرف سے خاموشی ہے۔ شاید وہ بھی ٹیلی پیتھی سے محروم ہوگئی ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے پورس سے رابطہ کیا۔ اس نے پہلی با سانس روک لی۔ دوسری بار پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "دشمنوں سے نمٹنا چاہتے ہو تو اپنا ایک مضبوط محاذ بناؤ۔ اسرائیل کے آرمی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سے رابطہ کرو۔"

یہ کہتے ہی وہ اس کے دماغ سے چلی گئی۔ نتاشا نے پورس سے پوچھا۔ "کون تھا؟"

"پتا نہیں۔ سوچ کی لہریں بھرائی ہوئی تھیں۔ زنانہ او مردانہ لہجے کا فرق سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ سوچ کی لہریں کر رہی تھیں' دشمنوں سے نمٹنا چاہتے ہو تو ایک مضبوط محاذ بنا اور اسرائیلی آرمی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سے رابط کرو۔"

نتاشا نے کہا۔ "وہ چڑیل الپا ہوگی۔ میرے خلاف کو چال چلنا چاہتی ہوگی۔"

"نتاشا! حالات کا تجزیہ کرو۔ الپا مستقل پارس کے زیرِ اثر ہے پھر یہ کہ پارس کی طرح وہ بھی ٹیلی پیتھی سے محرو ہوچکی ہوگی۔ ہم برین آدم سے رابطہ کرکے الپا اور پارس کے بارے میں کچھ معلوم کرسکتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ برین آد سے مل کر ہم ایک مضبوط محاذ بنا سکیں۔"

پورس نے موبائل فون کے ذریعے برین آدم سے رابط کیا پھر کہا۔ "میں پورس بول رہا ہوں۔ تمہارا ایک نمائند خیال خوانی کے ذریعے میرے پاس آیا تھا۔ وہ کون ہے؟"

برین آدم نے کہا۔ "تعجب ہے۔ آدھا گھنٹا پہلے کسی مجھ سے دماغی رابطہ کیا تھا۔ اس کی آواز اور لہجہ میرے لئے انجانا سا تھا۔ اس نے کہا' دشمنوں سے نمٹنا چاہتے ہو پورس سے مل کر ایک مضبوط محاذ بناؤ۔ میں نے کہا' میں نہی جانتا کہ پورس کس ملک اور کس شہر میں ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ ابھی ہمارے درمیان رابطہ کرا دے گا اور وا اس نے یہی کیا ہے۔"

"کیا تمہیں بگ برادر کہنے والی الپا نے رابطہ نہیں کیا ہے؟"

"پورس' ہم سب کے ساتھ ایک ہی المیہ ہے۔ ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس علم سے محروم ہوگئے ہیں الپا بھی محروم ہوگئی ہے۔"

پورس نے کہا۔ "مجھے کسی کا پراسرار رہنا گراں گز ہے۔ پہلے میں معلوم کرنا چاہوں گا کہ وہ کون ٹیلی پیتھی جا والا ہے جو ہمیں متحد کرنا چاہتا ہے۔"

الپا نے برین آدم کے دماغ سے نکل کر پورس کے دماغ میں پہنچ کر کہا۔ "میں پراسرار رہنا نہیں چاہتی۔ بھرائی ہوئی آواز میں بول رہی ہوں تاکہ کوئی مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والا میری اصل آواز اور لب و لہجہ سن کر میرے دماغ میں نہ آئے۔ میں بلی ڈونا ہوں۔ ایک تہ خانے میں چھپی ہوئی ہوں لیکن یہاں اتنی تکلیف ہے کہ مجھے یہاں سے نکلنا ہی ہوگا۔ پتا نہیں' باہر اس دشمن دوا کا اثر ختم ہوا ہے یا نہیں؟ بہرحال پہلے تم برین آدم سے باتیں کرلو۔ میری ٹیلی پیتھی سلامت رہے گی تو میں بعد میں تم سے رابطہ کروں گی۔"

الپا نے خود کو بلی ڈونا ظاہر کیا پھر برین آدم کے پاس آگئی۔ پورس نے کہا۔ "مسٹر آدم! ابھی وہ پراسرار بننے والی میرے دماغ میں آئی تھی۔ اس نے خود کو ظاہر کردیا ہے۔ وہ بلی ڈونا ہے اور دوا کے اثر سے محفوظ رہنے کے لئے ایک تہ خانے میں چھپی ہوئی ہے۔ واقعی ان مسلمانوں نے ہمیں گولیوں' کیپسولوں اور ٹیلی پیتھی سے محروم کرکے ہمیں جھنجوڑ ڈالا ہے۔ اب ہمیں بھی ان کے خلاف بہت کچھ کرنا ہوگا۔"

برین آدم نے کہا۔ "یہ اچھا ہوا کہ تم سے رابطہ ہوگیا۔ تمہارے پاس بھی ٹیلی پیتھی کو بارہ گھنٹے تک ختم کرنے والی دوا ہے۔ اگر تم جی جان سے محنت کرو گے تو ان مسلمانوں کی طرح تم بھی ٹیلی پیتھی کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے والی دوا بنا سکو گے۔ ہمیں یقین ہے کہ بابا صاحب کے ادارے میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر دوا اسپرے نہیں کی گئی ہے۔ فرہاد کے بیٹوں اور بہو کی ٹیلی پیتھی کو ختم نہیں ہونے دیا گیا ہے۔ ہم تم مل کر ان کی ٹیلی پیتھی کو ختم کرسکتے ہیں۔"

"میں یہی کرنے والا ہوں لیکن مجھے دو ایسے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے' جو باری باری دن رات میرے ساتھ محنت کریں اور میرے رازدار بن کر رہیں۔ اگر ٹیلی پیتھی برقرار رہتی تو میں ڈاکٹروں کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیتا۔"

"اسرائیل میں عالمی شہرت یافتہ تجربےکار ڈاکٹر ہیں۔ میں تمہیں دو نہیں چار ڈاکٹر دے سکتا ہوں۔ وہ تمہارے محکوم اور فرمانبردار بن کر رہیں گے۔ ہم سے ان ڈاکٹروں کا کوئی رابطہ نہیں رہے گا۔"

"مجھے منظور ہے۔ ان ڈاکٹروں کو آج ہی اٹلی کے شہر روم بھیج دو اور مجھے روانگی کا وقت بتا دو کہ وہ روم کے کس ہوٹل میں قیام کریں گے۔ میں ان سے رابطہ کروں گا۔ اور فون کے ذریعے گائیڈ کروں گا کہ انہیں ہوٹل سے نکل کر کہاں کہاں جانا ہے اور آخر میں مجھ سے کہاں ملاقات ہوگی۔

میں بہت محتاط رہ کر انہیں ایک خفیہ لیبارٹری میں لے جاؤں گا۔"

ان کے درمیان تمام معاملات طے پاگئے۔ فون کا رابطہ ختم ہوگیا۔ الپا نے برین آدم سے کہا۔ "بگ برادر! یہ پورس دراصل پارس کے مقابلے میں کمتر رہنا نہیں چاہے گا اس لئے جلد سے جلد دوا تیار کرائے گا۔ اب ہمیں امریکا سے سودے بازی کرنی چاہئے۔ ان کے پاس ٹرانسفارمر مشین ہے۔ ہم انہیں کوئی فائدہ پہنچا کر اپنے قابل لوگوں کو اس مشین سے گزاریں گے اور انہیں ٹیلی پیتھی سکھائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ امریکا سے ایسی سودے بازی ہوجائے گی۔"

جناب تبریزی نے آمنہ سے کہا تھا کہ وہ کچھ عرصے کے لئے گوشہ نشینی ترک کردے۔ امریکا' اسرائیل' روس' فرانس اور جرمنی وغیرہ کے اکابرین کے دماغوں میں پہنچ کر معلوم کرتی رہے کہ ٹیلی پیتھی سے محروم ہوجانے کے بعد وہ ممالک کیا کرتے پھر رہے ہیں۔ میں نے سب سے پہلے اس امریکی سیکیورٹی افسر کو خیال خوانی کے ذریعے ٹریپ کیا' جو ایک جزیرے میں ٹرانسفارمر مشین کی نگرانی کے لئے دن رات وہاں رہتا تھا۔ ویسے وہاں سیکڑوں مسلح فوجی بھی رہتے تھے لیکن میں نے مشین کے اس انچارج سیکیورٹی افسر کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا۔ وہ ایک دن کی چھٹی لے کر واشنگٹن آیا۔ وہاں بابا صاحب کے ادارے کے ایک جاسوس نے اس انچارج کو اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کا ایک کین دیا۔ وہ اس کین کو چھپا کر جزیرے میں واپس گیا۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش کردی گئی تھی کہ جب بھی کسی کو ٹرانسفارمر مشین سے گزارا جائے وہ رازداری سے تھوڑی سی دوا اسپرے کردیا کرے۔ اس طرح اس مشین سے گزرنے والا ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرتے ہی اسی وقت اس علم سے محروم ہوجائے گا۔

پورس ٹیلی پیتھی کو ہمیشہ کے لئے ختم کردینے والی دوا تیار کرنے والا تھا تاکہ میرے بیٹوں اور دوسرے مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر وہ دوا اسپرے کرسکے جبکہ اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ انہیں یقین نہیں تھا کہ ہم نے اپنے لوگوں کو بھی ٹیلی پیتھی سے محروم کیا ہے۔

جناب تبریزی نے ایمان اور انصاف کے مطابق یہ فیصلہ کیا تھا کہ قدرتی طریقۂ کار کے مطابق محنت و ریاضت سے حاصل کیا ہوا ٹیلی پیتھی کا علم باقی رہے اور باقی مصنوعی طریقوں سے حاصل کیا ہوا کمزور علم اپنی کمزوریوں کے باعث صرف ایک دوا سے فنا ہوجائے۔

اور یہی ہوا تھا۔ چونکہ بابا صاحب کے ادارے کی جانب سے ہوا تھا اس لئے تمام ٹیلی پیتھی سے محروم ہو جانے والے بڑے ممالک متفقہ طور پر کہہ رہے تھے کہ مسلمانوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق تمام غیر مسلموں کو ایک غیر معمولی علم سے محروم کیا ہے اور اس طرح ان پر برتری حاصل کر رہے ہیں۔

اس حقیقت سے تمام اسلامی ممالک کو یہ سبق حاصل کرنا چاہئے کہ بابا صاحب کے ادارے کے مسلمانوں نے ایک عرصے سے متحد رہ کر ایسی کامیابی اور برتری حاصل کی ہے۔ اسی طرح دنیا کے تمام اسلامی ممالک اور ان کے سربراہ متحد اور منظم ہو کر اپنے علم و ہنر اور خداداد صلاحیتوں سے بڑے بڑے کارنامے انجام دے کر دوسری قوموں پر برتری حاصل کر سکتے ہیں۔

امریکا، اسرائیل اور روس کے اکابرین نے بابا صاحب کے ادارے میں جناب تبریزی سے رابطہ کیا اور یہ شکایت کی۔ "محترم! آپ سچے اور انصاف پسند کہلاتے ہیں۔ لیکن آپ نے ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے کے لئے یکطرفہ کارروائی کی ہے۔ فرہاد صاحب کی فیملی اور آپ کے ادارے میں تمام مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے محفوظ ہیں۔ باقی جتنے غیر مسلم ہیں انہیں آپ نے ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم کر دیا ہے۔"

جناب تبریزی نے فرمایا۔ "آپ حضرات ہمیشہ مسلمانوں سے ناانصافی کرتے آئے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اس لئے ہم پر شبہ کر رہے ہیں کہ آپ سے ناانصافی کی جارہی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر سچ کہتا ہوں کہ میں اور آمنہ روحانی ٹیلی پیتھی کے حامل ہیں۔ دنیاوی مادی ٹیلی پیتھی جاننے والا اب اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔"

"ہو سکتا ہے، آپ ہمیشہ کی طرح سچ کہہ رہے ہوں لیکن آپ ہمارا شبہ کس طرح دور کر سکتے ہیں؟"

"شک و شبے کا علاج ہوتا ہے۔ آپ اپنے ذرائع سے سچ اور جھوٹ کو سمجھ سکتے ہیں۔ ہندو اور یہودیوں سے ہمیشہ آپ کی دوستی رہتی ہے۔ نیلماں، مہاراج اور گرو دیو بدستور خیال خوانی کر سکتے ہیں۔ آپ سچ معلوم کرنے کے لئے ان کی خدمات حاصل کریں۔ ایک یہودی الپا ہے، جو اسلام قبول کرنے کے باوجود آدھی تیتر اور آدھی بٹیر ثابت ہو رہی ہے۔ اس نے پارس سے علیحدہ ہو کر ایک الگ راہ اختیار کی ہے۔ کہیں چھپ کر اپنی ٹیلی پیتھی کے علم کو محفوظ رکھا ہے۔ یہودی آپ کے دوست ہیں۔ آپ الپا کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں۔"

"یہ درست ہے کہ ہمیں شبہ دور کرنے کے لئے اپنے ہی ذرائع کو کام میں لانا چاہئے۔ ہم اپنے طور پر ان مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک ضرور پہنچیں گے، جو فرہاد کے علاوہ ہیں اور جنہوں نے ٹرانسفارمر مشین سے یہ علم حاصل کیا تھا۔"

"میں دعا کروں گا کہ آپ حضرات کا شبہ دور ہو جائے۔"

"آپ نے دنیا کے تمام حصوں میں دوا اسپرے کرائی ہے اور کوئی جگہ نہیں چھوڑی ہے۔ ہمارا خیال ہے، آئندہ آپ یہ دوا اسپرے کرانے کی ضرورت نہیں سمجھیں گے کیونکہ اس دوا سے مصنوعی ٹیلی پیتھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی ہے۔"

"آپ کا یہ خیال غلط ہے۔ جس طرح الپا ابھی تک اس دوا کے اثر سے محفوظ ہے اسی طرح ہو سکتا ہے، کچھ اور ٹیلی پیتھی جاننے والے کہیں چھپے ہوں۔ ہمارے ذمے دار افراد دنیا کے نقشے میں ایسے مقامات تلاش کر رہے ہیں، جہاں یہ دوا اسپرے کرنے سے رہ گئی ہو۔ آئندہ ہماری ٹیم زیرِ زمین حصوں میں بھی جا کر اپنا کام پورا کرے گی۔"

انہوں نے جناب تبریزی سے رابطہ ختم کر دیا۔ امریکی اکابرین اس خیال سے مطمئن رہے کہ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا ایک بار امریکا میں اسپرے کر دی گئی ہے۔ دوسری بار اس جگہ اسپرے نہیں کی جائے گی۔ اس اطمینان کے ساتھ بڑی رازداری سے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے جاسکیں گے۔

انہوں نے پہلا کام یہی کیا۔ انہیں تین طرح کا نقصان پہنچا تھا۔ ایک تو نادیدہ گولیاں اور دوسرے فلائنگ کیپسول ناکارہ ہو گئے تھے۔ تیسرا نقصان ٹیلی پیتھی کے خاتمے سے ہوا تھا۔ وہ تیسرا نقصان جلد سے جلد بہ آسانی پورا کر سکتے تھے۔

لہٰذا انہوں نے پہلے چھ ذہین اور باصلاحیت جوانوں کا انتخاب کیا اور انہیں جزیرے میں پہنچا کر ٹرانسفارمر مشین سے گزارا۔ میرا معمول اور تابعدار، جو وہاں کا انچارج بھی تھا اور سیکیورٹی افسر بھی، وہ چھ جوانوں کو باری باری اس مشین سے گزرتے دیکھ رہا تھا۔ ان کے اس عمل سے پہلے ہی اس نے ایک جگہ چھپ کر اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کی تھی۔

ایک اعلیٰ حاکم اور چار فوجی افسران واشنگٹن سے آئے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ان کے ملک میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی پوری ہو جائے گی۔

ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے والوں پر نیم بے ہوشی اور

نقاہت طاری رہتی تھی پھر ایک آدھ گھنٹے میں توانائی بحال ہو جاتی تھی۔ جب وہ بیڈ پر اٹھ کر بیٹھ گئے تو ان سے کہا گیا کہ وہ اعلیٰ حاکم اور فوجی افسران کے دماغوں میں آ کر گفتگو کریں۔

وہ حکم کے مطابق خیال خوانی کی پرواز کرنے کی کوشش کرنے لگے اور پریشان ہونے لگے۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے پوچھا "کیا ہوا؟ کیا تم لوگ بھول گئے ہو کہ کس طرح کسی کے بھی لب و لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی جاتی ہے؟"

چھ میں سے ایک نے کہا "سر! ہم اچھی طرح جانتے ہیں لیکن میری سوچ کی لہریں پرواز نہیں کر رہی ہیں۔"

باقی پانچ جوانوں نے بھی یہی مجبوری ظاہر کی۔ اعلیٰ حاکم نے حیرانی سے کہا "اس مشین سے سیکڑوں افراد ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کر چکے ہیں پھر تم لوگ ناکام کیوں ہو رہے ہو؟ کیا مشین میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے؟"

وہاں جتنے ماہر مکینک تھے، وہ مشین کے ایک ایک پرزے کو چیک کرنے لگے پھر انہوں نے کہا "مشین میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔"

وہ سب سر جوڑ کر سوچنے لگے، جب مشین بالکل ٹھیک ہے تو وہ مطلوبہ جوانوں کو ٹیلی پیتھی کیوں نہیں سکھا رہی ہے؟

ایک حاکم نے کہا "ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے۔ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا جو اسپرے کی گئی ہے، فضا میں اس کے اثرات ابھی باقی ہیں۔ ہمارے جوان اس مشین سے گزرنے کے بعد اس فضا میں سانس لیتے رہے اور سانسوں کے ذریعے دوا کے اثرات ان کے دماغوں تک پہنچتے رہے اسی لیے ہمیں ناکامی ہو رہی ہے۔ مشین ٹھیک ہے۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہمیں تین دن پہلے دوا اسپرے کیے جانے کی اطلاع ملی تھی۔ کیا اس دوا کے اثرات ان دنوں کے بعد بھی فضا میں موجود رہ سکتے ہیں؟"

دوسرے افسر نے کہا "رہ سکتے ہیں۔ پہلے جو دوا تیار کی گئی تھی، اس کے اثرات فضا میں چند گھنٹوں تک رہتے تھے اور ٹیلی پیتھی جاننے والے صرف بارہ گھنٹوں تک اس علم سے محروم رہ کر پھر خیال خوانی کرنے لگتے تھے۔ اس بار ایسی تیز اور دیرپا اثرات رکھنے والی دوا اسپرے کی گئی ہے کہ ٹیلی پیتھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی ہے۔ ایسی تیز اور پاور فل دوا کے اثرات تین دن تو کیا، تین ہفتوں تک بھی فضا میں رہ سکتے ہیں۔"

چند اکابرین نے تائید کی، جو دوا ہمیشہ کے لیے ٹیلی پیتھی کا خاتمہ کر سکتی ہے، اس کے اثرات فضا میں ہفتوں تک قائم رہ سکتے ہیں۔ ایک نے کہا "ہمیں بابا صاحب کے ادارے سے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ اس دوا کے اثرات فضا میں کتنے عرصے تک رہتے ہیں؟"

دوسرے نے کہا "ان سے یہ پوچھنا مناسب نہیں ہے۔ وہ لوگ سمجھ لیں گے کہ ہم اس دوا کے اثرات کا حساب کر رہے ہیں پھر ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے اپنے ملک میں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرنا چاہتے ہیں۔"

دوسرے نے کہا "وہ نادان نہیں ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب ہمارے پاس مشین ہے تو ہم آج یا کل یا ایک برس بعد ٹیلی پیتھی جاننے والے ضرور پیدا کریں گے۔ پھر ان سے دوا کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے میں حرج کیا ہے؟"

"حرج ہے، وہ دشمن ہیں، کبھی صحیح معلومات فراہم نہیں کریں گے۔ اس سلسلے میں ان سے کوئی بات نہیں کرنا چاہیے۔ ہم دو ہفتوں کے بعد پھر اپنے جوانوں کو اس مشین سے گزاریں گے اور ان کے ٹیلی پیتھی کے علم کو راز رکھیں گے۔ کبھی حالات نے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ظاہر کیا تو یہ ایک الگ سی بات ہوگی ورنہ ہم ہمیشہ رازداری سے کام لیں گے۔"

اس مشورے کو سب نے پسند کیا اور فیصلہ کیا کہ ابھی وہ صبر و تحمل سے دو ہفتوں تک انتظار کریں گے۔ اس کے بعد دوبارہ اس مشین کو آزمائیں گے۔

○☆○

اِدھر امریکی اکابرین دوبارہ ٹیلی پیتھی کی قوت حاصل کرنے کے انتظار میں تھے۔ اُدھر اسرائیلی اکابرین نے پورس سے سودے بازی کی تھی۔ وہ اپنے چار عالمی شہرت رکھنے والے نہایت ہی ذہین اور تجربے کار ڈاکٹر روم کی طرف روانہ کر چکے تھے تاکہ پورس ان کی خدمات حاصل کر کے ٹیلی پیتھی کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے والی دوا تیار کرا سکے اور پارس اور علی تیمور سمیت جتنے مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں، ان سب کو اس علم سے محروم کر سکے۔

وہ چاروں ڈاکٹر روم پہنچ گئے۔ انہوں نے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں قیام کیا۔ پورس کو فون کے ذریعے ان ڈاکٹروں کے نام اور حلیے بتائے گئے تھے۔ وہ ان چاروں سے دور رہ کر ان کی نگرانی کر رہا تھا۔ پہلے اطمینان کرنا چاہتا تھا کہ پارس اس سے بے خبر ہے اور پچھلی بار کی طرح آئندہ اس کی تیار ہونے والی دوائیں چرانے کے لیے ابھی سے کوئی جال نہیں بچھا رہا ہے۔

وہ پارس سے نہ خوف زدہ تھا اور نہ کبھی اس سے کمتر رہنا چاہتا تھا۔ صرف ایک شبہ تھا کہ فرہاد علی تیمور جیسے باپ نے پارس کی ٹیلی پیتھی کا علم بحال رکھا ہوگا۔ ایسے میں ان دونوں کے درمیان طاقت اور صلاحیتوں کا توازن نہیں رہے گا۔ اس طرح شاید وہ اس پر غالب آسکے گا۔ ان حالات میں بھی وہ پارس سے ڈرنے والا نہیں تھا۔ بس اس کی طرف سے جاگتے ہوئے ذہن کے ساتھ محتاط رہنا چاہتا تھا۔

وہ صبح سے شام تک ان ڈاکٹروں کی مصروفیات دیکھتا رہا۔ کوئی ان سے ہوٹل میں ملنے نہیں آیا تھا اور نہ کوئی ان کی نگرانی کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ تب اس نے فون کے ذریعے ان سے رابطہ کیا پھر کوڈورڈز ادا کرتے ہوئے بولا "آج رات کی ٹرین میں آپ چاروں کے لیے برتھ ریزرو کرائے گئے ہیں۔ آپ سفر کریں۔ صبح فرانس کے سرحدی اسٹیشن پر چیکنگ ہوگی۔ اس کے بعد اسٹیشن سے باہر جاکر پیرس جانے والی لگژری بس میں سوار ہوجائیں۔ میں آپ لوگوں سے اسی طرح فون پر رابطہ رکھوں گا۔"

ان چاروں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ رات کو ٹرین میں سوار ہوگئے۔ اس نے بھی ٹرین میں سفر کیا لیکن وہ ایسے میک اپ اور گیٹ اپ میں تھا کہ اسے کوئی دوست یا دشمن' پورس کی حیثیت سے پہچان نہیں سکتا تھا۔ نتاشا اور نتالیہ پیرس کے ایک مضافاتی علاقے میں پہنچی ہوئی تھیں۔ وہیں انہوں نے ایک لیبارٹری قائم کی تھی۔

برین آدم نے پورس سے کہا تھا کہ الپا سے کوئی رابطہ نہیں ہورہا ہے۔ شاید وہ ٹیلی پیتھی سے محروم ہوگئی ہے۔ الپا نے پورس سے رابطہ کرکے خود کو بلی ڈونا کہا تھا کیونکہ وہ خود کو الپا کہتی تو پورس کبھی یقین نہ کرتا کہ وہ پارس کو چھوڑ کر اس سے دوا کی تیاری میں تعاون کرنے آئی ہے۔

اور وہ تعاون کررہی تھی۔ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے پیرس کی پولیس اور انتظامیہ کے چند بڑے افسران کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا تاکہ وہ افسران نتاشا' نتالیہ اور پورس کے لیے مضافاتی علاقے میں لیبارٹری قائم کرنے کے سلسلے میں کسی طرح کی رکاوٹ نہ بنیں۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ایسے کاغذات تیار کرائے تھے' جن کے مطابق وہ تینوں اور وہ چاروں ڈاکٹر فرانس کے باشندے ثابت ہوتے تھے۔ پورس نے وہاں رہنے اور لیبارٹری میں دوا تیار کرنے کی پلاننگ اس لیے کی تھی کہ پیرس کی مشرقی سمت کے ایک مضافاتی علاقے میں بابا صاحب کا ادارہ تھا اور مغربی سمت میں اس نے اپنی لیبارٹری قائم کی تھی۔ ایک نفسیاتی حربہ آزمارہا تھا کہ میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے شبہ نہیں کریں گے کہ پورس دوائیں تیار کرنے کے لیے ان سے تقریباً تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔

کوئی بھی مخالف ہو' وہ جان کا دشمن بن کر ساری دنیا میں ڈھونڈتا پھرے گا اور جسے ڈھونڈ رہا ہے' اس کی بے باکی اور دیدہ دلیری کے بارے میں یہ سوچ بھی نہیں پائے گا کہ وہ اس کے آس پاس ہی سائے کی طرح ہے۔ بغل گیر ہونے والے دوست ہوتے ہیں لیکن گلے ملتے وقت ایک دوسرے کو دیکھ نہیں پاتے۔ اسی طرح پورس مجھ سے اور بابا صاحب کے ادارے سے بغل گیر ہونے کی حد تک قریب رہے گا تو اسے ہم میں سے کوئی نہیں دیکھ پائے گا اور اس میں شبہ نہیں تھا کہ پورس نے انسانی نفسیات کو سمجھتے ہوئے اپنے کام کے لیے نہایت معقول جگہ کا انتخاب کیا تھا۔

اس ٹرین کی ایک بوگی میں کئی کیبن بنے ہوئے تھے۔ ایک کیبن میں ان چار ڈاکٹروں کے لیے چار برتھ تھے جن پر وہ آرام سے لیٹے ہوئے تھے۔ ٹرین رات کی تاریکی میں تیز رفتاری سے جارہی تھی۔ پورس اس کے ساتھ والی بوگی کی ایک سیٹ پر کھڑکی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کئی مسافر ایسی ہی سیٹوں پر نیم دراز ہوکر سو رہے تھے۔ وہ بھی آنکھیں بند کرکے سونا چاہتا تھا پھر پرائی سوچ کی لہروں کو دماغ میں محسوس کرتے ہی اس نے سانس روک لی اور سیٹ پر سیدھا ہوکر بیٹھ گیا۔

الپا نے بلی ڈونا بن کر دوستی کرنے کے بعد کوڈورڈز مقرر کیے تھے جنہیں سن کر وہ اسے دماغ میں آنے دیتا تھا لیکن ابھی محسوس ہونے والی سوچ کی لہریں جس کی تھیں' اس نے کوڈورڈز ادا نہیں کیے تھے۔ گویا آنے والی الپا نہیں تھی کوئی اور تھا۔

دوسری بار وہی سوچ کی لہریں آئیں اور کسی نے کہا "سانس نہ روکو۔ ایک دن تو اسے رکنا ہی ہے۔ ابھی دو چار باتیں کرلو۔"

پورس نے ناگواری سے پوچھا "کون ہو تم؟"

"میں تمہارا پیچھا نہ چھوڑنے والا بہترین دشمن ہوں۔ ہمارے ناموں میں صرف اے اور او کا فرق ہے۔"

"اچھا تو تم پارس ہو۔ آواز اور لہجہ بدل کر آئے ہو۔"

"ہاں۔ احتیاط لازمی ہے۔ میں نے سوچا' تمہارے اندر کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوسکتا ہے۔ وہ میرا اصل لب ولہجہ سن کر میرے دماغ میں بھی آنے لگے گا۔"

"تم یہ انگریزی زبان ایک اناڑی کی طرح بول رہے ہو۔ اگر پارس ہو تو فرانسیسی زبان میں یا اردو زبان میں بولو۔"

وہ اردو زبان میں بولا "ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ آپ کی محفل میں اس لیے آگیا ہوں کہ آپ مجھ کو محفل سے نکال کے پچھتا رہے ہوں۔"

"ہوں تو تم پارس نہیں ہو۔ ایک ہندوستانی کی طرح ہندی زبان بول رہے ہو۔ ہندی میں حرف "خ" کو "کھ" اور "ف" کو "پھ" کہتے ہیں۔ چلو اگر اردو نہیں بول سکتے ہو تو فرانسیسی زبان بولو۔"

"تم بہت چالاک ہو۔ تم نے کیسے معلوم کیا کہ میں فرانسیسی اور اردو ٹھیک طرح نہیں جانتا ہوں؟"

"بہتر ہے' انگریزی بولو۔ یہ "پھ" اور "کھ" والا تلفظ پتھر کی طرح دماغ میں لگتا ہے۔ پارس فرانس میں پیدا ہوا اور وہیں جوان ہوا' روانی سے فرانسیسی بولتا ہے اور اس نے باپ سے اردو زبان سیکھی ہے اس لیے میں نے زبانوں کے ذریعے تمہارے پارس نہ ہونے کی تصدیق کرلی۔ تم ہندوستانی ہو اور ہندوستان میں صرف تین ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں۔ نیلماں' مہاراج اور گرودیو۔ شاید تم مہاراج ہو؟"

"میں بھائی مہاراج کا چھوٹا بھائی گرودیو ہوں۔"

"خود کو پارس کیوں ظاہر کررہے تھے؟"

"تم اور پارس ایک دوسرے کے لیے جوڑ کا توڑ ہو۔ ذہانت اور صلاحیتوں میں ایک دوسرے سے کم نہیں ہو۔ میں نے سوچا' پارس بن کر تم سے بولوں گا تو تم احساسِ کمتری میں مبتلا ہوجاؤ گے کہ وہ اب بھی خیال خوانی کرتا ہے اور تم اس علم سے محروم ہوگئے ہو۔"

"تم مجھے احساسِ کمتری میں مبتلا نہیں کرسکے۔ اب تمہیں واپس جانا چاہیے۔"

"ٹھہرو۔ سانس نہ روکنا۔ میں دوست بن کر آگیا ہوں۔ یہ چاہتا ہوں کہ تمہارے کام آؤں۔ تم میری ٹیلی پیتھی کی مدد سے پارس پر غالب آسکتے ہو۔ تم جتنی دوائیں تیار کرتے رہے' پارس ان دواؤں کو اور ان کے فارمولوں کو چراتا رہا اور بار بار تمہیں نقصانات پہنچاتا رہا۔ اب تم چاہو تو میرے ذریعے اسے نقصان پہنچاسکتے ہو اور اس پر غالب آسکتے ہو۔"

"شاید تم نہیں جانتے' وہ جس طرح مجھ پر حملے کرتا ہے' اسی طرح میں اسے منہ توڑ جواب دیتا ہوں۔ اگر وہ چاہتا تو اپنے باپ کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرے پیچھے پڑجاتا۔ مجھے سکون سے رہنے نہ دیتا لیکن وہ باپ کی مدد نہیں لے رہا ہے پھر میں تمہاری مدد کیوں لوں؟"

"تم عجیب ہو۔ کیا دشمن اچانک تمہیں نقصان پہنچائے گا' تب ہی تم جوابی کارروائی کروگے؟"

"میں نے اب تک جتنی بھی زندگی گزاری ہے' اس میں صرف ایک بار دشمنی میں پہل کی ہے ورنہ کبھی یہ نہیں کہتا کہ آبیل مجھے مار۔ دراصل مجھ میں اور پارس میں بہت مطابقت ہے۔ چاہے ذہانت ہو' چالبازی اور مکاری ہو' حاضر دماغی ہو اور چونکا دینے والی صلاحیتوں کا مظاہرہ ہو' ہم کسی بھی معاملے میں ایک دوسرے سے کمتر ہونا نہیں چاہتے۔ میں نے یہ آزمانے کے لیے کہ پارس کسی معاملے میں مجھ سے بازی لے جاسکتا ہے یا نہیں؟ پہلی بار اس سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور اس کی محبوبہ بلی ڈونا کو اس سے چھین لیا۔"

گرودیو نے کہا "ہمیں پتا ہے۔ شیر کے منہ سے نوالہ چھیننے والی بات تھی۔ تم نے پارس سے اس کی محبوبہ کو چھین لینے میں کامیابی حاصل کی تھی۔"

"لیکن وہ کامیابی مجھے بعد میں مہنگی پڑی۔ میں نے اپنے اصولوں کے خلاف زندگی میں پہلی بار دشمنی کرنے میں پہل کی تھی۔ اب نہیں کروں گا۔"

"گویا تم اس سے خوف زدہ ہونے اور اس سے کترانے کا اعتراف کررہے ہو؟"

"پچھلی غلطیوں سے سبق حاصل کرنا دانش مندی ہے۔ دشمنوں سے کترانا حکمتِ عملی کہلاتی ہے۔ ان سے خوف زدہ ہونا' بزدلی ہے۔ میں اپنی زبان سے کیا کہوں؟ جاؤ اور پارس سے پوچھو' وہ کہے گا کہ پورس بلا کا بے باک اور معاملہ فہم ہے۔"

"کیا یہ معاملہ فہمی نہیں ہے کہ جب تمہارا اور پارس کا ٹکراؤ ہوتا ہی رہے گا تو کیوں نہ تم اس کی کسی چالبازی سے پہلے ہی اس کے ہوش اڑا دو؟"

"مجھے اپنی ذہانت اور صلاحیتوں پر اس قدر اعتماد ہے کہ اچانک ہونے والے حملے کا جواب بھی دے سکتا ہوں اور اپنا بچاؤ بھی کرسکتا ہوں۔ لہٰذا جتنے دن آرام سے گزر رہے ہیں' اس آرام کو حرام نہیں کرنا چاہتا۔"

"میں تو تمہارے پاس اس لیے آیا تھا کہ تمہاری ٹیلی پیتھی کی کمی کو میں دوست بن کر پورا کروں گا کیونکہ تم تنہا ہو اور تمہیں پارس کے علاوہ نیلماں جیسی خطرناک عورت سے بھی نمٹنا ہوگا۔ جب وہ نیا جسم حاصل کرکے آئے گی تو تمہاری موت بن کر تمہارے دن رات سے کھیلتی رہے گی اور اس طرح الجھائے گی کہ تم دوسرے محاذ پر پارس کے مقابلے میں ذہانت سے کام لینا بھول جاؤ گے۔"

"گرودیو کہلانے والے دھرم راج! میں سمجھ گیا۔ جب تک دو ٹوک بات نہیں کروں گا' تب تک تم اپنی خود غرض

دوستی اور محبت سے باز نہیں آؤ گے۔ تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس لیے میرے مددگار بننا چاہتے ہو کہ تمہاری اس مہربانی کے عوض تمہارے بھائی کی قاتلہ نتاشا کو تمہارے حوالے کردوں۔"

"اگر تم اسے خود غرضی اور سودے بازی سمجھتے ہو تو یہ بہت سستا سودا ہے۔"

"جو سستے ہوتے ہیں' وہ سستا سودا کرتے ہیں۔ نتاشا میری ماں جائی نہیں ہے مگر میں نے زبان سے اسے بہن کہا ہے۔ تم بہن کی دلالی کرسکتے ہو' میں تو اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ میں نے تمہیں دلال کہہ دیا۔ اب تم چلے جاؤ یا سانس روکوں؟"

"پورس! تم ٹیلی پیتھی سے خالی ہو کر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے سے دشمنی مول لے کر آج اپنی زندگی کی بہت بڑی غلطی کررہے ہو۔ جانتے ہو' میں تمہاری زندگی کو موت سے بدترین بنانے کے لیے کیا کرنے والا ہوں؟"

"لو۔ اپنی اس بات کا جواب سنو۔"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ گرودیو اپنی جگہ حاضر ہو کر جھنجلا گیا۔ بڑا بھائی مہاراج اس کے دماغ میں تھا اور ان کی باتیں سنتا رہا تھا۔ دونوں بھائیوں نے سوچا تھا کہ پورس اب تنہا اور ٹیلی پیتھی سے خالی ہے۔ اگر پارس اور نیلماں کے خلاف اس کی مدد کی جائے گی تو وہ ان کے بھائی کی قاتلہ نتاشا کو ان کے حوالے کردے گا۔

ان کے دوسرے بھائی کو بلی ڈونا نے قتل کیا تھا۔ وہ دونوں عورتوں کو تڑپا تڑپا کر بڑی بے دردی سے قتل کرنے کے لیے بے چین تھے اور ایسے وقت یہ بھول رہے تھے کہ چاروں بھائیوں کی جنم کنڈلی کے مطابق یہ پیش گوئی تھی کہ وہ باقی دونوں بھائی مہاراج اور گرودیو بھی' کسی نہ کسی عورت کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔

مہاراج نے گرودیو سے کہا "دھرم راج! جھنجلانے سے بات نہیں بنے گی۔ ہمیں یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ آج کل کس ملک کے کس شہر میں ہے۔"

"بھائی مہاراج! ہم نے ابھی اس کے دماغ میں رہ کر ٹرین کی آواز سنی ہے۔ ایک جگہ ٹرین رکی تھی تو آپ نے اس کے قریب بیٹھی ہوئی کسی عورت کی آواز سنی تھی' وہ کسی اجنبی زبان میں بول رہی تھی۔"

مہاراج نے کہا "وہ فرانسیسی زبان بول رہی تھی' جو تم نہیں جانتے۔ ایک اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ فرانس کے کسی علاقے میں ہے۔"

"آپ فرانسیسی جانتے ہیں۔ کیا اس عورت کے دماغ میں گئے تھے؟"

"گیا تھا مگر اس نے سانس روک لی تھی۔ یہ بات سمجھ میں آگئی کہ اس کے ساتھ نتاشا یا نتالیہ ہے۔ وہ کسی دوسرے مسافر سے بول رہی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ دوسرا مسافر بھی فرانسیسی ہے یا یہ زبان جانتا ہے۔ ہم اندازہ کرسکتے ہیں کہ وہ نتاشا اور نتالیہ کے ساتھ فرانس میں کہیں ہے۔"

حقیقتاً پورس کے ساتھ نتاشا اور نتالیہ نہیں تھیں۔ قریبی سیٹ پر ایک حسین عورت بیٹھی ایک مسافر سے باتیں کررہی تھی۔ مہاراج نے اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی تھی۔ چونکہ وہ پورس کے قریب بیٹھی ہوئی تھی اس لیے مہاراج نے اسے نتاشا یا نتالیہ ہی سمجھا اور وہ حسینہ سانس روکنے کے بعد دوبارہ سانس لیتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ اس ٹرین میں ایسا کون ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے' جو اس کے اندر پہنچنے کے لیے آیا تھا۔ پھر دوبارہ نہیں آیا۔ اگر وہ آتا تو وہ اسے اپنے دماغ میں ضرور جگہ دیتی اور معلوم کرتی کہ وہ کون ہے؟ اور کیا چاہتا ہے؟ وہ آنے والا کچھ نہ کچھ کہتا رہتا تو اس کی باتوں سے وہ خود یاد کرتی رہتی کہ وہ کون ہے؟ کہاں سے آئی ہے؟ اور کہاں جارہی ہے؟

وہ ایک بھرپور جوان عورت تھی۔ حسن اور جوانی کی دولت سے مالا مال تھی۔ بدن ایسا دلکش تھا' جیسے ہیرے کو تراشا گیا ہو۔ جب وہ چلتی تھی تو دل پھینک حضرات بے اختیار اس کے پیچھے چلنے لگتے تھے۔ بعض دیوانے ہو کر پوچھتے تھے "کہاں جارہی ہو؟ کیا ہم دوست بن سکتے ہیں؟"

وہ چلتے چلتے رک جاتی تھی۔ کسی بھی دیوانے کو دیکھ کر پوچھتی تھی "کیا تم مجھے جانتے ہو؟ بتاؤ میں کون ہوں؟ پھر ہم دوست بن جائیں گے۔"

اسے کوئی بھی طلب کرنے والا حیرانی سے پوچھتا تھا "کیا تم اپنے بارے میں نہیں جانتی ہو؟ اپنا نام تو جانتی ہوگی؟"

وہ معصومیت سے انکار میں سرہلاتی تھی۔ عورت بے حد حسین ہو' بھرپور جوان ہو اور معصومیت سے اپنے بارے میں پوچھتی ہو تو ایسی بھٹکنے والی حسینہ اور زیادہ پرکشش ہوجاتی ہے۔ جی چاہتا ہے' اسے اپنے دل میں بھر کر اپنے گھر لے جائیں۔

جو ہوس پرست ہوتے تھے مگر عزت دار ہوتے تھے' وہ اس سے کتراجاتے تھے کہ پتا نہیں کون ہے؟ اسے اپنے ساتھ کار میں بٹھا کر لے جانے سے اپنی عزت کا کباڑا نہ ہوجائے۔

جو محتاط رہنے کے عادی تھے' وہ سوچتے تھے' یہ حسینہ نیم پاگل سی لگتی ہے۔ خود کو نہ پہچاننے والی کی دماغی صحت پر لازماً شبہ ہوتا ہے۔ عقل سمجھاتی ہے کہ وہ گھر سے یا ذہنی امراض کے اسپتال سے بھاگ کر آئی ہے۔ اگر اسے اپنے ساتھ لے جایا جائے گا تو اسے بھگا کر لے جانے کا الزام لگ سکتا ہے۔

ایسے بدمعاش بھی تھے جو اپنی عزت اور قانون کی گرفت میں آنے کی پروا نہیں کرتے تھے۔ ایسے تین بدمعاشوں نے اسے دیکھا تھا تو ایک دوسرے سے کہا "پتا نہیں کون ہے؟ مگر مقناطیس کی طرح کھینچ رہی ہے۔ اسے لے جا کر اپنی راتیں رنگین بنا سکتے ہیں۔"

دوسرے نے کہا "یہ حسین ہے مگر بڑی سنگین ہے۔ ہوسکتا ہے' اس کے دولت مند اور بڑے اختیارات رکھنے والے دعوے دار ہوں۔ وہ اس کے پیچھے آکر ہمیں گولی مار سکتے ہیں یا جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچا سکتے ہیں۔"

تیسرے نے کہا "ہونے کو بہت کچھ ہوسکتا ہے لیکن خطرات سے کھیلے بغیر نہ کبھی دولت ملتی ہے' نہ عورت۔ اگر تم محتاط رہنا چاہتے ہو تو گھر جاؤ۔ ہم اسے اپنے اپارٹمنٹ میں لے جائیں گے۔"

ایک نے حسینہ سے کہا "ہم یہ تو نہیں جانتے کہ تم کون ہو؟ اگر تم اپنے بارے میں کچھ جاننا چاہتی ہو تو ہمارے ساتھ چلو۔ ایک پولیس والا ہمارا دوست ہے۔ وہ تمہارے عزیزوں' رشتے داروں کو تلاش کرے گا۔ تمہارا کوئی بھی ایک رشتے دار ملے گا تو وہ تمہاری پوری ہسٹری بتا سکے گا۔"

وہ خود کسی کا سہارا لینا اور کسی چاردیواری میں رات گزارنا چاہتی تھی۔ اپنی تنہائی سے گھبرا رہی تھی۔ ان کے ساتھ ایک اپارٹمنٹ میں آگئی۔ وہ تینوں خوش تھے۔ یہ کبھی سوچ نہیں سکتے تھے کہ اتنی زبردست حسینہ ہاتھ آئے گی۔ وہ اب تک بازاری عورتوں یا کال گرلز وغیرہ سے دل بہلا لیا کرتے تھے اور سستی قسم کی شراب پیا کرتے تھے۔ اس رات ان تینوں نے اپنی اپنی جیب خالی کی۔ تمام رقم ملا کر قیمتی حسن و شباب کو پالینے کی خوشی میں پہلی بار قیمتی اسکاچ وہسکی خریدی۔ ایک بڑے ہوٹل سے لذیذ اور مہنگا کھانا لے کر آئے۔ وہ بولی "مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ پتا نہیں میں کب سے فاقے کرنے لگی ہوں۔"

انہوں نے کھانے کا ایک پیکٹ اس کے سامنے رکھ دیا۔ شراب کی بوتل کھول کر تین گلاسوں میں ڈبل پیگ بناتے ہوئے ایک نے کہا "عورت کی جوانی کو اور اس نشے کے پانی کو بانٹ کر پیا جائے تو آپس میں دوستی اور محبت بڑھتی ہے۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنا اپنا جام اٹھاتے' حسینہ نے ایک جام اٹھا کر ایک گھونٹ پیا پھر رکھ دیا۔ باقی دو دیوانوں نے کہا۔ "میری جان! ہمیں کیا معلوم تھا کہ تم بھی شوق کرتی ہو۔ تم نے اس کے جام کو ایک گھونٹ کا بوسہ دیا ہے۔ ہمارے جام کو بھی ایک ایک بوسہ دو۔"

انہوں نے اپنا اپنا گلاس اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے مسکرا کر ایک ایک گلاس کا ایک گھونٹ پی کر انہیں دیا۔ ان تینوں نے اپنے اپنے گلاس کو فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔ "آج کی رنگین رات ایک اجنبی حسینہ ساتھ' چیرز۔۔۔"

انہوں نے بڑے موڈ میں آکر گلاسوں کو اپنے ہونٹوں سے لگایا پھر مستی اور جوش میں کئی گھونٹ پی گئے۔ پھر گلاس کو میز پر رکھ دیا۔ انہوں نے پہلی بار مہنگی شراب کے چند گھونٹ پیئے تھے۔ وہ بہت کڑوی تھی۔ ایک نے کہا "یارو! ہم نے یہ وہسکی پہلے کبھی نہیں پی۔ پھر بھی وہسکی اتنی کڑوی نہیں ہوتی۔"

اس کے ساتھیوں نے جواب نہیں دیا۔ ایک اپنے حلق کو ہتھیلی سے سہلا رہا تھا۔ دوسرا دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر کراہ رہا تھا۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر کہہ نہیں پارہا تھا۔ تینوں کی حالت عجیب سی ہورہی تھی۔ وہ اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھے تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ وہ اپنا توازن قائم نہ رکھ سکے۔ ان میں سے کوئی میز پر اوندھے منہ گرا۔ کوئی کرسی سمیت پیچھے الٹ گیا اور جو تیسرا تھا' وہ سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے میز کے سرے کو تھام کر حسینہ کی طرف جھکا پھر فرش پر اس کے قدموں میں گر کر تڑپنے لگا۔ اس کے ساتھی بھی فرش پر ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔

وہ حیرانی سے انہیں دیکھ کر بولی "یہ تم لوگوں کو کیا ہورہا ہے؟ ایسی حرکتیں کیوں کررہے ہو؟ نیچے سے اٹھو۔ کرسیوں پر بیٹھو۔"

لیکن وہ گرنے کے بعد اٹھ نہ سکے۔ ان کی باچھوں سے جھاگ نکل رہے تھے۔ دیدے پھیل چکے تھے۔ آخر وہ تڑپ تڑپ کر بالکل ساکت ہوگئے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ان تینوں کے پاس جا کر انہیں دیکھنے لگی۔ انہیں آوازیں دے کر جگانے لگی لیکن وہ قیامت کی نیند سو رہے تھے۔ قیامت سے پہلے جاگ نہیں سکتے تھے۔

اسے بھوک لگ رہی تھی۔ وہ اپنی جگہ آکر بیٹھ گئی۔ پیکٹ سے کھانے کی چیزیں نکال کر تھوڑا کھانے لگی اور باری باری تینوں گلاس اٹھا کر تھوڑا تھوڑا پینے لگی۔ وہ مزے سے

کھاپی رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے وہاں لانے والوں نے کیوں کچھ نہیں کھایا؟ صرف ذرا سا پی کر کیوں سوگئے ہیں؟

وہ سمجھ نہیں سکتی تھی کہ اس کے بوسوں نے انہیں موت کی نیند سلادیا ہے۔

○☆○

نیلماں کو محض اس لیے شکست کا سامنا کرنا پڑتا تھا کہ وہ آتما شکتی، کالے جادو اور ٹیلی پیتھی پر بڑا ناز کرتی تھی۔ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں پر بھروسا کرکے ذہانت سے کام نہیں لیتی تھی۔ وہ پورس جیسے ذہین اور حاضر دماغ جوان کو ٹریپ کرکے نادیدہ گولی کے ذریعے سایہ بن کر اس کے اندر سماگئی تھی۔ اس پر غالب آگئی تھی اور یہ سمجھ بیٹھی تھی کہ جس طرح وہ ایک بار پورس کو اپنے اندر سے نہیں نکال پائی تھی اور اس کے سامنے بے بس ہوگئی تھی اسی طرح پورس بھی اس کے سامنے بے بس ہوکر گھٹنے ٹیک دے گا۔

لیکن پورس نے ثابت کردیا کہ تمام غیر معمولی صلاحیتیں، ذہانت کے بغیر کامیابی عطا نہیں کرتیں۔ ذہانت سے کام نہ لیا جائے تو ناکامی مقدر بن جاتی ہے۔ پورس نے اسے اپنا جسم چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کردیا تھا اور شی تارا کے ہم شکل جسم کو گولیوں سے چھلنی کردیا تھا۔ اس طرح وہ دوبارہ اسی جسم کو حاصل نہ کرسکی۔ کوئی دوسرا جسم حاصل کرنے کے لیے اسے پھر اس وسیع و عریض دنیا میں بھٹکنا پڑا۔

اس بار اس کی آتما کمزوری محسوس کررہی تھی اور ایسا بار بار جسم بدلنے کے باعث ہورہا تھا۔ پہلے وہ اپنے پیدائشی جسم میں ڈیڑھ سو برس تک رہی۔ پھر پہلی بار وہ بوڑھے جسم کو چھوڑ کر دیوی شی تارا کے جسم میں سماگئی۔ پورس نے اسے وہ جسم چھوڑنے پر مجبور کردیا۔ اس کی آتما بھٹکتی ہوئی ہندوستان آکر ایک حسین دوشیزہ نندہ رانی کے جسم میں چلی آئی۔ وہ جانتی تھی کہ بار بار جسم تبدیل کرنے سے آتما کمزور ہونے لگے گی۔ اس آتما کو شکتی پہنچانے کے لیے اسے پھر دنیاداری سے دور رہ کر تپسیا کرنی ہوگی۔ پتا نہیں کتنے عرصے تک تپسیا کرنے کے بعد وہ کھوئی ہوئی شکتی حاصل ہوتی؟ اتنی محنت اور ریاضت سے بچنے کے لیے اس نے طے کیا تھا کہ نندہ رانی کے جسم کو کبھی نہیں چھوڑے گی۔

لیکن فہمی اس کے پیچھے پڑگئی۔ اس سے پیچھا چھڑانے کے لیے وہ نندہ رانی کے جسم سمیت اس گاؤں سے بھاگ کر ہندوستان چھوڑ کر ایک یورپین ملک کے شہر میں چلی آئی۔ وہاں وہ پلاسٹک سرجری کے ذریعے نندہ رانی سے دوبارہ شی تارا بن گئی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ شی تارا بن کر پارس اور پورس کو ٹریپ کرسکے گی اور وہ اس مقصد میں کسی حد تک کامیاب ہوئی تھی۔ اس نے پورس کو ٹریپ کیا تھا۔ اس کی نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول بھی حاصل کرلیے تھے۔ اگر وہ یہ چیزیں حاصل کرکے کہیں چلی جاتی اور پورس کے اندر سماکر انتقام لینے کی حماقت نہ کرتی تو اسی نندہ رانی کے جسم میں سلامت رہتی لیکن پورس نے نندہ رانی کے جسم کو گولیوں سے چھلنی کردیا تو پھر ایک بار اس کی آتما کو ایک نئے جسم کی تلاش میں بھٹکنا پڑا۔

اور اس بار اس کی آتما کچھ کمزوری محسوس کررہی تھی۔ یہ بات سمجھ میں آرہی تھی کہ آئندہ وہ ایک بار یا شاید دوبار جسم تبدیل کرسکے گی اور اپنی قسم پر قائم رہنے کے لیے کسی بہت ہی حسین اور صحت مند عورت کا جسم حاصل کرکے کچھ عرصے تک دنیاداری کو بھول جائے گی۔ کسی چار دیواری میں رہے گی اور پوری طرح شکتی حاصل کیے بغیر اس چار دیواری سے باہر نہیں نکلے گی۔

اس کی آتما بھٹکتی ہوئی یورپ کے ملک اسپین پہنچی اور وہاں کے دارالسلطنت اور سب سے بڑے شہر میڈرڈ میں گھومتی رہی۔ یہ شہر بل فائٹنگ کے جان لیوا کھیل تماشے کے باعث ساری دنیا میں مشہور ہے۔ جو لوگ کبھی اسپین نہیں گئے، انہوں نے فلموں میں بل فائٹرز کو دیکھا ہوگا اور کتابوں میں پڑھا ہوگا۔ مسلمانوں کے لیے اس ملک میں ایک تاریخی کشش ہے۔ یہاں کا ایک بڑا علاقہ جو آج اندلوسیہ کہلاتا ہے، وہ دراصل مسلمانوں کا بسایا ہوا علاقہ اندلس ہے۔ یہاں قرطبہ، غرناطہ، الحمرا اور جنت العارف جیسے اسلامی تاریخی مقامات ہیں۔

یہاں تاریخ میں سب سے بڑی صلیبی جنگ لڑی گئی۔ مسلمانوں نے شاندار فتح حاصل کرکے تقریباً پانچ سو پچاس برسوں تک یہاں اسلام کا بول بالا رکھا۔ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے حکومت کرتے رہے۔

میں مسلمانوں کی عظیم الشان تاریخ پیش نہیں کرسکتا۔ میری مجبوری ہے کیونکہ میں اپنی داستان پیش کررہا ہوں لیکن یہ تاریخی حقیقت آج بھی زندہ ہے کہ مسلمان بادشاہوں کی عیاشی اور ہوس پرستی تباہی کا سبب بنتی ہے۔ آج کتنے ہی اسلامی ممالک کے سربراہوں کی حرم سراؤں میں بے شمار عیسائی، یہودی اور ہندو حسینائیں کنیزیں بن کر رہتی ہیں۔ اسلامی تاریخ کو پڑھنے والے سربراہوں کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ حرم سراؤں میں رہنے والی غیر مسلم حسینائیں اپنے ممالک کے سفارت خانوں سے خفیہ رابطے رکھ کر کس طرح ان کی (اسلامی ممالک کے سربراہوں) کی سیاسی بصیرت کمزور کررہی ہیں۔ وہ تیل، گیس، سونا، چاندی اور ہیرے

جواہرات کی معدنی دولت سے مالا مال ہونے کے باوجود اسرائیل کے دو سو ایٹم بموں سے خوف زدہ ہوکر امریکا سے تحفظ حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ وہ خود دو سو کے مقابلے میں دو ہزار ایٹم بم بنا سکتے ہیں اور سائنس و ٹیکنالوجی میں دنیا کی تمام قوموں کو پیچھے چھوڑ سکتے ہیں۔

بہرحال یہ تمام مسلم ممالک کا مجموعی المیہ موجودہ صدی میں ہے اور شاید آئندہ اکیسویں صدی میں بھی رہے گا۔ میری داستان میں جو منفی کردار مجھے، میری فیملی کو اور بابا صاحب کے ادارے کو شکست دینے اور مٹا دینے کے لیے آتے ہیں اور خود مٹ جاتے ہیں تو یہ محض اس لیے کہ میری فیملی اور ادارے کے تمام افراد برسوں سے متحد رہتے آئے ہیں اور میں یہ سمجھانے کی کوششیں کرتا ہوں کہ آج تمام اسلامی ممالک متفق ہوکر خارجہ پالیسیاں بنائیں اور اقوام متحدہ کے فیصلوں کے آگے سر جھکانے کے بجائے اپنا ایک اسلامی متحدہ محاذ بنائیں تو تمام سپر پاور اور بڑے ممالک کی یہی حالت ہوگی، جو بابا صاحب کے ادارے کے سامنے امریکا، اسرائیل اور دوسرے بڑے ممالک کی ہے۔ وہ بار بار شکست کھاتے ہیں اور بار بار نئے ہتھکنڈے استعمال کرکے ہمارے اتحاد کے سامنے ناکام ہوتے رہتے ہیں۔

ویسے ذکر ہورہا تھا نیلماں کا۔ اس کی آتما بھٹکتی ہوئی اسلامی تاریخ کے ناقابل فراموش شہر غرناطہ پہنچی۔ وہاں اس نے ایک حسین و جمیل عورت کو دیکھا تو دل نے کہا، تلاش ختم ہوئی۔ وہ ایسا ہی حسن و جمال چاہتی تھی۔

اس کا نام ناصرہ احمد تھا۔ اس کا باپ علی احمد ایک بزنس مین تھا۔ کسی نے کاروباری دشمنی کی بنا پر اسے قتل کرادیا تھا۔ ایک بزنس مین کا بیٹا ناصرہ پر عاشق ہوکر اس کے پیچھے پڑگیا تھا۔ اس سے شادی کرنا چاہتا تھا لیکن وہ ایک عیسائی جوان سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ اپنی ناکامی برداشت نہیں کرسکتا تھا اسی لیے کرائے کے غنڈوں سے اسے اغوا کرایا اور شہر سے دور اسے ایک کاٹیج میں پہنچادیا۔ ایسے ہی وقت نیلماں کی آتما نے ناصرہ کو دیکھا تھا۔

پھر نیلماں بھی ان کے ساتھ اس کاٹیج میں پہنچی۔ وہاں ناصرہ کو ایک کمرے میں بند کردیا گیا۔ اب نیلماں چاہتی تھی کہ ناصرہ کو کسی طرح موت آئے تو وہ اس کے جسم میں سما جائے۔ چونکہ آتما کا کوئی ٹھوس وجود نہیں ہوتا اس لیے وہ خود ناصرہ کو ہلاک نہیں کرسکتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کاٹیج کے سامنے والے میدان میں ایک ہیلی کاپٹر آکر اترا۔ بہت بڑے بزنس مین کا عاشق بیٹا آیا تھا۔ اس نے کاٹیج میں آکر اس کمرے کے دروازے کے لاک کو کھولا لیکن دروازہ نہیں کھلا۔ ناصرہ نے اسے اندر سے بند کرلیا تھا۔

وہ دروازے پر دستک دے کر بولا "ناصرہ! دروازہ کھولو۔ میں ہیلی کاپٹر لے کر آیا ہوں۔ تمہیں اس ملک سے باہر اٹلی کے شہر روم لے جاؤں گا۔ وہاں تمہارے ساتھ شادی کرکے اپنے والدین سے دور اپنی ایک الگ زندگی گزاروں گا۔"

وہ بولی "نہ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی اور نہ تم سے شادی کروں گی۔"

"ضد نہ کرو۔ میں تم سے زیادہ ضدی ہوں۔ دروازہ نہیں کھولوگی تو اسے توڑ کر اندر آؤں گا۔ سیدھی طرح نہیں چلوگی تو تمہیں بے ہوش کرکے ہیلی کاپٹر میں لے جاؤں گا۔"

"اس سے پہلے میں اپنی جان دے دوں گی۔"

اس نے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی شیشی نکالی پھر کہا "اپنے ڈیڈی کے قتل کے بعد میں سمجھ گئی تھی کہ مجھ پر بھی کوئی آفت آسکتی ہے۔ مجھے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے والے کسی دن بھی میری عزت آبرو کو کھلونا سمجھ کر کھیل سکتے ہیں۔ اس لیے میں نے زہر کی یہ شیشی چھپا کر رکھی تھی۔ میں اپنی جان دے دوں گی لیکن تمہیں اپنے بدن تک پہنچنے نہیں دوں گی۔ دروازہ توڑنا چاہو گے تو یہ زہر پی لوں گی۔"

باہر سے اس عاشق نے دروازے کو زور سے لات ماری۔ اسے توڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ ناصرہ نے جب دیکھا کہ بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے تو اس نے شیشی کھول کر منہ سے لگالی۔ تین چار گھونٹ پیتے ہی اس کے ہاتھ سے شیشی چھوٹ کر گر پڑی۔ وہ بھی آگے پیچھے ڈگمگاتی ہوئی فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔

نیلماں خوش ہوکر اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ عاشق دروازے کو بار بار دھکے مار کر توڑنے کی ناکام کوشش کررہا تھا۔ ادھر ناصرہ نے تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا۔ نیلماں نے اس کی روح کو اس کے جسم سے نکل کر جاتے دیکھا۔ اسی لمحے میں اس کی آتما مردہ جسم میں داخل ہوگئی۔

اب سے پہلے بھی اس کی آتما نے دو جسم تبدیل کیے تھے اور اس نے بڑی آسانی سے وہ دو جسم حاصل کیے تھے لیکن اس تیسرے جسم میں ناصرہ کے اندر داخل ہوتے ہی وہ پریشان ہوگئی۔ جسم کے زندہ ہوتے ہی زہریلا خون رگوں میں گردش کرنے لگا۔ زہر کی جان لیوا جلن ایسی ہوتی ہے کہ روح، جسم کی قید سے نکل بھاگتی ہے۔ نیلماں کی آتما بھی نکل جانا چاہتی تھی لیکن نکلنے میں اس کا نقصان تھا۔ اسے پھر کسی دوسری حسینہ کے جسم میں جانا پڑتا۔ اس طرح آتما شکتی بالکل ہی کمزور ہوکر ختم ہوجاتی۔

اسے فیصلہ کرنا تھا کہ ناصرہ کے جسم سے نکل کر آخری بار کسی کے جسم میں جائے گی یا اپنی باقی آتما شکتی کو سلامت

رکھے گی؟ باقی رہ جانے والی شکتی آئندہ کسی مصیبت میں کام آسکتی تھی اور وہ آخری بار کسی کے جسم میں جاسکتی تھی۔

وہ زہریلی جلن کو برداشت کرنے لگی۔ اس جلن کو دور کرنے کے لیے منتر پڑھنے لگی۔ اسے کالے جادو میں مہارت حاصل تھی۔ یہ مہارت کام آرہی تھی۔ منتر پڑھتے رہنے کا اثر ہو رہا تھا۔ جلن کم ہوتے ہوتے نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی۔ ایسے ہی وقت ایک غیر متوقع قدرتی عمل کا ردِ عمل اس کے دماغ پر ہوا۔ زہر کی جلن تو ختم ہوگئی لیکن اس کے اثر سے یادداشت گم ہوگئی۔ ذہن اس قدر کمزور ہوگیا کہ وہ اپنے آپ کو بھول گئی۔ دماغ ناصرہ کا تھا جو مرچکی تھی۔ اب وہ دماغ نیلماں کا ہوگیا لیکن زہر کے باعث وہ بھول گئی کہ وہ نیلماں ہے اور ناصرہ کے جسم میں سمائی ہوئی ہے۔ وہ روح کو جسم سے نکالنے کے لیے منتر پڑھتی تھی اور منتر' دماغ سے پڑھا جاتا ہے۔ جبکہ وہ دماغ کمزور اور ناکارہ ہوگیا تھا۔ وہ اپنے آپ کو بھول گئی تھی پھر جسم کو قید سے نکالنے والا منتر اسے کیسے یاد رہتا؟

اس طرح ناصرہ تو مرگئی۔ نیلماں بھی دماغی طور پر گم ہوگئی۔ جب رفتہ رفتہ زہر کا اثر زائل ہوتا رہتا تو وہ خود کو نیلماں کی حیثیت سے یاد کرنے لگتی پھر جسم کی قید سے نکلنے والے منتر بھی اسے یاد آجاتے۔ فی الحال وہ نہ اِدھر کی رہی' نہ اُدھر کی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ اسے ایک کمرا نظر آیا۔ وہ فرش پر پڑی ہوئی تھی اور اس سے کچھ فاصلے پر زہر کی ایک چھوٹی سی شیشی بھی فرش پر دکھائی دے رہی تھی۔

وہ سوچنے لگی "یہ کون سی جگہ ہے؟ میں یہاں کیسے آئی ہوں؟ کہاں سے آئی ہوں؟ مگر۔ مگر میں کون ہوں؟"

وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔ دونوں ہاتھوں سے ریشمی زلفوں کو جکڑ کر ذہن پر زور دینے لگی۔ وہ کمرے کے ہر سامان کو پہچان رہی تھی۔ بستر' صوفے' سنگار میز اور میک اپ کا سامان' دیواریں' کھڑکیاں اور دروازے سب ہی سمجھ میں آرہے تھے۔ صرف اپنا وجود' اپنی ہستی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ بار بار یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ کون ہے؟ اور کہاں سے آئی ہے؟

کمرے کے باہر اس کا نامراد عاشق دروازہ توڑنے میں ناکام رہا تھا۔ بلند آواز میں غصے سے کہہ رہا تھا "میں بھی دیکھتا ہوں کہ تم کب تک یہ دروازہ نہیں کھولو گی۔ زہر پی کر مرنے کی دھمکی نہ دو۔ میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ مرجاؤ گی تو تمہاری لاش کے ساتھ بھی رات گزاروں گا۔"

وہ دروازے کی طرف دیکھ کر اس کی باتیں سن رہی تھی۔ فرش پر سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

"تم کون ہو؟ کیا تم مجھے جانتے ہو؟ کیا مجھے بتا سکتے ہو کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آئی ہوں؟"

وہ بولا "واہ کیا سُر بدل کر بول رہی ہو۔ ذرا دروازہ تو کھولو۔ تمہاری پوری ہسٹری تمہیں بتاؤں گا۔"

اس نے دروازے کی چٹخنی نیچے کی۔ دروازہ کھل گیا۔ نامراد عاشق نے فوراً ہی قریب آکر دیکھا۔ کمرے کے فرش پر ایک شیشی دکھائی دی۔ اس کے لیبل پر "زہر" لکھا ہوا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر شیشی کو اٹھا کر دیکھا پھر حیرانی سے پوچھا۔ "کیا تم نے زہر پیا ہے؟"

"زہر؟" اس نے شیشی کو دیکھ کر کہا "مجھے کچھ یاد نہیں آرہا ہے۔ پلیز مجھے بتاؤ' یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ مجھے یہ کیوں یاد نہیں آرہا ہے کہ میں کون ہوں؟"

وہ زہر کی شیشی کو اور حسینہ کو دیکھ رہا تھا اور کچھ سوچ رہا تھا پھر وہ بولا "معلوم ہوتا ہے' تم نے اسے پیا ہے۔ اس زہر نے تمہیں ہلاک تو نہیں کیا ہے مگر تمہیں ذہنی طور پر مفلوج کردیا ہے۔ میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں کسی ڈاکٹر کے پاس لے چلوں گا۔ وہ تمہارا علاج کرے گا پھر تمہیں تمام بھولی ہوئی باتیں یاد آجائیں گی اور تم خود کو بھی پہچاننے لگو گی۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے لے جانے لگا۔ وہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی کاٹیج کے باہر آکر ہیلی کاپٹر میں بیٹھ گئی۔ وہ دل میں کہنے لگا "یہ زہر تو میرے لیے پیار کا امرت بن گیا ہے۔ اس کا دماغ الٹ گیا ہے۔ یہ میرے ساتھ راضی ہوگئی ہے۔ میں اسے کبھی کسی دماغی امراض کے ڈاکٹر کے پاس نہیں لے جاؤں گا۔"

ہیلی کاپٹر پرواز کرنے لگا۔ وہ زمین' آسمان کو اور سمندر کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے پہلی بار اس دنیا کو دیکھ رہی ہو۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ اٹلی کے شہر روم کے ایک مضافاتی علاقے میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک عالی شان محل کے سامنے کھلی جگہ ہیلی کاپٹر کو اتارا گیا۔ نیلماں نے پوچھا "یہ کون سی جگہ ہے؟"

"یہ میرا محل ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہارے علاج کے لیے ڈاکٹر کو یہاں بلاؤں گا۔"

محل کے اطراف اور سامنے کئی مسلح گارڈز کھڑے ہوئے تھے۔ ایک گارڈ نے اس عاشق رئیس زادے کے پاس آکر کہا "سر! ایک گڑ بڑ ہوگئی ہے۔ ابھی بڑے صاحب نے فون پر کہا ہے کہ وہ آدھے گھنٹے میں یہاں پہنچنے والے ہیں۔"

رئیس زادے نے پریشان ہو کر کہا "یہ تو واقعی گڑ بڑ ہوگئی۔ ڈیڈی اس حسینہ کو یہاں دیکھ کر میرا جیب خرچ بند کردیں گے۔ یہ ہیلی کاپٹر بھی مجھ سے چھین لیں گے۔"

وہ نیلماں کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے چلتا ہوا ایک کار کے پاس آیا۔ نیلماں کو اس میں بٹھاتے ہوئے گارڈ سے کہا "ڈیڈی یہاں آکر ہیلی کاپٹر کو دیکھیں گے۔ ان سے کہہ دینا میں یہاں اکیلا آیا ہوں۔ کسی کام سے گیا ہوں۔ صبح واپس آجاؤں گا۔"

وہ کار اسٹارٹ کرکے تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔ نیلماں نے پوچھا "ہم کہاں جارہے ہیں؟"

"میں کیا بتاؤں کہ ہمیں کہاں جانا چاہیے؟ پہلے تو تم مجھ سے راضی نہیں تھیں۔ اب میرے ساتھ اسپین سے یہاں آئی ہو تو یہاں بھی تمہارے ساتھ وقت گزارنے کا چانس نہیں مل رہا ہے مگر میں بہت ضدی ہوں' چانس لے کر ہی رہوں گا۔"

اس نے ایک بہت مہنگے ہوٹل میں ڈبل بیڈ روم حاصل کیا پھر اس کے ساتھ اس کمرے میں آیا۔ وہ بولی "ڈاکٹر کہاں ہے؟"

"آج کی رات میں ہی تمہارا ڈاکٹر ہوں۔ ایسا علاج کروں گا کہ ساری زندگی مجھے یاد کرتی رہو گی۔"

اس نے دونوں بازوؤں میں اسے جکڑ لیا۔ وہ معصومیت سے بولی "تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تم بھی ڈاکٹر ہو۔ وہیں میرا علاج کرسکتے تھے۔ اتنی دور آنے کی کیا ضرورت تھی؟"

وہ اس کے چہرے پر جھکتے ہوئے' اس کے رس بھرے گلابی لبوں کے قریب سے قریب تر ہوتے ہوئے بولا "تم تو سب کچھ بھول چکی ہو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ علاج کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے۔"

وہ کچھ نہ بول سکی۔ رئیس زادے نے اس کے لبوں پر چپ کی مہر لگا دی۔ چند سیکنڈ بالکل خاموشی رہی پھر یکبارگی رئیس زادہ چیخ مار کر اس سے دور ہوگیا۔ اس کا لعابِ دہن اپنی زبان سے لگتے ہی یوں لگا تھا' جیسے کسی ناگن نے اسے ڈس لیا ہو۔ وہ لڑکھڑا کر گرا پھر تڑپنے اور فرش پر ایڑیاں رگڑنے لگا۔ نیلماں اسے حیرانی اور سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی پھر اس نے پوچھا "اے! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم فرش پر لیٹ کر ڈانس کیوں کر رہے ہو؟"

وہ جواب نہ دے سکا۔ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہے تھے۔ دیدے پھیل گئے تھے پھر وہ ایک دم سے ساکت ہوگیا۔ نیلماں نے قریب آکر فرش پر بیٹھ کر اسے ہلایا پھر جھنجوڑ کر بولی "اے! تم ابھی ڈانس کر رہے تھے۔ اب اچانک خاموشی سے کیوں لیٹ گئے ہو؟"

وہ سمجھ نہ سکی کہ اسے ساتھ لانے والا مرچکا ہے۔ جب اسے کوئی جواب نہ ملا تو وہ وہاں سے اٹھ کر سوچنے اور پریشان ہونے لگی کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اسے اپنے ساتھ لانے والا نہ جانے کیوں خاموش ہوگیا ہے؟ وہ سوچتی ہوئی دروازے کے پاس آئی پھر وہاں سے پلٹ کر بولی "دیکھو آخری بار کہہ رہی ہوں۔ کیا مجھ سے نہیں بولو گے؟"

مردہ بے چارہ کیسے بولتا۔ نیلماں بیزاری سے "اونہہ" کہہ کر پھر دروازہ کھول کر کمرے سے باہر آگئی۔ پہلے وہ رئیس زادے کے ساتھ لفٹ کے ذریعے اوپر آئی تھی۔ واپسی میں لفٹ کو بھول گئی۔ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے گراؤنڈ فلور پر پہنچی پھر استقبالیہ کاؤنٹر کے قریب سے گزرتی ہوئی' ہوٹل کے باہر آگئی۔

شام ہو رہی تھی۔ وہ ایک فٹ پاتھ پر پیدل چلنے لگی۔ یہ نہیں جانتی تھی کہ کہاں جانا ہے؟ وہ اتنی حسین اور اسمارٹ تھی کہ اسے دیکھنے والے دل پھینک جوان اور بوڑھے اس کے پیچھے چلنے لگتے تھے۔ پچھلے باب میں یہ ذکر ہوچکا ہے کہ شہر کے کتنے ہی لوگ اس اکیلی حسینہ کو دیکھ کر کس طرح اس کی آرزو کر رہے تھے پھر تین جوان اسے اپنے اپارٹمنٹ میں لے گئے تھے۔ وہاں انہوں نے اپنے اپنے گلاس سے اسے ایک دو گھونٹ وہسکی پلائی پھر اس کی چھوڑی ہوئی جھوٹی شراب پی کر حرام موت مرگئے۔

وہ حیران ہو رہی تھی کہ اس کے پاس آنے والے مرد فرش پر گر کر تڑپتے کیوں ہیں؟ اور ہمیشہ کے لیے خاموش کیوں ہوجاتے ہیں؟ وہ بھوکی تھی۔ تین لاشوں کے پاس بیٹھ کر کھاتی پیتی رہی۔ کھانے کے بعد ان لاشوں کو ناگواری سے دیکھ کر اس اپارٹمنٹ سے باہر آگئی۔ ابھی اس کے مقدر میں بھٹکنا لکھا ہوا تھا۔ وہ بھٹکتی ہوئی ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر آئی پھر اس ٹرین میں سوار ہوگئی' جس میں پورس اپنے چار ڈاکٹروں کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔

تقدیر بھی خوب تماشے دکھاتی ہے۔ وہ پورس کے بالکل ساتھ والی سیٹ پر آکر بیٹھ گئی تھی۔ اب پچویشن یہ تھی کہ پچھلی وارداتوں کی طرح اس کا زہر کسی طرح پورس تک پہنچ سکتا تھا۔ اس کے پچھلے چار شکار نہیں جانتے تھے کہ خلافِ توقع زہر کس طرح ان کے اندر پہنچے گا اور پورس بھی یہ نہیں جان سکتا تھا۔ دوسری طرف نیلماں کے لیے بھی خطرہ تھا' پورس اس کی کسی ادا سے یا اس کے تیور سے اسے پہچان سکتا تھا۔

دونوں ایک دوسرے سے انجان تھے۔ کسی بھی لمحے میں کوئی بھی کسی کو پہچان سکتا تھا اور حملہ کرنے میں پہل کرکے اس کی موت بن سکتا تھا۔ پتا نہیں ان میں سے کس کی شامت آئی تھی۔

شاید پورس اسے پہچان لیتا۔ ہزاروں کلومیٹر کی دوری سے مہاراج نے بھی نیلماں کے دماغ میں پہنچنا چاہا تھا لیکن اس نے سانس روک کر اسے واپس جانے پر مجبور کردیا تھا۔ ادھر مہاراج اور گرودیو نے یہ سمجھا کہ پورس کے پاس بیٹھ کر سانس روکنے اور اپنے دماغ سے بھگانے والی نتاشا ہی ہوگی۔

اس نے دوبارہ اس کے دماغ میں جانے کی کوشش نہیں کی کیونکہ وہ کالے جادو کے ایک عمل کی تیاری کرچکا تھا۔ اس عمل کے ذریعے یہ معلوم ہوسکتا تھا کہ اس کے بھائی کی قاتلہ نتاشا کس ملک کے کس علاقے میں رہتی ہے۔ ابھی تو خیال خوانی کے ذریعے ٹرین کی آواز سن کر پتا چلا تھا کہ وہ پورس کے ساتھ سفر کررہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد کالا جادو اسے بتانے والا تھا کہ وہ دونوں کس ملک کی ٹرین میں ہیں اور کہاں جانے والے ہیں۔

پورس نے اپنی سیٹ پر نیم دراز ہوکر سر گھماتے ہوئے نیلماں کی طرف دیکھا پھر دل میں کہا "غضب کی حسین عورت ہے۔ پتا نہیں کب سے میرے پاس بیٹھی ہے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے گرودیو سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔"

اس کے سامنے والی سیٹ پر میاں بیوی بیٹھے تھے۔ بیوی کی گود میں بچہ تھا۔ وہ بچے کو فیڈر سے دودھ پلا رہی تھی۔ اس کے میاں نے پورس سے کہا "آپ بڑی دیر سے آنکھیں بند کیے ہوئے تھے۔ ہم نے سمجھا' آپ سو رہے ہیں۔ یہ جو آپ کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے اس کے ساتھ ایک پرابلم ہے۔ اس کی یادداشت گم ہوچکی ہے۔ یہ خود کو بھول چکی ہے۔"

اس کی بیوی نے کہا "پتا نہیں کہاں سے آئی ہے؟ بغیر ٹکٹ اور ریزرویشن کے ٹرین میں آگئی تھی۔ ہم نے اس کا ٹکٹ بارڈر اسٹیشن تک لیا ہے۔"

"اور ہم نے اسے پچیس فرانک دیے ہیں لیکن یہ کسی بھی کرنسی کے ذریعے کوئی چیز خریدنا نہیں جانتی ہے۔ ہم اگلے اسٹیشن پر اتر جائیں گے۔ آپ اس سے کچھ ہمدردی کریں۔ اسے پولیس اسٹیشن یا کسی فلاحی ادارے میں پہنچادیں۔"

پورس ان کی باتیں سن رہا تھا اور نیلماں کو توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے پوچھا "تمہیں پہلی بار کب معلوم ہوا کہ تم اس دنیا کو دیکھ رہی ہو اور اپنے بارے میں سوچ رہی ہو کہ تم کون ہو؟"

وہ بتانے لگی کہ پہلی بار آنکھیں کھول کر اس نے خود کو ایک بند کمرے میں دیکھا تھا۔ کمرے کے باہر کوئی شخص بول رہا تھا۔ اس نے دروازے کو اندر سے کھولا۔ اس شخص نے اندر آکر ایک شیشی فرش پر سے اٹھا کر کہا کہ وہ زہر ہے اور شاید اس نے زہر پیا تھا۔

پھر وہ اس شخص کے ساتھ ہیلی کوپٹر میں بیٹھ کر ایک محل کے سامنے آئی۔ وہاں سے ایک کار میں بیٹھ کر اس شخص کے ساتھ ہوٹل کے کمرے میں آئی۔ وہ شخص اس کے لبوں کو چومنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی چیخ مار کر گر پڑا پھر ایسا چپ ہوا کہ بار بار مخاطب کرنے پر کچھ نہ بولا۔ پتا نہیں اسے کیا ہوگیا تھا۔

پورس نے کہا "جب کوئی حرکت نہ کرے۔ زبان سے کچھ نہ بولے اور سانس نہ لے تو سمجھ لیا کرو کہ وہ مرچکا ہے۔"

وہ بول رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ وہ شخص اس حسینہ کے لبوں کو چومتے ہی کیسے مرگیا؟ کیا اس حسینہ نے اس شیشی سے زہر پیا تھا؟ زہر پینے کے بعد یہ کسی طرح بچ گئی لیکن دماغی طور پر ناکارہ ہوگئی ہے۔ اس نے پوچھا "تم ہوٹل سے نکل کر کہاں گئی تھیں؟"

وہ بولی "مجھے یاد نہیں ہے کہ میں کہاں کہاں گھومتی رہی پھر تین آدمی مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ انہوں نے میرے لیے کھانا اور اپنے لیے شراب منگوائی لیکن شراب کے چند گھونٹ پیتے ہی وہ مرگئے۔"

پورس نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا۔ "شراب پینے سے آدمی نہیں مرتا۔ ذرا سوچ کر بتاؤ۔ کیا تم نے اس شراب کو منہ سے لگایا تھا؟"

"ہاں۔ انہوں نے پینے سے پہلے اپنے اپنے گلاس سے مجھے ایک ایک دو دو گھونٹ پلائے تھے پھر اسے خود پیا تھا۔"

وہ دل ہی دل میں بولا "او گاڈ! یہ زہریلی ناگن بن گئی ہے۔ پتا نہیں یہ کون ہے؟ اس کے آگے پیچھے کوئی عزیز' رشتے دار یا شناسا ضرور ہوگا مگر کہاں ہوگا؟ اس کے بیان کے مطابق یہ ہیلی کوپٹر میں آئی ہے۔ ہوسکتا ہے کسی دوسرے ملک سے یہاں آئی ہو۔"

اس وقت وہ یہ سوچ کر جھنجلایا کہ ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم نہ ہوتا تو اس حسینہ کے دماغ میں پہنچ کر اس کی پچھلی زندگی کے تمام حالات معلوم کرلیتا۔ اب تو ایک سراغ رساں کی طرح سوالات کرتے ہوئے اور اس کے جوابات کا تعلق ایک دوسرے سے جوڑتے ہوئے اصلیت معلوم کرنا ہوگی۔ تب شاید معلوم ہوسکے گا کہ یہ کون ہے اور کہاں سے آئی ہے؟

اس نے نیلماں یعنی سابقہ ناصرہ سے پوچھا "کیا تم نے غور کیا تھا کہ تمہیں اپنے ساتھ لے جانے والے کیوں مرجاتے ہیں؟"

وہ ذرا دیر تک سوچتی رہی پھر بولی "ابھی تم نے کہا تھا کہ جو حرکت نہ کرے' زبان سے نہ بولے اور سانس نہ لے تو سمجھو وہ مرجاتا ہے پھر تو واقعی مجھے اپنے ساتھ لے جانے والے مرجاتے ہیں۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ کیوں مرجاتے ہیں؟"

"تم زہریلی ہو۔ جو تمہارا جھوٹا کھائے پیے گا یا تمہارے لبوں کا بوسہ لے گا' وہ مرجائے گا۔"

یہ سن کر وہ حیران اور پریشان ہورہی تھی پھر بولی "یہ تو اچھی بات نہیں ہے۔ ایسا ہوتا رہے گا تو مجھ سے ہمدردی کرنے والے اور مجھے سہارا دینے والے مرتے رہیں گے اور میں بار بار بے سہارا ہوکر بھٹکتی رہوں گی۔"

"تم عقل سے کام لوگی۔ اپنے کھانے پینے کا برتن الگ رکھوگی۔ جس کھانے پینے کی چیز کو منہ لگاؤگی' وہ چیز دوسروں کو کھانے پینے نہیں دوگی اور کسی کو بوسہ لینے کی اجازت نہیں دوگی تو وہ ہمدردی اور مہربانی کرنے والا زندہ رہے گا اور تمہیں بھی سہارا ملتا رہے گا۔"

"اگر میں تمہیں اپنا جھوٹا کھانے پینے کو نہ دوں اور تمہیں بوسہ لینے کی اجازت نہ دوں تو تم مجھے سہارا دوگے؟"

"ہاں۔ تمہیں سہارا نہیں دوں گا تو تم کہیں بھی کسی کے بھی قتل کے الزام میں گرفتار ہوجاؤگی۔ جو چار آدمی تمہارے زہر سے ہلاک ہوچکے ہیں' ان کے سلسلے میں بھی پولیس تمہیں تلاش کررہی ہوگی۔ یہ اچھا ہوا کہ تم اس ٹرین میں آگئیں۔ صبح سرحدی اسٹیشن پہنچ جاؤگی تو اس ملک سے نکلنے کے بعد یہاں کی پولیس تمہیں گرفتار نہیں کرسکے گی۔"

"کیا تم مجھے سرحد کے پار دوسرے ملک میں لے چلوگے؟"

"ہاں۔ تم نے میرے اندر تجسس پیدا کردیا ہے۔ میں معلوم کرکے رہوں گا کہ تم کون ہو؟ میں تمہارے والدین اور عزیز و اقارب تک تمہیں پہنچاؤں گا۔"

وہ خوش ہوکر' اس کی طرف جھک کر دونوں بانہیں اس کی گردن میں ڈال کر کچھ کہنا چاہتی تھی۔ پورس نے فوراً ہی اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اسے اپنے سے ذرا دور کرتے ہوئے کہا "خوشی کے مارے ایسی غلطی نہ کرو۔"

"صرف گردن میں بانہیں ڈالنے یا ہاتھ لگانے سے کیا ہوتا ہے؟"

"جذبات بھڑکتے ہیں۔ مجھ میں قوتِ برداشت ہے۔ میں تمہارے بارے میں نہیں جانتا۔ تم جذبات سے مغلوب ہوکر مجھے چوم سکتی ہو۔ میرے جسم کے کسی حصے میں تمہارے دانت لگ سکتے ہیں۔ پلیز احتیاط کرو اور مجھ سے ایک بالشت دور رہا کرو۔"

وہ قائل ہوکر بولی "تم ٹھیک کہتے ہو۔ مجھے خوش ہوکر بھی بہکنا نہیں چاہیے۔ تم میرا سہارا بننے والے ہو۔ میں وعدہ کرتی ہوں' تمہیں نقصان پہنچانے والی کوئی حرکت نہیں کروں گی۔"

"شاباش۔ تم بہت سمجھ دار ہو۔ میرا مشورہ ہے' خاموش رہ کر ذرا ذہن پر زور ڈال کر سوچتی رہو' شاید کوئی بھولی ہوئی بات تمہیں یاد آجائے۔"

وہ اپنی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کرکے سوچنے لگی۔ سامنے بیٹھے ہوئے میاں بیوی کے پاس ایک چھوٹا ٹرانسسٹر ریڈیو تھا۔ اس شخص نے چینل تبدیل کیا تو ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ وہ عربی میں کچھ بول رہا تھا۔ نیلماں توجہ سے سن رہی تھی پھر وہ خود عربی میں کچھ بولنے لگی۔ اس وقت ریڈیو سے بھی کوئی عورت بول رہی تھی۔

پورس نے کہا "تم یہ زبان جانتی ہو۔ ابھی کیا بول رہی ہو؟"

اس نے ریڈیو کی طرف انگلی اٹھا کر کہا "یہ مجھ سے کہہ رہا ہے' ناصرہ! تم مجھے چھوڑ کر دربدر کہاں بھٹک رہی ہو؟ میں اس سے کہہ رہی ہوں کہ بے شک بھٹک رہی ہوں مگر اسے نہیں جانتی ہوں یا بھول گئی ہوں کہ اسے کہاں چھوڑ کر آئی ہوں۔"

پورس نے کہا "وہ کسی ناصرہ کو مخاطب کررہا ہے اور جواب تم دے رہی ہو! اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا نام ناصرہ ہے۔"

"آں؟" وہ چونک کر بولی "ہاں یہ تو ریڈیو سے ڈراما نشر ہورہا ہے پھر میں نے اس کا جواب کیوں دیا؟ مجھے... مجھے ایسا لگا جیسے اس نے مجھے مخاطب کیا ہو۔"

"پھر تو یہ اندازہ درست ہوسکتا ہے کہ تمہارا نام ناصرہ ہے۔"

"ہاں ہوسکتا ہے۔ میرا کوئی تو نام ہونا چاہیے۔ ناصرہ نام ہوسکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ تصدیق ہونے تک میں اسی نام سے تمہیں مخاطب کیا کروں گا۔"

ریڈیو بند ہوگیا تھا۔ وہ میاں بیوی اپنا سامان اٹھا کر جارہے تھے۔ ٹرین کسی اسٹیشن پر رکی ہوئی تھی۔ نیلماں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی خلا میں یوں تک رہی تھی جیسے خیال خوانی

کرنے والے گم صم سے ہو کر کسی کے دماغ میں پہنچے رہتے ہیں یا کسی کی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر سنتے رہتے ہیں۔ پورس کو پھر ایسے غیر معمولی علم سے محرومی کا احساس ہوا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ بابا صاحب کے ادارے والوں کو خوب گالیاں دے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ وہ عورتوں اور کمزور مردوں کی طرح جھنجلا کر دشمنوں کو گالیاں دینے کا عادی نہیں تھا۔ ناکامیوں کو کامیابیوں میں بدلنے کے لیے تدابیر سوچتا تھا اور ان پر عمل کیا کرتا تھا۔

اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر سانس روکنے سے پہلے ہی الپا نے بلی ڈونا کی حیثیت سے کوڈورڈز ادا کیے۔ پورس نے جواباً کوڈورڈز ادا کرکے کہا "تم نے کئی گھنٹوں بعد رابطہ کیا ہے۔ نتاشا اور نتالیہ کے لیے فرانس کی وہ جگہ نئی ہے۔ میں ان کی خیریت معلوم کرنے کے لیے بے چین ہو رہا تھا۔"

"میں ان کے پاس گئی تھی۔" وہ پورس کو بتانے لگی کہ وہ دونوں دوا تیار کرنے کے سلسلے میں تمام آلات اور دیگر سامان پیرس سے خرید کر لائی تھیں اور لیبارٹری میں انہیں ترتیب سے رکھ رہی تھیں۔ اسی وقت نتاشا کے حلق سے چیخ نکلی۔ نتالیہ نے پوچھا "کیا ہوا سسٹر؟"

وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بولی "مم... میرے یہاں سوئی چبھ رہی ہے۔"

پھر اس نے دوسری بار چیخ ماری۔ اپنے سر کے پچھلے حصے پر ہاتھ رکھ کر بڑی تکلیف سے کہا "میرے دماغ میں بھی سوئی چبھ رہی ہے۔"

وہ لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ نتالیہ نے پریشان ہو کر پوچھا "اوہ سسٹر! یہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولی "میں سمجھ گئی ہوں۔ کوئی مجھ پر کالا جادو کر رہا ہے۔ کوئی میرا پتلا بنا کر اس کی پیشانی اور سر کے پیچھے سوئیاں چبھو رہا ہے۔"

تب نتاشا نے اپنے اندر مہاراج کا قہقہہ سنا۔ وہ کہہ رہا تھا "ہاں میں نے تمہارے دماغ میں آنے کا یہ راستہ اختیار کیا ہے۔ اس سے پہلے میں نے جب بھی تمہارے اندر آنا چاہا، تم نے سانس روک کر مجھے بھگا دیا۔ اب کیسے بچ کر نکلو گی؟"

نتاشا نے اپنی بہن سے کہا "نتالیہ! تم بالکل خاموش رہنا۔ منہ سے ایک آواز بھی نہ نکالنا۔ وہ شیطان مہاراج میرے اندر ہے۔ یہ تمہاری آواز سن کر تمہارے اندر بھی آجائے گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "میرے اندر مہاراج کا بھائی گرودیو ہنس رہا ہے اور مجھے بھی ہنسنے پر مجبور کر رہا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں؟"

"تم پر کالا جادو نہیں کیا جا رہا ہے۔ تم سانس روک کر اسے بھگا سکتی ہو۔"

"یہ مجھے دھمکی دے رہا ہے کہ سانس روکوں گی تو میرا بھی پتلا بنایا جائے گا۔ اس پتلے کے جسم میں سوئیاں چبھوئی جائیں گی تو میں وہ چبھن برداشت نہیں کر سکوں گی۔"

"تم اس کی دھمکی میں نہ آؤ۔ ابھی سانس روک کر اس سے نجات حاصل کرو۔"

اس سے پہلے کہ نتالیہ سانس روکتی گرودیو نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخیں مارتی ہوئی فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔ نتاشا اسے سہارا دینے کے لیے اس کی طرف جانا چاہتی تھی مگر چیخ مار کر وہ بھی فرش پر گر پڑی۔ مہاراج نے بھی اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا تھا۔ وہ بھی نتالیہ کی طرح فرش پر تڑپ رہی تھی۔

اسی وقت الپا، نتاشا کے دماغ میں آئی۔ اس کی حالت دیکھ کر پہلے تو حیران ہوئی پھر اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ مہاراج اور گرودیو ان دونوں بہنوں کو ٹریپ کر رہے ہیں۔ اس نے سخت لہجے میں کہا "مہاراج! نتاشا کو چھوڑ دو ورنہ بری طرح پچھتاؤ گے۔"

وہ قہقہہ لگا کر بولا "ابھی میں نے نتاشا کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا ہے کہ بلی ڈونا، پورس اور اسرائیلی آرمی انٹیلی جنس کے برین آدم سے تعاون کر رہی ہے اور ان کی اینٹی ٹیلی پیتھی دوا بنانے کے سلسلے میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے مدد کر رہی ہے۔"

"جب تمہیں معلوم ہو چکا ہے تو بہتر یہی ہے کہ ہمارے منصوبے کو ناکام بنانے کی حماقت نہ کرو۔ یہاں سے چلے جاؤ۔"

وہ بولا "میرے ایک بھائی کو نتاشا نے اور دوسرے بھائی کو تم نے قتل کیا تھا۔ تم دیکھو گی کہ میں نتاشا کو کس طرح تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔ اسے حرام موت مارنے کے بعد تمہارا پتلا بنا کر سوئیاں چبھو کر اسی طرح تمہیں بھی اپنے شکنجے میں لے آؤں گا پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں حرام موت مرنے سے نہیں بچا سکے گی۔"

الپا سوچ میں پڑ گئی کہ وہ بلی ڈونا کا پتلا بنا کر اسے ٹریپ کرے گا اور اس کے خیالات پڑھے گا تو یہ بھید کھل جائے گا

کہ بلی ڈونا ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم ہے۔ کوئی دوسری عورت بلی ڈونا کے نام سے پورس کو دھوکا دے رہی ہے۔

اس نے برین آدم کے پاس آکر کہا "بگ برادر! گڑ بڑ ہو گئی ہے۔ مہاراج اور گرودیو کالے جادو کے ذریعے نتاشا اور نتالیہ کے دماغ پر قبضہ جما چکے ہیں۔ مہاراج نے نتاشا کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا ہے کہ ان کے دماغوں میں بلی ڈونا آتی ہے۔ وہ کالے جادو کے ذریعے بلی کے دماغ میں پہنچے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ کوئی عورت بلی ڈونا بن کر پورس کو دھوکا دے رہی ہے۔ وہ فرہاد سے رابطہ کرکے معلومات حاصل کرے گا تو اسے پتا چلے گا کہ میں نے پارس اور فرہاد کی فیملی سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور شاید یہ بھی معلوم ہو جائے کہ میں ٹیلی پیتھی سے محروم نہیں ہوئی ہوں۔"

برین آدم نے کہا "ہوں۔ جب فرہاد اور پارس وغیرہ سے تصدیق ہوگی تو پورس ہم سے بدظن ہو جائے گا۔ ہمارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ مہاراج بلی ڈونا تک نہ پہنچ سکے۔ ہمارے ملک میں بھی بڑے زبردست کالا عمل کرنے والے لوگ موجود ہیں۔ جب تک مہاراج نتاشا سے انتقام لینے میں مصروف رہے گا، ہم اپنے وچ ڈاکٹر (جادوگر) کے ذریعے بلی ڈونا کی حفاظت کریں گے۔ میں ابھی ایک وچ ڈاکٹر کے پاس جا رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ اس طرح پورس کو میری حقیقت معلوم نہیں ہوگی۔ وہ بدستور ہمارا دوست بن کر رہے گا لیکن میں ابھی نتاشا اور نتالیہ کے بارے میں پورس سے کیا کہوں۔"

"اس سے کہو کہ تمہارے مقابلے میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے بھائی ہیں۔ تم نتاشا کو بچانے کی کوشش کرتی ہو تو وہ نتالیہ کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرتے ہیں اور نتالیہ کے دماغ کی تکلیف دور کرنے جاتی ہو تو وہ نتاشا کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرتے ہیں۔ وہ دونوں بے ہوش ہو گئی ہیں۔ جب تک وہ ہوش میں نہیں آئیں گی، تم ان کے خیالات نہیں پڑھ سکو گی۔"

"ٹھیک ہے، میں پورس کے پاس جا کر باتیں بناؤں گی۔ دوائیں تیار ہونے تک میں پورس کو اپنی اصلیت معلوم نہیں ہونے دوں گی۔"

وہ پھر نتاشا اور نتالیہ کے دماغ میں آئی لیکن ان کے خیالات نہ پڑھ سکی۔ وہ دونوں بے ہوش ہو گئی تھیں۔ وہ وہاں سے پورس کے دماغ میں آئی۔ اسے بتانے لگی کہ مہاراج اور گرودیو کالے جادو کے ذریعے نتاشا اور نتالیہ تک پہنچ گئے ہیں۔ اس نے انہیں دونوں شیطانوں سے بچانے کی کوششیں کیں لیکن انہوں نے دونوں بہنوں کے دماغوں میں زلزلے پیدا کرکے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ جب تک بے ہوشی کی وجہ سے ان کے دماغ کمزور رہیں گے، تب تک یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ لوگ ان دونوں بہنوں کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں؟

پورس نے پریشان ہو کر کہا "یہ اچانک کیا ہو رہا ہے؟ ان دونوں سے میرا دلی اور جذباتی تعلق ہے۔ پلیز مہاراج کے پاس جاؤ۔ اس سے کوئی سمجھوتا کرو۔"

"میں نے سمجھوتا کرنے کی کوشش کی تھی لیکن مہاراج تو میری بھی جان کا دشمن ہے۔ میں نے نتاشا کی طرح اس کے ایک بھائی کو قتل کیا تھا۔ اس نے دھمکی دی ہے کہ نتاشا کو ہلاک کرنے کے بعد کالے جادو کے ذریعے مجھے بھی اپنے شکنجے میں لے کر قتل کر دے گا۔ میں نے کہا، بے شک مجھے قتل کر دینا لیکن ایک بار پورس سے بات کر لو مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔"

پورس نے اپنے دماغ میں مہاراج کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا "بلی! کیوں بے چارے پورس کو مایوس کر رہی ہو۔ لو میں بات کرنے آگیا ہوں۔"

پورس نے کہا "اب تو تمہارے جیسے چند ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی حکمرانی ہوگی۔ میں کبھی کسی کے سامنے نہیں جھکتا۔ تم میرے دل و دماغ کو بہت بڑا شاک پہنچانے والے ہو پھر بھی سر نہیں جھکاؤں گا اور گھٹنے نہیں ٹیکوں گا۔ البتہ سمجھاؤں گا کہ مجھ سے بنائے رکھو، ہمیشہ بنے رہو گے۔ نتاشا کو قتل کرنا تو بہت بڑی بات ہوگی۔ اس کے اور نتالیہ کے جسموں پر ہلکی سی بھی خراش آئے گی تو میں تم دونوں بھائیوں کا وہ حشر کروں گا کہ تم دونوں اپنے پیدا ہونے پر پچھتاتے رہو گے۔ مرنا چاہو گے۔ مجھ سے بھی موت مانگو گے لیکن میں مرنے نہیں دوں گا۔ دن رات پچھتاتے رہنے کے لیے سانسیں لیتے رہنے پر مجبور کر دوں گا۔"

"تم ایسے دھمکیاں دے رہے ہو جیسے نتاشا کو بہن کہہ کر اور نتالیہ کو محبوبہ بنا کر خود غرض اور ہرجائی بن گئے ہو اور تمہیں ان کی موت کی کوئی پروا نہیں ہے۔"

"بے وقوف مہاراج! میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر فرہاد علی تیمور کے بیٹے سے ٹکراتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ کسی دن، کسی بھی وقت مجھے موت آسکتی ہے۔ جب میں اپنی موت کی پروا نہیں کرتا تو پھر نتاشا اور نتالیہ کی کیا پروا کروں گا۔ مجھے اور ان بہنوں کو ایک دن مرنا ہی ہے تو پھر مار ڈالو ان دونوں کو۔ اس کے بعد تم دونوں بھائی اپنی اپنی موت کا انتظار کرو،

جسے میں تمہاری طرف نہیں آنے دوں گا۔ لوگ زندہ رہنے کے لیے ترستے ہیں' تم دونوں مرنے کے لیے ترستے رہو گے۔"

"یہ تو ہم جانتے ہیں کہ تم پارس کی طرح مکّار اور خطرناک ہو لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم پر بھاری پڑو۔ شطرنج کی بساط پر ہم تمہیں شہ مات دینے کے لیے پارس سے دوستی کریں گے۔ افسوس کہ تم دھمکیاں دے کر بھی نتاشا اور نتالیہ کو نہیں بچا سکو گے۔"

"میں بچا سکوں گا یا نہیں؟ یہ مجھ پر چھوڑ دو اور اب جاؤ۔"

"جانے سے پہلے یہ بتادو' تمہارے ساتھ کون بیٹھی ہوئی ہے۔ جب پہلے آیا تھا تو وہ فرانسیسی زبان میں کسی سے باتیں کررہی تھی۔ ٹرین کی آواز اب بھی بتا رہی ہے کہ تم اس کے ساتھ سفر کررہے ہو۔ میں نے اس کے دماغ میں جانا چاہا تھا لیکن اس نے سانس روک لی تھی۔ اس وقت میں سمجھا تھا کہ تمہارے پاس بیٹھنے والی نتاشا ہوگی لیکن جادو کے ذریعے اسے ٹریپ کیا تو پتا چلا کہ وہ اپنی بہن نتالیہ کے ساتھ پیرس کے ایک مضافاتی علاقے میں ہے۔"

"ہاں۔ تم نے اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا ہوگا کہ میں روم سے ٹرین میں سفر کرتا ہوا اٹلی اور فرانس کے سرحدی اسٹیشن کی طرف جارہا ہوں اور میرے ساتھ چار ڈاکٹر بھی ہیں۔ تمہیں ہمارے خفیہ منصوبے کا علم ہوچکا ہوگا۔ ویسے میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں لیبارٹری قائم کرنے کے لیے اب کسی دوسرے ملک کا انتخاب کروں گا۔ اب جاؤ۔ دفع ہوجاؤ۔"

پورس نے سانس روکی۔ مہاراج چلا گیا۔ اس کے ساتھ الپا بھی دماغ سے نکل گئی تھی۔ پورس نے دل پر پتھر رکھ کر مہاراج سے کہا تھا کہ سب کو ایک دن مرنا ہے۔ نتاشا اور نتالیہ کو قتل کیا جائے گا تو کوئی نئی بات نہیں ہوگی لیکن اس کا دل دکھ رہا تھا۔ نتاشا کو دل سے بہن مانتا تھا اور نتالیہ سے شادی کرنے والا تھا۔ اب مہاراج کی انتقامی کارروائی کے باعث اسے صدمہ پہنچنے والا تھا۔ وہ سوچنے لگا۔ کیا ان دونوں کو بچانے کی کوئی تدبیر ہوسکتی ہے؟

الپا پھر اس کے پاس آکر بولی "میں اس لیے آئی ہوں کہ تم بہت پریشان ہوگے۔ تم نے اپنے دل پر جبر کرکے نتاشا اور نتالیہ کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے لیکن ہمیں ان دونوں کی حفاظت اور سلامتی کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔"

اس نے اپنے چار ماتحتوں کے نام اور فون نمبر بتا کر کہا۔

"یہ چاروں ہندوستان کے شہر ناگپور میں رہتے ہیں۔ تم بھی مہاراج کے بیٹے مہیش کے ساتھ اس کی کوٹھی میں گئی تھیں اور مہاراج کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ میرے ماتحتوں نے بھی وہ کوٹھی دیکھی ہے۔ تم نتاشا کے لب و لہجے میں ان سے کہو کہ وہ فوراً جائیں اور مہیش کو اغوا کرکے کسی خفیہ اڈے میں اس طرح پہنچائیں کہ اس کا باپ خیال خوانی کے ذریعے بیٹے کے پاس پہنچ کر اس جگہ کا سراغ نہ لگا سکے۔ مہیش کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی جائے یا بے ہوش کرکے رکھا جائے۔"

الپا مہاراج کے بیٹے مہیش کی کوٹھی کا پتا نہیں جانتی تھی۔ ویسے اطمینان تھا کہ پورس کے ماتحت جانتے تھے۔ وہ ان ماتحتوں کے پاس چلی گئی۔

پورس نے نیلماں کو دیکھ کر سوچا "اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا لیکن فرانس نہیں جاؤں گا۔ جو خفیہ لیبارٹری بنا رہا تھا' وہ دشمنوں کی نظروں میں آچکی ہے۔ اٹلی اور فرانس کی سرحد سے پہلے کسی اسٹیشن پر اتر کر کسی دوسرے ملک کا رخ کرنا ہوگا۔"

○☆○

الپا اپنی ٹیلی پیتھی کی سلامتی کی خاطر پارس کو چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ وہ تنہا نہیں رہنا چاہتا تھا۔ اس لیے بابا صاحب کے ادارے میں آگیا۔ وہاں سونیا اور اعلیٰ بی بی ثانی کے ساتھ وقت گزارنے لگا۔ وہ جب بھی ادارے میں آتا تھا تو وہاں سونیا ثانی سے ضرور ملاقات کرتا تھا۔

بہت پہلے یہ بیان ہوچکا ہے کہ وہ زندگی کے ایک عجیب موڑ پر آگئی تھی۔ اس کی جنس تبدیل ہونے والی تھی۔ طبی معائنے سے پتا چلا کہ اس کا باقاعدہ علاج نہ کیا گیا تو وہ لڑکی سے لڑکا بن جائے گی۔ یہ زیادہ تشویش کی بات نہیں تھی۔ میڈیکل ٹریٹمنٹ کے ذریعے وہ لڑکا بھی بن سکتی تھی اور بدستور لڑکی بھی رہ سکتی تھی۔ جناب تبریزی نے اس کے باپ سلمان سے پوچھا تھا کہ وہ کیا چاہتا ہے؟

سلمان نے کہا "آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ ہم آپ سے بہتر فیصلہ نہیں کرسکتے۔ آپ ثانی کے مزاج اور قدرتی حالات کو سمجھ کر اس کے حق میں بہتر فیصلہ کرسکیں گے۔"

انہوں نے کہا "سیدھی سی بات ہے۔ وہ قدرتی طور پر ایک بیٹی بن کر پیدا ہوئی تھی۔ کوئی قدرتی چیز اگر بگڑتی ہے تو ہمیں اسے بگڑنے سے بچانا چاہیے۔ مثلاً پودے قدرتی طور پر نشوونما پاتے ہیں۔ مالی ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتا ہے۔ اگر وہ پودے کسی وجہ سے اکھڑتے ہیں تو انہیں پھر سے اس مٹی اور زمین سے پیوستہ اور وابستہ رکھتا ہے۔ کیڑے اس کے پتے کھاتے ہیں تو وہ کیڑے مار دواؤں کے ذریعے ان پودوں کی حفاظت کرتا ہے۔ لہٰذا ثانی کی نشوونما میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہے تو اس خرابی کو علاج کے ذریعے دور کرکے اسے قدرت کے منشا کے مطابق بیٹی ہی رہنے دیا جاسکتا ہے۔"

بابا صاحب کے ادارے کے اسپتال میں اس کا علاج ہونے لگا۔ وہاں کے ماہرینِ نفسیات نے اس کا نفسیاتی تجزیہ کیا تو پتا چلا کہ وہ جوانی کے پہلے دن سے ہی زنانہ جذبات اور خواہشات سے عاری تھی۔ کبھی اس کے اندر شاعرانہ احساسات اور جنسی جذبات پیدا نہیں ہوئے۔

ثانی نے علی کے ساتھ رہ کر بڑے بڑے کارنامے انجام دیے تھے۔ دن رات اس کے ساتھ رہی لیکن نہ اس کے جذبات بھڑکے اور نہ ہی علی نے جذبات کو بھڑکایا۔ سب یہی سمجھتے رہے کہ وہ ایک محبوبہ کی حیثیت سے علی کے ساتھ رہتی ہے۔ جبکہ وہ صرف ایک دوست کی حیثیت سے اسے پسند کرتی تھی۔ علی اس بات کا گواہ تھا کہ اکثر وہ ایک ہی بستر پر سوتے رہے۔ سونے سے پہلے دماغ کو ایسی ہدایات دیتے تھے کہ ان کے درمیان کبھی جسمانی تعلق قائم نہیں ہوا۔

وہ بچپن ہی سے لڑکوں کی طرح کھیلتی کودتی رہی اور بہترین فائٹر بننے کی تربیت حاصل کرتی رہی۔ اس لیے وہ مردانہ خصوصیات کی طرف لاشعوری طور پر مائل ہوتی رہی۔ یوں نفسیاتی تجزیہ کرنے کے بعد اس کا علاج کیا گیا اور ہارمونز کی کمی پوری کرتے ہوئے اس کے اندر زنانہ جذبات و خواہشات کی کمی پوری کی گئی۔ کامیاب علاج ہونے کے بعد وہ ایک مکمل دوشیزہ بن گئی۔

جناب تبریزی نے اسے اپنے حجرے میں بلایا۔ وہ ان کے سامنے آکر دو زانو ہوکر بیٹھ گئی۔ سر کو جھکالیا۔ انہوں نے کہا "خدا کا شکر ہے کہ تم اپنی پیدائش کے مطابق مکمل ہوگئی ہو۔ ماشاء اللہ غیر معمولی صلاحیتوں کی حامل بھی ہو پھر سے عملی زندگی گزارنے کے لیے ادارے سے باہر نگر نگر جاسکتی ہو۔"

ثانی نے کہا "میں آپ کے مشورے کے مطابق عمل کرنا چاہتی ہوں۔"

"میرا مشورہ یہ ہے کہ تمہیں قدرتی طریقۂ کار کے مطابق ٹیلی پیتھی کا علم سیکھنا چاہیے۔ ٹرانسفارمر مشین سے حاصل کیا ہوا علم عارضی ہوتا ہے۔ میری پیش گوئی ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے والے اس علم سے محروم ہوتے رہیں گے۔ تم اس ادارے کے بانی اور بہت بڑے عالم بابا فرید واسطی کی نواسی ہو' تمہیں اس علم کی پختگی حاصل ہونی چاہیے۔ لہٰذا عبادت اور ریاضت میں مصروف رہا کرو اور ٹیلی پیتھی کی مرحلہ وار مشقوں سے گزرتی رہو۔ میں تمہاری راہنمائی کرتا رہوں گا۔"

سونیا ثانی ان کی ہدایات پر عمل کرنے لگی۔ اس نے باہر کی دنیا سے دلچسپی ختم کردی۔ دن رات خیال خوانی کی مشقوں سے گزرنے کے اوقات مقرر تھے۔ ان کے بعد وہ لیبارٹری اور لائبریری میں وقت گزارتی تھی۔ جمناسٹک کی تربیت بہت پہلے ہی مکمل کرچکی تھی۔ اب ان کی مشقیں جاری رکھتی تھی۔

اس نے تقریباً دو برس تک مسلسل محنت' لگن' عبادت اور ریاضت کرکے مشین سے حاصل کیے ہوئے علم کی نفی کی اور قدرتی طور پر خیال خوانی کا علم حاصل کرلیا۔ اس دوران میں علی اور پارس جب بھی ادارے میں آتے رہے' اس سے ملاقات کرتے رہے۔ علی سے بہت مختصر ملاقاتیں رہیں۔ وہ پہلے جیسی بے تکلفی نہیں رہی۔ انسان زندگی گزارنے کے لیے کبھی اپنی مرضی کے حالات پیدا کرتا ہے اور کبھی حالات کے مطابق تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ فہمی ادارے سے تربیت حاصل کرکے لاہور پہنچی تو اس کے اور علی کے ساتھ مسلسل ایسے واقعات پیش آتے رہے کہ وہ دن رات ایک دوسرے کے ساتھ رہنے لگے۔ اس طرح وہ پہلے ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار ہوئے پھر ازدواجی رشتے میں منسلک ہوگئے۔

اس کے بعد پھر علی کو ادارے میں آنے کا وقت نہ ملا۔ البتہ پارس کئی بار آیا پھر آخری بار جب الپا نے علیحدگی اختیار کرلی تو وہ ادارے میں دوبارہ اپنی صلاحیتوں کی مشقیں کرنے آیا۔ وہاں جمنازیم کے شعبے میں ثانی سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

ایک ہفتے بعد ہی جناب تبریزی نے اسے اور ثانی کو بلایا اور کہا "پارس! تمہیں پھر ہندوستان واپس جانا چاہیے۔ کل سفر کے دوران میں ہی تمہیں وہاں جانے کا مقصد معلوم ہوجائے گا۔"

پھر انہوں نے ثانی سے کہا "تم پارس کے ساتھ جاؤ گی۔ جانے سے پہلے ریکارڈ روم میں جاؤ۔ دوستوں اور دشمنوں کی موجودہ آوازوں اور لہجوں کے جتنے آڈیو کیسٹ ہیں انہیں سن کر ہر ایک کے لب و لہجے کو ذہن نشین کرلو۔"

انہوں نے آمنہ سے رابطہ کیا پھر پوچھا "بیٹی! خیریت سے ہو؟"

آمنہ نے کہا "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ آپ کی سرپرستی

میں ہم سب ہی بخیریت اور مطمئن رہتے ہیں۔"

"تم عبادت میں مصروف رہتی ہو۔ میں نے تم سے عارضی طور پر دنیاوی معاملات میں رہنے کے لیے کہا تھا کیونکہ ہمارے پاس فرہاد تنہا ٹیلی پیتھی جاننے والا رہ گیا تھا۔ سلطانہ مسلسل بیمار رہنے کے باعث خیال خوانی کے قابل نہیں رہی۔ سلمان ادارے کے ریکارڈ روم میں بہت مصروف رہتا ہے۔ وہ بھی کسی اہم معاملے میں ایک معاون کی حیثیت سے کام آتا ہے۔ بہرحال اب تم دنیاوی معاملات کو چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کرلو۔ سونیا ثانی میدانِ عمل میں آ رہی ہے۔"

ماضی میں ثانی نے کیسے کیسے چونکا دینے والے کارنامے انجام دیے تھے' یہ قارئین کو یاد ہوگا۔ اگر یاد نہ ہو تو وہ پھر یاد دلانے کے لیے بابا صاحب کے ادارے سے ایک طویل عرصے کے بعد باہر آئی تھی اور اس بار پارس اس کا پارٹنر تھا۔ پارٹنر ہونے اور عاشق بننے میں زمین اور آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ ماضی میں ثانی اور علی عاشقانہ انداز میں بڑے بڑے مخالفین کے دانت کھٹے کرتے رہے لیکن کبھی کوئی رشتہ قائم نہ کرسکے۔ صرف پارٹنر ہی بن کر رہے۔

اب یہ نئے پارٹنر ایک نئی اور انجانی مہم کے لیے صبح آٹھ بجے کی فلائٹ سے بھارت کے لیے روانہ ہوئے۔ جناب تبریزی نے ان سے کہا تھا کہ سفر کے دوران میں انہیں بھارت جانے کا مقصد معلوم ہوجائے گا۔ جب طیارہ پرواز کرنے لگا تو ثانی نے پارس سے کہا "سفر کے دوران میں کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں اسی طیارے میں اہم معلومات ملیں گی۔ ممبئی ائرپورٹ پہنچتے ہی یہ سفر ختم ہوجائے گا۔"

پارس نے کہا "ممبئی سے پہلے استنبول اور جدہ میں ایک ایک گھنٹے کے لیے پرواز ملتوی ہوگی۔ جہاں بھی یہ طیارہ رکے گا وہاں ہمارا سفر ختم ہوسکتا ہے۔"

"جناب تبریزی نے کہا ہے' ہمیں بھارت جانا ہے۔ لٰہذا وہاں پہنچنے سے پہلے ہمارا سفر ختم نہیں ہوگا۔"

"جناب تبریزی ایک بات بھول گئے' وہ میں یاد دلادوں۔ ابھی طیارے کو اچانک حادثہ پیش آسکتا ہے۔ پھر۔۔۔ پھر سفر کا اختتام۔"

ثانی نے اسے گھور کر دیکھا پھر کہا "میں تھوڑی دیر کے لیے بھول گئی تھی کہ شیطان کے ساتھ سفر کررہی ہوں۔"

"افسوس کہ لاحول پڑھ کر بھی نہیں بھگا سکوگی۔"

ثانی نے مسکرا کر اسے دیکھا پھر اچانک چیخ مار کر اپنی سیٹ پر سے اٹھ گئی۔ تمام مسافر اسے دیکھنے لگے۔ وہ غصے سے کہہ رہی تھی "تمہیں شرم نہیں آتی۔ مجھے اکیلی دیکھ کر چھ رہے ہو۔ تم کون ہو؟ کیا تہذیب تمہیں چھو کر نہیں ہے؟"

پارس سمجھ گیا کہ ثانی اسے بھگانے کے لیے اسٹائل سے لاحول پڑھ رہی ہے۔ کئی مسافر اٹھ کر کھڑے ہوگئے تھے۔ ایک شخص نے کہا "اے مسٹر! اپنی جگہ سے اٹھو۔ بے شرموں کی طرح بیٹھے ہوئے ہو۔ چلو اٹھو۔"

پارس کھڑا ہوگیا۔ کئی لوگ اس کے خلاف بولنے لگے ایک ائرہوسٹس اسٹیورڈ کے ساتھ آئی۔ وہ دونوں ان بولنے والوں کو چپ کرانے لگے۔ جب وہ چپ ہوئے تو ائرہوسٹس نے پارس سے کہا "مسٹر! تمام مسافر ہمارے لیے قابلِ عزت ہوتے ہیں۔ آپ نے ایک شریف زادی کو چھیڑا ہے۔ اس کے باوجود ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی فلائٹ میں بدمزگی پیدا نہ ہونے دیں۔ پلیز آپ دوسری سیٹ پر چلیں۔"

اسٹیورڈ نے ثانی سے کہا "ہم شرمندہ ہیں۔ ہماری فلائٹ میں انہوں نے آپ سے بدتمیزی کی ہے۔ پلیز آپ فراخ دلی کا ثبوت دیں اور اس بات کو بھول جائیں۔"

"میں اس وقت بھولوں گی جب اسے یہاں سے ہٹا دیا جائے گا۔"

پارس نے کہا "آپ خواتین و حضرات نے ان کی سن لی۔ ان کا غصہ دیکھ لیا۔ ان کی بات بھی سن لی۔ مجھے الزام دینا شروع کردیا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ ملزم کو صفائی کا موقع نہیں دے رہے ہیں۔"

ایک مسافر نے غصے سے پوچھا "تم کیا صفائی پیش کرو گے؟ کیا تم یہ کہوگے کہ یہ الزام لگا۔ رہی ہیں۔ تم نے انہیں نہیں چھیڑا ہے؟"

"میں انکار نہیں کروں گا۔ میں نے چھیڑا ہے۔ کیا ایک شوہر اپنی بیوی کو چھیڑ نہیں سکتا؟"

"شوہر؟" مسافروں نے حیرانی سے پوچھا "بیوی؟"

پارس نے کہا "جی ہاں۔ یہ میری ٹریجڈی ہے کہ یہ ایب نارمل ہے۔ کبھی یہ خوب گلے لگ کر پیار کرتی ہے اور کبھی مجھ سے ایسے کتراتی ہے جیسے میں اجنبی ہوں اور اسے چھیڑ رہا ہوں۔"

ثانی نے کہا "یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ میں اس کی کوئی نہیں ہوں۔"

"دیکھو ڈارلنگ! تمہیں بھولنے کی عادت ہے۔ تھوڑی دیر بعد تمہیں پھر بھولی ہوئی باتیں یاد آجائیں گی اور ہمیشہ کی طرح پھر مجھ سے معافی مانگوگی۔"

ایک خاتون نے پوچھا "تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟ کیا میرج سرٹیفکیٹ (نکاح نامہ) ہے؟"

"میرج سرٹیفکیٹ گھر میں ہے۔ جیسا کہ یہاں تمام میاں بیویوں کے میرج سرٹیفکیٹ ان کے گھروں میں ہوں گے۔ کوئی اپنا نکاح نامہ ساتھ لے کر نہیں گھومتا۔ اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو یہاں کوئی اپنا نکاح نامہ دکھائے۔"

ثانی نے غصہ کرنے کی ایکٹنگ کی "جہنم میں گیا تمہارا نکاح نامہ۔ نہ میں ایب نارمل ہوں اور نہ ہی اس کی بیوی ہوں۔"

"تو پھر کس کی بیوی ہو؟"

"میں کسی کی بیوی نہیں ہوں۔ ابھی میری شادی نہیں ہوئی۔ میں کنواری ہوں۔"

پارس نے کہا "پھر تو میڈیکل چیک اپ کے ذریعے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ کنواری ہے یا نہیں؟ اس فلائٹ میں کوئی ڈاکٹر یا نرس ہوگی۔"

ایک خاتون نے کہا "میں لیڈی ڈاکٹر ہوں۔ ائرہوسٹس کے کیبن میں لے جاکر اسے چیک کرسکتی ہوں۔"

ثانی نے سنجیدگی سے کہا "یہ کیا بکواس ہے؟ کسی کنواری لڑکی کا اس طرح چیک اپ نہیں ہوتا۔"

"کسی کنواری پر بدچلنی کا شبہ ہوجائے تو چیک اپ ہوتا ہے۔ میں ایک شوہر کی حیثیت سے لیڈی ڈاکٹر کو اجازت دیتا ہوں کہ میری بیوی کو کیبن میں لے جائے۔"

اگر ثانی چیک اپ کے لیے راضی ہوجاتی تو اس کے نتیجے میں وہ واقعی کنواری ثابت ہوتی لیکن ایسے چیک اپ میں بے حیائی ہوتی ہے۔ خواہ ایک لیڈی ڈاکٹر کے سامنے ہو اور ثانی یہ گوارا نہیں کرسکتی تھی۔

لیڈی ڈاکٹر نے پاس آکر ثانی سے کہا "میرے ساتھ آیئے۔"

"نہیں۔ میں چیک اپ نہیں کراؤں گی۔"

پارس نے کہا "اگر یہ چیک اپ نہیں کرائے تو اس کا مطلب سمجھ میں آنا چاہیے کہ میری گھر والی ایب نارمل ہے۔ میں نے اس کے ساتھ بیٹھنے کا جرم نہیں کیا ہے۔ مجھے یہاں سے نہیں ہٹانا چاہیے۔"

ثانی نے اپنا بیگ اٹھا کر کہا "تم یہاں سے نہ جاؤ۔ میں تو جاسکتی ہوں۔"

وہ اپنا بیگ لے کر کسی خالی سیٹ کی تلاش میں چلی گئی۔ ایک خاتون نے کہا "بات سمجھ میں آگئی ہے۔ یہ میاں بیوی کا جھگڑا ہے۔ یہ خود ہی آپس میں نمٹ لیں گے۔"

ثانی دوسری جگہ جاکر ایک سیٹ پر بیٹھ گئی پھر خیال خوانی کے ذریعے پارس کے پاس پہنچ کر بولی "تم پکے بدمعاش ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ میں کنواری ہوں اور تم میرا میڈیکل چیک اپ کرانا چاہتے تھے؟"

وہ مسکرا کر بولا "تمہاری عزت میری عزت ہے۔ میں جانتا تھا' تم چیک اپ نہیں کراؤ گی۔ اس سے پہلے سیٹ چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔ تم لاحول کے ذریعے جو نسخہ مجھ پر آزما رہی تھیں' میں نے دوسرے انداز میں لاحول پڑھے بغیر ہی تمہیں بھگا دیا۔"

"اچھی بات ہے۔ انتظار کرو۔ میں اینٹ کا جواب پتھر سے دوں گی۔"

"اچھا اب جاؤ میرے دماغ سے۔ میں واش روم جارہا ہوں۔"

اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ادھر اُدھر دیکھا کہ ثانی کہاں جاکر بیٹھی ہوئی ہے۔ ثانی نے اپنے چہرے کے سامنے اخبار کو پھیلالیا۔ وہ پارس کو نظر نہیں آئی۔ پارس دونوں اطراف سیٹوں کی طرف دیکھتے ہوئے ٹائلٹ کی طرف جانے لگا۔ جب وہ ثانی کے قریب سے گزرا تو اس نے اپنا ایک پیر اچانک بڑھا دیا۔ پارس اس کے پیر سے الجھ کر آگے کی طرف لڑکھڑاتے ہوئے ایک حسینہ کی آغوش میں آکر گرا۔ حسینہ کے حلق سے چیخ نکلی۔ پارس نے بوکھلا کر حسینہ کو دیکھا۔ ثانی نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "لیڈیز اینڈ جنٹلمین! آپ دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ کون ایب نارمل ہے۔ اس نے پہلے مجھے چھیڑا تھا۔ اب اس بے چاری کو چھیڑ رہا ہے۔"

حسینہ نے کہا "نہیں۔ یہ مجھے نہیں چھیڑ رہا۔ یہ ٹھوکر کھا کر مجھ پر آگرا ہے۔"

حسینہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی عورت نے کہا "اگر یہ اتفاقاً آگرا ہے تو اٹھتا کیوں نہیں ہے۔ تم سے چپک کر کیوں رہ گیا ہے؟"

پارس نے اس سے الگ ہوتے ہوئے کہا "سوری مس! میں تم پر بوجھ بن گیا تھا۔ یہ تمہاری مہربانی ہے۔ تم نے یہ کہہ کر میری پوزیشن صاف کردی کہ میں نے تمہیں چھیڑا نہیں ہے۔"

پارس نے سر گھما کر ثانی کو دیکھا۔ ثانی اپنے چہرے کے سامنے اخبار لے آئی۔ زیرِ لب مسکرانے لگی۔ ایک مسافر نے کہا "ایک بار لڑکے نے لڑکی کو چھیڑا پھر لڑکی نے لڑکے کو گرانا چاہا۔ پتا نہیں دونوں میں سے کون ایب نارمل ہے؟"

پارس ٹائلٹ کی طرف جارہا تھا۔ ثانی نے اس کے دماغ

میں آکر کہا "مانتے ہو' میں نے بدلہ لینے میں دیر نہیں کی۔"

وہ بولا "بہت خوب صورت بدلہ لیا ہے۔"

"اسی لیے اس خوب صورت بلا سے لپٹے ہوئے تھے۔ تم اتنے حسن پرست کیوں ہو؟"

"ثانی! میں کسی کے ساتھ ایک رات بھی گزار لوں تو اس کے بدن کی مہک کو کبھی نہیں بھولتا۔ میں اس حسینہ سے اس لیے تھوڑی دیر تک لپٹا رہا کہ اس کے بدن کی مہک مجھے نتالیہ کی یاد دلا رہی تھی۔"

ثانی نے سنجیدگی سے پوچھا "کیا اس سیٹ پر نتالیہ بیٹھی ہوئی ہے؟"

"ہاں اور اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی عورت یقیناً نتاشا ہوگی۔ تم نے ادارے کے ریکارڈ روم میں ان دونوں کے لب و لہجے کو بھی سنا ہوگا۔"

"ہاں مجھے یاد ہے۔ میں ابھی ان کے نتاشا اور نتالیہ ہونے کی تصدیق کرتی ہوں۔"

"پہلے ہر پہلو پر غور کرلو۔ ان دونوں کے ساتھ پورس بھی اسی طیارے میں ہوسکتا ہے۔ یہ بہنیں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتی ہیں۔"

"تم مجھے بچی سمجھ کر سمجھا رہے ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمہاری انگلی پکڑ کر چلنے آئی ہوں۔"

"بھئی تمہاری ذہانت کا جواب نہیں ہے۔ خود کو بچی نہ کہہ کر اشارتاً مجھے سمجھا رہی ہو کہ بالغ ہوچکی ہو۔ کیا میں نہیں جانتا کہ تم میڈیکل ٹریٹمنٹ اور آپریشن کے بعد نئے سرے سے جوان ہوگئی ہو۔"

"شٹ اپ۔ اپنی زبان کو لگام نہیں دے سکتے؟"

وہ اس کے دماغ سے نکل آئی۔ اخبار میں منہ چھپا کر شرمانے لگی۔ اس اخبار میں ایک رقاصہ اپنے ساتھی رقاص کے بازوؤں میں تھی۔ وہ ایک اشتہاری تصویر تھی۔ اس پر نظر پڑتے ہی اس نے شرماتے ہوئے اخبار کو بند کردیا۔ اسے تہ کرکے رکھتے ہوئے' سوچنے لگی "مجھے کام کی طرف توجہ دینا چاہیے۔ جناب تبریزی نے فرمایا تھا کہ ہمیں سفر کے دوران میں بھارت جانے کا مقصد معلوم ہوجائے گا۔ واقعی اب کچھ معلوم ہو رہا ہے۔ نتاشا اور نتالیہ بھارت جارہی ہوں گی اور ان کے ساتھ پورس بھی ہوگا۔"

اس نے پارس کے دماغ میں آکر کہا "مجھے پورس' نتاشا یا نتالیہ میں سے کسی کے بھی دماغ میں جانا ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ وہ تینوں کسی خیال خوانی کرنے والے کی آمد سے پریشان اور محتاط ہوجائیں گے۔ وہ اب ٹیلی پیتھی نہیں جانتے ہیں۔ جواباً ہمارے دماغوں میں نہ آسکیں گے' نہ اس طیارے میں ہمیں پہچان سکیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اس وقت ٹائلٹ کے باہر کھڑا ہوا ہوں۔ تم پورس کے دماغ میں جاؤ۔ وہ سانس روکے گا اور یہ معلوم کرنے کے لیے اپنی سیٹ سے اٹھے گا کہ یہاں خیال خوانی کرنے والا کون ہے؟ میں یہاں سے طیارے کے آخری سرے تک دیکھ رہا ہوں۔ شاید میں اسے بہروپ میں بھی پہچان لوں۔"

ثانی نے خیال خوانی کی پرواز کی اور پورس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس نے سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا کیونکہ الپا وہاں پہلے سے موجود تھی۔ وہ پورس سے کہہ رہی تھی "میں پچھلی رات سے کئی بار نتاشا اور نتالیہ تک پہنچتی رہی لیکن بے ہوشی کے باعث ان دونوں کے دماغ کمزور ہوگئے تھے۔ میں ان کی کوئی مدد نہ کرسکی۔ آخری بار رات کے تین بجے گئی تو میری سوچ کی لہریں ان دونوں کے دماغوں سے ٹکرا کر واپس آگئیں۔ مہاراج اور گرودیو نے ان کے دماغوں کو لاک کردیا ہے۔"

پورس نے کہا "ہلی! ان بھائیوں نے تنویمی عمل کے ذریعے دونوں بہنوں کو اپنی معمولہ اور کنیز بنالیا ہوگا۔ پتا نہیں' وہ ان کے ساتھ کیا سلوک کررہے ہوں گے؟ شاید انہیں فرانس کی لیبارٹری سے کسی دوسرے ملک یا شہر لے گئے ہوں گے۔"

"وہ دونوں بھائی ان بہنوں کو اپنے پاس ہندوستان بلا سکتے ہیں۔ دونوں ہی ہوس پرست ہیں۔ ان کی عزت سے بھی کھیلیں گے اور ان کی جان بھی لیں گے۔"

"ان دونوں کی شامت آگئی ہے۔ میں یہاں سے بھارت جاؤں گا۔"

الپا نے پوچھا "ہمارے منصوبے کا کیا ہوگا۔ کیا تم اینٹی ٹیلی پیتھی دوا تیار نہیں کرو گے؟"

"کروں گا۔ اب ہم بھارت میں ہی ایک خفیہ لیبارٹری قائم کریں گے۔ میں ان چاروں ڈاکٹروں کو ساتھ لے جاؤں گا۔"

"کیا اس اجنبی اور زہریلی دوشیزہ ناصرہ (نیلماں) کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ گے؟"

"ہاں۔ ایک تو آئندہ یہ زہریلی حسینہ میرے کام آئے گی۔ دوسری بات یہ کہ میں اس کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے کسی طرح اس کی یادداشت واپس لاؤں گا۔"

ان کی گفتگو کے دوران میں ثانی' پورس کے چور خیالات پڑھتی رہی۔ یہ معلوم ہوا کہ وہ نتاشا اور نتالیہ سے بچھڑ گیا ہے اور ابھی ان کے ساتھ طیارے میں نہیں ہے۔ اٹلی کے کسی شہر میں ہے اور وہاں سے بھارت جانے والا ہے۔

چور خیالات نے یہ بھی بتایا کہ ہلی ڈونا (الپا) اس کے دماغ میں آتے ہی کون سے کوڈورڈز ادا کرتی ہے۔ ثانی نے پارس کے اندر آکر اسے پورس اور ہلی ڈونا کی گفتگو کے بارے میں بتایا۔ پارس نے کہا "ہلی ڈونا کی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت ختم ہوچکی ہے۔ ٹرانسفارمر مشین سے یہ علم حاصل کرنے والوں میں صرف الپا کے پاس یہ علم باقی رہ گیا ہے۔ یقیناً وہ ہلی ڈونا کے نام سے خیال خوانی کرتے ہوئے پورس کو دھوکا دے رہی ہے۔"

ثانی نے کہا "وہ الپا ہی ہوگی کیونکہ پورس کے ساتھ جو چار ڈاکٹر ہیں وہ یہودی ہیں۔ وہ الپا اور اسرائیلی اکابرین کے تعاون سے دوا تیار کرنا چاہتا ہے۔ اسے امید نہیں ہے کہ وہ نتاشا اور نتالیہ کو زندہ سلامت حاصل کرسکے گا لیکن یہ قسم کھا کر بھارت جارہا ہے کہ مہاراج اور گرودیو کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ ان سے انتقام بھی لے گا اور وہاں کسی محفوظ علاقے میں لیبارٹری قائم کرکے دوا تیار کرے گا۔ ویسے وہ ابھی اٹلی کے کسی شہر میں ہے۔"

"یعنی اس طیارے میں پورس نہیں ہے۔ نتاشا اور نتالیہ سحرزدہ ہیں اور مہاراج اور گرودیو کی تابعدار بن کر ہندوستان جارہی ہیں۔"

"ہاں۔ یہ دونوں اپنی مرضی کے خلاف یہ سفر کررہی ہیں اور یہ نہیں سمجھ رہی ہوں گی کہ ان بھائیوں کی معمولہ بن کر ان کے پاس جارہی ہیں۔ تنویمی عمل کے ذریعے ان کے دماغوں سے پورس کو بھلا دیا گیا ہوگا اور ان کے دماغوں کو لاک کردیا گیا ہوگا۔"

"تم نے وہ انگوٹھی پہنی ہوئی ہے' جو مما (سونیا) پہنتی ہیں' اس انگوٹھی کی ایک خفیہ سوئی کے ذریعے اعصابی کمزوری کی دوا انجکٹ کی جاتی ہے۔ تم دونوں بہنوں کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے ان کے دماغوں میں پہنچ سکو گی۔"

"میں ضروری نہیں سمجھتی کہ ان کے دماغوں کو کمزور بنایا جائے۔ ان دونوں بھائیوں کو شبہ ہوسکتا ہے۔ وہ محتاط ہوجائیں گے۔ یہ دونوں بہنیں ہماری نظروں میں ہیں۔ ہم ممبئی پہنچ کر ایک دوسرے سے الگ ہو کر ان بہنوں کا تعاقب کریں گے۔ یہ جہاں جائیں گی' وہیں وہ دونوں بھائی موجود ہوں گے۔"

"تم اس حد تک درست کہہ رہی ہو۔ ہم اس مقام تک پہنچ سکتے ہیں جہاں یہ بہنیں جائیں گی لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ وہاں مہاراج اور گرودیو موجود ہوں۔ وہ محتاط رہ کر انہیں کسی خفیہ اڈے میں بلانے سے پہلے پورس کا ردِّعمل معلوم کرتے رہیں گے۔ ہمیں بڑے صبر سے ان کے اہم اقدامات کا انتظار کرنا ہوگا۔"

"کوئی بات نہیں' جب صبر کرنے کا موڈ نہیں ہوگا تو میں الپا بن کر کوئی چال چلوں گی۔ ہمیں ممبئی پہنچنے تک اس معاملے کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنا چاہیے۔"

"ہاں ممبئی پہنچنے تک کوئی نئی صورتِ حال سامنے آسکتی ہے۔ ہم کسی اور تدبیر پر عمل کرسکتے ہیں۔"

وہ دونوں اپنے اپنے طور پر کوئی اور تدبیر سوچنے لگے۔

○☆○

امریکا کے جنوب مغرب میں ایک جزیرہ ہے جہاں روسی اور اسرائیلی طیارے آکر ایک رن وے پر اتر رہے تھے۔ ایک امریکی حاکم اور فوج کا ایک اعلیٰ افسران طیاروں میں آنے والے روسی اور اسرائیلی اکابرین کا استقبال کررہے تھے۔ مسلح فوجی ان اکابرین کو نہایت ہی شاندار اور آرام دہ مہمان خانوں میں پہنچا رہے تھے۔ مختلف مہمان خانوں میں ان کی میزبانی کے لیے حسین دوشیزائیں اپنے حسن و شباب کی تمام تر جلوہ سامانی کے ساتھ موجود تھیں۔ اس جزیرے میں عیش و عشرت کا سامان بھی تھا اور سیاسی شطرنج کی نئی بساط بھی بچھائی جانے والی تھی۔

ٹیلی پیتھی کے عام طور پر ختم ہوجانے اور چند ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے باقی رہ جانے کے باعث عالمی سیاست میں زبردست تبدیلیاں پیدا ہونے والی تھیں۔ ان تبدیلیوں کا جائزہ لینے اور عالمی سیاست میں اپنی ساکھ برقرار رکھنے کے لیے امریکا' روس اور اسرائیل کا ایک خفیہ اجلاس ہونے والا تھا۔

انہوں نے دوسرے ممالک کو بھی اس جزیرے میں تیسرے دن آنے اور دوسرے اجلاس میں شریک ہونے کی دعوت دی تھی۔ اس طرح اس جزیرے میں کئی دنوں تک سیاسی میلہ لگنے والا تھا۔

وہاں امریکی آرمی انٹیلی جنس کے کئی سراغ رساں تھے جو بڑی رازداری سے آنے والے مہمانوں کو پرکھ رہے تھے۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش کررہے تھے کہ جو چند ٹیلی پیتھی

جاننے والے رہ گئے ہیں' وہ ان مہمانوں کے اندر چھپے ہوئے ہیں یا نہیں؟ ایسے مہمان ان کے معمول اور تابعدار ہوں گے اور ان کی کسی نہ کسی حرکت سے اندازہ ہوسکے گا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے معمول بن کر آئے ہیں۔

پچھلے دن اجلاس میں تینوں ممالک کے اکابرین نے باقی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا حساب کیا۔ قدرتی طور پر یہ علم حاصل کرنے والوں میں پہلے میرا اور آمنہ کا نام آیا پھر سلطانہ اور سلمان کا نام بھی لیا گیا۔ ایک نے کہا "آمنہ فرہاد روحانی ٹیلی پیتھی کی حامل ہے اور دنیاوی معاملات سے کنارہ کش ہو کر عبادت میں مصروف رہتی ہے۔"

دوسرے نے کہا "سلطانہ کے متعلق سنا گیا ہے کہ اسے کوئی مرض لاحق ہوگیا ہے۔ وہ فی الحال خیال خوانی کے قابل نہیں رہی ہے۔ سلمان پہلے بھی ٹیلی پیتھی کے میدان میں کم ہی نظر آتا تھا۔ وہ بابا صاحب کے ادارے کے ایک اہم شعبے کا انچارج ہے۔ اسے ادارے کے باہر کسی معاملے میں خیال خوانی کرنے کی فرصت نہیں ملتی ہے۔"

ایک امریکی افسر نے کہا "اب سلمان ضرور فرہاد کے ساتھ ٹیلی پیتھی کے میدان میں رہے گا کیونکہ مسلمانوں میں وہی دو خیال خوانی کرنے والے رہ گئے ہیں۔"

ایک اسرائیلی حاکم نے کہا "ہمیں اس خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیے کہ بابا صاحب کے ادارے میں جتنے افراد نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے یہ علم حاصل کیا ہے' وہ بھی اس علم سے محروم ہوگئے ہیں۔ جناب تبریزی کے حکم سے وہ دوا اسپرے کی گئی ہے۔ اسپرے کرنے والوں نے اس ادارے میں اور ادارے کے باہر کئی کلومیٹر تک دوا اسپرے نہیں کی ہوگی۔ اس طرح کئی مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے ادارے میں موجود ہیں۔ علی' پارس اور فہمی وغیرہ نے خاموشی اختیار کی ہوئی ہے اور خیال خوانی کا مظاہرہ نہیں کر رہے ہیں۔"

تینوں ممالک کے اکابرین نے تائید میں کہا کہ وہ مسلمان اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی نہیں ماریں گے۔ موٹی عقل سے بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ ادارے کی طرف سے ان مسلمانوں پر پابندیاں عائد کی گئی ہوں گی کہ وہ تا حکمِ ثانی خیال خوانی کا مظاہرہ نہیں کریں گے۔

ایک حاکم نے کہا "ایسی پابندیوں سے ہمیں عارضی طور پر یہ فائدہ پہنچ رہا ہے کہ ان کا کوئی خیال خوانی کرنے والا ہمیں نقصان نہیں پہنچا رہا ہے۔ ویسے آئندہ کبھی وہ سب ہمارے لیے دردِ سر بن جائیں گے۔"

روسی حاکم نے کہا "جب وہ ہمیں نقصان پہنچانے آئیں گے تو ان سے نمٹا جائے گا۔ اگر وہ گوشۂ گمنامی میں ہیں تو ہم ابھی ان کے خلاف کچھ نہیں کرسکیں گے۔ ابھی جو لوگ ٹیلی پیتھی کے ذریعے نمایاں ہیں' ہمیں ان سے نمٹنے کی بات کرنی چاہیے۔"

امریکی حاکم نے کہا "ہمارے یہودی حضرات نقصان میں نہیں ہیں۔ الپا اس علم سے محروم نہیں ہوئی ہے۔ وہ کسی ایسی جگہ محفوظ ہے جہاں ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے والی دوا کے اثرات نہیں پہنچ رہے ہیں۔"

اسرائیلی حاکم نے کہا "ہماری الپا اب تک محفوظ ہے لیکن یہ پریشانی ہے کہ دوا اسپرے کرنے والے اسے تلاش کر رہے ہوں گے۔ اس کی ٹیلی پیتھی چند روزہ ہے۔ کسی دن بھی وہ اس علم سے محروم ہوسکتی ہے۔ آپ قدرتی طور پر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بات کریں۔"

"قدرتی طور پر ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں مسلمانوں کے بعد ہندوؤں کا پلڑا بھاری ہے۔ نیلماں' مہاراج اور گردیو... تین بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ہمیں بھارت کو اہمیت دینی ہوگی۔ بھارتی حکام کے ذریعے ان تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دوست بنائے رکھنا ہوگا۔"

ایک نے کہا "ہم نیلماں کے پوتے ٹی آر بھاٹیا کو بھول رہے ہیں۔ اس نے بھی اپنی دادی کی طرح قدرتی طور پر ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا۔ اس نے ایک ایرانی عامل کے زیرِ اثر رہ کر خاموشی اختیار کی ہوئی ہے۔"

"اس اجلاس کا مقصد یہ بھی ہے کہ جو ٹیلی پیتھی جاننے والے باقی رہ گئے ہیں' وہ ضرور ہم میں سے کچھ افراد کے اندر چھپ کر آئیں گے بلکہ ابھی اس اجلاس میں موجود ہوں گے۔ ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہماری گفتگو میں حصہ لیں۔ ہمارے مسائل کو سمجھیں اور انسانیت کے ناتے ہم سے تعاون کریں۔"

اسرائیلی آرمی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل بریین آڈ نے کہا "ہماری الپا خیال خوانی کے ذریعے ہمارے درمیان موجود ہے۔"

الپا نے ایک اسرائیلی افسر کی زبان سے کہا "میں آج کل بہت مصروف ہوں۔ میں نے پورس سے دوستی کی ہے۔ ہمارے یہودی ڈاکٹر پورس کے تعاون سے ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے والی دوا تیار کرنے والے ہیں۔ یہ دوا ہم بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر اسپرے کریں گے تب یہ اندیشہ نہیں رہے گا کہ مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی

علم حاصل کرنے والے مسلمان ہمیں نقصان پہنچا سکیں گے۔ ہم ان تمام مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہمیشہ کے لیے ناکارہ بنادیں گے۔"

امریکی فوجی افسر نے کہا "یہ ہمارے لیے خوش آئند بات ہے۔ الپا ایک بہت بڑا قدم اٹھا کر ہمیں حوصلہ دے رہی ہے۔"

روسی حاکم نے کہا "امریکی حکام زیادہ پریشان نہیں ہوں گے۔ ان کے پاس ٹرانسفارمر مشین ہے۔ مشین کے ذریعے پھر سیکڑوں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے جاسکتے ہیں۔"

امریکی افسر نے کہا "ہم نے ایسا کرنے کی کوششیں کی تھیں۔ شاید آپ یقین نہ کریں۔ اب اس مشین کے ذریعے ہم کسی کو ٹیلی پیتھی کا علم نہیں دے سکیں گے۔ ہم کئی بار اپنے اہم آدمیوں کو اس مشین سے گزار چکے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی بھی یہ علم حاصل نہ کرسکا۔ ہم نے بڑے بڑے تجربے کار مکینکوں کے ذریعے مشین کو چیک کرایا ہے۔ تمام مکینکوں کی رپورٹ ہے کہ مشین میں کوئی خرابی نہیں ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا "اب ہم اس نتیجے پر پہنچ رہے ہیں کہ مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے کوئی گڑبڑ کر رہے ہیں۔ وہ ہر دوسرے تیسرے دن چھپ کر کسی اسپیڈ بوٹ یا ہیلی کوپٹر کے ذریعے جزیرے کے قریب سے گزرتے ہوئے وہ دوا اسپرے کرتے ہوں گے۔"

"یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس گولیاں ہوں اور وہ نادیدہ بن کر جزیرے میں آتے ہوں اور دوا اسپرے کرکے چلے جاتے ہوں۔"

میں اس اجلاس میں موجود تھا۔ اگر قسم کھا کر بھی ان سے کہتا کہ جناب تبریزی نے ایمان اور انصاف کے تقاضے پورے کیے ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے میں بھی دوائیں اسپرے کی گئی ہیں۔ نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول ناکارہ ہوچکے ہیں اور مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سیکھنے والے تمام مسلمان اس علم سے محروم ہوچکے ہیں۔ اس سلسلے میں میرے بیٹوں علی' پارس اور بہو فہمی کو بھی چھوٹ نہیں دی گئی ہے۔ وہ بھی خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں رہے ہیں۔

میری سچی باتوں پر وہ لوگ کبھی یقین نہ کرتے اس لیے میں اس اجلاس میں خاموش تماشائی بنا ہوا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ انہیں رفتہ رفتہ جناب تبریزی کے ایمان اور انصاف پر یقین آئے گا۔

ایک امریکی افسر نے کہا "الپا نے ہمارے اجلاس میں اپنی موجودگی کا اعتراف کیا ہے۔ ہم نیلماں' مہاراج اور گردیو ... سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہم سے گفتگو کریں۔"

مہاراج نے ایک امریکی افسر کی زبان سے کہا "میں ہوں مہاراج۔ میرا نام سوریہ راج ہے۔ میں آپ لوگوں سے گفتگو کرنے والا تھا لیکن الپا کی باتیں سن کر سوچ میں پڑ گیا۔ یہ پورس کے تعاون سے اینٹی ٹیلی پیتھی دوا تیار کر رہی ہے اور اب تک مجھے یہ کہہ کر دھوکا دیتی رہی ہے کہ وہ بلی ڈونا ہے۔ میں الپا سے پوچھتا ہوں' یہ خود کو مجھ سے کیوں چھپا رہی تھی؟"

الپا نے کہا "دراصل میں یہ نہیں چاہتی تھی کہ تمہارے یا کسی اور کے ذریعے فرہاد اور پارس کو میری خیال خوانی کا علم ہو۔ وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ میں اس علم سے محروم ہوچکی ہوں۔"

مہاراج نے پوچھا "کیا تم سمجھتی ہو کہ فرہاد اس اجلاس میں موجود نہیں ہوگا؟ تم مجھ سے چھپ رہی تھیں۔ اب فرہاد کے علم میں بھی آچکی ہو۔"

"ہاں۔ ایک دن تو یہ راز کھلنا ہی تھا۔ دراصل نتاشا میری جانی دشمن ہے۔ وہ مجھے پورس سے کبھی دوستی نہیں کرنے دیتی اس لیے میں پورس کے پاس بلی ڈونا بن کر جاتی رہی ہوں۔ اب میں پورس کو حقیقت بتادوں گی کیونکہ نتاشا اور اس کی بہن کو تم معمولہ اور کنیز بنا کر کہیں لے گئے ہو۔"

"نتاشا میرے بھائی کی قاتلہ اور تمہارے راستے کا کانٹا تھی۔ میں اسے قتل کرکے تمہارا راستہ صاف کردوں گا۔"

"مہاراج! یہ کیوں بھولتے ہو کہ پورس غضب کا مکار ہے۔ اس سے سمجھوتا کرلو۔ نتاشا کو قتل نہ کرو۔ اسے اور اس کی بہن کو پورس کے حوالے کردو ورنہ وہ شیطان تمہیں دن میں تارے دکھادے گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "وہ تمہاری ٹیلی پیتھی کا سہارا لے کر بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔"

امریکی فوج کے افسر نے کہا "پلیز تم دونوں پورس کے معاملے میں ایک دوسرے کو چیلنج نہ کرو۔ تمہاری باتیں ہمارے اس اجلاس کے ایجنڈے کے خلاف ہیں۔ تم دونوں سے درخواست ہے کہ دوستانہ انداز اختیار کرو۔ ہمیں الپا' مہاراج' گردیو اور نیلماں سے بہت سی امیدیں ہیں۔ تم سب متحد رہ کر ہی فرہاد کے مقابلے میں کامیابیاں حاصل کرسکو گے۔"

امریکی حاکم نے کہا "ہم اپنے ملک کا خزانہ تمہارے

اتحاد کے لیے کھول دیں گے۔ تمہاری تمام شرائط قبول کریں گے اور تمہارے تمام مطالبات پورے کرتے رہیں گے۔ پلیز متحد ہو کر ہمارے کام آنے کی باتیں کرو۔"

"ہم الپا سے کیا اتحاد کریں۔ یہ کسی بھی دن اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کے اثر میں آجائے گی۔ ایک عام سی عورت بن کر رہے گی۔ ہمارا اتحاد نیلماں سے ہوگا۔ ہم اس کا انتظار کررہے ہیں۔ جب بھی وہ کسی حسینہ کا جسم حاصل کرے گی' ہم سے ضرور رابطہ کرے گی۔"

امریکی فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "مہاراج! ہماری آفر قبول کرو۔ ہم سے صرف تمہیں نہیں' تمہارے بھارت دیس کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ ہم بھارت کو ایشیا کا سپرپاور ملک بنادیں گے۔ تمہارے بڑے بڑے مطالبات پورے کرتے رہیں گے۔"

"میرا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ الپا' پورس کا ساتھ نہ دے۔ اس سے کبھی رابطہ نہ کرے۔ میں پورس کو بے یارو مددگار بنا کر گھیرنا اور کچل دینا چاہتا ہوں۔"

برین آدم نے کہا "مہاراج! ذرا مصلحت سے کام لو۔ الپا صرف اپنا کام نکالنے اور اینٹی ٹیلی پیتھی دوا تیار کرانے کے لیے اس سے دوستی کررہی ہے۔ وہ دوا تیار ہوجائے گی تو ہم سب کو فائدہ پہنچے گا۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے مسلمان ناکارہ ہوجائیں گے۔"

مہاراج نے کہا "میں پورس کو ٹریپ کرکے اسے اپنا تابعدار بنا کر وہ دوا تیار کراؤں گا۔ الپا سے کہو میرے راستے سے ہٹ جائے۔"

امریکی افسر نے کہا "مسٹر آدم! مہاراج کی بات مان لو۔ ہم سب کا فائدہ ہے۔ الپا پر بھروسا نہ کرو۔ یہ واقعی کسی دن بھی ٹیلی پیتھی سے محروم ہوسکتی ہے۔"

برین آدم نے کہا "سوری۔ ہم پورس کے ساتھ دوا تیار کرنے کے سلسلے میں بہت آگے نکل چکے ہیں۔"

مہاراج نے کہا "میں امریکی اکابرین سے کہتا ہوں' وہ ان یہودیوں سے دوستی نہ کریں۔ میں پورس سے سودا کروں گا۔ اس سے کہوں گا' وہ نتاشا اور نتالیہ کو زندہ سلامت دیکھنا چاہتا ہے تو الپا سے نہیں' ہم سے مل کر دوا تیار کرے۔ وہ نتاشا اور نتالیہ کی سلامتی کی خاطر الپا سے دوستی نہیں رکھے گا۔"

امریکی حاکم نے کہا "ہم تمہاری اس خواہش کے مطابق یہودیوں سے دوستی نہیں کریں گے۔"

برین آدم نے کہا "ہم تین ممالک کے سربراہوں نے دوستی اور اتحاد کے لیے یہ اجلاس منعقد کیا ہے اور آپ امریکی اکابرین متحد ہونے سے پہلے ہی ہم سے دوستی ختم کرنا چاہتے ہیں۔"

روسی حاکم نے کہا "نتاشا اور نتالیہ روسی ہیں۔ ہمارا ملک ان کی سلامتی کی خاطر مہاراج اور امریکا کا اتحادی بن کر رہے گا۔ ہم یہاں متحد ہونے کے لیے آئے ہیں۔ مسٹر آدم! دانش مندی یہی ہے کہ پورس کو مہاراج کے شکنجے میں جانے دو اور ہم سے اتحاد قائم کرو۔"

برین آدم نے پریشان ہو کر پوچھا "الپا! تم کیا کہتی ہو؟"

الپا ہنسنے لگی پھر بولی "امریکیوں اور روسیوں نے ابھی مجھے اور مملکتِ اسرائیل کی قوتوں کو پوری طرح نہیں سمجھا ہے مگر آج سمجھ لیں گے۔ یہ جس مہاراج سے دوستی کرنے کے لیے ہم سے دشمنی کررہے ہیں وہ مہاراج ابھی میرے سامنے گڑگڑائے گا اور مجھ سے رحم کی بھیک مانگے گا۔"

مہاراج نے کہا "میں اور تمہارے جیسی عورت کے سامنے بے بس ہوجاؤں گا! کیا بہت زیادہ خوش فہمی میں مبتلا رہنے لگی ہو۔"

"مہاراج! تم گدھوں کے مہاراج ہو۔ جاؤ اور ابھی اپنے اکلوتے جوان بیٹے کی خیریت معلوم کرو۔"

وہ گرج کر بولا "کیا بکواس کررہی ہو؟"

یہ کہتے ہی اس نے خیال خوانی کی چھلانگ لگائی اور اپنے بیٹے کے دماغ میں پہنچ کر بولا "ممیش! تم خیریت سے ہو؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ تب مہاراج کو معلوم ہوا کہ بیٹا زندہ ہے مگر کوما میں ہے۔ اس کی سوچ کی لہریں جواب نہیں دے سکیں گی۔

وہ ممیش کی کوٹھی کے انچارج کے دماغ میں آکر بولا۔ "ممیش کہاں ہے؟"

"ممیش بابو کل رات اپنی کار لے کر گئے تھے۔ ابھی تک واپس نہیں آئے ہیں۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے پھر اجلاس میں آکر گرجتے ہوئے بولا "الپا! میرا بیٹا کہاں ہے؟"

الپا نے کہا "گرج کر نہیں' عاجزی اور انکساری سے پوچھو۔"

"یو شٹ اپ۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"کیا میں تمہارے بیٹے کو زندہ چھوڑ دوں گی؟ وہ کوما میں ہے یعنی آدھا مرچکا ہے۔ تم اپنی اکڑ اور برتری بھول کراسے زندہ سلامت رکھ سکتے ہو۔"

مہاراج سوچ میں پڑ گیا۔ وہ اپنے جوان بیٹے کی موت برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ سوچنے لگا' ایسا کیا کرے کہ بیٹا زندہ سلامت واپس مل جائے اور الپا کے سامنے جھکنا بھی نہ پڑے۔

ایسی کوئی نئی تدبیر اس کے ذہن میں نہیں آرہی تھی۔ وہ کسی بھی طرح الپا کو اپنے شکنجے میں نہیں لے سکتا تھا۔ کالے جادو کے ذریعے اس کا پُتلا بنا کر پہلی سوئی چبھوتا تو وہ کمزور پڑنے سے پہلے اس کے بیٹے کو ہلاک کردیتی۔

وہ نرم پڑ کر الپا سے بولا "تم کیا چاہتی ہو؟"

"میں محتاج نہیں ہوں کہ تم سے کچھ چاہوں گی؟ البتہ تم اپنی اولاد کے لیے گڑگڑاؤ اور رحم کی بھیک مانگو۔"

"کبھی رات بڑی ہوتی ہے۔ کبھی دن بڑے ہوتے ہیں۔ کبھی میرا بھی داؤ چل سکتا ہے۔"

"تھوڑی دیر پہلے تمہارا داؤ چل رہا تھا۔ تم ایسے زبردست بن گئے تھے کہ مجھ سے ہی نہیں' میرے ملک سے بھی دشمنی کررہے تھے۔ امریکا اور روس کو قائل کرچکے تھے اور یہ دونوں ممالک ہم سے دشمنی کرنے پر آمادہ ہوگئے تھے۔"

امریکی حاکم نے کہا "الپا! پچھلی باتوں کو بھول جاؤ۔ تم نے اپنی طاقت اور برتری منوالی ہے۔ مہاراج سے دشمنی نہ کرو۔ ہم اس مرحلے پر پہنچ گئے ہیں کہ اب ایک مضبوط اتحاد قائم کرسکتے ہیں۔"

وہ بولی "گرگٹ کی طرح رنگ نہ بدلو۔ سیاسی اتحاد ہمیشہ خودغرضی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ مجھے اتحاد منظور نہیں ہے۔ یہ مہاراج تمہارے لیے پہاڑ بن گیا ہے۔ دیکھو یہ پہاڑ میرے قدموں میں جھک رہا ہے۔ نہیں جھکے گا تو جوان بیٹے کی موت کمر توڑ دے گی۔"

مہاراج نے شکست خوردہ لہجے میں کہا "ہاں تم نے میری کمر جھکادی ہے۔ مجھے توڑ بھی سکتی ہو۔ بولو میرے بیٹے کو زندہ رکھنے کے لیے تمہارے مطالبات کیا ہیں؟"

"سب سے پہلا مطالبہ تو یہ ہے کہ تم صرف مملکتِ اسرائیل کے لیے کام کرو گے۔ امریکا اور روس وغیرہ کو بھول جاؤ۔"

"مجھے تمہارا مطالبہ منظور ہے۔ میں تم سے اتحاد قائم کروں گا۔"

"مجھ سے نہیں میرے ملک اسرائیل سے اتحاد قائم کرو۔ تم جب تک مملکتِ اسرائیل کے لیے کام کرتے رہو گے' تمہارا بیٹا ہمارے پاس امانت کے طور پر زندہ سلامت رہے گا۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میرا بیٹا مجھے کبھی نہیں ملے گا؟ مجھے دور ہی دور سے اس کی خیریت معلوم ہوتی رہے گی؟"

"مجبوری ہے۔ تم نے خود کہا ہے کہ میری ٹیلی پیتھی کسی دن بھی ختم ہوسکتی ہے۔ میں ایک عام سی عورت رہ جاؤں گی۔ ایسے وقت تمہارا بیٹا یرغمال کے طور پر ہمارے پاس رہے گا۔ تم جب چاہو گے' خیال خوانی کے ذریعے اس سے رابطہ کرسکو گے لیکن اس سے گھنٹوں باتیں کرنے کے باوجود اس کا سراغ نہیں لگا سکو گے۔"

"ایسا ظلم نہ کرو۔ میں اپنے بیٹے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہارے پاس ٹیلی پیتھی کا علم رہے یا نہ رہے' میری ٹیلی پیتھی کی خدمات صرف مملکتِ اسرائیل کے لیے رہیں گی۔"

"میں قسم کھانے والوں کو جھوٹا سمجھتی ہوں کیونکہ اکثر قسمیں دھوکا دینے کے لیے کھائی جاتی ہیں۔"

"میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ کبھی دھوکا نہیں دوں گا۔"

"یقین نہ دلاؤ۔ تمہارا بیٹا ہمارے پاس عیش و آرام سے رہے گا۔ بس یہیں پر بات ختم کرو۔ میں جارہی ہوں۔"

"رک جاؤ۔ میری بات سن لو۔ میں تمہیں اپنی دوستی اور وفاداری کی ضمانت دوں گا۔ پلیز الپا! مجھ پر بھروسا کرو۔"

الپا کا جواب سنائی نہیں دیا۔ یہی سمجھا جاسکتا تھا کہ وہ جاچکی ہے۔ مہاراج نے کہا "تم نہیں جاسکتیں۔ تم ایک باپ کی محبت کا امتحان لے رہی ہو۔ میں بیٹے کے بغیر مرجاؤں گا۔ میں تینوں ممالک کے اکابرین سے درخواست کرتا ہوں' وہ الپا کو سمجھائیں۔ میری طرف سے ضمانت دیں کہ میں اس کے تمام مطالبات پورے کروں گا۔ ہمیشہ اس کا وفادار بن کر رہوں گا۔ فار گاڈ سیک۔ الپا کو آواز دیں۔ اسے دوستی کے لیے راضی کرلیں۔"

امریکی اور روسی اکابرین الپا کو آوازیں دے دے کر سمجھانے لگے۔ اس کی منتیں کرنے لگے۔ اپنی طرف سے بڑی بڑی ضمانتیں پیش کرنے لگے تاکہ وہ مہاراج کو اس کا بیٹا واپس کرنے پر راضی ہوجائے لیکن اس کی طرف سے جواب نہیں مل رہا تھا اور اسرائیلی اکابرین خاموش تھے۔ مہاراج نے تڑپ کر کہا "مسٹر آدم! آپ خاموش کیوں ہیں؟ وہ آپ کو بگ برادر کہتی ہے۔ آپ کی ہر بات مانتی ہے۔ یہ بات بھی مان لے گی۔ پلیز آپ اسے منالیں۔"

برین آدم نے کہا "مجھے افسوس ہے۔ وہ جاچکی ہے۔"

"وہ نہیں جاسکتی۔ اسے میرا بیٹا واپس کرنا ہوگا۔ نہیں تو

ساری دنیا میں آگ لگا دوں گا۔ کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا....."

وہ بیٹے کے لیے تڑپتا رہا۔ گرجتا رہا اور برسنے کی دھمکیاں بھی دیتا رہا پھر اسے یقین کرنا پڑا کہ الپا جا چکی ہے۔

○☆○

امریکا اور اسرائیل کا تعلق اتنا گہرا اور اٹوٹ ہے جیسے جسم کا دماغ سے ہوتا ہے۔ جب جسم صحت مند ہو اور دماغ ناکارہ ہو یا دماغ صحت مند ہو اور جسم بیمار ہو تو انسان اپنی شخصیت کی تعمیر نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اسرائیل، امریکا کی مالی امداد اور سیاسی حمایت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا اور امریکا، اسرائیل کو مشرقِ وسطیٰ میں تمام اسلامی ممالک پر حاوی کیے بغیر تمام مسلمان سربراہوں کو اپنا مطیع اور فرماں بردار نہیں بنا سکتا۔

اس سیاسی حقیقت کو سمجھنے کے بعد یقین ہو جاتا ہے کہ امریکا اور اسرائیل ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ الپا اور برین آدم یہ چاہتے تھے کہ مہاراج ٹیلی پیتھی کے ذریعے امریکا کے کام آئے لیکن وہ مہاراج اور گرودیو کو اپنے زیرِ اثر بھی رکھنا چاہتے تھے۔

اس اجلاس میں روسی اکابرین بھی تھے۔ انہیں تاثر دینا چاہتے تھے کہ مہاراج کے معاملے میں اسرائیل نے امریکا سے دشمنی مول لی ہے پھر الپا اور برین آدم چاہتے تھے کہ مہاراج یہودیوں کا فرماں بردار رہ کر کبھی کبھی امریکا کے کام آتا رہے اور اس کے عوض امریکا، اسرائیل کو اور زیادہ سیاسی استحکام دیتا رہے۔

الپا اجلاس سے چلی آئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ مہاراج بیٹے کی محبت میں تڑپتا ہوا اس کے پیچھے آئے گا۔ وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوئی تو تھوڑی دیر کے بعد ہی مہاراج اس کے دماغ میں آیا۔ وہ بولی "میرے دماغ میں نہ رہو۔ بگ برادر کے پاس جاؤ۔ میں آرہی ہوں۔"

الپا نے سانس روک لی۔ مہاراج اس کے دماغ سے نکل کر برین آدم کے پاس پہنچا۔ برین آدم نے کہا "میں اجلاس سے اٹھ کر مہمان خانے میں جا رہا ہوں۔ تم آدھے گھنٹے بعد آؤ۔ اس وقت الپا میرے پاس موجود رہے گی۔"

مہاراج کچھ کہنا چاہتا تھا مگر برین آدم نے سانس روک لی۔ اسے دماغ سے نکلنا پڑا۔ اب آدھا گھنٹا گزارنا مشکل تھا۔ مہاراج کی خیال خوانی کے دوران میں اکثر گرودیو اس کے ساتھ رہتا تھا۔ اس اجلاس میں بھی گرودیو خاموشی سے موجود تھا۔ اس نے جیت کو ہار میں بدلتے دیکھ کر کہا "بھائی مہاراج! الپا نے ایسی چال چلی ہے، جس کی ہم تو
کرسکتے تھے۔ اب وہ عورت ہم پر حاوی رہے گی۔"

مہاراج نے کہا "میں بیٹے کی وجہ سے بری طر
گیا ہوں۔ کوئی تدبیر نہیں سوجھ رہی ہے۔ اگر
ہو جائے کہ الپا میرے بیٹے کو چند دنوں تک آرام
گی اور اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا تو پھر ہمیں سو
اور مزید تدابیر پر عمل کرنے کا موقع مل جائے گا۔"

آدھا گھنٹا گزارنے میں دیر نہیں لگتی لیکن
بات کا شدت سے انتظار ہو تو ایک ایک منٹ ا
صدی کی طرح گزرتا ہے۔ دونوں بھائی بڑی بے
انتظار کر رہے تھے۔ ایسے وقت میں نے مہاراج
دستک دی۔ اس نے پوچھا "کون؟"

میں نے کہا "میں ہوں ٹی آر بھاٹیا۔"

"بھاٹیا! تم اتنے دنوں تک کہاں غائب رہے؟"

"میں ایک جگہ روپوش رہا تھا۔ خیال خوانی
اپنی محبوبہ بلی ڈونا سے رابطہ کیا تو پتا چلا کہ وہ ٹیلی پیتھ
سے محروم ہو گئی ہے۔ صرف وہی نہیں بے شمار
جاننے والے بھی ناکارہ ہو گئے ہیں اور وہ اینٹی ٹیلی
دنیا کے ہر ملک اور ہر علاقے میں اسپرے کی جارہی
اندیشے میں رہا کہ شاید میں بھی اس علم سے محرو
گا۔ بعد میں پتا چلا کہ جنہوں نے قدرتی طور سے یہ
کیا ہے، وہ سب دوا کے اثر سے محفوظ ہیں۔ میر
ہوں۔"

مہاراج نے کہا "ہم سے رابطہ کرتے تو اتنے
روپوش رہنا نہ پڑتا۔ کیا تمہارے ایرانی عامل نے
میں تمہیں حقیقت نہیں بتائی؟"

"وہ کیا بتائے گا؟ کتنے دن ہو گئے، وہ مجھ سے
کر رہا ہے۔ بلی ڈونا کا خیال ہے کہ اس ایرانی عا
ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سیکھی ہو
اس علم سے محروم ہو گیا ہے۔"

"یہ تو خوشی کی بات ہے، تمہیں اس سے نج
ہے۔"

"ہاں مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ تنویمی عمل
تک ہے۔ جب تک دادی ماں نہیں ملیں گی تب
طرح میری یادداشت واپس نہیں آئے گی۔ میں
ہوں کہ دادی ماں مجھے کہاں مل سکتی ہیں؟"

"تمہاری دادی ماں کی آتما شاید ابھی تک
ہے۔ کوئی نیا جسم حاصل کرنے کے بعد ہم سے

گی۔ میں تمہاری بہتری کے لیے ایک بات سمجھانا چاہتا ہوں۔ اب ہماری دنیا میں چند ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں اور مسلمانوں کے مقابلے میں ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے ہندوؤں کی تعداد زیادہ ہے۔ تم کسی مسلمان سے رابطہ نہ کرنا۔ ہم دو بھائی ہیں اور تم دادی اور پوتے ہو۔ ہم چاروں متحد ہو کر رہیں گے تو پوری دنیا پر ہماری حکمرانی ہوگی۔"

"لیکن ہم متحد نہیں رہ سکیں گے کیونکہ تم میری محبوبہ بلی ڈونا کو قتل کرنے کی قسم کھا چکے ہو۔"

"محبوبہ کیا ہوتی ہے؟ دنیا میں ایک سے بڑھ کر ایک حسین لڑکی ہے' کسی اور کو محبوبہ بنالو۔ بلی کے ساتھ چند راتیں گزار کر اسے ہمارے حوالے کردو۔ ہمارا اتحاد ضروری ہے۔ محبوبہ ضروری نہیں ہے۔"

"سوری! یہ دل کا معاملہ ہے۔ میرا دل اس کا دیوانہ ہے۔ میں دنیا چھوڑ سکتا ہوں لیکن اسے جیتے جی نہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی اسے تمہارے ہاتھ لگنے دوں گا۔"

وہ ناگواری سے بولا "دیکھو برخوردار! میں ابھی بہت پریشان ہوں۔ الپا نے میرے بیٹے کو اغوا کرکے کہیں چھپا دیا ہے۔ میں بہت پریشان ہوں۔ بیٹے کو اس عورت سے چھین کر لانے کا کوئی راستہ سجھائی نہیں دے رہا ہے۔ تم ابھی جاؤ۔ دو چار گھنٹے کے بعد مجھ سے رابطہ کرو۔"

"مجھ سے سودا کرو۔ اگر میں تمہارے بیٹے کو لے آؤں تو تم میری بلی کو کبھی نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔"

"تم میرے مہیش کو کہاں سے لاؤ گے؟ کیسے لاؤ گے؟"

"ابھی یہ نہیں جانتا کہ کہاں سے لاؤں گا؟ تم بتاؤ' مہیش کس شہر میں تھا؟"

"وہ ناگپور کے ایک علاقے گنڈی گودام میں تھا۔ الپا بہت چالاک ہے۔ اسے شہر سے کہیں دور لے گئی ہوگی۔"

"اگر تم مہیش کے دماغ میں پہنچ سکتے ہو تو مجھے وہاں پہنچا دو۔"

"کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ وہ کوما میں ہے۔ تم اس کے دماغ سے کچھ معلوم نہیں کرسکو گے۔ اگر معلومات حاصل کرنے کی گنجائش ہوتی تو ہم یوں مجبور اور بے بس نہ ہوتے۔"

"آپ بیٹے کی واپسی چاہتے ہیں تو مجھے اس کے دماغ میں پہنچا دیں۔"

مہاراج خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا اپنے بیٹے کے دماغ میں پہنچا۔ میں بھی اس کے ساتھ مہیش کے اندر پہنچ گیا۔ وہ بڑی محبت سے اسے مخاطب کر رہا تھا "مہیش! میرے بیٹے! اپنے باپ کی آواز سنو۔ کسی طرح دماغی توانائی سے [illegible] لے کر اتنا بتا دو' کہاں ہو؟"

مہیش ساکت پڑا ہوا تھا۔ ایک مُردے کی طرح بے [illegible] حرکت تھا۔ شاید وہ سن رہا ہوگا۔ آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور بے جان سی لگ رہی تھیں۔ شاید وہ چھت کو تک رہا [illegible] لیکن دماغ کے اندر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اس نے باپ کی [illegible] کی لہروں کو قبول کیا تھا مگر جواب دینے والی توانائی نہیں تھی۔ اس کے دماغ سے کچھ معلوم نہیں کیا جاسکتا تھا۔

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر بولا "بھائیا! تم [illegible] دیکھا' میرا بیٹا کس حال میں ہے؟"

میں نے کہا "انسان کوما کی حالت میں اسی طرح [illegible] ہے۔ تمہیں یہ اطمینان ہونا چاہیے کہ الپا نے اسے [illegible] نقصان نہیں پہنچایا ہے۔"

"ہاں مگر پہنچا سکتی ہے۔ مجھے اس کا بڑے سے بڑا مطا[illegible] مان کر اپنے بیٹے کو واپس لانا ہوگا۔ ویسے تم مہیش کے اند[illegible] پہنچ کر کیا سمجھتے ہو؟ کیا کسی تدبیر سے اسے واپس لایا جا[illegible] ہے؟"

"آدمی کوشش کرے تو ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے۔ [illegible] اپنی بلی کی سلامتی کے لیے مہیش کو کسی طرح وہاں سے [illegible] آؤں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تم سے دو گھنٹے بعد رابطہ کروں [illegible] ابھی برین آدم سے معاملات طے کرنے جارہا ہوں۔"

میں نے انجان بن کر پوچھا "یہ برین آدم کون ہے؟"

"میں بعد میں بتاؤں گا۔ ابھی تم جاؤ۔"

اس نے سانس روک کر مجھے اپنے دماغ سے نکال [illegible] تاکہ میں برین آدم تک پہنچ کر ان کی باتیں نہ سن سکوں۔ [illegible] ایک منٹ کے بعد برین آدم کے اندر پہنچ گیا۔ اس نے م[illegible] سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ اس کے دماغ میں مہار[illegible] کے علاوہ الپا بھی موجود تھی۔ اس وقت برین آدم کے سا[illegible] امریکی فوج کا ایک اعلیٰ افسر بیٹھا ہوا تھا اور مہاراج سے [illegible] رہا تھا "الپا اجلاس میں تم سے دشمنی ظاہر کرکے چلی گئی [illegible] دراصل ہم روسی اکابرین کو دھوکا دے رہے تھے۔ انہوں [illegible] سمجھ لیا ہے کہ یہودی تمہیں اپنی طرف مائل کرکے لے [illegible] ہیں اور آئندہ تم امریکا اور روس کے کام نہیں آؤ گے۔"

برین آدم نے کہا "ہم اسرائیلیوں کی اور امریکیو[illegible] سانسیں ٹوٹ سکتی ہیں لیکن اتحاد ٹوٹ نہیں سکتا۔ مہار[illegible] تم بظاہر ہمارے دوست رہو گے لیکن درپردہ امریکی حکو[illegible] کے لیے بھی کام کرتے رہو گے۔"

"میں ہمیشہ امریکا اور اسرائیل کا وفادار رہوں گا۔ تم میرے بیٹے کی واپسی کی بات کرو۔"

"کیسی احمقانہ بات کررہے ہو؟ کیا بیٹا واپس ملنے کے بعد تم ہمارے وفادار رہو گے؟ ہرگز نہیں۔ ہم تمہارے وعدوں اور قسموں پر بھروسا نہیں کریں گے۔"

"میرا بیٹا آدھا زندہ آدھا مُردہ ہے۔ میں ایسی صورت میں پوری توجہ سے تم لوگوں کے کام نہیں آسکوں گا۔"

"وہ ابھی کوما سے نکل آئے گا۔ تم جب چاہو گے' اس سے دماغی رابطہ کرسکو گے۔ گھنٹوں اس سے باتیں کرسکو گے لیکن یہ تمہیں معلوم نہیں ہوسکے گا کہ اسے کہاں قید کیا گیا ہے۔"

"یہ تو ظلم ہے۔ میرے بے قصور بیٹے کو عمر قید کی سزا دے رہے ہو۔ میں دور سے صرف باتیں کرسکوں گا۔ کبھی اسے اپنے سینے سے نہیں لگا سکوں گا۔"

"ایسی جذباتی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہم سے صرف کام کی باتیں کرو۔"

الپا نے کہا "تم نتاشا اور نتالیہ کو میرے حوالے کردو... میں انہیں زندہ سلامت رکھ کر پورس سے دوا تیار کراؤں گی۔"

مہاراج نے کہا "وہ دونوں بہنیں ممبئی پہنچنے والی ہیں۔ وہاں وہ ایک بنگلے میں رہیں گی۔ تمہارے آدمی کسی بھی وقت آکر انہیں لے جاسکتے ہیں۔"

"ایک ڈاکٹر تمہارے بیٹے کو انجکشن لگا رہا ہے۔ اسے میڈیکل ٹریٹمنٹ دے رہا ہے۔ تم یہاں سے جاؤ گے تو وہ کوما سے نکل چکا ہوگا۔ تم سے گفتگو کرسکے گا۔"

برین آدم نے کہا "لیکن یہ ہمیشہ یاد رکھنا کہ وہاں جتنے مسلح گارڈز ہیں وہ سب یوگا کے ماہر ہیں۔ تم کسی کو ٹریپ نہیں کرسکو گے۔ کوئی چالاکی دکھاؤ گے اور بیٹے کو وہاں سے بھگا کر لے جانا چاہو گے تو مسلح گارڈز ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اسے گولی مار دیں گے۔"

"میں ایسی غلطی نہیں کروں گا۔ میں اس کے لیے تڑپ رہا ہوں۔ اس سے باتیں کرنے جارہا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ امریکی فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "الپا! تم نے مہاراج کو شکنجے میں لے کر بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ اب اس کا بھائی گرددیو بھی ہمارا وفادار رہنے پر مجبور رہے گا۔ اس طرح تمہارے علاوہ ہمارے پاس دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ ہوچکا ہے۔"

برین آدم نے کہا "ہماری الپا کارنامے انجام دے رہی ہے۔ آپ بھی کچھ دیں۔"

"ضرور دیں گے۔ آپ جو چاہیں گے' وہ آپ کو ملے گا۔"

"ہم آئندہ مہاراج کو خدمات کے صلے میں کچھ نہ کچھ دیتے رہیں گے پھر پورس کے ذریعے دوائیں تیار کرنے کے لیے بھی بھاری سرمائے کی ضرورت ہے۔"

"پورس صرف اینٹی ٹیلی پیتھی دوا تیار کرائے گا پھر آپ دوائیں کیوں کہہ رہے ہیں؟"

"پورس ہم سے ایک ہی دوا کی تیاری کی بات کررہا ہے لیکن الپا نے اس کے چور خیالات پڑھ کر یہ معلوم کیا ہے کہ وہ نادیدہ گولیوں اور فلائنگ کیپسولوں کو بھی ضائع کرنے والی دوائیں تیار کرے گا۔"

الپا نے کہا "پورس کے تعلقات ایک ڈاکٹر سے تھے۔ وہ ڈاکٹر ایک سو چھ برس کی عمر پاکر مرگیا۔ اس نے غیر معمولی دواؤں کے نسخے پورس کو دیے تھے۔ پورس ان میں سے ایک غیر معمولی دوا بڑی رازداری سے تیار کرانا چاہتا ہے۔ وہ دوا جس شخص پر اسپرے کی جائے' اس شخص کا جسم سر سے پیر تک سُن ہوجاتا ہے پھر وہ ایک آدھ گھنٹے تک ساکت رہتا ہے۔ اگر کھڑا ہے تو کھڑا ہی رہ جائے گا۔ بیٹھا ہے تو بیٹھا ہی رہ جائے گا پھر رفتہ رفتہ دوا کا اثر زائل ہونے پر وہ نارمل ہوکر چلنے پھرنے اور بولنے لگے گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "یہ دوا ہمارے کام آئے گی۔ ہم کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے پر اس کا اسپرے کریں گے تو وہ ایک آدھ گھنٹے تک خیال خوانی کے قابل نہیں رہے گا۔"

الپا نے کہا "قدرتی طریقوں سے بھی ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے والے اس دوا کے اثر سے ایک آدھ گھنٹے کے لیے ناکارہ ہوجائیں گے۔"

"تم نے پورس کے چور خیالات سے معلوم کیا ہوگا کہ وہ ایسی غیر معمولی دواؤں کے نسخے کہاں چھپا کر رکھتا ہے؟"

الپا نے کہا "میں نے معلوم کیا ہے۔ ان نسخوں کو حاصل کرنا دشوار ہے مگر ناممکن نہیں ہے۔ ہمارے یہودی سراغ رساں اسے حاصل کرنے کے لیے اس مقام کی طرف روانہ ہوچکے ہیں۔"

"الپا! ہمارے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کبھی تمہاری طرح کارنامے انجام نہیں دیے۔ حتیٰ کہ وہ سب اس علم سے محروم ہوگئے۔ تم نے بڑی ہوشیاری سے اس علم کو برقرار رکھا ہے۔ اگر وہ تمام غیر معمولی نسخے حاصل ہوجائیں گے تو تم فرہاد علی تیمور پر بھی بھاری پڑو گی۔"

"ایسا ہی ہوگا۔ آپ پیمنٹ کی بات کریں۔ ہمیں پانچ ارب ڈالر کی ضرورت ہے۔"

"یہ رقم مل جائے گی۔ پہلی پیمنٹ کے طور پر کل تک دو ارب ڈالر ادا کردیے جائیں گے پھر تم مہاراج اور گرودیو کے ذریعے ایران اور افغانستان میں ہماری پالیسیوں کے مطابق کارروائی کروگی تو باقی تین ارب ڈالر بھی ادا کردیے جائیں گے۔"

حالیہ مردم شماری کے نتائج کے مطابق یہ بات سامنے آئی تھی کہ امریکا میں دوسرا بڑا مذہب اسلام ہے۔ اس حقیقت نے امریکا اور اسرائیل دونوں کو پریشان کردیا تھا۔ وہ تقریباً نصف صدی سے اس کوشش میں تھے کہ سیاسی حکمتِ عملی سے اسلامی ممالک کو پسماندہ اور محتاج بنا کر رکھا جائے۔ وہ اپنی کوششوں میں بڑی حد تک کامیاب تھے لیکن ایران میں اسلامی انقلاب اور افغانستان میں سپر پاور روس کی پسپائی نے یہ بات سمجھا دی تھی کہ اسلام ان ممالک سے تقویت حاصل کرنے والا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ، جنوب اور وسط ایشیا کے اسلامی ممالک کو اپنے زیرِ اثر رکھنے کے لیے لازمی ہوگیا تھا کہ ایران اور افغانستان کے سیاسی عوامل کو کمزور کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے امریکا نے ایران کو مختلف ہتھکنڈوں سے کچلنے کی انتہا کردی۔ اس کے باوجود ایران رفتہ رفتہ مستحکم ہوتا رہا۔ البتہ افغانستان میں خانہ جنگی کرانے کے سلسلے میں امریکا کو کامیابی حاصل ہوتی رہی۔

یہ کامیابی بھی عارضی دکھائی دینے لگی کیونکہ اچانک طالبان بڑی جرأت مندی اور تیزی سے افغانستان کے بگڑتے ہوئے سیاسی عوامل پر قابو پانے لگے۔

میں نے اور سونیا نے کچھ عرصے تک ایران میں رہ کر امریکی سازشوں کو ناکام بنا دیا تھا۔ ویسے ایران کا بچہ بچہ اتنا جرأت مند ہے کہ ہماری ٹیلی پیتھی کے بغیر بھی امریکا کی سازشیں وہاں ناکام ہوتی رہی ہیں۔

ایک سازش یہ بھی تھی کہ افغانستان کی خانہ جنگی کے ذریعے ایران کے سرحدی علاقوں کو نقصان پہنچایا جائے لیکن ایرانی حکام کی سیاسی بصیرت نے اس خطرے کو پہلے سے بھانپ لیا تھا۔ انہوں نے افغانی بھائیوں کو خانہ جنگی سے باز رکھنے کے لیے جہاد کیا اور افغانستان کے جنوب مغرب میں ایسی کسی افغانی تنظیم کو برتری حاصل نہیں کرنے دی، جو امریکا کے زیرِ اثر تھی اور خانہ جنگی کے لیے امریکا سے ڈالر اور ہتھیار حاصل کرتی تھی۔

میں اپنی داستان میں سیاست پر زیادہ بحث نہیں کرتا لیکن آئندہ جو واقعات بیان کرنے والا ہوں، اس سلسلے میں اس سیاسی پس منظر کو پیش کرنا ضروری ہے۔ ثانی اور پارس ہندوستان پہنچنے والے ہیں اس لیے میں ہندوستان چھوڑ کر افغانستان کی طرف جارہا ہوں۔ ایرانی حکام کی پہلی کوشش تھی کہ ایشیا میں ایران، پاکستان اور چین کا ایک مضبوط اتحاد قائم ہو لیکن قرضوں کے جال میں پھنسنے والے پاکستانی حکمرانوں نے اس اتحاد کو اہمیت نہیں دی۔ امریکا اور اسرائیل خوش تھے کہ پاکستان اس اتحاد میں شامل نہیں لیکن اب ایران، بھارت اور چین کا اتحاد قائم ہو رہا ہے۔

امریکا اور اسرائیل امن و امان کے زمانے میں ایشیا کے مسلم ممالک تک تجارتی اور سیاسی ارادوں سے پہنچنا چاہتے ہیں۔ وہ پاکستان اور افغانستان کے راستے وہاں تک پہنچ سکتے ہیں اور اگر چین سے جنگ چھڑ جائے تو ان ممالک کے راستے اپنی فوج اور اسلحہ لے جاسکتے ہیں لیکن ایران، بھارت اور چین متحد ہو کر یہ راستے بند کرسکتے ہیں۔ امریکا اور اسرائیل کو ایسے جارحانہ عزائم سے روکنے کا سہرا ایران کے سر ہوگا اسی لیے پورے ایشیا میں ان کے ... ایران ایک نہ جھکنے والا اور نہ ٹوٹنے والا ملک ہے وہ کسی سیاسی ہتھکنڈے سے ان کے زیرِ اثر نہیں آرہا تھا۔

اسے توڑنے یا کمزور کرنے کے لیے افغانستان میں خانہ جنگی جاری رکھی جارہی تھی۔ یہ امریکی پالیسی چند برسوں تک کامیاب رہی۔ یہ یقین ہوتا جارہا تھا کہ افغانستان میں امریکا کی پسند کی حکومت قائم ہوگی لیکن طالبان رفتہ رفتہ خانہ جنگی برپا رکھنے والی تنظیموں کو شکست دیتے ہوئے افغانستان کے اہم علاقوں پر قبضہ جمانے اور وہاں امن و امان قائم رکھنے لگے۔ وہ سر پر کفن باندھ کر جہاد کرنے والے طالبان امریکا کے لیے مسئلہ بن گئے تھے۔ وہ انہیں پسپا کرنے کے لیے ہزاروں میل دور آکر ان پر فوج کشی نہیں کرسکتا تھا۔ ایشیائی ممالک امریکا کو کبھی اجازت نہ دیتے کہ وہ افغانستان کو دوسرا ... نام بنائے۔

امریکی فوج کے اعلیٰ افسر نے الپا اور برین آدم ... "اب خاموش ڈپلومیسی سے کام نکالنا ہوگا۔ مہاراج اور گرودیو سے کہا جائے کہ وہ دونوں بھائی خیال خوانی کے ذریعے طالبان کے درمیان نفرت اور عداوت پیدا کریں ... انہیں مختلف گروہوں میں تقسیم کردیں۔ اس طرح طالبان آپس میں لڑنے مرنے لگیں گے۔"

برین آدم نے کہا "وہ دونوں بھائی ہمارے احکامات کے مطابق وہی کریں گے، جو آپ چاہتے ہیں لیکن دانش مندی یہ ہے کہ ہم پہلے فرہاد کی مصروفیات سے باخبر رہیں۔ ہمارے مقابلے میں وہ اور سلمان دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ہم دوسرے ممالک میں عارضی طور پر گڑبڑ پیدا کرکے فرہاد اور سلمان کو ادھر مصروف رہنے پر مجبور کرسکتے ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے والے کبھی یہ نہیں چاہیں گے کہ پورس اینٹی ٹیلی پیتھی دوا تیار کرے۔ کسی طرح یہ بات فرہاد تک پہنچے اور وہ پورس کے پیچھے پڑجائے۔"

"پورس اگر کسی ایشیائی ملک میں دوا تیار کرے گا تو ہم مختلف ذرائع سے یہ ظاہر کریں گے کہ وہ یورپ کے کسی ملک کی لیبارٹری میں مصروف ہے۔ اس طرح فرہاد اور سلمان یورپ میں بھٹکتے رہیں گے۔"

اسی وقت مہاراج نے آکر کہا "میڈم الپا! مسٹر آدم! میں آپ دونوں کا مشکور ہوں۔ میرا بیٹا کوما سے نکل آیا ہے۔ وہ بالکل نارمل ہے۔ میں اس حد تک مطمئن ہوں کہ وہ بخیریت ہے اور اسے کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچایا جارہا ہے۔"

برین آدم نے کہا "تمہارا بیٹا ہمیشہ عیش و آرام سے رہے گا۔ فی الحال ہم جو منصوبہ بنا رہے ہیں، اس کے مطابق تمہیں اور تمہارے بھائی کو عمل کرنا ہے۔"

وہ مہاراج کو منصوبے کی تفصیل بتانے لگا۔ مہاراج نے سب کچھ سننے کے بعد کہا "ہم دونوں بھائی افغانستان میں اپنی تمام صلاحیتیں آزمائیں گے۔ فرہاد کو دوسری طرف بھٹکانے کا آئیڈیا بھی اچھا ہے۔ آپ چاہیں تو اسے تیسری طرف بھی بھٹکایا جاسکتا ہے۔"

"تیسری طرف بھٹکانے والا آئیڈیا کیا ہے؟"

"ٹی آر بھاٹیا خیال خوانی کے ذریعے میرے پاس آیا تھا۔ وہ اپنی دادی نیلماں کو تلاش کررہا ہے۔"

"وہ فرہاد کے ہتھے چڑھ سکتا ہے۔ کیا تم نے اسے دوست بنانے کی کوشش کی ہے؟"

"اس وقت میں اپنے بیٹے کے لیے پریشان تھا۔ ابھی اس سے رابطہ کروں گا۔ میرے ذہن میں جو آئیڈیا ہے، اسے سن لیں۔ الپا اس کی دادی ماں بن کر اسے اپنی طرف مائل کرسکتی ہے پھر فرہاد کو بھٹکانے کے لیے اس سے بھی کام لے سکتی ہے۔"

الپا نے کہا "واہ مہاراج! تم واقعی وفاداری کا ثبوت دے رہے ہو۔ میں نیلماں بن کر اسے اپنی طرف مائل کرسکتی ہوں۔ میں تمہارے دماغ میں آرہی ہوں۔ تم مجھے اس کے اندر پہنچاؤ۔"

برین آدم میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کررہا تھا کیونکہ الپا اور مہاراج اس کے اندر رہ کر بول رہے تھے۔ اب وہ دونوں میری طرف آنے والے تھے اس لیے میں اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی مہاراج نے میرے دماغ میں آکر کہا "سانس نہ روکنا۔ میں مہاراج ہوں۔ تمہارے لیے ایک انمول تحفہ لایا ہوں۔ ذرا یہ آواز سنو۔ خوشی سے اچھل پڑوگے۔"

الپا نے نیلماں کے سابقہ لب و لہجے میں کہا "میرے بچے! میری جان سے زیادہ عزیز پوتے! تم کہاں ہو؟"

میں خوشی سے اچھل کر کھڑا ہوگیا "دادی ماں! آپ؟ کیا آپ نے اپنا جسم حاصل کرلیا ہے؟"

"ہاں میرے بچے! میں نے تمہاری خاطر پھر ایک نئی زندگی حاصل کی ہے۔ تم کہاں ہو؟ میں تمہارے پاس آنا چاہتی ہوں۔"

"میں یہاں۔ یہاں۔ یہاں ہوں۔ یعنی کہ یہاں۔۔۔"

"تم یہاں یہاں کی تکرار کیوں کررہے ہو؟ کیا وہ ایرانی عامل روک رہا ہے؟ میری اس سے بات کراؤ۔"

"وہ ایرانی عامل کئی دنوں سے لاپتا ہے۔ مجھ سے رابطہ نہیں کررہا ہے۔ شاید اس کی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں ختم ہوچکی ہیں۔"

"جب وہ نہیں روک رہا ہے تو پھر اپنا پتا ٹھکانا بتاؤ؟"

"کیسے بتاؤں؟ وہ عامل نہیں ہے لیکن اس کے تنویمی عمل کا اثر اب تک ہے۔ میں اپنا پتا ٹھکانا بتا نہیں پارہا ہوں۔ آپ مجھے اپنے پاس بلالیں۔ مجھے بتائیں، آپ کہاں ہیں؟ میں وہاں پہنچنے کی کوشش کروں گا۔"

"ہمیں ملاقات کے لیے کسی خفیہ مقام کا انتخاب کرنا ہوگا۔ میں نہیں چاہتی کہ دوست یا دشمن ہمارے درمیان آئیں۔ مہاراج دوست ہے مگر ہمارے درمیان موجود ہے۔ میں بعد میں تم سے رابطہ کروں گی۔ میرا انتظار کرو۔"

الپا اور مہاراج میرے دماغ سے چلے گئے۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی الپا نے میرے دماغ میں آکر کہا "میں مہاراج کو تمہارے دماغ سے رخصت کرنے کے لیے گئی تھی۔ یہ بتاؤ کیا انڈیا میں ہو؟"

"ہاں۔ نن... نہیں۔ میں انڈیا میں نہیں ہوں۔ کسی دوسری جگہ ہوں۔"

"تمہاری بے اختیار "ہاں" نے سچ کہہ دیا ہے اور اب تنویمی عمل کے اثر سے جھوٹ بول رہے ہو۔ بہرحال میں

ممبئی شہر میں ہوں۔ تم آج شام ائرپورٹ کی وزیٹرز لابی میں آجاؤ۔ میں انتظار کروں گی۔"
"ٹھیک ہے۔ میں شام چھ بجے آجاؤں گا۔"
وہ میرے دماغ سے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد مہاراج نے آکر پوچھا "کیا تمہاری دادی ماں چلی گئیں؟"
"ہاں۔ وہ نہیں ہیں مگر تمہاری مہربانی سے ان سے ملاقات ہوجائے گی۔"
"بھائیا! تم میرے دماغ میں آؤ۔ میں ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"
میں نے اس کے اندر پہنچ کر پوچھا "تم نے اپنے پاس کیوں بلایا ہے؟"
"تمہیں الپا کے فریب سے بچانا چاہتا ہوں۔ ابھی وہ تمہاری دادی ماں بن کر تم سے باتیں کررہی تھی۔ تم ملاقات کے لیے کہیں جاؤ گے تو اس کے آدمی تمہیں زخمی کردیں گے پھر وہ تنویمی عمل کے ذریعے تمہیں اپنا معمول اور تابعدار بنالے گی۔"
"جب وہ میری دادی ماں نہیں تھی تو اسے میرے دماغ میں کیوں لائے تھے؟"
"میں مجبور ہوں۔ میرا بیٹا اس کی قید میں ہے۔ وہ جو کہے گی، مجھے اس پر عمل کرنا ہوگا۔ میں تمہیں اس کے فریب سے اس لیے بچا رہا ہوں کہ تم میرے بیٹے کو اس کی قید سے رہائی دلانے کا وعدہ کررہے تھے۔"
"میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ تم نے الپا کا فریب ظاہر کرکے میرا دل جیت لیا ہے۔ میں ضرور تمہارے کام آؤں گا۔"
"الپا کو شبہ نہ ہو کہ میں نے اس کے فریب سے تمہیں آگاہ کیا ہے۔"
"اطمینان رکھو۔ میں بھی اسے دادی ماں کہہ کر فریب دیتا رہوں گا۔"
"کیا تم میرے بیٹے کے پاس جارہے ہو؟"
"ہاں۔ ابھی جارہا ہوں۔"
میں اس کے بیٹے مہیش کے دماغ میں پہنچا۔ وہ ایک آرام وہ بیڈ روم میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ جس مکان میں ہے اس کے دروازوں اور کھڑکیوں کو بند کرکے باہر سے کیلیں ٹھونک دی گئی ہیں۔ وہ باہر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ یہ نہیں جان سکتا تھا کہ کس شہر کے کس علاقے میں وہ مکان ہے۔ جب وہ بیل بجاتا تھا تو اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے دو مسلح آدمی آتے تھے اور اس کے سامنے گونگے بنے رہتے تھے۔ باہر ایک بار کسی گاڑی کی آواز سنائی دی تھی لیکن کسی انسان کے بولنے کی آواز نہیں دی۔ میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ مہاراج نے "کیا ہوا؟"
میں نے کہا "اس کے دماغ میں جاتے آتے رہنے سے اس کی رہائی کا کوئی راستہ نکل سکتا ہے۔ ذرا صبر کرو۔ سوچنے کے لیے تنہا چھوڑ دو۔"
وہ چلا گیا۔ میں اس وقت ایک کار کی پچھلی سیٹ پر تھا۔ کار جی ٹی روڈ سے گزرتی ہوئی پشاور کی طرف جارہی تھی۔ پشاور سے آگے سرحد پار کرکے افغانستان جانے والا تھا۔ شام کے چھ بجے الپا نے نیلماں بن کر مجھے مخاطب کیا "میرے لال! میں ممبئی ائرپورٹ کی وزیٹرز لابی میں ہوں۔ تم آچکے ہو تو بتاؤ، لابی کے کس حصے میں ہو اور تم نے کون سا لباس پہن رکھا ہے؟"
میں نے پریشان ہوکر کہا "آپ دیکھ رہی ہیں دادی ماں! میں کار میں ہوں۔ بڑی دیر سے ڈرائیور سے کہہ رہا ہوں مجھے دادی ماں کے پاس لے چلو۔ میں اسے جہاں کہتا ہوں مجھے وہاں پہنچاتا ہے مگر آپ وہاں نظر نہیں آتیں۔"
"تم ڈرائیور سے کہو، تمہیں ائرپورٹ لے آئے۔"
میں نے ڈرائیور سے کہا "سنو۔ تم مجھے۔۔۔ مجھے سی پورٹ لے چلو مگر۔ مگر کیسے لے جائے گا۔ میں بھول گیا تھا کہ یہ بہرا ہے۔ میں اسے کاغذ پر لکھ کر دیتا ہوں۔"
وہ بولی "کیا مشکل ہے۔ میں ائرپورٹ کہہ رہی ہوں۔ تم سی پورٹ کہہ رہے ہو۔ ابھی کاغذ پر لکھو۔ میں تمہارے دماغ پر قبضہ جما کر لکھوا رہی ہوں۔"
میں نے سیٹ پر رکھے ہوئے چھوٹے کاغذ کے پیڈ پر قلم کھول لیا۔ وہ اپنی دانست میں مجھ پر قبضہ جما کر لکھوانے لگی "لکھو ائرپورٹ چلو۔"
میں نے لکھا "ائرفورس چلو۔"
"ائرفورس نہیں، ائرپورٹ لکھو۔"
میں نے پھر لکھنے کی کوشش کی اور لکھ دیا "کورٹ۔"
وہ ایک گہری سانس لے کر مایوسی سے بولی "جب تک تم پر تنویمی عمل کا اثر رہے گا، تم مجھ سے مل نہیں سکو گے۔"
"دادی ماں! اس عامل نے کہا تھا کہ آپ ڈیڑھ سو برس کے بوڑھے جسم کے ساتھ آئیں گی۔ تب میرا ذہن آپ کو دادی ماں تسلیم کرے گا پھر میں آپ کے گلے سے لگ جاؤں گا۔ آپ میری بوڑھی دادی ماں بن کر آجائیں۔"
"میں بار بار جسم بدل نہیں سکوں گی۔ کوشش کروں گی کہ تمہارے دماغ سے تنویمی عمل کا اثر ختم کردوں۔"

"تو پھر ختم کریں۔ میں آپ سے ملنے کے لیے تڑپ رہا ہوں۔"
"میں جلد سے جلد کوشش کروں گی۔ فی الحال تم میرا ایک کام کرو۔"
"ایک نہیں ہزار کام کروں گا۔ آپ حکم دیں۔"
"تم آج ہی یورپ کے کسی ملک میں چلے جاؤ پھر فرہاد علی تیمور سے دماغی رابطہ کرکے اس سے پوچھو کہ تمہاری دادی ماں کہاں ہے؟ اپنی پریشانی ظاہر کرو۔ اس سے التجا کرو کہ دادی ماں کو تلاش کرے۔ تم جسمانی طور پر کمزوری محسوس کرتے ہو۔ دادی ماں کو تلاش کرنے ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتے ہو۔ کچھ ایسی ایکٹنگ کرو کہ فرہاد مدد کرنے کے لیے تمہارے پاس چلا آئے۔"
"آپ یہ کیوں چاہتی ہیں کہ فرہاد میرے پاس آئے؟"
"میں تمہارے پاس پہنچ نہیں سکتی۔ فرہاد بہت چالاک ہے۔ کسی چالاکی سے تمہارے پاس آئے گا تو میں فرہاد کا سہارا لے کر تمہارے پاس چلی آؤں گی۔"
"پھر کیوں نہ میں فرہاد سے سیدھی اور سچی بات کہہ دوں کہ میں اس کا سہارا لے کر دادی ماں سے ملنا چاہتا ہوں۔"
"تم پچھلی باتیں بھول گئے ہو۔ فرہاد کی دشمنی نے ہم دادی اور پوتے کو جدا کیا ہے۔ تم تخریبی کارروائیوں کے لیے ایران گئے تھے۔ اب فرہاد کو معلوم ہوگا کہ تم یورپ کے کسی ملک میں ہو تو وہ پھر تمہیں ٹریپ کرنے اور ایرانی حکومت کے حوالے کرنے آئے گا۔ میں تمہارے دماغ میں خاموشی سے چھپی رہوں گی اور معلوم کروں گی کہ فرہاد تمہیں کیسی تدابیر سے تلاش کرکے تمہارے پاس پہنچنے والا ہے۔"
"میں سمجھ گیا۔ آپ فرہاد کے پیچھے راستہ بناتی ہوئی مجھ تک پہنچ جائیں گی۔ یہ اچھا طریقہ ہے۔ میں کسی فلائٹ سے یورپ کے کسی ملک میں پہنچ کر فرہاد سے رابطہ کروں گا۔ کیا آپ مجھے فرہاد کی آواز اور لب و لہجہ سنائیں گی؟"
"تم یورپ پہنچ کر مجھ سے رابطہ کرو۔ میں تمہیں اس کے دماغ میں پہنچا دوں گی۔ ابھی جارہی ہوں۔ کسی فلائٹ میں سیٹ حاصل کرنے کے بعد مجھ سے رابطہ کرو۔"
وہ چلی گئی۔ میرے تمام مخالفین نے مجھ سے چھپا کر شطرنج کی ایک نئی بساط بچھائی تھی اور یہ نہیں جانتے تھے کہ میرے ہی سامنے اس بساط پر چالیں چل رہے ہیں۔

○☆○

نتاشا اور نتالیہ ممبئی پہنچ گئیں لیکن مہاراج اس وقت تک الپا کے شکنجے میں آچکا تھا۔ وہ اور گرودیو اب ان بہنوں کے ساتھ اپنی من مانی نہیں کرسکتے تھے۔ الپا نے دھمکی دی تھی کہ ان کے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں ہونا چاہیے ورنہ اس کے بیٹے مہیش کے ساتھ ان سے زیادہ برا سلوک کیا جائے گا۔
الپا کو نتاشا سے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔ کوئی اور موقع ہوتا تو وہ نتاشا کو مہاراج کے ہاتھوں مرنے کے لیے چھوڑ دیتی لیکن وہ ان دونوں بہنوں کو زندہ سلامت رکھ کر بورس کو اپنا احسان مند بنانا چاہتی تھی۔ مہاراج نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان بہنوں کو ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔
اس نے اپنے ایک ماتحت کو حکم دیا تھا کہ وہ ان دونوں کو ائرپورٹ سے لے آئے اور ہنومان مندر کے پیچھے والے بنگلے میں انہیں پہنچا دے۔ ان کے آرام اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھے۔ اس ماتحت نے حکم کی تعمیل کی۔ ان کے لیے ایک کار لے کر ائرپورٹ پہنچا۔ مہاراج نے خیال خوانی کے ذریعے نتاشا اور نتالیہ کو حکم دیا کہ اس کے ماتحت کے ساتھ کار میں بیٹھ کر چلی جائیں۔ ان دونوں نے بھی اس کے حکم کی تعمیل کی۔ اس ماتحت کے ساتھ جانے لگیں۔
میں نے ثانی اور پارس کو بتا دیا تھا کہ الپا نے مہاراج کے بیٹے کو قیدی بنا کر بازی پلٹ دی ہے۔ مہاراج اور گرودیو اب ان کو ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے۔ وہ دونوں ایک بنگلے میں رہیں گی۔ بعد میں الپا جب مناسب موقع دیکھے گی، انہیں وہاں سے لے جائے گی۔
ثانی اور پارس ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ان کے تعاقب میں جانے لگے۔ پارس نے پوچھا "پاپا! کیا آپ ممبئی والے بنگلے میں ہیں؟"
"نہیں۔ میں نے اس بنگلے کو لاک کردیا ہے۔ وہاں دو مسلح چوکیدار ہیں۔ ان بہنوں کو اس بنگلے میں لے جاکر چھپا سکتے ہو۔ میں چوکیداروں سے کہہ دوں گا۔ وہ تم لوگوں کے لیے بنگلے کا دروازہ کھول دیں گے۔"
نتاشا اور نتالیہ کو جس بنگلے میں پہنچایا گیا وہاں مہاراج کے اس ماتحت کے علاوہ دو مسلح گارڈز تھے۔ ثانی اور پارس ان تینوں مسلح افراد کو چند منٹوں میں نہتا کرکے ان کے ہاتھ پاؤں توڑ سکتے تھے لیکن ثانی نے میرے دماغ میں آکر کہا "ان مسلح گارڈز سے الجھنے میں وقت ضائع ہوگا۔ آپ مہاراج کے لب و لہجے میں انہیں حکم دیں کہ وہ ان بہنوں کو ہمارے حوالے کردیں۔"
ثانی اور پارس اس بنگلے کے سامنے ٹیکسی سے اتر گئے۔ ٹیکسی کا کرایہ دے کر اسے رخصت کردیا پھر وہ بنگلے کے

احاطے میں آئے۔ میں نے مہاراج کے لب ولہجے میں اس ماتحت سے کہہ دیا تھا کہ اس بنگلے میں ان بہنوں کے لیے خطرہ ہے۔ لٰہذا ایک جوان لڑکی ایک جوان کے ساتھ آرہی ہے۔ ان بہنوں کو ان کے حوالے کردیا جائے۔

ماتحت نے یہی کیا۔ ثانی نے ان بہنوں کو پورچ میں کھڑی ہوئی کار کی پچھلی سیٹ پر بٹھایا پھر اگلی سیٹ پر آگئی۔ پارس کار ڈرائیو کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ کسی جھگڑے اور خون خرابے کے بغیر بڑی سہولت سے کام بن گیا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے' بہت مشکل کام آسانی سے ہوجاتا ہے۔ دشمنوں کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ ان کی توقع کے خلاف کیا سے کیا ہوگیا ہے؟

دونوں بہنوں کو اپنے بنگلے میں لانے کے بعد ثانی نے پہلا کام یہ کیا کہ ان دونوں کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلا دیا۔ میں نے نتاشا پر اور ثانی نے نتالیہ پر تنویمی عمل کیا۔ مہاراج کے عمل کو مٹا کر اپنے چند احکامات ان کے دماغوں میں نقش کیے پھر انہیں تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ ثانی نے پوچھا "پاپا! آپ کا کیا خیال ہے؟ الپا نے مہاراج کے بیٹے کو ناگپور یا اس کے آس پاس کے علاقے میں قیدی بنا کر چھپایا ہوگا۔"

میں نے کہا "ابھی یقین سے کہا نہیں جاسکتا۔ یہودی .... جاسوس بھارت کے بڑے بڑے شہروں میں ہیں۔ الپا نے مہیش کو ان یہودی سراغ رسانوں کے حوالے کیا ہوگا۔ میں تمہیں اس کے دماغ میں پہنچا رہا ہوں۔ تم وقتاً فوقتاً اس کے اندر جاتی رہوگی تو شاید اس علاقے کے بارے میں کچھ معلوم ہوجائے جہاں اسے قید کیا گیا ہے۔"

میں ثانی کو مہیش کے دماغ میں پہنچا کر چلا گیا۔ وہ اس کے اندر اس مکان کا جائزہ لینے لگی۔ مہیش بستر پر لیٹا ہوا سگریٹ پی رہا تھا اور سوچ رہا تھا "میں کب تک یہاں قیدی بن کر رہوں گا۔ اگرچہ یہاں مجھے کسی طرح کی تکلیف نہیں ہے۔ میری ہر ضرورت پوری کی جاتی ہے لیکن کھلی فضا میں سانس لینے کی خواہش پوری نہیں کی جارہی ہے۔ میرے ڈیڈی مجھے یہاں سے نکال کرلے جاسکتے ہیں لیکن میری جان کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا' یہ سلسلہ کب تک رہے گا؟ کیا میں تمام عمر قیدی بن کر رہوں گا۔"

اس کے اندر گردو یو کی سوچ کی لہریں ابھریں "بیٹے! تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ہم تمہیں کسی حال میں بھی زندہ سلامت دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"چاچا جی! میں جوان ہوں۔ یہ تمام دنیا میں گھومنے پھرنے اور عیش کرنے کی عمر ہے۔ آپ ڈیڈی کو بلائیں۔ وہ کہاں ہیں؟"

"وہ دوسرے اہم معاملات میں مصروف ہیں۔ فرصت ملتے ہی آجائیں گے۔"

"کیا میڈم الپا سے کوئی ایسا سمجھوتا نہیں ہوسکتا کہ وہ بڑی سے بڑی ضمانت منظور کرکے مجھے باہر جانے کا موقع دے۔ میں ایک گھنٹے میں یہاں واپس آجاؤں گا۔"

"ہم تمہیں واپس لانے کے لیے الپا کو بڑی بڑی آفر دے چکے ہیں۔ اس کے تمام مطالبات پورے کررہے ہیں اور آئندہ بھی اس کا ہر مطالبہ پورا کریں گے لیکن وہ تمہیں اس چار دیواری سے باہر نہیں جانے دے گی۔"

"وہ آئے گی تو میں ہاتھ جوڑ کر التجا کروں گا۔ اگر میرے سامنے آئے گی تو میں اس کے قدموں پر گر پڑوں گا۔ اسے کسی طرح منالوں گا کہ مجھے یہاں سے تھوڑی دیر کے لیے باہر کھلی فضا میں جانے دے۔"

"بیٹے! وہ ہم جیسے کام آنے والوں کی بات نہیں مان رہی ہے پھر تمہاری کیا مانے گی؟ جس حال میں ہو' خوش رہنے کی کوشش کرو۔ میں تمہاری خیریت معلوم کرنے آیا تھا۔ اب جارہا ہوں۔ میں بھی ایک معاملے میں مصروف رہوں گا۔ تمہارے ڈیڈی آج رات تک تم سے رابطہ کریں گے۔"

وہ چلا گیا۔ مہیش نے اسے آواز دی لیکن گردو یو کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ ناگواری سے بولا "میری بے بسی کا کوئی احساس نہیں ہے۔ مانا کہ میری سلامتی کے لیے میڈم الپا کی مخالفت مول لینا نہیں چاہتے لیکن چاچا جی! میرے پاس کچھ دیر رہ کر میری تنہائی تو دور کرسکتے ہیں۔"

وہ بستر سے اٹھ کر سینٹر ٹیبل کے پاس آیا۔ وہاں شراب کی بوتل اور گلاس رکھا ہوا تھا۔ وہ صوفے پر بیٹھ گیا پھر اس نے بوتل کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا لیکن نہ بڑھا سکا۔ بوتل کو پکڑ نہ سکا۔ اس کے دماغ میں الپا کی سوچ کی لہریں ابھریں۔ وہ کہہ رہی تھی "میں پہلے کہہ چکی ہوں۔ تم رات کو کھانے سے پہلے صرف دو پیگ پیو گے۔ اس سے زیادہ نہیں۔"

وہ رونے والا منہ بنا کر بولا "الپا جی! میں تنہائی میں کیسے وقت گزاروں گا؟ بس یہی ایک شراب ہے' جسے پی کر غم غلط کرنا چاہتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں شراب کو منہ نہیں لگاؤں گا۔ آپ مجھ پر مہربانی کریں۔ مجھے اپنی نگرانی میں تھوڑی دیر کے لیے باہر کھلی ہوا میں لے چلیں۔"

"مجھے افسوس ہے۔ تم اس گھر کی چار دیواری سے باہر نہیں جاسکو گے۔"

"آپ میرے معاملے میں بہت سخت ہیں لیکن آپ چاہیں گی تو میں آپ کا مکمل اعتماد حاصل کرکے اس چار دیواری سے نجات حاصل کرسکوں گا۔"

"میرا مکمل اعتماد کیسے حاصل کرو گے؟"

"بڑی آسان سی بات ہے۔ آپ تنویمی عمل کے ذریعے مجھے اپنا معمول بنائیں۔ میں صرف آپ کا تابعدار رہوں گا۔ آپ میرے دماغ کو لاک کردیں گی تو میرے ڈیڈی اور چاچا جی بھی میرے اندر نہیں آسکیں گے اور نہ ہی مجھے بہکا کر یہاں سے بھگا کرلے جاسکیں گے۔"

"ہوں۔ تم وہی کہہ رہے ہو' جو میں کسی وقت کرنے والی ہوں۔"

"کسی وقت کیوں؟ پلیز! ابھی مجھ پر تنویمی عمل کریں۔"

"جب مجھے اطمینان ہوجائے گا کہ تمہارا باپ اور تمہارا چاچا باری باری تمہارے دماغ میں آکر چھپ کر نہیں رہتے ہیں' تب میں تمہیں معمول اور تابعدار بنا کر تمہارا دماغ لاک کروں گی۔"

"آپ یقین کریں۔ ڈیڈی آج رات سے پہلے میرے پاس نہیں آئیں گے اور چاچا جی ابھی میری خیریت معلوم کرکے جاچکے ہیں۔"

"مجھے معلوم ہے۔ میں بہت دیر سے تمہارے دماغ میں ہوں۔ تم زیادہ باتیں نہ کرو۔ میں شراب وغیرہ پر جو پابندیاں عائد کررہی ہوں' تم ان پر عمل کرو۔ بے وقت پینے کا جی چاہے تو بوتل کو الماری میں بند کرکے سوجاؤ۔"

"آپ میرے اندر کی پریشانیوں کو سمجھ سکتی ہیں۔ ایسی حالت میں نیند کیسے آئے گی؟"

"بستر پر جاکر لیٹ جاؤ۔ میں تمہیں سلا دوں گی۔"

وہ بستر پر آکر لیٹ گیا۔ چاروں شانے چت ہوکر جسم کو ڈھیلا چھوڑ کر اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ الپا نے خیال خوانی کے ذریعے اسے تھپک تھپک کر سلا دیا۔ یہ عمل بتا رہا تھا کہ وہ اس پر تنویمی عمل کرنے والی ہے لیکن مہیش کے سونے کے بعد گہری خاموشی چھا گئی۔ اس کے دماغ سے کسی کی سوچ کی لہریں نہیں ابھر رہی تھیں۔ ثانی بالکل خاموش تھی۔ اگر مہاراج اور گردو یو میں سے کوئی وہاں چھپا ہوگا تو چھپا ہی رہے گا۔ وہ مکار تھی۔ اس پر تنویمی عمل نہیں کررہی تھی۔

وہ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد مہاراج کے پاس آئی۔ وہ شیوا ان کی مورتی کے سامنے پوجا میں مصروف تھا۔ اس نے الپا کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ الپا نے کہا "میں ہوں۔ تم نے اب تک رپورٹ نہیں دی کہ افغانستان میں کارروائی شروع کرنے کے لیے کیا کررہے ہو؟"

"میں پوجا کے بعد تم سے رابطہ کرنے والا تھا۔ میں نے ایک بھارتی مسلمان کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر افغانستان بھیجا تھا لیکن طالبان کو معلوم ہوگیا کہ وہ جاسوس ہے' ان کے مختلف مورچوں اور آئندہ حملوں کے منصوبے معلوم کرنے آیا ہے۔ انہوں نے اسے گولی ماردی۔"

الپا نے پوچھا "تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟"

"اپنی ناکامی کے بارے میں کیا بتاتا۔ میں نے فوراً ہی دوسرا ماتحت روانہ کیا ہے۔ میں نے سوچا' وہ افغانستان پہنچ جائے گا تو میں اس کی کارکردگی کے بارے میں تمہیں کچھ بتا سکوں گا۔"

"کیا یہی بتاؤ گے کہ دوسرا ماتحت بھی مارا گیا ہے؟"

"نہیں الپا! دوسری بار وہی غلطی نہیں ہوگی۔ وہ دوسرا ماتحت پاکستان کی ایک اسلامی تنظیم میں شامل ہوکر جارہا ہے۔ وہ تنظیم افغانستان کے مختلف علاقوں میں آئی کیمپ لگانے والی ہے۔ وہاں خانہ جنگی کے نتیجے میں کئی مجاہدین اور عام باشندوں کی بینائی کمزور ہوگئی ہے۔ آئی کیمپ لگانے والے ان کی آنکھوں کا مفت علاج کریں گے اور بینائی سے محروم ہونے والوں کے لیے آنکھوں کے عطیات حاصل کرکے انہیں بینائی دیں گے۔"

وہ بولی "ہوں۔ اس بار منصوبہ اچھا ہے۔ تمہارا ماتحت آئی کیمپ قائم کرنے والوں کی تنظیم میں ہے۔ اس پر کوئی شبہ نہیں کرے گا۔ کیا وہ تنظیم والوں کے ساتھ افغانستان پہنچ گیا ہے؟"

"میں نے تھوڑی دیر پہلے ماتحت کے دماغ میں جاکر معلوم کیا تھا۔ وہ کوئٹہ میں ہے اور اسی راستے سے آئی کیمپ لگانے والوں کے ساتھ افغانستان جائے گا۔"

"تمہیں اس کے دماغ میں رہنا چاہیے مگر تم پوجا کررہے ہو۔"

"تمہیں خوش رکھنے کے ساتھ ساتھ بھگوان کو بھی خوش رکھنا ضروری ہے۔ میں ایک گھنٹے تک پوجا میں مصروف رہنے کے بعد ماتحت کے پاس جاکر اس کے حالات معلوم کروں گا پھر تم سے رابطہ کروں گا۔"

"تم اپنے بھائی گردو یو سے کہو کہ تمہاری پوجا کے دوران میں وہ تمہارے ماتحت کے دماغ میں اس وقت تک رہے' جب تک وہ افغانستان نہ پہنچ جائے۔"

"میں ابھی دھرم راج (گردو یو) کو اس ماتحت کے دماغ میں پہنچا رہا ہوں۔"

"ہاں اسے پہنچاؤ۔ میں بھی تمہارے ذریعے ابھی اس ماتحت کے اندر جاؤں گی اور دیکھوں گی کہ تمہارا بھائی کتنی ذمے داری سے اپنا فرض ادا کرنے والا ہے۔"

مہاراج نے خیال خوانی کے ذریعے گرو دیو سے کہا۔ "میرے دماغ میں آؤ۔ میں اس افغانستان جانے والے ماتحت کے دماغ میں تمہیں پہنچاؤں گا۔"

گرو دیو اپنے بھائی مہاراج کے دماغ میں آیا۔ مہاراج نے اسے ماتحت کے اندر پہنچا کر کہا "میرے پوجا کرنے تک اس کے اندر رہ کر معلوم کرتے رہو کہ اس ماتحت نے آئی کیمپ والوں کا مکمل اعتماد حاصل کیا ہے یا نہیں؟ تم اسے کوئی غلطی نہیں کرنے دو گے اور اسے گائیڈ کرتے رہو گے۔"

الپا نے کہا "دھرم راج! میں اس ماتحت کے اندر آتی جاتی رہوں گی۔ اگر تم یہاں حاضر نہیں رہوگے اور کسی دوسرے معاملے میں مصروف ہو جاؤ گے تو۔۔۔"

دھرم راج (گرو دیو) نے جلدی سے کہا "میڈم میں سمجھ گیا۔ بھائی مہاراج اور آپ کے حکم کے مطابق ماتحت کے ساتھ لگا رہوں گا۔"

الپا ان دونوں بھائیوں کی مصروفیات سے مطمئن ہو کر میش کے دماغ میں آئی۔ مہاراج ایک گھنٹے تک پوجا میں مصروف رہنے والا تھا اور تنویمی عمل کے لیے ایک گھنٹا بہت تھا۔ اس نے مختصر سا عمل کیا۔ صرف دو اہم باتیں نقش کرائیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اس کا معمول اور تابعدار بن کر رہے گا۔ دوسری بات یہ کہ اس کے دماغ کو لاک کر دیا اور ایک نئی آواز اور لب و لہجہ اس کے ذہن میں نقش کر کے حکم دیا کہ آئندہ وہ الپا، مہاراج، گرو دیو اور کسی بھی پرائی سوچ کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرے گا۔ صرف نئی آواز اور لب و لہجے کے ساتھ آنے والی سے دماغی رابطے رکھے گا اور اسی کے احکامات کی تعمیل کیا کرے گا۔

وہ میش کو تنویمی نیند سونے کا حکم دے کر خاموش ہو گئی لیکن اسی کے دماغ میں موجود رہی۔ یہ اطمینان کرنا چاہتی تھی کہ تنویمی عمل کے دوران میں مہاراج اور گرو دیو نے وہاں آ کر کوئی چال نہیں چلی ہے یا وہ میش کی تنویمی نیند کے دوران میں تنویمی عمل کو کمزور کرنے والے ہوں گے تو وہ ان کی چال بازی کے جواب میں میش کو ذہنی اذیتیں پہنچائے گی پھر باپ اور چاچا اس کی سلامتی کے لیے گڑگڑانے اور معافیاں مانگنے لگیں گے۔

وہ دو گھنٹے تک میش کے دماغ میں آتی جاتی رہی۔

مہاراج اور گرو دیو کو اس نے دوسری جگہ مصروف رکھا تھا اس لیے وہ تنویمی عمل میں مداخلت کرنے نہیں آئے تھے ثانی نے بھی مداخلت نہیں کی تھی۔ اس نے الپا کے تنویمی عمل کے دوران میں نئی آواز اور لب و لہجے کو اپنے ذہن میں نقش کر لیا تھا۔ وہ آئندہ اسی لب و لہجے کو اختیار کر کے بہ آسانی میش کے اندر آ سکتی تھی اس لیے میش کے تنویمی نیند میں ڈوبتے ہی وہ اس کے دماغ سے چلی آئی تھی۔

مہاراج نے الپا سے جھوٹ کہا تھا کہ وہ ایک گھنٹے تک پوجا کرتا رہے گا۔ دراصل وہ چاہتا تھا کہ الپا کم از کم ایک گھنٹے تک اس کے پاس نہ آئے اور وہ کسی دوسرے محاذ سے اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے کوشش کرے۔

دوسرے محاذ کے سلسلے میں پہلے پورس کا خیال آیا کہ اسے یہ بتایا جا سکتا ہے کہ الپا 'بلی ڈونا بن کر اسے دھوکا دے رہی ہے۔ اس کی بہن نتاشا اور محبوبہ نتالیہ کو اپنے قبضے میں کر لیا ہے تاکہ ان بہنوں کے ذریعے پورس کو بلیک میل کر سکے۔ اگر پورس اس کے بیٹے میش کو قید سے رہائی دلائے گا تو وہ اسے بتائے گا کہ ان بہنوں کو الپا نے کس بنگلے میں چھپا کر رکھا ہے۔

لیکن پورس کو یہ راز بتانے سے الپا سے یہ بات نہ چھپتی۔ جب وہ پورس کے دماغ میں جا کر باتیں کرتی تو اس کے چور خیالات سے پتا چل جاتا کہ مہاراج، پورس کو اس کے خلاف بھڑکا رہا ہے۔

تیسرا محاذ یہ تھا کہ وہ پارس سے مدد حاصل کرتا۔ اگر پارس اپنے باپ فرہاد سے سفارش کرے گا تو فرہاد اس کے بیٹے کو مکھن سے بال کی طرح الپا کی قید سے نکال لائے گا۔ یہ کہ الپا نے پارس سے علیحدہ ہو کر احسان فراموشی کی تھی۔ اپنے ساتھ پارس کی بیٹی یعنی فرہاد کی پوتی کو لے گئی تھی۔ ان حالات میں فرہاد ضرور الپا کے خلاف اس کی مدد کر سکتا تھا۔ اس نے یہ سوچ کر خیال خوانی کی پرواز کی پھر پارس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

پہلے تو اسے تعجب ہوا کہ پارس نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا پھر اس کے خیالات سے پتا چلا کہ کہیں تنہا بیٹھا شراب پی رہا ہے۔

جیسا کہ پہلے کئی بار بیان ہو چکا ہے کہ پارس کا دماغ ہے۔ وہ کرتا کچھ ہے اور اس کے خیالات بتاتے کچھ ہیں۔ اس وقت وہ اورنج جوس پی رہا تھا اور نشے میں جھوم رہا تھا۔ مہاراج نے کہا "فرہاد صاحب کی فیملی میں کوئی نشہ نہیں ہے اور تم شراب پی رہے ہو؟"

وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر بولا "آہ! انار کلی! تم آ گئیں؟"

"کیا میں اپنی آواز سے انار کلی لگتا ہوں۔"

"نہیں لگتیں مگر میں جانتا ہوں الپا! کبھی تم انار کلی بن کر آتی ہو اور کبھی ایک مرد کی طرح موٹی آواز میں بولتی ہو۔ بے وفا عورت! دیکھ تیری جدائی میں شراب پینے والا دیوداس بن گیا ہوں۔"

"میں الپا نہیں، مہاراج ہوں۔ میں ایک ضروری کام کے لیے آیا ہوں مگر تم پوری طرح ہوش و حواس میں نہیں ہو۔"

"میں ہوش میں ہوں۔ بولو فریادی! کیا فریاد ہے؟"

"میں مدد چاہتا ہوں مگر تم سے کچھ کہنا فضول ہوگا۔ میں تمہارے پاپا سے براہِ راست بات کروں گا۔"

"جاؤ۔ میرے پاپا کے پاس ہزاروں بار جاؤ مگر خبردار! میری الپا کی شکایت نہ کرنا۔ آہ! میری الپا!"

مہاراج نے اس کے دماغ سے نکل کر خیال خوانی کے ذریعے مجھے مخاطب کیا۔ میں نے پوچھا "کیا بات ہے؟ کیوں آئے ہو؟"

"میں بہت مصیبت میں ہوں۔ آپ کی مدد چاہتا ہوں۔"

"کس قسم کی مدد چاہتے ہو؟"

"الپا نے میرے اکلوتے جوان بیٹے کو اغوا کر کے قیدی بنا لیا ہے۔ اس نے دھمکیاں دی ہیں کہ میں کسی بھی چالبازی سے بیٹے کو اس کی قید سے لے جانا چاہوں گا تو اس کے مسلح پہرے دار میرے میش کو گولیوں سے چھلنی کر دیں گے۔"

"کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسے قید سے رہائی دلا کر تمہارے پاس پہنچا دوں؟"

"آپ بڑے گیانی ہیں۔ بڑے سے بڑے مخالفین کی چالوں کا توڑ کر لیتے ہیں۔ آپ ہی میرے بیٹے کو اس چڑیل سے نجات دلا سکتے ہیں۔"

"میں تمہاری مدد کیوں کروں گا؟"

"آپ انسانیت کے ناتے میری مدد کریں۔ آپ کو اپنے جوان بیٹوں کا واسطہ دیتا ہوں۔ میرے بیٹے کو بچا لیں۔ میں آخری سانس تک آپ کا احسان مند رہوں گا۔"

"تم میرے بیٹے کا واسطہ دے رہے ہو۔ چلو کیا یاد کرو گے۔ مجھے اپنے بیٹے کے دماغ میں پہنچا دو۔"

میں اس کے دماغ میں آیا۔ اس نے مجھے بیٹے کے پاس پہنچانے کے لیے خیال خوانی کی پرواز کی۔ وہ بیٹے تک پہنچا۔ بیٹے نے سانس روک لی۔ اس نے چند سیکنڈ کے بعد پھر اس کے پاس پہنچ کر جلدی سے کہا "بیٹے! سانس نہ روکنا۔ میں تمہارا۔۔۔"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی میش نے سانس روک لی۔ میں نے پوچھا "کیا ہوا؟ بیٹا، باپ کو بھگا رہا ہے؟"

"فرہاد صاحب! صاف ظاہر ہے۔ الپا نے میرے بیٹے کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔"

میں نے کہا "ہو سکتا ہے، الپا نے نہ کیا ہو۔ کسی دوسری عورت نے کیا ہو؟"

"اور دوسری کوئی عورت ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے۔"

"یہ کیوں بھولتے ہو کہ نیلماں کسی کے جسم میں سما کر آ سکتی ہے اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے وہ سب کچھ کر سکتی ہے، جس کے بارے میں ہم ابھی سوچ نہیں سکتے۔"

اس نے خیال خوانی کے ذریعے الپا کو مخاطب کیا پھر پوچھا "کیا تم نے میرے بیٹے کے دماغ کو لاک کر دیا ہے؟"

"ہاں۔ آج کل تم میرے فرماں بردار ہو لیکن کسی دن بھی چالبازی سے بیٹے کو رہائی دلا کر میرے دشمن بن سکتے ہو۔ میں چوبیس گھنٹے اس کی نگرانی نہیں کر سکوں گی اس لیے میش کو تمہاری پہنچ سے دور کر دیا ہے۔"

"تم ایسا وعدے کے خلاف کر رہی ہو۔ مجھے اپنے بیٹے کی خیریت کیسے معلوم ہوگی؟ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں نے تمہیں جو کام دیا ہے، اسے پورا کرو پھر میں تمہیں بیٹے کے دماغ میں پہنچا دوں گی۔"

"میں روز صبح و شام اس کے دماغ میں جا کر، اس کی خیریت معلوم کر کے اطمینان حاصل کرتا ہوں۔ جب تک مجھے ذہنی سکون حاصل نہیں ہوگا، میں پوری توجہ اور دل جمعی کے ساتھ تمہارا کام نہیں کر سکوں گا۔"

"زیادہ باتیں نہ کرو۔ اب ہمارے مقابلے میں صرف دو مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں۔ تم ان کی لاعلمی میں بڑی آسانی سے طالبان کی فتوحات کو شکست میں بدل سکتے ہو۔ دو چار دنوں کی مسلسل محنت سے طالبان کے قدم افغانستان سے اکھڑ جائیں گے۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔ آج سے تیسرے دن تمہارے بیٹے کے دماغ میں تمہیں پہنچا دوں گی۔"

الپا نہیں جانتی تھی کہ میں مہاراج کے ساتھ اس کے دماغ میں پہنچا ہوا ہوں۔ اس طرح مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ الپا امریکا اور اسرائیل کے منصوبوں کے مطابق مہاراج کو افغانستان میں استعمال کر رہی ہے۔

مہاراج میری موجودگی کے باعث الپا کو یہ نہ بتا سکا کہ افغانستان میں اس کے منصوبوں کا بھانڈا پھوٹ رہا ہے پھر

مہاراج اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے میری مدد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اسے افغانستان سے نہیں، صرف اپنے بیٹے کی رہائی سے دلچسپی تھی۔

اس نے کہا "میرے اطمینان اور تسلی کے لیے ابھی میرے بیٹے سے بات کرادو۔ میں مختصر سی باتیں کروں گا۔ تمہیں اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔"

وہ بولی "اچھی بات ہے۔ دس سیکنڈ کے بعد اپنے بیٹے کے دماغ میں پہنچ جانا۔"

اس نے سانس روکی۔ ہم اس کے اندر سے نکل آئے۔ وہ میش کے اندر پہنچ گئی۔ ہم دس سیکنڈ بعد پہنچے تو میش نے الپا کی موجودگی کے باعث ہماری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ مہاراج نے کہا "بیٹے! میں تمہارا ڈیڈی ہوں۔ تھوڑی دیر پہلے آیا تھا تم نے سانس روک کر مجھے اپنے اندر نہیں آنے دیا تھا۔"

وہ بولا "آپ میرے ڈیڈی ہیں۔ میں دن رات آپ سے باتیں کرنا چاہتا ہوں لیکن اب بے اختیار سانس روک لیتا ہوں۔ الپا جی نے میری بات مان لی ہے۔ میں نے ہی کہا تھا کہ مجھ پر تنویمی عمل کرکے مجھے تابعدار بنالیا جائے۔"

"تم نے ایسی احمقانہ فرمائش کیوں کی تھی؟"

"میں تابعدار بن گیا ہوں، اس لیے الپا جی اب مجھ پر مکمل اعتماد کریں گی اور اس چار دیواری سے باہر جاکر آزادی سے رہنے دیں گی کیونکہ میں الپا جی کے حکم کے بغیر دشمنوں سے تو کیا، دوستوں اور آپ سے بھی نہ مل سکوں گا اور نہ ہی اپنے دماغ میں آنے دوں گا۔"

مہاراج جواباً کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے الپا اس کے دماغ سے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی میش نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس روک لی۔ ہم بھی اس کے دماغ سے باہر نکل گئے پھر الپا نے مہاراج کے پاس آکر پوچھا۔ "کیا بیٹے سے باتیں کرکے تسلی ہوگئی؟ اب تو توجہ اور دل جمعی سے میرا کام کروگے؟"

"ہاں۔ یہ تمہاری مہربانی ہے۔ میرا بیٹا بخیریت ہے۔ میں تمہارا کام کروں گا۔"

"میں تمہاری کارکردگی دیکھنے کے بعد میش سے تمہاری بات کراؤں گی۔ اب جارہی ہوں۔ افغانستان میں کوئی کارنامہ انجام دے کر میرے پاس آؤ۔"

وہ چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی مہاراج اسے گالیاں دینے لگا۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا "عورتیں جھنجلا کر گالیاں دیتی ہیں۔ مرد ہو۔"

"میں مرد ہوں لیکن ایک جوان بیٹے کی جدائی کا دکھ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ آپ ہی اسے الپا کے شکنجے سے نکال سکتے ہیں۔"

"کیا میں تمہارے بیٹے کو اس لیے رہائی دلاؤں کہ تم افغانستان میں ایک مضبوط اسلامی حکومت قائم نہیں ہونے دوگے؟"

"مجھے نہ افغانستان سے دلچسپی ہے اور نہ طالبان سے دشمنی ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ مجھ پر دباؤ ڈال رہی ہے جس دن اور جس وقت آپ میرے بیٹے کو رہائی دلائیں گے میں اسی لمحے میں الپا پر تھوک کر طالبان دشمنی سے باز آجاؤں گا۔"

"میں تمہاری معلومات کے لیے بتا دوں کہ میں افغانستان میں ہوں۔ ادھر آؤگے تو منہ کی کھاؤ گے۔ ویسے میں نہیں چاہتا کہ طالبان کی جدوجہد میں ہماری طرف سے مداخلت ہو اس لیے تمہارے بیٹے کو کل صبح تک رہائی دلانے کی کوشش کروں گا۔"

وہ خوش ہوکر مجھے دعائیں دینے لگا۔ میں اس کی دعائیں نہیں چاہتا تھا کیونکہ دشمن اکثر دعائیں دیتے دیتے گالیاں دینے میں دیر نہیں کرتے۔

○☆○

پورس نے ناصرہ (نیلماں) کے ساتھ اٹلی کے ایک شہر میں بیس گھنٹے گزارے اور اس زہریلی ناگن سے بہت محتاط رہا۔ وہ اس کے کھانے پینے کے لیے کتے کے گلاس اور پلیٹیں خرید کر لاتا تھا پھر اس کے کھانے پینے کے بعد انہیں جلا دیتا تھا یا دھو کر ڈسٹ بن میں پھینک دیتا تھا۔ اسے بار بار سمجھاتا تھا کہ ہوٹل یا کسی تفریح گاہ میں کوئی بچہ پیارا لگے تو اسے نہ چومے۔ دور سے محبت کا اظہار کرے۔ وہ کہتی تھی "تم بہت اچھے ہو۔ میں تمہاری ہر ہدایت پر عمل کرتی رہوں گی لیکن تمہیں دیکھ دیکھ کر میرا دل مچلتا ہے۔ تمہارے گلے لگنے اور تمہیں خوب پیار کرنے کو جی چاہتا ہے۔"

"حسین عورت کا پیار نصیب والوں کو ملتا ہے مگر تمہارا پیار موت بن کر میرے ساتھ ہے اسی لیے میں تم سے دور رہتا ہوں۔ ہوٹل کے دو کمرے لیے ہیں۔ ایک میں تمہیں سلا کر اس کا دروازہ باہر سے بند کردیتا ہوں۔ ایسا نہ کروں تو رات کو سکون سے سو نہیں سکوں گا۔"

"پورس! ایسا کب تک ہوگا؟ کیا تم کسی تدبیر سے میرے اندر کا تمام زہر نہیں نکال سکوگے؟"

"میں نے اس لیے تمہیں ساتھ رکھا ہے کہ پہلے کسی

طرح تمہارے عزیز و اقارب کا پتا چلے۔ تمہاری ہسٹری معلوم ہوگی تو تمہارے اندر کے زہر کو ختم کرنے کا کوئی راستہ ملے گا۔ اگر میں کسی بڑے تجربے کار ڈاکٹر سے علاج کراؤں گا تو تمہاری کیس ہسٹری مجھ سے پوچھی جائے گی پھر تمہیں عام انسانوں کے لیے خطرہ سمجھ کر گرفتار کرلیا جائے گا اور دوسرے قیدیوں سے الگ تمہیں کسی کال کوٹھری میں رکھا جائے گا۔ اسی لیے تمہیں سمجھاتا ہوں کہ ہوٹل سے نکل کر کوئی ایسی حرکت نہ کرو جس سے تمہارا زہریلا پن ظاہر ہو۔ باہر کسی سے بات ہی نہ کرو۔ سب ہی سے دور رہنے کی کوشش کرتی رہو۔"

وہ تھوڑی دیر کے لیے بھی کہیں باہر جاتا تو اسے ہوٹل میں تنہا نہیں چھوڑتا تھا۔ اسے اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔ دیکھا جائے تو وہ اس کے لیے مصیبت بن گئی تھی۔ اس کے باوجود وہ اسے اس لیے برداشت کررہا تھا کہ وہ پراسرار تھی۔ پتا نہیں اپنے اندر کتنے راز سمیٹے ہوئے تھی۔ وہ سوچتا تھا کہ جب اس کی اصلیت سامنے آئے گی تو یہ زہریلی دوشیزہ اس کے لیے بہت کارآمد ثابت ہوگی۔ یادداشت واپس آنے کے بعد ہمیشہ اس کی احسان مند رہے گی۔

دونوں نے جس ہوٹل میں قیام کیا تھا وہاں کے کاؤنٹر پر ایک ائرویز کمپنی کے ایجنٹ نے آکر فون کے ذریعے پورس سے رابطہ کیا پھر کہا "سر! میں ائرویز کمپنی کا ایجنٹ ہوں۔ آپ کی خواہش کے مطابق آج رات کی فلائٹ سے دو سیٹیں ریزرو ہوچکی ہیں۔ میں آپ کے ٹکٹ اور پاسپورٹ وغیرہ لے آیا ہوں۔ کیا میں آپ کے کمرے میں آؤں یا آپ وزیٹرز لابی میں آرہے ہیں؟"

پورس نے کہا "میں ابھی آرہا ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ نیلماں نے پوچھا "کہاں جارہے ہو؟"

"تھوڑی دیر کے لیے گراؤنڈ فلور تک جارہا ہوں۔ ایجنٹ ہمارے ٹکٹ اور پاسپورٹ وغیرہ لے آیا ہے۔ تم بھی چلو۔"

"میں نہانے جارہی ہوں۔ تم پیچھے سے ہو آؤ۔"

"وعدہ کرو۔ میری واپسی تک تم باتھ روم میں غسل کروگی اور کمرے سے باہر نہیں جاؤگی؟"

"وعدہ کرتی ہوں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ تم جو کہتے ہو، میں اسی پر عمل کرتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ دروازے کو اندر سے بند کرلو۔"

وہ دروازہ کھول کر باہر آیا۔ اس نے ایک ایجنٹ کو منہ مانگی رقم دے کر نیلماں کا جعلی پاسپورٹ اور دیگر اہم کاغذات تیار کرائے تھے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ناصرہ (نیلماں) ایجنٹ کے سامنے جائے اور اس سے باتیں کرے۔ وزیٹرز لابی میں اس ایجنٹ کے ساتھ ایک جونیئر پولیس افسر بھی تھا۔ ایجنٹ نے پورس سے کہا "آپ کا کام ہوچکا ہے لیکن یہ ہمارے دوست اور مہربان افسر ہیں۔ آپ ان کا حق انہیں ادا کردیں پھر آپ کو ائرپورٹ پر کوئی پریشان نہیں کرے گا۔"

پورس نے اس کے مطالبے کے مطابق دس ہزار ڈالر ادا کردیے۔ گفتگو کرنے اور لین دین میں تقریباً آدھا گھنٹا گزر گیا۔ نیلماں نے ایک منٹ کے لیے دروازے کو اندر سے بند کیا تھا پھر اسے کھول دیا تھا۔ سامنے والے کمرے میں ایک ادھیڑ عمر کا صحت مند شخص تھا۔ وہ کئی بار اسے بھوکی نظروں سے دیکھ چکا تھا۔ نیلماں کی زہریلی فطرت کا تقاضا تھا کہ وہ کسی کو دانتوں سے ایک بار کاٹے اور اس طرح ڈسنے والی خواہش پوری کرے۔

چونکہ وہ سانپ نہیں عورت تھی اس لیے کئی بار پورس سے کہہ چکی تھی کہ اس کا گلے لگنے اور قربت حاصل کرنے کا جی چاہتا ہے پھر اس نے خود ہی سوچا کہ پورس اس کا محسن ہے، وہ اپنی خواہشات اور زہریلی فطرت کو کچل دے گی لیکن اسے کبھی نقصان نہیں پہنچائے گی۔

اس نے ہوٹل میں اس بھوکے مرد کو دیکھ کر سوچ لیا تھا کہ موقع ملے گا تو اسے ضرور ڈس لے گی اور اب اسے موقع مل رہا تھا۔ وہ کمرے سے نکل کر سامنے والے کمرے کے دروازے پر آئی۔ کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ دوسری بار بٹن دبانے کے بعد اسی شخص نے دروازہ کھولا پھر نیلماں کو دیکھتے ہی حیرت اور مسرت سے بولا "تم؟"

وہ بولی "ہاں میرا مرد نیچے گیا ہے۔ میں ابھی چلی جاؤں گی۔"

وہ اسے پیچھے ہٹاتے ہوئے اندر گئی۔ دروازہ بند ہوگیا۔ بند دروازے کے پیچھے وہ حسینہ خود چل کر گئی تھی۔ اس لحاظ سے وہ مرد خوش نصیب تھا۔ کوریڈور میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک خاموشی تھی۔ اتفاقاً کوئی ادھر سے نہیں گزر رہا تھا۔ کوریڈور کے ایک طرف پورس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ دوسری طرف خوش نصیب مرد کا دروازہ بند تھا۔

کہا جاتا ہے کہ نصیب کا دروازہ کھلا رہتا ہے اور بدنصیبی کا دروازہ بند ہوا کرتا ہے۔ یہ کہاوت سچ نکلی۔ بند

دروازے کے پیچھے سے مرد کی ایک مختصر سی چیخ سنائی دی پھر وہی پہلے جیسی خاموشی چھا گئی۔ چند سیکنڈ کے بعد وہ دروازہ کھلا۔ نیلماں اپنا لباس درست کرتے ہوئے باہر آئی۔ اس کے دانتوں اور ہونٹوں پر خون لگا ہوا تھا۔ اس نے ایک الٹی ہتھیلی سے منہ پونچھتے ہوئے دروازے کو بند کیا پھر تیزی سے چلتی ہوئی پورس کے کمرے میں آکر اس دروازے کو بھی اندر سے بند کرلیا۔

وزیٹرز لابی میں پورس کو کچھ دیر ہوگئی۔ اس پولیس افسر کو رشوت دینے کے علاوہ چائے بھی پلانی پڑی۔ اس افسر کو خوش رکھنا تھا تاکہ اس شہر کو چھوڑنے تک کوئی قانونی مداخلت نہ ہو پھر وہ ایجنٹ اور افسر سے مصافحہ کرکے وہاں سے لفٹ میں آیا۔ اس لفٹ کے ذریعے ساتویں منزل پر پہنچا۔ لفٹ کا دروازہ کھلنے پر وہ باہر آیا۔ دو عورتیں اسی لفٹ کے اندر چلی گئیں۔ پورس ایک کوریڈور سے گزرتا ہوا اپنے کمرے کے دروازے پر آیا۔ دروازہ کھولنا چاہا تو اندر سے بند تھا۔ اسے اطمینان ہوا کہ نیلماں اس کی ہدایت کے مطابق کمرے میں ہے۔ باہر نہیں گئی ہے۔

اس نے کال بیل کا بٹن دبایا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا۔ نیلماں سر سے پیر تک بھیگی ہوئی تھی۔ بھیگے بدن کو ایک بڑے تولیے سے لپیٹ رکھا تھا۔ اس کے گورے گلابی بدن میں پانی کے قطرے ایسے لگ رہے تھے جیسے گلاب کی پنکھڑیوں پر شبنم کے موتی چمک رہے ہوں۔ وہ غضب کی حسین لگ رہی تھی۔ پورس اس سے نظریں چراتا ہوا کمرے کے اندر آکر بولا "میری قوتِ برداشت کو نہ آزماؤ۔ اپنے کمرے میں جاؤ اور لباس پہن کر آؤ۔"

وہ مسکرا کر بولی "میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ تم بھٹکنا بھی چاہو گے تو میں بھٹکنے نہیں دوں گی۔"

وہ دو کمروں کا ایک درمیانی دروازہ کھول کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ پورس اس میں ایک تبدیلی سی دیکھ رہا تھا۔ وہ غسل کرنے سے پہلے کچھ مایوس اور سست سی تھی۔ اب اس کے چہرے پر رونق آگئی تھی اور وہ مسکراتی اور چہکتی ہوئی اپنے کمرے میں گئی تھی۔

پورس اس تبدیلی کی وجہ سمجھ نہ سکا۔ اس نے سوچا۔ "چلو ٹھیک ہے۔ اسے اسی طرح خوش رہنا چاہیے۔ یہ جیسی بھی ہے، اتنی سمجھ دار ہے کہ مجھے کبھی نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

اس وقت الپا نے اس کے دماغ میں آکر کوڈ ورڈز ادا کیے پھر اس سے پوچھا "اٹلی میں کب تک رہو گے؟ کیا اٹلی کا یہ شہر تمہیں پسند آگیا ہے؟"

"میں کل سے تمہارا انتظار کررہا ہوں۔ تم آتیں تو خیال خوانی کے ذریعے ناصرہ (نیلماں) کا پاسپورٹ منظور بنوالیتیں۔ آج صبح مجبور ہو کر میں نے ایک ایجنٹ کو رشوت دے کر ناصرہ کا پاسپورٹ اور ضروری کاغذات تیار کرا لیے ہیں۔ سیٹیں بھی ریزرو کرائی ہیں۔ ہم رات کی فلائٹ سے انڈیا کے لیے روانہ ہوں گے۔ ویسے تم کہاں رہ گئی تھیں؟"

"میں دوسرے اہم معاملات میں الجھی ہوئی ہوں۔"

"کیا تم نے مہاراج کے بیٹے کو اغوا کیا ہے؟"

"ہاں میں اسے اغوا کرکے، مہاراج اور گرودیو کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرچکی ہوں۔"

"پھر تو مہاراج نے نتاشا اور نتالیہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہوگا۔"

"وہ دونوں بھائی ان بہنوں کو ہاتھ لگانے کی جرأت نہیں کرسکتے۔ تمہاری بہن اور محبوبہ ممبئی کے ایک بنگلے میں بخیریت ہیں۔ تم کل وہاں پہنچ کر ان سے ملاقات کرسکو گے۔"

وہ خوش ہو کر بولا "بلی! تم نے میرا بہت بڑا کام کیا۔ بلکہ مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔"

"دوست برے وقت پر کام آتے ہیں۔ ایک دوسرے پر احسان نہیں کرتے۔ ویسے ابھی میں ایک سچ بولنے آئی ہوں۔ میں بلی ڈونا نہیں، الپا ہوں۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

"میری بات کا یقین کرو۔ میں نے تم سے دوستی کرتے وقت سوچا کہ تم مجھے پارس کی بیوی سمجھتے ہو اس لیے دوستی کرنے کے سلسلے میں مجھ پر اعتماد نہیں کرو گے۔ پھر نتاشا میری جانی دشمن ہے۔ کبھی یہ نہیں چاہے گی کہ تم مجھ سے دوستی کرو۔"

"آج اپنی اصلیت کیوں ظاہر کررہی ہو؟"

"اس لیے کہ اب تک یہ ثابت کرچکی ہوں کہ پارس سے میرا کوئی تعلق نہیں رہا ہے اور تمہاری خاطر اپنی دشمن نتاشا اور اس کی بہن کی بھی حفاظت کررہی ہوں۔ اس کے علاوہ مہاراج اور گرودیو کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کرچکی ہوں۔ کیا میری سچ بیانی کے بعد مجھ سے دوستی رکھو گے؟"

"کیسی باتیں کرتی ہو؟ تم نے تو سچ بول کر میرا دل جیت لیا ہے۔ یہ بتاؤ نتاشا اور نتالیہ کو مہاراج سے چھین لینے کے بعد اس کا بیٹا واپس کردو گی؟"

وہ ہنس کر بولی "میں ایسی نادان نہیں ہوں۔ جب تک بیٹا میرے شکنجے میں رہے گا تب تک باپ اور چاچا فرماں بردار بن کر میرے احکامات کی تعمیل کرتے رہیں گے۔"

"اب ہماری دنیا میں ٹیلی پیتھی جاننے والے چند ہی رہ گئے ہیں۔ یہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ تم نے ٹیلی پیتھی جاننے والے دونوں بھائیوں کو اپنا تابعدار بنالیا ہے۔ اب وہ دوا کی تیاری کے دوران میں پرابلم نہیں بنیں گے۔"

"صرف یہی دونوں بھائی نہیں، ان کے علاوہ ٹی آر بھاٹیا بھی مجھے نیلماں سمجھ کر میرے احکامات کی تعمیل کررہا ہے۔"

"واہ الپا! تمہارا جواب نہیں ہے۔ تم نے پارس سے الگ ہو کر دانش مندی کا ثبوت دیا ہے۔ دیکھو تمہیں ہر معاملے میں کامیابی نصیب ہورہی ہے۔"

"اصل کامیابی تمہاری ہوگی، جب تم دوائیں تیار کرلو گے۔ تم نے ان چاروں ڈاکٹروں کو انڈیا روانہ کیا تھا۔ وہ چاروں ممبئی کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں ہیں۔ تم بتاؤ کہ لیبارٹری کہاں قائم کرو گے؟"

"میں کل ممبئی پہنچ کر فیصلہ کروں گا۔ کیا میری خاطر ایک زحمت کرو گی؟"

"دوستی میں تکلفات سے کام نہ لو۔ بولو کیا چاہتے ہو؟"

"ان بہنوں کے پاس جاؤ۔ نتاشا سے کہو، مہاراج نے انہیں جس بنگلے میں رکھا ہے میں انہیں وہاں سے دوسری جگہ لے جاؤں گا اور نتالیہ سے کہنا، تمہارا دیوانہ تمہیں بہت یاد کرتا ہے۔"

اسی وقت نیلماں درمیانی دروازہ کھول کر کمرے میں آئی اور بولی "یہ دیکھو میں نے لباس پہن لیا ہے۔ کیسی لگ رہی ہوں؟"

"بہت اچھی لگ رہی ہو۔ تھوڑی دیر خاموش رہو۔ میں ابھی تم سے بات کروں گا۔"

الپا نے کہا "نتالیہ کو دیوانگی کا پیغام دے رہے ہو اور ادھر اس حسینہ کے ساتھ عیش کررہے ہو۔"

"کیا اس زہریلی لڑکی کو منہ لگا کر اپنی موت کو دعوت دوں گا۔ میں نے اسے سہارا دے کر، اپنے پاس رکھ کر بہت بڑا خطرہ مول لے لیا ہے۔"

"تم نادان نہیں ہو۔ تم نے کچھ سوچ کر ہی یہ خطرہ مول لیا ہے۔ بہرحال میں جارہی ہوں۔ تمہاری بہن اور محبوبہ کو خوش خبری سناؤں گی کہ کل تم ان کے پاس پہنچ رہے ہو۔"

وہ چلی گئی۔ پورس نے نیلماں کو دیکھا۔ وہ سامنے ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ نظریں ملتے ہی مسکرانے لگی۔ اس نے پوچھا "کیا بات ہے، بہت مسکرا رہی ہو؟"

وہ بولی "میں بہت خوش ہوں۔ کوشش کروں گی کہ مجھے ہر روز ایسی خوشیاں حاصل ہوتی رہیں۔"

"کیا تم نے کوئی ایسا بینک دریافت کیا ہے، جس کے کاؤنٹر سے خوشیاں کیش کراتے رہنے کا ارادہ ہے؟"

"ہاں کچھ ایسی ہی بات ہے۔"

"بات کیا ہے؟ مجھے نہیں بتاؤ گی؟"

اسی لمحے میں الپا نے آکر کوڈ ورڈز ادا کیے پھر پریشان ہو کر کہا "پورس! گڑبڑ ہوگئی ہے۔ نتاشا اور نتالیہ کہیں گم ہوگئی ہیں۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "یہ کیا کہہ رہی ہو؟ وہ تو مہاراج کے کسی بنگلے میں تھیں۔ کیا مہاراج چالبازی دکھا رہا ہے؟"

"میں ابھی مہاراج سے پوچھتی ہوں۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے مہاراج کے دماغ میں پہنچتے ہی بولی "میں الپا ہوں۔ نتاشا اور نتالیہ تمہارے بنگلے میں تھیں۔ وہ اب کہاں ہیں؟"

"اسی بنگلے میں ہوں گی۔"

"تم ان سے دماغی رابطہ کرو۔ میں بھی ان سے باتیں کروں گی۔"

مہاراج نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ ان بہنوں کے دماغوں میں باری باری جانا چاہا لیکن دونوں نے سانسیں روک لیں۔ الپا نے بھی یہی کوشش کی۔ ان کے اندر پہنچتے ہی بولی "میں الپا ہوں۔ مجھ سے پہلے مہاراج نے تم سے رابطہ کرنا چاہا اور ناکام رہا۔ کیا تم پر کسی دوسرے نے تنویمی عمل کیا ہے؟"

انہوں نے جواب نہیں دیا۔ سانس روک کر انہیں بھگا دیا۔ مہاراج نے بنگلے کے انچارج سے پوچھا "کیا وہ دونوں بہنیں یہاں آئی تھیں؟"

"جی مہاراج! ان کے یہاں آتے ہی آپ نے میرے دماغ میں آکر کہا تھا کہ ان بہنوں کے لیے اس بنگلے میں خطرہ ہے۔ ایک جوان لڑکی ایک جوان لڑکے کے ساتھ آرہی ہے۔ ان بہنوں کو ان کے ساتھ جانے دو۔"

مہاراج نے غصے سے کہا "کیا بکواس ہے۔ میں تمہارے پاس نہیں آیا تھا۔ کسی دوسرے خیال خوانی کرنے والے نے تمہیں دھوکا دیا ہے۔"

"مہاراج! ہم آپ سے جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کرسکتے۔ میں نے اپنے اندر آپ ہی کی آواز اور لہجہ سنا تھا۔"

مہاراج نے الپا سے کہا "تم سن رہی ہو؟ ہمیں دھوکا دیا

گیا ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ فرہاد میرا لب ولہجہ اختیار کرکے ان بہنوں کو کہیں لے گیا ہے۔"

"نہیں فرہاد نہیں' تم دھوکا دے رہے ہو۔ آج کل پارس اور پورس نہ ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہیں' نہ کسی اور ذریعے سے دشمنی ظاہر کررہے ہیں۔ فرہاد کو بھلا پورس اور اس کی بہن اور محبوبہ سے کیا عداوت ہوگی؟"

"عداوت ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ پلیز تم مجھ پر شبہ نہ کرو۔ ہمارے درمیان بے اعتمادی پیدا ہوگی تو ہمیں نقصان ہوگا اور دشمن فائدہ اٹھائے گا۔"

"جو چالاک شکاری ہوتا ہے' وہ دوسرے کے کاندھے پر بندوق رکھ کر گولی چلاتا ہے۔ صاف سمجھ میں آرہا ہے کہ تم نے فرہاد کے کاندھے پر بندوق رکھ کر ان بہنوں کے دماغ کو لاک کیا ہے اور انہیں کہیں چھپا دیا ہے۔"

"کیا مجھے احمق سمجھتی ہو۔ میرا اکلوتا بیٹا تمہاری قید میں ہے اور میں تمہیں نقصان پہنچانے والی چال چلوں گا؟"

"تم مجھے یہی سمجھاؤ گے اور میں یہی سمجھوں گی کہ اپنے بیٹے کی سلامتی کی خاطر ان بہنوں کو کہیں چھپا کر مجھے شکایت کا موقع نہیں دو گے۔ تم تو اپنا کام دکھا گئے لیکن میں تمہاری چال میں نہیں آؤں گی۔ ایک منٹ کے اندر سچ بولنے کے لیے میرے دماغ میں آؤ۔ میں جارہی ہوں۔"

وہ اس کے دماغ سے چلی آئی۔ مہاراج نے اس کے اندر آکر کہا "الپا! میں تمہارا تابعدار بن گیا پھر بھی مجھ پر بھروسا نہیں کررہی ہو۔"

"کیا تم فرہاد سے یہ اگلوا سکو گے کہ اس نے دونوں بہنوں کو اغوا کیا ہے؟"

"کیا چور کبھی کہتا ہے کہ اس نے چوری کی ہے؟ ثبوت اور گواہی کے بغیر چور کبھی اقبالِ جرم نہیں کرتا۔"

"جیسا کہ تم نہیں کررہے ہو۔ میں نے اسی لیے تمہیں اپنے دماغ میں بلایا ہے کہ تمہیں اپنے ساتھ تمہارے بیٹے کے دماغ میں لے جاؤں۔ جب تمہاری موجودگی میں اسے ذہنی اذیتیں دوں گی' بیٹا تکلیف کی شدت سے تڑپے گا تو باپ ہوش میں آکر سچ اگلنے لگے گا۔"

الپا نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ مہاراج گڑگڑانے لگا۔ بیٹے کے لیے رحم کی بھیک مانگنے لگا پھر ایک دم سے چپ ہوکر الپا کی سوچ کو پڑھنے لگا۔ وہ پریشان ہوکر سوچ رہی تھی۔ "بازی کیسے پلٹ گئی؟ میش کا دماغ لاک کیسے ہوگیا؟ وہ مجھے اپنے اندر آنے نہیں دے رہا ہے جبکہ میرا معمول اور تابعدار ہے۔"

مہاراج نے تڑپ کر پوچھا "یہ کیا سوچ رہی ہو؟ کیا میرے بیٹے کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر بھی اس کے دماغ میں نہیں پہنچ پارہی ہو یا میری موجودگی میں ڈراما کررہی ہو۔ مجھے یہ سمجھا رہی ہو کہ کسی نے میش کے دماغ کو لاک کرکے اسے تم سے چھین لیا ہے۔"

"میں کوئی ڈراما نہیں کررہی ہوں۔ سچ مچ کسی نے اس کے دماغ کو لاک کردیا ہے۔"

"ایسا کون کرسکتا ہے؟ تم بھی یہی کہو گی کہ فرہاد میرے بیٹے کو تم سے چھین کرلے گیا ہے۔"

"ہاں۔ ایسا کون کرسکتا ہے؟ یہ فرہاد کی چالبازی ہے۔"

"فرہاد کو میرے بیٹے سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اگر وہ ایسا کرتا تو مجھے چیلنج کرتا کہ میں اپنے بیٹے کو اس کے شکنجے سے نہیں نکال سکوں گا پھر تمہیں چھوڑ کر مجھے اس کی تابعداری کرنی پڑتی۔"

الپا نے اس مکان کے ایک مسلح گارڈ سے پوچھا "میش کہاں ہے؟"

"میڈم! آپ نے آج صبح میرے دماغ میں آکر کہا تھا کہ میش کے لیے اس مکان میں خطرہ ہے۔ اسے ایک کار میں جانے دو۔ میں اس کے دماغ میں رہ کر اس کی نگرانی کروں گی۔"

"یہ تم کیا بکواس کررہے ہو؟"

"میڈم! ہم آپ سے غلط بات کہنے کی جرأت نہیں کرسکتے۔ ہم نے آپ کے حکم کے مطابق اسے مکان سے باہر نکالا اور ایک کار میں جانے دیا۔ اس کے جاتے وقت بھی آپ نے میرے اندر آکر کہا تھا "فکر نہ کرو۔ میں میش کے دماغ پر قبضہ جمائے رکھوں گی اور اسے ایک محفوظ جگہ پہنچادوں گی۔"

مہاراج نے پوچھا "کیوں الپا! یہ کیا چال چل رہی ہو؟ اپنے پہرے داروں کو راستے سے ہٹا کر میش کو اس مکان سے نکال کر دوسری جگہ پہنچا دیا اور مجھے یہ بتا رہی ہو کہ میش کا دماغ کسی نے لاک کردیا ہے۔ کیا میں تمہارے اس ناٹک پر یقین کرلوں گا؟"

"تم یقین کرو یا نہ کرو مگر غور کرو۔ ان بہنوں کو اغوا کرتے وقت تمہارے پہرے داروں سے مہاراج بن کر جو کہا گیا وہی میش کو اغوا کرتے وقت میرے پہرے داروں سے الپا بن کر کہا گیا۔ دونوں وارداتیں ایک جیسی ہیں۔"

"یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ فرہاد میرا لب ولہجہ اختیار کرکے ان بہنوں کو لے گیا تھا لیکن میش کو لے جانے کے لیے الپا بننے والی عورت کون ہوسکتی ہے۔ جبکہ عورتوں میں ایک تم ہی خیال خوانی کرنے والی رہ گئی ہو۔"

"فرہاد کی بیوی آمنہ ایسا کرسکتی ہے۔"

"وہ تو دنیاوی معاملات سے دور رہتی ہے۔"

"یہ سب کہنے کی بات ہے۔ ہمیں فریب دینے کے لیے ایسا کہا جاتا ہے۔ مجھے یقین ہورہا ہے کہ آمنہ ہی میش کو مجھ سے چھین کرلے گئی ہے۔"

"میرے بیٹے کو کون لے گیا ہے یا لے گئی ہے؟ میں نہیں جانتا۔ وہ تمہارے پاس تھا۔ تم اس کی ذمے دار تھیں۔ میں اپنا بیٹا تم سے لوں گا۔"

"نتاشا اور نتالیہ تمہارے پاس تھیں۔ ان بہنوں کے تحفظ کی ذمے داری تم پر تھی۔ میں ان بہنوں کو تم سے لوں گی۔ اسی طرح تم اپنے بیٹے کا مطالبہ کرتے رہو گے اور میں ان بہنوں کا مطالبہ کرتی رہوں گی۔ یوں ہم آپس میں لڑتے رہیں گے اور ایک دوسرے سے دشمنی کرتے رہیں گے اور فرہاد ہماری احمقانہ دشمنی کا تماشا دیکھتا رہے گا۔"

مہاراج نے کہا "اچانک یہ سب کچھ ہورہا ہے۔ موجودہ حالات پر سکون اور اطمینان سے غور کرکے کسی نتیجے پر پہنچنا ہوگا۔ میں جارہا ہوں مگر یاد رکھو۔ اپنے بیٹے کی گمشدگی برداشت نہیں کروں گا۔ اب تمہارے پاس میری کوئی کمزوری نہیں رہی ہے۔ میں تمہارے لیے ایک ناقابلِ برداشت عذاب بن جاؤں گا۔"

وہ الپا کے دماغ سے نکل کر سیدھا میرے پاس آکر بولا۔ "فرہاد صاحب! میں ہوں مہاراج۔ آپ تو زبان کے دھنی نکلے۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ میرے بیٹے کو الپا کی قید سے رہائی دلائیں گے۔ دھن ہے (آفریں ہے) آپ ناممکن کو ممکن بنا کر میرے میش کو اس قید خانے سے نکال لائے ہیں۔ میں تو آپ کا غلام ہوگیا ہوں۔ ساری عمر آپ کا تابعدار بن کر آپ کی سیوا کرتا رہوں گا۔"

میں نے انجان بن کر کہا "ارے بھائی! ٹھہرو۔ تم تو بولتے ہی جارہے ہو۔ مجھے سمجھنے تو دو کہ تمہارے بیٹے کو الپا کی قید سے کب رہائی ملی ہے؟ اور کس نے رہائی دلائی ہے؟ اگر کسی نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے تو وہ تعریف کا مستحق ہے۔ مجھے یہ کریڈٹ نہ دو۔"

وہ حیرانی سے بولا "کیا آپ نے میرے بیٹے کو رہائی نہیں دلائی ہے؟"

"بھئی! رہائی مل گئی ہے تو بیٹے سے پوچھو' یہ احسان کس نے کیا ہے؟"

"بیٹا میرے پاس ہوتا یا میں اس کے دماغ میں پہنچ پاتا تو اس سے بہت کچھ معلوم کرلیتا۔ کیا آپ معلوم کرسکتے ہیں کہ میش ایک قید سے رہائی پاکر دوسری کس جگہ جاکر پھنس گیا ہے؟"

"ہاں تمہارے بیٹے کا معاملہ پراسرار ہوگیا ہے۔ میں یہ راز معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔"

اسی وقت ثانی نے میرے اندر آکر قہقہہ لگایا۔ میں نے انجان بن کر پوچھا "کون ہو تم؟"

وہ بولی "میں ہوں نیلماں۔ ایک نیا جسم حاصل کرکے ایک نئی زندگی حاصل کرچکی ہوں۔ پچھلے تین دن سے تم لوگوں کے تماشے دیکھ رہی ہوں۔ الپا بڑی تیزی دکھا رہی تھی۔ میں نے اس کی کامیابیوں کو ناکامیوں میں بدل دیا ہے۔ نتاشا' نتالیہ اور میش میری مٹھیوں میں ہیں۔"

میں نے کہا "تم نے بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں لیکن میرے دماغ میں آکر منہ پھاڑ کر قہقہہ لگانا ضروری نہیں تھا۔"

"فرہاد! میں تو تمہارے سر پر چڑھ کر ناچ سکتی ہوں۔ خود کو ایک ناقابلِ شکست روبوٹ نہ سمجھو۔ میں الپا اور مہاراج کی طرح تمہیں بھی منہ کے بل گرا سکتی ہوں۔"

"مجھے چیلنج نہ کرو ورنہ چودہ طبق روشن ہوجائیں گے۔ جاؤ بچوں کے ساتھ جاکر کھیلو۔"

میں نے سانس روک کر ثانی اور مہاراج کو دماغ سے نکال دیا۔ اب مہاراج ثانی کو نیلماں سمجھ کر اس سے رابطہ کررہا ہوگا۔ پچھلے دن الپا' میش پر تنویمی عمل کرکے پھر اس کے دماغ کو لاک کرکے مطمئن ہوگئی تھی کہ میش کے دماغ میں کوئی نہیں جاسکے گا۔ وہ کئی بار نئی آواز اور لب ولہجے کے ساتھ میش کے اندر جاکر مطمئن ہوتی رہی۔ یہ نہ سمجھ سکی کہ ثانی بڑے صبر وتحمل سے اسے خوش فہمی میں مبتلا کررہی ہے۔

الپا نے مطمئن ہوکر مسلح پہرے داروں سے کہہ دیا کہ اب وہ گونگے بن کر نہ رہیں۔ میش سے ضرورت کے مطابق باتیں کرسکتے ہیں۔ رات کو ثانی نے میش کے خوابیدہ دماغ میں آکر اس پر تنویمی عمل کیا۔ الپا کے عمل کو اس کے دماغ سے مٹایا پھر ایک نیا لب ولہجہ اس کے ذہن پر نقش کیا۔ اس کے بعد اسے تنویمی نیند سونے دیا۔

صبح ہوتے ہی ثانی نے الپا کے لب ولہجے میں ایک مسلح پہرے دار سے کہا "اس مکان میں میش کے لیے خطرہ ہے۔ اسے مکان سے باہر لاؤ اور ایک کار میں اسے جانے دو۔ میں اس کے اندر رہ کر اسے کہیں بھاگنے نہیں دوں گی' دوسری محفوظ جگہ پہنچادوں گی۔"

ان مسلح پہرے داروں نے الپا کا حکم سمجھ کر اس پر عمل کیا پھر مہیش کو وہاں سے ایک کار میں جانے دیا۔ اس دوران میں ثانی ان پہرے داروں کے خیالات پڑھ کر معلوم کر چکی تھی کہ مہیش کو ناگپور سے دو سو کلو میٹر دور ایک چھوٹے سے شہر میں رکھا گیا ہے۔ وہ ثانی کا معمول اور تابع دار بن چکا تھا۔ ثانی نے اسے حکم دیا کہ وہ پہلی کسی بھی فلائٹ کے ذریعے ممبئی چلا آئے۔ وہ بے چون و چرا اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہوا ممبئی پہنچنے والا تھا۔

اب مہاراج نے ثانی کو نیلماں سمجھ کر اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ وہ بولی "میں اپنے دماغ میں کسی کو نہیں آنے دوں گی۔ ابھی تم جاؤ۔ میں ایک آدھ گھنٹے بعد تمہارے دماغ میں آؤں گی۔"

وہ بولا " نیلماں! ہم کبھی ایک دوسرے کے دشمن نہیں رہے پھر تم نے میرے بیٹے کو کس لیے مجھ سے چھپا رکھا ہے؟"

"میں بھی دشمن نہیں ہوں۔ تمہارا بیٹا میرے پاس بخیریت ہے۔ تم اور الپا کوشش کرو کہ میرا پوتا تلک رام بھاٹیا مجھے مل جائے۔ تم میں سے جو میرے پوتے کو میرے پاس پہنچائے گا، میں نتاشا، نتالیہ اور مہیش کو اس کے حوالے کر دوں گی۔ اس سے آگے کوئی بات نہ کرو۔ اب جاؤ۔"

ثانی نے سانس روک کر اسے جانے پر مجبور کر دیا۔

دوسری طرف الپا بری طرح مایوس ہو کر پورس کے پاس پہنچی ہوئی تھی۔ اس سے کہہ رہی تھی "فرہاد نے ہماری لاعلمی میں ہمیں بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اس نے صرف نتاشا اور نتالیہ کو ہی نہیں مہاراج کے بیٹے مہیش کو بھی اغوا کر کے کہیں چھپا دیا ہے۔"

نیلماں اور پورس ہوٹل چھوڑنے اور ائرپورٹ جانے کے لیے اپنی اپنی اٹیچی میں سامان رکھ رہے تھے۔ پورس نے الپا سے کہا "مجھے مہاراج کے بیٹے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہ ضرور چاہتا ہوں کہ نتاشا اور نتالیہ زندہ سلامت رہیں۔ فرہاد ظرف والا بندہ ہے۔ انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ میں دیکھوں گا کہ وہ انہیں مجھ سے دور رکھ کر کیا چاہتا ہے۔"

"پورس! وہ بہنیں ابھی ممبئی میں کہیں ہیں۔ تم کسی طرح ان کا سراغ لگا سکتے ہو۔ میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارا ساتھ دیتی رہوں گی۔"

"الپا! میری بات کا برا نہ ماننا۔ میں کسی کمزور کا سہارا نہیں لیتا۔ فرہاد جیسے پہاڑ کے سامنے تم ایک تنکا ہو۔ تمام جیتی ہوئی بازیاں ہار چکی ہو۔ جب کبھی نتاشا اور نتالیہ کو میرے لیے حاصل کر سکو تو مجھ سے ضرور رابطہ کرنا۔ اس سے پہلے میں تمہیں دماغ میں نہیں آنے دوں گا۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا ہمارے چار ڈاکٹروں کے ساتھ دوائیں تیار نہیں کرو گے؟"

"نہیں۔ اپنے ڈاکٹروں کو اسرائیل واپس بھیج دو۔ میں سفر کے دوران میں سوچوں گا کہ ممبئی جانا چاہیے یا کسی دوسرے ملک میں جا کر گمنام رہ کر دوائیں تیار کرنا چاہئیں۔"

"پورس! میری ناکامیوں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں نے ماضی میں کامیابیاں حاصل نہیں کی ہیں اور آئندہ کامیابیاں حاصل نہیں کروں گی۔ تم پہلے بھی دوائیں تیار کرنے کے بعد پارس کے ہاتھوں نقصان اٹھاتے رہے ہو جبکہ ان دنوں ٹیلی پیتھی جانتے تھے۔ اب تمہارے پاس یہ علم بھی نہیں رہا۔ تم میری اہمیت کو سمجھو۔ میں تمہارے بہت کام آؤں گی۔"

"الپا! تم میری چھٹی حس کو نہیں سمجھتی ہو۔ تم میرے اندر آتی ہو تو میری چھٹی حس مجھے بتاتی رہتی ہے کہ تم میرے چور خیالات پڑھتی رہتی ہو۔ میں انجان بن کر تمہیں پڑھنے کی چھوٹ دیتا ہوں۔ تم نے یہودی سراغ رسانوں کو وہ دشوار گزار جگہ بتائی ہے، جہاں میں نے غیر معمولی دواؤں کے فارمولے چھپا رکھے ہیں۔ بہرحال جب وہ سراغ رساں اس جگہ پہنچیں گے تو انہیں بڑی مایوسی ہوگی اور تم مان لوگی کہ میں کوئی نادان بچہ نہیں ہوں۔"

وہ سانس روک کر اسے دماغ سے نکالنا چاہتا تھا۔ اسی وقت مہاراج نے آ کر کہا "پورس! میرے آنے پر تم نے سانس نہیں روکی۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں الپا موجود ہے۔ میں یہ کہنے آیا ہوں کہ نیلماں نیا جسم حاصل کر چکی ہے۔ اسی نے نتاشا، نتالیہ اور میرے بیٹے کو اغوا کیا ہے۔"

پورس نے کہا "یہ ایک نئی بلا آگئی ہے۔ میں نتاشا اور نتالیہ کو تقریباً ہار چکا ہوں۔ یہ نہیں چاہتا کہ نیلماں ان بہنوں کے حوالے سے میرے دماغ میں آئے۔ تم دونوں کی موجودگی میں اس کی آمد کا پتا بھی نہیں چلے گا اس لیے یہاں سے جاؤ۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روکی۔ الپا اور مہاراج چلے گئے۔ اس نے نیلماں کو دیکھا۔ وہ اپنے کمرے سے اٹیچی لے کر آگئی تھی۔ اس نے پوچھا "کیا فلائٹ کا وقت ہو چکا ہے؟"

پورس نے گھڑی دیکھ کر کہا "تین گھنٹے بعد فلائٹ ہے۔ ہم اس لیے جلدی جا رہے ہیں کہ رات کا کھانا ائرپورٹ پر کھائیں گے۔"

"تم مجھے ڈائننگ ہال میں سب کے سامنے کھانے نہیں دیتے ہو پھر وہاں کیسے کھانے دو گے؟"

"میں ایسی ڈشیں منگواؤں گا، جن سے تمہاری پلیٹ جھوٹی نہ ہو۔ کھانے کے بعد ایک اسٹرا کے ذریعے بوتل پیوگی۔ بوتل کو منہ نہیں لگاؤ گی۔ میں اس اسٹرا کو چھپا کر کسی ڈسٹ بن میں پھینک دوں گا۔"

دروازے پر دستک سنائی دی۔ پورس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ باہر کوریڈور میں ہوٹل کے منیجر کے علاوہ پولیس والے بھی نظر آئے۔ سامنے والے کمرے سے دو سپاہی ایک اسٹریچر اٹھا کر لا رہے تھے۔ اس اسٹریچر پر ایک لاش تھی۔ لاش کو چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ پولیس افسر نے پورس سے پوچھا "اس سامنے والے کمرے میں جو شخص تھا اس کی موت بڑے پراسرار طریقے سے ہوئی ہے۔ کیا آپ اس شخص کے بارے میں کچھ بتا سکیں گے؟"

"سوری، میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ ہم پرسوں رات کو آئے تھے اور اب جا رہے ہیں۔ بائی دا وے آپ ابھی پراسرار موت کہہ رہے تھے۔ کیا ایسی موت ہوئی ہے، جس کی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی ہے؟"

نیلماں دیوار سے لگی کھڑی تھی اور پریشان ہو رہی تھی کہ کہیں پولیس والے اسے گرفتار نہ کر لیں۔ پولیس افسر نے کہا "مرنے والے کا پورا جسم سیاہ پڑ گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کسی بہت ہی زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہے۔"

پورس کے دماغ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اس نے بے اختیار پلٹ کر کمرے کے اندر دیوار سے لگی ہوئی نیلماں کو دیکھا پھر انجان بن کر ہوٹل کے منیجر سے پوچھا "کیا آپ کے ہوٹل میں سانپ بھی ہیں؟"

منیجر نے کہا "ہوٹل کے اندر تو کیا، باہر بھی سانپ نہیں ہیں۔ میں نے بچپن سے اس شہر میں کوئی سانپ نہیں دیکھا ہے۔"

پولیس افسر نے کہا "ہمارا یہ اندازہ ہے کہ سانپ نے ڈسا ہے۔ اس مرنے والے کی گردن پر زخم کا ایک نشان ہے۔ میڈیکل رپورٹ کے بعد معلوم ہوگا کہ اس کے جسم میں زہر کس طرح پہنچا ہے یا پہنچایا گیا ہے۔"

پورس نے چور نظروں سے نیلماں کو دیکھا پھر افسر سے کہا "آپ اس مرڈر کے بارے میں تمام ہوٹل والوں سے پوچھ گچھ کریں گے۔ ہم ہوٹل چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ مہربانی کر کے آپ پہلے ہم سے ضروری سوالات کر لیں اور ہمارا سامان بھی چیک کر لیں۔"

"میں میڈیکل رپورٹ کی روشنی میں ہی سوالات کر سکتا ہوں۔"

افسر نے کمرے کے اندر آ کر دو اٹیچیوں کو دیکھتے ہوئے کہا "پلیز! انہیں کھولیں۔ میں اطمینان کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے سامان میں کوئی زہریلی چیز ہے یا نہیں؟"

پورس اور نیلماں نے اپنی اپنی اٹیچی کھول دی۔ افسر نے آگے بڑھ کر دونوں اٹیچیوں کی ایک ایک چیز کو دیکھا۔ ٹوتھ پیسٹ اور پرفیوم کی شیشی وغیرہ کو چیک کیا۔ کسی میں زہر نہیں تھا جبکہ زہر کا مجسمہ اس افسر کے قریب ہی تھا۔

افسر نے چیکنگ کے بعد کہا "سوری! میں نے اپنا فرض ادا کرنے کے لیے آپ کو زحمت دی۔ آپ اپنا سامان پیک کر کے جا سکتے ہیں۔"

پورس نے اطمینان کی سانس لی۔ جلدی جلدی سامان پیک کرنے لگا۔ افسر کمرے سے چلا گیا۔ وہ دھیمی آواز میں نیلماں سے بولا "آخر تم اپنی زہریلی عادت سے باز نہیں آئیں؟"

"آں؟" وہ انکار میں سر ہلا کر بولی "مم۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔"

"بکواس مت کرو۔ اب اپنے چہرے سے پریشانی ظاہر نہ کرو۔ نارمل رہو اور میرے ساتھ مسکراتی ہوئی چلو۔"

وہ اپنی اپنی اٹیچی اٹھا کر کمرے سے باہر آگئے۔ پولیس والوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے لفٹ کے اندر پہنچے پھر وہاں سے گراؤنڈ فلور پر آ کر کاؤنٹر پر چیک آؤٹ کے لیے آئے۔ پورس اندر سے پریشان تھا۔ یہ اندیشہ تھا کہ اس ملک سے باہر جانے تک کوئی گڑبڑ ہو سکتی ہے۔ یہ بھید کسی طرح کھل سکتا ہے کہ اس کے ساتھ رہنے والی حسینہ زہریلی ناگن ہے۔

وہ ہوٹل سے باہر آ کر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ائرپورٹ کی طرف چلے گئے۔ ہوٹل کے اندر پولیس افسر کی تفتیش جاری تھی۔ اس نے منیجر سے پوچھا "اس کمرے میں کون ہے؟"

منیجر نے کہا "اسی کا کمرا ہے، جس کا سامان آپ چیک کر چکے ہیں۔"

"آپ نے پہلے نہیں بتایا کہ اس نے دو کمرے لیے تھے۔ ہمیں دوسرا کمرا بھی چیک کرنا چاہیے۔"

وہ دروازہ کھلوا کر سپاہیوں کے ساتھ اس کمرے میں آیا، جسے پورس نے نیلماں کے لیے لے رکھا تھا۔ وہ رات کو سونے سے پہلے دونوں کمروں کا درمیانی دروازہ بند کرتا تھا تاکہ وہ اس کی نیند کے دوران میں کمرے میں آ کر اسے نقصان نہ

پہنچا سکے۔

افسر اور سپاہیوں نے اس کمرے کی تلاشی لی۔ انہیں کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس کے ذریعے ایک زہریلی حسینہ کا بھید کھلتا۔ ایک سپاہی نے باتھ روم سے باہر آکر افسر کو ایک ٹوتھ برش دکھاتے ہوئے کہا "سر! یہ واش بیسن پر رکھا ہوا تھا۔"

افسر نے اس ٹوتھ برش کو لے کر غور سے دیکھا۔ اس کے ایک حصے پر سرخ دھبا سا نظر آرہا تھا۔ اس نے دھبے کو انگلی سے چھو کر دیکھا پھر مسکرا کر کہا "لپ اسٹک کا نشان ہے۔ وہ حسینہ اس کمرے میں رہتی تھی اور یہ ٹوتھ برش استعمال کرتی تھی۔ بھول کر چلی گئی ہے۔"

وہ برش کو ایک طرف پھینک کر کمرے سے چلا گیا۔ ایک سپاہی نے اسے فرش پر سے اٹھایا۔ اسے بڑی محبت اور ہوس سے دیکھا۔ اس نے نیلماں کو ہوٹل سے جاتے دیکھا تھا اور یہ سوچ کر رہ گیا تھا کہ اونچی سوسائٹی کی حسینہ ہے۔ اسے دور سے دیکھا جاسکتا ہے مگر ہاتھ لگایا نہیں جاسکتا۔ اب ہاتھ لگانے کے لیے وہ برش ہاتھ آگیا تھا۔

اس نے دل میں کہا "ہائے۔ وہ اسے اپنے منہ سے لگاتی رہی ہوگی۔ ہونٹوں کی لالی تھوڑی سی رہ گئی ہے۔"

اس نے برش کے اس حصے کو چوم لیا' جہاں ہونٹوں کی لالی تھی پھر خیال آیا' وہ اسے اپنے موتیوں جیسے سفید دانتوں سے لگاتی ہوگی۔ ہاں ایسے دانت مانجھتی ہوگی ایسے۔۔۔

اس نے برش کو اپنے دانتوں سے لگا کر آنکھیں بند کرلیں۔ بند آنکھوں کے پیچھے اس حسینہ کے دانتوں کو اپنے دانتوں اور اس کی زبان کو اپنی زبان سے لگتے دیکھا۔ برش کو ایک دو بار اپنے دانتوں پر پھیرا۔ اس کے ساتھ ہی حلق سے کراہ نکلی۔ پہلے مسوڑھوں اور حلق میں جلن محسوس ہوئی پھر زہر کی آگ پورے جسم میں پھیلنے لگی۔ وہ چیخ مار کر گر پڑا۔ فرش پر تڑپتے ہوئے چیخنے لگا "بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔ بچا۔ بچا۔ ب۔ ب۔۔۔"

اس کی آواز اس کے اندر ہی گھٹ کر رہ گئی۔ افسر اور دوسرے سپاہی دوڑتے ہوئے آئے پھر اسے دیکھ کر ٹھٹک گئے۔ اس کے دیدے پھیل گئے۔ جسم کی رنگت سیاہ پڑ رہی تھی۔ وہ تڑپ رہا تھا۔ افسر نے قریب آکر اس پر جھک کر پوچھا۔ "تمہیں کیا ہورہا ہے؟ تمہاری حالت بتا رہی ہے کہ تمہیں بھی کسی سانپ نے کاٹا ہے۔"

سپاہی نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اٹھا کر برش اسے دیتے ہوئے کہا "زہر۔ یہ۔ یہ زہریلا۔ لا۔ لا۔۔۔"

وہ آگے نہ بول سکا۔ آخری بار تڑپ کر ہمیشہ کے لیے ساکت ہوگیا۔ افسر اور ہوٹل کا منیجر حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر اس برش کو دیکھنے لگے۔ منیجر نے بے یقینی سے پوچھا "کیا یہ برش زہریلا ہے؟"

افسر نے کہا "یہ دم توڑتے ہوئے یہی کہہ رہا تھا۔ اس برش کا لیبارٹری ٹیسٹ جلد سے جلد ہونا چاہیے۔ اس برش کے زہریلے ہونے کی تصدیق ہونی چاہیے۔"

وہ اٹھ کر جاتے ہوئے بولا "میں ابھی پولیس اسپتال جاکر کنفرم کروں گا۔ اس کمرے میں رہنے والی اور اس کے ساتھی کو تلاش کرنا ہوگا۔ کیا آپ جانتے ہیں' وہ ہوٹل چھوڑ کر کہاں گئے ہوں گے؟"

منیجر نے کہا "ہمیں پتا نہیں ہے کہ وہ یہ ہوٹل چھوڑ کر دوسرے ہوٹل گئے ہیں یا شہر سے باہر کہیں گئے ہیں۔"

افسر ہوٹل کے باہر آکر اپنی موٹر سائیکل میں بیٹھ کر پولیس اسپتال میں آیا۔ وہاں کے لیبارٹری انچارج کو برش دے کر بولا "ہمیں شبہ ہے کہ یہ برش زہریلا ہے۔ اسے فوراً ہی ٹیسٹ کیا جائے۔"

پھر وہ فون کے ذریعے اپنے ایک اعلیٰ افسر کو ان واقعات اور برش کے زہریلے ہونے کی رپورٹ دینے لگا۔ اس کی باتوں کے دوران میں لیبارٹری سے تصدیق ہوگئی کہ برش زہریلا ہے۔

اس نے فون پر کہا "سر! برش زہریلا ہے۔ ڈاکٹر نے کنفرم کیا ہے۔ کیا یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ وہ حسینہ زہریلی تھی؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "اس حسینہ اور اس کے ساتھی کو گرفتار کرنے کے بعد حقیقت معلوم ہوگی۔ ان کے نام اور حلیے بتاؤ۔ میں تمام پولیس افسران کو الرٹ کررہا ہوں۔ بس کے اڈوں' ریلوے اسٹیشن اور ائرپورٹ پر انہیں تلاش کیا جائے گا۔"

افسر نے ان دونوں کا حلیہ اور ان کے نام بتائے۔ اس شہر کی پولیس فورس حرکت میں آگئی۔ ایک افسر سپاہیوں کے ساتھ ائرپورٹ پہنچا۔ وہاں سے جتنی فلائٹس پرواز کرنے والی تھیں ان کے بورڈنگ کارڈز حاصل کرنے والے مسافروں پر نظر رکھی جانے لگی۔ ائرپورٹ کی پولیس اور وہاں کے عملے نے ان سے تعاون کیا پھر کمپیوٹر سے پتا چلا کہ اس نام کی ایک دوشیزہ اور ایک جوان مرد بیس منٹ پہلے ایک فلائٹ سے انڈیا جاچکے ہیں۔

سانپ نکل چکا تھا۔ اب محض لاٹھی پیٹنے والی بات تھی۔ وہ بھارتی انٹیلی جنس سے رابطہ کرکے انہیں نیلماں اور پورس کے متعلق بتانے لگے۔ بھارتی انٹیلی جنس والوں نے کہا کہ ان دونوں کو ممبئی ائرپورٹ پر گرفتار کرلیا جائے گا۔ اگر وہ دوشیزہ زہریلی ہے تو پھر بھارت میں بھی قانون کے محافظوں کے لیے موت بنتی رہے گی۔ اسے آزاد نہیں چھوڑا جائے گا۔ اگر وہ فرار ہونے یا کسی کو ڈسنے کی کوشش کرے گی تو اسے گولی ماردی جائے گی۔

○☆○

میں ایک خاموش تماشائی تھا لیکن اب اس تماشے کو کسی منطقی انجام تک پہنچانا لازمی تھا۔ میں نے امریکی فوج کے ایک سربراہ کے پاس آکر کہا "میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں' تم اسرائیلی فوج کے اعلیٰ افسران سے رابطہ کرو۔ ان سے کہو کہ فون یا الپا کے ذریعے وہ باتیں سنیں' جو میں تم سے کرنے والا ہوں۔ میں آدھے گھنٹے کے بعد آؤں گا۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر فرہاد! کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ پہلے ہم آپس میں ضروری باتیں کرلیں۔ اس کے بعد یہودیوں کو اپنی گفتگو میں شامل کیا جائے؟"

"نہیں۔ اس طرح میرا وقت ضائع ہوگا۔ میں نے جو کہہ دیا ہے اس پر عمل کرو۔ میں ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد آؤں گا۔"

میں نے ثانی کے پاس آکر کہا "میں آدھے گھنٹے تک تمہارے ساتھ رہوں گا۔ تم مہاراج سے رابطہ کرو۔ وہ بیٹے کے لیے پریشان ہوگا۔"

ثانی خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی مہاراج کے پاس آئی۔ وہ سانس روکنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا "میں نیلماں ہوں۔"

وہ تڑپ کر بولا "نیلماں! تم ہو؟ بھگوان کا شکر ہے۔ میں بڑی بے چینی سے انتظار کررہا تھا۔"

"بے چینی تو ہوگی۔ جوان بیٹا بچھڑ گیا ہے۔ جس کی خیریت تمہیں معلوم ہوتی ہے لیکن اس سے تم مل نہیں سکتے اور نہ ہی اس سے دماغی رابطہ کرسکتے ہو۔"

"نیلماں! ہمارے تعلقات ہمیشہ اچھے رہے ہیں پھر تم میرے بیٹے کو مجھ سے دور کیوں لے گئی ہو؟ مجھ سے کوئی شکایت ہے تو بولو؟"

"کوئی شکایت نہیں ہے۔ تمہارا بیٹا تمہیں اس دن واپس مل جائے گا' جس دن میرا پوتا مجھے ملے گا۔"

"میں تمہارے پوتے سے ضرور تمہیں ملاؤں گا لیکن یہ مناسب نہیں ہے کہ پوتے کو حاصل کرنے کے لیے میرے بیٹے کو قیدی بنالو۔"

"میں نے یہ نئی زندگی حاصل کرنے سے پہلے تمہیں کہا تھا کہ میرے پوتے کو تلاش کرو۔ اسے کسی بھی طرح میرے پاس لے آؤ لیکن تمہیں میرے پوتے سے بھلا کیا دلچسپی ہوسکتی ہے اسی لیے تم نے اسے تلاش نہیں کیا ہے۔"

"اسے تلاش کرنا اس لیے مشکل ہے کہ وہ تنویمی عمل کے زیر اثر ہے۔ ہم سے رابطہ کرتا ہے مگر اپنا پتا ٹھکانا بتاتے وقت بھٹک جاتا ہے۔"

"میں اتنا جانتی ہوں کہ جب تک کسی ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی عورت کے جسم میں نہیں ساؤں گی' وہ مجھے اپنی دادی ماں تسلیم کرکے میرے گلے لگنے نہیں آئے گا۔ میں کئی بار اس کے دماغ میں جانے کی کوششیں کرچکی ہوں لیکن وہ سانس روک لیتا ہے۔ اس ایرانی عامل نے اس طرح اس پر عمل کرکے مجھ سے بدترین دشمنی کی ہے۔"

مہاراج نے کہا "وہ ایرانی عامل بھی ٹیلی پیتھی سے محروم ہوگیا ہے۔ تمہارا پوتا اب اس کا تابعدار نہیں ہے۔ صرف اس کے تنویمی عمل کے زیر اثر ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی الپا کی سوچ کی لہریں سنائی دیں۔ الپا نے کہا "ہیلو نیلماں! ہیلو مہاراج! میں الپا ہوں۔ ایک ضروری بات کرنے آئی ہوں۔"

مہاراج نے ناگواری سے کہا "تم نے میرے بیٹے کو مجھ سے چھین کر مجھے اپنا تابعدار بنالیا تھا۔ ہم دونوں بھائیوں پر حکومت کررہی تھیں۔ جاؤ' بھاگ جاؤ۔ میں تمہاری آواز بھی سننا نہیں چاہتا۔"

الپا نے کہا "نیلماں! مہاراج کو سمجھاؤ۔ فرہاد ابھی امریکی اور اسرائیلی اکابرین سے اہم معاملات پر گفتگو کرنے والا ہے۔ میں' تم' مہاراج اور گرودیو متحد ہوکر اس اجلاس میں جائیں گے اور فرہاد پر ثابت کریں گے کہ ہم چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے متحد ہوکر ایک بڑی طاقت بن گئے ہیں۔"

ثانی نے کہا "مجھے امریکا اور اسرائیل سے نہیں' صرف اپنے پوتے سے دلچسپی ہے۔ اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمہارے کسی کام آؤں تو جاؤ اور کسی طرح بھی ٹی آر بھاٹیا سے میرا رابطہ کرادو۔ مجھے خون کا رشتہ تڑپا رہا ہے۔ ایسے میں' میں کسی کے کام نہیں آؤں گی۔"

"نیلماں! تم خون کے رشتے کی تڑپ کو سمجھ رہی ہو پھر بھی میرے بیٹے کو مجھ سے دور رکھ رہی ہو۔ مجھے بھی جب تک بیٹا نہیں ملے گا' میں پوری توجہ سے کسی بھی معاملے میں دلچسپی

نہیں لوں گا۔"

الپا نے کہا "ہم اپنے اختلافات اور مسائل پر دو چار گھنٹے بعد بھی بحث کر سکتے ہیں۔ ابھی ہمیں حکمتِ عملی سے کام لینا چاہیے۔ فرہاد پر یہ ثابت کرنا چاہیے کہ ہم اس سے کمزور نہیں ہیں۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں ہماری تعداد زیادہ ہے۔"

مہاراج نے کہا "ٹھیک ہے۔ میں ابھی اپنے بھائی کے ساتھ آ رہا ہوں۔ نیلماں سے بھی کہتا ہوں کہ ہم اپنا اتحاد ظاہر کر کے ہی فرہاد کو اپنی قوت اور برتری سے متاثر کر سکتے ہیں۔"

ثانی نے کہا "وعدہ کرو کہ دو چار گھنٹے کے بعد میرے پوتے کو میرے دماغ تک پہنچانے کی کوشش کرو گے تو میں بھی اس اجلاس میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔"

میں ٹھیک آدھے گھنٹے بعد امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کے پاس آیا۔ وہ ایک بہت بڑے ڈرائنگ روم میں دو اعلیٰ حاکموں اور اپنے لیول کے افسران کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے علاوہ اسرائیلی سفیر' اس کا سیکریٹری اور ایک مشیر بھی تھا۔ دو عورتیں اور دو ماتحت افسران ان صوفوں کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔

ایک اعلیٰ افسران ماتحتوں سے کہہ رہا تھا "ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی تمہارے دماغوں میں آئیں گے اور تمہاری زبانوں سے بولیں گے۔ تم سب ان سامنے والی کرسیوں پر بیٹھ جاؤ۔"

ایک ماتحت نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا "شکریہ! اس سے پہلے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے ذریعے آپ حضرات سے گفتگو کر چکے ہیں۔"

میں نے اس کے اندر پہنچ کر اس کی زبان سے کہا "میں فرہاد علی تیمور تمہارے اس ماتحت کی زبان سے بول رہا ہوں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "خوش آمدید مسٹر فرہاد! ہمیں امید ہے کہ ہم دوستانہ ماحول میں ایسے معاملات پر گفتگو کریں گے' جو ہم دونوں کے لیے مفید ہوگی۔"

میں نے کہا "یہ بیسویں صدی گزرنے والی ہے اور اکیسویں صدی شروع ہونے والی ہے۔ پچھلی ایک صدی میں تم لوگوں نے صرف مفادات حاصل کرنے کے لیے دوستی کی پھر اس دوستی کو بدترین دشمنی میں بدل دیا۔"

"گفتگو کے آغاز میں آپ کے تیور بگڑے ہوئے ہیں پھر کوئی اچھی نتیجہ خیز گفتگو کیسے ہوگی؟"

"میں دو ٹوک باتیں کر رہا ہوں اس لیے آپ کو میرے تیور بگڑے ہوئے لگ رہے ہیں۔ ایران میں آپ کی سازشیں ناکام ہو رہی ہیں۔ آپ افغانستان میں خانہ جنگی جاری رکھتے ہوئے ایک طرف ایران کے لیے خطرہ بننا چاہتے تھے دوسری طرف وسط ایشیا کے مسلم ممالک اور جمہوریہ چین تک پہنچنے کے لیے راستہ بنا رہے تھے لیکن طالبان آپ کی کامیابیوں کو خاک میں ملا رہے ہیں۔ آپ ناکامی کے اس مرحلے پر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خدمات حاصل کر کے طالبان کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں لیکن میں بتا دوں کہ آپ کی یہ چال بھی افغانستان میں ناکام رہے گی۔"

"آپ ایسی باتیں سنا کر کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

"یہی کہ آپ اسلامی ممالک کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں اور مجھ سے دوستانہ ماحول میں گفتگو کی توقع کر رہے ہیں۔ میں یہ بتانے آیا ہوں کہ پہلے ایران میں تھا۔ آج کل افغانستان میں ہوں۔ مہاراج کا ایک ایجنٹ ادھر آیا تھا۔ وہ مارا گیا۔ آئندہ میں ان چھوٹے مہروں کو نہیں ماروں گا۔ انہیں طالبان کے حوالے کر کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو شکار کروں گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم امریکی دوستی' امن و آشتی کے علم بردار ہیں۔ ہم افغانستان میں کوئی سازش نہیں کر رہے ہیں اور نہ ہی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو وہاں بھیجا ہے۔ اس کے برعکس ایرانی حکام نے آپ کی خدمات حاصل کی ہیں۔ انہوں نے آپ کو ایران سے افغانستان بھیجا ہے۔"

"آپ کی یہ بات کسی حد تک درست ہے کہ آپ کی طرف سے کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا افغانستان میں مصروف نہیں ہے۔ جبکہ مہاراج مصروف تھا لیکن چند گھنٹے پہلے کچھ ایسی تبدیلیاں آئی ہیں' جن کے نتیجے میں کوئی خیال خوانی کرنے والا آپ کے کام نہیں آئے گا۔"

الپا نے ایک عورت کی زبان سے کہا "میں الپا ہوں۔ یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ جس طرح اسرائیل اور امریکا کی دوستی ہمیشہ مستحکم رہی ہے اسی طرح میری اور مہاراج کی دوستی بھی ہمیشہ قائم رہے گی۔ مہاراج کے ساتھ اس کا بھائی گرودیو ہے۔ اب میں امریکی اکابرین کو یہ خوش خبری سنا رہی ہوں کہ نیلماں سے ہماری دوستی ہو گئی ہے یعنی ہم چار ٹیلی پیتھی جاننے والے اسرائیل اور امریکا کی پشت پر ہیں۔"

تمام اسرائیلی اور امریکی اکابرین خوش ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ الپا نے کہا "یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ نیلماں ابھی ہمارے درمیان ہے اور آپ سے مخاطب ہو رہی ہے۔"

ثانی نے دوسری عورت کی زبان سے کہا "میں نیلماں آپ سے مخاطب ہوں۔ پچھلی بار پورس میری جان کا دشمن بن گیا تھا۔ مجھے چند دنوں کے لیے اس دنیا کو چھوڑ کر جانا پڑا۔ اب نیا جسم اور نئی زندگی حاصل کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ نہیں رہوں گی تو آئندہ بھی پورس اور پارس مجھے نقصان پہنچاتے رہیں گے۔"

امریکی اعلیٰ حاکم نے کہا "ہم تمہیں مکمل تحفظ دیں گے۔ اب ہماری دنیا میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد برائے نام رہ گئی ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ تم چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ہمارے حق میں مضبوط اتحاد قائم کیا ہے۔"

مہاراج نے کہا "ابھی ہم چار ہیں۔ جب نیلماں کے پوتے تلک رام بھاٹیا کی یادداشت واپس آجائے گی اور وہ اپنی دادی ماں کو پہچان لے گا تو ہماری تعداد پانچ ہو جائے گی۔"

ثانی نے نیلماں کی حیثیت سے کہا "میں ہمیشہ اسرائیل اور امریکا کے کام آتی رہوں گی لیکن میری شرط یہ ہے کہ میرے پوتے کو تلاش کر کے اسے میرے پاس پہنچایا جائے۔ میں تو اس سے باتیں کرنے کے لیے ترس گئی ہوں۔"

الپا نے کہا "تم فکر نہ کرو۔ تمہارا پوتا مجھ سے رابطہ کرتا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ یورپ کے کسی شہر میں پہنچنے کے بعد مجھ سے رابطہ کرے گا۔ شاید وہ کسی مسئلے میں الجھ گیا ہے۔ جیسے ہی وہ میرے دماغ میں آئے گا' میں اسے تمہارے پاس پہنچاؤں گی یا تمہیں اپنے دماغ میں بلا کر اس سے تمہاری بات کراؤں گی۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر فرہاد! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی نہیں ہے اور یہ بھی سمجھ رہے ہیں کہ ہمارا اتحاد کتنا مضبوط ہے۔ آپ فولاد ہو کر بھی اس اتحاد کو نہیں توڑ سکیں گے۔ ویسے آپ نے یہ نہیں بتایا کہ ایک طویل عرصے کے بعد آپ نے ہمارے پاس آنے کی زحمت کیوں کی ہے؟"

"میں سمجھانے آیا تھا کہ عالمی بساط پر اپنی سیاست کا انداز بدل دو ورنہ اسلامی ممالک کو نقصان پہنچانے کے نتیجے میں خود نقصانات اٹھاتے رہو گے لیکن یہاں آ کر دیکھ رہا ہوں کہ جو سمجھانا چاہتا ہوں' تم لوگ اس سے زیادہ ہی سمجھ رہے ہو۔ لہٰذا اب میں ایک فیصلہ کن جنگ شروع کر رہا ہوں۔ یہ جنگ چند منٹوں کی ہوگی۔ اس کے بعد تمہارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے دُم دبا کر بھاگیں گے پھر تم سب ٹیلی پیتھی کے ہتھیار کے بغیر نہتے رہ جاؤ گے۔"

"شاید آپ ہمارا اتحاد دیکھ کر بوکھلا گئے ہیں۔ اس اتحاد کو توڑنے کا ایسا دعویٰ کر رہے ہیں جیسے چند منٹوں میں معجزہ دکھانے والے ہوں یا کسی جادو کے ذریعے ہمیں ابھی منتشر کرنے والے ہوں۔"

مہاراج نے کہا "ایسی کوئی دوا نہیں ہے جسے اسپرے کر کے آپ قدرتی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت کو ختم کر سکیں۔ کیا بابا صاحب کے ادارے میں ایسی کوئی دوا تیار کی گئی ہے؟"

میں نے کہا "قدرتی طور پر حاصل کیے ہوئے ٹیلی پیتھی کے علم کو کوئی دوا نہیں مٹا سکے گی۔ میں تم میں سے کسی کی ٹیلی پیتھی کو ختم نہیں کر سکوں گا لیکن تم سب کو اس طرح بے بس اور مجبور کروں گا کہ اپنے اس غیر معمولی علم کے ذریعے امریکا اور اسرائیل کی خدمت نہیں کر سکو گے۔"

"مسٹر فرہاد! ہم مانتے ہیں کہ آپ جو کہتے ہیں' وہ کر گزرتے ہیں لیکن ہمارے مضبوط اتحاد کو توڑنا آپ کے بس کی بات نہیں رہی ہے۔"

ایک افسر نے کہا "واہ! کتنا زبردست دعویٰ ہے۔ چند منٹوں کی جنگ میں آپ ہماری جیتی ہوئی بازی کو ہار میں بدل

دیں گے۔"

ایک حاکم نے کہا "جب قسمت ساتھ دیتی ہے تو مخالفین آپ کی طرح کھو کھلی دھمکیاں دیتے ہیں۔"

میں نے مسکرا کر کہا "قسمت ایک بازاری عورت کی طرح کسی بھی وقت ساتھ چھوڑ دیتی ہے اور یہ تمہارا ساتھ چھوڑ چکی ہے۔ لو میں تماشا دکھاتا ہوں۔"

میں نے ثانی کو مخاطب کیا "ہیلو نیلماں! کیا اپنے پوتے سے باتیں کرو گی؟"

ثانی نے تڑپ کر کہا "ہائے میں خوشی سے مر جاؤں گی۔ کیا سچ کہہ رہے ہو؟ کیا ابھی اس سے باتیں کرا سکتے ہو؟"

"ہاں تم ابھی باتیں کرو گی۔ اس سے پہلے میں کچھ ضروری باتیں بتا دوں۔ میں نے تنویمی عمل کے ذریعے تلک رام بھاٹیا کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے۔ تنویمی عمل کے دوران میں یہ حقیقت معلوم ہوئی کہ ایرانی عامل نے اس کا برین واش کر کے اس کے ذہن سے پچھلی زندگی بھلا دی ہے۔ سابقہ عمل کے مطابق جب تم ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی عورت کے جسم میں سماؤ گی تو ٹی آر بھاٹیا تمہیں دادی ماں تسلیم کر کے تمہارے گلے لگ جائے گا۔ ایسے ہی وقت اس کی یادداشت واپس آجائے گی۔"

"ہاں۔ میرے پوتے نے ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ وہ دور ہی دور سے مجھ سے باتیں کر سکتا ہے لیکن وہ اسی وقت دادی ماں کے گلے لگے گا جب اس کی آتما کسی ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی کے جسم میں سمائے گی۔ پلیز مجھے اس کی آواز سنا دو۔"

"ذرا صبر کرو۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ میں نے اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ صرف میں ہی ایک مخصوص لب و لہجہ اختیار کر کے اس کے دماغ میں جا سکتا ہوں۔ یہاں جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں' انہیں مایوسی ہوگی۔ وہ بھاٹیا کے اندر نہیں پہنچ سکیں گے۔"

الپا نے کہا "آپ زبردست چال چل رہے ہیں۔ کسی ڈمی ٹی آر بھاٹیا کو پیش کر کے نیلماں کو دھوکا دے رہے ہیں۔"

"میں ثابت کر دوں گا کہ ٹی آر بھاٹیا ڈمی نہیں اصلی ہے۔ نیلماں! تم ذرا سی دیر کے لیے میرے دماغ میں آؤ۔"

میں نے خیال خوانی کے ذریعے ثانی کو بتایا کہ اسے تھوڑی دیر بعد کیا کہنا اور کیا کرنا چاہیے پھر میں نے کہا "الپا! میں نے ثبوت پیش کرنے کے لیے نیلماں کو اس کے پوتے کے دماغ میں پہنچا دیا ہے۔ بھاٹیا میرے حکم کے مطابق دادی ماں سے دس منٹ تک گفتگو کرے گا پھر سانس روک کر اپنی دادی کو رخصت کر دے گا۔"

یہ کہتے ہی میں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ الپا دماغ میں پہنچا۔ وہ نیلماں کے دماغ میں پہنچنا چاہتی تھی میری سوچ کی لہروں کی وجہ سے اس نے سانس روک خیال خوانی کی پرواز نہ کر سکی۔ اسی طرح میں مہاراج گرودیو کے دماغوں میں گیا۔ وہ بھی خیال خوانی کے ذر معلوم کرنا چاہتے تھے کہ نیلماں واقعی اپنے پوتے کے میں پہنچ کر باتیں کر رہی ہے یا نہیں؟

لیکن میری سوچ کی لہروں کے باعث انہوں نے سانس روک لی۔ وہ بھی نیلماں کے پاس نہ جا سکے۔ جلدی جلدی الپا' مہاراج اور گرودیو کے دماغوں میں بار باری پہنچ کر انہیں خیال خوانی کرنے کا موقع نہیں د تھا۔ دوسری تیسری بار جانے سے تینوں نے پوچھا کہ میں ک ہوں؟ لیکن میں نے جواب نہیں دیا۔

دس منٹ گزرنے میں کتنی دیر لگتی ہے۔ نیلماں (ثا کی آواز سنائی دی۔ وہ خوش ہو کر کہہ رہی تھی "مسٹر فر میں آپ کا احسان نہیں بھولوں گی۔ میں نے اپنے پوتے بات کی ہے۔ اس کے چور خیالات بھی پڑھے ہیں۔ وہ ب شک میرا پوتا تلک رام بھاٹیا ہے۔ تم سچے ہو لیکن اس سانس روک کر مجھے اپنے دماغ سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ کیا نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا؟"

"ہاں۔ مجھے اپنی سچائی کا ثبوت پیش کرنا تھا۔ مختصر وقت میں تم اس کے چور خیالات پڑھ کر مطمئن ہو گئی ہو اب بتاؤ' کیا امریکا اور اسرائیل کے لیے کام کرو گی یا مجھے خوش رکھو گی؟"

"میں اپنے پوتے کی سلامتی کے لیے تمہاری ہر بات مان کر تمہیں خوش رکھوں گی۔ امریکا اور اسرائیل کے کبھی کام نہیں کروں گی۔"

میں نے دونوں ملکوں کے اکابرین سے کہا "دیکھو! نے کہا تھا' چند منٹوں میں تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے وا تمہارا ساتھ چھوڑ دیں گے۔"

الپا نے کہا "آپ صرف ایک نیلماں کو چھین کر ہم کمزور نہیں بنا سکیں گے۔"

میں نے کہا "ذرا صبر کرو اور تماشا دیکھو۔"

پھر میں نے ثانی سے کہا "نیلماں! میرا وعدہ ہے جب بھی تمہاری آتما ڈیڑھ سو سالہ بوڑھے جسم میں آئے گی ٹی آر بھاٹیا کو تمہارے پاس پہنچا دوں گا لیکن میری ایک ہے۔ میں مہاراج کے بیٹے مہیش کو تم سے لے کر بھاٹیا تمہارے حوالے کروں گا اور جب تک ایسا نہ ہو' تم مہاراج کو اس کے بیٹے کی آواز بھی نہیں سناؤ گی۔"

مہاراج نے تڑپ کر کہا "یہ آ..... آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

میں نے کہا "اور میرا حکم ہے کہ روز ایک بار مہیش کو ذہنی اذیت پہنچایا کرو گی۔"

مہاراج اور گرودیو چیخنے اور گڑگڑانے لگے۔ کہنے لگے۔ "فرہاد صاحب! ایسا ظلم نہ کریں۔ ہم آپ کے بڑے سے بڑے مطالبات منظور کریں گے۔ پلیز آپ مہیش کو نقصان پہنچانے والا کوئی حکم نیلماں کو نہ دیں۔"

"میرے بہت زیادہ مطالبات نہیں ہیں۔ فی الحال ان دو ملکوں کی دوستی پر تھوک کر چلے جاؤ۔ اگر کبھی پتا چلا کہ میری لاعلمی میں تم الپا اور ان دونوں ملکوں سے درپردہ دوستی رکھتے ہو تو تمہارا بیٹا تمہیں زندہ نہیں ملے گا۔"

دونوں بھائی بڑی بڑی قسمیں کھا کر یقین دلانے لگے کہ وہ میری مرضی اور مزاج کے خلاف کوئی کام نہیں کریں گے۔ میں نے کہا "ٹھیک ہے۔ اب جاؤ۔ آئندہ یہاں تمہاری آواز بھی سنائی نہ دے۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی' پھر میں نے کہا "افسوس' تھوڑی دیر پہلے اس امریکی اور اسرائیلی محفل میں کتنی رونق تھی۔ نیلماں' مہاراج اور گرودیو جا چکے ہیں۔ صرف ایک الپا رہ گئی ہے۔ بڑی بڑی سیاسی چالیں چلنے والو! چند منٹ کے بعد الپا بھی نہیں رہے گی۔ تم لوگوں نے دیکھا ہے کہ میں جو کہتا ہوں' اس پر عمل ضرور کرتا ہوں۔ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ الپا یہاں نہیں رہے گی تو پھر نہیں رہے گی۔ چند منٹ۔ صرف چند منٹ۔ بولو الپا! جاتی ہو یا میں بھگاؤں؟"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "الپا! تم اس کی دھونس میں نہ آؤ۔ تمہاری کوئی کمزوری اس کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ یہ تمہیں ہم سے الگ ہونے پر مجبور نہیں کر سکے گا۔"

میں نے کہا "چلو پھر تماشا دیکھو۔ الپا! ہم یہ نہیں جانتے کہ جناب تبریزی تمہاری حمایت کیوں کرتے ہیں۔ انہوں نے ہم سے کہا ہے کہ کبھی تم غلطی کرو تو ہم تمہیں سزا دیں لیکن تمہیں جسمانی اور دماغی طور پر نقصان نہ پہنچائیں۔ اگر وہ ایسی ہدایت نہ دیتے تو میں ابھی تمہیں ٹیلی پیتھی سے محروم کر دیتا۔"

الپا اب سہم گئی تھی۔ وہ برسوں سے دیکھتی آرہی تھی اور آج بھی دیکھ چکی تھی کہ میں نے جو دھمکیاں دی تھیں' ان پر کامیابی سے عمل بھی کیا تھا۔ اس آخری دھمکی کا تعلق اس سے تھا اور وہ سمجھ رہی تھی کہ کچھ ہونے والا ہے۔

ایک اعلیٰ افسر نے پوچھا "الپا! تم خاموش کیوں ہو؟ اگر تمہاری کوئی کمزوری اس کے ہاتھ میں ہے تو ہمیں بتاؤ۔"

وہ بولی "نہیں۔ میری کوئی کمزوری کسی کے ہاتھوں میں نہیں ہے۔ میں بالکل محفوظ ہوں۔"

میں نے کہا "الپا! ابھی ان لمحات میں تم جہاں ہو' اس مکان کے سامنے ایک پان سگریٹ کی دکان ہے۔ اس دکان کے سائن بورڈ پر ہندی زبان لکھی ہوئی ہے۔ اس محلے کا نام بھوپندرا باجوہ نگر ہے اور جس گلی میں تمہارا مکان ہے' اسے چمپت لال گلی کہتے ہیں۔"

الپا میری باتیں سنتی جا رہی تھی اور اس کے ہوش اڑتے جا رہے تھے۔ میں نے کہا "میں اپنے بزرگ کی ہدایت کے مطابق تم سے ٹیلی پیتھی کا علم چھیننا نہیں چاہتا لیکن میرا ایک ماتحت اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرنے کے لیے چل پڑا ہے۔ اگر تم ٹیلی پیتھی کی سلامتی چاہتی ہو تو بھاگو۔ وہاں سے بھاگو۔ وہ پندرہ منٹ کے اندر پہنچنے والا ہے۔ بھاگو۔ اب تمہارے مقدر میں بھاگنا ہی بھاگنا ہے۔"

میں خاموش ہو گیا۔ ایک اعلیٰ حاکم نے الپا کو مخاطب کیا۔ فوج کے افسران نے بھی اسے آوازیں دیں مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ جواب دینے والی جہاں تھی' وہ مکان چھوڑ کر بھاگ رہی تھی۔ ان لمحات میں اسے جان سے زیادہ ٹیلی پیتھی کی سلامتی عزیز تھی۔

ان دونوں ممالک کا ساتھ دینے والی قسمت ایک بازاری عورت کی طرح ان کا ساتھ چھوڑ چکی تھی۔

طیارہ اپنی مخصوص رفتار سے' مخصوص بلندی پر پرواز کررہا تھا۔ مسافر سورہے تھے اور کچھ جاگ رہے تھے۔ ان جاگنے والوں میں نیلماں اور پورس بھی تھے۔

پورس نے ہوٹل سے نکلنے کے بعد خاموشی اختیار کرلی تھی۔ تب سے اب تک نیلماں سے بھی کچھ نہیں بول رہا تھا۔ بڑی سنجیدگی سے سوچ رہا تھا' کیا اس زہریلی ناگن سے پیچھا چھڑالے؟

پیچھا چھڑانا کچھ زیادہ مشکل نہیں تھا۔ وہ اپنا بچاؤ کرتے ہوئے اسے آسانی سے ہلاک کرسکتا تھا یا وہ گہری نیند میں ہوتی تو اسے چھوڑ کر سیکڑوں ہزاروں کلومیٹر دور کہیں جاسکتا تھا لیکن دل نہیں مانتا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ بات اٹکی ہوئی تھی کہ یہ حسینہ پُراسرار ہے۔ اس اسرار تک اسے پہنچنا چاہیے۔ کہیں بھی پہنچنے کے لیے راستے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے یقین تھا کہ آج نہیں تو کل اس کی پُراسرار زندگی کو سمجھنے کا کوئی راستہ ضرور ملے گا۔

وہ اس بات کا منتظر تھا کہ نیلماں کی زبان سے کوئی ایسی بات نکلے یا اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو' جس سے اس کی گمشدہ زندگی کا سراغ مل سکے اور یہ کہا نہیں جاسکتا تھا کہ کب اس کا اصلی چہرہ اور اصلی زندگی سامنے آئے گی۔ جب تک اصلیت سامنے نہیں آئے گی' تب تک وہ مصیبت بنی رہے گی۔

نیلماں اس کے ساتھ ہوٹل سے نکلنے کے بعد بار بار اسے دیکھتی رہی اور احساسِ جرم سے سر جھکاتی رہی۔ پورس نے ائرپورٹ پہنچ کر اس کے ساتھ برگر کھایا اور کولڈ ڈرنک کی ڈسپوزایبل بوتل پی پھر بوتلوں کو ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔ وہ بولی "تم کب سے خاموش ہو۔ کچھ تو بولو۔"

وہ کچھ نہ بولا۔ خاموش رہا۔ طیارے میں آکر بیٹھنے کے بعد نیلماں نے کہا "میں جانتی ہوں۔ مجھ سے ناراض ہو مگر کب تک ناراض رہوگے؟"

وہ بولا "میرے جسم کے کسی حصے پر دانت گاڑ دو۔ میں ہمیشہ کے لیے خاموش ہوجاؤں گا۔ میری ناراضگی کی شکایت بھی نہیں رہے گی۔"

"فار گاڈ سیک۔ ایسی باتیں نہ کرو۔ تمہیں نقصان پہنچانے سے پہلے میں مرجانا پسند کروں گی۔"

"کیا تم مجھے نقصان نہیں پہنچا رہی ہو؟ اگر ہوٹل میں تمہارا بھید کھل جاتا تو تمہارے ساتھ میں بھی قانون کی گرفت میں آجاتا۔ اس بار بچ گیا' کیا بار بار بچ جاؤں گا؟"

"پورس! میں بہت شرمندہ ہوں۔ وعدہ کرتی ہوں آئندہ قانون کی گرفت میں آنے والی اور تمہیں مصیبت میں ڈالنے والی حرکت نہیں کروں گی۔"

"میں نادان بچہ نہیں ہوں۔ یہ سمجھتا ہوں کہ تم اپنی زہریلی فطرت سے مجبور ہو۔ تم میری خاطر خود کو کنٹرول کروگی لیکن حسین اور جوان ہو۔ کوئی تمہیں چھیڑے گا تو تم فطری تقاضے کو پورا کرنے کے لیے اسے ڈس لوگی۔"

"کوئی مجھے چھیڑے گا اور میرے اندر ڈسنے کی خواہش بھڑکے گی تو میں تمہیں بتا دوں گی۔ تم مجھے بھڑکنے اور بہکنے سے باز رکھ سکوگے۔"

پورس نے اسے دیکھا پھر سر جھکا کر آگے پیچھے کی سیٹوں کی طرف دیکھا۔ مسافر سورہے تھے۔ کچھ جاگنے والے ان سے دور تھے۔ وہ نیلماں کی طرف جھک کر سرگوشی میں بولا۔ "میں تمہیں بھڑکنے اور بہکنے سے نہیں روکوں گا۔ تمہیں فطری تقاضے کو پورا کرنے کا موقع دوں گا۔"

اس نے حیرانی اور بے یقینی سے پورس کو دیکھا پھر پوچھا۔ "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا میری خواہش پوری کرنے کے لیے خود کو مصیبت میں ڈالوگے؟"

"نہیں۔ تم مجھے اپنا رازدار بناؤگی اور پہلے سے بتاؤگی کہ کس عیاش اور ہوس پرست کو ڈسنا چاہتی ہو تو میں تمہارے لیے اس طرح راستے ہموار کروں گا کہ تم پر کوئی شبہ نہیں کرے گا اور ہم کبھی قانون کی گرفت میں نہیں آئیں گے۔"

وہ اس کے بازو کو تھام کر بولی "اوہ پورس! تم کتنے اچھے ہو؟ تم سچ کہہ رہے ہو نا؟"

"میں بہت سوچ سمجھ کر ایسا کہہ رہا ہوں۔ سانپ کبھی ڈسنا نہیں چھوڑتا اور فطری تقاضوں کو زنجیریں نہیں پہنائی جاسکتیں۔ دانش مندی یہی ہے کہ بڑی منصوبہ بندی سے اپنا بچاؤ کرتے ہوئے تمہارے فطری تقاضوں کو پورا کیا جائے۔"

وہ خوش ہوکر بولی "آئی لو یو پورس! تم یقین کرو۔ میں دل و جان سے تمہیں چاہتی ہوں۔ کبھی آزمالینا' تمہارے لیے جان دے دوں گی۔ اگر کوئی ڈاکٹر کہہ دے کہ میرا تمام زہر اور تمام خون نچوڑنے کے بعد میں تمہاری آغوش میں رہنے کے قابل ہوجاؤں گی تو میں اپنے جسم سے خون کا ایک ایک قطرہ باہر نکلوانے کے لیے تیار ہوجاؤں گی۔"

پورس نے کہا "جسم میں ایک قطرہ خون بھی نہیں رہے گا تو تم زندہ کیسے رہوگی؟"

"یہ میں نہیں جانتی۔ بس کوئی ڈاکٹر کہہ دے کہ میں صرف ایک بار تمہاری آغوش میں آکر تمہیں چوم سکتی ہوں تو میں زہریلے خون سے خالی ہوکر تمہارے دل کی دھڑکنوں سے لگ جاؤں گی۔"

"میں سمجھ رہا ہوں' تم دیوانگی کی بھی حد سے گزر کر مجھے چاہتی ہو۔ ذرا صبر کرو۔ حالات سازگار ہوتے ہی میں کسی تجربے کار ڈاکٹر سے تمہارا علاج کراؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ تمہارا زہریلا پن ختم ہوجائے گا۔"

وہ مسرتوں سے نہال ہوکر بے اختیار بولی "میں بھگوان سے پرارتھنا کروں گی کہ تمہاری کوشش کامیاب رہے اور میں زہر سے خالی ہوجاؤں۔"

پورس نے چونک کر اسے دیکھا پھر کہا "تم مسلمان ہو۔ تمہارا نام ناصرہ ہے مگر تم بھگوان سے پرارتھنا کرنے والی بات کررہی ہو۔"

"آں؟" وہ بھی سوچ میں پڑگئی۔ حیرانی سے بولی "ہاں ابھی میں نے ایسا کہا ہے۔ کیا میں تمہاری طرح ہندو ہوں؟"

"تم نے الجھن میں ڈال دیا ہے۔ ٹرین میں سفر کرنے کے دوران میں ایک ٹرانسسٹر ریڈیو سے عربی زبان میں ایک ڈراما نشر ہورہا تھا۔ اس ڈرامے کا ایک کردار مکالمے ادا کرتے ہوئے کسی کو ناصرہ کہہ رہا تھا اور تم خود کو ناصرہ سمجھ کر عربی زبان میں اسے جواب دے رہی تھیں۔"

"ہاں۔ اس وقت مجھے ایسا ہی لگا تھا کہ میرا نام ناصرہ ہے اور وہ ریڈیو سے مجھے مخاطب کررہا ہے۔"

"تب سے میں بھی تمہیں عربی جاننے والی ناصرہ سمجھتا آرہا ہوں مگر ابھی تم نے بے اختیار بھگوان کو یاد کیا ہے۔"

"یہ تو بڑی الجھانے والی بات ہے۔ میں کیا سمجھوں کہ میں کون ہوں؟"

"تمہیں سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ ذہن پر زور ڈالو۔ سوچو کہ تم کون ہو؟ شاید تمہیں کچھ یاد آجائے۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر سوچنے لگی۔ اسے کچھ یاد نہیں آرہا تھا۔ اس نے بے اختیار بھگوان سے پرارتھنا کرنے والی بات کی تھی پھر بھگوان کو بھی بھول گئی تھی۔ پورس اس کے چہرے سے ظاہر ہونے والی پریشانی اور بے چینی کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے پوچھا "تمہیں پتا ہے کہ شریمد بھگوت گیتا دنیا کی قدیم روحانی کتابوں میں سے ایک ہے۔ ہندو بھی راہنمائی حاصل کرنے کے لیے گیتا پڑھتے ہیں اور کسی حد تک اس کتاب کی راہنما ہدایتیں یاد رکھتے ہیں؟"

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی "میں ایسی کسی کتاب کے بارے میں نہیں جانتی ہوں یا شاید بھول گئی ہوں۔"

"ایسا کرو کہ اپنی آنکھیں بند کرلو۔ میں تمہارے کان میں گیتا کے اشلوک پڑھوں گا۔ تمہیں کچھ یاد آئے تو خود کو نہ روکنا' فوراً بولتی رہنا۔"

نیلماں نے آنکھیں بند کرلیں۔ پورس اس کے قریب جھک کر کان میں کہنے لگا "یہ ادھیائے چھ کا اشلوک پانچ ہے۔

مناسب نہیں خود کو انساں گرائے
وہ خود کو ابھارے' وہ خود کو اٹھائے
کہ انساں خود اپنا ہی غم خوار ہے
وہ اپنا ہی بدخواہ و غدار ہے۔"

نیلماں کی آنکھیں بند تھیں۔ بند آنکھوں کی تاریکی میں پورس کی آواز اس کے اندر گونج رہی تھی۔ وہ جو کہہ رہا تھا' ویسی ہی کچھ باتیں اس کے ذہن میں تحریک پیدا کررہی تھیں۔ وہ بے اختیار بولنے لگی۔

"عمل سے بزرگوں نے پایا کمال
جنک جیسے انساں ہوئے باکمال
اسی طرح نیکی کیے جاؤ تم
جہاں کو بھلائی دیے جاؤ تم
مناسب نہیں خود کو انساں گرائے
وہ خود کو ابھارے اور۔۔۔ اور۔۔۔"

وہ یاد کرنے لگی پھر پریشان ہوکر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اسے طیارے کا اندرونی منظر دکھائی دیا۔ یاد آیا کہ وہ پورس کے ساتھ سفر کررہی ہے اور ابھی خود کو بھول کر کہیں گم ہوگئی تھی۔

اس نے سر گھما کر دیکھا۔ پورس اس پر جھکا ہوا مسکرا رہا تھا۔ وہ بولی "مجھے کیا ہوا تھا؟ میں تھوڑی دیر کے لیے گم ہوگئی تھی۔"

"تم اپنی بھولی ہوئی زندگی کی طرف جاتے جاتے واپس آگئی ہو۔ مجھے یقین ہوگیا ہے کہ تم میرے ہی دھرم سے تعلق رکھتی ہو۔ تم نے بے خودی کے عالم میں گیتا کے اشلوک پڑھے ہیں۔ آئندہ میری یہی کوشش ہوگی کہ نفسیاتی طریقۂ کار کے مطابق اپنے دھرم کی باتیں یاد دلاتا رہوں۔ مجھے تمہاری پچھلی زندگی کے بارے میں بہت کچھ جاننے کا راستہ مل گیا ہے۔"

وہ خوش ہوکر بولی "تو کوشش کرو۔ میں آنکھیں بند کرتی ہوں۔ مجھے پھر کچھ یاد دلاؤ۔"

"نہیں۔ اتنی جلدی جلدی تمہارے ذہن پر زور ڈالوں گا تو اس کا منفی ردِعمل بھی ہوسکتا ہے۔ کچھ زیادہ وقت لگے' کوئی بات نہیں۔ میں نفسیاتی ٹریٹمنٹ کے ذریعے تمہاری یادداشت واپس لاؤں گا۔"

”تم میرے زہریلے پن کے باوجود مجھے اپنے ساتھ رکھتے ہو۔ مجھ پر توجہ دے کر میری یادداشت واپس لانا چاہتے ہو۔ میرے اندر سے سارا زہر نکال کر مجھے ایک نارمل عورت بنانا چاہتے ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مجھے دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہو۔“

”تم منہ قریب لا کر بولتی ہو تو ہلکی سی بُو محسوس ہوتی ہے۔ یہ زہر کی وجہ سے ہے۔ میں نے تاکید کی تھی کہ صبح‘ دوپہر اور رات کو برش کیا کرو۔ یہ رات گزرنے والی ہے اور تم نے برش نہیں کیا ہے۔“

”تم مجھ سے ناراض تھے اس لیے مجھے یاد نہیں رہا۔ میں ابھی واش روم میں جا کر برش کروں گی۔“

اس نے سیٹ کے نیچے سے اٹیچی کھینچ کر نکالی پھر اسے کھول کر ٹوتھ پیسٹ نکالا اور ٹوتھ برش تلاش کرنے لگی۔

پورس نے پوچھا ”کیا ہوا؟ برش نہیں ہے؟“

”ہے مگر مل نہیں رہا ہے۔“

پورس اس کی اٹیچی اپنی طرف کھینچ کر اس میں سے ایک ایک چیز نکال کر دیکھنے لگا پھر بولا ”وہ تو نہیں ہے۔ کیا تم ہوٹل میں بھول آئی ہو؟“

”مجھے یاد نہیں آرہا ہے۔ شاید وہیں بھول آئی ہوں۔“

”شاید کیا‘ یقیناً یہی غلطی کی ہے۔ تم نے ہوٹل میں کب برش کیا تھا؟“

”دوپہر کو لیکن تم پریشان کیوں ہو رہے ہو؟“

”ذرا عقل سے سوچو۔ وہ برش پولیس والوں کے ہاتھ لگے گا اور پھر وہ اس کا لیبارٹری ٹیسٹ کرائیں گے تو ثابت ہو جائے گا کہ وہ برش زہریلا ہے۔ اسے استعمال کرنے والا زہریلا ہے۔“

”کسی کو شبہ نہیں ہوگا۔ تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔“

”تم نہیں جانتی ہو۔ ہوٹل کے ملازم مسافروں کی چھوڑی ہوئی چیزیں اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ اگر کسی ملازم نے ایسا کیا ہوگا پھر اسے استعمال کیا ہوگا تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ کیا اس کی موت نہیں ہوگی؟ کیا یہ بات پولیس والوں تک نہیں پہنچے گی؟“

”تم بہت دور تک سوچتے ہو۔ ایسا نہیں ہوگا۔“

پورس نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ گہری سنجیدگی سے سوچنے لگا کہ ہوٹل میں رہ جانے والا برش مصیبتیں لا سکتا ہے۔ اگرچہ وہ اس ملک سے دور نکل آئے ہیں لیکن جہاں پہنچنے والے ہیں‘ وہاں کی پولیس کو بتایا جا سکتا ہے کہ ایک زہریلی یا زہریلا مسافر اس طیارے میں ہے اور وہ دونوں ممبئی جانے والے مسافر ہیں۔

نیلماں اسے توجہ سے دیکھ رہی تھی پھر بولی ”تم پھر ناراض ہو گئے ہو۔ میں نے جان بوجھ کر اسے ہوٹل میں نہیں چھوڑا ہے۔“

”میں ناراض نہیں ہوں۔ بھول سب ہی سے ہوتی ہے لیکن میں پیش آنے والے خطرے کو بھانپ رہا ہوں۔“

”کیسا خطرہ؟“

”پلیز مجھے سوچنے دو۔ تھوڑی دیر میں صبح ہونے والی ہے۔ تم سونے کی کوشش کرو۔“

ایک ائرہوسٹس قریب سے گزر رہی تھی۔ پورس نے اس سے کہا ”ایکسکیوز می! کیا مجھے ایک کپ کافی مل سکتی ہے؟“

نیلماں نے کہا ”ایک نہیں دو کپ۔“

ائرہوسٹس سوچنے کے انداز میں پورس کو تکنے لگی۔ اس کے چہرے سے پریشانی ظاہر ہو رہی تھی۔ پورس نے پوچھا ”کیا بات ہے؟“

وہ چونک کر بولی ”کک۔۔۔ کچھ نہیں۔ آپ کون سا مشروب لیں گے؟“

”ہم نے مشروب کے لیے نہیں‘ دو کپ کافی کے لیے کہا ہے۔“

”او کے۔ میں ابھی لاتی ہوں۔“

وہ چلی گئی۔ پورس کے دماغ نے کہا ”کوئی گڑبڑ ہے۔ یہ پریشان اور غائب دماغ تھی۔ کیا اس کے اندر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ وہ مجھے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔“

اس وقت پورس کو ٹیلی پیتھی سے محروم ہونے کا افسوس ہوا۔ اگر یہ علم رہتا تو وہ ائرہوسٹس کے دماغ میں گھس کر اس کی پریشانی اور غائب دماغی کی وجہ معلوم کر لیتا۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر نیلماں سے بولا ”میں ابھی آتا ہوں۔“

اس سے پہلے کہ نیلماں کوئی سوال کرتی‘ وہ تیزی سے چلتا ہوا ائرہوسٹس کے کیبن اور کچن کی طرف جانے لگا۔ سوچنے لگا۔ اگر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ائرہوسٹس کے اندر ہوتا تو وہ نیلماں اور اس کی آواز سن کر ان کے دماغوں میں آنے کی کوشش کرتا یا پھر وہ بہت چالاک ہوگا۔ ائرہوسٹس اور دوسروں کے دماغوں میں جگہ بناتے ہوئے ان کی نگرانی کر رہا ہوگا۔

وہ ائرہوسٹس کے پاس آکر بولا ”ہیلو۔ تم بہت زیادہ پریشان ہو؟“

وہ بولی ”نن۔۔۔ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“

پورس نے کہا ”کوئی بات ضرور ہے۔ مجھ سے نہ چھپاؤ۔ میں جبراً اگلوا لوں گا یا ابھی چیخ چیخ کر مسافروں سے کہوں گا کہ جہاز میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے اور یہ بات مسافروں سے چھپائی جا رہی ہے۔“

وہ جلدی سے بولی ”پلیز ایسا نہ کریں۔ کمزور دل کے مسافروں کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔“

”تو پھر اپنی پریشانی کی وجہ بتاؤ۔“

”میں بتا رہی ہوں۔ پہلے آپ وعدہ کریں کہ یہ بات کسی کو نہیں بتائیں گے۔“

”میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا۔“

وہ ٹھہر ٹھہر کر بولی ”ہمارے طیارے کو ہائی جیک کیا جا رہا ہے۔“

”کیا واقعی؟ اس طیارے کو کون اغوا کر رہا ہے؟“

”پتا نہیں۔ وہ چار ہیں۔ پائلٹ کیبن میں ہیں۔ مجھے یہاں بھیج دیا ہے تاکہ میں مسافروں کی خدمت کرتی رہوں۔“

”یہ بات مسافروں سے کب تک چھپائی جائے گی؟“

”جب اس طیارے کو کہیں اتارا جائے گا تو سب کو بتایا جائے گا۔“

”وہ ہائی جیک کرنے والے اسے کہاں لے جا رہے ہیں؟“

”انہوں نے آپ سے پوچھا ہے کہ اسے کہاں اتارا جائے؟“

پورس نے شدید حیرانی سے پوچھا ”کیا؟ انہوں نے مجھ سے پوچھا ہے؟ میں تو انہیں نہیں جانتا۔ میں ابھی پائلٹ کیبن میں جا کر پوچھتا ہوں۔“

”وہ دروازہ نہیں کھولیں گے۔ آپ کو اندر نہیں آنے دیں گے۔“

”یہ کیسی بات ہے کہ وہ طیارہ اتارنے کی جگہ مجھ سے پوچھ رہے ہیں اور مجھ سے ملنا نہیں چاہتے ہیں۔ میں پائلٹ کیبن میں جا کر ان سے ضرور ملوں گا۔“

وہ پلٹ کر جانا چاہتا تھا پھر ایک دم سے ٹھٹک گیا۔ اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی اس نے پوچھا ”تم کون ہو؟“

ثانی نے کہا ”مجھے آسانی سے پہچان سکتے ہو۔ میں اس دنیا میں واپس آگئی ہوں۔“

وہ بولا ”میں سمجھ گیا۔ تم نیلماں ہو۔“

”میں خود کو ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن تم پائلٹ کیبن میں جاتے تو معلوم ہو جاتا کہ وہاں کوئی اغوا کرنے والا گروہ نہیں ہے۔ یہ سب کچھ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہو رہا ہے۔“

”تم اس طیارے کو اغوا کیوں کر رہی ہو؟“

”تمہیں زندہ رکھنے کے لیے۔ تم اس طیارے سے استنبول‘ جدہ اور ممبئی جہاں بھی جاؤ گے اس زہریلی حسینہ کے ساتھ گرفتار کر لیے جاؤ گے۔ تم نے ٹیلی پیتھی کا علم مٹانے والی دوا سب سے پہلے بنائی۔ اس علم سے محروم ہونے والوں کو معلوم ہوگا کہ پورس گرفتار ہوا ہے تو وہ سب کے سب مختلف ذرائع سے تمہیں قتل کرنے کی کوششیں کریں گے۔ حراست میں رہ کر تمہاری ذہانت اور چالاکیاں کام نہیں آئیں گی۔ وہ تمہیں ضرور قتل کریں گے۔“

”تم مجھ پر مہربان کیوں ہو؟“

”تم میرے بدترین دشمن ہو۔ ٹیلی پیتھی سے محروم ہو چکے ہو۔ اب میں چوہے بلی کا کھیل کھیلوں گی اور تمہیں دوڑا دوڑا کر ماروں گی۔“

”تم مجھے اچھی طرح سمجھتی ہو۔ میں رحم کی بھیک نہیں مانگوں گا۔ تمہاری اتنی ہی مہربانی کافی ہے کہ جہاں میری گرفتاری کے انتظامات کیے گئے ہیں‘ وہاں تم اس طیارے کو جانے نہیں دو گی۔ ویسے یہ بتاؤ کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں اس طیارے میں سفر کر رہا ہوں؟“

”ابھی زیادہ باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔ میں اسرائیلی حکام سے رابطہ کر رہی ہوں کہ وہ تل ابیب کے ائرپورٹ پر اس طیارے کو اترنے دیں۔ انکار کی صورت میں جبراً طیارے کو اتارا جائے گا۔ ایسے میں طیارہ کریش ہو سکتا ہے۔ تمام مسافر ہلاک ہو سکتے ہیں۔ میں تم سے بعد میں رابطہ کروں گی۔“

پورس کا دماغ پرائی سوچ کی لہروں سے خالی ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا‘ وہ جا چکی ہے۔ پورس نیلماں کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اسے بتانے لگا کہ ایک ٹیلی پیتھی اور کالا جادو جاننے والی نیلماں ان دونوں کے پیچھے پڑ گئی ہے۔ وہ اس کی باتیں سن رہی تھی اور یہ نہیں جانتی تھی کہ نیلماں ہو کر نیلماں کی باتیں سن رہی ہے اور پورس بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ نیلماں کو نیلماں کی باتیں سنا رہا ہے۔

جب پورس نیلماں کے ساتھ اٹلی کے ایک شہر میں تھا

اور مہاراج نے اس کے اندر آکر اس سے گفتگو کی تھی' اس وقت ثانی بھی پورس کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ اس نے یہ معلوم کیا تھا کہ پورس کے ساتھ ایک زہریلی حسینہ ہے اور وہ دونوں ایک ہوٹل میں قیام کررہے ہیں۔

اس کے بعد مہاراج اور الپا کو پورس سے رابطہ کرنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ مہاراج اپنے بیٹے کے معاملے میں پریشان تھا اور الپا کو میں یہ کہہ کر دوڑا رہا تھا کہ میرا ایک ماتحت اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرنے آرہا ہے۔

میں نے ثانی سے کہا کہ وہ ہوٹل کے منیجر وغیرہ کے دماغ میں جاکر معلوم کرے کہ پورس کی مصروفیات کیا ہیں۔ میں پورس کے معاملے میں اس لیے دلچسپی لے رہا تھا کہ اس کے ساتھ زہریلی عورت ایک معمہ بنی ہوئی تھی۔ یہ معلوم کرنا لازمی تھا کہ وہ کون ہے؟ کہاں سے آئی ہے؟ اور پورس نے اس زہریلی ناگن کو کیا سوچ کر اپنے ساتھ رکھا ہے؟

ثانی نے ہوٹل کے منیجر کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کیا کہ پورس اس حسینہ کے ساتھ ہوٹل سے چلا گیا ہے۔ ہوٹل چھوڑنے سے پہلے اس کے سامنے والے کمرے کا ایک شخص زہر کے ذریعے ہلاک ہوگیا تھا پھر پتا چلا کہ وہ حسینہ اپنا ایک ٹوتھ برش چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ اس برش کے ذریعے ایک سپاہی ہلاک ہوگیا۔ بعد میں لیبارٹری کی رپورٹ سے پتا چلا کہ ٹوتھ برش زہریلا ہے۔

پولیس فورس نے پورس اور اس کی ساتھی کو تلاش کیا۔ ائرپورٹ پر پتا چلا کہ وہ دونوں ایک طیارے میں سفر کررہے ہیں اور وہ ہندوستان کے ایک شہر ممبئی جارہے ہیں۔ انہوں نے ممبئی ائرپورٹ کے متعلقہ افسران سے رابطہ کرکے اطلاع دی کہ ایک زہریلی دوشیزہ وہاں پہنچ رہی ہے۔ یہاں دو آدمیوں کو اپنے زہر سے ہلاک کرچکی ہے۔ اسے گرفتار کرلیا جائے۔

ثانی نے ایک متعلقہ افسر کے دماغ میں جاکر اسے طیارے کے پائلٹ سے رابطہ کرنے پر مجبور کیا۔ اس طرح وہ پائلٹ اور ائرہوسٹس وغیرہ کے دماغوں میں پہنچ گئی۔ پائلٹ کو دھمکی دی کہ وہ اس کے احکامات کی تعمیل نہیں کرے گا تو وہ اسے ذہنی اذیتیں دے گی پھر وہ طیارے کو اپنے قابو میں نہیں رکھ سکے گا۔ حادثہ لازمی ہوگا۔

پھر اس نے اسرائیلی حکام سے رابطہ کیا۔ انہیں بھی دھمکی دی کہ وہاں طیارے کو اترنے کی اجازت نہیں دی گئی تو اس طیارے کے ساتھ ائرپورٹ کی عمارت بھی تباہ ہوجائے گی۔ اس نے رن وے کلیئر رکھنے کے لیے صرف ایک گھنٹے کی مہلت دی تھی۔ اسرائیلی اکابرین اور فوجی افسران پریشان ہوگئے تھے۔ طیارے کو تل ابیب آنے سے روکنے کے لیے ٹھوس حفاظتی کارروائی کی ضرورت تھی۔ یہ طیارہ مسافر بردار نہ ہوتا تو اسرائیل کی سرحد میں داخل ہوتے ہی اسے تباہ کردیا جاتا۔ بین الاقوامی قوانین کے مطابق کسی بھی ملک کے کسی بھی طیارے کے مسافروں کو تحفظ دینا ان کا فرض تھا۔

ایک گھنٹے کی مہلت کم تھی۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ طیارے کو اترنے کی اجازت دی جائے لیکن مسافروں کو طیارے سے اترنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اس دوران میں وہ اکابرین بار بار برین آدم سے کہتے رہے کہ وہ جلد سے جلد الپا کو کہیں سے بھی بلائے تاکہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اغوا کرنے والی اجنبی عورت سے نمٹ سکے لیکن الپا سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ وہ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے بچنے کے لیے بھاگتی پھر رہی تھی۔

ایک گھنٹے کے بعد وہ طیارہ رن وے پر اتر گیا۔ فوج رن وے کے اس حصے کے چاروں طرف مستعد کھڑی ہوئی تھی۔ ثانی نے فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے اندر آکر پوچھا "تم نے اتنی فوج کیوں جمع کی ہے؟"

"ہم احتیاطی تدبیر پر عمل کررہے ہیں۔"

"آدھے گھنٹے کے بعد اس طیارے کے اندر ایک زبردست دھماکا ہوگا۔ تمام مسافروں کے ساتھ اس جہاز کے بھی پرخچے اڑیں گے اور یہاں کھڑے ہوئے تمام فوجی بھی بے موت مارے جائیں گے۔ یہ طیارہ عمارت کے قریب ہے اس لیے دھماکے سے عمارت کو بھی نقصان پہنچے گا۔"

اعلیٰ افسر نے پریشان ہوکر پوچھا "تم چاہتی کیا ہو؟"

"آدھے گھنٹے کے اندر مسافروں کو طیارے سے اتار کر عمارت میں پہنچا دو پھر کوئی دھماکا نہیں ہوگا۔"

اعلیٰ افسر نے طیارے سے سیڑھیاں لگانے اور مسافروں کو بحفاظت اتار کر وہاں سے لے جانے کا حکم دیا۔ حکم کی تعمیل ہونے لگی۔ مسافر عورتیں' بچے اور مرد سب ہی گھبرائے ہوئے تھے۔ کئی عورتیں رو رہی تھیں۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا ہونے والا ہے؟

طیارے کے دروازے کھول دیے گئے تھے۔ مسافروں کو وہاں سے ائرپورٹ کی عمارت میں جانے کے لیے کہا جارہا تھا۔ طیارے کے رن وے پر اترنے سے پہلے ان سب سے کہہ دیا گیا تھا کہ اس طیارے کو ہائی جیک کیا گیا ہے۔ لہٰذا انہیں جو کہا جائے اس پر فوراً عمل کرتے رہیں اور وہ عمل

کررہے تھے۔ طیارے سے اتر کر تیزی سے چلتے ہوئے عمارت کی طرف جارہے تھے۔ ان میں نیلماں اور پورس بھی تھے۔

ثانی نے پورس کے دماغ میں آکر کہا "عمارت میں پہنچتے ہی کسی طرح نکل بھاگو۔ شہر میں جاکر کہیں گم ہوجاؤ۔ میں تمہیں زندہ رکھنے کے لیے یہ سب کچھ کررہی ہوں۔ جب میں تمہیں کتے کی موت ماروں گی تو میری یہ مہربانیاں بہت یاد آئیں گی۔"

پورس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سانس روک کر اس کی سوچ کی لہروں کو دماغ سے نکال دیا پھر نیلماں سے کہا "عمارت کے اندر پہنچتے ہی ہماری کوشش ہوگی کہ ہم قانون کے محافظوں کو دھوکا دے کر شہر میں جائیں گے۔ میں ایک ایسی جگہ جانتا ہوں' جہاں ہم چھپ کر رہ سکیں گے۔"

تمام مسافر تیزی سے چلتے ہوئے اور دوڑتے ہوئے عمارت کے اندر آرہے تھے۔ فوجی جوان انہیں عمارت کے ایک مخصوص حصے تک محدود رکھتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ وہ کسی دوسری جگہ نہ جائیں۔ جو فوجی جوان اونچی آوازوں میں انہیں سمجھا رہے تھے' ثانی ان کے دماغوں میں باری باری پہنچ کر انہیں فائر کرنے پر مجبور کرنے لگی۔ انہوں نے اس کی مرضی کے مطابق اس طرح فائرنگ شروع کردی کہ کسی کو جانی نقصان نہ پہنچ سکے لیکن تمام مسافر دہشت زدہ ہوکر ادھر اُدھر بھاگنے لگے۔ ان کے علاوہ دوسرے طیاروں میں جانے والے مسافر بھی ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ وہ بھی جان بچانے کے لیے دوڑتے ہوئے عمارت سے باہر جارہے تھے۔ نیلماں اور پورس بھی ان کے ساتھ دوڑتے ہوئے مین روڈ پر آئے پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر جانے لگے۔

ائرپورٹ پر ایسی بھگدڑ جاری رہی کہ عورتیں' بچے گرتے پڑتے رہے۔ کتنے ہی زخمی ہوتے رہے۔ وہاں کی انتظامیہ سیکڑوں افراد کو کنٹرول نہ کرسکی۔ جسے جدھر کا راستہ ملتا رہا' وہ ادھر بھاگتا چلا گیا۔ نیلماں اور پورس کے علاوہ اس طیارے کے دیگر مسافر بھی امیگریشن کے قوانین کے خلاف ائرپورٹ کی عمارت سے نکل کر شہر میں داخل ہوگئے تھے۔ اس وقت قانون کے محافظ بے بس ہوگئے تھے۔

اسرائیلی حکام نے اٹلی کے حکام سے رابطہ کرکے اطلاع دی تھی کہ ان کا ایک طیارہ اغوا کرکے اسرائیل لایا جارہا ہے اور اسے اغوا کرنے والی ایک عورت ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اٹلی کے حکام نے درخواست کی تھی کہ مسافروں کی سلامتی کے لیے طیارے کو اترنے کی اجازت دے دی جائے۔ اجازت تو دینی ہی تھی لیکن اس کے نتیجے میں اسرائیلی انتظامیہ کو دہشت گردی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

ائرپورٹ پر فائرنگ کرنے والے تین فوجی جوانوں کو گرفتار کیا گیا۔ انہوں نے بیان دیا کہ انہوں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تھا۔ وہ اپنی مرضی کے خلاف بے اختیار فائر کرنے لگے تھے۔ ثانی نے ان کے بیان کی تصدیق کی۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے ذریعے کہا "یہ جوان درست کہہ رہے ہیں۔ میں نے انہیں فائرنگ پر مجبور کیا تھا۔ میں نیلماں ہوں۔ میں اپنے پوتے کو تلاش کرنے کے لیے اس کے دماغ میں گئی تو پتا چلا کہ وہ اس طیارے میں سفر کررہا ہے۔ میں نے اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ تنویمی عمل کے زیر اثر ہے۔ میں نے سوچا' شاید وہ عامل سے ملنے جارہا ہے۔ میں نے اسے روکنے کے لیے طیارے کو اسرائیل پہنچایا ہے۔ اب وہ اپنے عامل سے نہیں مل سکے گا۔"

اس سے پوچھا گیا "تمہارا پوتا کہاں ہے؟"

"وہ ائرپورٹ کی عمارت سے نکل کر تل ابیب شہر میں داخل ہوگیا ہے۔ میں جب بھی اس کے پاس جاتی ہوں' وہ سانس روک لیتا ہے۔"

"تم اپنے پوتے کی خاطر دو ملکوں کو پریشان کررہی ہو اور کتنے ہی مسافروں کو دہشت میں مبتلا کرچکی ہو۔"

"میں اپنے پوتے کی خاطر ساری دنیا میں آگ لگا سکتی ہوں۔ میں جارہی ہوں اور اسے شہر میں تلاش کرتی رہوں گی۔"

وہ اعلیٰ افسر کے دماغ سے چلی گئی۔ اسرائیلی اکابرین اس خیال سے پریشان ہوگئے کہ نیلماں کے پوتے ٹی آر بھاٹیا کی وجہ سے ان کے ملک میں ہنگامے ہوں گے لیکن ایک فائدے کی بھی توقع تھی کہ بھاٹیا کے پاس کئی بڑے ممالک کی خفیہ دستاویزات ہیں۔ اگر انٹیلی جنس والے کسی طرح اسے تلاش کرکے اپنے قابو میں کرلیں تو وہ دستاویزات ان کے قبضے میں آجائیں گی۔

آرمی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل برین آدم نے تمام سراغ رسانوں کو تل ابیب شہر میں اور شہر کے باہر دور تک ٹی آر بھاٹیا کو تلاش کرنے پر مامور کردیا۔ وہ بھاٹیا کو چہرے سے نہیں پہچانتے تھے۔ یہ جانتے تھے کہ وہ تقریباً چالیس برس کا ایک صحت مند اور قد آور شخص ہوگا اور تنہا ہوگا۔

اسی وقت اٹلی کے انٹیلی جنس والوں نے اطلاع دی کہ اس طیارے میں ناصرہ اور جوزف (نیلماں اور پورس) سفر کررہے تھے۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک زہریلا ہے اور

اس نے اپنے زہر سے ہوٹل میں دو آدمیوں کو ہلاک کیا ہے۔ ان کے پاسپورٹ وغیرہ دیکھ کر انہیں گرفتار کرلیا جائے ورنہ وہ اپنے زہر سے پورے شہر میں خوف وہراس پیدا کردیں گے۔

یہ دہشت میں مبتلا کرنے والی نئی بات سامنے آئی تھی کہ تل ابیب میں کوئی زہریلی یا زہریلا پہنچ گیا ہے۔ وہ کون ہیں؟ کس ملک سے یا کس خطرناک تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں؟ پہلے کبھی ان کا ذکر نہیں سنا تھا' وہ اچانک کہاں سے آگئے تھے؟ یہ بات پریشان کن تھی کہ لاکھوں کی آبادی والے شہر میں انہیں اور ٹی آر بھاٹیا کو کیسے تلاش کیا جائے؟

○☆○

اسلامی ممالک برے وقت میں ایک دوسرے کے کام آتے ہیں اور اپنی بقا کے لیے ایک دوسرے سے بھرپور تعاون کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں افغانستان کو اپنی بقا کے لیے ...... وسائل اور رقم کی ضرورت ہے۔ حکومتِ پاکستان کی اجازت سے کراچی کے ساحلوں پر اترنے والا سامان زمینی راستے سے افغانستان پہنچایا جاتا ہے۔ ایران کی اجازت سے بھی بندر عباس کے راستے سامان سے بھرے ہوئے بھاری بھرکم ٹریلروں.....اور چوڑے ٹائروں والے ٹرکوں کے قافلے قطاروں کی صورت میں سرحدی قصبے بولاک اور پھر قندھار جاتے رہتے ہیں۔

اس تعاون کے نتیجے میں پاکستان کے سرحدی علاقوں کے شہریوں کو نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ بعض واردات کرنے والے افغانی بلوچستان کے سرحدی شہر چمن میں داخل ہو کر پجیرو اور لینڈ کروزر جیسی قیمتی گاڑیاں چرا کر افغانستان لے جاتے ہیں۔

طالبان کے میدانِ عمل میں آنے سے پہلے کتنی ہی مسلح تنظیمیں تھیں' جو افغانستان پر اپنی حکومت قائم کرنے کے لیے ایک دوسرے سے جنگ کرتی رہی تھیں۔ جدید ہتھیاروں اور میزائلوں کے ذریعے چھوٹے بڑے شہروں کو کھنڈر بناتی رہی تھیں۔ ہر تنظیم کا دعویٰ تھا کہ وہ افغانستان کی سلامتی اور بقا کے لیے جہاد کررہی ہے۔

پہلے میں پشاور کے راستے افغانستان جانا چاہتا تھا پھر ارادہ بدل کر بلوچستان کے شہر چمن میں آگیا۔ یہاں کا بازار اسمگلنگ کے سامان سے بھرا رہتا ہے۔ ٹیلی وژن' ریڈیو' وی سی آر' ڈش ریسیور' ٹیپ ریکارڈر' استری اور کراکری جیسے پُرتعیش سامان کے علاوہ ریوالور' ٹی ٹی اور کلاشنکوف بھی خفیہ طور سے دلالوں کے ذریعے حاصل ہوجاتے ہیں۔

میں ایک صحافی کی حیثیت سے افغانستان میں ہونے والا تھا۔ میرے پاس ایسا شناختی کارڈ اور راہ تھے' جن سے میں ایک صحافی ثابت ہوتا تھا۔ میں شہر پہنچا تھا۔ ایک رات وہاں گزار کر سرحد پار جانا چاہتا تھا۔ بازاروں اور ہوٹلوں میں کئی افغانی نظر آئے۔ میں نے کسی افغانی کے قریب رہنے کی کوشش کی تاکہ ان سے افغانستان کے موجودہ حالات معلوم ہوتے رہیں۔ ماضی میں افغانستان جا کر وہاں طویل عرصے تک رہ چکا۔ وہاں کی مقامی زبان اچھی طرح سمجھتا اور بولتا بھی تھا۔

میں نے کئی افغانیوں کو طالبان کے خلاف بولتے سنا۔ جب سے طالبان مختلف شہروں اور چوکیوں پر قبضہ کر رہے تھے اور مخالفین کو پسپا ہونے پر مجبور کررہے تھے' واردات کرنے والے افغانیوں کو چوری اور اسمگلنگ کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ پہلے وہ چمن میں واردات کرتے تھے اور چوری کا مال افغانستان کی سرحدی چوکی بولاک کے راستے قندھار لے جاتے تھے لیکن اب اس راستے کی تمام چوکیوں پر طالبان کا قبضہ تھا۔ وہ چوری کرنے والوں کے ہاتھ کاٹ دیتے تھے اسی لیے بعض افغانی' طالبان کے خلاف زہر اگلتے تھے۔

دو افغانیوں کے خیالات پڑھ کر پتا چلا کہ وہ افغانی ایک سرحد سے دوسری سرحد پار کرانے والے ایجنٹ تھے۔ اکثر پاکستانی بے روزگاری سے تنگ آکر ازبکستان' تاجکستان وغیرہ جا کر اپنی قسمت آزماتے تھے۔ وہ پاکستان سے کچھ مال لے جا کر ان ممالک میں فروخت کرتے تھے اور ان ممالک سے مال لا کر پاکستان میں منافع حاصل کرتے تھے۔ ایسے بھی تھے جو وہاں جا کر ملازمت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ افغانی ایجنٹ ایسے پاکستانیوں کو ان کی منزل تک پہنچاتے تھے۔

میں جن افغانی ایجنٹوں کے خیالات پڑھ رہا تھا' وہ واردات کرنے والوں میں سے تھے۔ انہوں نے ایک پجیرو اور دو لینڈ کروزر گاڑیاں چرائی تھیں۔ لا کر ایک جگہ چھپایا تھا۔ ان کے ایک ساتھی نے مسافروں سے معاملات طے کیے تھے۔ ان پاکستانیوں میں جوان عورتیں اور پانچ جوان مرد تھے۔ ان سے کہا گیا کہ انہیں جن گاڑیوں میں لے جایا جائے گا' وہ گاڑیاں ان کے ہی نام ہوں گی۔

ایک جوان نے پوچھا "ہمارے نام کیوں ہوں گی؟"

ایجنٹ نے کہا "اس لیے کہ ہمارے نام سے طالبان یقین نہیں کریں گے کہ ہم وہ گاڑیاں خرید کر لائے ہیں۔ وہ انہیں چوری کا مال سمجھ کر ہم سے چھین لیں گے اور سزائیں بھی دیں گے جبکہ ہم نے گاڑیاں چرائی نہیں ہیں خریدی ہیں۔"

وہ جوان پاکستان کے مختلف علاقوں سے آئے تھے۔ دو دن سے چمن کی ایک سرائے میں پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کے ساتھ اس کی جوان بہن تھی اور دوسرے کے ساتھ اس کی محبوبہ تھی۔ ان سب نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان ایجنٹوں کی بات مان لی جائے۔ گاڑیوں کے کاغذات اپنے نام کرالیے جائیں ورنہ معقول ایجنٹوں کے انتظار میں وہیں پڑے رہ جائیں گے۔

اسی وقت میں نے ایک ایجنٹ کے پاس آکر کہا۔ "سرائے کے مالک نے بتایا ہے' تم یہاں سے ازبکستان پہنچاتے ہو۔ میں بھی جانا چاہتا ہوں۔"

ایجنٹ نے میرے سامنے بھی وہی شرط رکھی۔ میں نے کہا "ایک کیا دس گاڑیاں میرے نام کرا دو لیکن مجھے میری منزل تک پہنچا دو۔"

میری رضا مندی دیکھ کر دوسرے جوان بھی گاڑیاں اپنے نام کرانے پر راضی ہوگئے۔ ان میں سے ایک ایجنٹ ہمارے نام پتے لکھ کر اور ہماری دو دو تصاویر لے کر چلا گیا۔ ایک جوان نے دوسرے ایجنٹ سے پوچھا "ہم کب تک یہاں سے جاسکیں گے؟"

اس نے جواب دیا "کل صبح یہاں سے روانہ ہوجائیں گے۔"

ایک نوجوان لڑکی نے حیرانی سے پوچھا "کیا صبح تک گاڑیوں کے کاغذات تیار ہوجائیں گے؟"

"ابھی ایک گھنٹے میں تیار ہوجائیں گے۔ جعلی کاغذات تیار کرنے والے اپنے گھروں میں یہ کام کرتے ہیں۔ انہیں منہ مانگی رقم دی جائے تو مہینوں کا کام منٹوں میں کردیتے ہیں۔"

میں اس لڑکی کے خیالات پڑھنے لگا۔ اس کا نام شائستہ تھا۔ اس نے بی اے تک تعلیم حاصل کی تھی۔ اس کے بھائی زبیر نے ایم اے کیا تھا اور پانچ برس سے ملازمت کے لیے مارا مارا پھرتا رہا تھا۔ باپ کی تنخواہ سے گھر کے اخراجات پورے نہیں ہوتے تھے اس لیے وہ قسمت آزمانے کے لیے یہ سفر کررہے تھے۔

ان تین مہنگی گاڑیوں کے کاغذات واقعی ایک گھنٹے کے اندر تیار ہوگئے تھے۔ میں اس دوران میں دوسرے جوانوں سے باتیں کرتا رہا۔ دوسری لڑکی کا نام زرینہ تھا۔ وہ اپنے محبوب کو اس لیے محبوب کہہ کر مخاطب کرتی تھی کہ اس کا نام ہی محبوب تھا۔ وہ عالی شان کوٹھی' کار اور بھاری بینک بیلنس کے خواب دیکھا کرتی تھی۔ اس نے محبوب سے کہہ دیا تھا "جب تک دولت نہیں کماؤ گے' میں اپنے بدن کو ہاتھ لگانے نہیں دوں گی۔"

مرد گھوڑے کی طرح طاقت ور اور گدھے کی طرح احمق ہوتا ہے۔ وہ تین وقت کی روٹیوں پر صبر و شکر سے گزارہ کرنے والی کسی عورت کا بدن حاصل کرسکتا ہے لیکن حماقت یہ ہے کہ جو حاصل نہ ہو' وہی عورت بہت قیمتی اور پُرکشش لگتی ہے۔ محبوب کے لیے بھی صرف زرینہ میں کشش تھی اس لیے وہ دولت کمانے نکل پڑا تھا۔ زرینہ نے سنا تھا کہ ازبکستان میں ہیرے اور قیمتی پتھر نسبتاً کم قیمت پر ملتے ہیں۔ اگر انہیں اسمگل کرکے پاکستان لایا جائے تو وہ راتوں رات امیر ہوجائے گی۔

عیش و عشرت سے بھرپور زندگی کے خواب وہ باقی تین جوان بھی دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام سرفراز دوسرے کا نام رب نواز اور تیسرے کا نام عرفان تھا۔ عرفان کو ڈینگیں مارنے کی عادت تھی۔ وہ گزشتہ دو دن سے اپنی ذہانت اور دلیری کے واقعات سنا رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ تاجکستان پہنچ کر ایسا ہاتھ مارے گا کہ دولت اس کے قدموں میں چلی آئے گی۔ زرینہ اس کی باتیں سن کر متاثر ہوگئی تھی۔

عرفان نے مجھ سے پوچھا "کیوں مسٹر! تمہارا کیا چکر ہے؟ اتنا لمبا سفر کس لیے کررہے ہو؟"

میں نے کہا "میں ایک جیولر ہوں۔ ہیرے جواہرات سے کھیلتا ہوں۔"

زرینہ نے چونک کر مجھے دیکھا پھر بے یقینی سے کہا "اتنے بڑے جوہری ہو تو تمہیں ہائی ائیر سفر کرنا چاہیے۔"

"طیارے کے ذریعے سفر کروں گا تو قیمتی ہیرے اسمگل نہیں کرسکوں گا۔ زمینی راستے سے اسمگلنگ آسان ہوتی ہے۔"

اس نے مجھے دلچسپی سے دیکھا پھر سر جھکا کر سوچنے لگی۔ "یہ بہت کام کا آدمی ہے۔ میں بھی اس کے تعاون سے ہیرے اسمگل کرسکوں گی۔"

سرفراز نے مجھے گھور کر دیکھا پھر کہا "تم اسمگلنگ کی بات یوں کررہے ہو' جیسے یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ اگر کسی نے مخبری کردی تو؟"

"تو کچھ نہیں ہوگا۔ میں جب بھی یہاں سے جاتا ہوں'

ڈنکے کی چوٹ پر اسمگلنگ کا ذکر کرتا ہوں تاکہ میرے سامان کی تلاشی لی جائے۔ چیک پوسٹ پر تلاشی لی جاتی ہے لیکن ہیرے انہیں نظر نہیں آتے' جبکہ میرے پاس ہوتے ہیں۔"

"کیا تم کوئی جادو جانتے ہو؟"

"جادو تو نہیں۔ البتہ نظر بندی کا عمل جانتا ہوں۔"

"یہ نظر بندی کا عمل کیا ہوتا ہے؟"

"میں عمل کروں گا تو تمہیں سامنے والی چیز نظر نہیں آئے گی۔ کیا تم پر عمل کروں؟"

"ہاں کرو۔ میں سمجھنا چاہوں گا کہ آنکھیں کھلی رکھنے کے باوجود سامنے والی چیز نظر کیوں نہیں آئے گی؟"

میں نے کہا "رب نواز! تم سرفراز کے سامنے ایک کاغذ پر کوئی ایک ہندسہ لکھو پھر سب دیکھیں گے کہ سرفراز کو وہ ہندسہ نظر نہیں آئے گا۔"

یہ کہہ کر میں نے سرفراز کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اسے سب کچھ نظر آرہا تھا لیکن جب رب نواز نے کاغذ پر سیون لکھا تو اس کے دماغ نے میری مرضی کے مطابق تھری سمجھا۔ اس نے زبان سے کہا "تھری۔"

سب ہنسنے لگے۔ زرینہ نے کہا "یہ تھری نہیں سیون ہے۔"

میں نے اس کے دماغ کو سمجھایا کہ اس کے سامنے سے کاغذ ہٹالیا گیا ہے۔ رب نواز نے کہا "پھر ایک بار اچھی طرح پڑھو۔"

سرفراز نے کہا "مجھے اُلو نہ بناؤ۔ تم نے میرے سامنے سے کاغذ ہٹالیا ہے۔"

سب نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ شائستہ نے کہا "پہلے تو میں سمجھ رہی تھی کہ سرفراز کو نظر آرہا ہے لیکن یہ مذاق کرنے کے لیے غلط پڑھ رہا ہے۔ سرفراز' اچھی طرح دیکھو' کاغذ تمہارے سامنے ہے اور اس پر سیون لکھا ہوا ہے۔"

وہ اچھی طرح دیکھنے کے لیے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں ملنے لگا۔ میں نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ اس نے کاغذ اور سات کے ہندسے کو دیکھا پھر مجھے حیرانی سے دیکھنے لگا۔ میں نے پوچھا "اب معلوم ہوا کہ نظر بندی کا عمل کیا ہوتا ہے؟"

اس نے کہا "مان گیا۔ تمہارے عمل نے سامنے کی چیز کو دیکھنے نہیں دیا۔ ایک اسمگلر کے پاس نظر بندی کا علم ہو تو وہ ایک سوئی سے لے کر توپ' ٹینک اور میزائل تک اسمگل کرسکتا ہے۔"

زرینہ' محبوب کے پاس سے اٹھ کر میرے پاس ایک کرسی پر بیٹھ گئی پھر بولی "تم بڑے باکمال ہو۔ لاکھوں کرو... ڈالر کے ہیرے اسمگل کرتے ہوگے اور کسی بھی چیک پو... پر تمہیں کوئی پکڑ نہیں پاتا ہوگا۔"

"میں نے ابھی حال ہی میں نظر بندی کا عمل سیکھا... ازبکستان کے دو پھیرے لگائے ہیں اور پچاس کروڑ روپ... ہیرے حاصل کیے ہیں۔"

"پچاس کروڑ روپے؟" زرینہ کی اوپر کی سانس او... رہ گئی۔

میں نے کہا "سانس لو ورنہ اوپر پہنچ جاؤ گی۔"

وہ جلدی سے سانس لیتے ہوئے بولی "میں بھی اسی مق... سے جارہی ہوں۔ کیا میری مدد کرو گے؟"

"سوری۔ میں کسی کو راز دار یا اپنا بزنس پارٹنر نہ... بناتا۔ مجھ سے کوئی توقع نہ رکھنا۔" میں اپنی جگہ سے اٹھ... بولا "ہمیں سونا چاہیے کیونکہ صبح یہاں سے روانہ ہونا ہ... میں سونے کے لیے باہر جارہا ہوں۔ میری اٹیچی یہاں کم... میں رہے گی۔ یہ مقفل نہیں ہے۔ آپ میں سے کوئی... اسے کھول کر دیکھ سکتا ہے۔ میں پاکستان سے جو مال ازبک... لے جارہا ہوں' وہ اس کے اندر ہے لیکن کسی کو نظر نہ... آئے گا۔"

میں سونے کے لیے باہر ایک چارپائی پر آگیا۔ آرام... لیٹ کر ٹیلی پیتھی کی آنکھوں سے دیکھا۔ کمرے کے اند... سب میری اٹیچی کے پاس آگئے تھے اور اسے کھول کر اند... ایک ایک چیز نکال کر دیکھ رہے تھے۔ صرف شائستہ دور... چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ سر جھکائے سوچ رہی تھی "یا ا... میں دولت نہیں چاہتی۔ مجھے اور بھائی جان کو اتنا دے کہ... امی ابو اور چھوٹے بہن بھائیوں کی ضرورتیں پوری کرسک... ہم تیرے بندے ہیں۔ تجھ سے اتنا مانگنے کا حق رکھتے ہیں..."

میں نے آنکھیں بند کرلیں پھر دماغ کو ہدایات د... گہری نیند سوگیا۔ اس رات زرینہ کو نیند نہیں آئی... ساری رات کروٹیں بدلتی رہی اور کبھی چارپائی سے اٹھ... ٹہلتی رہی۔ محبوب نے اپنی چارپائی سے لیٹے ہی لیٹے ا... دیکھا پھر کہا "رات کے دو بج رہے ہیں۔ سوجاؤ۔ وہ نظر بن... کا عمل کرنے والا تمہیں گھاس نہیں ڈالے گا۔"

وہ غصے سے بولی "بکواس مت کرو۔ تم اسے رقیب... کر مجھے طعنے دے رہے ہو۔"

"تمہاری حرکتیں بتا رہی ہیں کہ تم اسے میرا رقیب... رہی ہو۔ تم میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ پچاس کروڑ... کی بات سنتے ہی اٹھ کر اس کے پاس چلی گئیں۔ ایک تو...

میری انسلٹ کی پھر سب کے سامنے اس نے تمہیں کھرا سا جواب دے دیا۔ تمہاری کیا عزت رہ گئی؟"

"میں ہار ماننے والی نہیں ہوں۔ تم دیکھو گے ازبکستان پہنچنے تک میں اس بات پر اسے آمادہ کرلوں گی کہ وہ میرے ہیرے بھی اپنے پاس چھپا کر رکھے تاکہ مجھے گرفتاری کا خطرہ نہ ہو۔"

"جو اپنی طرف مائل نہ ہوتا ہو' اسے مائل کرنے کے لیے حسن و شباب کا بھی چارا ڈالنا پڑتا ہے۔"

"تم میرے کردار پر حملہ کررہے ہو۔ شادی سے پہلے تمہارا یہ رویّہ ہے اور ایسے گرے ہوئے خیالات ہیں۔ پتا نہیں شادی کے بعد کیا کرو گے؟ میرے چال چلن پر شبہ کرکے مجھے بدنام کرتے رہو گے۔"

"آج سے پہلے نہ تمہارا رویّہ تبدیل ہوا تھا اور نہ ہی میرے اندر بے اعتمادی پیدا ہوئی تھی۔ زرینہ! ذرا سنجیدگی سے سوچو' دولت کی ہوس ہماری محبت کو مار ڈالے گی۔ اب بھی وقت ہے' ہم واپس جاسکتے ہیں۔ اپنے ہی ملک میں عزت کی روزی حاصل کرسکتے ہیں۔"

"میں کوئی پاگل کی بچی نہیں ہوں کہ سامنے ہیرے موتی نظر آرہے ہوں اور میں انہیں کنکر پتھر سمجھ کر واپس چلی جاؤں۔"

محبوب نے اسے ناگواری سے دیکھا پھر دوسری طرف منہ کرکے سونے کی کوشش کرنے لگا۔ دوسرے کمرے میں سرفراز' رب نواز اور عرفان اپنی اپنی چارپائی پر تھے۔ رب نواز سو رہا تھا لیکن وہ دونوں جاگ رہے تھے۔ میری اٹیچی ان کے سامان کے ساتھ رکھی ہوئی تھی۔ عرفان نے اسے دیکھ کر کہا "اس میں اسمگلنگ کا کوئی سامان نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو ہم میں سے کسی نہ کسی کو کچھ تو نظر آتا۔"

سرفراز نے کہا "نظر بندی کا عمل ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہم سب کو دیکھتے ہیں' صرف وہ چیز نہیں دیکھ سکتے' جس پر نظر بندی کا عمل کیا گیا ہو۔"

"اس اٹیچی میں ایسی کیا چیز ہوسکتی ہے' جو ہمیں نظر نہیں آرہی ہے۔"

"کوئی ایسی چیز ضرور ہے' جسے وہ ازبکستان لے جاکر لاکھوں روپے کمائے گا۔ ہم کل اس سے پوچھیں گے۔ وہ چاہے تو نظر بندی کا عمل ختم کرکے اٹیچی میں چھپی ہوئی قیمتی چیز دکھا سکتا ہے۔"

رب نواز نے آنکھیں کھول کر پوچھا "کیا تم دونوں تمام رات اس اٹیچی کو تکتے رہو گے؟ کل دن کے وقت اونگھتے ہوئے سفر کرو گے۔ خدا کے واسطے سوجاؤ اور مجھے بھی سونے دو۔"

عرفان نے اٹھ کر لائٹ بجھا دی۔ کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔

وہ صبح دس بجے سرحد پار کرکے افغانستان کی پہلی چوکی بولاک پہنچ گئے۔ میں ایک پجیرو ڈرائیو کررہا تھا۔ میرے ساتھ ایک ایجنٹ بیٹھا ہوا تھا۔ پچھلی سیٹ پر شائستہ اپنے بھائی زبیر کے ساتھ تھی۔ دوسری گاڑی میں زرینہ' محبوب اور دوسرا ایجنٹ تھے۔ تیسری گاڑی کو سرفراز ڈرائیو کررہا تھا۔ اس کے ساتھ رب نواز اور عرفان بیٹھے ہوئے تھے۔

دونوں ایجنٹوں نے ہمیں بتا دیا تھا کہ طالبان کے فتح کیے ہوئے علاقوں سے گزرتے وقت اسلامی احکامات پر سختی سے عمل کیا جائے۔ شائستہ اور زرینہ نے اپنے پورے جسم کو چادر سے ڈھانپ لیا تھا۔ سر اور چہرے کو بھی اس طرح چھپایا تھا کہ صرف آنکھیں دکھائی دیتی تھیں۔ تمام بالغوں کے لیے داڑھی رکھنا لازمی تھا۔ ہمارے دونوں ایجنٹوں کی داڑھیاں تھیں۔ چیک پوسٹ پر طالبان نے ہمارے صفاچٹ چہروں کو دیکھ کر ناگواری سے منہ بنایا۔ ایک ایجنٹ نے کہا "اگر یہ لوگ افغانستان میں قیام کرنے آتے تو ضرور داڑھی رکھتے لیکن یہ ازبکستان جارہے ہیں۔"

انہوں نے گاڑیوں کے اور ہمارے اہم کاغذات دیکھے پھر ہم سے پانچ سو روپے لے کر جانے کی اجازت دے دی۔ بلدوک طالبان کی چھوٹی سی چھاؤنی اور اسلحہ خانہ ہے۔ میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ طالبان کون ہیں؟ ان کے پاس بے شمار جدید اسلحہ اور اتنی زیادہ کرنسی کہاں سے آگئی ہے کہ وہ جنوبی علاقوں سے لے کر افغانستان کے شمالی علاقوں تک فتوحات حاصل کرتے چلے گئے ہیں۔ وہاں طالبان کا کوئی بزرگ راہنما ہوتا تو میں اس کے خیالات پڑھ کر معلومات حاصل کرسکتا تھا۔

ہم نے گاڑیوں کی رفتار بڑھا دی تاکہ دن کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ فاصلہ طے کرسکیں۔ سڑک کے اطراف چھوٹے چھوٹے سفید پتھر قطاروں کی صورت میں نصب کیے گئے تھے۔ یہ پتھر خبردار کرتے تھے کہ سڑک کے دونوں طرف بہت دور تک پچاس لاکھ بارودی سرنگیں بچھی ہوئی ہیں۔ کوئی بھولا بھٹکا ادھر سے گزرے تو بارودی دھماکوں سے اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔

افغانستان میں اگر کوئی مسافر یا سیاح کسی گائیڈ کی خدمات حاصل نہ کرے تو یہاں کی زمین کے کسی بھی حصے میں

ناگہانی موت اس کا استقبال کر سکتی ہے۔ شائستہ نے کہا۔
"بھائی جان! میں نے افغانستان کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہے لیکن یہ نہیں جانتی تھی کہ یہاں سے گزرنے والے نادانستگی میں کہیں بھی مارے جا سکتے ہیں۔"

زبیر نے کہا "ہاں۔ میں تمہیں ساتھ نہ لاتا تو بہتر ہوتا۔ ایسا لگتا ہے جیسے ہم موت کی ہتھیلی پر سفر کر رہے ہیں۔ یہ ہتھیلی کسی بھی لمحے میں مٹھی بن کر ہمیں جکڑ لے گی۔"

میں ڈرائیو کرتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ مجھے یہاں کئی آلۂ کار بنا کر ان کے دماغوں میں رہنا چاہیے تھا۔ یہاں خود نہیں آنا چاہیے تھا۔ میں اپنی ذہانت، حاضر دماغی اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے دشمنوں سے محفوظ رہ سکتا ہوں لیکن یہ نہیں جان سکتا تھا کہ موت کہاں اور کس روپ میں چھپی ہوئی ہے؟

ہمارے ساتھ کھانے پینے کا سامان تھا۔ ہم نے دوپہر کا کھانا کھانے کے لیے گاڑیاں نہیں روکیں۔ گاڑیوں کے اندر ہی کھاتے پیتے آگے بڑھتے رہے۔ قندھار میں بھی طالبان کی دوسری چوکی پر پانچ سو روپے ادا کرکے کسی چیکنگ کے بغیر وہاں سے گزر گئے کیونکہ پہلی چوکی پر ہونے والی چیکنگ کی تحریری رپورٹ ہمارے پاس تھی۔

ہم زابل پہنچ کر چائے پینے کے لیے رک گئے۔ گاڑیوں سے اتر کر ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔ زرینہ نے مجھ سے کہا "ان بہن بھائی کو ہماری گاڑی میں بھیج دو۔ میں تمہاری گاڑی میں آجاؤں گی۔ سفر بہت لمبا ہو تو ہم سفر کو بدلنا چاہیے۔ نئے ہم سفر کے ساتھ سفر میں تازگی آجاتی ہے۔"

میں نے کہا "تم ہم سفر بدل سکتی ہو کیونکہ وہ تمہارا محبوب ہے لیکن میری ہم سفر میری چھوٹی بہن ہے۔ کیا تم میری بہن کی جگہ لینا چاہتی ہو؟"

"یہ سن کر خوشی ہوئی کہ تم نے شائستہ کو بہن بنایا ہے۔ پلیز مجھ سے ایسا کوئی رشتہ نہ جوڑنا۔ تم نہیں جانتے، میں پچھلی تمام رات جاگتی رہی اور تمہارے بارے میں سوچتی رہی۔"

"پھر تو تمہیں کسی بھی گاڑی میں سو کر نیند پوری کرنا چاہیے۔"

"میں ابھی تک گاڑی میں سوتی رہی تھی۔ اب تمہارے ساتھ جاگتی رہوں گی۔"

وہ چائے کی پیالی خالی کرکے اسے ہوٹل کی میز پر رکھ کر تیزی سے چلتی ہوئی میری گاڑی کے پاس گئی پھر اگلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ ایجنٹ سے بولی "تم دوسری گاڑی میں بیٹھ کر راہنمائی کرو۔"

محبوب نے میرے پاس آکر پوچھا "تم نے کبھی کیلے کے چھلکے پر پھسلتے دیکھا ہے؟"

میں نے مسکرا کر کہا "ہم دونوں ہی دیکھ رہے ویسے میرا یہ مشورہ ہے کہ تالی دونوں ہاتھوں سے دوسرے ہاتھ کو اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔"

"چھوڑ دینے کا دکھ بھاری ہوتا ہے۔ ماضی کی یادیں وابستہ رہتی ہیں پھر بھی دل کو سمجھا رہا ہوں، جو سایہ دار نہ ہو اس کے نیچے دھوپ اور تپش ہی ملتی ذرا دیر سے سمجھتا ہے مگر سمجھ لیتا ہے۔"

وہ سر جھکا کر اپنی گاڑی میں چلا گیا۔ میں نے اپنی کی اسٹیئرنگ سیٹ پر آکر اسے اسٹارٹ کیا پھر تینوں گاڑیوں قافلہ اگلی منزل کی طرف چل پڑا۔ زرینہ نے پوچھا "محبوب کیا کہہ رہا تھا؟"

"محبوب کوئی بھی ہو، محبت کی زبان بولتا ہے۔"

"میں جانتی ہوں، وہ میری شکایت کر رہا ہوگا جبکہ کوئی حق نہیں پہنچتا۔ میں اس کی کوئی نہیں ہوں۔ وہ کہتا پھرتا ہے کہ ہماری شادی ہونے والی ہے۔"

میں اس کے دماغ میں پہنچا۔ وہ میری مرضی کے مطا بولی "ویسے وہ درست کہتا ہے۔ میں بھی اس کی دیوانی تمہارے جیسے دس آجائیں پھر بھی میں اس کی دیوانی گی۔"

یہ کہہ کر وہ چونک گئی۔ مجھے پریشانی سے دیکھ کر "یہ۔ یہ میں کیا کہہ گئی۔ تم تو لاکھوں میں ایک ہو۔"

میں نے پھر اس کی کھوپڑی گھمائی۔ وہ بولی "مگر محبوب کروڑوں میں ایک ہے۔"

اس نے فوراً ہی اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس کی میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیوں بہک رہی ہے اور کیوں محبوب مجھ پر ترجیح دے رہی ہے؟ کیا ایک کروڑ پتی جیولر کے بیٹھ کر نروس ہو رہی ہے؟

میں نے پوچھا "کیا ہوا؟ تم نے منہ پر ہاتھ کیوں ر ہے؟"

وہ بولی "محبوب آپ کے قدموں کی خاک ہے اور اسے آپ سے برتر کہنے کی غلطی کر رہی ہوں۔"

پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی شائستہ نے کہا "تم غلطی کر رہی ہو بلکہ دل کے اندر کی سچی باتیں کہہ رہی ہو۔"

"تم ہمارے درمیان نہ بولو۔"

میں نے کہا "زرینہ! میں تم سے کہہ چکا ہوں، شائ میری چھوٹی بہن ہے۔ آئندہ اس سے سخت لہجے میں

بولنا۔"

"سوری، میں بھول گئی تھی۔ شائستہ! تم خوش نصیب ہو۔ اتنے بڑے جیولر نے تمہیں بہن بنایا ہے۔"

شائستہ نے خوش ہو کر کہا "خدا کا شکر ہے۔ اب میرے دو بھائی جان ہیں۔ میں اس آسیب زدہ ملک میں خود کو بہت محفوظ سمجھ رہی ہوں۔"

زرینہ نے ازبک زبان میں مجھ سے پوچھا "کیا تم یہ زبان جانتے ہو؟"

میں یہ زبان بھی جانتا تھا کیونکہ کچھ عرصے ازبکستان اور تاجکستان میں رہ چکا تھا۔ میں نے اسی زبان میں پوچھا "تم یہ زبان کیسے جانتی ہو؟"

"میرا ایک چچا زاد بھائی ازبکستان میں چھ برس تک رہ کر آیا تھا۔ میں نے اس سے یہ زبان اس لیے سیکھی کہ آئندہ مجھے کاروباری سلسلے میں وہاں جانا تھا اور آج جا رہی ہوں۔"

"تم اچانک اس زبان میں کیوں بول رہی ہو؟"

"میں صرف تم سے باتیں کرنے کے لیے اس گاڑی میں آئی ہوں اور چاہتی ہوں کہ ہماری گفتگو میں کوئی مداخلت نہ کرے۔"

"تمہاری طبیعت میں ضد اور ارادوں میں پختگی ہے۔ میں کل سے تمہیں نظر انداز کر رہا ہوں لیکن تم مجھے گھیرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہو۔"

"میں منزل کو پالینے کی ضد کرتی ہوں تو آخر کار پالیتی ہوں۔ اس کے لیے جان سے گزر جانے کا بھی حوصلہ ہے۔ ایک بار مجھے اپنا بزنس پارٹنر بنا کر آزمالو۔ میری ذات سے تمہیں فائدہ پہنچے گا۔ نقصان کبھی نہیں ہوگا۔"

"محبت اور بزنس دو الگ معاملات ہیں۔ بے شک مجھ سے بزنس کی باتیں کرو لیکن محبت کے معاملے میں بے چارے محبوب کو مایوس نہ کرو۔"

"تم محبوب سے قسم کھا کر سچ بولنے کے لیے کہو، میں اسے شروع سے سمجھاتی آرہی ہوں کہ اسے محبت کے معاملے میں بہت زیادہ سنجیدہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ میں پہلے دولت کمانا چاہتی ہوں۔ دولت کم ہو یا زیادہ خوش حالی کے لیے لازمی ہے۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے بعد ایک دن مجھے کہیں نہ کسی سے شادی کرنی ہوگی لہٰذا میں محبوب سے شادی کروں گی لیکن وہ زندگی کو خوش حال بنانے کے منصوبوں پر سنجیدگی سے عمل نہیں کر رہا ہے۔ میری خاطر یہ سفر کر رہا ہے۔ میں اس کی محبت کی قدر کرتی ہوں مگر اندھی محبت کسی گڑھے میں گرا دیتی ہے۔"

میں نے تائید میں سر ہلا کر کہا "زندگی کو خوب صورت بنانے کا حق سب ہی کو ہے۔ تمہیں بھی ہے۔ تمہارے عزائم بلند ہیں۔ اگر تم محبوب کی محبت کا جواب محبت سے دیتی رہو گی تو میں تمہارے ہیرے اسمگل کروں گا اور پاکستان واپس جا کر وہ ہیرے تمہارے حوالے کر دوں گا۔"

وہ خوش ہو کر بولی "کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"میں اس لیے سچ بول رہا ہوں تاکہ تم محبوب سے وفا کرو۔"

"میں تمام عمر اس سے وفا کروں گی لیکن تم یہ سب کچھ محبوب کے لیے کیوں کر رہے ہو؟"

"میں سچی محبت کرنے والوں کی قدر کرتا ہوں۔"

میں نے تیزی سے گاڑی آگے بڑھا کر دوسری گاڑی کے برابر چلتے ہوئے کہا "رب نواز! ایک منٹ کے لیے گاڑی روکو۔ زرینہ اپنے محبوب کے پاس جانا چاہتی ہے۔"

دونوں گاڑیاں رک گئیں۔ زرینہ میری گاڑی سے اتر کر دوسری گاڑی کی پچھلی سیٹ پر محبوب کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ تیسری گاڑی بھی رک گئی۔ ایک ایجنٹ نے کہا "آگے غزنی ہے۔ ہمیں اسی راستے سے سیدھے بدخشاں جانا چاہیے لیکن طالبان کے علاقوں سے گزرنا مناسب نہیں ہے۔ ایک تو ہر چوکی پر تمہیں محصول ادا کرنا ہوگا پھر یہ کہ کچھ سرپھرے طالبان یہ الزام دے سکتے ہیں کہ ہم ان دو جوان عورتوں کو اغوا کرکے لے جا رہے ہیں یا پھر یہ عورتیں ہی غلط ہیں۔ اپنا گھر چھوڑ کر اپنی مرضی سے ہمارے ساتھ پتا نہیں کہاں جا رہی ہیں۔"

دوسرے ایجنٹ نے کہا "مختصر یہ کہ ہم راستہ بدل کر طالبان سے کتراتے ہوئے پکتیکا کے راستے سے جائیں گے۔"

میں ان دونوں ایجنٹوں کے خیالات پڑھ چکا تھا کہ وہ آگے جا کر ہمیں دھوکا دینے والے ہیں۔ وہ دراصل گائیڈ نہیں تھے۔ طرح طرح سے واردات کرکے رقمیں حاصل کرتے تھے۔ سرفراز نے کہا "ہم یہاں کے راستوں سے واقف نہیں ہیں۔ تم جس راستے کو محفوظ سمجھتے ہو، ہم تمہارے ساتھ اسی راستے پر چلیں گے۔"

تینوں گاڑیاں چل پڑیں۔ آگے دوراہے پر ایجنٹوں نے ایک راستے کو چھوڑ دیا۔ ہمیں دوسرے راستے پر لے جانے لگے۔ پکتیکا سے آگے پکتیا کا علاقہ تھا۔ وہاں پہنچتے پہنچتے رات ہوگئی۔ وہاں کچے مکانات نظر آئے۔ چند پکے مکانات اور دو تین منزلہ عمارتیں تھیں جو برسوں کی جنگ کے نتیجے

میں ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں پھر بھی رہائش کے قابل تھیں۔ مختلف عمارتوں میں ایک فاتح گروہ کا ایک نام نہاد کمانڈر، اس کے مشیر اور دو درجن مسلح باڈی گارڈز رہتے تھے۔ باقی مسلح جوان کچے مکانوں میں جبراً گھسے رہتے تھے۔ ان مکانوں کے رہنے والے غریب اپنی بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ عزت سے رہا کرتے تھے مگر اب ان بیچاروں کی عزت نہیں رہی تھی۔ جن گھروں کے جوان مرد نام نہاد کمانڈر کے تابعدار بن کر جنگ لڑنے کے لیے اس گروہ میں شامل ہوجاتے تھے، ان کی بہو بیٹیوں کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا تھا اور نہ ہی ان کے مویشیوں کو ذبح کرکے کھایا جاتا تھا۔

جب ہم وہاں پہنچے تو ایک شکستہ عمارت کے سامنے الاؤ جل رہا تھا۔ ایک مسلّم بکرا بھونا جارہا تھا۔ تین عورتیں اور چار مرد دف اور رباب کے سُر تال پر رقص کررہے تھے۔ نام نہاد کمانڈر اپنے ساتھیوں کے ساتھ شراب پی رہا تھا۔ ہماری راہنمائی کرنے والے ایجنٹوں نے موبائل فون کے ذریعے کمانڈر کو اطلاع دے دی تھی کہ وہ ایک پجیرو اور دو لینڈ کروزر کے علاوہ آٹھ مسافروں کو لارہے ہیں۔ ان میں دو جوان اور حسین عورتیں ہیں۔ ان مسافروں کے پاس اچھی خاصی رقم بھی ہے۔

جب ہماری گاڑیاں کمانڈر کے قریب پہنچیں تو ناچ گانا رک گیا۔ ہم سب گاڑیوں سے اتر گئے۔ ایجنٹوں نے کمانڈر سے ہمارا تعارف کرایا۔ کمانڈر بیٹھا رہا۔ اس نے ہم سے مصافحہ کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ وہ بار بار شائستہ اور زرینہ کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ چادروں میں چھپی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک ایجنٹ سے کہا "ان عورتوں سے کہو، یہ طالبان کا علاقہ نہیں ہے۔ یہ چادریں اتار کر پھینک دیں۔"

ایجنٹ نے محبوب اور زبیر سے کہا "اپنی عورتوں سے چادریں اتارنے کو کہو۔"

زبیر نے کہا "یہ میری بہن ہے۔ میں اسے یہاں بے پردہ نہیں کروں گا۔"

ایجنٹ نے کہا "لیکن سفر کے دوران میں یہ بے پردہ تھیں۔"

"ہاں مگر یہاں کا ماحول ایسا نہیں ہے۔ مجھے یہ کسی کمانڈر کا مورچا نہیں، عیاشوں کا اڈا دکھائی دے رہا ہے۔ تم ہمیں کہاں لے آئے ہو؟"

محبوب نے کہا "تم دونوں ہمارے گائیڈ ہو۔ ہمیں یہاں کیوں لائے ہو؟ بہتر ہے یہاں سے فوراً آگے بڑھو۔"

نام نہاد کمانڈر نے ایجنٹ سے پوچھا "یہ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"یہ دونوں عورتیں بے پردہ نہیں ہوں گی۔ ان ساتھیوں نے سمجھ لیا ہے کہ یہ لوگ یہاں محفوظ نہیں گے اس لیے جانا چاہتے ہیں۔"

کمانڈر اور اس کے ہم نشیں قہقہے لگانے لگے پھر نے کہا "ان کا سامان گاڑیوں سے نکال کر لاؤ اور دیکھو میں ہمارے مطلب کی کتنی چیزیں ہیں اور ان سب کی لو۔ جتنی رقم نکلے، میرے سامنے لاکر رکھ دو۔"

اس کے مسلح باڈی گارڈز حکم کی تعمیل کرنے گاڑیوں سے ہم سب کا سامان کمانڈر کے سامنے لاکر کرنے لگے۔ کمانڈر کو جو قیمتی چیزیں پسند آرہی تھیں، اپنے قدموں کے پاس لاکر رکھنے کا حکم دے رہا تھا۔

پھر ہم سب کے لباس کی تلاشی لی گئی۔ ہمارے ڈالرز کی صورت میں بڑے بڑے نوٹ تھے۔ میں خاموشی تماشا دیکھ رہا تھا۔ سرفراز نے ایک ایجنٹ سے کہا "تم ہمیں دھوکا دیا ہے۔ کیا تمہیں خدا کا خوف نہیں ہے؟"

ایجنٹ نے کہا "تمہیں جو کہنا ہے، کمانڈر سے کہو۔ پر مہربان ہے۔ میری تینوں گاڑیاں مجھ سے چھیننا نہیں ہے۔ صرف ایک گاڑی مجھ سے لے گا اور ایک ہزار دے گا۔ یہ ہمارے لیے بہت ہے۔ ہم باقی دو گاڑیاں کر فروخت کردیں گے۔ تم لوگ یہیں رہو گے۔"

نام نہاد کمانڈر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "تم لو نے ان مردوں کی تلاشی لی۔ میں ان عورتوں کی تلاشی گا۔"

وہ پہلے شائستہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ شائستہ خوف چیختے ہوئے میرے پاس آئی۔ میں نے اس کے سر پر رکھتے ہوئے کہا "گھبراؤ نہیں۔ خاموش کھڑی رہو۔"

وہ بولی "آپ نے مجھے بہن کہا ہے۔ خدا کے لیے بچائیں۔"

"تم محفوظ ہو۔ میری ہدایت پر عمل کرو۔ بالکل خاموش رہو۔ میں نے نظر بندی کا عمل کیا ہے۔ تم اسے نظر آرہی ہو۔"

کمانڈر شائستہ کی طرف بڑھتے بڑھتے ٹھٹک گیا۔ اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا تھا۔ وہ اسے نظر نہیں آرہی اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر پوچھا جو یہاں کھڑی ہوئی تھی، اچانک کہاں غائب ہوگئی ہے؟"

ایک مشیر نے کہا "وہ غائب نہیں ہوئی ہے۔ تمہارے سامنے کھڑی ہوئی ہے۔"

نام نہاد کمانڈر نے دونوں ہاتھ بڑھا کر شائستہ کو ٹٹول کر اس کی موجودگی کو سمجھنا چاہا۔ میں اسے شائستہ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے بھٹکانے لگا۔ وہ ایک اندھے کی طرح ہاتھ سے ٹٹول ٹٹول کر کہنے لگا "نہیں ہے۔ وہ نہیں ہے۔ میں اندھا نہیں ہوں۔ کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔"

اس نے ایجنٹ سے پوچھا "کیا وہ جادو جانتی ہے؟"

ایجنٹ نے کہا "شاید جانتی ہوگی۔ ان لوگوں سے میری صرف دو دن کی جان پہچان ہے۔ مگر تعجب ہے۔ ہمیں تو یہ نظر آرہی ہے۔"

نام نہاد کمانڈر نے زرینہ کی طرف دیکھا۔ زرینہ نے سہم کر مجھے دیکھا۔ میں نے کہا "شائستہ کی طرح بالکل خاموش کھڑی رہو۔"

کمانڈر اس کی طرف بڑھتے بڑھتے پھر چونک گیا۔ زرینہ بھی اسے نظر نہیں آرہی تھی۔ وہ چیخ کر بولا "دیکھو۔ یہ بھی غائب ہوگئی ہے۔"

میں اسے زرینہ کے بھی چاروں طرف بھٹکانے لگا۔ ایک مشیر کہہ رہا تھا "کمانڈر! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ جو عورت سامنے ہے، وہ تمہیں نظر نہیں آرہی ہے۔ دیکھو میں تمہیں پکڑ کر دکھاتا ہوں۔"

وہ مشیر جیسے ہی آگے بڑھا، میں نے اسے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کے ساتھ زمین پر اوندھے منہ گرادیا۔ کمانڈر نے اپنے لباس سے ایک ٹی ٹی نکال کر سرفراز سے کہا "تم سب جادوگر ہو۔ میں کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اس نے ایک فائر کیا۔ دوسرے لفظوں میں مَیں نے اس کے دماغ میں بیٹھ کر گولی چلائی۔ سرفراز کے پیچھے ذرا فاصلے پر ایک مسلح گارڈ کھڑا ہوا تھا۔ گولی اسے لگی۔ وہ چیخ مار کر زمین پر گرا پھر زمین کا ہی ہوکر رہ گیا۔ کمانڈر نے جھنجلا کر دوسرا فائر پھر تیسرا اور پھر چوتھا فائر کیا۔ فائرنگ کے نتیجے میں اس کے مسلح گارڈز مرتے گئے۔ باقی گارڈز اپنی سلامتی کے لیے اِدھر اُدھر بھاگتے ہوئے کہنے لگے "ہمارا کمانڈر کچھ پاگل ہوگیا ہے یا شراب میں کچھ ملا ہوا ہے۔ وہ تھوڑی سی پی کر بہکنے لگا ہے۔"

وہ مشیر جو اوندھے منہ زمین پر گرا ہوا تھا، اس نے اٹھتے ہی کمانڈر کو گولی ماردی۔ نام نہاد کمانڈر کے مرتے ہی تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھاگئی۔ اس کے مسلح گارڈز مشیر کو گھور کر دیکھتے ہوئے اسے گن پوائنٹ پر رکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگے۔ مشیر نے بے باکی سے کہا "دیکھو۔ مجھ پر گولیاں چلانے سے پہلے سمجھو کہ میں نے اپنی اور تم سب کی جان بچائی ہے۔ میں اسے نہ مارتا تو یہ ہم سب کو مار ڈالتا۔"

دوسرے مشیر نے کہا "تم کمانڈر کو زخمی کرسکتے تھے۔ اس کے ہاتھ سے ہتھیار گرا سکتے تھے۔ ہمارے اصولوں اور قوانین کے مطابق اس کے بعد تم کمانڈر بننے والے تھے اور تمہیں ہی بننا چاہیے لیکن اس سے پہلے تم قاتل بن چکے ہو۔ قتل کے بدلے تمہیں قتل کیا جائے گا تو تم کمانڈر بننے کی حسرت لیے دنیا سے چلے جاؤ گے۔"

ایک نوجوان گارڈ نے کہا "اسے دیوار کے پاس کھڑا کیا جائے پھر ہم سب اس پر گولیاں چلائیں گے۔"

میں اس کے دماغ کے اندر پہنچا۔ اس نے گن سیدھی کرتے ہوئے کہا "ہم ایسے گولیاں چلائیں گے۔"

یہ کہتے ہی وہ تڑاتڑ فائر کرنے لگا۔ ہم سب دیواروں اور بڑے پتھروں کے پیچھے چھپ گئے تھے۔ اس کی مسلسل فائرنگ سے پھر تین چار گارڈز آخری بار چیختے ہوئے موت کے منہ میں چلے گئے۔ دوسرے مشیر کے ساتھیوں نے جوابی فائرنگ کی۔ اس فائرنگ کے جواب میں پہلے مشیر کے ساتھی گولیاں چلانے لگے۔ وہ جگہ پوری طرح میدانِ جنگ بن گئی۔ ان حالات میں کوئی تیسرا فریق آکر انہیں آپس میں لڑنے مرنے سے نہیں روک سکتا تھا۔ اگر وہ خود خون خرابے سے باز آنا چاہتے تو میں ان کے دماغوں میں پہنچ کر انہیں حرام موت مرنے پر مجبور کردیتا تھا۔

ویسے میری ٹیلی پیتھی کے ہتھیار کی مزید ضرورت پیش نہیں آئی۔ وہ خر دماغ تھے۔ ایک دوسرے سے کمتر اور پسپا ہونا نہیں چاہتے تھے۔ اپنے اپنے مشیر کو کمانڈر بنانے کے لیے اپنی مرضی سے موت کے گھاٹ اترتے رہے۔

سرفراز، رب نواز، عرفان، زرینہ، محبوب، شائستہ اور زبیر سب ہی چھپتے ہوئے اس عمارت کے اندر آگئے۔ میں نے کہا "تم سب ایک کمرے میں بند ہوجاؤ۔ جب تک میں آواز نہ دوں، دروازہ نہ کھولو۔"

شائستہ نے میرا بازو تھام کر کہا "بھائی جان! آپ باہر نہ جائیں، آپ کو گولی لگ سکتی ہے۔"

میں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا "بہن کی دعا سے میں محفوظ رہوں گا۔ میں نے نظر بندی کا عمل کیا ہے۔ دشمن مجھے نہیں دیکھ سکیں گے پھر مجھ پر گولی کیسے چلائیں گے۔"

"آپ نے نظر بندی کا زبردست علم سیکھا ہے۔"

سرفراز نے کہا "وہ کمانڈر مجھے گولی مارنا چاہتا تھا لیکن نظر بندی کے باعث میں اسے نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے اپنے چار آدمیوں کو مار ڈالا۔ بے شک آپ باکمال ہیں۔

آپ کے علم کا جواب نہیں ہے۔"

میں نے اس کمرے سے باہر نکل کر دروازے کو بند کردیا۔ عمارت کے باہر وقفے وقفے سے گولیاں چلنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر ایک دوسرے کو گالیاں بھی دے رہے تھے اور ایک دوسرے کو ہتھیار پھینک کر سامنے آنے کے لیے بھی کہہ رہے تھے۔

مجھے ایک شخص کے ہانپنے اور کراہنے کی آواز سنائی دی۔ میں دبے قدموں چلتا ہوا ایک راہداری کے موڑ پر آیا۔ ایک شخص کے بازو اور سینے سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کے پاس ٹی ٹی اور کلاشنکوف جیسے ہتھیار تھے۔ وہ ایک طرف ٹی ٹی کا رخ کرکے دھمکیاں دے رہا تھا "خ۔ خبر۔ دا۔ آر کوئی قریب نہ آئے۔ ور۔نہ۔نہ۔ گولی ما۔ آر۔ دوں گا۔"

میں نے دیوار کی آڑ سے دیکھا۔ دو آدمیوں نے ایک حسین عورت کو جکڑ رکھا تھا۔ ایک شخص نے کہا "ہتھیار پھینک دو۔ ثمرینہ تمہیں نہیں ملے گی۔ کمانڈر اس کے ساتھ رات گزارنے والا تھا۔ وہ تو مرگیا۔ اب جو نیا کمانڈر ہوگا' ہم اس کے احکامات کی پابندی کریں گے۔"

ثمرینہ نے کہا "اس ملک میں خوب صورت اور جوان ہونا بہت بڑی بدقسمتی ہے۔ ایک نے مجھے میرے گھر سے اٹھوایا۔ وہ نہیں رہا تو کوئی دوسرا آئے گا۔ تم بھی میری ہوس میں یہاں تک آئے اور اب گولیاں کھا کر دم توڑ رہے ہو۔"

زخمی نے کراہتے ہوئے کہا "مم۔ میں۔ تمہیں حا۔ حاصل کرنے کے قابل نہیں ر۔رہا۔ میرا دم۔ دم نکلنے سے پہلے اے۔ ایک بار۔ میرے پاس آ۔ آجا۔ اوئے!"

میں نے اس کے اندر پہنچ کر معلوم کیا۔ وہ چند لمحوں کا مہمان تھا۔ میں نے اس کے اندر ذرا توانائی پیدا کی۔ توانائی ملتے ہی اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹی ٹی کو میری طرف راہداری میں پھینک دیا۔ ثمرینہ کو گرفت میں رکھنے والے... ٹی ٹی کی طرف دوڑے پھر ٹھٹک گئے۔ آگے بڑھتے ہی میں نظر آیا۔ اب ٹی ٹی میرے ہاتھ میں تھی۔ میں نے زخمی کے پاس آکر اس سے کلاشنکوف لی پھر فرش پر پڑی ہوئی کارتوس کی پیٹی اٹھانے لگا۔ مجھے مصروف پاکر ایک شخص نے چھلانگ لگائی۔ میں نے گھوم کر ٹی ٹی کے دستے سے اس کے منہ پر ضرب لگائی۔ دوسرا بھی آرہا تھا۔ میں نے اسے گولی ماردی۔

جو زندہ رہ گیا تھا' وہ اپنی دانست میں زخمی ہونے کے باوجود مجھ سے لپٹ کر متواتر میرے منہ پر گھونسے مار رہا تھا پھر میں نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ تب پتا چلا کہ وہ اسے گھونسے مار رہا تھا جو پہلے ہی زخموں سے چور ہو کر دم توڑ چکا تھا۔ ثمرینہ کو حاصل کرنے کی حسرت لے کر دنیا سے چلا گیا تھا۔

وہ لاش پر سے اٹھ کر حیرانی سے بولا "میں تو تمہیں مار رہا تھا؟"

"افسوس کیوں کرتے ہو؟ اب مارو۔"

وہ مارنے کے لیے آگے بڑھا پھر تیزی سے پلٹ کر ایک زوردار گھونسا مارا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس نے دیوار کو گھونسا مارا تھا۔ میں نے کہا "تھوڑی چرس اور پی لو پھر اور پاگلوں جیسی حرکتیں کروگے۔"

یہ کہتے ہی میں نے اسے دیوار سے سر ٹکرانے پر مجبور کیا۔ وہ جیسے سچ مچ پاگل ہوگیا تھا۔ لگاتار سر ٹکراتے ٹکراتے لہولہان ہو کر فرش پر گر پڑا۔ ثمرینہ نے مجھے دیکھ کر کہا "اب تم میرے فاتح بن گئے ہو۔ بولو مجھے کہاں لے جاؤ گے؟"

"میں ایک مسافر ہوں۔ میرے اور بھی ساتھی ہیں۔ ہمارے ساتھ دو عورتیں بھی ہیں۔ تم ان کے ساتھ محفوظ رہو گی۔ میرے ساتھ آؤ۔"

وہ میرے ساتھ چلتے ہوئے بولی "جو بھی مرد مجھے دیکھتا ہے' پکا ہوا پھل کہتا ہے۔ مگر میں کڑوا پھل ہوں۔ مجھے ہاتھ لگانے کی خواہش کرنے والے کسی نہ کسی طرح مارے جاتے ہیں۔ کمانڈر مارا گیا اور تمہارے سامنے ابھی وہ تینوں بھی جہنم میں پہنچ گئے ہیں۔"

"میں تمہیں نہ ہاتھ لگاؤں گا اور نہ جہنم میں جاؤں گا۔ تم اطمینان رکھو۔"

ہم چلتے چلتے رک گئے۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں پھر کسی نے کہا "ثمرینہ اوپری منزل میں نہیں ہے۔ نیچے کسی کمرے میں ہوگی۔"

میں بولنے والے کے اندر پہنچ گیا۔ وہ دو مسلح ساتھیوں کے ساتھ تھا اور اس کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا' جہاں میرے تمام ہم سفر چھپے ہوئے تھے۔ اس کے ایک ساتھی نے دروازے کو ٹھوکر مار کر کہا "ثمرینہ! ہم جانتے ہیں' تم یہاں چھپی ہوئی ہو۔ دروازہ کھولو۔"

کمرے کے اندر میرے ہم سفر سہمے ہوئے تھے۔ ثمرینہ نے زہریلی مسکراہٹ سے کہا "اب وہ لوگ تمہیں گولی مار کر مجھے جیت کر لے جائیں گے۔ پتا نہیں یہ کھیل کب تک جاری رہے گا؟"

مجھے اپنے ساتھیوں کی فکر تھی۔ میں نے دروازے پر ٹھوکر مارنے والے کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے پلٹ کر اچانک اپنے دونوں ساتھیوں پر گولیاں چلائیں۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اپنا ہی ساتھی جان کا دشمن بن جائے گا۔ وہ اپنا بچاؤ بھی نہ کرسکے۔ گولیاں کھاتے ہی ان کے ہتھیار ہاتھ سے چھوٹ گئے۔ ہتھیار کے ساتھ وہ بھی فرش پر گرے پھر تڑپ تڑپ کر ٹھنڈے پڑ گئے۔

میں ثمرینہ کے ساتھ دیوار کی آڑ میں تھا۔ وہ ان دونوں کو مرتے ہوئے نہ دیکھ سکی۔ اب وہاں ایک ہی رہ گیا تھا۔ میں اس کے سامنے آکر بولا "ثمرینہ وہاں نہیں' یہاں ہے۔"

اس نے فوراً ہی گن سے میرا نشانہ لیا لیکن میری مرضی کے بغیر گولی نہیں چلا سکتا تھا۔ میں نے ثمرینہ کو ٹی ٹی دیتے ہوئے کہا "یہ لو۔ تم جسے فاتح بنانا چاہتی ہو' اسے زندہ رکھو۔ دوسرے کو مار ڈالو۔"

اس نے ٹی ٹی لے کر پوچھا "یہ صرف نشانہ لیے کیوں کھڑا ہے؟ گولی کیوں نہیں چلا رہا ہے؟"

"یہ بھی دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کسے فاتح بنانا چاہتی ہو؟"

اس نے سامنے والے کو گولی ماردی پھر ٹی ٹی کی نال میری کنپٹی پر رکھ کر کہا "یہاں کوئی مرد فاتح بننے والا نہیں ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہتھیار آتا ہے' وہی مرد بن جاتا ہے ورنہ چوہے سے بھی کمتر ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ ابھی تم ہو۔"

"تمہارے ہاتھ میں ہتھیار ہے پھر بھی تم عورت ہو اور عورت ہی رہو گی۔ یہ ہتھیار نہیں چلا سکو گی۔"

میں بند دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ سخت لہجے میں بولی۔ "رک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گی۔"

میں اس کے دماغ میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ٹریگر نہیں دبا سکتی تھی۔ پریشان ہو کر سوچ رہی تھی کہ وہ مجھے گولی کیوں نہیں مار رہی ہے۔ کیا وہ مجھ سے متاثر ہو رہی ہے؟ میں نے دروازے پر دستک دے کر کہا "محبوب! دروازہ کھولو۔ میں شہزاد ہوں۔"

دروازہ کھلنے سے پہلے میں نے ثمرینہ کے ہاتھ سے ٹی ٹی لے لی۔ وہ ہتھیار دینے کے بعد چونک کر بولی "یہ... یہ تم نے مجھ سے کیسے لے لی؟"

"جیسے دی تھی' ویسے ہی لے بھی لی۔"

دروازہ کھل گیا۔ میں نے اس سے کہا "اندر جاؤ۔ یہاں تم محفوظ رہو گی۔"

"میں کمرے میں چھپ کر نہیں رہوں گی۔ مجھے اپنے انجام کا پتا ہے۔ میں کبھی عزت آبرو کے ساتھ گھر واپس نہیں جاسکوں گی۔"

میں نے ایک طمانچہ رسید کیا۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی اندر گئی۔ میں نے کہا "دروازہ بند کرلو۔ میں ابھی آجاؤں گا۔"

دروازہ بند ہوگیا۔ میں وہاں سے چلتا ہوا ایک تاریک گوشے میں آکر کھڑا ہوگیا تاکہ مجھے کوئی دیکھ نہ سکے۔ میں نے ایک ایجنٹ کے حالات پڑھے۔ وہ ایک مشیر اور اس کے مسلح جوانوں کے ساتھ تھا۔ وہ سب عمارت کی شکستہ دیواروں اور ستونوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ اپنے مخالفین کی تاک میں تھے۔ ان کے مخالفین کچے مکانوں کے پیچھے دور دور تک مورچا بنا کر ڈٹے ہوئے تھے۔

ایجنٹ کے خیالات سے پتا چلا کہ ان کے چھ مسلح جوان عمارت کے پیچھے ہیں تاکہ مخالفین پیچھے سے آئیں تو ان کے حملوں کو ناکام بنا سکیں۔

دوسرے ایجنٹ کے خیالات سے پتا چلا کہ وہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ ان تین گاڑیوں کو ڈرائیو کرکے عمارت کے پیچھے لے گیا ہے۔ انہوں نے عمارت کے اندر فائرنگ کی آوازیں سنی تھیں۔ یہ نہیں جانتے تھے کہ مجھ سے مقابلے میں ان کے آدمی مارے گئے ہیں۔ انہوں نے موبائل فون کے ذریعے عمارت کے پیچھے والے ساتھیوں سے پوچھا کہ فائرنگ کیوں ہو رہی تھی؟

انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ ایک نے کہا "ہم عمارت کے پیچھے ہیں۔ مشیر صاحب کا حکم ہوگا تو عمارت کے اندر جا کر معلوم کریں گے۔"

مشیر نے کہا "صرف ایک جوان اندر جائے اور یہ یاد رکھے کہ تین گاڑیوں میں آنے والے مسافر عمارت کے اندر کہیں چھپے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس ہتھیار نہیں ہیں۔ ان سب کو ایک کمرے میں بند کردیا جائے۔"

میں نے ایجنٹ کے ذریعے اس جوان کی آواز سنی' جو فون پر باتیں کر رہا تھا۔ وہ فون بند کرکے عمارت کے اندر آنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے دوسرے ساتھیوں سے باتیں کرنے پر مائل کیا۔ اس طرح دوسروں کی بھی آوازیں سنیں۔ ایجنٹ ایک گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ وہ میری مرضی کے مطابق گاڑی کے اندر جا کر دو سیٹوں کے درمیان لیٹ گیا پھر میں نے ان مسلح جوانوں کو ایک دوسرے پر فائر کرنے پر مجبور کیا۔ وہ دشمنوں پر فائرنگ کرنے کے منتظر تھے۔ اب خود ہی ایک دوسرے کی موت بن گئے تھے۔ صرف دس منٹ کے اندر وہاں موت کا سناٹا چھا گیا۔

میں تیزی سے چلتا ہوا دروازے کے پاس آکر بولا۔ "دروازہ کھولو۔ میں شہزاد ہوں۔"

دروازہ کھل گیا۔ میں نے کہا "فوراً میرے ساتھ چلو۔ ہمیں یہاں سے نکل جانے کا موقع مل گیا ہے۔"

میرے تمام ہم سفر باہر آنے لگے۔ شائستہ نے مجھ سے کہا "بھائی جان! وہ دیکھیں ثمرینہ بیٹھی ہوئی ہے۔ اتنی دیر سے پتا نہیں اپنی زبان میں کیا بولتی رہی تھی۔ یہ ہماری زبان نہیں سمجھتی ہے۔"

میں نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھایا پھر اسے کھینچتا ہوا' اپنے ساتھیوں کے آگے دوڑتا ہوا عمارت کے پیچھے آیا۔ ان سے کہا "فوراً ان گاڑیوں میں بیٹھو۔"

میں نے ایک گاڑی کا دروازہ کھول کر ایجنٹ کو گریبان سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے باہر نکالا پھر کہا "ذلیل! کمینے! تم ہمیں دھوکا دے کر یہاں لائے تھے۔ ہمارا مال اور ہماری عورتوں کی عزت لوٹنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ دیکھو یہاں تمہارے مددگاروں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ کیا تم بھی مرنا چاہتے ہو؟"

وہ گڑگڑا کر اپنی زندگی کی بھیک مانگنے لگا۔ میں نے کہا "تم ازبکستان کی سرحد تک ہماری راہنمائی کرو گے تو تمہیں زندہ رکھا جائے گا۔"

وہ اپنی سلامتی کی خاطر ہماری راہنمائی کے لیے تیار ہوگیا۔ میں نے کہا۔ "سرفراز' رب نواز اور عرفان! تم سب ان لوگوں کے ہتھیار اور کارتوس لے لو اور اس ایجنٹ کو اپنی حراست میں لے چلو۔ تمہاری گاڑی آگے ہوگی۔ یہ راستہ بتاتا جائے گا۔"

میرے تمام ہم سفروں نے ہتھیار اور کارتوس اٹھالیے۔ میں نے ثمرینہ سے کہا "یہاں وقت ضائع نہ کرو۔ یہ بتاؤ' تمہیں کہاں سے اغوا کرکے لایا گیا تھا۔ میں وہاں تمہیں پہنچا دوں گا۔"

میں اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کرچکا تھا کہ اسے کابل سے لایا گیا ہے۔ یہ معلوم ہونے کے باوجود میں ثمرینہ کو بولنے پر مجبور کررہا تھا۔ وہ منہ پھیر کر بولی "میں کابل کے ایک سردار کی بیٹی ہوں۔"

میں نے ایجنٹ سے کہا "ہم کابل کے راستے جائیں گے۔ اسے اس کے سرپرستوں تک پہنچائیں گے۔"

وہ بولی "میں نہیں جاؤں گی۔ میں اپنے لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی ہوں۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔"

میں نے اسے دھکا دیتے ہوئے پجیرو کی اگلی سیٹ پر بٹھایا۔ خود اس کے برابر اسٹیئرنگ سیٹ پر آگیا۔ وہ غصے سے بولی "کیوں زبردستی کررہے ہو؟ پہلے تم نے طمانچہ مارا پھر گھسیٹتے ہوئے لائے اور اب گاڑی کے اندر ایسے دھکا دے کر پھینک دیا جیسے میں کوئی کچرا ہوں۔ میں بہت بڑے سردار کی بیٹی ہوں۔ آج تک کسی نے ہاتھ لگانا تو درکنار سر اٹھا کر بات کرنے کی جرأت نہیں کی۔"

میں نے گاڑی اسٹارٹ کرکے پہلی گاڑی کے پیچھے چلتے ہوئے کہا "شکر کرو' تم عیاشوں کے پاس کچرا بننے سے محفوظ رہی ہو۔ اس وقت تم سردار کی بیٹی نہیں ہو اس لیے جب بھی نخرے کرو گی' میں تم پر جبر کروں گا۔ تمہارا یہی ایک علاج ہے۔"

زرینہ محبوب کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ حیرانی سے بولی "تم ان کی زبان سمجھتے بھی ہو اور روانی سے بولتے بھی ہو۔ تم بہت باکمال ہو۔"

محبوب نے پوچھا "کیا وہاں جتنی لاشیں پڑی ہوئی تھیں' ان سب کو تم نے ہلاک کیا تھا؟"

میں نے کہا "ان لٹیروں سے بچ نکلنے کے لیے کچھ تو کرنا ہی تھا۔ تم دونوں دائیں بائیں اور پیچھے دیکھتے رہو۔ چاند نکل آیا ہے۔ چاندنی میں حملہ آور نظر آسکتے ہیں۔"

میں نے انہیں محتاط رہنے کے لیے کہا۔ ویسے کوئی ہمارے تعاقب میں نہیں تھا۔ میں نے اس دوسرے ایجنٹ کے خیالات پڑھے' جو عمارت کے سامنے مشیر وغیرہ کے ساتھ تھا۔ پتا چلا کہ ان پر زبردست حملہ ہوا تھا۔ ایجنٹ اور مشیر وغیرہ نے ہتھیار ڈال دیے تھے۔ بعد میں پتا چلا کہ ان پر حملہ کرنے اور غالب آنے والے طالبان تھے۔

انہیں بتایا گیا کہ پاکستان سے آٹھ افراد کا قافلہ آیا تھا۔ ان میں دو عورتیں تھیں۔ اب ان میں ایک کابلی سردار کی بیٹی ثمرینہ کا اضافہ ہوگیا ہے۔ وہ عمارت کے پیچھے تمام پہرے داروں کو ہلاک کرکے فرار ہوگئے ہیں۔ وہ سب ازبکستان جانے والے تھے۔ اب پتا نہیں کس راستے سے کہاں جارہے ہیں؟

طالبان کے ایک کمانڈر نے موبائل فون کے ذریعے کسی سے رابطہ کیا پھر اسے ہمارے بارے میں بتانے لگا۔ میں دونوں طرف سے باتیں کرنے والوں کی آوازیں سنتا رہا اور ان کے خیالات پڑھتا رہا۔ طالبان کے دوسرے کمانڈر نے کہا "وہ لوگ ازبکستان جانے کے لیے ہمارے علاقوں سے گزریں گے تو ہم انہیں بخیریت آگے بڑھا دیں گے۔ وہ ہمارے ملک میں مہمان مسافر ہیں۔"

"لیکن سردار کی بیٹی ثمرینہ مہمان مسافر نہیں ہے۔ اسے ان مہمانوں سے اپنے قبضے میں لے کر اس کے سردار باپ کے پاس پہنچانا چاہیے۔"

دوسرے کمانڈر کے خیالات نے بتایا کہ وہ کابل سے تین سو کلو میٹر دور وردک کے علاقے میں ہے اور وہیں ہمارے پہنچنے کی توقع کررہا ہے جبکہ ہم دوسرے راستے سے کابل جارہے تھے۔

میں کبھی ان کے دماغوں میں جھانک رہا تھا اور کبھی دماغی طور پر جلد ہی حاضر ہوجاتا تھا۔ ڈرائیو کرتے وقت مسلسل خیال خوانی نہیں کی جاسکتی تھی۔ ثمرینہ کئی بار مجھے چور نظروں سے دیکھ چکی تھی۔ اس نے زندگی میں پہلی بار ایک مرد کے ہاتھ کا طمانچہ کھایا تھا۔ اس نے کئی بار تصور میں دیکھا کہ میں اسے گھسیٹ کر لے جارہا ہوں اور دھکے دے کر گاڑی کے اندر پھینک رہا ہوں۔ دل کہہ رہا تھا کہ ایسا ظلم اور زیادتی اس کی بھلائی اور حفاظت کے لیے کی گئی ہے۔ اگر وہ ابھی عمارت میں ہوتی تو اس کی عزت محفوظ نہ رہتی۔

وہ بولی "میں تم سب کی بہتری کے لیے کہہ رہی ہوں' کابل کی طرف نہ جاؤ۔ وہاں موت ہے۔ مجاہد اور محبِ وطن بننے کا دعویٰ کرنے والوں نے کابل جیسے تاریخی شہر کو کھنڈر بنا دیا ہے۔"

میں نے کہا "ہو سکتا ہے' تم یہ باتیں ہماری بہتری کے لیے کررہی ہو لیکن ایک سیدھی سی بات سمجھ میں آتی ہے۔"

"کون سی بات؟"

"یہی کہ اغوا ہونے کے بعد تم اپنے قبیلے والوں کو یقین نہیں دلا سکو گی کہ تمہاری عزت محفوظ رہی ہے۔ وہاں جاکر تم کسی سے آنکھیں ملانا نہیں چاہتی ہو۔"

"یہ بھی درست ہے اور میں جو کہہ رہی ہوں' وہ بھی درست ہے۔ تم سب خطرات سے کھیلنے اور مرنے جارہے ہو۔ میری بات مانو۔ وردک کے علاقے سے جاؤ۔ وہاں طالبان تمہاری حفاظت کریں گے۔"

"یہ میرے ساتھی ازبکستان جارہے ہیں لیکن میں دراصل افغانستان میں کچھ عرصے رہنے آیا ہوں۔"

"کوئی پاگل ہی جنگ کے میدان میں گھر بنانے آتا ہے۔"

"مجھے پاگل ہی سمجھ لو۔ میں افغانستان کے اندرونی حالات سے عالمی سیاست کو سمجھنے آیا ہوں کہ امریکا اور روس اپنا اپنا کھیل کیسے کھیل رہے ہیں۔ ان کی کامیابی سے چین کے لیے خطرہ پیدا ہوگا۔ یہ بھی دیکھنا ہے کہ چین ان ممالک کو ناکام بنانے کے لیے کیا کررہا ہے۔"

"تم یہ سب معلوم کرکے کیا کرلو گے؟"

"مجاہد بننے والے بہروپیوں کو ختم کرسکتا ہوں اور تمہارے جیسی افغان خواتین کی آبرو کی حفاظت کرسکتا ہوں۔"

وہ مجھے دیکھ رہی تھی پھر اس نے فوراً ہی نظریں جھکالیں۔ ہم نے دوپہر کے بعد کچھ نہیں کھایا تھا۔ آدھی رات گزر چکی تھی۔ سب ہی کو بھوک لگ رہی تھی۔ ہم نے ایک چھوٹی سی بستی میں گاڑیاں روک دیں۔ ان گاڑیوں میں کھانے کا کچھ سامان بچا ہوا تھا۔ پہلے ہم نے بستی کے چاروں طرف گاڑیوں میں گھوم کر اطمینان کرلیا۔ بستی کے کچھ لوگوں نے بھی یقین دلایا کہ اس ویران علاقے سے کوئی مسلح گروہ نہیں گزرتا ہے۔ ہم نے گاڑیوں کے قریب رہ کر اسلحہ سامنے رکھ کر پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور ٹھنڈا پانی پیا۔ بستی والوں نے ہمیں چائے پلائی۔ میں نے ان کے خیالات پڑھ کر اطمینان کرلیا کہ چائے ضرر رساں نہیں ہے۔

میرے تمام ہم سفر مجھ سے متاثر تھے۔ میری تعریفیں کررہے تھے۔ زرینہ نے کہا "تم جوہری ہو۔ میں نے کسی جیولر کو جنگجو سپاہیوں کی طرح لڑتے نہیں دیکھا۔"

سرفراز نے کہا "تعجب ہے' ہم سب ایک کمرے میں بند رہے اور تم تنہا دشمنوں سے لڑتے رہے۔ بخدا اگر تم نہ ہوتے تو ہم اب تک بے موت مرچکے ہوتے۔"

"میری تعریفیں نہ کرو۔ یہاں کے حالات سے سمجھو کہ اب تم لوگوں کو بھی جنگجو بننا پڑے گا۔ ہمارے پاس ہتھیاروں کی کمی نہیں ہے۔ یہ عہد کرلو کہ جب مرنا ہی ہے تو پھر ہم لڑتے لڑتے مریں گے۔ اس طرح شاید ہم سلامت رہ سکیں۔ کیا تم سب لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو؟"

محبوب نے فوجی انداز میں ایڑیاں بجا کر سیلوٹ کیا "یس سر!"

اس کی اس حرکت پر سب ہی بے اختیار ہنسنے لگے۔ ثمرینہ ہماری باتیں نہیں سمجھ رہی تھی مگر حرکتوں کو سمجھ رہی تھی۔ وہ مسکراتے ہوئے' چہرے کو چادر سے چھپا کر گاڑی میں جاکر بیٹھ گئی۔

ہمارا قافلہ اگلی منزل کی طرف چل پڑا۔ ثمرینہ نے کہا۔ "مجھے اجنبیوں کے درمیان گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے۔ اگر تم میری زبان نہ بولتے تو میں اس قافلے میں خود کو قیدی سمجھتی رہتی۔"

"جس طرح تم مجھ پر اعتماد کرنے لگی ہو' کیا کابل پہنچ کر ہم بھی تم پر اعتماد کرسکتے ہیں اور دو چار گھنٹے نیند پوری کرکے تازہ دم ہوسکتے ہیں؟"

"کیوں نہیں؟ میرے سردار بابا شاید مجھے عزت دار بیٹی

کی حیثیت سے قبول نہ کریں لیکن تمہاری قدر کریں گے اور تم سب کو تحفظ دیں گے۔"

"کم از کم تمہارے باپ کو تم پر بھروسا کرنا چاہیے۔ تمہارے بیان کے مطابق تمہیں پاک باز تسلیم کرنا چاہیے۔"

"بابا مجھے بہت چاہتے ہیں۔ وہ دل ہی دل میں مجھے پاکباز تسلیم کریں گے لیکن جب تک ان کے برابر کا سردار مجھے نکاح میں قبول نہیں کرے گا' میرے بابا کی گردن شرم سے جھکی رہے گی۔"

"پھر تو تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ تم اتنی حسین ہو کہ ایک نہیں دس سردار تمہاری تمنا کریں گے۔"

اس نے بڑی بڑی ہرنی جیسی آنکھوں سے مجھے دیکھا پھر کہا "سب ہی مجھے دیکھ کر للچاتے ہیں۔ کیا تم انسان نہیں ہو؟ کیا تمہارا دل کسی حسینہ کے لیے نہیں دھڑکتا ہے؟"

"میں عمر کی اس منزل پر ہوں' جہاں دل حوا حوا نہیں' اللہ اللہ کرتا ہے اور تسبیح کے دانے گنتا رہتا ہے۔"

"تم بوڑھے تو نہیں لگتے ہو۔"

"یوگا کا ماہر ہوں اس لیے صحت مند باڈی بلڈر دکھائی دیتا ہوں ورنہ میری عمر تم سے دگنی ہے۔ میرے بیٹے تم سے دو چار برس بڑے ہوں گے۔"

"اتنا بڑھ چڑھ کر نہ بولو۔ تمہارے بیٹے ہیں اور وہ بھی مجھ سے بڑے؟ جھوٹ اتنا بولو کہ مجھ سے ہضم ہو جائے۔"

"ثمرینہ! میری بات نہیں' اپنی بات کرو۔ تمہارے سماج میں اور تمہارے قبیلے میں تمہیں قبول کرنے کا مسئلہ ہے۔ تم اپنے باپ کے ہم پلہ سرداروں کے نام بتاؤ۔ ہو سکے تو ان سے سامنا کراؤ۔ ان میں سے جو تمہیں پسند ہو گا' میں اسے تمہاری طرف جھکنے پر مجبور کردوں گا۔"

اس نے مجھے گھور کر دیکھا پھر ناراضگی سے کہا "میں تمہارا احسان نہیں لینا چاہتی۔ بہتر ہے' دوسری بات کرو۔"

میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا "دوسری بات ہی مناسب رہے گی۔ برسوں سے افغانستان کا سہاگ اجڑتا آرہا ہے۔ ایسے میں ڈھول باجے اور سہاگ کے گیت بھلا دیے گئے ہیں۔ کنواری لڑکیاں سہاگن بنتی ہوں گی مگر بیوہ بنتے دیر نہیں لگتی ہوگی۔"

ہم کبھی چپ رہے۔ کبھی بولتے رہے۔ فاصلے تیزی سے کم ہوتے گئے۔ اچھا خاصا وقت گزر گیا۔ جب صبح کی ہلکی ہلکی روشنی جھلکنے لگی تو ایجنٹ نے گاڑیاں روکنے کے لیے کہا۔ ہمیں بتایا کہ آگے دس کلو میٹر کے فاصلے پر کابل ہے۔ گاڑی آہستہ چلائی جائے اور چاروں طرف نظر رکھی جائے۔ کہ... سے بھی راکٹ سنسناتے ہوئے آسکتے ہیں۔

ہم سست رفتاری سے گاڑیاں ڈرائیو کرنے لگے۔ دن... روشنی اچھی طرح پھیل رہی تھی۔ کابل کی مسجدوں کے... نظر آرہے تھے۔ شہر کے قریب پہنچتے ہی ایک لرزہ خیز دھ... سنائی دیا پھر آگ کے شعلے آسمان کی طرف لپکتے دکھائی... وہاں کی فضا دھواں دھواں ہو رہی تھی۔ ہم گاڑیاں روک... آگ اور خون کا منظر دیکھنے لگے۔ پتا نہیں کتنے بے گناہ... موت مارے گئے ہوں گے۔ انسانی جانوں کی کوئی قیمت نہ... رہی تھی۔ اشرف المخلوقات کہلانے والے کیڑوں مکوڑ... سے بھی کمتر ہو گئے تھے۔

ایجنٹ نے کہا "آگے تو بڑھنا ہی ہوگا۔ ہم دوسر... راستے سے شہر میں داخل ہو سکتے ہیں۔"

شائستہ اور زرینہ بری طرح سہم گئی تھیں۔ آگے جا... سے انکار کر رہی تھیں۔ میں نے زرینہ سے کہا "آگے ہیر... جواہرات ہیں۔ ڈرتی کیوں ہو؟"

وہ بولی "مجھے طعنے نہ دو۔ ہیرے جواہرات جان سے بڑ... کر نہیں ہیں۔ میں پاکستان واپس جاؤں گی۔"

اسی وقت ایک گھڑ سوار دکھائی دیا۔ وہ بہت دور دھو... کے دبیز بادلوں سے نکل کر گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا آرہا تھ... پھر دو گھڑ سوار اس کے تعاقب میں نظر آئے۔ ان کے ساتھ... دو جیپیں بھی تھیں۔ اس میں بیٹھے ہوئے مسلح افراد سب... آگے والے گھڑ سوار کی طرف گولیاں چلا رہے تھے اور وہ... جان بچانے کے لیے گھوڑے کو پوری تیز رفتاری سے دوڑا... آرہا تھا۔

میں نے سرفراز اور محبوب وغیرہ سے کہا "اپنی گاڑیوں... کے پیچھے آجاؤ۔ اس ایک گھڑ سوار کا تعاقب کرنے والوں کو... نشانے پر رکھو۔ فائرنگ رینج میں آتے ہی گولیاں چلانا شروع... کردو۔"

ہم سب نے گاڑیوں کے پیچھے مورچا بنالیا۔ جب وہ... قریب آنے لگے تو ثمرینہ نے یک بارگی چیخ کر کہا "بابا!... میرے بابا ہیں۔ انہیں دشمنوں سے بچاؤ۔ گولیاں چلاؤ۔ ان... کمینوں کو یہاں سے بھگاؤ۔"

میں نے کہا "فائر!"

اس کے ساتھ ہی ہم سب تڑاتڑ گولیاں چلانے لگے... میری فائرنگ سے تعاقب کرنے والے دو گھڑ سوار نیچے گر... پھر اٹھ نہ سکے۔ میرے ہم سفر اناڑی تھے۔ کلاشنکوف چلاتے... تھے مگر صحیح نشانہ نہیں لگا سکتے تھے۔ اتنا ہی بہت تھا کہ ان ...

فائرنگ کے باعث جیپ والے رک گئے تھے۔ اپنی جیپ واپس موڑ کر جانا چاہتے تھے۔ میں نے گاڑیوں کے پہیوں کو نشانہ بنایا۔ دونوں جیپیں...... یوٹرن لینے سے پہلے ہی بیکار ہو گئیں۔

ہماری فائرنگ سے سردار بابا کا گھوڑا بدک کر لڑکھڑایا پھر سوار سمیت گر پڑا۔ ثمرینہ تمام تر احتیاط کو بالائے طاق رکھ کر باپ کے پاس دوڑتی ہوئی گئی۔ میں نے جیپ والوں پر فائر کیا۔ ان میں سے ایک کو گولی لگی۔ باقی بھاگنے لگے کیونکہ میرے ہم سفر مسلسل فائر کر رہے تھے۔

میں بھی دوڑتا ہوا بوڑھے سردار کے پاس آیا۔ اسے کئی گولیاں لگی تھیں۔ وہ اپنے لہو میں نہا رہا تھا۔ جیدار تھا اس لیے جان بچانے کے لیے بھاگتا چلا آیا تھا۔ اب اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ ثمرینہ اس سے لپٹ کر رو رہی تھی۔ "بابا! بابا! حوصلہ کرو۔ دشمن جا چکے ہیں۔ ابھی تمہاری مرہم پٹی ہو جائے گی۔"

اس نے آنکھیں کھول کر بیٹی کو دیکھا پھر لرزتی ہوئی آواز میں بولا "میں کتنا بدنصیب ہوں۔ اتنی بڑی دنیا میں تمہیں بے یارو مددگار چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ آہ! آہ! مگر خوش نصیب بھی ہوں۔ تمہارے واپس آنے سے اب میرا سر کسی کے سامنے نہیں جھکے گا۔"

ایسا کہتے کہتے اس نے دم توڑ دیا۔ ثمرینہ پھر لپٹ کر رونے لگی۔ میں نے اپنا ہتھیار ایک طرف پھینک کر سر جھکالیا۔ دوسری طرف منہ پھیرلیا۔ کابل کے ایک حصے سے ابھی تک شعلے بھڑک رہے تھے۔ دور دور تک دھواں پھیل رہا تھا۔ گولیوں اور بم کے دھماکوں سے زیادہ دکھ پہنچانے والی ثمرینہ کی سسکیاں ہم سب کے دلوں میں اتر رہی تھیں۔

○☆○

الپا کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ اس نے اتنا ہی سنا تھا کہ میرا ایک ماتحت اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرنے اس کی طرف آرہا ہے۔ بس اتنا سنتے ہی وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اگر موت آتی تو وہ اتنی بدحواس اور خوف زدہ نہ ہوتی۔ ٹیلی پیتھی' زندگی سے زیادہ اہم تھی۔ اس علم کے بغیر زندگی ایک خالی بوتل کی طرح ہوتی۔ کوئی بھی دشمن اسے ایک حقیر چیونٹی کی طرح مسل سکتا تھا اور اس کا یہ عزم تھا کہ وہ آسانی سے مرنے کے لیے پیدا نہیں ہوئی ہے۔

اس نے فوراً ہی ڈالرز کے بڑے نوٹوں کی گڈیاں اور بچی کی ضرورت کی چیزیں ایک بیگ میں رکھیں۔ اپنی بیٹی کو اٹھایا پھر اس مکان سے نکل کر کبھی تیزی سے چلنے اور کبھی دوڑنے لگی۔ مین روڈ پر پہنچ کر ایک ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بولی "مدراس سٹی چلو۔"

ڈرائیور نے پلٹ کر اسے دیکھا پھر کہا "میڈم! مدراس ادھر سے ایک سو پندرہ کلو میٹر دور ہے۔ بہت جیادہ بھاڑا لگیں گا۔"

الپا نے ایک ہزار ڈالر کا نوٹ دے کر کہا "میرے پاس یہی کرنسی ہے۔ چلے گی؟ نہیں تو میں مدراس پہنچ کر کسی بینک سے انڈین کرنسی لے کر دوں گی۔"

وہ ایک ہزار ڈالر سے خوش ہو کر بولا "یہ نوٹ چلیں گا نہیں دوڑیں گا۔ ہم طوفان میل کا مافک تم کو مدراس پہنچائیں گا۔"

وہ ٹیکسی اسٹارٹ کر کے الپا کی مرضی کے مطابق تیز رفتاری سے ڈرائیو کرنے لگا۔ اس چھوٹے شہر سے دور نکل جانے کے بعد اطمینان ہوا کہ دوا اسپرے کرنے والا اب اس کے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ وہ بار بار سر گھما کر پیچھے دیکھ رہی تھی۔ اس ہائی وے پر دو کاریں تیز رفتاری سے آتی ہوئی دکھائی دیں۔ وہ ڈرائیور کے دماغ میں پہنچ کر ٹیکسی کی رفتار اور بڑھانے لگی۔ پیچھے آنے والی کاروں میں سے ایک کہیں رہ گئی تھی۔ دوسری بہت پیچھے نظر آرہی تھی۔ اس ہائی وے پر دوسری گاڑیاں بھی تھیں' جو مخالف سمت سے آکر قریب سے گزرتی جارہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسری کار بھی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ تب اس نے اطمینان کی گہری سانس لی۔

بچی رو رہی تھی۔ وہ فیڈر میں دودھ بنا کر اسے پلانے لگی۔ بچی کو دودھ پلاتے اور پیار کرتے وقت اسے پارس یاد آتا تھا۔ اس نے پہلی بار بیٹی کو مسکراتے دیکھ کر کہا تھا اس کے چہرے پر مونالیزا کی معصوم مسکراہٹ ہے۔ اس کا نام بھی مونالیزا ہونا چاہیے۔ پارس اسے مونا کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔

وہ اپنی ٹیلی پیتھی کی سلامتی اور خود غرضی کے باعث پارس سے دور ہو گئی تھی۔ اسے شبہ تھا کہ پارس' علی اور فہمی وغیرہ کی ٹیلی پیتھی کا علم سلامت ہے۔ اگر وہ پارس کو چھوڑ کر نہیں جائے گی تو اس سے بھی یہ علم چھین لیا جائے گا اور آج اس شبہے کی تصدیق ہو رہی تھی۔ میں نے جھوٹ کہا تھا کہ اس کے قریب کوئی دوا اسپرے کرنے والا آرہا ہے۔ میرا جھوٹ اس کے لیے سچ تھا۔ وہ اپنی ذہانت پر فخر کر رہی تھی کہ اس نے ہم سے دور ہو کر اپنی ٹیلی پیتھی کو سلامت رکھا ہے اور آئندہ بھی ہم سے محتاط رہے گی۔

وہ سوچتے سوچتے چونک گئی۔ دور سے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اس نے دائیں بائیں کھڑکیوں سے جھانک کر دیکھا۔ آواز قریب آتی جارہی تھی مگر وہ نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے سر گھما کر پیچھے دیکھا پھر دل دھک سے رہ گیا۔ سڑک کے اطراف دور تک کھیتوں میں فصل اگی ہوئی تھی۔ ایک ہیلی کاپٹر کھیتوں پر نیچی پرواز کرتا ہوا دوا اسپرے کرتا ہوا قریب آتا جارہا تھا۔

وہ گھبرا کر بولی "گاڑی تیز چلاؤ۔ ہیلی کاپٹر آرہا ہے۔"

وہ بولا "میڈم! ہیلی کاپٹر سڑک کا اوپر چلنے کو نہیں ہے۔ ہوا میں اڑنے کو ہے۔ وہ ہمارا ٹیکسی کو ٹکر نہیں ماریں گا۔"

"تم نہیں جانتے۔ وہ دوا اسپرے کررہا ہے۔"

"یہ جو تم فصل دیکھتا ہے نا؟ اس کو نقصان سے بچانے کے لیے کیڑا مارنے والا دوا اسپرے کرتا ہے۔ ہم تم نہیں مریں گا، کیڑا مریں گا۔"

وہ ہیلی کاپٹر ٹیکسی کے قریب سے گزرتا ہوا دور چلا گیا۔ الپا نے سانس روک لی۔ اگرچہ وہ سمجھ رہی تھی کہ کیڑے مار دوا اسپرے کی جارہی ہے۔ تاہم اس نے بے اختیار سانس روک لی لیکن کتنی دیر روک سکتی تھی۔ دوا کا اثر تو کئی گھنٹوں تک فضا میں رہتا تھا۔

وہ سانس لینے لگی پھر... آزمائش کے طور پر خیال خوانی کی پرواز کرکے ڈرائیور کے دماغ میں پہنچی تو خوش ہو کر مسکرانے لگی۔ ٹیلی پیتھی کا علم سلامت تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر واقعی کیڑے مار دوا اسپرے کرتا گیا تھا۔ وہ موج میں آکر گنگنانے لگی۔ اپنی بیٹی مونا کو تھپک تھپک کر سلانے لگی۔

مونا ذرا سی دیر میں سو گئی۔ ٹیکسی تیز رفتاری سے سو کلو میٹر کا فاصلہ طے کرچکی تھی۔ مدراس شہر صرف چند کلو میٹر کے فاصلے پر رہ گیا تھا۔ اسی وقت اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس روک لی پھر تھوڑی دیر بعد سانس لینے لگی۔ دوسری بار دماغ میں مہاراج کی آواز سنائی دی "پلیز الپا! سانس نہ روکنا۔ میں مہاراج ہوں۔"

"میں کیسے یقین کروں؟ فرہاد تمہارا لب ولہجہ اختیار کرکے آسکتا ہے اور سراغ لگا سکتا ہے کہ اب میں کہاں ہوں؟ تم جاؤ میں آرہی ہوں۔"

مہاراج چلا گیا۔ وہ اس کے دماغ میں آکر بولی "کس لیے آئے تھے؟"

"میں بہت پریشان ہوں۔ پتا نہیں نیلماں میرے بیٹے کے ساتھ کیسا سلوک کرے گی۔ میں نے کئی بار نیلماں سے رابطہ کرنا چاہا لیکن وہ سانس روک کر مجھے بھگا دیتی ہے۔"

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"میرے لیے کچھ کرو۔ شاید نیلماں تم سے بات کرنے پر راضی ہوجائے۔"

"مہاراج! کیا تم نہیں جانتے کہ فرہاد کا ایک ماتحت ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرنے کے لیے مجھے دوڑا رہا ہے۔ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگتی پھر رہی ہوں۔ ایسے میں تمہارا کوئی کام نہیں کرسکوں گی۔"

"الپا! فرہاد تمہیں دھمکیاں دے رہا ہے ورنہ وہ کیسے جان سکتا ہے کہ تم کہاں چھپی ہوئی ہو۔"

"یہی تو حیرانی کی بات ہے۔ میں ساؤتھ انڈیا کے جس چھوٹے سے شہر کے جس محلے اور مکان میں رہتی تھی، وہاں میری رہائش کے بارے میں جانتا تھا۔ میں وہاں سے نکل آئی ہوں پھر بھی دل گھبرا رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے، وہ مجھے چھپ کر دیکھ رہا ہے۔ پہلے خوش فہمی تھی کہ میں کامیابی سے روپوش تھی۔ آئندہ خوش فہمی نہیں رہے گی، جہاں بھی جاکر روپوش رہوں گی، دل کو دھڑکا لگا رہے گا۔"

"میں تمہیں چھپنے کی ایسی جگہ بتاؤں گا کہ فرہاد کے فرشتے بھی وہاں نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"مگر تم پہنچ جاؤ گے کیونکہ وہ تمہاری بتائی ہوئی جگہ ہوگی۔ میں ایسی نادان تو نہیں ہوں کہ آسمان سے گر کر کھجور میں اٹک جاؤں۔ چوبیس گھنٹے تک میرے پاس نہ آنا۔ میں بات نہیں کروں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ پریشان ہو کر سوچنے لگی "مجھے اپنی ٹیلی پیتھی کی سلامتی کے لیے کہاں جانا چاہیے۔ فرہاد بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر وسیع ذرائع کا مالک بن گیا ہے۔ دنیا کے ہر ملک، ہر شہر اور قصبے میں اس کے جاں نثار جاسوس رہتے ہیں۔ میں مدراس شہر پہنچ کر ان کی نظروں میں آسکتی ہوں۔"

اس نے ڈرائیور سے پوچھا "مدراس ریلوے اسٹیشن سے تامل ناڈو ایکسپریس کتنے بجے ممبئی جاتی ہے؟"

"رات کا آٹھ بجے جاتا ہے جی۔ ابھی بہت ٹائم ہے۔ ہم تم کو دو گھنٹے پہلے ادھر پہنچا دیں گا۔"

"مجھے مدراس نہیں جانا ہے۔"

"پہلے تم مدراس جانے کو بولا۔ اب کدھر جانے کو مانگتا ہے۔"

"یہ بتاؤ تامل ناڈو ایکسپریس مدراس سے روانہ ہونے کے بعد کس اسٹیشن پر رکتی ہے؟"

"وہ بہت فاسٹ ٹرین ہے جی۔ نو اسٹیشن کا بعد میں رکتا ہے۔"

"تم مجھے نو اسٹیشن کے بعد دسویں اسٹیشن پر لے چلو۔"

اس نے ٹیکسی سڑک کے کنارے روک کر حیرانی سے الپا کو دیکھا پھر پوچھا "تم کبھی ادھر جانے کو بولتا۔ کبھی ادھر جانے کو بولتا۔ ٹھیک سے بولو اماں! کدھر جانے کو مانگتا ہے۔"

الپا نے مزید ایک ہزار ڈالر دیتے ہوئے کہا "مدراس سے آگے اس دسویں اسٹیشن کی طرف چلو، جہاں وہ ٹرین رکے گی۔"

وہ ایک ہزار لے کر بولا "اماں! تم بہت اچھا ہے جی۔ ہم تم کو طوفان میل کا مافک ادھر لے جائیں گا۔"

ڈرائیور راستہ بدل کر دوسری طرف جانے لگا۔ الپا اس کے خیالات پڑھ کر مطمئن تھی۔ وہ توقع سے زیادہ رقم حاصل کرکے خوش تھا اور اسے صحیح منزل تک پہنچانے والا تھا۔

تقریباً ستر میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد پٹرولنگ پولیس نے ٹیکسی کو روکا۔ پولیس افسر اپنے سپاہیوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک سپاہی نے آکر کہا "اپنی گاڑی کے کاغذات دکھاؤ۔"

ڈرائیور نے کاغذات دکھائے۔ سپاہی وہ کاغذات اپنے افسر کے پاس لے گیا۔ افسر نے کاغذات کو پڑھ کر ڈرائیور کے پاس آکر کہا "اس ٹیکسی کو مدراس سٹی کا لائسنس جاری کیا گیا ہے۔ تم اتنی دور ہائی وے پر گاڑی کیوں لائے ہو۔ چلو باہر آؤ۔"

الپا نے کہا "پلیز آفیسر! یہ ڈرائیور آنے کے لیے راضی نہیں تھا۔ میں نے اسے مجبور کیا ہے۔ میرا شوہر ناراض ہو کر آگے اپنی کار میں گیا ہے۔ میں اسے روک کر منا کر واپس لانا چاہتی ہوں۔"

افسر قانونی کارروائی کرنے کے لیے روکنا چاہتا تھا۔ الپا نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تو وہ ڈرائیور کو کاغذات واپس دیتے ہوئے بولا "بچھڑے ہوئے پتی پتنی کو ملانا نیک کام ہے۔ جاؤ پُن (نیکی) کماؤ۔"

ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ تیز رفتاری سے چلاتے ہوئے بولا "میڈم! تم بہت اچھا ایکٹنگ کیا۔ آفیسر بھی دھرم والا تھا۔ ہم کو معاف کردیا۔"

وہ آفیسر کے دماغ پر قبضہ جمائے ہوئے تھی۔ اگر اس کے دماغ کو آزاد چھوڑتی تو وہ پھر اپنی پٹرولنگ کار میں اس ٹیکسی کا پیچھا کرتا۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد اس نے اس کے دماغ کو ڈھیل دی۔ وہ پریشان ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا پھر سپاہیوں سے بولا "ابھی ہم نے ایک ٹیکسی والے کو روکا تھا۔ وہ کہاں چلا گیا؟"

ایک سپاہی نے کہا "ٹیکسی میں ایک پتنی بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے اس کے پتی سے ملنے کے لیے اسے جانے کی اجازت دے دی۔"

وہ سر کھجا کر بولا "ہاں مجھے بھی کچھ ایسا ہی یاد پڑتا ہے مگر میں نے قانون کے خلاف جانے کیوں دیا؟"

"سر! وہ ڈرائیور آپ کی اجازت سے پُن کمانے گیا ہے۔"

دوسرے سپاہی نے کہا "جانے دیں سر! وہ ٹیکسی ہمارے تھانے کے حدود سے باہر جاچکی ہوگی۔"

افسر کی سوچ نے بتایا کہ وہ پیچھا نہیں کرے گا۔ الپا اس کے دماغ سے نکل آئی پھر فیصلہ کرنے لگی کہ اب اس ملک میں نہیں رہنا چاہیے۔ اہم سوال یہ تھا کہ کس ملک میں رہنا چاہیے؟ دوا اسپرے کرنے والے کہیں بھی پہنچ سکتے تھے۔ بڑی دیر تک سوچنے کے بعد یہ تدبیر سمجھ میں آئی کہ وہ پیرس میں جائے گی اور بابا صاحب کے ادارے کے قریب کہیں رہے گی۔ ان اطراف میں کبھی وہ دشمن دوا اسپرے نہیں کی جائے گی۔ اس طرح اس کی ٹیلی پیتھی کا علم سلامت رہے گا۔

ٹیکسی ڈرائیور نے ایک چھوٹے سے شہر کے ریلوے اسٹیشن کے پاس لاکر کہا "میڈم! تامل ناڈو ایکسپریس ادھر میں رکیں گا۔ تم جا کے ٹرین کا ٹکٹ لے لو۔ ہمارے لیے کوئی کام ہونے سے بولو۔ ہم سیوا کرنے کو تیار ہے۔"

وہ بیگ اٹھا کر بیٹی کو گود میں لے کر ٹیکسی سے اتر گئی۔

"تمہارا شکریہ۔ تم جاسکتے ہو۔"

وہ چلا گیا۔ الپا نے بکنگ کاؤنٹر پر آکر تامل ناڈو ٹرین کا ایک ٹکٹ طلب کیا۔ کاؤنٹر مین نے بتایا کہ اے سی کلاس میں کوئی برتھ یا سیٹ خالی نہیں ہے لیکن اس کے خیالات نے بتایا کہ دو برتھ خالی ہیں۔ وہ ٹکٹ بلیک میں رقم کمانے کے لیے رکھے گئے ہیں۔

اس نے ایک ہزار ڈالر کا نوٹ اس کی طرف بڑھا کر کہا۔ "میرے پاس امریکن کرنسی ہے۔ کیا اسے لے کر ٹکٹ دے سکتے ہو۔"

وہ نوٹ لے کر بولا "یہ کرنسی تو آدھی سے زیادہ دنیا پر حکومت کررہی ہے۔ کیا تم انڈین کرنسی بھی چاہتی ہو؟"

الپا نے مزید ایک ہزار ڈالر دیے۔ اس نے ایک ٹکٹ اور ہزار ڈالر کی انڈین کرنسی دی۔ ٹرین پلیٹ فارم پر آرہی

تھی۔ وہاں مسافروں کی اچھی خاصی بھیڑ تھی۔ ٹرین کے رکنے پر کچھ مسافر اتر رہے تھے اور زیادہ تعداد میں سوار ہو رہے تھے۔ وہ بیٹی کے دودھ کے لیے پانی کی دو بوتلیں خرید کر ٹرین میں سوار ہو گئی۔ ہر کیبن میں چار برتھ تھیں۔ وہ اپنے کیبن کی برتھ پر آ گئی۔ وہاں ایک ہندوستانی عورت اور مرد تھے۔ تیسری ایک انگریز جوان عورت تھی۔ اس کا ایک ساتھی اس سے ہاتھ ملا کر بڑی محبت سے رخصت ہو رہا تھا۔ وہ اپنی بیٹی کو برتھ پر لٹا کر اس کے لیے فیڈر میں دودھ تیار کرنے لگی۔ اس سے پہلے فیڈر کو دھونے کے لیے ٹائلٹ میں گئی۔ جب واپس آئی تو ٹرین چل پڑی تھی۔ وہ انگریز جوان عورت اس کی بیٹی مونا کو گود میں لے کر پچکار رہی تھی اور اسے چوم رہی تھی۔ اس نے الپا کو دیکھ کر کہا "تمہاری بیٹی بہت پیاری ہے۔ مجھے دیکھ کر مسکرا رہی تھی اس لیے میں نے گود میں لیا ہے۔"

الپا اس کے قریب برتھ پر بیٹھ کر دودھ تیار کرتے ہوئے بولی "میری بیٹی صرف بھوک کے وقت روتی ہے ورنہ آرام سے کھیلتی اور مسکراتی رہتی ہے۔"

"اس کا نام کیا ہے؟"

"نام مونا لیزا ہے۔ ہم مونا کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔"

وہ حیرانی سے بولی "کیا اس کا نام مونا ہے؟"

"ہاں۔ تمہیں حیرانی کیوں ہے؟"

"اس لیے کہ میرا نام بھی مونا ہے۔ مونا آفریدی۔ تم نے ابھی میرے شوہر کو دیکھا تھا۔ وہ مجھ سے رخصت ہو رہے تھے۔ ان کا نام سلمان آفریدی ہے۔ میں امریکن عیسائی ہوں لیکن میں نے ایک مسلمان سے شادی کی ہے۔"

الپا نے کہا "اونہہ۔ میں نے بھی ایک مسلمان سے شادی کی تھی مگر مسلمانوں کے ساتھ گزارہ نہیں ہوتا۔ تم کب تک گزارہ کرو گی؟"

"خدا نے چاہا تو آخری سانس تک گزارہ ہو گا۔ سلمان آفریدی ایک مثالی شوہر ہے۔ میں بہت خوش ہوں۔"

"کیا تم اپنے شوہر کے ساتھ کسی اسلامی ملک میں رہتی ہو؟"

"ہاں پاکستان کے ایک شہر پشاور میں بڑے عیش و آرام سے رہتی ہوں۔"

بوفے کمپارٹمنٹ سے کھانے کا آرڈر لینے والا بیرا آیا۔ دونوں نے کھانے کا آرڈر دیا پھر الپا نے کہا "اچھا ہوا تم مل گئیں ورنہ میں ہندی بولنے والے مسافروں کے ساتھ بور ہوتی رہتی۔ کیا تم ان کی زبان سمجھتی ہو؟"

"ہاں سمجھتی بھی ہوں اور بولتی بھی ہوں۔ سلمان آفریدی نے مجھے ہندی اردو سکھائی ہے۔ کیا تم نہیں جانتی ہو؟"

"کسی حد تک سمجھ لیتی ہوں اور اٹک اٹک کر بولتی ہوں۔"

وہ دیر تک باتیں کرتی رہیں۔ بیرا کھانا لے کر آیا۔ وہ کھانے کے دوران میں بھی بولتی رہیں۔ یہ ثابت کرتی رہیں کہ دو ہم زبان اور ہم مزاج عورتوں کو ایک جگہ بٹھا دیا جائے تو وہ دن رات بولتی چلی جاتی ہیں۔ کھانے کے بعد انہوں نے آدھے گھنٹے تک باتیں کیں۔ دوسرے مسافروں کی نیند اور آرام کا خیال کرنا ضروری تھا اس لیے وہ اپنے اپنے برتھ پر جا کر سو گئیں۔

الپا صبح سے بھاگ رہی تھی۔ کچھ اسپرے ہونے والی دوا کے خوف نے اور کچھ ٹیکسی کے سفر نے اسے بری طرح تھکا دیا تھا اس لیے وہ تمام رات گہری نیند سوتی رہی۔ اکثر افراد اپنے گھروں میں اتنے سکون سے نہیں سوتے' جتنا کہ ٹرین میں سفر کے دوران میں آرام اور سکون سے سوتے ہیں۔ الپا بھی خوابِ خرگوش کے مزے لیتی رہی۔ صبح ہونے سے کچھ پہلے اس کی آنکھ کھلی۔ وہ تھوڑی دیر تک چپ چاپ پڑی رہی پھر اس نے بچی کی طرف کروٹ لی۔ اس کے ساتھ ہی ایک دم چونک گئی۔ اس کی بیٹی مونا اس کے پہلو میں نہیں تھی۔

وہ ہڑبڑا کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنی ہم سفر مونا آفریدی کی برتھ کی طرف دیکھا۔ وہ برتھ خالی تھی۔ مونا آفریدی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس نے بھارتی مسافروں کی طرف دیکھا۔ وہ میاں بیوی گہری نیند میں تھے۔ وہ دوڑتی ہوئی ٹائلٹ کے دروازے پر آئی۔ اسے کھول کر دیکھا پھر ایک دم سے چیخنے لگی "میری بچی! میری بچی کہاں ہے؟ اسے کون لے گیا ہے؟"

وہ مسافر میاں بیوی چونک کر اٹھ بیٹھے۔ مرد نے پوچھا "کیا بات ہے؟"

وہ بولی "میری بچی نہیں ہے۔ وہ امریکن عورت جو ہمارے کیبن میں تھی' وہی میری بیٹی کو لے گئی ہو گی۔"

اس شخص نے کیبن کا دروازہ کھول کر کاریڈور کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیکھا۔ دروازے کے پاس ایک شخص اپنے بیوی بچوں کے ساتھ فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ سیٹ اور برتھ نہ ملنے کے باعث وہ ٹکٹ چیکر کو رشوت دے کر سفر کر رہا تھا۔ الپا کے ہم سفر نے اس سے پوچھا "کیا تم نے ایک انگریز عورت کو دیکھا ہے۔ اس کی گود میں ایک بچی تھی؟"

اس مرد اور عورت نے کہا کہ دو گھنٹے پہلے ایک اسٹیشن پر گاڑی رکی تھی۔ ایک گوری میم صاحب ایک خوب صورت سی بچی کو لے کر ٹرین سے اتر گئی تھی۔ یہ بات سن کر الپا کا سر چکرا گیا۔ وہ دیوار کا سہارا لے کر سنبھل گئی۔ اس وقت ٹرین ایک اسٹیشن پر رک رہی تھی۔ وہ کیبن میں آ کر اپنا سامان سمیٹ کر' بیگ اٹھا کر ٹرین سے اتر گئی۔ پلیٹ فارم پر دوڑتی ہوئی ریلوے پولیس کے دفتر میں آئی۔ وہاں رو رو کر بتانے لگی کہ ایک امریکن نوجوان عورت اس کی بیٹی کو اٹھا کر لے گئی ہے۔ اب سے دو گھنٹے پہلے یہ ٹرین جس اسٹیشن پر رکی تھی وہ عورت اسی اسٹیشن پر بچی کو لے کر اتر گئی تھی۔

پولیس انسپکٹر فون کے ذریعے رابطے کرنے لگا۔ پچھلے اسٹیشن والوں کو ایک ننھی بچی کے اغوا کے بارے میں بتانے لگا۔ الپا دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے مونا آفریدی کے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچی۔ اس نے سانس روک لی۔ الپا نے چند سیکنڈ کے بعد پھر اس کے دماغ میں پہنچتے ہی پوچھا "میری بیٹی کہاں ہے؟"

وہ بولی "اچھا تو تم ہو۔ تمہاری بیٹی میرے پاس ہے۔"

الپا نے غصے سے پوچھا "تم کون ہو؟ کیوں میری بیٹی کو مجھ سے چھین کر لے گئی ہو؟"

"میں بھی تمہاری طرح ٹیلی پیتھی جانتی تھی۔ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا نے مجھے اس علم سے محروم کر دیا ہے۔ ایسے میں کوئی دشمن مجھے نقصان پہنچانا چاہے گا تو میں اس کے خلاف جوابی کارروائی نہیں کر سکوں گی۔ تمہاری بیٹی میرے پاس رہے گی تو تم اس کی سلامتی کے لیے میری بھی حفاظت کرتی رہو گی۔"

"آخر تم کون ہو؟"

"میں بلی ڈونا ہوں۔ میں نے مہاراج کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ اب مہاراج اور گرودیو مجھے ہلاک کرنے کے لیے تلاش کر رہے ہیں۔ اب ذرا سوچو' وہ مجھے مار ڈالیں گے تو تمہاری ننھی بیٹی میری لاش کے پاس روتی رہ جائے گی۔"

وہ غصے سے بولی "بلی! تمہاری شامت آ گئی ہے۔ میں مہاراج سے کہوں گی کہ وہ تمہیں ہلاک کر کے میری بیٹی کو میرے پاس پہنچا دے۔"

"یہ تمہاری بہت بڑی حماقت ہو گی۔ مہاراج تمہاری بیٹی کو اپنے قبضے میں لے کر تمہاری ممتا کی کمزوری سے کھیلے گا۔ تم اس کے احکامات کی تعمیل کرنے اور اس کا بڑے سے بڑا کام کرنے پر مجبور ہو جاؤ گی۔"

"دیکھو بلی! تم تنہا نہیں ہو۔ میری بیٹی کو اغوا کرنے کی سازش میں کوئی اور بھی شریک ہے۔ سچ بتاؤ' وہ سلمان آفریدی کون تھا؟"

"میں نے سلمان آفریدی کے بارے میں بالکل سچ کہا ہے۔ ہماری باقاعدہ شادی ہوئی ہے۔ میں اس کی شریکِ حیات ہوں۔ تم ابھی جاؤ۔ اپنی بیٹی کو حاصل کرنے کی جتنی تدابیر پر عمل کر سکتی ہو' کرتی رہو۔ بالآخر تمہیں اپنی بیٹی کی سلامتی کے لیے میری محافظ بن کر رہنا پڑے گا۔"

بلی ڈونا نے سانس روک لی۔ الپا دماغی طور پر پولیس افسر کے سامنے حاضر ہو گئی۔ وہ ابھی تک پچھلے اسٹیشنوں کے ریلوے پولیس افسران سے رابطہ کر کے ایک بچی کے اغوا کے بارے میں اطلاع دے رہا تھا۔ ٹرین جا چکی تھی۔ اس نے بلی سے باتیں کرنے کے دوران میں اس کے خیالات پڑھے تھے اور معلوم کیا تھا کہ وہ کسی کار کی اگلی سیٹ پر بچی کو بازوؤں میں لیے بیٹھی ہے اور اس کے ساتھ کوئی شخص بیٹھا کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ یقیناً سلمان آفریدی تھا۔ وہ سلمان آفریدی اسی ٹرین کے کسی دوسرے کمپارٹمنٹ میں رہا ہو گا۔ جب بلی ننھی بچی کو گود میں لے کر ٹرین سے اتری تو اس کے ساتھ سلمان آفریدی بھی اتر گیا اور اب وہ دونوں اس بچی کو لے کر کار میں کہیں جا رہے تھے۔

الپا نے انسپکٹر سے کہا "آپ میرے لیے ٹیکسی یا کار کا بندوبست کر دیں۔ جتنی رقم کی ضرورت ہو گی' میں دوں گی۔"

انسپکٹر نے کہا "آپ کو کار کے لیے اپنا پاسپورٹ اور دوسرے اہم کاغذات جمع کرانے ہوں گے۔"

"آپ پاسپورٹ اور کاغذات کو چھوڑیں۔ مجھ سے زیادہ سے زیادہ رقم لیں۔ میں آپ کو ابھی بیس ہزار ڈالر دوں گی۔"

انسپکٹر نے اسے حیرانی سے دیکھا۔ وہ گویا انڈین کرنسی کے مطابق دس یا گیارہ لاکھ روپے دینے کو تیار تھی۔ وہ بولا۔ "میری اپنی ایک ذاتی کار ہے۔ میں ابھی پکے کاغذ پر اسے تمہارے نام لکھ دوں گا۔"

"آپ فوراً لکھیں اور یہ رقم لیں۔"

اس نے بیگ میں سے بیس ہزار ڈالر نکال کر اس کے سامنے رکھ دیے۔ آدھے گھنٹے کے اندر لین دین مکمل ہو گیا۔ وہ انسپکٹر کی گاڑی لے کر اسے ڈرائیو کرتی ہوئی پچھلے اسٹیشنوں کی طرف جانے لگی۔ اسے یقین نہیں تھا کہ وہ آگے جا کر بلی کو ڈھونڈ نکالے گی۔ مگر امید تھی کہ شاید بلی کی کسی غلطی سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنی بیٹی تک پہنچ سکے گی۔

بیٹی کے اغوا ہونے کے بعد کئی بار پارس یاد آیا۔ آخر وہ

اس کی بیٹی کا باپ تھا۔ اسے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ بلی، مہاراج کی انتقامی کارروائی سے بچنے کے لیے ننھی سی مونا کو اغوا کر کے لے گئی ہے۔ الپا اور پارس کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے تھے۔ ایک معصوم بچی کا کوئی قصور نہیں تھا۔ پارس کا بھی فرض تھا کہ وہ بیٹی کی بازیابی کے لیے اپنی ذہانت کا مظاہرہ کرے اور بلی ڈونا کو ٹریپ کر کے سزا دے۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی پارس کے دماغ میں آئی۔ پارس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی کہا۔ "آؤ صنم، جاؤ صنم۔ گھر تمہارا ہے۔ بائی داوے۔ صنم کا نام کیا ہے؟"

وہ پارس کے پاس سے کبھی نہ آنے کے لیے گئی تھی مگر حالات نے غرور توڑ دیا تھا۔ وہ مجبور ہو کر آئی تھی۔ جھجکتے ہوئے بولی "میں ہوں۔"

"تین بار میں میں میں بولو گی تو بکری کہلاؤ گی۔ ایک بار میں کہنے کا مطلب ہے کہ بکری بنتے بنتے ادھوری رہ گئی ہو۔"

وہ پھر جھجکتے ہوئے بولی "میں ہوں الپا۔"

"اوہ تم؟ کیسے راستہ بھول گئیں؟"

"ہماری۔۔۔ ہماری بیٹی پر مصیبت آئی ہے۔ بلی ڈونا اسے اغوا کر کے کہیں لے گئی ہے۔"

"ہوں۔ تم میری بیٹی کی حفاظت نہیں کر سکیں۔ اب میرے پاس آکر یہ منحوس خبر سنا رہی ہو۔"

"پارس! یہ غصہ کرنے کا وقت نہیں ہے۔ بلی کو کسی طرح ٹریپ کرو۔"

"کیسے ٹریپ کروں؟ میں تو ٹیلی پیتھی سے محروم ہو گیا ہوں۔ یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کہاں تھی اور اب میری بیٹی کو لے کر کہاں گئی ہے؟"

"وہ انڈیا میں مدراس سے ممبئی جانے والے راستے پر ہے۔ میں رات کو ٹرین میں سو رہی تھی۔ وہ اسے اٹھا کر لے گئی۔ میں ایک کار میں اسی راستے پر جا رہی ہوں۔"

"بلی کو احمق نہ سمجھو۔ وہ راستہ بدل چکی ہوگی پھر وہ تنہا میری بیٹی کو اغوا کرنے کی جرأت نہیں کرے گی۔ اس کی پشت پر کوئی طاقت ہوگی۔ کسی خاص مقصد کے لیے میری بیٹی کو اغوا کیا گیا ہوگا۔"

"مہاراج، بلی کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ وہ ہماری بیٹی کو اس لیے لے گئی ہے کہ ہم اسے مہاراج کے حملوں سے بچاتے رہیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو بلی کے ساتھ ہماری مونا پر بھی مصیبت آئے گی۔ ہاں بلی کے ساتھ سلمان آفریدی نام کا ایک شخص ہے جسے وہ اپنا شوہر کہتی ہے۔"

"پتا نہیں، وہ کتنے شوہر بھگتا چکی ہے۔ مجھے اس کے شوہر سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں پاپا سے کہوں گا۔ وہ بلی کو ٹریپ کریں گے مگر یاد رکھو، وہ کہیں روپوش رہے گی اور میری بیٹی نہیں ملے گی تو میں تمہارا جینا حرام کر دوں گا۔"

"میرا کیا قصور ہے۔ میں تو سو رہی تھی۔ اگر مجھے۔۔۔"

"زیادہ بکواس نہ کرو۔ میری بیٹی مجھے واپس ملے گی تو میں اسے تمہارے پاس نہیں جانے دوں گا۔"

"نہیں۔ وہ میری بیٹی ہے۔ میرے پاس رہے گی۔"

"تم اس کی حفاظت نہیں کر سکیں۔ میں اپنی بیٹی کو تمہاری جیسی تنہا دربدر بھٹکنے والی ماں کے پاس نہیں رہنے دوں گا۔"

"پارس! ایسی دشمنی نہ کرو۔ میں اپنی بیٹی کے بغیر نہیں رہ سکوں گی۔"

"میں اپنا آخری فیصلہ سناتا ہوں۔ فی الحال بیٹی نہ تمہارے پاس ہے اور نہ میرے پاس ہے۔ اب ہم دونوں میں سے جو اسے بلی سے چھین لے گا، وہ اسی کے پاس رہے گی۔ بیٹی کو اپنے کلیجے سے لگا کر رکھنا چاہتی ہو تو اسے کسی طرح حاصل کر لو۔ مجھ سے توقع نہ رکھو کہ میں اسے حاصل کر کے تمہارے حوالے کرنے کی حماقت کروں گا۔ اب جاؤ یہاں سے۔"

اس نے سانس روکی۔ وہ اپنی کار میں دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس نے کار سڑک کے کنارے روکی ہوئی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کہاں جائے؟ اور بیٹی کو کہاں تلاش کرے؟

ایک بات تو یقینی تھی کہ پارس اس سے زیادہ ذہین تھا۔ اس کے ذرائع بھی وسیع تھے۔ وہ اس سے پہلے بلی تک پہنچ کر اپنی بیٹی کو لے جا سکتا تھا۔

گویا پارس بھی اس کے لیے مصیبت بن گیا تھا۔ ایک تو بلی سے نمٹنے کا مسئلہ تھا۔ اوپر سے پارس ایک چیلنج بن گیا تھا۔ اس نے ایک کے بعد دوسری مصیبت مول لی تھی۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر سوچنے لگی، آخر پارس کے پاس کیوں گئی تھی؟ اب اس سے کیسے نمٹے گی؟ وہ لکڑی تھی۔ وہ لوہا تھا اور لوہے کو لوہا ہی کاٹ سکتا تھا۔

تب پورس یاد آیا۔ وہی پارس کے مقابلے میں مونا کو حاصل کر کے اسے ایک ماں کے حوالے کر سکتا تھا۔ وہ پورس سے رابطہ کرنے سے پہلے تمام اچھے اور برے پہلوؤں پر غور کرنے لگی۔ وہ پچھلے دنوں خود کو بلی ڈونا ظاہر کر کے پورس کے کام آتی رہی تھی۔ بعد میں اصلیت ظاہر کر دی تھی کہ وہ الپا ہے۔ اس نے پورس کی پلاننگ کے مطابق مہاراج کے بیٹے کو اغوا کیا تھا۔ بعد میں نیلماں (ثانی) مہاراج کے بیٹے اور نتاشا اور نتالیہ کو چھین کر لے گئی تھی۔ ویسے پورس یہ مانتا ہوگا کہ الپا اس کے کام آتی رہی ہے اور اب اس کا فرض تھا کہ الپا کے کام آئے۔

وہ پورس کے دماغ میں آکر بولی "میں ہوں الپا۔ میرے ساتھ بہت بڑی ٹریجڈی ہو گئی ہے۔ بلی ڈونا نے میری بیٹی کو اغوا کیا ہے۔ پتا نہیں وہ اسے کہاں لے گئی ہے۔"

پورس نے کہا "یہ پارس مکاری دکھا رہا ہے۔ اس نے بلی کے ذریعے اپنی بیٹی کو تم سے چھین لیا ہے۔ بلی نے بیٹی کو باپ کے پاس پہنچا دیا ہے۔"

"پارس اپنی بیٹی کے اغوا سے بے خبر تھا۔ میں نے اسے یہ بات بتائی ہے۔ اب وہ مجھے الزام دے رہا ہے کہ میں بیٹی کی حفاظت کرنے میں ناکام رہی ہوں اس لیے ہم میں سے جو بیٹی کو تلاش کر کے حاصل کرے گا، بیٹی اسی کے پاس رہے گی۔"

"ہوں اور تم نہیں چاہتیں کہ بیٹی باپ کے پاس رہے؟"

"میں کبھی ایسا نہیں چاہوں گی۔ بیٹی اس کے پاس رہے گی تو مسلمان بن جائے گی۔"

"ہوں۔ یہ تو میں بھی نہیں چاہوں گا کہ وہ مسلمان بن کر پرورش پاتی رہے۔"

"تم کوئی ایسی تدبیر کرو کہ پارس سے پہلے میری بیٹی کو بلی سے چھین کر میرے پاس لے آؤ۔ میں ہمیشہ تمہارے کام آتی رہی ہوں۔ آئندہ بھی ہم دوست رہیں گے۔ پلیز میری بیٹی کو پارس کے پاس نہ پہنچنے دو۔ اسے میرے پاس لے آؤ۔"

"بلی ڈونا کس ملک میں ہے؟"

"بھارت میں ہے۔"

"او گاڈ! میں ہزاروں میل دور ہوں۔ میں بھارت کے شہر ممبئی آ رہا تھا لیکن نیلماں نے طیارے کو ہائی جیک کر کے تل ابیب پہنچا دیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اس کا پوتا ٹی آر بھاٹیا اسی طیارے میں سفر کر رہا تھا۔ اب وہ اسرائیل جیسے چھوٹے ملک میں رہے گا تو وہ اس سے بار بار رابطے کر کے اس کی یادداشت واپس لائے گی۔ اسے فرہاد کے تنویمی عمل کے اثر سے نکالے گی۔"

"ٹی آر بھاٹیا کو جہنم میں جانے دو۔ میری بیٹی کے لیے کچھ کرو۔"

"تم کسی طرح معلوم کرو کہ بلی تمہاری بیٹی کو کسی دوسرے ملک میں لے جائے گی یا بھارت میں ہی رہے گی؟ ایسا نہ ہو کہ میں بھارت آؤں تو وہ کسی دوسرے ملک میں جا چکی ہو۔"

"میں کیسے معلوم کروں؟ وہ مجھے اپنے دماغ میں نہیں آنے دیتی ہے۔"

"الپا! عقل استعمال کرو۔ تمہاری بیٹی ڈھائی برس کی ہے۔ آنکھوں سے دیکھتی ہے، خواہ کسی کو پہچان نہ سکے۔ کانوں سے آوازیں سنتی ہے، خواہ ہر طرح کی آواز نہ سمجھ سکے۔ تم بیٹی کے دماغ میں رہ کر اس کے آس پاس کی آوازیں سن سکتی ہو۔ دوسرے بولنے والوں کے لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں میں پہنچ کر بہت کچھ معلوم کر سکتی ہو۔"

"واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں اپنی بیٹی کے ذریعے بہت کچھ معلوم کر سکتی ہوں۔ میں ابھی جا رہی ہوں۔ جو معلومات حاصل ہوں گی، وہ تمہارے پاس آکر بتاؤں گی۔"

اس کی بیٹی مونا صرف ماما، پاپا اور تاتا جیسے الفاظ بولتی تھی۔ ان الفاظ کی ادائیگی کا بھی ایک مخصوص لہجہ ہوتا تھا۔ مونا کی ایک مخصوص آواز اور انداز ہوتا تھا۔ الپا اس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔

اس بچی کا دماغ ابھی اپنی ذاتی اور پرائی سوچوں سے خالی تھا۔ وہ سنی ہوئی باتیں سمجھ نہیں پاتی تھی اس لیے سوچ کی باقاعدہ لہریں نہیں بنتی تھیں لیکن اس کے قریب بلی یا کوئی اور باتیں کرتا تو الپا انہیں سن کر سمجھ سکتی تھی۔ فی الحال اس کے آس پاس کوئی نہیں بول رہا تھا۔ البتہ ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ یہ آواز بتا رہی تھی کہ بلی اس کی بیٹی کو ہیلی کاپٹر میں کہیں لے جا رہی ہے۔

بھارت میں کوئی پرائیویٹ فلائنگ کمپنی نہیں تھی اور انڈین ائرلائن سے کوئی ہیلی کاپٹر ملک سے باہر جانے کے لیے کرائے پر نہیں ملتا تھا۔ وہ بھارت کے اندر ہی ایک بڑے شہر سے دوسرے بڑے شہر جا رہی تھی۔ الپا انتظار کرنے لگی۔ گھنٹے دو گھنٹے بعد معلوم ہو سکتا تھا کہ وہ کس شہر میں پہنچی ہے اور وہاں سے کہیں دوسری جگہ جانے والی ہے یا نہیں؟

اس نے پورس کے پاس آکر اسے بتایا کہ وہ اپنی بیٹی کے ذریعے ہیلی کاپٹر کی آواز سن رہی ہے۔ شاید وہ ممبئی سے دہلی جا رہی ہوگی۔

پورس نے کہا "وہ ممبئی سے کسی فلائٹ کے ذریعے کسی دوسرے ملک کی طرف جا سکتی تھی۔ ہو سکتا ہے، وہ ممبئی میں خطرہ محسوس کر رہی ہو اس لیے دہلی سے کسی فلائٹ کے ذریعے دوسرے ملک جانا چاہتی ہوگی۔"

"میں ہر دس پندرہ منٹ کے بعد اپنی مونا کے دماغ میں جاتی رہوں گی۔"

اس نے ایک چھوٹے سے شہر میں جا کر ایک ہوٹل میں قیام کیا۔ وہاں کمرے میں بیٹھ کر ہر دس پندرہ منٹ کے بعد بیٹی کے دماغ میں جانے لگی۔

اس سے بہت دور ممبئی کے ایک بنگلے کے بیڈ روم میں ننھی مونا تنہا تھی۔ وہ ایک قالین پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چاروں طرف رنگ برنگے قیمتی کھلونے بکھرے ہوئے تھے اور اس کے پیچھے ایک بڑا سا کیسٹ ریکارڈر آن تھا اور اس ریکارڈر سے ہیلی کاپٹر کے پرواز کرنے کی آواز ابھر رہی تھی۔

الپا یہی آواز سنتی رہی تھی پھر ایسی آواز ابھری جیسے ہیلی کاپٹر کہیں اتر گیا ہو۔ اس کے گردش کرتے ہوئے پنکھے آہستہ آہستہ تھم رہے تھے۔ تیزی سے چلتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں پھر ایک کار کے دروازے کھلنے اور بند ہوئے۔ کار تیز رفتاری سے جانے لگی۔ اس کار کے ریکارڈر سے میڈونا کے گانے کی دھیمی دھیمی آواز ابھر رہی تھی۔

تقریباً پون گھنٹے بعد وہ کار رک گئی۔ بہت سی عورتوں اور مردوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ایک عورت کی آواز واضح تھی۔ وہ کہہ رہی تھی "میم صاحب! یہ مچھلی ایک دم تازہ ہے۔ ایک کانٹے والا روہو ہے۔ تیس روپے میں لے لو میم صاحب!"

بلی ڈونا کی آواز ابھری "مچھلی نہیں لینا ہے۔ جاؤ پیچھا چھوڑو۔ اوہ نان سنس۔ یہ انڈین لوگ پیچھا ہی نہیں چھوڑتے ہیں۔"

پھر قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ بلی کی آواز ابھری۔ "کیا یہ لانچ ممبئی جائے گی؟"

"ہاں جی۔ بس جانے والی ہی ہے۔"

پھر ایسی آوازیں آتی رہیں جیسے وہ ٹکٹ خرید کر لانچ میں آ گئی ہو۔ لانچ کے انجن کی آواز سے پتا چلا کہ وہ سمندر میں تیزی سے جا رہی ہے۔

الپا نے پورس کے پاس آ کر کہا "وہ ہیلی کاپٹر کسی ساحلی علاقے میں اترا تھا۔ بلی کسی مچھلی گھاٹ سے گزر کر ایک لانچ میں سوار ہو گئی ہے اور وہ لانچ ممبئی جا رہی ہے۔"

پورس نے کہا "بلی سیدھے راستے سے ممبئی جا سکتی تھی مگر بہت گھوم پھر کر جا رہی ہے تاکہ وہ تمہاری نظروں میں نہ آئے۔ تم اسی طرح اپنی بیٹی کے دماغ میں جاتی رہو۔ وہ جہاں جا کر پناہ لے گی، ہمیں اس جگہ کا علم ہو جائے گا۔"

"پورس! تمہیں بھارت آنا چاہیے۔"

"اگر بلی ممبئی سے کسی فلائٹ میں سوار نہیں ہو گی تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ کسی دوسرے ملک نہیں جا رہی ہے پھر میں بھارت کے لیے یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔"

الپا اس کے دماغ میں سے نکل کر پھر بیٹی کے دماغ پر آ گئی۔ اسے رنگ برنگے کھلونے یوں دکھائی دے رہے تھے جیسے بیٹی خیالوں میں کھلونوں کو دیکھ کر ان سے کھیل رہی ہو۔ اس ننھی مونا کے دماغ پر کیسٹ ریکارڈر سے ابھرنے والی آوازیں حاوی تھیں۔

اس بیڈ روم سے ذرا دور ثانی اور پارس ڈرائنگ روم میں بیٹھے ایک ٹی وی اسکرین پر ننھی مونا کو دیکھ رہے تھے اور اس کیسٹ ریکارڈر سے ابھرنے والی آوازیں سن رہے تھے۔ جب سے الپا اینٹی ٹیلی پیتھی دوا کے خوف سے بھاگتی رہی تھی تب سے ثانی اور پارس اس کا پیچھا کرتے رہے تھے۔ وہ جس ٹیکسی میں سفر کرتی رہی تھی، ثانی اس ٹیکسی کے ڈرائیور کے اندر خاموشی سے موجود رہی تھی۔

وہ پارس کے ساتھ ممبئی سے ٹرین میں سوار ہوئی تھی۔ اسے ڈرائیور کے ذریعے معلوم ہو رہا تھا کہ الپا کس اسٹیشن سے ٹرین میں سوار ہونے والی ہے۔ اس نے کاؤنٹر پر بکنگ کلرک سے الپا کو اسی کیبن کا ٹکٹ دلوایا تھا جس میں وہ موجود تھی۔ پارس، سلمان آفریدی بنا ہوا تھا۔ ثانی سے رخصت ہو کر دوسرے کمپارٹمنٹ میں چلا گیا۔

بہرحال وہ ثانی کے تعاون سے اپنی بیٹی کو اپنے ممبئی والے بنگلے میں لے آیا تھا۔ انہوں نے دور رس نتائج حاصل کرنے کے لیے ڈھائی برس کی ایک بچی دو دن پہلے اناتھ آشرم سے حاصل کی تھی۔ ثانی نے اس بچی کے نازک سے کومل سے دماغ میں ماما، پاپا، تاتا جیسے الفاظ بالکل مونا کی آواز اور لہجے میں نقش کرائے تھے۔

وہی اناتھ آشرم والی بچی بیڈ روم میں کھلونوں کے درمیان کھیل رہی تھی اور اس کے پیچھے کیسٹ ریکارڈر سے آواز ابھر رہی تھی۔

پارس کی اصل بیٹی مونا دوسرے بیڈ روم میں سو رہی تھی۔ ثانی نے مونا کو لے کر ٹرین سے اترنے کے بعد کار میں ممبئی تک سفر کیا تھا اور سفر کے دوران میں مونا کے ننھے نازک دماغ سے ماما، پاپا اور تاتا جیسے الفاظ مٹا دیے تھے۔ اس عمل کے نتیجے میں الپا خیال خوانی کے ذریعے اناتھ آشرم والی ڈمی مونا کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔

اب یہ بات واضح ہو چکی ہو گی کہ ثانی اور پارس ننھی مونا کو ایک یہودی ماں کے سائے سے نکال کر اپنے ماحول میں پروان چڑھانے کے لیے ایسی چالیں چل رہے تھے۔ ان کی یہ چال صرف یہیں تک محدود نہیں تھی۔ اس سے آگے

دوسری چال چلنے کے لیے ان کے پاس نتاشا اور نتالیہ دو مہروں کے طور پر تھیں اور وہ ان بہنوں کو ابھی ایکشن میں لانے والے تھے۔

امریکا' اسرائیل' مہاراج' گرودیو اور پورس وغیرہ پر یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ مہاراج اپنے طور پر چالیں چلنے کے باوجود نتاشا اور نتالیہ کو قیدی بنا کر نہیں رکھ سکا۔ نیلماں ان بہنوں کو مہاراج سے چھین کر..... لے گئی تھی۔ نیلماں کا یہ رول ثانی ادا کر رہی تھی اور تمام مخالفین اب تک یہی سمجھ رہے تھے کہ نیلماں نے ان بہنوں کو کہیں چھپا کر رکھا ہے۔

ثانی نے ان بہنوں پر چند روز پہلے تنویمی عمل کیا تھا۔ یہ بات ان کے ذہنوں پر نقش کی تھی کہ انہیں نیلماں ٹریپ کرکے لے گئی تھی اور ان پر تنویمی عمل کیا تھا لیکن بار بار جسم بدلنے کے باعث اس کی آتما شکتی کمزور ہو گئی ہے اس لیے اس کا تنویمی عمل دیرپا نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا دونوں بہنوں نے یہ طے کرلیا تھا کہ معمولہ اور تابعدار بن کر نیلماں کو دھوکا دیتی رہیں گی پھر موقع ملتے ہی وہاں سے فرار ہو جائیں گی۔

ثانی نے پارس سے کہا "اب انہیں فرار ہونے کا موقع دینا چاہیے۔ کیسٹ ریکارڈر کے ذریعے جس لانچ کی آواز ابھر رہی ہے' وہ ممبئی کے ساحل پر پہنچنے والی ہے۔ اس سے پہلے میں نتاشا اور نتالیہ کو اسی ساحل پر لے جا رہی ہوں۔"

وہ ڈرائنگ روم سے اٹھ کر بنگلے کے باہر پورچ میں کھڑی ہوئی کار کی پچھلی سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ نتاشا اور نتالیہ اسی بنگلے کے ایک اور کمرے میں تھیں۔ ثانی نے ان کے دماغوں کو اپنے کنٹرول میں لیا۔ وہ دونوں اپنے سامان کا ایک ایک بیگ اور ڈمی مونا کو اٹھا کر تیزی سے چلتی ہوئی بنگلے کے باہر اسی کار کی اگلی سیٹ پر آکر بیٹھ گئیں' جس کی پچھلی سیٹ پر ثانی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ معمولہ اور تابعدار تھیں۔ ثانی کی مرضی کے بغیر ان کی موجودگی کو سمجھ نہیں سکتی تھیں۔

نتاشا تیزی سے کار ڈرائیو کرتے ہوئے ممبئی کے اس ساحل کی طرف جانے لگی' جہاں لانچیں لنگر انداز ہوتی تھیں۔ ڈمی مونا' نتالیہ کی گود میں تھی اور کیسٹ ریکارڈر پچھلی سیٹ پر ثانی کے پاس تھا۔

دور ایک ہوٹل کے کمرے میں بیٹھی ہوئی الپا اٹھ کر باہر اپنی کار میں آگئی پھر اسے تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتے ہوئے ممبئی کی طرف جانے لگی۔ وہ اپنی بیٹی کے دماغ میں جاتے آتے ہوئے آوازیں سن رہی تھی۔ وہ ممبئی اس وقت پہنچی' جب کیسٹ ریکارڈر والی لانچ بھی ایک ساحل پر پہنچ رہی تھی۔

وہ توجہ سے ریکارڈر کی آوازیں سن رہی تھی۔ اس نے بلی ڈونا کی آواز سنی' وہ ایک عورت سے کہہ رہی تھی "پلیز اس بچی کو ذرا سنبھالو۔ مجھے بتاؤ کیا اس گھاٹ میں عورتوں کا ٹائلٹ ہے؟"

دوسری عورت کی آواز سنائی دی "ہاں بچی مجھے دو اور میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں ٹائلٹ میں پہنچاؤں گی۔"

تھوڑی دیر تک قدموں کی آوازیں سنائی دیں پھر ایک دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی۔ اس کے ساتھ ہی اس عورت کا سخت لہجہ سنائی دیا "خبردار! ذرا بھی حرکت نہ کرنا۔ اس ریوالور میں سائلنسر لگا ہوا ہے۔ ہمیں بتاؤ تم کون ہو۔ ہم نے تمہاری گردن کے پیچھے ماسک میک اپ کا جوڑ دیکھا ہے۔ تم نے ماسک میک اپ کیا ہے اور اس بچی کو کہیں سے اغوا کرکے لائی ہو۔"

بلی کی آواز سنائی دی "میں نے کسی کی بچی نہیں چرائی ہے۔ یہ میری بچی ہے۔ یہ سچ ہے کہ میں نے ماسک میک اپ کیا ہے مگر تمہیں تو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا ہے۔"

"ہمیں زیادہ سے زیادہ رقم کی ضرورت ہے۔ اپنا یہ بیگ ہمارے حوالے کرو اور ذرا اپنے بارے میں جب تک سچ نہیں بولو گی' یہ بچی تمہیں نہیں ملے گی۔ سسٹر تم اس کے چہرے سے ماسک نوچ لو۔"

الپا کو پتا چلا کہ بلی کو ریوالور کی زد میں رکھنے والی دو عورتیں ہیں۔ بلی ضد کر رہی تھی کہ چہرے سے ماسک نوچ کر نکالنے نہیں دے گی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ان کے درمیان جدوجہد ہو رہی ہے پھر اس عورت کی حیرت بھری آواز سنائی دی "ارے یہ تو بلی ڈونا ہے۔ یہ کس کی بچی اغوا کرکے لے جا رہی ہے۔"

اسی وقت الپا نے اپنی کار ایک جگہ روک کر اس عورت کے دماغ میں پہنچ کر کہنا چاہا کہ بلی اس کی بیٹی کو اغوا کر رہی ہے۔ الپا کی خیال خوانی کی لہریں نتاشا کے دماغ میں پہنچیں' اس نے سانس روک لی۔ الپا نے دوسری تیسری بار اس کے اندر پہنچ کر کچھ بولنے کی کوشش کی لیکن وہ ثانی کی مرضی کے بغیر الپا کو دماغ میں ایک لفظ بھی بولنے کی اجازت نہیں دے سکی تھی۔

الپا نے مجبور ہو کر پھر کار اسٹارٹ کی۔ وہ ساحل کے قریب پہنچ رہی تھی۔ اس نے پھر بیٹی کے دماغ میں پہنچ کر آواز سنی اور چونک گئی۔ سائلنسر لگے ہوئے ریوالور سے گولی چلنے کا دھیما سا کھٹکا ہوا تھا۔ بلی ڈونا کی آخری کراہ سنائی دی تھی پھر بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔

الپا کو بلی کے دماغ میں پہنچ کر اس کے مُردہ ہو جانے کی تصدیق کرنا چاہیے تھی لیکن اپنی بیٹی کی اہمیت زیادہ تھی اور وہ دو عورتیں اس کی بیٹی کو لے جا رہی تھیں۔ اسی وقت ثانی نے نتاشا' نتالیہ اور ڈمی مونا کو وہاں پہنچا دیا تھا۔

وہ دونوں بہنیں ڈمی مونا کو اٹھائے کار سے اتر کر ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف دوڑنے لگیں۔ دوسرے راستے سے الپا اپنی کار ڈرائیو کرتی آ رہی تھی۔ اس نے دور سے دونوں بہنوں کو ایک ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے دیکھا اور پہچان لیا۔ پوری قوت سے چیخ کر آواز دی "نتاشا! نتالیہ! رک جاؤ۔ میں الپا ہوں۔ پورس کی اور تمہاری دوست ہوں۔"

اس وقت تک ٹیکسی آگے نکل گئی تھی۔ الپا کی کار کے آگے دو ہیوی ٹرک بے ترتیبی سے راستہ روکے ہوئے جا رہے تھے۔ وہ بار بار ہارن بجا کر راستہ مانگ رہی تھی۔ بڑی مشکل سے راستہ ملا۔ وہ تیز رفتاری سے ڈرائیو کرنے لگی۔ پورس کو مخاطب کرکے بولی "میرے اور تمہارے لیے خوش خبری ہے۔ میں نے ابھی نتاشا اور نتالیہ کو دیکھا ہے۔ وہ بلی ڈونا کو گولی مار کر میری بیٹی کو لے کر آگے ایک ٹیکسی میں جا رہی ہیں۔ میں ان کے دماغ میں پہنچ کر انہیں دوستی اور تحفظ کا یقین دلانا چاہتی ہوں لیکن وہ سانسیں روک لیتی ہیں۔"

پورس نے خوش ہو کر کہا "الپا! تم بہت بڑی خوش خبری سنا رہی ہو۔ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔ وہ دونوں بہنیں نیلماں کی قید سے کس طرح نکل آئی ہیں؟ ان کے حالات معلوم کرو۔ کسی بھی طرح ان کے دماغوں میں پہنچو یا اس ٹیکسی کو روکو۔ پتا نہیں وہ کہاں بھٹک رہی ہیں۔"

اسی وقت ثانی خیال خوانی کے ذریعے دونوں بہنوں کے اندر پہنچ رہی تھی۔ ان کے خیالات بتا رہے تھے کہ پرائی سوچ کی لہریں بار بار دماغ میں آنا چاہتی ہیں اور وہ انہیں بھگاتی جا رہی ہیں۔ ثانی نے ان بہنوں کی سوچ میں کہا "اب ہم سانس روک کر پرائی سوچ کی لہروں کو نہیں بھگائیں گے۔"

ذرا دیر بعد الپا نے نتاشا کے اندر آتے ہی کہا "میں الپا ہوں۔ سانس نہ روکنا۔ پورس تم دونوں کی تلاش میں بھٹک رہا ہے اور ابھی نتالیہ کی گود میں جو بچی ہے' وہ میری بیٹی ہے۔ میں تمہارے پیچھے کار میں آ رہی ہوں۔"

نتاشا نے کہا "اچھا تو تم اپنی بیٹی کو حاصل کرنے کے لیے ہمارے پیچھے آ رہی ہو۔ ہمیں پورس کا حوالہ دے رہی ہو تاکہ تم ہمیں ٹریپ کرسکو۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہو۔ میں تمہاری اور پورس کی دوست ہوں۔"

نتاشا' ثانی کی مرضی کے مطابق بول رہی تھی "پہلے ہمیں مہاراج نے کالے جادو کے ذریعے اس ملک میں بلایا۔ وہ ہمیں ہلاک کرنا چاہتا تھا پھر نیلماں اس کے راستے کی دیوار بن گئی۔ وہ ہمیں مہاراج سے چھین کر لے گئی لیکن اس کی آتما شکتی اور صلاحیتیں بار بار جسم بدلنے کے باعث کمزور ہو گئی ہیں۔ اس نے ہم پر تنویمی عمل کیا مگر وہ دیرپا نہیں رہا۔ وہ بارہ گھنٹوں تک تپسیا میں مصروف رہنے والی ہے۔ ہم اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اس کے بنگلے سے چلے آئے ہیں۔"

الپا نے کہا "تقدیر تمہارا ساتھ دے رہی ہے۔ مجھ پر بھروسا کرو۔ میں تمہیں پورس کے پاس پہنچا دوں گی۔"

"سوری' اب ہم کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے یا والی پر بھروسا نہیں کریں گے۔ اگر تم دوست ہو تو دوستی کا ثبوت دو۔ ہمیں بتاؤ پورس کہاں ہے؟ ہم اس کے پاس پہنچنے کے بعد تمہاری بیٹی تمہارے حوالے کردیں گے۔"

"میں دوست بن رہی ہوں اور تم دشمن کی زبان بول رہی ہو۔ میں ابھی اپنی بیٹی تم سے لوں گی۔ تمہارے پیچھے آ رہی ہوں۔ تمہیں زخمی کرکے تمہارے دماغ میں گھس کے زلزلے پیدا کروں گی۔ تم میرے قدموں میں گر کر میری بیٹی کو میرے حوالے کرو گی۔"

نتاشا نے قہقہہ لگا کر کہا "نتالیہ! چاقو کھول کر بچی کی گردن پر رکھو۔ جیسے ہی الپا قریب آئے' اس کی بیٹی کی گردن' تن سے الگ کردو اور الپا! سنو' بیٹی کی زندگی چاہتی ہو تو جہاں ہو' وہیں رک جاؤ۔ ہمیں کسی بھی پہلی فلائٹ سے تل ابیب جانے دو۔ تم کسی دوسری فلائٹ میں آؤ۔ تمہاری بیٹی تمہیں پورس سے مل جائے گی۔"

نتالیہ.... ایک چاقو کھول کر اس کا پھل بچی کی گردن کے قریب لے آئی تھی۔ الپا نے چیخ کر کہا "چاقو ہٹالو۔ میں پیچھا نہیں کر رہی ہوں۔ تم دونوں تل ابیب جاؤ۔ میں رکاوٹ نہیں بنوں گی۔ چاقو ہٹالو۔ میری بیٹی کو زندہ رہنے دو۔"

الپا نے سڑک کے کنارے گاڑی روک دی۔ پورس کے پاس پہنچ کر جھنجلا کر نتاشا سے ہونے والی باتیں بتانے لگی۔ پورس نے تمام باتیں سن کر کہا "الپا! ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔ وہ دونوں بہنیں بار بار ٹریپ کی جاتی رہی ہیں۔ ان کی جگہ تم ہوتیں تو تم بھی کسی پر بھروسا نہیں کرتیں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ تمہاری بیٹی کو نقصان نہیں پہنچائیں گی۔ تمہیں یہ اطمینان ہونا چاہیے کہ بیٹی مل گئی ہے۔ وہ ہمارے پاس ہے۔ تم کسی بھی فلائٹ سے یہاں آؤ۔

میں ننھی مونا کو تمہارے حوالے کردوں گا۔"

"اچھی بات ہے۔ میں تل ابیب پہنچ رہی ہوں۔"

وہ دماغی طور پر کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر حاضر ہوگئی۔ ایک گہری سانس لے کر سوچنے لگی کہ اس نے امریکی اور اسرائیلی اکابرین کے اجلاس میں پہلی بار مجھے چیلنج کیا تھا کہ اس کی کوئی کمزوری میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ میں نے اس چیلنج کے جواب میں یہ جھوٹ کہا تھا کہ اینٹی ٹیلی پیتھی دوا اسپرے کرنے والا اس کے محلے میں' اس کی خفیہ رہائش گاہ کی طرف آرہا ہے۔ تب سے وہ ٹیلی پیتھی کے علم کی سلامتی کے لیے بھاگ رہی تھی اور بھٹک رہی تھی اور اب بیٹی کی زندگی بھی داؤ پر لگ رہی تھی۔

اس نے بے اختیار اپنے دونوں کان پکڑے اور دل میں کہا "آئندہ کبھی فرہاد علی تیمور کو چیلنج نہیں کروں گی۔"

وہ مجھے چیلنج کرکے پچھتا رہی تھی جبکہ میں نے اسے صرف ووڑایا تھا۔ اصل چالبازی ثانی اور پارس کی تھی۔ پارس مکاری دکھانے میں کچھ کم نہ تھا۔ اس پر ثانی جیسی مکار' معاملہ فہم اور حاضر دماغ ساتھی اسے مل گئی تھی۔ دونوں نے صرف ایک کیسٹ ریکارڈر کے ذریعے الپا کو جیسا چکر دیا تھا' اس چکربازی میں پورس بھی گھن چکر بن گیا تھا۔ اسے بھی یقین ہوگیا تھا کہ بلی ڈونا نے الپا کی بیٹی مونا کو اغوا کیا ہے اور اس بچی کو کبھی ہیلی کاپٹر میں' کبھی لانچ میں لے جارہی ہے پھر ثانی اور پارس نے اس کیسٹ ڈرامے میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لیے نتاشا اور نتالیہ کو پیش کیا تو پورس کے دل میں اس شبہے کی گنجائش نہیں رہی کہ کوئی انہیں الو بنا رہا ہے۔

ثانی نے بنگلے میں واپس آکر پارس سے کہا "میں ائر پورٹ تک گئی تھی' نتاشا اور نتالیہ ڈمی مونا کو لے کر تل ابیب جانا چاہتی تھیں لیکن ان کے پاسپورٹ میں ڈمی مونا کی انٹری نہیں تھی۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے متعلقہ افسران کو ٹریپ کرکے نتاشا کے پاسپورٹ میں مونا کی انٹری کرادی۔"

پارس نے پوچھا "الپا کہاں ہے اور کیا کررہی ہے؟"

"میں نے نتاشا کے ذریعے اسے دھمکی دی تھی کہ وہ بیٹی کے قریب آئے گی تو بیٹی اسے زندہ نہیں ملے گی۔ وہ بے چاری بیٹی کی سلامتی کے لیے قریب نہیں گئی۔ اگر جاتی اور ڈمی مونا کو لیتی تو ہماری محنت اور مکاری رائگاں جاتی۔"

پارس نے کہا "تمہاری شیطانی چال کا جواب نہیں ہے۔ میری چالوں میں الجھنے والے دشمن کہتے ہیں کہ میں شیطان سے پہلے پیدا ہوا تھا اور میں تنہا ہوں' شیطان تنہا نہیں ہوا تھا۔ اس کی ایک مؤنث بھی تھی۔ کیوں ہے نا؟"

"جو تمہاری مؤنث ہے' اسی سے پوچھو۔"

"اس سے پوچھنا بیکار ہے۔ وہ منہ سے انکار کرتی ہے [illegible] دل ہی دل میں قربان ہوتی رہتی ہے۔"

"میں اپنے بارے میں تمہیں سمجھادوں کہ خوش [illegible] میں نہ رہنا۔ میں لوہے کا چنا ہوں۔ چبانے والوں کے دانت توڑ دیتی ہوں۔"

اچانک پارس کے حلق سے چیخ نکلی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر چیختے اور ہانپتے ہوئے بولا "کون ہے؟ یہ کون ہے؟ ثانی فوراً میرے اندر آؤ۔"

یہ کہتے ہی وہ دوسری بار چیخ مار کر فرش پر گرا اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔ ثانی دوڑتی ہوئی آئی۔ اس نے اس کے اندر پہنچ کر دیکھا۔ دماغ میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔ [illegible] لرز رہا تھا۔ وہ بے اختیار اس سے لپٹ کر بولی "کون ہے؟ کس کی شامت آئی ہے؟ جو کوئی مرد کا بچہ ہے' وہ میرے دماغ میں آکر مردانگی دکھائے۔"

پارس اس سے لپٹا ہوا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا پھر وہ کراہتے ہوئے بولا "نہیں ثانی! کسی اور مرد کو نہ بلاؤ۔ میں تنہا تمہیں بازوؤں میں سمیٹ لینے کے لیے کافی ہوں۔ ہائے میری آغوش میں بہار کا موسم سمٹ آیا ہے۔"

وہ تڑپ کر اس کی گرفت سے نکلنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی "چھوڑو۔ مجھے چھوڑو۔ بدمعاش کہیں کے۔ میں بھول گئی تھی کہ تمہارا دماغ عجوبہ ہے۔"

"دل میں چور چھپا ہو تو ایسی باتیں یاد نہیں رہتیں۔ بس اب غیریت نہ دکھاؤ۔ مجھے لوہے کا چنا چبانے دو۔"

وہ ایک دم سے ڈھیلی پڑگئی۔

○☆○

اسرائیلی حکام اور دوسرے سرکاری عہدیداران اتنا [illegible] جانتے تھے کہ اٹلی سے پرواز کرنے والے طیارے کو نیلماں نے ہائی جیک کرکے اسرائیل پہنچایا تھا کیونکہ اس میں اس کا پوتا ٹی آر بھاٹیا سفر کررہا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ اس کا پوتا اسرائیل میں رہے۔ اس چھوٹے سے ملک میں وہ جہاں جائے گا' نیلماں کی نظروں میں رہے گا اور وہ رفتہ رفتہ اسے فرہاد علی تیمور کے تنویمی عمل سے نجات دلائے گی۔

حقیقتاً ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ اوّل تو ٹی آر بھاٹیا کا کوئی وجود نہیں تھا۔ میں نے یہ کہہ کر سب ہی کو یقین دلایا تھا کہ ایران میں ٹی آر بھاٹیا کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ وہ زندہ ہے۔ تنویمی عمل کے ذریعے اس کا برین واش کیا گیا ہے' اور وہ اپنی پچھلی زندگی بھول چکا ہے۔ نیلماں کی آتما کسی ڈیڑھ سو سالہ بوڑھی عورت کے جسم میں سما کر بھاٹیا کے پاس آئے گی تو وہ اسے دادی ماں تسلیم کرکے اس کے گلے لگ جائے گا اور اسی وقت اس کی یادداشت واپس آجائے گی۔

بہرحال ٹی آر بھاٹیا کا کوئی وجود نہیں تھا اور اتفاق سے نیلماں بھی زہریلی بن کر اپنی پچھلی زندگی بھول گئی تھی۔ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ پورس کے ساتھ ہے۔ حتیٰ کہ پورس بھی اس کی اصلیت سے بے خبر تھا۔

ثانی نے خود کو نیلماں ظاہر کرکے اس طیارے کو اسرائیل پہنچایا تھا۔ وہ ایسا نہ کرتی تو نیلماں اور پورس ممبئی پہنچتے ہی گرفتار کرلیے جاتے۔ اٹلی کی سراغ رساں ایجنسی نے یہ خبر ممبئی پہنچادی تھی کہ اس طیارے سے ایک زہریلی عورت یا زہریلا مرد وہاں پہنچنے والے ہیں۔

وہ طیارہ اسرائیل میں اترنے کے بعد پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگیا تھا۔ نیلماں اور پورس کو اسرائیل پہنچ کر چھپنے کا موقع مل گیا تھا۔ اسرائیلی آرمی انٹیلی جنس تک یہ خبر پہنچ گئی تھی کہ وہ زہریلی عورت یا مرد تل ابیب پہنچ گئے ہیں اور وہاں کے شہریوں کے لیے موت بننے والے ہیں۔

انٹیلی جنس والے شہریوں کو خوف و ہراس میں مبتلا نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے بڑی رازداری سے نیلماں اور پورس کو تلاش کررہے تھے۔ وہ سراغ رساں خیالی ٹی آر بھاٹیا کو بھی اس لیے تلاش کررہے تھے کہ اس کے پاس کئی بڑے ممالک کی خفیہ دستاویزات محفوظ تھیں۔

پورس کئی بار نیلماں کو سمجھا چکا تھا کہ وہ دوسروں سے ذرا دور رہا کرے۔ کسی سے گلے ملنے اور اس کے جسم میں دانت پیوست کرنے کی خواہش پر قابو پائے یا پھر پورس کو بتائے۔ پورس کوئی ایسی تدبیر کرے گا کہ نیلماں کی خواہش بھی پوری ہوجائے اور کوئی اسے زہریلی ناگن کی حیثیت سے پہچان بھی نہ سکے۔

تل ابیب کے مضافات میں پورس کا ایک چھوٹا سا معمولی سا مکان تھا جہاں وہ پچھلی بار نتاشا کے ساتھ چھپ کر رہ چکا تھا۔ وہ اسی مکان میں نیلماں کے ساتھ چھپ کر رہنے کے لیے آگیا۔ کتنے ہی شہروں میں کتنی ہی جوان عورتیں' جوان مردوں کے ساتھ رہتی ہیں۔ سڑکوں پر' بازاروں میں' ہوٹلوں اور کلبوں میں اپنے مردوں کے ساتھ گھومتی پھرتی اور ناچتی گاتی ہیں۔ کوئی ان سے نہیں پوچھتا کہ وہ کون ہیں؟ کیا کرتے ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟ البتہ شبہ ہونے پر ان کے متعلق انکوائری ہوتی ہے۔ پورس کو یہ اندیشہ نہیں تھا کہ ان پر شبہ کیا جائے گا۔ وہ جس دن تل ابیب پہنچا' اس دن شام تک نیلماں کے ساتھ گھومتا پھرتا رہا تاکہ مزید دو چار خفیہ پناہ گاہیں اپنی نظروں میں رکھے۔ کھانے کے وقت وہ پیک کیا ہوا کھانا ہوٹل سے لے کر گھر آتا تھا۔ نیلماں کو ڈسپوزایبل پلیٹ میں کھلاتا اور ڈسپوزایبل گلاس میں پانی پلاتا تھا پھر اس پلیٹ اور گلاس کو جلا ڈالتا تھا۔

باہر تفریح کے دوران میں نیلماں کا دل کچھ کھانے پینے کو چاہتا تھا مگر وہ اپنی اس خواہش کو کچل دیتی تھی۔ تل ابیب میں ایک دن گزر گیا پھر رات آگئی۔ پورس کھانے کا سامان پیک کرا کے نیلماں کے ساتھ اپنے مکان میں آیا۔ اس وقت الپا نے اس سے رابطہ کرکے پہلے تو بیٹی کے اغوا ہونے کا دکھڑا سنایا۔ پورس کھانے کے دوران میں اسے مشورے دیتا رہا کہ وہ بیٹی کے دماغ میں رہ کر بلی ڈونا کی مصروفیات کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرسکتی ہے۔

کھانے کے بعد وہ تھوڑی دیر تک نیلماں سے باتیں کرتا رہا پھر اس نے کہا "آدھی رات ہونے کو ہے۔ جاؤ اپنے کمرے میں سوجاؤ۔"

وہ بولی "پتا نہیں تم میں کیسی کشش ہے۔ میں تمہاری سلامتی کے لیے اپنی کوئی خواہش پوری نہیں کرسکتی مگر دل چاہتا ہے' تمہیں اپنے سامنے دیکھتی رہوں اور باتیں کرتی رہوں۔"

"تم دن رات باتیں کرو اور مجھے دیکھتی رہو لیکن سونے کے وقت سوجایا کرو۔ چلو اٹھو۔ تم بہت اچھی ہو۔ میری بات مان لیتی ہو۔"

وہ کرسی سے اٹھ گئی۔ پورس اس کے ساتھ کمرے میں آیا پھر بولا "بستر پر لیٹ جاؤ۔ میں باہر سے دروازہ بند رکھوں گا۔ کسی چیز کی ضرورت پیش آئے تو مجھے آواز دے سکتی ہو۔ میں ساتھ والے کمرے میں رہوں گا۔"

اس نے اسے کمرے میں چھوڑ کر باہر آکر دروازے کو لاک کردیا تاکہ نیلماں رات کو کسی وقت باہر نہ نکل سکے۔ وہ بھی اپنے کمرے میں آکر سونا چاہتا تھا۔ اس وقت الپا نے اسے مخاطب کرتے ہوئے خوش خبری سنائی کہ نتاشا اور نتالیہ نظر آئی ہیں اور اس کی بیٹی مونا ان بہنوں کے پاس ہے۔

یہ پورس کے لیے واقعی خوش خبری تھی۔ جسے بہن مانتا تھا اور جس محبوبہ کو دل و جان سے چاہتا تھا' وہ دونوں دشمن نیلماں کی قید سے نکل آئی تھیں۔ نیلماں کو دھوکا دے کر آنے کی بات میں کوئی کچا پن نہیں تھا۔ یہ ماننے والی بات تھی کہ بار بار جسم بدلنے کے باعث نیلماں کی آتما شکتی اور

صلاحیتیں کمزور ہوگئی تھیں اسی لیے اس کا تنویمی عمل بھی کمزور تھا۔ وہ اپنی توانائی بحال کرنے کے لیے تپسیا میں مصروف ہوگئی تھی۔ اس طرح دونوں بہنوں کو فرار ہونے کا موقع مل گیا تھا۔ پورس کو ایک ذرا شبہ نہیں ہوا کہ ثانی اور پارس نے کوئی چال چلی ہے۔

الپا اس بات پر اعتراض کررہی تھی کہ وہ دونوں بہنیں اس کی بیٹی مونا کو جبراً اپنے ساتھ لے جارہی ہیں اور وہ دعدہ کررہی ہیں کہ تل ابیب پہنچ کر وہ مونا کو الپا کے حوالے کریں گی۔

پورس کے دماغ میں فوراً یہ بات آئی کہ مونا کو اپنے پاس ہی رکھنا چاہیے۔ الپا کی ممتا سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ مونا اپنے پاس رہے گی تو وہ بیٹی کی سلامتی کے لیے ہمیشہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کے کام آتی رہے گی۔

اس نے الپا کو سمجھایا کہ وہ سب آپس میں دوست ہیں۔ اسے بھروسا کرنا چاہیے۔ جب وہ تل ابیب آئے گی تو مونا کو ضرور اس کی گود میں دیا جائے گا۔ الپا کو سمجھانے میں کافی رات گزر گئی پھر وہ چلی گئی۔

پورس نے گھڑی دیکھی۔ رات کے دو بج رہے تھے۔ وہ کرسی سے اٹھ کر بستر پر آیا۔ دل نے کہا' سونے سے پہلے کھڑکی سے جھانک کر نیلماں کو دیکھے۔ وہ بیداری کے دوران میں اس پر گہری نظر رکھتا تھا۔ نیند کے دوران میں بھی دیکھنا چاہتا تھا۔ بعض لوگ نیند میں اپنے اندر کی چھپی ہوئی باتیں... بڑبڑاتے ہیں یا نیند کے دوران میں چلتے پھرتے ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ خوابِ غفلت کے دوران میں چوری یا قتل کی واردات کرتے ہیں۔ جب بیدار ہوتے ہیں تو انہیں یقین نہیں آتا کہ انہوں نے کوئی بہت بڑا جرم کیا ہے۔

وہ اپنے بستر سے اٹھ کر کمرے سے باہر آیا۔ دبے قدموں چلتا ہوا دوسرے کمرے کی کھڑکی کے پاس پہنچا۔ کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ اس کی چوکھٹ پر لوہے کی جالیاں لگی ہوئی تھیں۔ اس نے جالیوں سے جھانک کر دیکھا۔ وہ اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ بالکل خاموش تھی جیسے سو رہی ہو لیکن آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ آنکھیں کھڑکی کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ پورس سے اس کی نگاہیں مل رہی تھیں لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھ رہی ہے۔

اس نے آواز دی "ناصرہ.....!"

اس نے جواب نہیں دیا جیسے سنا ہی نہ ہو۔ اس نے دوسری بار اسے آواز دی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ پلکیں بھی نہیں جھپک رہی تھی۔ بعض افراد جب سوتے ہیں تو ان کی آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ پورس کو یقین ہوگیا کہ وہ گہری نیند میں ہے۔ اگر جاگتی رہتی یا کچی نیند میں ہوتی تو مخاطب کرنے پر ضرور جواب دیتی اور اٹھ کر بیٹھ جاتی۔

وہ مطمئن ہو کر واپس جانا چاہتا تھا پھر ایک دم سے چونک گیا۔ اس نے مخاطب کیا تھا "پورس!"

نیلماں کی آواز اسے اپنے دماغ کے اندر سنائی دی تھی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ پہلے کی طرح آنکھیں کھلی رکھے سو رہی تھی اور ایک ذرا حرکت نہیں کررہی تھی۔ یہ شدید حیرانی کی بات تھی کہ وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کررہا تھا۔ اس نے بے یقینی سے سوچ کے ذریعے پوچھا "ناصرہ! یہ تم ہو؟ تم..... تم میرے دماغ میں ہو؟"

ایسا کہتے وقت وہ نیلماں کو اسی طرح نیند کی حالت میں دیکھ رہا تھا لیکن اس کی سوچ کی لہریں کہہ رہی تھیں "پورس! مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں تمہارے دماغ میں پہنچی ہوئی ہوں۔ تمہیں دیکھ رہی ہوں۔ تم میرے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر مجھے دیکھ رہے ہو۔"

"یہ تو تم آنکھیں کھلی رکھ کر مجھے دیکھ رہی ہو۔ ٹھہرو میں تصدیق کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں سے جارہا ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ میں کہاں ہوں اور کیا کررہا ہوں؟"

وہ تیزی سے چلتا ہوا اپنے کمرے میں آیا۔ اب وہ نظر نہیں آرہی تھی اور وہ اسے نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ اپنا سر کھجاتے ہوئے سوچنے لگا "میں اب بھی سوچ کی لہروں کو محسوس کررہا ہوں۔ کیا یہ ناصرہ ہی ہے؟"

وہ بولی "تم سر کھجاتے ہوئے سوچ رہے ہو کہ میں واقعی ناصرہ ہوں یا نہیں؟ میں حیران ہوں کہ تمہیں خواب میں دیکھ رہی ہوں مگر تمہارے دماغ کے اندر کیسے پہنچی ہوئی ہوں؟"

"تمہارے اس عمل سے ثابت ہورہا ہے کہ تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔ تمہارے اندر کے زہر نے اس علم کو اور تمہاری زندگی کے تمام واقعات کو بھلا دیا ہے۔ آج اتفاق سے تم نیند کی حالت میں خیال خوانی کررہی ہو۔ یہ اچھا موقع ہے۔ تم بھولی ہوئی باتیں یاد کرنے کی کوشش کرو۔ سوچو تم کون ہو؟ تمہارا سب سے عزیز اور قریبی رشتے دار کون ہے؟ تم کون ہو؟ سوچو ناصرہ! ہوسکتا ہے' تمہارا نام ناصرہ نہ ہو۔ کوئی اور نام ہو۔ ذرا اپنے ذہن پر زور ڈالو۔"

اس نے چپ رہ کر محسوس کیا۔ اب اس کے دماغ میں سوچ کی لہریں نہیں تھیں۔ وہ چلی گئی تھی۔ شاید اپنی پچھلی زندگی کو یاد کرنے کی کوشش کرنے گئی ہوگی۔ پورس کی ٹیلی پیتھی بحال رہتی تو وہ اس کے خوابیدہ دماغ میں جا کر معلوم کرتا کہ وہ کچھ یاد کرنے کی کوشش کررہی ہے یا وہ خواب میں کہیں بھٹک رہی ہے۔

وہ تھوڑی دیر تک انتظار کرتا رہا کہ وہ کچھ یاد کرنے کے بعد اس کے دماغ میں آئے گی لیکن وہ نہیں آئی۔ وہ پھر اپنے کمرے سے نکل کر کھڑکی کے پاس آیا۔ وہ پہلے کی طرح بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ آنکھیں بھی اسی طرح کھلی ہوئی تھیں۔ جیسے کھڑکی کی طرف دیکھ رہی ہو اور پورس سے نظریں ملا رہی ہو۔

اس نے آواز دی "ناصرہ.....!"

وہ بستر پر خاموش لیٹی رہی۔ وہ پلکیں نہیں جھپک رہی تھی لیکن اس کے ہونٹ ٹھہر ٹھہر کر ہل رہے تھے۔ جیسے وہ کچھ بول رہی ہو۔ پورس کھڑکی سے پلٹ کر دروازے پر آیا پھر دروازے کو کھول کر اندر قدم رکھتے ہوئے دیکھا۔ اس کے گلابی رس بھرے ہونٹ کھلے ہوئے تھے۔ سفید چمکتے ہوئے دانت یوں لگ رہے تھے جیسے ابھی کسی کے جسم میں پیوست ہونا چاہتے ہوں۔

وہ ایک ایک قدم اس کی طرف بڑھاتے ہوئے سوچنے لگا' اس کے قریب جانا چاہیے یا نہیں؟ آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ پتا نہیں خیال خوانی کرنے کے بعد بیدار ہوچکی ہے یا ابھی تک خوابِ غفلت میں ہے۔ ہونٹ جذباتی انداز میں کھلے ہوئے تھے جیسے بوسے کو پکار رہے ہوں لیکن سفید موتیوں جیسے چمکتے ہوئے دانت دھمکیاں دے رہے تھے۔

گہری رات کے سناٹے میں باہر سے گیدڑ کی منحوس بھیانک آواز سنائی دے رہی تھی "او۔ وو۔ وا۔ او۔ وو۔ وا۔"

وہ نیلماں سے دور ایک قدم کے فاصلے پر رک گیا پھر اسے آواز دی "ناصرہ! تم سو رہی ہو یا جاگ رہی ہو؟"

زہر بڑا بے اعتبار ہوتا ہے۔ اس کی پراسرار نیند یا جنونی بیداری کا پتا نہیں چل رہا تھا۔ وہ اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ایسے ہی وقت اس کے ہونٹ متحرک ہوئے۔ اس کے منہ سے ایک ہلکی سی ہائے نکلی۔

"ہائے۔ پو۔ او۔ رس! میں۔ میں....."

آواز بہت دھیمی تھی۔ وہ ذرا قریب ہو کر سننے لگا۔ وہ کہہ رہی تھی "میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ تم سے لپٹ جانے کے لیے دل بری طرح مچلتا رہتا ہے۔ میرا زہر ختم کرادو۔ مجھے اپنے قابل بنالو۔ نہیں تو میں..... میں تم سے لپٹ جاؤں گی۔ آخری بار تمہیں چوم کر تمہارے ساتھ اپنی بھی جان دے دوں گی۔"

وہ اس کی بڑبڑاہٹ سن رہا تھا اور پریشان ہو رہا تھا۔ وہ کسی دن' کسی بھی لمحے میں جوش اور جنون میں آکر اس طرح اس کے گلے کا ہار بن جاتی کہ وہ اپنی زندگی ہار جاتا۔

وہ دل کی گہرائیوں سے اسے چاہتی تھی۔ ایک حق اور انصاف کی بات پہلے بھی کہہ چکی تھی کہ پورس اس کا علاج کرائے۔ تجربے کار ڈاکٹروں کی توجہ اور علاج سے اس کے اندر کا زہر ختم ہوسکتا تھا۔ بہت عرصے پہلے پارس بھی زہریلا تھا لیکن مسلسل علاج کے نتیجے میں نارمل ہوگیا تھا۔ پورس سوچنے لگا اسی طرح ناصرہ بھی نارمل ہوسکتی ہے لیکن بدلتے ہوئے حالات اجازت نہیں دے رہے تھے کہ وہ کسی ایک شہر میں جم کر رہتا اور اس زہریلی کا علاج کراتا۔

اس وقت وہ خوابیدہ نیلماں کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ کر سنجیدگی سے سوچنے لگا "میرا دل کہتا تھا کہ یہ پراسرار ہے۔ آج یہ بھید کھلا کہ یہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ یہ میرے لیے بہت زیادہ اہم ہوگئی ہے۔ اب مجھے کسی طرح بھی اس کا علاج کرانا ہوگا لیکن علاج کیسے کراؤں؟"

سب سے بڑی مجبوری یہ تھی کہ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا۔ اگر پہلے کی طرح جانتا تو دو چار تجربے کار ڈاکٹروں کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر نیلماں کا علاج کراتا۔ ابھی وہ جس اسپتال میں' جس ڈاکٹر کے پاس جائے گا وہاں اسے پولیس کیس کہا جائے گا۔ نیلماں کے متعلق سوالات کیے جائیں گے کہ وہ کون ہے اور کس طرح زہریلی بن گئی ہے؟ اسے پولیس کسٹڈی میں رکھا جائے گا۔ کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس کے بارے میں معلوم ہوگا پھر وہ خیال خوانی کرنے والے دشمن نیلماں جیسی خیال خوانی کرنے والی کو اپنی معمولہ اور کنیز بنانے کی کوششیں کریں گے۔ یہ راز بھی کھلے گا کہ اس زہریلی کا سرپرست پورس ہے پھر وہ تمام دشمن اس کے پیچھے بھی پڑجائیں گے۔

وہ کرسی سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ بار بار نیلماں کو دیکھنے لگا۔ آج وہ دنیا کے تمام ہیرے جواہرات سے زیادہ قیمتی ہوگئی تھی۔ ٹیلی پیتھی جانتی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ اپنی ذہانت اور مکاریوں سے کام لے کر جلد سے جلد اس کا علاج کرائے گا اور اس حسینہ کی اصلیت کو تمام دنیا سے چھپا کر رکھے گا۔ کسی حکمتِ عملی سے اس طرح اسے اپنی مٹھی میں رکھے گا کہ اس کی ٹیلی پیتھی صرف اس کے کام آتی رہے گی۔

○☆○

پارس ڈائننگ ٹیبل کی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ ثانی کچن میں کھانا تیار کررہی تھی۔ بابا صاحب کے ادارے میں

ذہانت کو چمکانے اور جسمانی توانائی بحال رکھنے کی تربیت دینے کے علاوہ ہر طرح کا کھانا پکانا بھی سکھایا جاتا تھا تاکہ ہوٹلوں کے کھانے سے پرہیز کیا جاسکے۔ پارس نے ڈائننگ ٹیبل پر ہاتھوں سے طبلہ بجاتے ہوئے کہا "ثانی! بھوک لگ رہی ہے۔ کیا کچن میں ہی رہو گی۔"

وہ کچن سے آتے ہوئے بولی "کھانا تیار ہے۔ ذرا صبر کرو۔"

"تم بڑی دیر سے صبر کا پیمانہ چھلکا رہی ہو۔"

ثانی نے پیچھے سے آکر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر کہا "کیا بھوک برداشت نہیں ہو رہی ہے؟"

"بھئی سچ کہہ رہا ہوں۔ بڑی بھوک لگ رہی ہے۔"

"تو پھر مجھے کھالو۔"

وہ پیچھے تھی۔ پارس اسے کھینچ کر اپنی آغوش میں لے آیا پھر بولا "تم ایسی خوراک ہو جسے طبی اصولوں کے مطابق خالی پیٹ نہیں کھانا چاہیے۔"

"تم بولتے خوب ہو مگر عمل نہیں کرتے ہو۔ خواہ مخواہ مجھے پکڑلیا ہے۔ اب جانے بھی دو۔"

"اس شرط پر جانے دوں گا کہ پانچ منٹ میں کھانا میز پر لگاؤ گی ورنہ۔۔۔"

"ورنہ کیا کرو گے؟"

"میری گرفت میں ہو۔ آدم خور بن جاؤں گا۔"

وہ ہنستی ہوئی خود کو چھڑا کر کچن کی طرف چلی گئی۔ پارس نے اس کے پیچھے آکر کہا "تمہارا ہاتھ بٹاؤں گا تو کھانا جلدی ملے گا۔"

وہ خالی پلیٹیں، چمچ اور کانٹے وغیرہ لے جا کر میز پر رکھتے ہوئے بولا "تم نے نتاشا اور نتالیہ کی خبر لی ہے؟ تمہارے خیال میں الپا کیا کر رہی ہوگی؟"

وہ مختلف قسم کی ڈشیں میز پر لا کر رکھتے ہوئے بولی "وہ دونوں کل رات ہی اس بچی کو لے کر اسرائیل کے لیے روانہ ہو گئی تھیں لیکن اچانک طوفان آنے کے باعث طیارے کو روٹ بدل کر انقرہ کے ائرپورٹ پر اترنا پڑا۔ ابھی وہ بہنیں انقرہ کے ایک ہوٹل میں ہیں۔"

وہ پارس کے برابر ایک کرسی پر بیٹھ کر کھانے لگی۔ پارس نے کہا "الپا اس بچی کے دماغ میں جاتی ہوگی اور ان بہنوں کے حالات معلوم کرتی ہوگی۔"

"ہاں وہ ضرور ایسا کر رہی ہوگی۔ وہ ان دونوں کے پیچھے دوسری فلائٹ میں گئی ہوگی۔ وہ اس بچی کے اندر رہ کر یہ معلوم کر چکی ہوگی کہ نتاشا اور نتالیہ انقرہ پہنچی ہوئی ہیں۔ اس طرح وہ بھی روٹ بدل کر انقرہ جا سکتی ہے۔"

"پھر تو وہ انقرہ کے اس ہوٹل میں جائے گی اور ڈمی مونا کو دیکھ کر سمجھ لے گی کہ اس کے ساتھ فراڈ کیا جا رہا ہے۔"

"آج صبح جب تم سو رہے تھے تو میں نتاشا کے پاس گئی تھی۔ وہ میرے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے ڈمی مونا کو انقرہ کے ایک یتیم خانے میں چھوڑ آئی تھی۔ وہ میرے دوسرے حکم کے مطابق یہ بھول گئی ہے کہ اس بچی کو کہاں چھوڑ کر آئی ہے۔"

"لیکن الپا بچی کے اندر پہنچتی ہے۔ اسے معلوم ہوجائے گا کہ بچی وہاں کے ایک یتیم خانے میں ہے۔"

"الپا کو نہیں معلوم ہوگا۔ بچی کے نازک سے دماغ میں صرف چند ہی الفاظ تھے۔ ماما، پاپا اور تاتا وغیرہ۔ میں نے اس کے دماغ سے وہ تمام الفاظ اور ان کی ادائیگی کے لہجے کو مٹا دیا ہے۔"

"یہ تم نے اچھا کیا۔ اب الپا بھٹکے گی۔ بیٹی کو تلاش کرتی رہے گی۔ نتاشا اور نتالیہ کو اپنی بیٹی کی دشمن سمجھے گی۔ پورس سے بھی اختلافات پیدا ہوں گے۔"

"میں نے اسی لیے ایسی چالیں چلی ہیں۔ پورس تل ابیب میں ہے۔ الپا اس کی دشمن بن کر اسرائیل میں اس کا رہنا محال کر دے گی۔"

ننھی مونا کے رونے کی آواز سنائی دی۔ ثانی کھانا چھوڑ کر فوراً ہی اٹھ گئی پھر وہاں سے بیڈ روم میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر تک مونا کے رونے کی آواز آتی رہی پھر وہ چپ ہو گئی۔ ثانی اسے ایک بازو میں اٹھائے دوسرے ہاتھ سے فیڈر پکڑ کر اسے دودھ پلاتے ہوئے آکر پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ پارس سے بولی "یہ بالکل تمہاری طرح بے صبری ہے۔ بھوک لگے تو تمہاری طرح شور مچانے لگتی ہے۔"

"مجھ سے بھی دو ہاتھ آگے ہے۔ میں تو کھانے کے لیے تمہیں پریشان کرتا ہوں۔ یہ تم سے کھانا چھڑا دیتی ہے۔ دیکھو تمہیں کھانا چھوڑ کر اس کا پیٹ بھرنا پڑ رہا ہے۔"

"ایک ماں کو بچوں کے لیے اپنا کھانا بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔ اب تو میں ہی اس کی ماں ہوں۔"

"کیا تمام عمر ماں بن کر رہو گی؟"

"بے شک۔ جس طرح مما (سونیا) نے میری پرورش کی ہے اور مجھے تربیت دی ہے اسی طرح میں مونا کو تعلیم و تربیت دوں گی۔ میں اس کی اپنی ماں بن کر دکھاؤں گی۔"

وہ مونا کو لے کر بیڈ روم میں چلی گئی۔ پارس مسکراتے ہوئے کھانے لگا۔ اسی وقت الپا کی سوچ کی لہروں نے اسے مخاطب کیا "میں بہت مجبور ہو کر تمہارے در پر آئی ہوں۔"

وہ بولا "جب کوئی سخی کھا رہا ہو تو سائل کو اس کے دروازے پر آکر نہیں مانگنا چاہیے۔ ابھی معاف کرو مائی!"

"پارس! کیا مجھے آواز سے نہیں پہچان رہے ہو؟ میں الپا ہوں۔"

"بھولی ہوئی داستاں ہو۔ کیسے پہچان سکتا ہوں۔"

"تم نے وعدہ کیا تھا کہ اپنی بیٹی مونا کو بلی ڈونا سے چھین کر لے آؤ گے۔"

"بلی سے رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ پاپا نے کہا ہے کہ ان کی سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آجاتی ہیں۔ اس کا دماغ نہیں ملتا ہے۔ شاید وہ مر چکی ہے۔"

"ہاں۔ نتاشا نے اسے گولی ماردی ہے۔"

وہ پارس کو بتانے لگی کہ ممبئی کے لانچ گھاٹ میں نتاشا اور نتالیہ نے بلی ڈونا کو ہلاک کیا تھا اور مونا کو اس سے لے کر پورس کے پاس تل ابیب جا رہی تھیں۔ راستے میں طوفان آنے کے باعث طیارہ روٹ بدل کر انقرہ پہنچ گیا۔ الپا بھی آج دوپہر کو انقرہ پہنچی تو اپنی بیٹی کے دماغ میں نہ پہنچ سکی۔ اس کی سوچ کی لہروں کو ننھی مونا کا دماغ نہیں مل رہا تھا۔ ایسے میں دو ہی باتیں سمجھ میں آرہی تھیں۔ یا تو وہ بچی مر چکی ہے یا اس کے دماغ سے معصوم لب و لہجے کو مٹا دیا گیا ہے۔

وہ رونے کے انداز میں بولی "میری ممتا کہتی ہے کہ میری بیٹی زندہ ہے۔ کسی نے تنویمی عمل کے ذریعے میری بچی کو مجھ سے دور کر دیا ہے۔"

"نتاشا، نتالیہ اور پورس ٹیلی پیتھی سے محروم ہیں۔ انہوں نے بچی پر عمل نہیں کیا ہوگا۔"

"اس کے لیے ٹیلی پیتھی جاننا ضروری نہیں ہے۔ انہوں نے کسی تنویمی عمل کرنے والے کو بھاری معاوضہ دے کر ہماری بیٹی کا برین واش کیا ہوگا۔"

"الپا! تم بیٹی کی جدائی سے بہت پریشان ہو گئی ہو۔ میں اس کا باپ ہوں۔ تم نے بچی کو مجھ سے دور لے جاتے وقت میرے دلی جذبات کا خیال کیا تھا؟"

"یہ طعنے دینے کا نہیں، اپنی بیٹی کی سلامتی کے لیے کچھ کرنے کا وقت ہے۔"

"جب ممبئی میں تمہیں بیٹی نظر آئی تو تم نے مجھے اطلاع نہیں دی۔ میں نتاشا سے اپنی بیٹی کو چھین لیتا لیکن تم نے مکاری سے سوچا کہ یہاں بیٹی میرے پاس چلی جائے گی۔ تمہاری نظروں میں پورس قابل اعتماد تھا اس لیے بیٹی کو تل ابیب پہنچ کر حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ جاؤ حاصل کرو۔ جس بچی کو تم نے دوسری بار گم کیا ہے اور اب جس سے رابطے کی کوئی صورت نہیں رہی ہے، اسے میں کہاں تلاش کروں؟"

"میں مانتی ہوں، اب اسے تلاش کرنا ممکن نہیں ہے لیکن تم بارہا ناممکن کو ممکن بنا چکے ہو اور یہ تو اپنی بیٹی کا معاملہ ہے۔ تم میرے سامنے خواہ کتنی ہی سنگدلی دکھاؤ لیکن اپنی بیٹی کے لیے ضرور کچھ کرو گے۔"

"ہاں میں اس مسئلے پر غور کر رہا ہوں کہ اپنی مونا کو واپس لانے کے لیے مجھے کچھ کرنا ہی ہوگا۔ ویسے میں جو کروں گا، اس کی خبر تمہیں نہیں ہونے دوں گا۔ آئندہ تم بیٹی کا دکھڑا رونے میرے پاس نہ آنا۔ اب جاؤ یہاں سے۔"

اس نے سانس روک لی۔ کال بیل کی آواز سنائی دی۔ ثانی نے بیڈ روم سے نکل کر بیرونی دروازے کے پاس جا کر پوچھا "کون ہے؟"

باہر سے کسی نے کوڈ ورڈز میں کہا "آپ کے گلشن میں ایک پھول کھلا ہے۔ ہم مالی ہیں۔ پھول کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔"

ثانی نے دروازہ کھول دیا۔ باہر ایک عورت اور مرد کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے اسے سلام کیا پھر اس کی اجازت سے اندر آگئے۔ ان کے کوڈ ورڈز سے یقین ہوگیا تھا کہ وہ عورت پارس کی بیٹی مونا کی گورنس بن کر اور مرد اس بنگلے کا نگراں بن کر بابا صاحب کے ادارے سے آئے ہیں۔ اس کے باوجود ثانی ان کے دماغوں میں جا کر چور خیالات پڑھنے کے بعد مطمئن ہو گئی۔

○☆○

صبح پورس کی آنکھ کھلی تو اسے ناصرہ (نیلماں) یاد آئی۔ پچھلی رات کا واقعہ آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا۔ اس نے اسے بستر پر سوتے دیکھا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ گہری نیند میں خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے اس کے دماغ میں پہنچ گئی تھی اور حیران ہو رہی تھی کہ وہ پورس کے دماغ میں کیسے پہنچی ہوئی ہے؟

یہ پورس کے لیے خوش آئند بات تھی کہ اس کے ساتھ رہنے والی ناصرہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے اور وہ آئندہ اس کے بہت کام آنے والی ہے۔ اس کے علم سے استفادہ کرنے کے لیے لازمی تھا کہ ناصرہ خود کو پہچانے اور اپنی پچھلی زندگی یاد کرے کیونکہ اس نے پچھلی رات کسی خواب کی روانی میں مختصر سی خیال خوانی کی تھی پھر خاموشی اختیار کرلی تھی۔

مستقل خیال خوانی کے لیے لازمی تھا کہ پوری طرح اپنی پچھلی زندگی کو یاد کرے اور یاد کرنے کے لیے لازمی تھا کہ

تجربے کار ڈاکٹروں کے ذریعے اس کا علاج کرایا جائے اور اس کے اندر سے زہر کو ختم کر کے اسے نارمل بنایا جائے۔

اسے نارمل بنانے والی بات پورس کے دماغ میں اس طرح سما گئی تھی کہ صبح بیدار ہوتے ہی وہ اس کی خیال خوانی کرنے، پچھلی زندگی یاد کرنے اور اس کا علاج کرانے والی باتیں یاد کرنے لگا پھر وہ بستر سے اٹھ کر کمرے سے باہر آیا۔ دوسرے کمرے کے پاس آ کر اس نے کھڑکی سے دیکھا۔ اب وہ آنکھیں بند کر کے سو رہی ہوگی کیونکہ چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کروٹ بدل کر سو رہی تھی۔

اس نے آواز دے کر اسے نہیں جگایا، اسے سونے دیا۔ باتھ روم میں جا کر غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر کچن میں آیا۔ وہ رات ہی کو صبح کے ناشتے کا سامان لے آیا تھا۔ فریج سے مکھن اور جیلی وغیرہ نکال کر ناشتے کی تیاری کرنے لگا۔ اسی وقت پرائی سوچ کی لہریں محسوس ہوئیں پھر مہاراج کی آواز سنائی دی "میں سوریہ راج یعنی مہاراج بول رہا ہوں۔"

"اچھا بولو۔ کیسے آنا ہوا؟"

"تم میری پریشانی جانتے ہو۔ میں اپنے بیٹے مہیش کے لیے بہت پریشان ہوں۔ نیلماں نے اسے قیدی بنالیا ہے۔ میں اس سے رابطہ کرنا چاہتا ہوں مگر وہ سانس روک لیتی ہے۔ میں اس سے کوئی سمجھوتا کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ مجھ سے بات تک کرنا گوارا نہیں کر رہی ہے۔"

"کیا تم نے پہلے کبھی اس سے دشمنی کی تھی؟"

"تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے درمیان دوستی کے بعد دشمنی اور دشمنی کے بعد دوستی ہوتی رہتی ہے۔ فی الحال وہ میری دشمن نہیں ہے۔ دراصل وہ اپنے پوتے ٹی آر بھاٹیا کے لیے بہت پریشان ہے۔ اس نے میرے بیٹے کو اغوا کیا ہے اور فرہاد نے اس کے پوتے ٹی آر بھاٹیا کو قیدی بنالیا ہے۔"

"ٹی آر بھاٹیا قیدی نہیں آزاد ہے۔ وہ ایک طیارے میں سفر کر رہا تھا۔ نیلماں نے اس طیارے کو اغوا کر کے اسرائیل پہنچا دیا تھا۔ آج کل بھاٹیا تل ابیب میں ہے۔ تم اسے ڈھونڈ کر اپنی گرفت میں لو گے تو نیلماں اپنے پوتے کو حاصل کرنے کے لیے تمہارا بیٹا تمہیں واپس کر دے گی۔"

"مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس کا پوتا تل ابیب پہنچا ہوا ہے۔ تمہارے پاس آنے کا یہ فائدہ ہوا کہ بھاٹیا کی نشان دہی ہوگئی۔ میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔"

"اسے امریکا اور اسرائیل کے درجنوں جاسوس تلاش کر رہے ہیں کیونکہ اس کے پاس کئی بڑے ممالک کی اہم خفیہ دستاویزات ہیں پھر یہ بات غور طلب ہے کہ وہ فرہاد صاحب کی قید سے کیسے نکل آیا ہے؟ کیا انہوں نے اسے اپنا معمول اور تابعدار نہیں بنایا ہوگا؟ عقل تو یہی کہتی ہے کہ فرہاد صاحب اسے فرار ہونے کا موقع دے کر تم سب کے سامنے اسے چارے کے طور پر پیش کر کے کوئی گہری چال چل رہے ہیں۔"

"ہاں فرہاد کے شکنجے سے کوئی نکل نہیں پاتا ہے۔ یہ کوئی چال ہوگی۔ وہ چاہتا ہوگا کہ نیلماں محبت اور ممتا سے مجبور ہو کر پوتے کے قریب آئے اور فرہاد اسے دبوچ لے۔ بہرحال میری کوشش ہوگی کہ میں نیلماں سے پہلے بھاٹیا کو تلاش کر کے اسے اپنا قیدی بنالوں۔"

"اگر تمہاری بات ختم ہوگئی ہو تو جاؤ۔ میں ذرا مصروف ہوں۔"

"پورس! تم بہت زبردست ہو۔ ٹیلی پیتھی سے محروم ہوگئے ہو۔ اس کے باوجود ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے تعاون کے محتاج رہتے ہیں۔ میں بھی تمہارا تعاون چاہتا ہوں۔ اس کے بدلے میں تمہارا مشکل سے مشکل کام کرنے کو تیار ہوں۔"

پورس نے ناشتے کا سامان ڈائننگ ٹیبل کی طرف لے جاتے ہوئے کھڑکی سے دیکھا۔ نیلماں باتھ روم گئی ہوئی تھی۔ وہ ناشتے کی میز کی طرف بڑھتے ہوئے بولا "تم مجھ سے یہ تعاون چاہو گے کہ میں بھاٹیا کو تلاش کر کے اسے تمہارے لیے اغوا کروں۔"

"ہاں بس اتنا ہی چاہتا ہوں۔ تم اپنی غیر معمولی ذہانت سے نیلماں کو دوسرے مسائل میں الجھا سکتے ہو اور اس سے پہلے بھاٹیا تک پہنچ سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں بھاٹیا کو تلاش کرنے کے لیے تل ابیب جاؤں گا۔"

"تم جھوٹ بول کر ٹال رہے ہو جبکہ ابھی تل ابیب میں ہو۔"

"میں تم سے جھوٹ کیوں بولوں گا؟ کیا تل ابیب جانے کا کرایہ تم سے وصول کروں گا؟ میں جھوٹا ہوں تو مجھ سے تعاون کی توقع کیوں کر رہے ہو؟"

"پلیز ناراض نہ ہونا۔ مجھے الپا نے بتایا ہے کہ تم اسرائیل میں ہو۔"

"بے شک میں اسرائیل میں ہوں لیکن تل ابیب میں نہیں یروشلم میں ہوں۔ تمہاری خاطر تل ابیب جانا چاہتا تھا۔ سمجھ گئے نا؟ جانا چاہتا تھا۔ اب نہیں جاؤں گا۔"

"تمہیں بھگوان کا واسطہ دیتا ہوں۔ غصہ تھوک دو۔ میں نے تم پر بھروسا نہیں کیا۔ میری یہ غلطی معاف کر دو۔"

"الپا نے تمہارے پاس آ کر میرے بارے میں کیا کہا ہے؟"

"اس کی بیٹی گم ہوگئی ہے۔ وہ اس کی گمشدگی کا الزام تمہیں، نتاشا اور نتالیہ کو دے رہی ہے۔"

"اس کا دماغ چل گیا ہے۔ میں اس سے اس کی بیٹی کو چھین کر کیا کروں گا جبکہ وہ میری دوست بنی ہوئی تھی۔ میرے کام آ رہی تھی۔"

"الپا بہت خود غرض ہے۔ اس سے ہوشیار رہو۔ وہ اپنی بیٹی کی گمشدگی کا انتقام تم سے لینے کے لیے مجھ سے کہہ رہی تھی کہ نتاشا اور نتالیہ انقرہ کے کسی ہوٹل میں ہیں۔ میں انہیں تلاش کرنے میں اس کی مدد کروں۔ کالے جادو کے ذریعے ان بہنوں کو ٹریپ کروں۔"

"تم ان پر کالا جادو کرو گے تو میں بھاٹیا کو تلاش کر کے نیلماں سے دوستی کروں گا۔ مجھے اینٹ کا جواب پتھر سے دینا آتا ہے۔"

"پورس! کیسی باتیں کر رہے ہو؟ میں ان بہنوں پر کالا جادو نہیں کر کے تم سے دوستی کرنے اور تم سے تعاون حاصل کرنے آیا ہوں۔ مجھ پر بھروسا کرو۔ میں اس چڑیل الپا کا کوئی کام نہیں کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ایک گھنٹے کے بعد تل ابیب جاؤں گا۔ اب تم جاؤ۔"

مہاراج چلا گیا۔ نیلماں غسل کر کے ایک خوب صورت سا لباس پہن کر آئی۔ پورس نے اسے دیکھ کر کہا۔ "اس لباس میں غضب ڈھا رہی ہو۔ کیا تم چاہتی ہو کہ میں بہک کر تمہاری بھری بہار میں آؤں اور مارا جاؤں۔"

پہلے وہ اپنی تعریف سن کر مسکرائی پھر اداس ہو کر بولی۔ "میں تمام عمر تمہیں دل و جان سے چاہتی رہوں گی لیکن کبھی تمہارے لیے موت نہیں بنوں گی۔"

وہ اس کے قریب ایک کرسی پر بیٹھ کر ناشتا کرنے لگی۔ پورس نے پوچھا "تمہیں پچھلی رات کی باتیں یاد ہیں؟"

"یاد کیوں نہیں رہیں گی۔ پچھلی زندگی یاد نہیں آتی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بارہ گھنٹے پہلے کی بھی باتیں بھول جاؤں گی۔"

"تم بھول رہی ہو۔ ذرا یاد کرو۔ تم نے کل رات خواب میں کیا دیکھا تھا؟"

وہ ذہن پر زور ڈال کر سوچنے لگی۔ پورس نے کہا۔ "تمہیں کچھ یاد نہیں آ رہا ہے۔ تم مجھے خواب میں دیکھ رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ میرے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ میں تمہیں آغوش میں لینے کے لیے کسی طرح تمہارے اندر سے تمام زہر نکال دوں۔ ورنہ۔۔۔"

"ورنہ کیا؟"

"تم نیند میں کہہ رہی تھیں، اگر تمہارے اندر سے زہر ختم نہیں ہوگا تو تم کسی دن جوش اور جنون میں مجھ سے لپٹ کر پیار کرو گی۔ میں مر جاؤں گا تو میرے ساتھ تم اپنی جان بھی دے دو گی۔"

وہ لقمہ چباتے چباتے رک گئی۔ پورس کو گہری سنجیدگی سے دیکھ کر بولی "میں ایسا جاگتے ہوئے بھی سوچتی ہوں۔ کبھی تو ایسا ہوگا کہ خود کو روک نہیں پاؤں گی اور جنون کی حالت میں تمہیں پہلی اور آخری بار پیار کروں گی اور تمہارے ساتھ مر جاؤں گی۔"

وہ لقمہ چباتے ہوئے سوچنے لگی۔ اس کے بعد بولی۔ "پورس! میں بہت بری ہوں۔ تم سے روح کی گہرائیوں کے ساتھ محبت کرنے کے باوجود سوچتی ہوں کہ اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے تمہارے ساتھ مر جاؤں گی۔ میری موت سے کچھ نہیں ہوگا مگر تمہیں اپنے زہر سے ہلاک کر کے ظلم کروں گی۔"

"ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ میں بہت محتاط رہتا ہوں۔"

"نہیں پورس! بالکل سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ تم دن رات اپنی موت کے ساتھ رہتے ہو۔ میں سوچتی ہوں، تم سے کہیں دور چلی جاؤں۔"

"کیا پاگل ہوگئی ہو؟ آئندہ مجھے چھوڑ کر جانے کی بات کبھی نہ سوچنا۔ تم اپنے بارے میں وہ حیرت انگیز بات نہیں جانتی ہو جو میں جانتا ہوں۔"

"میں کون سی حیرت انگیز بات نہیں جانتی ہوں جو تم جانتے ہو؟"

"تم یقین نہیں کرو گی کہ تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔"

"کیا میں؟ ٹیلی پیتھی جانتی ہوں؟"

"ہاں۔ کل رات تم خواب دیکھتے دیکھتے خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے میرے دماغ میں آئی تھیں اور مجھ سے گفتگو کی تھی۔"

وہ بے یقینی سے پورس کو دیکھتے ہوئے بولی "مذاق کر رہے ہو نا؟"

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم اپنی پچھلی زندگی کی طرح ٹیلی پیتھی کے علم کو بھی بھولی ہوئی ہو۔ تم نے کل رات میرے دماغ میں آ کر مختصر سی گفتگو کی۔ خود حیرانی ظاہر کی کہ میرے

دماغ میں کیسے پہنچی ہوئی ہو۔"

وہ چپ ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ اس نے پوچھا "پھر کیا ہوا؟"

"پھر اچانک تم میرے دماغ سے چلی گئیں۔ میں بڑی دیر تک انتظار کرتا رہا کہ تم واپس آؤ گی مگر نہیں آئیں۔ پتا نہیں نیند میں تمہارے اندر کہیں تحریک پیدا ہو گئی تھی کہ تم نے دو چارمنٹ کے لیے خیال خوانی کی تھی۔"

"میں حیران ہوں۔ مجھے یقین نہیں آرہا ہے مگر تم میرے لیے سچے ہو۔ بہت اچھے ہو اس لیے یقین کر رہی ہوں۔"

"پہلے انکشاف ہوا کہ تم زہریلی ہو۔ خطرناک ہو۔ اب یہ بھید کھلا ہے کہ پراسرار ہو اور ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔ اگر مجھے دل و جان سے چاہتی ہو تو وعدہ کرو، کبھی مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔ تنہا کہیں جاؤ گی تو قانون کی گرفت میں آؤ گی یا کوئی دشمن تمہارے زہر سے خوف زدہ ہو کر تمہیں گولی مار دے گا۔"

"میں کبھی تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ تم نے مجھ پر بڑے احسانات کیے ہیں۔ ایک احسان اور کرو۔ کسی طرح میرے اندر سے تمام زہر نکال دو۔"

"میں آج ہی سے اس کوشش میں رہوں گا کہ کسی بہت ہی تجربے کار ڈاکٹر کو ٹریپ کروں اور اس سے تمہارا علاج کراؤں لیکن میری کوششوں کے درمیان تمہیں صبح و شام یوگا کی مشقیں کرنی ہوں گی۔"

"میں ضرور کروں گی۔ مشقوں کے دوران میں زیادہ سے زیادہ دیر تک سانس روکنے کی کوشش کروں گی۔"

"تمہیں ایسی مشقیں یاد نہیں ہوں گی تو میں تمہیں بتاؤں گا۔ تم شمال کی طرف رخ کر کے یہ عمل کرتی رہو گی۔ مجھے امید ہے، شمال سے آنے والی مقناطیسی ہوائیں تمہاری خیال خوانی کو بیدار کریں گی۔ رفتہ رفتہ ٹیلی پیتھی کا عمل یاد آتا رہے گا۔"

وہ دونوں تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو گئے۔ بدن کا تمام زہر نکالنے اور فراموش ہو جانے والی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت کو بحال کرنے کے سلسلے میں جو فیصلہ کر چکے تھے اس پر غور کرنے لگے۔

○☆○

ہم نے ثمرینہ کے سردار باپ کی لاش کو بڑی سی چادر میں لپیٹ کر ایک گاڑی کے پیچھے رکھ دیا پھر ہماری تین گاڑیوں کا قافلہ کابل کی طرف چل پڑا۔ میں نے ثمرینہ سے کہا۔ "تمہارے سردار بابا اپنی جان بچانے کے لیے کابل سے باہر آرہے تھے۔ اس کا مطلب ہے، کابل میں تمہارے لیے بھی خطرہ ہے۔"

ثمرینہ نے کہا "میں خطرات سے نہیں ڈرتی۔ یہاں آنے سے اس لیے کترا رہی تھی کہ اپنے بابا اور قبیلے سے آنکھیں نہیں ملا سکوں گی۔ سب مجھے اغوا ہونے آبرو باختہ سمجھیں گے لیکن اب بابا کو دشمنوں نے ... ہے۔ ہمارے قبیلے والوں پر بھی مصیبتیں آئی ہوں گی۔ دشمنوں نے ہمارے جاں بازوں کو بھی ہلاک کیا ہوگا، ہتھیار پھینکنے پر مجبور کیا ہوگا۔ میں ان حالات میں دشمن سے لڑوں گی۔ تنہا ایک دشمن کو بھی قتل کروں گی تو اطمینان ہوگا کہ میں نے اپنے بابا کے قتل کا انتقام لیا ہے۔"

"تم تنہا نہیں ہو۔ ہم ساتھ ہیں۔"

"میں نے تمہیں جنگجو پایا ہے۔ تم دلیر ہو لیکن تمہارے ساتھی ہتھیار ہونے کے باوجود اناڑی ہیں۔ وہ بے چارے خواہ مخواہ مارے جائیں گے۔"

میں سوچنے لگا۔ وہ درست کہہ رہی تھی۔ پتا نہیں وہاں پہنچ کر کیسے حالات پیش آنے والے تھے۔ گاڑی کی ونڈ اسکرین کے پار نظر آرہا تھا۔ دور کابل شہر میں ابھی تک شعلے بھڑک رہے تھے اور دھوئیں کے دبیز بادل دور تک پھیل رہے تھے۔

میں نے پوچھا "کیا ایسی کوئی پناہ گاہ ہے، جہاں میرے ساتھی محفوظ رہ سکیں؟"

وہ بولی "ہمیں دائیں طرف ناہموار راستے پر جانا ہوگا۔ کابل کے ایک مضافاتی علاقے میں میری بہن اور بہنوئی رہتے ہیں۔ ان کی بہت بڑی حویلی میں تمہارے ساتھی آرام سے محفوظ رہ سکیں گے۔"

میں نے اس کے بتائے ہوئے راستے پر گاڑی موڑ دی۔ دوسری گاڑیاں ہمارے دائیں بائیں آکر ساتھ چلنے لگیں۔ سرفراز نے پوچھا "تم نے راستہ بدل دیا ہے۔ کیا ہم کابل سے کترا کر آگے جارہے ہیں؟"

میں نے بتایا کہ انہیں ایک محفوظ جگہ پہنچایا جا رہا ہے۔ اس کے بعد میں ثمرینہ کے ساتھ کابل جاؤں گا۔ شائستہ نے کہا "بھائی جان، وہاں قدم قدم پر گولیاں چل رہی ہیں اور بم کے دھماکے ہو رہے ہیں۔ آپ خطرہ مول لے کر ثمرینہ کو اس کے قبیلے میں پہنچانے نہ جائیں۔"

"مجھے جانا ہی ہوگا۔ اس قبیلے کے آبائی قبرستان میں سردار بابا کی تدفین ہوگی۔ ثمرینہ کو وہاں پہنچانا ہی ہوگا۔ شام تک واپس آجاؤں گا۔"

میں نے ان سب کو اس حویلی میں پہنچا دیا۔ ثمرینہ اپنی بہن اپنے باپ کی لاش دیکھ کر رونے لگی۔ اس کے بہنوئی نے میرے تمام ہم سفروں کے لیے حویلی میں رہنے کا انتظام کیا پھر وہ بھی اپنے سسر کی تدفین کے لیے کابل جانا چاہتا تھا لیکن میں نے اور ثمرینہ اور اس کی بہن نے اسے جانے سے روک دیا۔ وہ آخری رسومات ادا کرنے کے لیے جانے کی ضد کر رہا تھا۔ میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے مجبور کر دیا کہ وہ حویلی میں رہ کر تمہارے مہمانوں کی حفاظت کرے۔

پھر میں اپنے تمام ہم سفروں سے رخصت ہو کر ثمرینہ کے ساتھ کابل کی طرف روانہ ہو گیا۔ ثمرینہ نے پہلے مجھے خاموشی سے دیکھا پھر تھوڑی دیر بعد بولی "کیا تم دنیا میں اکیلے ہو؟"

"یہ کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"جن کے پیچھے کوئی رونے والا نہیں ہوتا، وہی خطرات سے کھیلتے ہیں۔"

"میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میرا بہت بڑا خاندان ہے اور تم سے بھی بڑے دو جوان بیٹے ہیں۔"

"پلیز اس طرح اپنی عمر نہ بتاؤ۔ شہر میں کہیں فون کرنے کا موقع ملے تو اپنے رشتے داروں سے آخری بار گفتگو کر لینا۔"

"میں تمہارے کام آنے کے لیے ساتھ جا رہا ہوں اور تم مجھے موت سے ڈرا رہی ہو۔ کیا میں ڈر کر بھاگ جاؤں؟"

"میں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں۔ تم میدان چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہو۔ ویسے سچ بتاؤ، کیوں میرے لیے خطرات سے کھیلنے جا رہے ہو؟ کوئی تو بات ہوگی؟"

"ہماری دنیا میں ایک ہاتھ سے لینے اور دوسرے ہاتھ سے دینے کا رواج اتنا عام ہو گیا ہے کہ کوئی بے لوث ہو کر کسی لین دین کے بغیر مدد کرے تو یقین نہیں آتا کہ وہ صرف انسانیت کے ناتے کام آرہا ہے۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "تم بہت گہرے ہو۔ دل کی بات زبان پر نہیں لاؤ گے۔"

میں خاموش رہا۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ پچھلی رات سے میرے بارے میں سوچتی اور متاثر ہوتی رہی تھی۔ اب میں اس کے باپ کی تدفین کے لیے خطرات سے کھیلنے جا رہا تھا۔ یہ ایسی بات تھی کہ اس کے دل میں میری محبت بھر گئی تھی۔ وہ یقین کے ساتھ سوچ رہی تھی کہ میں اس کا دیوانہ ہو گیا ہوں اور اس کی خاطر جان ہتھیلی پر لیے جا رہا ہوں۔

وہ بے شک حسین تھی۔ جوان تھی۔ میں جوان نہیں تھا۔ اسے بتا چکا تھا کہ میرے بیٹوں کی عمر اس سے زیادہ ہے لیکن وہ اپنے ہی طور پر میرے بارے میں سوچ رہی تھی اور مجھے اپنے دل کی دھڑکنوں میں بسا رہی تھی۔

میرے صرف بیٹے نہیں تھے۔ پوتی اور پوتے بھی تھے۔ ایسے میں فرہاد علی تیمور کے بجائے کسی شیریں کا فرہاد بننا معیوب بھی تھا اور مضحکہ خیز بھی۔ میں نے ثمرینہ کا دل نہیں توڑا۔ یہ سوچ کر خاموش رہا کہ آج رات تک اسے اس کے قبیلے میں چھوڑ کر جانا ہی ہے اس لیے فضول رومانی بحث کرنا مناسب نہیں ہے۔

ہم شہر میں داخل ہو گئے تھے۔ جہاں بم کا دھماکا ہوا تھا، وہاں دھواں اور شعلے نظر آرہے تھے پھر کوئی دھماکا نہیں ہوا تھا اور نہ ہی گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ میری گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ایجنٹ سردار بابا کی لاش کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس ایجنٹ نے پچھلی رات ہمیں لوٹنے اور جانی نقصان پہنچانے کی سازش کی تھی اس لیے میں نے اسے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حویلی میں نہیں چھوڑا تھا۔ اپنا آلۂ کار بنائے رکھنے کے لیے ساتھ لے آیا تھا۔

میں ثمرینہ کی راہنمائی کے مطابق گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ مجھے شہر کے اس علاقے کے قریب لے آئی، جہاں اس کے قبیلے کے لوگ آباد تھے۔ میں نے ایک جگہ گاڑی روک کر ایجنٹ سے کہا "باہر نکلو۔"

وہ باہر نکل کر میرے پاس اگلی کھڑکی کے سامنے آیا۔ میں نے کہا "تم یہاں سے ثمرینہ کے قبیلے میں پیدل جاؤ اور وہاں کے حالات معلوم کرو پھر واپس آکر بتاؤ کہ ثمرینہ کو اس علاقے میں جانا چاہیے یا نہیں۔"

وہ عاجزی سے بولا "آپ مجھے موت کے منہ میں بھیج رہے ہیں، اگر وہاں ثمرینہ کے مخالف قبیلے کا سردار ہوگا تو مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ میں تنہا نہیں جاؤں گا۔"

میں نے کہا "تمہارا باپ بھی جائے گا۔ تم وہاں موت کے ڈر سے نہیں جاؤ گے تو میں یہاں گولی مار دوں گا۔"

اس نے مکاری سے سوچا کہ میرے سامنے جانا چاہیے پھر کسی گلی میں مڑتے ہی دوڑ لگاتے ہوئے فرار ہو جانا چاہیے۔

وہ بڑی تابعداری سے جانے لگا۔ ثمرینہ نے کہا "اس کم بخت نے تم لوگوں سے دھوکا کیا تھا لیکن تم نے اسے تنہا کیوں بھیجا ہے۔ یہ کہیں بھاگ جائے گا اور ہم اس کا انتظار کرتے رہ جائیں گے۔"

"یہ کہیں نہیں جائے گا۔ تم تھوڑی دیر خاموش رہو۔ میں ایک پلان سوچ رہا ہوں۔"

وہ خاموش رہی۔ میں ایجنٹ کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ ایک گلی میں مڑنے اور نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد بھاگ رہا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ بات تھی کہ جو راستہ قبیلے والوں کی طرف جاتا ہے' وہ اس راستے پر نہیں جائے گا۔ میں اسے اسی راستے پر دوڑانے لگا۔

پھر وہ رک گیا۔ ایک محلے میں جگہ جگہ مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ ایک مسلح شخص نے پوچھا "تم کون ہو؟ کہاں سے آرہے ہو؟"

اس ایجنٹ نے میری مرضی کے مطابق کہا "میں اس قبیلے کے سردار سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"ہم نے یہاں کے سردار کو جہنم رسید کردیا ہے۔ اب یہاں ہمارا سردار ہے۔ یہ علاقہ ہمارا ہوگیا ہے۔"

"مہربانی کرکے مجھے نئے سردار سے ملوادیں۔ میں اسے ایک ضروری پیغام دینا چاہتا ہوں۔"

وہ شخص اسے اپنے سردار کے پاس لے جانے لگا۔ میں نے اس ایجنٹ کے ذریعے دیکھا۔ ایک کشادہ گلی میں بے شمار جوان مردوں کو رسیوں سے باندھ کر بٹھایا گیا تھا۔ ایک حویلی نما عمارت کے سامنے کئی مسلح افراد تھے۔ ایک گاڑی کے پچھلے حصے میں جدید اسلحہ' کارتوس اور ہینڈ گرینیڈ رکھے ہوئے تھے۔ دوسری گاڑی کے پچھلے حصے میں راکٹ لانچر تھا۔ وہ مسلح شخص اس ایجنٹ کو عمارت کے اندر لے گیا۔ وہاں ایک صحن میں فرشی دسترخوان بچھا ہوا تھا۔ دسترخوان کے اطراف سردار اپنے مشیروں اور خاص تابعداروں کے ساتھ بیٹھا صبح کے ناشتے کے طور پر پراٹھے اور مرغ مسلم کھا رہا تھا۔

اس مسلح شخص نے وہاں پہنچ کر کہا "امیر اکبر شاہ کا اقبال بلند ہو۔ یہ اجنبی کہیں باہر سے آیا ہے اور آپ سے ملنا چاہتا ہے۔"

سردار امیر اکبر شاہ نے ایجنٹ کو دیکھ کر پوچھا "کون ہو تم؟ مجھ سے کیوں ملنے آئے ہو؟"

ایجنٹ نے کہا "یہاں کا سردار زخموں سے چور ہوکر شہر کے باہر بھاگتا جارہا تھا۔ آپ کے جاں باز اس کا تعاقب کررہے تھے لیکن تین گاڑیوں والوں نے آپ کے آدمیوں کو ہلاک کیا۔ ان کی جیپ کا پہیہ بیکار کردیا اور انہیں پیدل بھاگنے پر مجبور کردیا' آپ کو یہ بات معلوم ہوچکی ہوگی۔"

امیر اکبر شاہ نے کہا "معلوم ہے' جو بزدلوں کی طرح بھاگ کر آئے تھے' ہم نے انہیں گولی ماردی ہے۔ کیا تم یہی بات کہنے آئے ہو؟"

"میں یہ بھی پوچھنے آیا ہوں کہ جن لوگوں نے آپ کے آدمیوں کو بھاگنے پر مجبور کردیا' آپ نے ان لوگوں کو اہمیت کیوں نہیں دی؟"

"انہیں کیا اہمیت دی جاتی؟ وہ تین گاڑیوں میں چند مسلح افراد تھے۔ جب شہر میں داخل ہوں گے اور ہماری طرف آئیں گے تو کتوں کی موت مارے جائیں گے۔"

"آپ کو کس گدھے مشیر نے یہ مشورہ دیا ہے کہ ان کا انتظار کیا جائے؟"

وہاں بیٹھے ہوئے چار مشیر غصے سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ خاص تابعداروں نے بھی دسترخوان سے اٹھ کر ایجنٹ کی طرف ہتھیاروں کا رخ کیا۔ ایک تابعدار نے امیر سے کہا "ہمیں اجازت دی جائے' ہم اسے گولیوں سے چھلنی کردیں۔"

"میں ایک اہم اطلاع دینے آیا ہوں۔ کیا مجھے ہلاک کرنے سے پہلے نہیں پوچھیں گے کہ وہ اطلاع کیا ہے؟"

امیر اکبر شاہ نے کہا "اسے ابھی زندہ رہنے دو۔ بولو جوان "کیا اطلاع دینا چاہتے ہو؟"

"آپ ان تین گاڑیوں والوں کو چند افراد سمجھ رہے ہیں جبکہ وہ طالبان ہیں۔ وہ اپنی پوری فورس لانے واپس گئے تھے اور اب آتے ہی ہوں گے۔"

امیر اکبر شاہ فوراً ہی اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اپنے خاص تابعداروں سے بولا "راکٹ لانچر مین روڈ پر لے جاؤ۔ طالبان جدھر سے آئیں' ادھر راکٹ چلائے جائیں۔ اس علاقے کے چاروں طرف اپنے جاں بازوں کو مستعد رہنے کے لیے کہو۔ جاؤ اور فوراً جاں بازوں کو مستعد رہنے کا حکم دو۔"

وہ سب حکم کی تعمیل کے لیے دوڑتے ہوئے جانے لگے۔ میں ایک تابعدار کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ وہ عمارت سے باہر نکل کر اس گاڑی کی اسٹیئرنگ سیٹ پر آگیا' جس کے پچھلے حصے میں اسلحہ' کارتوس اور ہینڈ گرینیڈ کا ذخیرہ تھا۔ اس تابعدار کے پاس بھی دو ہینڈ گرینیڈ تھے۔ وہ گاڑی اسٹارٹ کرکے اسے عمارت کے بڑے گیٹ کے پاس لایا۔ دربان نے گیٹ کھول دیا۔ وہ ڈرائیو کرتا ہوا اندر آیا۔ وہاں سے مڑ کر اس صحن کی طرف جانے لگا جہاں دسترخوان کے اطراف امیر اکبر شاہ اور اس کے مشیر کھڑے ہوئے تھے۔ امیر نے دور سے اسلحے کی گاڑی کو دیکھ کر پوچھا "یہ گاڑی یہاں کیوں لائی جارہی ہے؟"

گاڑی ڈرائیو کرنے والے تابعدار نے ایک گرینیڈ کی چابی کو دانتوں کے درمیان دبا کر کھینچا پھر اسٹیئرنگ سیٹ والی چھوٹی کھڑکی سے اس گرینیڈ کو پیچھے اسلحے کے ذخیرے پر پھینک دیا۔

ایک مشیر نے چیخ کر کہا "دیکھو گاڑی میں کون ہے؟ اور اسے یہاں کیوں لارہا ہے؟"

اس وقت تک گاڑی ان کے قریب آگئی۔ ایک زوردار دھماکا ہوا۔ امیر اکبر شاہ اور اس کے مشیروں کی چیخیں سنائی دیں پھر دوسرے تیسرے دھماکوں کے ساتھ عمارت کی دیواریں اور چھتیں اڑنے لگیں۔ آگ کے شعلے بلند ہوتے ہوئے آسمان کی طرف جانے لگے۔ دور دور تک چیخ پکار سنائی دے رہی تھی۔ ثمرینہ نے چونک کر پوچھا "یہ اچانک دھماکے کیوں ہورہے ہیں؟ بے قصور عورتیں اور بچے مارے جائیں گے۔"

میں امیر اکبر شاہ کے خیالات پڑھ کر معلوم کرچکا تھا۔ اس امیر کی آمد سے پہلے ہی ثمرینہ کے سردار بابا نے قبیلے کی تمام عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کو دوسرے علاقوں کی طرف بھیج دیا تھا۔ وہاں برے حالات سے نمٹنے کے لیے صرف نوجوان تھے۔ بعد میں وہ بے چارے بھی قیدی بنالیے گئے تھے۔

میں دوسرے تابعدار کے دماغ میں پہنچا۔ وہ میری مرضی کے مطابق دوڑتے ہوئے چیخ چیخ کر کہنے لگا "طالبان آگئے ہیں۔ طالبان راکٹ لانچر سے حملے کررہے ہیں۔ ہمارا سردار اور تمام مشیر مارے گئے ہیں۔ یہاں سے بھاگ چلو۔"

جب سپاہ سالار اور خاص لوگ مارے گئے تھے تو پھر چھوٹے چھوٹے مہرے بساط پر کیسے رہ سکتے تھے؟ وہ بھی جدھر راستہ ملا' ادھر بھاگتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر تک رہ رہ کر دھماکے ہوتے رہے پھر خاموشی چھاگئی۔

ایک مسلح شخص دوڑتا آرہا تھا۔ میں نے گاڑی سے باہر آکر ہاتھ ہلا ہلا کر اس سے کہا "آؤ۔ جلدی آؤ۔ یہ گاڑی تمہارے لیے رکی ہوئی ہے۔"

وہ دوڑتا ہوا قریب آیا۔ میں نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟"

اس نے نام بتایا۔ میں نے کہا "تم اپنے آدمی نہیں ہو۔ یہاں مرنے کیوں آئے ہو؟ واپس جاؤ۔"

میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ واپس اسی علاقے کی طرف بھاگنے لگا۔ ثمرینہ نے حیرانی سے کہا "کیا یہ پاگل کا بچہ ہے؟ یہ اپنے ہتھیار سے کام لے سکتا تھا مگر تم نے واپس جانے کے لیے کہا اور یہ جارہا ہے۔"

میں نے اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا "اس ملک میں کئی برسوں سے جنگ جاری ہے۔ ایسے میں بہت سے لوگ نیم پاگل ہوجاتے ہیں۔ ابھی ہونے والے دھماکوں نے اس کے ذہن پر برا اثر ڈالا ہے۔"

میری باتوں کے دوران میں اس کا دماغ آزاد ہوگیا تھا۔ وہ بھاگتے بھاگتے رک گیا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اِدھر سے اُدھر کیوں بھاگ رہا ہے؟ اس کے سوچنے سمجھنے تک میں پھر اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ پھر بھاگتا ہوا اس علاقے میں پہنچا۔ میں اس کے ذریعے وہاں کے حالات معلوم کرنے لگا۔ بھاگنے کے دوران میں' میں نے اسے ہتھیار پھینکنے پر مجبور کیا تھا۔ اس کے پاس صرف ایک چاقو رہ گیا تھا۔

ایک کشادہ گلی میں ثمرینہ کے قبیلے کے جوانوں کو رسیوں سے باندھ کر رکھا گیا تھا۔ دھماکوں کا اثر اس گلی تک ہوا تھا۔ کچھ جوان زخمی ہوئے تھے۔ باقی صحیح سلامت تھے۔ اس آلۂ کار نے ان سب کی رسیاں کاٹتے ہوئے کہا "بانو ثمرینہ اپنے بابا کی لاش لے کر آرہی ہے۔ تم سب دشمنوں کے چھوڑے ہوئے ہتھیاروں کو اٹھا کر اس کے استقبال کے لیے تیار ہوجاؤ۔"

وہ سب آزاد ہوتے ہی دوسرے گلی کوچوں میں گئے۔ جہاں جہاں دشمنوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں' وہاں سے ان لاشوں کو اٹھا کر ٹرک کے پچھلے حصے میں ڈالتے گئے اور ان لاشوں کے ہتھیار اپنے پاس رکھتے گئے۔ کچھ جوان پلاسٹک کے پائپ کے ذریعے پانی بہاتے ہوئے جگہ جگہ سے انسانی خون صاف کرنے لگے۔

میں اس آلۂ کار کے ذریعے مزید دو آدمیوں کے دماغوں میں پہنچ گیا تھا اور اس علاقے کے کئی حصوں میں ان سب کی مصروفیات دیکھ رہا تھا۔ ایک بزرگ آلۂ کار کے ذریعے اعلان کرایا کہ بانو ثمرینہ آرہی ہے اس لیے اپنے قبیلے کی عورتوں کو بلایا جائے۔ مجھے خیال خوانی کے ذریعے یہ تمام اہم کام نمٹانے میں خاصا وقت لگ گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ثمرینہ نے بیزار ہوکر پوچھا "تم یہاں کب تک بیٹھے رہوگے؟ میں تو بور ہورہی ہوں۔"

"ابھی ہم تھوڑی دیر میں آگے بڑھیں گے۔"

"کچھ معلوم تو ہو کہ یہاں کیوں رکے ہوئے ہو؟"

"راستہ صاف ہوجائے۔ خطرہ ٹل جائے تو ہم جائیں گے۔"

"کیا یہاں بیٹھے رہنے سے معلوم ہوتا رہے گا کہ خطرہ ٹل رہا ہے؟"

"لوگوں کی بھاگ دوڑ اور پریشانیوں سے اندازہ ہورہا ہے کہ اب دھماکے نہیں ہورہے ہیں۔ گولیاں نہیں چل رہی

ہیں۔ اگر ہم تھوڑی دیر پہلے وہاں جاتے تو کیا اس طرح زندہ سلامت رہتے؟"

وہ قائل ہو کر بولی "تم بہت سمجھ دار ہو۔ دور سے خطرات کو بھانپ لیتے ہو۔ پتا نہیں کیوں، تم مجھے عجیب و غریب سے لگتے ہو۔"

"عجیب و غریب کا مطلب کیا ہوا؟"

"یہی کہ دوسروں سے الگ لگتے ہو۔ کیسے ہی حالات پیش آئیں، ان سے نمٹنا جانتے ہو۔ مجھے تمہارے جیسے دلیر مرد کی ضرورت ہے۔ میں چاہتی ہوں تم ان مسافروں کے ساتھ نہ جاؤ۔ یہاں رہ جاؤ میرے ساتھ۔"

میں نے کہا "آہ! ایسا نہ کہو۔ میری گھر والی سن لے گی تو مجھے طلاق دے دے گی۔ میرے جوان بیٹے مجھے دھکے مار کر گھر سے نکال دیں گے۔"

"تعجب ہے۔ تم اتنے دلیر ہو کر بیوی بچوں سے ڈرتے ہو۔"

"ہمارے قبیلے میں بیوی طلاق دے دے اور اولاد دھتکار دے تو قبیلے کے دستور کے مطابق مرد کو خودکشی کرنی پڑتی ہے۔ وہ خودکشی نہ کرے اور فرار ہو جائے تو اسے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک تلاش کرکے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔"

"فکر نہ کرو۔ میں اپنے قبیلے میں تمہیں تحفظ دوں گی۔"

"یعنی تم چاہتی ہو کہ میں بیوی اور بچوں کو چھوڑ دوں؟"

"میں ہر حال میں تمہیں اپنا لائف پارٹنر بنانا چاہتی ہوں۔ تم راضی ہو جاؤ پھر تمہارے بیوی بچے کیا چیز ہیں؟ میں ساری دنیا سے تمہیں چھین کر اپنے پاس رکھ لوں گی۔"

"میری بیوی سے تم چھین لو گی۔ تم سے کوئی دوسری چھین لے گی۔ میری تھوڑی سی زندگی رہ گئی ہے۔ وہ چھینا جھپٹی میں ختم ہو جائے گی۔"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔ میں نے کہا "آؤ اب چلیں۔ تمہارے علاقے میں امن و امان ہو گیا ہے۔"

میں نے گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھائی۔ وہ بولی۔ "میں بے حیا نہیں ہوں۔ تم سے ایسی باتیں اس لیے کر رہی ہوں کہ تمہارے ساتھ اپنے علاقے میں جا رہی ہوں۔ پہلے تو اغوا ہونے والی بدنامی تھی۔ اب تمہارے ساتھ واپس آنے پر باتیں بنائی جائیں گی کہ میں تمہارے ساتھ پارسا نہیں رہی ہوں۔"

"تم فکر نہ کرو۔ پہلے اپنے بابا کی آخری رسومات ادا ہونے دو پھر میں تمہارے لوگوں کے دلوں سے تمہارے سلسلے میں جو غلط فہمی ہے، اسے دور کر دوں گا۔"

تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہم سردار بابا کے علاقے میں داخل ہوئے۔ ثمرینہ نے حیرانی سے اپنے قبیلے کی عورتوں اور بچوں کو دیکھا۔ وہ اپنے اپنے گھروں میں جا رہی تھیں۔ اس نے کہا "جب مجھے اغوا کیا گیا تھا اسی دن صبح سردار بابا نے یہاں کی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو اس علاقے سے دور بھیج دیا تھا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ ایک دو دن میں دشمن حملہ کرنے والے ہیں لیکن یہ عورتیں، بچے اور بیمار بوڑھے واپس آ گئے ہیں۔"

میں نے ایک چوک کے پاس آکر گاڑی روک دی۔ ہم دونوں ہتھیار اٹھائے گاڑی سے باہر آئے اور چوک کے اونچے چبوترے پر کھڑے ہو گئے۔ قبیلے کے لوگ ثمرینہ کو دیکھتے ہی دوڑتے ہوئے آنے لگے۔ وہ بزرگوں کو سلام کرنے لگی۔ جوان اسے سلام کرنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے سیکڑوں مسلح افراد چوک کے اطراف جمع ہو گئے۔ وہ بلند آواز میں بولی "میرے بابا کی عزت اور احترام کرنے والے جانبازو! مجھے اغوا کیا گیا تھا۔ اغوا ہونے والی کوئی عورت اپنے قبیلے میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتی لیکن میرا خدا گواہ ہے کہ میں واپس آکر بھی ایسی ہی پاکیزہ ہوں، جیسی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی۔ کوئی یقین کرے یا نہ کرے۔ اس شریف اور نیک دل شخص نے میری عزت آبرو کی حفاظت کی ہے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گی۔ ابھی تو مجھے یہ صدمہ ہے کہ آج میں یتیم ہو گئی ہوں۔ ہمارے سردار بابا کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں ان کی لاش اس گاڑی میں لے کر آئی ہوں اور چاہتی ہوں کہ آپ اپنے سردار کو عزت اور احترام کے ساتھ سپردِ خاک کریں۔"

لوگوں کے سر صدمے سے جھک گئے۔ وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ سے سردار بابا کی لاش نکال کر لے جانے لگے۔ ثمرینہ جس حویلی نما عمارت میں اپنے بابا کے ساتھ رہتی تھی، وہ بم کے دھماکوں کے باعث بُری طرح کھنڈر بن گئی تھی۔ وہ دوسری حویلی میں آئی۔ سردار نے وہ حویلی بیٹی کے لیے بنائی تھی۔ وہاں ثمرینہ سردار بابا کے خاص مشیروں اور قبیلے کے بزرگوں کے ساتھ آکر ایک بڑے سے کمرے میں بیٹھ گئی۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ بولی "میری ایک بہن اپنے گھر کی ہو گئی ہے۔ میری بھی شادی ہو جائے گی۔ دستور کے مطابق ہم دونوں بہنوں کے شوہروں میں جو دانا اور جنگجو ہوگا، اسے سردار بنایا جائے گا۔ اگر دونوں میں سے کوئی سردار بننے کا اہل نہ ہو تو آپ بزرگوں اور مشیروں کے فیصلے کے مطابق کسی قابل شخص کو سردار بنایا جائے گا۔ کیا میں درست کہہ رہی ہوں۔"

سب نے تائید میں کہا کہ وہ درست کہہ رہی ہے۔ ایک بزرگ نے کہا "آج تمہارے بابا شہید ہوئے ہیں۔ تم چالیس دن بعد کسی سے شادی کرو گی تو سردار کا فیصلہ ہوگا۔ تمہاری بہن کا شوہر ایک تاجر ہے۔ اسے قبیلے کی سرداری سے دلچسپی نہیں ہے۔"

ایک مشیر نے کہا "تمہاری شادی ہونے تک چالیس دن کے لیے کسی کو عارضی طور پر سردار بنایا جا سکتا ہے۔"

دوسرے مشیر نے کہا "ہمارے قبیلے میں کئی ذہین اور جنگجو نوجوان ہیں۔ تم ان میں سے کسی کو پسند کرکے آزمائشی طور پر سردار بنا سکتی ہو۔"

وہ میری طرف اشارہ کرکے بولی "میرے ساتھ یہ جوان ہے۔ اس کا نام شہزاد ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ شہزاد کو عارضی طور پر سردار بنایا جائے۔"

وہ سب ایک دوسرے سے مشورے کرنے لگے پھر ایک نے کہا "محترم شہزاد کا تعلق ہمارے قبیلے سے نہیں ہے۔ یہ افغانستان کے کس صوبے سے آئے ہیں؟"

"یہ افغانی نہیں پاکستانی ہے۔ اسلام میں ذات، برادری اور قبیلے سے زیادہ انسان کے نیک اعمال اور اونچے کردار کو اہمیت دی جاتی ہے۔ زندگی ایک بار ملتی ہے۔ اپنی زندگی کو محفوظ رکھنے کے لیے آپ باہر سے اسلحہ منگواتے ہیں۔ آپ اس اسلحے کی ذات برادری کا حساب نہیں کرتے۔ جب آپ اپنی بقا کے لیے امریکا اور روس وغیرہ سے اسلحہ اور رقم حاصل کرتے ہیں تو باہر سے آنے والے کو قبول کیوں نہیں کرتے۔ میں اس بات کی ضمانت لیتی ہوں کہ شہزاد قابلِ اعتماد ہے۔ روسی اور امریکی اسلحہ اور رقم کے پیچھے فریب چھپا رہتا ہے لیکن شہزاد فریبی نہیں ہے۔ ایک ذمے دار مسلمان ہے۔"

میں کچھ عرصہ اس ملک میں رہنے آیا تھا۔ وہاں ایک قبیلے کا سردار بن کر بھی رہ سکتا تھا لیکن میں ثمرینہ کے ارادوں کو سمجھ رہا تھا کہ وہ مجھے سردار بنانے کے چالیس دن بعد نکاح پڑھوانے کے لیے کہے گی۔

ایک بزرگ نے کہا "باہر سے آنے والا ہماری تہذیب اور رسم و رواج کے مطابق ہونا چاہیے۔ وہ قبیلے کے ایسے جوانوں سے مقابلہ کرکے کامیابی حاصل کرے، جو خود کو سردار بننے کا اہل سمجھتے ہیں تو ہم اسے سردار بنانے سے انکار نہیں کریں گے۔"

کمرے کے دروازے پر سے آواز آئی "ہم طالبان مجاہد ہیں۔"

ہم سب نے دیکھا۔ دو باریش جوان دروازے پر کلاشنکوف لیے کھڑے تھے۔ ایک نے کہا "طالبان نے اس علاقے کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ جو ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے گا، اسے موت کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔"

دوسرے نے میری طرف اشارہ کرکے کہا "تم لوگ اس کم بخت کو سردار بنانے کی باتیں کر رہے ہو؟ کیا یہ مسلمان ہے؟ اس کے سر پر پگڑی یا ٹوپی نہیں ہے اور یہ داڑھی بھی نہیں رکھتا ہے۔"

ان کے پاس ایک تیسرا مجاہد آیا۔ اس نے ثمرینہ کو دیکھ کر پوچھا "یہاں کیا ہو رہا ہے۔ یہ اتنے مردوں کے سامنے بازاری عورتوں کی طرح بے پردہ کیوں ہے؟"

ایک بزرگ نے آگے بڑھ کر کہا "اسے دشمنوں نے اغوا کیا تھا۔ یہ ابھی واپس آئی ہے۔ اسے پردہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ ابھی پردہ کرے گی۔ جاؤ بیٹی! دوسرے کمرے میں جاؤ۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی دوسرے کمرے کی طرف جانے لگی۔ ایک مجاہد نے کہا "تم بزرگ ہو کر جھوٹ بولتے ہو۔ یہاں اس شخص کو سردار بنانے کی باتیں کی جا رہی تھیں۔ وہ

اغوا کی جانے والی بے پردہ بیٹھ کر تمہاری باتوں میں کیوں دلچسپی لے رہی تھی۔ یہاں بیٹھنے سے پہلے اس نے پردہ کیوں نہیں کیا؟"

میں نے اس معاملے کو ختم کرنے کے لیے کہا "اب آپ لوگ آگئے ہیں تو یہاں آپ کے تمام احکامات پر عمل کیا جائے گا۔ آپ کی آمد سے پہلے جو بے پردگی اور بے اصولی تھی، وہ اب نہیں رہے گی۔ میں نے کل سے شیو نہیں کیا ہے اور نہ کروں گا۔ باریش بھی رہوں گا اور ٹوپی بھی پہنوں گا۔"

ایک نے بزرگوں اور مشیروں سے کہا "اس طرح ٹولیوں کی صورت میں نہ بیٹھو۔ اپنا جرگہ سسٹم ختم کرو۔ یہاں نہ کوئی قبیلہ ہوگا اور نہ کوئی سردار۔ ہم مسلمانوں کو قبیلوں میں تقسیم نہیں ہونے دیں گے۔ چلو یہاں سے نکلو اور اپنے اپنے گھروں میں رہو۔"

سب وہاں سے جانے لگے۔ ایک بزرگ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا "میرے ساتھ آؤ۔ میں تنہا رہتا ہوں۔"

میں نے بزرگ کے ساتھ جاتے ہوئے ان طالبان مجاہدوں کے دماغوں میں جھانک کر دیکھا۔ ان کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو ثمرینہ جیسی حسین اور جوان عورت کو اس حویلی میں تنہا دیکھ کر ہوس میں مبتلا ہو جاتا لیکن وہ دینی احکامات کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔ وہ تینوں دروازے کو بند کر کے حویلی سے باہر آگئے۔

علم حاصل کرنے والے کو طالبِ علم کہتے ہیں۔ اردو زبان میں طالب کا جمع طلبہ ہے لیکن افغانستان میں طلبہ کے بجائے طالبان کہتے ہیں۔ میں نے ان میں سے ایک طالب کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ میری مرضی کے مطابق اپنے ساتھیوں سے الگ ہو کر اس عمارت کی طرف گیا، جہاں طالبان کے اس ٹروپ کمانڈر اپنے نائب اور دیگر مسلح جوانوں کے ساتھ موجود تھے۔

کمانڈر علاقے کے لوگوں کو بلا کر پوچھ رہا تھا کہ ڈیڑھ گھنٹے پہلے وہاں کس نے دھماکے کیے تھے؟ دوسرے قبیلے کے سردار امیر اکبر شاہ نے صبح ہونے سے پہلے علاقے پر حملہ کیا تھا۔ وہاں کے سردار بابا کو زخموں سے چور بھاگنے پر مجبور کیا تھا لیکن فتح حاصل کرنے والا وہی سردار امیر اکبر شاہ چند گھنٹوں بعد اپنے اہم آدمیوں کے ساتھ کس طرح مارا گیا؟ وہاں کس قبیلے اور گروہ نے اتنا زبردست حملہ کیا کہ علاقے میں پھر سے سردار بابا کا قبیلہ آکر آباد ہو گیا ہے؟

امیر اکبر شاہ کے کئی آدمی قیدی بنائے گئے تھے۔ وہ بیان دے رہے تھے کہ انہوں نے زندگی میں ایسی جنگ کبھی نہیں دیکھی۔ جنگ ہو رہی تھی لیکن جنگ لڑنے والے اور امیر اکبر شاہ کو ہلاک کرنے اور اس کے گروہ کو شکست دینے والے نظر نہیں آرہے تھے۔

ایسا بیان کسی ایک بندے کا ہوتا تو کبھی یقین نہیں کیا جاتا لیکن تمام قیدی یہی بیان دے رہے تھے۔ سردار بابا کے قبیلے والے بھی یہی کہہ رہے تھے۔ ایک دربان نے بیان دیا، ایک ڈرائیور اسلحے سے بھری ہوئی گاڑی لے کر عمارت کے اندر وہاں پہنچ گیا تھا، جہاں اس کا سردار امیر اکبر شاہ اپنے حواریوں کے ساتھ تھا۔ اس ڈرائیور نے بم دھماکوں سے انہیں بھی مارا اور خود بھی مر گیا۔

دو آدمیوں نے بتایا "ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ امیر اکبر شاہ کا خاص بندہ جیسے پاگل ہو گیا تھا اور اپنے ہی مسلح ساتھیوں کو گولیوں کا نشانہ بنا کر ہلاک کر رہا تھا۔ جب اس کے ساتھیوں نے اسے پاگل سمجھ کر گولی مار دی تو زندہ رہنے والوں میں سے دوسرا ساتھی جیسے پاگل ہو گیا۔ وہ اپنے ساتھیوں پر گولیاں چلانے لگا۔ ہم چھپ کر حیرانی سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ آپ یقین کریں کہ امیر اکبر شاہ کے تمام مسلح افراد نے اسی طرح ایک دوسرے کو ہلاک کیا ہے۔ جو زندہ بچ گئے وہ یہاں سے بھاگ گئے یا پھر آپ کے قیدی بن گئے ہیں۔"

کمانڈر اور طالبان حیرانی سے یہ بیان سن رہے تھے پھر کمانڈر نے کہا "جادو ہر ایک پر اثر نہیں کرتا۔ ایک ٹیلی پیتھی کا علم ہے جو باری باری پوری فوج کو جنون میں مبتلا کر کے خود کشی کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے، یہاں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ اسی نے امیر اکبر شاہ اور اس کی پوری فوج کے دماغوں میں گھس کر انہیں ایک دوسرے کو ہلاک کرنے پر مجبور کیا ہے۔"

میرا آلۂ کار وہاں پہنچا ہوا تھا۔ میں اس کے ذریعے وہاں ہونے والی گفتگو سن رہا تھا پھر میں کمانڈر کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ یہ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا "کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا یہاں کیسے پہنچ گیا؟ کیا وہ میرے دماغ میں بھی آسکتا ہے؟ ہاں آسکتا ہے۔ مجھے محتاط رہنا چاہیے۔ اس سے سامنا کرنا اور اسے اپنی آواز نہیں سنانا چاہیے۔"

ایک قیدی نے کہا "ابھی آپ ٹیلی پیتھی کی بات کہہ رہے تھے۔ مجھے یاد آیا کہ میرے ساتھ کچھ ایسا ہو چکا ہے۔ میں ایک گھنٹے پہلے دھماکوں اور اندھا دھند چلنے والی گولیوں سے بچنے کے لیے بھاگ رہا تھا۔ بختیار کے علاقے میں ایک سڑک کے کنارے بجیرو کھڑی ہوئی تھی۔ ایک شخص ایک جوان عورت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے گاڑی سے باہر آکر میرا نام پوچھا۔ میں نے نام بتایا۔ اس نے کہا۔ ادھر کیوں

بھاگے آرہے ہو۔ واپس جاؤ۔ اس کی بات سن کر نہ جانے مجھے کیا ہوا، میں واپس اس علاقے میں آگیا۔ موت سے ڈر کر بھاگ رہا تھا مگر بھاگ نہ سکا۔ یہاں آتے وقت سوچا کہ دوسرے راستے سے بھاگ جاؤں مگر ایسا لگ رہا تھا کہ میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں۔ میں بے اختیار یہاں آکر بھٹکنے لگا پھر آپ نے مجھے قیدی بنا لیا۔ اب سمجھ میں آتا ہے کہ اس شخص نے جادو کیا تھا یا پھر ٹیلی پیتھی کا عمل کیا تھا۔"

کمانڈر نے اس کی باتیں سن کر اپنے لوگوں سے پوچھا "کیا یہاں کوئی کسی عورت کے ساتھ بجیرو میں آیا ہے؟"

قبیلے کے ایک شخص نے کہا "ہمارے سردار مرحوم کی بیٹی ثمرینہ کے ساتھ ایک اجنبی آیا ہے۔ اس کے پاس بجیرو ہے۔"

کمانڈر نے کچھ سوچ کر وہاں سے اٹھتے ہوئے کہا "میں تھوڑی دیر کے لیے تنہائی چاہتا ہوں۔ ابھی ایک آدھے گھنٹے میں واپس آؤں گا۔"

وہ اپنے مسلح جاں نثاروں کے درمیان سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں آیا پھر دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ ایک کرسی پر آکر بیٹھتے ہوئے بولا "اگر تم میرے اندر ہو تو سمجھ رہے ہو کہ میں جلوت سے اٹھ کر خلوت میں کیوں آیا ہوں۔"

میں نے کہا "تم مجھ سے تنہائی میں باتیں کرنا چاہتے ہو۔"

"تم کون ہو؟ یہاں کس مقصد کے لیے آئے ہو؟"

"میں فرہاد علی تیمور ہوں۔ کیا اتنا کہہ دینا کافی ہے؟"

اسے چپ سی لگ گئی۔ اس کے دماغ کے اندر دھماکے سے ہو رہے تھے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ طالبان تنظیم کا راز مجھ یا کسی کو معلوم ہو۔ پوری دنیا طالبان تنظیم کے قیام اور اس کی فتوحات کے بارے میں حیران ہے۔ سب کے ذہنوں میں یہ سوالات ہیں کہ یہ تنظیم اچانک کیسے ابھر آئی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے افغانستان کے تین چوتھائی حصوں پر کیسے قبضہ جما لیا ہے؟

یہ طالبان پہلے محض طالب علم تھے۔ وہ اپنی ملکی سیاست کو کسی حد تک سمجھتے ہوں گے لیکن بین الاقوامی سیاست ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ محنت مشقت کرنے والے طالبان مستقل روزگار اور زندگی گزارنے کے دوسرے وسائل سے محروم تھے۔ عالمی قوتیں وہاں برسوں سے خانہ جنگی کرا رہی تھیں۔ یہ طالبان اس خانہ جنگی کو ختم کرنے کے ذرائع سے بھی محروم تھے۔

پھر اچانک یہ طوفان کی طرح اٹھے اور نام نہاد مجاہد کہلانے والے گروہوں کو پسپا کرتے ہوئے افغانستان کے بیشتر صوبوں پر قبضہ کرتے چلے گئے۔ اب ان کے پاس ٹینک، بکتر بند گاڑیاں، ملٹی بیرل میزائل اور دیگر جدید ہتھیار ہیں اور ان ہتھیاروں کو مشاقی سے چلانے والے ماہرین بھی ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کتابیں پڑھنے والے طالبان کو میزائل چلانے اور ہیلی کاپٹر اور جہاز اڑانے میں مہارت کیسے حاصل ہو گئی اور کروڑوں اور اربوں ڈالرز کا یہ سامان ان کے پاس کہاں سے آتا ہے؟

میں کمانڈر کی کھوپڑی میں بیٹھ کر اس راز سے پردہ اٹھانا چاہتا تھا کہ اسی وقت چونک گیا۔ خیال خوانی چھوڑ کر دماغی طور پر اس بزرگ کے مکان میں حاضر ہو گیا جو مجھے ثمرینہ کی حویلی سے وہاں لایا تھا۔

میں نے خیال خوانی سے چونک کر دیکھا۔ میرے کمرے کے دروازے کو زوردار لات مار کر کھولا گیا تھا۔ تین مسلح جوان کلاشنکوف لیے اندر آئے پھر میری چارپائی کے چاروں طرف پہنچ کر مجھے گن پوائنٹ پر رکھتے ہوئے دھمکی دی "خبردار! ذرا بھی حرکت کرو گے تو حرام موت مارے جاؤ گے۔"

میں نے دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ بزرگ شخص جو مجھے اس مکان میں لایا تھا، وہ بیچ چوکھٹ پر کھڑا مسکراتے ہوئے تسبیح پڑھ رہا تھا۔ اس کی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ میری موت کا سامان کر چکا ہے۔

میں نے افغانستان میں سفر کرنے کے دوران میں سیکڑوں مخالفین مارے تھے۔ ذہانت اور ٹیلی پیتھی کے استعمال سے ہزاروں بھی مار سکتا تھا۔ فی الوقت تین افراد اچانک کلاشنکوف لیے میرے کمرے میں داخل ہوگئے تھے۔ مجھے چاروں طرف سے گھیرلیا تھا۔ میں ذرا سی بھی حرکت کرتا تو وہ مجھے گولیوں سے چھلنی کردیتے۔

ہاتھی شیر کو پچھاڑ دیتا ہے مگر چیونٹی سے پریشان ہوجاتا ہے۔ میری بھی کچھ ایسی ہی مثال تھی۔ میں ان تینوں کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا۔ وہ گونگے بنے ہوئے تھے۔ میں کسی کی بھی آواز سن کر اس کے اندر نہیں جاسکتا تھا۔

دروازے پر جو مولوی کھڑا تسبیح پڑھ رہا تھا وہ ثمرینہ کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ نہیں چاہتا تھا کہ ثمرینہ مجھے قبیلے کا سردار بنا کر مجھ سے شادی کرے اسی لیے وہ میری موت کا سامان کرکے آیا تھا۔

میں نے کہا "مولوی صاحب! میں نے تمہارے پورے قبیلے کو دشمنوں سے بچایا۔ قبیلے کے سردار کی بیٹی ثمرینہ کو عزت و آبرو کے ساتھ یہاں لایا۔ کیا میں نے جرم کیا تھا کہ مجھے سزائے موت دینے کے لیے انہیں ساتھ لائے ہو؟"

مولوی نے کہا "یہ صرف تین نہیں ہیں۔ اس مکان کے اطراف درجنوں مسلح افراد ہیں۔ اگر چالاکی سے بچ کر نکلو گے تو باہر گولیوں سے چھلنی کردیے جاؤ گے۔"

"مولوی صاحب! تم سے میری کیا دشمنی ہے؟"

"تم افغانی نہیں ہو۔ کسی بڑے معزز قبیلے سے تعلق نہیں رکھتے ہو۔ اس کے باوجود ثمرینہ تمہیں سردار بنانا چاہتی ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تم سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ میرا چھوٹا بھائی سردار بننے کے قابل ہے اور وہ ثمرینہ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ تمہاری موت کے بعد ثمرینہ کو ہمارے ہی قبیلے کے کسی جنگجو کو سردار بنا کر شادی کرنی ہوگی۔"

میں نے ان تینوں کلاشنکوف والوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے اپنی موت کی وجہ معلوم ہوگئی ہے مگر تعجب ہے کہ تم دوسرے قبیلے کے مولوی کے کہنے پر میری جان لینے آئے ہو۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ مجھے گولی نہ مارو لیکن ہم سب مسلمان ہیں اور تم لوگ تو بہت ہی کٹر مسلمان ہو۔ کیا مجھے مرنے سے پہلے دس منٹ تک دعا پڑھنے نہیں دو گے؟"

ان تینوں نے ہاں کے انداز میں سرہلایا۔ مجھے دعا پڑھنے کی اجازت دے دی۔ میں سر جھکا کر ان کے کمانڈر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ میری ٹیلی پیتھی کے خوف سے ایک کمرے میں جا کر بند ہوگیا تھا۔ یہ نہیں چاہتا تھا کہ میں اس کے چور خیالات پڑھوں اور یہ معلوم کروں کہ انہیں سرمایہ اور ہتھیار کہاں سے سپلائی کیے جارہے ہیں اور ان کا استعمال کون کروا رہا ہے۔

اس کمانڈر نے ایک کمرے میں بند ہو کر فوراً ہی موبائل فون کے ذریعے دوسرے علاقے کے کمانڈر کو اطلاع دی تھی کہ وہاں فرہاد علی تیمور موجود ہے۔ اس کی اطلاع فوراً ہمارے مہربان آقاؤں کو دی جائے۔ پہلے میں اس کمانڈر کے اندر موجود تھا۔ اگر مسلسل موجود رہتا تو اسے دوسرے علاقے کے کمانڈر سے رابطہ کرنے کا موقع نہ دیتا۔

بہرحال جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہ فون بند کررہا تھا۔ میں اس کے دماغ پر حاوی ہوگیا۔ وہ کمرے کا بند دروازہ کھول کر تیزی سے باہر آیا پھر ایک جیپ میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کرنے لگا۔ اس کے مسلح محافظ پیچھے بیٹھ گئے تھے۔ وہ تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا اس مکان کے سامنے آیا جہاں میں قیدی بنا ہوا تھا اور میرے مخالفین مجھے کسی بھی لمحے گولی مار سکتے تھے۔

اس سے پہلے کمانڈر کی جیپ آکر رک گئی۔ مکان کے اطراف جتنے مسلح افراد تھے، انہوں نے فوراً اٹینشن ہو کر اسے سلیوٹ کیا۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا کمرے کے اندر آیا۔ مولوی اسے دیکھ کر پریشان ہوگیا۔

کمانڈر نے آتے ہی مجھے گلے لگا کر کہا "آہا۔ میرے دوست فرہاد علی تیمور! تم میرے ملک میں آئے اور مجھے خبر نہیں ہوئی۔"

مسلح افراد کے ہتھیار نیچے جھک گئے۔ کمانڈر نے پوچھا "کیا تم لوگ میرے یار کو گولی مار رہے تھے؟"

ایک نے کہا "مولوی معتبر اور قابل احترام ہوتا ہے۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ یہ ہماری راہنمائی کرتے ہوئے بتا رہا تھا کہ اس قبیلے میں ہمارے دشمن کہاں کہاں چھپے ہوئے ہیں۔ اس مولوی نے آپ کے دوست کو دشمن ظاہر کیا ہے۔"

کمانڈر میری مرضی کے مطابق مولوی کو گھور کر بولا "کیا یہ تمہارے سردار کی بیٹی کو بخیریت قبیلے میں لایا ہے؟"

مولوی نے کانپتے ہوئے کہا "جی آقا! یہ سردار کی بیٹی کو پہنچانے آیا تھا۔"

"کیا ہم افغانی اپنے محسن اور قبیلے میں آنے والے مہمان کو گولی مارتے ہیں۔"

"آقا! ہم ایسا نہیں کرتے مگر بات دوسری ہے۔"

"بکواس مت کرو۔"

اس نے تینوں آدمیوں کو حکم دیا "اس مولوی کو باہر لے جا کر گولی مار دو۔"

وہ گڑگڑا کر معافیاں مانگنے لگا لیکن وہ اسے پکڑ کر باہر لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد میں نے تین گولیاں چلنے کی آوازیں سنیں۔ تینوں نے اس مولوی کو ایک ایک گولی ماری تھی۔

کمانڈر نے میرے ایک بازو پر ہاتھ رکھ کر پوچھا "بولو دوست! اور کیا چاہتے ہو؟"

میں نے اس کے بازو پر ہاتھ مار کر کہا "میرے ساتھ میری گاڑی میں بیٹھ جاؤ اور پچھلے علاقے سے جو مالِ غنیمت لوٹ کر لائے ہو، اس میں سے تمام ہیرے جواہرات میرے حوالے کردو۔"

یہ کبھی نہ ماننے والی بات تھی لیکن اس کی کھوپڑی میرے قبضے میں تھی اور میں اسے لے کر وہاں جانا چاہتا تھا جہاں میں اپنے پاکستانی ہم سفروں شائستہ، زبیر، زرینہ، محبوب سرفراز، رب نواز اور عرفان کو ثمرینہ کے بہن اور بہنوئی کے پاس بحفاظت چھوڑ آیا تھا۔ میرے وہ تمام ہم سفر ثمرینہ کی بہن اور بہنوئی کی حویلی میں محفوظ تھے۔

کمانڈر نے میری مرضی کے مطابق تمام ہیرے اور جواہرات ایک چمڑے کے بڑے تھیلے میں بھردیے پھر وہاں قائم اپنے مرکزی اڈے سے نکل کر دوبارہ میرے پاس اگلی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ میں اس حویلی کی طرف چل پڑا۔

میں نے کمانڈر کے دماغ کو ذرا ڈھیل دے دی۔ وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا پھر اس نے خود کو ایک بجیرو میں پایا۔ وہ گاڑی تیز رفتاری سے جارہی تھی۔ اس نے فوراً ہی اپنے لباس کو ٹٹولا۔ شاید اس کے پاس کوئی ہتھیار رہو۔ میں نادان نہیں تھا کہ اس کے پاس کوئی ہتھیار یا موبائل فون چھوڑ دیتا۔ میں نے کہا "فون بھی نہیں ہے، ورنہ تم دوسرے کمانڈروں تک اپنی بے بسی کی اطلاع پہنچادیتے۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "میں تمہیں چہرے سے نہیں پہچانتا مگر تم فرہاد علی تیمور ہو۔"

"ہاں۔ تم نے وہاں اپنے مرکزی اڈے کا کمرا بند کرکے اپنے دماغ میں سوال کیا تھا۔ کیا میں فرہاد علی تیمور ہوں اور تمہارے فرہاد ہونے سے انکار نہیں کیا تھا پھر میں خاموش ہوگیا تھا۔ میری خاموشی نے تمہیں سمجھایا کہ میں جاچکا ہوں۔ تم نے موبائل کے ذریعے دوسرے کمانڈروں کو میرے بارے میں اطلاع دی۔ ان سے کہا کہ وہ تمہیں امداد دینے والے آقاؤں کو اطلاع دے دیں کہ فرہاد علی تیمور افغانستان پہنچا ہوا ہے۔"

"ہاں مجھ سے یہ غلطی ہوگئی تھی۔ ہم مسلمان ہیں، ہمیں آپس میں تصفیہ کرنا چاہیے تھا۔ کسی غیر ملکی آقا کو درمیان میں نہیں لانا چاہیے تھا۔"

"اسے غلطی نہیں، سیاست کہتے ہیں۔ ہم کابل سے آرہے ہیں۔ تمہارے آقا مجھے تلاش کرنے، گھیرنے اور مار ڈالنے کے لیے وہاں اپنا سارا زور لگادیں گے لیکن یہ نہیں سمجھ پائیں گے کہ میں تمہیں کہاں لے جارہا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد میں تمہیں چھوڑ دوں گا تاکہ تم میرے خلاف پیغام بری کرسکو۔"

"میں قسم کھاتا ہوں۔ آپ کے خلاف کبھی ایک لفظ بھی کسی سے نہیں کہوں گا۔"

"تمہارا دین ایمان کیا ہے۔ آپس میں برسرِپیکار دونوں طرف کے لوگ خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ باجماعت نمازیں پڑھتے ہیں۔ دونوں طرف اکثریت ایسے جوانوں کی ہے، جو عالمی سیاست کو نہیں سمجھتے ہیں۔ اپنے افغانستان کو آباد اور خوش حال دیکھنا چاہتے ہیں اور اپنے کمانڈر کو حق بجانب سمجھ کر ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔"

میں نے ایک ذرا توقف سے کہا "پاکستانی عوام بھی معصوم اور عالمی سیاست سے بے خبر تھے۔ یہ سمجھ رہے تھے کہ ایک سپر طاقت کی مدد کے ذریعے افغانستان سے روس کو بھگا رہے ہیں۔ وہ بھاگ گیا مگر پاکستان میں منشیات اور کلاشنکوف کلچر آگیا۔ اس سے پہلے یہ لعنتیں پاکستان میں نہیں تھیں۔

"تمہارا مستقبل بھی یہی ہے۔ یہاں سے پورے ایشیا میں منشیات کی ترسیل تمہارے لیے آسان بنادی جائے گی اور تمہاری آئندہ نسلیں کتابیں نہیں، ٹی ٹی اور کلاشنکوف لے کر گلی کوچوں میں گھومتی رہیں گی۔ تمہیں صرف مالی منافع ہورہا ہے مگر تمہارا آقا چین کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لیے یہ سب کررہا ہے۔"

"ایسا ہم نہیں ہونے دیں گے۔"

"تمہارے جیسے چند کمانڈروں نے مل کر اپنا ایک افغانی سردار بنایا ہے۔ وہی سپرپاور سے رابطہ رکھتا ہے۔ خود یہ نہیں سمجھتا کہ عالمی سطح پر کون سا ملک کس ملک کے خلاف سازشیں کررہا ہے۔ تم اور تمہارا سردار صرف ان کی بساط کے مہرے بن کر کروڑوں افغانی روپے حاصل کررہے ہو اور تمہارے پاس ایسے جدید ہتھیار ہیں جنہیں دوسرے ممالک دیکھ کر حیران ہورہے ہیں۔"

"تم سمجھتے ہو، ہماری نیت نیک نہیں ہے جبکہ ہم یہاں

اسلامی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔"

"اسلام میں جبر ممنوع ہے۔ تم کسی کو زور زبردستی مسلمان نہیں بنا سکتے۔ اس کی اجازت نہیں ہے۔ اس طرح دین اسلام سے بے زاری پیدا ہوتی رہے گی۔ سیدھی سی بات یہ ہے کہ قرآن مجید کے احکامات کو سمجھے بغیر عمل کرو گے تو یہاں بھی ایسا اسلامی نظام قائم ہوگا' جس میں منشیات اور کلاشنکوف کلچر عام ہوگا۔"

میں نے ایک جگہ گاڑی روک کر اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ یہ نہیں چاہتا تھا کہ کمانڈر کو اس حویلی کا پتا چلے جہاں میرے پاکستانی ہم سفر محفوظ تھے اور میری واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔

میں گاڑی کو یونہی مختلف راستوں میں گھماتا رہا تاکہ وہ یاد نہ رکھ سکے کہ ہم کتنے موڑ مڑتے رہے ہیں۔ میں آدھے گھنٹے کے بعد اس حویلی کے سامنے آگیا۔ وہاں سب ہی بے چینی سے میرا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے گاڑی سے اتر کر ثمرینہ کے بہنوئی کے قریب آکر کہا "میں ایک کمانڈر کو اغوا کرلایا ہوں۔ تم اپنی آواز نہ سناؤ اور نہ ہی اسے یہ معلوم ہونے دو کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ابھی یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

میزبان نے دھیمی آواز میں کہا "میں حیران ہوں کہ تم نے کمانڈر کو کیسے اغوا کیا ہے۔ تمہیں جلد سے جلد اس ملک کو چھوڑ دینا چاہیے۔"

میرے تمام ہم سفر اپنی اپنی گاڑی میں آکر بیٹھ گئے۔ میں نے کمانڈر کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے قیدی بنا کر اپنے پاس والی سیٹ پر بٹھایا تھا۔ اب وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اپنے ساتھ والی اگلی سیٹ پر ثمرینہ کو دیکھ کر چونک گیا۔ "تم؟ تم یہاں کب آئیں؟"

اس نے ناراضگی سے منہ پھیر لیا۔ میری بات کا جواب نہیں دیا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی پھر ہمارا قافلہ چل پڑا۔ سرفراز نے اپنی گاڑی میرے برابر لا کر کہا "آپ صبح سے اب تک کہاں رہے اور کیا کرتے رہے' یہ ہمیں کسی حد تک معلوم ہو چکا ہے۔ اب ہمیں کہیں رک کر نئی منزل کا تعین کرنا چاہیے۔ پتا نہیں آگے اور کتنے پُرخطر راستے ہیں۔"

میں نے کہا "ہم کہیں رکیں گے اور باتیں کریں گے۔ مجھے ایسے کمانڈروں کی پشت پناہی کرنے والوں کا انتظار ہے۔ وہ کسی طرح مجھ سے رابطہ کریں گے۔"

پھر میں نے پوچھا "یہ میرے پاس بیٹھی ہوئی محترمہ (ثمرینہ) اپنے بہنوئی کی حویلی میں کب آئی تھیں؟"

سرفراز نے کہا "آپ کی آمد سے ایک گھنٹے پہلے چلی آئی تھی۔ کہہ رہی تھی کہ آپ کو ایک کمرے میں قید کیا گیا لیکن... اسے یقین تھا کہ آپ مکھن میں سے بال کی طرح سے نکل آئیں گے۔ اس نے آپ کے بارے میں ایسی حیرت انگیز باتیں بتائی ہیں کہ سن کر یقین نہیں آرہا ہے۔ آپ نے ثمرینہ کے باپ کے دشمن قبیلے کو تنہا شکست دی۔ انہیں موت کے گھاٹ اتارا یا پھر بھاگنے پر مجبور کیا۔ اب کمانڈر کو اغوا کر کے لے آئے ہیں۔"

رب نواز نے کہا "خدا کی قسم! تم سپرمین سے بھی زیادہ اونچی چیز لگ رہے ہو۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "پلیز میری ایسی تعریفیں نہ کرو۔ میں کسی کی کال کا انتظار کر رہا ہوں۔ فی الحال خاموشی چاہتا ہوں۔"

ہمیں گائیڈ کرنے والا ایک قیدی سرفراز کے ساتھ تھا۔ اس نے گاڑی آگے بڑھانے سے پہلے کہا "یہ تو معلوم ہو کہ ہمیں کس راستے پر جانا ہے۔"

"ابھی بتاتا ہوں۔"

میں نے اپنی گاڑی روک دی۔ کمانڈر سے کہا "گاڑی سے اتر جاؤ۔ آنکھوں پر پٹی رہنے دو۔"

وہ گاڑی سے اترتے ہوئے بولا "میں جانتا ہوں تم مجھے زندہ نہیں چھوڑو گے۔ میری آخری خواہش ہے کہ مرنے سے پہلے مجھے آنکھوں پر سے پٹی ہٹانے دو۔ میں اس دنیا کو آخری بار دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"تم نے بہت دنیا دیکھ لی اور یہ آخری خواہش تمہاری نہیں اس کی ہے جو تمہارے دماغ میں چھپا بیٹھا ہے۔ وہ آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم کس سمت جارہے ہیں۔"

میری بات ختم ہوتے ہی وہ اپنا ہاتھ آنکھوں پر لے جارہا تھا کہ میں نے ایک ذہنی جھٹکا دیا۔ وہ چیخ مار کر زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ ہمارا قافلہ رکا ہوا تھا۔ سب گاڑیوں سے نکل آئے تھے۔ میں نے ثبیرو میں سے ایک ریوالور نکال کر اسے گولی مار دی۔ قریب ہی ایک گٹر تھا۔ میں نے ساتھیوں سے کہا۔ "اسے گٹر میں ڈال دو تاکہ اسے کوئی تلاش نہ کر سکے اور نہ ہی ہماری منزل کا راستہ معلوم کر سکے۔"

میرے ساتھیوں نے ہدایت پر عمل کیا۔ اسے گٹر میں پھینکنے کے بعد پھر اس کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ میں نے قیدی گائیڈ سے کہا "ہم یہاں سے سیدھے بدخشاں جائیں گے وہاں سے ازبکستان میں داخل ہوں گے۔ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر یہاں سے چلو۔ اب ہم لنچ کے وقت کسی جگہ رکیں گے۔"

ہمارا قافلہ پھر چل پڑا۔ زرینہ ہیرے جواہرات حاصل کرنے اور بہت دولت مند بننے آئی تھی۔ دوسرے پاکستانی بھی روزگار حاصل کرنے ازبکستان جارہے تھے لیکن انہوں نے ایک ملک سے دوسرے ملک ہجرت کرنے اور روزگار حاصل کرنے کا ایسا تلخ تجربہ نہیں کیا ہوگا۔ وہ توبہ کر رہے تھے۔ کان پکڑ رہے تھے کہ آئندہ کبھی افغانستان کا رخ نہیں کریں گے۔

ثمرینہ نے اپنے بہنوئی سے مزید ایک گاڑی حاصل کی تھی تاکہ سب آسانی سے سفر کر سکیں لیکن اس کے دل میں یہ بات تھی کہ وہ میرے ساتھ ثبیرو میں تنہا رہے۔ کوئی دوسرا ہماری تنہائی میں مخل نہ ہو۔

وہ بڑی دیر سے منہ پھیرے کھڑکی کے باہر دیکھ رہی تھی۔ میں نے کہا "اتنی دیر تک ایک ہی طرف دیکھتی رہو گی تو گردن دکھنے لگے گی۔"

واقعی اس کی گردن دکھنے لگی تھی۔ وہ اپنی گردن کو سہلاتے ہوئے سامنے ونڈ اسکرین کے پار دیکھنے لگی۔ میں نے پوچھا "کیا ڈاکٹر نے میری طرف دیکھنے سے منع کیا ہے؟"

وہ بھڑک کر بولی "تم مرد ہو؟ کیا مرد ایسے ہوتے ہیں؟ ایک عورت کو تنہا دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ آتے ہیں۔ تم نے وہاں سے فرار ہوتے وقت یہ نہیں سوچا کہ میں وہاں اکیلی رہ جاؤں گی۔ اگر فتح حاصل کرنے والے مجھے وہاں سے لے جاتے تو میرے قبیلے کا کوئی شخص انہیں ایسا کرنے سے روک نہیں سکتا تھا۔"

"تمہارے بہنوئی کی حویلی میں گھڑی تو ہوگی۔ تم نے وقت دیکھا ہوگا۔ میرے وہاں پہنچنے سے ایک گھنٹے پہلے تم وہاں پہنچ گئی تھیں یعنی جب تمہارے قبیلے والوں نے مجھے ایک کمرے میں قید کیا تھا تو تم مجھے چھوڑ کر وہاں سے بھاگ آئی تھیں۔"

"اس یقین کے ساتھ آئی تھی کہ تم وہاں سے زندہ سلامت آؤ گے۔ تم بہروپیے ہو۔ مجھے حقیقت معلوم ہو چکی ہے۔ تم ٹیلی پیتھی جاننے والے فرہاد علی تیمور ہو۔ تنہا بڑی سے بڑی فوج کو شکست دے سکتے ہو۔ میں تمہارے لیے مسئلہ بننا نہیں چاہتی تھی۔ اس لیے موقع ملتے ہی وہاں سے بھاگ آئی تاکہ تمہیں تنہا فرار ہونے میں آسانی ہو۔"

"ایک تو مجھ سے پہلے آکر میری مشکل آسان کی۔ اوپر سے ناراض ہو رہی ہو۔ یہ تو معلوم ہو کہ ناراض کیوں ہو؟"

"کیا تم میرے دماغ میں آکر دو باتیں نہیں کر سکتے تھے؟"

"جب میں تمہارے دماغ میں گیا تو تم بخیریت حویلی پہنچنے والی تھیں اور میں دشمنوں میں گھرا ہوا تھا۔ کیا اس وقت تم سے رومانی گفتگو کرتا؟"

"میں کل سے محسوس کر رہی ہوں کہ تم مجھے نظرانداز کر رہے ہو۔"

"شاید میں اس کی وجہ بتا چکا ہوں۔"

"میں نہیں مانتی کہ تم عمر رسیدہ ہو اور تمہارے جوان بیٹے ہیں۔"

"بہوئیں بھی ہیں۔ پوتی پوتے بھی ہیں۔ میں ان کا دادا ہوں۔"

"پلیز۔ اتنا جھوٹ بولو کہ مجھ سے ہضم ہو جائے۔"

"ثمرینہ! میں یوگا کا ماہر ہوں۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک سانس روک لیتا ہوں۔ جب بھی فرصت ملتی ہے' میں یوگا کی مشقیں کرتا ہوں اس لیے جسمانی طور پر ایک عمر رسیدہ جوان دکھائی دیتا ہوں۔ سو برس کی عمر میں بھی ایسا ہی دکھائی دوں گا۔"

"سیدھی سی بات کرتی ہوں' تم دادا' پردادا بن جاؤ۔ میرے ارادے میں تبدیلی نہیں آئے گی۔ آج میں نے تمہارے لیے قبیلہ چھوڑ دیا ہے' کل دنیا چھوڑ دوں گی۔ میری جتنی زندگی ہے' وہ صرف تمہارے لیے ہے۔ کبھی مجھے چھوڑ کر جاؤ گے اور خیال خوانی کرو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ میرا دماغ مُردہ ہو چکا ہے۔ اب تو تمہارے بغیر سانس بھی نہیں لوں گی۔"

مجھے چپ سی لگ گئی۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیسے سمجھاؤں پھر میں نے کہا "کیا تم سمجھ سکتی ہو کہ اولاد جوان ہو جائے اور گھر میں بہوئیں آجائیں' ایسے میں ان جوان بیٹوں کا باپ شادی کرے تو کیسی معیوب سی بات ہوتی ہے۔"

"ہمارے ملک میں ایک مرد بڑھاپے میں بھی کئی شادیاں کرتا ہے اور یہ مرد کے لیے بڑے فخر کی بات ہوتی ہے۔"

"میں فخر کرنے والا افغانی نہیں ہوں۔ آج ہوں' کل چلا جاؤں گا۔ میں دنیا کے کئی ممالک میں اپنے دن رات گزارتا ہوں۔ میرا ایک بہت بڑا خاندان ہے۔ ہمارا ایک بہت بڑا اسلامی ادارہ ہے جسے ہم بابا صاحب کا ادارہ کہتے ہیں۔ میں دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جانا پہچانا بھی جاتا ہوں' کیا تم سے شادی کر کے ساری دنیا میں تماشا بن جاؤں؟"

وہ جواباً کچھ کہنا چاہتی تھی اسی لمحے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی میں نے سانس روک لی۔ اسے چپ رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا "کوئی میرے دماغ میں آکر باتیں کرنا چاہتا ہے۔ جب تک میں تم سے نہ بولوں' تم خاموش ہی رہنا۔"

میں نے دوسری بار پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ اس نے عاجزی سے کہا "حضور! سانس نہ روکیں۔ میں آپ کا سیوک مہاراج ہوں۔"

میں نے کہا "مہاراج سیوک نہیں ہوتے۔ وہ تو دوسروں سے سیوا کراتے ہیں۔ کام کی بات کرو۔ میں جانتا تھا' کمانڈر کے اغوا کے بعد مجھ سے کسی طرح دماغی رابطہ کیا جائے گا۔ اب تو سپرپاور کے پاس سب کچھ ہوتے ہوئے ایک خیال خوانی کرنے والا بھی نہیں ہے۔ اس کے کام آنے کے لیے نیلماں' مہاراج اور تمہارا بھائی گرودیو رہ گئے ہیں۔"

"آپ درست فرماتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ وہ آپ سے دماغی رابطہ کرنے کے لیے مجھ سے کام نہ لیں۔ یہ کام نیلماں سے لے سکتے ہیں لیکن نیلماں اپنے پوتے کے لیے اس قدر پریشان ہے کہ اسے ڈھونڈتی پھر رہی ہے .... فی الحال کسی کے کام نہیں آنا چاہتی۔"

میں نے کہا "الپا ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اس سے کام کیوں نہیں لیا جارہا ہے؟"

"سنا ہے' اس کی بیٹی مونا گم ہوگئی ہے۔ وہ بیٹی کے لیے پریشان ہے۔"

میں نے کہا "مہاراج! تمہارا بیٹا مہیش بھی لاپتا ہے۔ کیا تم ایک جوان بیٹے کے لیے پریشان نہیں ہو؟ اکلوتے بیٹے کو بھول کر سپرپاور کی وکالت کرنے آئے ہو۔"

"حضور! میرا دل کہتا ہے' میرا بیٹا آپ کی قید میں خیریت سے ہے۔ آپ کسی پر بے جا ظلم نہیں کرتے ہیں۔"

"یہ بات پرانی ہوچکی ہے' جب وہ میری قید میں تھا۔ میں نے اس کا برین واش کرنے کے بعد آزاد کردیا ہے۔ یعنی وہ اپنی یادداشت کھوچکا ہے۔ ہندوستان میں کہیں بھٹک رہا ہوگا۔"

"یہ آپ نے کیا کیا فرہاد صاحب؟ اس پر مہربانی بھی کی اور ظلم بھی کیا۔ پتا نہیں میرا لاڈلا کہاں بھٹک رہا ہوگا۔"

"تم کیا چاہتے ہو۔ مہربانی نہ کروں۔ اسے پھر اپنا قیدی بنالوں؟"

"نن.... نہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں۔ آپ اسے براہِ راست میرے حوالے کرسکتے ہیں۔ میں ساری زندگی آپ کی غلامی کرتا رہتا۔"

"مجھے غلام پالنے کا شوق نہیں ہے۔"

"پلیز۔ آپ اتنا بتادیں کہ اس کا برین واش کرنے کے بعد بھارت کے کس شہر میں چھوڑا تھا؟"

"تم سپرپاور کی طرف سے ان کے معاملات نمٹانے آئے ہو۔ ان کی بات کرو۔ بیٹے کی بات رہنے دو۔"

"جہنم میں گیا سپرپاور۔ مجھے اپنی آئندہ نسل کے لیے اپنے بیٹے کی سلامتی چاہیے۔ آپ صرف میرے بیٹے کی بات کریں۔ آپ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ میری آئندہ نسلیں بھی آپ کا احسان یاد رکھیں گی۔"

"مجھے تم پر ترس آرہا ہے۔"

"تمہیں اپنے خدا اور رسولؐ کا واسطہ' مجھ پر ترس کھاتے رہو۔"

"پہلے سپرپاور کے پاس جاکر صاف صاف کہہ دو کہ تم اس کے اور میرے معاملات میں نہیں پڑوگے۔ کسی طرح کی پیغام رسانی بھی نہیں کروگے۔ ان سے یہ کہہ کر پندرہ منٹ کے بعد آنا۔ تمہارا بیٹا تمہیں مل جائے گا۔"

"آپ کا میں جتنا بھی شکریہ ادا کروں' کم ہے۔ میں ٹھیک پندرہ منٹ کے بعد آؤں گا۔"

وہ چلا گیا لیکن میں سوچ کی لہریں محسوس کررہا تھا۔ میں نے کہا "گرودیو! میں تم دونوں بھائیوں کی عادتیں جانتا ہوں۔ جب مہاراج مجھ سے گفتگو کرتا ہے تو تم چپ چاپ میرے خیالات پڑھنے کی ناکام کوششیں کرتے ہو۔ جاؤ' بھاگ جاؤ یہاں سے۔"

وہ فوراً ہی بھاگ گیا۔ میں نے ثمرینہ سے کہا "مجھ سے دماغی رابطہ کرنے والا پندرہ منٹ کے لیے گیا ہے۔ مجھے خیال خوانی کے دوران میں گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے پریشانی ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے' دوسری گاڑی سے اپنے کسی ساتھی کو بلالیا جائے۔"

"ہرگز نہیں۔ گاڑی میں ڈرائیو کروں گی۔ یہاں کوئی تیسرا نہیں آئے گا۔"

ہم نے چند سیکنڈ کے لیے گاڑی روک کر جگہ بدل لی۔ وہ ڈرائیو کرنے لگی پھر اس نے پوچھا "دشمن اس کمانڈر کے بارے میں پوچھ رہا ہوگا۔"

"وہ بہت کچھ معلوم کرنے آیا تھا لیکن میں نے دشمن کو خود اس کے معاملات میں الجھادیا ہے۔"

"تم الجھانے کے ماہر ہو۔ یہ تو میں دیکھ رہی ہوں کہ تم نے مجھے کس طرح الجھا رکھا ہے۔"

"تم نے پھر اپنی بات شروع کردی جبکہ دیکھ رہی ہو' میں طالبان اور ان کے پیچھے چھپی ہوئی طاقتوں سے نمٹنے میں مصروف ہوں۔ مجھے ذہنی یکسوئی اور تنہائی کی ضرورت ہے۔"

"صاف کہو' تنہائی چاہتے ہو۔ میں چلی جاؤں۔"

"جب میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارے قبیلے کے دشمنوں سے تنہا لڑ رہا تھا اور انہیں پسپا کیا تھا تب تم میرے ساتھ تھیں۔ میری ایک اچھی ساتھی تھیں۔ عورت کو مرد کے لیے باعثِ رحمت ہونا چاہیے۔ زحمت نہیں بننا چاہیے۔"

اس بار اس نے بحث نہیں کی۔ خاموش رہی۔ میں اگلی سیٹ سے پچھلی سیٹ پر آکر لیٹ گیا۔ پچھلے تمام دن' تمام رات جاگتا رہا۔ اب بھی سونے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ مہاراج پندرہ منٹ کے بعد آیا۔ اس نے کہا "حضور! میں نے ان سے صاف صاف کہہ دیا ہے' آئندہ ان کے لیے خیال خوانی نہیں کروں گا۔ آپ میری باتوں کی سچائی جاننے کے لیے میرے دماغ میں آسکتے ہیں۔"

"میں تمہارے دماغ میں جانا ضروری نہیں سمجھتا۔ تم اکلوتے بیٹے کے لیے جھوٹ نہیں بولوگے۔ تمہارا بیٹا مہیش آدھے گھنٹے کے اندر ناگپور سنگترہ مارکیٹ میں کہیں مل جائے گا۔ اب جاؤ۔"

میں نے سانس روک لی پھر خیال خوانی کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس سے کہا "مہیش کو رہا کرکے پندرہ منٹ کے اندر اسے ناگپور سنگترہ مارکیٹ پہنچا دو۔ میں آرام کرنے جارہا ہوں۔"

یہ کہہ کر میں نے آنکھیں بند کیں۔ دماغ کو ضروری ہدایات دیں پھر گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

○☆○

معاملہ سنگین ہوگیا۔ بظاہر جو حالات تھے' ان کے مطابق نتاشا اور نتالیہ نے اپنی دانست میں الپا کی بیٹی مونا کو حاصل کرلیا تھا اور پورس نے ان بہنوں سے کہہ دیا تھا کہ الپا کی بیٹی کو تل ابیب لے آئیں تاکہ اسے اس کے حوالے کرکے الپا سے دوستی پکی کی جائے اور اس کی ٹیلی پیتھی سے فائدہ اٹھایا جائے۔

الپا بھی خوش تھی کہ اس کی کھوئی ہوئی بیٹی پارس کے ہاتھ نہیں لگے گی بلکہ پورس کے ذریعے اسے مل جائے گی۔

وہ سب اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ ثانی اور پارس انہیں خوش فہمی میں مبتلا کررہے ہیں۔ پارس اور الپا کی اصل بیٹی مونا' اپنے باپ پارس اور ثانی کے پاس تھی اور ڈمی مونا کو نتاشا اور نتالیہ کے حوالے کردیا گیا تھا۔ الپا تل ابیب پہنچ کر اپنی بیٹی مونا کا شدت سے انتظار کررہی تھی۔

اب اس سلسلے میں ایک گھپلا ہونے والا تھا۔ اگر نتاشا اور نتالیہ واقعی ڈمی مونا کو لے کر تل ابیب پہنچتیں تو الپا اس بچی کو دیکھتے ہی کہہ دیتی کہ وہ اس کی بیٹی مونا نہیں ہے۔ یوں بھید کھل جاتا کہ پارس ان سے فراڈ کررہا ہے۔

ثانی خیال خوانی کے ذریعے نتاشا' نتالیہ اور ڈمی مونا کے پاس جاتی رہتی تھی۔ وہ تینوں طیارے میں تھے۔ بھارت سے اسرائیل جارہے تھے۔ ثانی کے پاس یہی ایک راستہ رہ گیا تھا کہ سفر کے دوران میں ڈمی مونا کو کسی طرح گم کردیا جائے تاکہ الپا اس ڈمی کی صورت نہ دیکھ سکے۔

لیکن ثانی کو ایسا کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ قسمت نے اس کا ساتھ دیا' اچانک موسم کی خرابی کے باعث ہوائی جہاز کو اپنا روٹ بدل کر استنبول جانا پڑا۔ وہاں موسم کے بہتر ہونے تک کئی گھنٹے ٹھہرنا پڑا۔ ثانی نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ وہ نتاشا کے دماغ پر قبضہ جماکر اسے ایک عیسائی مشنری میں لے گئی پھر اس بچی کو لاوارث قرار دے کر وہاں داخل کرا دیا۔ اس وقت نتالیہ شاپنگ کے لیے گئی ہوئی تھی۔ جب وہ واپس آئی تو نتاشا ائرپورٹ کے ویٹنگ روم میں نہیں تھی۔ تھوڑی دیر بعد آئی۔ نتالیہ نے پوچھا "سسٹر! بچی کہاں ہے؟"

ثانی نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولی "بچی تو یہیں تھی' تمہارے پاس۔"

"کیسی بات کرتی ہو۔ میں تو شاپنگ کے لیے گئی تھی۔ اس وقت بچی تمہاری گود میں تھی۔"

نتاشا نے ثانی کی مرضی کے مطابق کہا "ہاں یاد آیا۔ بچی سو رہی تھی۔ میں اسے یہاں لٹا کر ٹائلٹ گئی تھی۔"

"تم بچی کو تنہا چھوڑ کر کیوں گئی تھیں؟"

"کیا ضرورت کے وقت نہ جاتی؟ یہاں سیکڑوں مسافر ہیں پھر یہاں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے التجا کی تھی کہ وہ بچی کا خیال رکھے۔"

دونوں بہنیں بچی کو تلاش کرنے لگیں۔ انتظامیہ کے ذریعے مائیک سے اعلان کیا گیا کہ ویٹنگ روم سے ایک ننھی بچی کو اغوا کیا گیا ہے یا کوئی غلطی سے اس بچی کو لے گیا ہے تو فوراً واپس لے آئے۔

نتاشا نے موبائل کے ذریعے پورس کو بچی کے بارے میں بتایا۔ وہ پریشان ہو کر بولا "سسٹر! ہمارا بنتا ہوا کام بگڑ جائے گا۔ الپا جو ہماری دوست بننے والی تھی' اب بدترین

دشمن بن جائے گی۔"

وہ بولی "اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ ہونے والی بات ہوگئی بلکہ ہمارے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے۔ پارس اپنی بیٹی کو اٹھاکر لے گیا ہے۔"

"یہی بات ہوسکتی ہے۔ پارس ہی اپنی بیٹی کو لے جاسکتا ہے۔"

"اب ہم الپا کو کیا جواب دیں گے۔ وہ تو یہی کہے گی کہ ہم بہنوں کی غفلت سے پارس نے فائدہ اٹھایا ہے۔ وہ ہمیں الزام دے گی۔"

"ٹھہرو مجھے سوچنے دو۔ میں پہلے ہی دوسرے معاملات میں الجھا ہوا ہوں۔ تم استنبول میں رہو یا نتالیہ کے ساتھ کسی دوسرے ملک میں چلی جاؤ۔ اسرائیل کا رخ نہیں کرنا ورنہ الپا چین سے جینے نہیں دے گی۔"

وہ فون کا رابطہ ختم کرکے سوچنے لگا۔ ایک بات بن رہی تھی۔ الپا پر وہ بہت بڑا احسان کرنے والا تھا۔ اب نہ احسان کرسکتا تھا اور نہ اسے دوست بنا کر اس کی ٹیلی پیتھی سے کوئی فائدہ اٹھا سکتا تھا۔

اس کے برعکس یہ نقصان پہنچ رہا تھا کہ وہ ناصرہ (نیلماں) کے ساتھ تل ابیب چلا آیا تھا۔ وہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس والے اس زہریلی عورت کو تلاش کررہے تھے جس نے اپنے زہر کے ذریعے اٹلی میں واردات کی تھی۔ وہاں اس کے زہر سے دو آدمی مرچکے تھے۔ یہ معلوم کیا گیا تھا کہ وہ عورت ایک جوان جوزف (پورس) کے ساتھ ممبئی جارہی ہے۔ ممبئی کی پولیس کو اس زہریلی عورت کے سلسلے میں اطلاع دی گئی تھی۔ اگر نیلماں اور پورس وہاں پہنچتے تو فوراً گرفتار کرلیے جاتے۔ ثانی نے انہیں گرفتاری سے بچایا۔ وہ تمام مخالفین کے لیے نیلماں بنی ہوئی تھی۔ اس نے پورس کو بھی یہی تاثر دیا کہ وہ نیلماں ہے اور اسے بچانے کے لیے ممبئی جانے والے طیارے کو اغوا کرکے تل ابیب لے جارہی ہے۔

اس طرح نیلماں اور پورس تل ابیب پہنچ کر گرفتاری سے محفوظ رہے لیکن اٹلی کی حکومت نے یہ اطلاع دی تھی کہ ہائی جیک کیے جانے والے طیارے کے ذریعے ایک زہریلی عورت اسرائیل پہنچ رہی ہے۔ یہ بات عوام کو معلوم ہوتی تو پورے ملک میں یہ دہشت پھیل جاتی کہ ایک زہریلی عورت کسی کے لیے بھی موت کا سبب بن سکتی ہے۔ اسرائیلی حکام نے اس بات کو عوام سے چھپایا تھا اور درپردہ پولیس، انٹیلی جنس اور انتظامیہ کے دوسرے شعبے سے تعلق رکھنے والے نیلماں اور پورس کو تلاش کررہے تھے۔

پورس کے سامنے صورتِ حال یہ تھی کہ اسے اپنے ساتھ ساتھ نیلماں کی بھی حفاظت کرنی تھی۔ اگر نتالیہ اپنی بہن کے ساتھ وہاں پہنچ جاتی تو ناصرہ (نیلماں) جیسی حسین اور پرکشش عورت کو پورس کے ساتھ دیکھ کر جل بھن جاتی۔ یہ کبھی یقین نہ کرتی کہ نیلماں کے زہریلے ہونے کے باعث پورس سے اس کے تعلقات نہیں ہیں۔ دو عورتوں کے جلاپے کے باعث وہ کسی نئی مصیبت میں مبتلا ہوسکتا تھا اسی لیے اس نے دونوں بہنوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اسرائیل نہ آئیں ورنہ بچی کی گمشدگی کے باعث الپا ان کا جینا حرام کردے گی۔

اس طرح اس نے نتالیہ کو ٹال دیا تھا۔ اب الپا سے نمٹنے کا مسئلہ تھا۔ وہ خوب سمجھتا تھا کہ الپا بچی کے گم ہونے کا یقین نہیں کرے گی۔ یہی سمجھے گی کہ پورس اس کی بیٹی کو... یرغمال بنا کر ایک طرف بچی کے باپ پارس سے انتقام لے رہا ہے۔ دوسری طرف الپا کی ٹیلی پیتھی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔

عورت کے دل میں کوئی بات بیٹھ جائے تو اسے دل سے نکالنا ممکن نہیں ہوتا۔ وہ سب کے سب جرائم سے بھرپور ایسی دنیا میں جی رہے تھے جہاں طرح طرح کی چالبازیوں سے ایک دوسرے کو دھوکے دیے جاتے تھے۔ اگر پورس سچ بات بھی کہتا تو الپا کبھی یقین نہ کرتی۔

الپا کہیں بہت مصروف تھی اسی لیے اس نے ابھی تک رابطہ کرکے اپنی بچی کے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی لیکن کسی وقت بھی کرسکتی تھی۔ ناصرہ (نیلماں) بڑی دیر سے اسے تک رہی تھی اور دل ہی دل میں اس پر قربان ہورہی تھی۔ وہ صرف ایک ہی بات سوچتی تھی کہ اس کے اندر سے تمام زہریلا خون ختم ہوجائے اور وہ پورس کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کے قابل ہوجائے۔

وہ بولی "بہت دیر سے سوچ میں گم ہو۔ کوئی پریشانی کی بات ہے کیا؟"

پورس نے اسے بچی کی گمشدگی کے بارے میں بتایا۔ وہ بولی "اگر ان بہنوں نے بچی کہیں گم کردی ہے تو تمہارا کیا قصور ہے۔ الپا سے صاف کہہ دو کہ غلطی تم سے نہیں، ان بہنوں سے ہوئی ہے۔"

وہ بولا "میں نے تمہیں پہلے بھی سمجھایا تھا۔ مکاروں کی دنیا میں معصوم بن کر نہ رہو۔ میرے ساتھ رہ کر چالاکیاں سیکھو۔ بچی کا باپ پارس میرا دشمن ہے۔ اب الپا یہی سوچے

گی کہ میں نے پارس سے انتقام لینے کے لیے اور الپا کی ٹیلی پیتھی سے فائدہ اٹھانے کے لیے ان کی بچی کو کہیں چھپا دیا ہے۔ وہ میری سچی باتوں پر کبھی یقین نہیں کرے گی۔"

"واقعی ایک بچی کی گمشدگی نے مسائل پیدا کردیے ہیں۔ ان حالات میں تم کیا کروگے؟"

"وہی کروں گا جو حالات کا تقاضا ہے۔ ہماری جرائم سے بھرپور دنیا میں جھوٹ اور مکاری کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میں بھی اپنے طور پر چالیں چلوں گا۔"

اس وقت نیلماں ورزش کا لباس پہنے یوگا کی ایک مشق کررہی تھی۔ اس لباس میں اس کا بدن دیکھنے والی آنکھوں کو للچا رہا تھا۔ پورس کے اندر زبردست قوتِ برداشت تھی۔ کوئی دوسرا ہوتا تو لوہے کی طرح اس مقناطیسی بدن کی طرف کھنچا چلا آتا اور اس سے لپٹ کر موت کو گلے لگالیتا۔

ایک رات پورس نے نیلماں کی خیال خوانی کی لہروں کو محسوس کیا تھا پھر اس کے کمرے میں آکر دیکھا تھا تو وہ گہری نیند میں تھی۔ نیند کی حالت ہی میں وہ خیال خوانی کے ذریعے پورس کے اندر پہنچی ہوئی تھی۔ تب پورس کو معلوم ہوا تھا کہ اس کی زہریلی ساتھی ناصرہ (نیلماں) ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ یادداشت گم ہونے کے باعث وہ اپنی اس غیر معمولی صلاحیت کو بھی بھول چکی ہے۔

یوں تو وہ پہلے سے سمجھ رہا تھا کہ اس کی ساتھی حسینہ پُراسرار ہے لیکن یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہوگی۔ یہ بھید کھلنے سے اسے حیرت بھی ہوئی اور مسرت بھی۔ اس نے سوچا کسی طرح اس کی یادداشت واپس آجائے یا کم از کم ٹیلی پیتھی کا علم یاد آجائے تو وہ اس کی ذات سے بہت سے فائدے اٹھا سکے گا۔

اس نے نیلماں کو بتایا کہ وہ کتنا زبردست علم جانتی ہے۔ نیلماں کو یقین نہیں آیا۔ پورس نے اسے تاکید کی کہ وہ اس بات کو کسی پر ظاہر نہ کرے اور روز صبح و شام یوگا کی مشقیں کیا کرے۔ ہوسکتا ہے کہ یوگا کے ذریعے اس کے دماغ میں سوچ کی لہروں کی آمدورفت شروع ہوجائے۔

نیلماں اس کی ہدایت کے مطابق یوگا کی مشقیں کیا کرتی تھی۔ پورس ہر صبح اس سے پوچھا کرتا تھا کہ اس نے کیا خواب دیکھا ہے اور خواب کے دوران میں کیا وہ کسی کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی؟

وہ انکار کردیتی تھی۔ اس ایک رات کے سوا اس نے پھر کبھی نیند کی حالت میں خیال خوانی نہیں کی تھی۔ اس کے باوجود وہ مایوس نہیں ہوا تھا۔ یہ اچھی طرح سمجھ چکا تھا کہ اس حسینہ کے اندر خیال خوانی کی صلاحیت چھپی ہوئی ہے۔ اس صلاحیت کو کسی نہ کسی طرح باہر نکالنا ہوگا۔

وہ اس پہلو سے اپنی کوششوں میں مصروف تھا لیکن دوسرے پہلو سے وہ مصیبت بنی ہوئی تھی۔ خفیہ ایجنسیوں والے ایک زہریلی حسینہ اور اس کے ساتھی جوان کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ وہ کسی طرح اسرائیل سے چلا جانا چاہتا تھا لیکن بڑی سخت ناکابندی تھی۔ بحری جہاز، ہوائی جہاز اور ٹرین کے ذریعے جو بوڑھی یا جوان عورت تل ابیب سے باہر جاتی تھی اسے سفر کرنے سے پہلے خصوصی چیک پوسٹ سے گزرنا پڑتا تھا۔ وہاں اسے ایک کپ دودھ پینے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ تمام چیک پوسٹوں پر زہر کے ماہرین موجود رہتے تھے۔ جو عورت ایک کپ میں سے دو چار گھونٹ پیتی تھی اور پینے کے بعد بھی دودھ سفید رہتا تھا، اسے آگے سفر کرنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ زہر کے ماہرین کے بیان کے مطابق زہریلی عورت ایک گھونٹ دودھ بھی پیے تو اس دودھ کا رنگ سبز یا نیلا ہوجاتا ہے۔

پورس جانتا تھا کہ وہ نیلماں کو کسی بھی راستے سے لے کر اسرائیل سے باہر جانا چاہے گا تو کسی نہ کسی خصوصی چیک پوسٹ پر نیلماں کو دودھ پینا پڑے گا۔ ایک گھونٹ پیتے ہی دودھ کا رنگ سبزی مائل ہوجائے گا۔

فی الحال دونوں اس لیے محفوظ تھے کہ ایک خفیہ پناہ گاہ میں تھے۔ کھانے پینے اور دوسری ضروریات کی چیزیں خریدنے کے لیے پورس تنہا جاتا تھا۔ جلد ہی لوٹ آتا تھا لیکن اس طرح ہمیشہ گزارہ نہیں ہوسکتا تھا۔ کسی دن بھی خفیہ ایجنسی والے انہیں تلاش کرتے ہوئے اس خفیہ پناہ گاہ تک پہنچ سکتے تھے۔

شام کو الپا نے خیال خوانی کے ذریعے پورس کو مخاطب کیا۔ پورس نے کہا "مجھے بڑی دیر بعد یاد کیا ہے۔ کیا تم کہیں مصروف تھیں؟"

"میری بیٹی سے بڑی کوئی مصروفیت نہیں ہوسکتی۔ میری مونا کہاں ہے؟"

"تمہیں پتا ہے، موسم کی خرابی کے باعث جہاز روٹ بدل کر استنبول چلا گیا تھا۔ نتاشا اور نتالیہ بچی کو وہیں لے گئی تھیں۔"

"میں سب جانتی ہوں۔ تم نہیں جانتے کہ میں استنبول میں چھپی ہوئی تھی۔ میں نے اس طیارے سے نتاشا اور نتالیہ کو بچی کے ساتھ باہر آتے دیکھا، یہ کمینگی بھی دیکھی کہ نتاشا اس بچی کو لے کر ایک عیسائی مشنری میں گئی تھی اور

وہاں اسے لاوارث قرار دے کر چھوڑ آئی تھی۔"

"یہ میرے لیے ایک نئی اطلاع ہے کہ نتاشا نے ایسا کیا ہے۔ تم اس بچی کو عیسائی مشنری سے لے آئی ہوگی۔"

"نہیں۔ میں نے اسے وہیں چھوڑ دیا کیونکہ وہ میری مونا نہیں تھی۔ پتا نہیں وہ کس کی بچی تھی اور نتاشا اسے وہاں کیوں چھوڑ گئی تھی۔"

"کیا تم نے نتاشا سے پوچھا تھا؟"

"میں جب بھی ان دونوں بہنوں کے دماغوں میں جاتی ہوں... وہ سانس روک لیتی ہیں۔ میں تم سے پوچھتی ہوں۔ میری بیٹی مونا کہاں ہے؟"

"کیا تم نے اس کے دماغ میں جھانک کر نہیں دیکھا؟"

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں۔"

"میں بھی تم سے پوچھ رہا ہوں۔ میری بات کا جواب دو۔"

"جس بچی کو میں نے عیسائی مشنری میں دیکھا تھا' اس کی معصوم سوچ کو میں نے بدل دیا ہے تاکہ اپنی اصل بیٹی کے دماغ میں پہنچ سکوں۔"

"تو پھر تم اپنی اصل بیٹی مونا کے دماغ میں پہنچ گئیں۔"

"ہاں۔ میں نے اس کے ذریعے ایک عورت اور ایک مرد کی آوازیں سنی ہیں لیکن بچی ابھی الفاظ کے معنی نہیں سمجھتی ہے۔ میں اس کے ذریعے اس کے قریب رہنے والوں کے دماغوں تک پہنچنے میں ناکام ہو رہی ہوں۔"

"ہاں یہ مجبوری ہے۔ ننھی سی بچی پر ٹیلی پیتھی کے علم کو آزمایا نہیں جاسکے گا۔"

"دیکھو پورس! تم مجھے ٹال رہے ہو۔ میری بیٹی کو وہ دونوں ممبئی سے لے گئی تھیں۔ بچی کو تمہارے پاس ہونا چاہیے۔"

"یہ درست ہے۔ بچی کو میرے پاس ہونا چاہیے۔ اگر وہ میری تحویل میں نہ ہوتی تو آئندہ بھی وہ تمہیں نہیں ملتی۔"

"میں تمہاری بات سمجھ نہیں پا رہی ہوں۔ صاف صاف کہو۔"

"الپا! ہم دونوں کو پارس بے وقوف بنا رہا تھا۔ اس نے فرہاد کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے مونا کا لب و لہجہ بدل کر دوسری بچی میں منتقل کرایا تھا۔ تم بھی استنبول پہنچنے تک ایک پرائی بچی کو اپنی بیٹی سمجھتی رہیں لیکن میری جنگ تو پارس سے ہے۔ ممبئی میں میرے اہم ماتحتوں نے پارس کے ایک آلۂ کار کو پہچان لیا۔ وہ ایک ننھی بچی کو اٹھائے ایک کار کی طرف جا رہا تھا۔ میرے ماتحتوں نے اسے گولی مار دی اور بچی کو لے کر وہاں سے چلے گئے۔"

"کہاں چلے گئے؟ مجھے بتاؤ میری بیٹی کہاں ہے؟"

"بالکل خیریت سے ہے۔ پریشان کیوں ہوتی ہو۔ پارس اسے ڈھونڈتا پھر رہا ہوگا لیکن میں نے اسے ممبئی شہر سے بہت دور پہنچا دیا ہے۔"

"تم نے یہ بات مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی؟ ان بہنوں کو استنبول پہنچا دیا اور مجھے جھانسا دیتے رہے۔ کیا تمہاری نیت میں کھوٹ ہے؟"

"کس کی نیت میں کھوٹ نہیں ہے۔ جب تم پارس کی آغوش میں تھیں تو میرے لیے ایک کھوٹا سکہ تھیں۔ اب بیئرر چیک ہو۔ میں جتنے فائدے چاہوں' تم سے کیش کرا سکتا ہوں۔"

"اب بات سمجھ میں آ رہی ہے۔ ایک طرف پارس میری بیٹی کو چھیننا چاہتا ہے۔ دوسری طرف تم نے اس پر قبضہ جما رکھا ہے۔ تم دونوں کو مرد کہلاتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔"

"تمہارے جیسی عورتیں ہمیں مردانگی دکھانے کا موقع نہیں دیتیں' اس لیے مکاری دکھانی پڑتی ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ یہ بتاؤ' مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہو اور میری بیٹی کب میرے حوالے کرو گے؟"

"میں اسرائیل میں ہوں اور تمہاری بیٹی بھارت میں ایک جگہ محفوظ ہے۔ میں وہاں جاؤں گا تو تمہیں بیٹی ملے گی۔"

"تم بھارت کب جاؤ گے؟"

"جب تم چاہو گی۔"

"کل صبح کی فلائٹ میں تمہارے لیے ایک سیٹ ریزرو ہو جائے گی۔"

"میری عقل گھاس چرنے نہیں گئی ہے۔ کل جہاز پر سوار ہوتے ہی تم مجھے گرفتار کرا کے یہاں کسی کال کوٹھری میں عمر بھر کے لیے بند کرا دو گی۔"

"میں اپنی بیٹی کی سلامتی کی خاطر کبھی ایسا نہیں کروں گی۔"

"تم دوسری تیسری مونا پیدا کر لو گی... لیکن کوئی عورت دوسرا پورس پیدا نہیں کر سکے گی۔"

"مجھے بتاؤ کہ تم کس طرح مطمئن ہو سکتے ہو؟"

"پہلے اپنے اسرائیلی اکابرین سے کہو کہ وہ خصوصی چیک پوسٹیں ختم کر دی جائیں اور کسی عورت کو دودھ پینے پر مجبور نہ کیا جائے۔"

"اچھا تو وہ زہریلی عورت تمہارے ساتھ ہے؟"

"میرے ساتھ ہوگی تو تمہیں کوئی فرق پڑے گا۔"

"نہیں۔ تم نے موت کو اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے پھر تو اس عورت میں کوئی خاص بات ہوگی۔"

"ہاں۔ وہ مجھے بھی رفتہ رفتہ زہریلا بنا رہی ہے۔ ٹیلی پیتھی سے محروم ہونے کے بعد یہ ایک نئی صلاحیت حاصل کر رہا ہوں۔"

"پورس! مجھے پارس جیسا ایک مکار ساتھی چاہیے۔ تم ہی اس کا توڑ ہو۔ کیا ہم دوست بن کر نہیں رہ سکتے؟"

"تم میرے دل کی بات کہہ رہی ہو۔ میں تمہارے ہر برے وقت میں کام آیا کروں گا۔ کیا تم بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے مجھ سے تعاون کرو گی؟"

"ضرور کروں گی۔ ابھی اسرائیلی اکابرین سے بات کر رہی ہوں۔ اسرائیل سے باہر جانے کے سلسلے میں عائد پابندیاں اٹھالی جائیں گی۔ کسی بھی عورت کو دودھ پینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔"

وہ پورس کے دماغ سے چلی گئی۔ وہ الپا سے ہونے والی باتیں نیلماں کو بتانے لگا۔ نیلماں نے تمام باتیں سن کر کہا۔ "پورس! تم بہت ذہین اور چالاک ہو۔ اس بچی کے گم ہو جانے کے بعد الپا ہماری جان کی دشمن بن جاتی مگر تم نے بڑی چالاکی سے اسے شیشے میں اتار لیا ہے۔ ہم یہاں سے کب تک جائیں گے؟"

"میں پہلے حالات کا جائزہ لوں گا۔ جب یقین ہو جائے گا کہ اسرائیل سے باہر جانے والی عورتوں کو ایک کپ دودھ پینے پر مجبور نہیں کیا جا رہا ہے تو ہم اچانک کسی بھی فلائٹ سے چلے جائیں گے۔"

وہ خوش ہو کر اس کے قریب آگئی۔ پورس نے اس کے حسین چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لے کر کہا "تمہارے قریب آنے سے جتنی مسرتیں ملتی ہیں' اتنا ہی خوف طاری ہوتا ہے۔"

وہ ایک اسکارف لے کر بولی "میں یہ منہ پر باندھ لوں گی۔ دانت اور ہونٹ دکھائی نہیں دیں گے پھر تو میرے بدن کے کسی بھی حصے سے خطرہ محسوس نہیں کرو گے؟"

پورس نے اسے بڑے پیار سے دیکھا۔ اس کا دل خود اس کے لیے مچلتا تھا لیکن دوسری مصروفیات کے باعث وہ کوئی احتیاطی تدبیر سوچ نہیں پاتا تھا۔ ایسا نیلماں نے سوچا تھا۔ پارس نے اپنے اطمینان کے لیے اپنے ہاتھ سے اس کے منہ پر سختی سے اسکارف کو باندھتے ہوئے کہا "آئندہ میں تمہارے منہ پر ٹیپ چپکا دیا کروں گا۔ میں بھی تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا میری جان!"

اس نے پہلی بار اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ نیلماں نے اپنی بانہیں اس کی گردن میں حمائل کر دیں۔ عورت ایک ایسی ضرورت ہے جس کے لیے مرد سر دھڑ کی بازی لگا دیتا ہے۔ پورس جیسے ذہین اور چالاک مرد بھی حسن و شباب کے آگے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں۔ یہ ایسے جوش اور جذبات سے بھرپور لمحات ہوتے ہیں کہ آدمی اپنی موت کو بھی بھول جاتا ہے۔

ویسے نیلماں جب سے ناصرہ کے جسم میں سمائی تھی' تب سے سب ہی کے لیے موت بنی ہوئی تھی۔ پورس اس کی زندگی میں آنے والا پہلا مرد تھا جو اس کے زہر سے محفوظ رہا تھا۔ اس کے باوجود جب وہ اپنے کمرے میں سونے کے لیے آیا تو پوری طرح ہوش و حواس میں نہیں تھا۔ اس کے دماغ پر ایک عجیب سا زہریلا سرور چھایا ہوا تھا۔ وہ نقصان دہ نہیں تھا بلکہ نشیلا تھا۔ اس میں ایک عجیب سی کشش تھی اور وہ اس کشش کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

نیلماں نے ضد کی تھی کہ وہ اس کے بیڈ روم میں رہے لیکن وہ اس لیے چلا آیا کہ رات میں کسی بھی وقت اس کے منہ سے اسکارف کھل سکتا تھا۔ اس نے اپنے کمرے میں آکر دروازے کو اندر سے بند کر لیا پھر بستر پر آکر ایک شرابی کی طرح گر پڑا۔ ایسی مدہوشی تھی کہ ذرا سی دیر میں نیند آگئی پھر اسے ہوش نہیں رہا کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے؟

نیلماں باتھ روم میں غسل کر رہی تھی۔ وہ اتنی خوش تھی جیسے پورس کے روپ میں اسے دنیا جہان کی دولت مل گئی ہو۔ وہ غسل سے فارغ ہو کر بستر پر لیٹ گئی۔ دیر تک اس کے بارے میں سوچتی رہی' شرماتی رہی اور مسکراتی رہی پھر وہ رفتہ رفتہ گہری نیند میں ڈوب گئی۔

وہ بڑی مستی میں سوئی تھی۔ بڑے عجیب خواب دیکھ رہی تھی۔ ایسے وقت اس نے محسوس کیا۔ چند کتے اس کے آس پاس ہیں اور اس کے اندر کی زہریلی بو محسوس کر رہے ہیں پھر نیلماں نے دیکھا' ایک لیبارٹری ہے جہاں کئی اقسام کے زہر مختلف مرتبانوں میں رکھے ہوئے ہیں۔ ایک مرتبان میں وہ زہر تھا جو نیلماں کی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ اس زہر کو جب ایک کتا سونگھنے لگا... تب ہی نیلماں نے خواب میں اس کتے کو دیکھا پھر دوسرا اور تیسرا کتا بھی اسے سونگھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی خواب کے مناظر واضح ہونے لگے۔

ان کتوں کے ساتھ کچھ وردی والے تھے۔ ان کا تعلق

پولیس اور انٹیلی جنس سے تھا۔ جن کتوں نے نیلماں کے مخصوص زہر والے مرتبان کو سونگھا تھا' وہ سب ایک طرف منہ اٹھا کر بھونکنے لگے تھے۔

لیبارٹری کے باہر ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ وردی والے ان کتوں کو باہر لائے۔ انہیں ایک گاڑی میں سوار کرایا پھر وہ جس سمت منہ اٹھا کر بھونکتے جا رہے تھے' اسی سمت گاڑی لے جانے لگی۔

نیلماں نے خواب میں دیکھا کہ وہ کمرے سے نکل کر دوڑتی ہوئی اس خفیہ پناہ گاہ سے باہر آ گئی تھی۔ کتے اور پولیس والے کہیں دور تھے لیکن خواب کا منظر دکھا رہا تھا کہ وہ ان کی خفیہ رہائش گاہ کی طرف آ رہے ہیں۔

وہ دوڑتی ہوئی سمت بدل کر ایک ایسی جگہ پہنچی جہاں تاریکی تھی۔ کتوں نے بھی بھونکنے کا رخ بدل لیا تھا۔ ان کے مطابق گاڑی بھی ادھر جانے لگی۔ اس نے دو بڑے پتھر اٹھا لیے تھے۔ جب گاڑی کی ہیڈ لائٹس تاریکی کی طرف آنے لگیں تو اس نے تاک کر پتھروں سے حملے کیے۔ گاڑی کی دونوں ہیڈ لائٹس ٹوٹ گئیں۔ اندھیرا چھا گیا۔ ایک افسر نے غصے سے پوچھا "کون ہے؟"

نیلماں اس کی آواز اور لہجہ سنتے ہی اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔

دوسرے نے کہا "سر! وہی زہریلی ہوگی۔ کتوں کے پٹے کھول دیے جائیں تو وہ اپنے شکار کو خود ہی نوچ کھسوٹ کر لے آئیں گے۔"

وہ اس دوسرے جونیئر افسر کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے اعلیٰ افسر نے کہا "ان کے پٹے ہاتھوں سے نہیں' اپنے ریوالور سے اس طرح کھولے جائیں کہ کتے زخمی نہ ہوں۔"

اس نے نیلماں کی مرضی کے مطابق ایک کتے کے پٹے پر فائر کیا لیکن کتے کو گولی مار دی پھر کہا "تعجب ہے۔ میرا نشانہ کبھی نہیں چوکتا۔ اس بار صحیح نشانہ لگاؤں گا۔"

اس طرح اس نے دوسرے کتے کو گولی مار دی۔ جونیئر افسر نے کہا "میرے نشانے کو سب مانتے ہیں۔ یہ دیکھیں۔"

تین کتے لائے گئے تھے۔ تیسرا بھی گولی سے ہلاک ہوگیا۔ کتوں کے ٹرینر نے کہا "سر! یہ آپ دونوں نے کیا کر دیا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہم نے یہ کیا ہے۔"

اس نے کتے سدھانے والے کو گولی مارنے کے بعد اپنے ساتھ آنے والے چار سپاہیوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ ان بے چاروں کو بھی مار ڈالا پھر نیلماں اعلیٰ افسر کے اندر پہنچ کر بولی "یہ ہم نے کیا کیا؟ ہم دونوں تنہا رہ گئے ہیں۔"

جونیئر افسر نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا "سر! یہ بات صاف سمجھ میں آ رہی ہے کہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ہمارے ہاتھوں ہمارے ہی سپاہیوں اور کتوں کو ہلاک کرایا ہے۔ وہ اس وقت بھی میرے اور آپ کے درمیان موجود ہے۔"

"وہ موجود ہے تو اسے بھگتنا ہی ہوگا۔ ایسا کرو' تم مجھ پر گولی چلاؤ۔"

"نو سر! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"تمہاری بھلائی کے لیے کہہ رہا ہوں۔ میں تین تک گن رہا ہوں۔ اگر تم مجھے گولی نہیں مارو گے تو میں تمہیں مار ڈالوں گا۔"

پھر وہ گننے لگا "ایک" جونیئر افسر اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ اس کا اعلیٰ افسر ایسا نہیں کر رہا ہے۔ اس کے اندر بیٹھا ہوا ٹیلی پیتھی جاننے والا اس پر رحم نہیں کرے گا۔ تین تک گنتی پوری ہوتے ہی اسے مار ڈالے گا۔ لہٰذا اس نے اعلیٰ افسر کے دو تک گنتے ہی اسے گولی مار دی۔

اس نے اس کے مرتے ہی اطمینان کی سانس لی۔ اپنے لوگوں کو گولیاں مارنے والوں میں سے کوئی اسے مارنے کے لیے نہیں بچا تھا۔ اب وہ زندہ رہ سکتا تھا۔ اسی وقت اسے ایک جھٹکا سا لگا۔ گاڑی آگے چل پڑی تھی۔ وہ پچھلے حصے میں انسانوں اور کتوں کی لاشوں پر گر پڑا تھا۔ تب اسے یاد آیا کہ ابھی ڈرائیور زندہ ہے اور وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر موجود ہوگا۔

وہ سنبھل کر گرجتے ہوئے بولا "مائیکل! گاڑی روکو۔"

گاڑی نہیں رکی۔ ادھر سے اُدھر ڈگمگاتی ہوئی اس طرح تیزی سے جانے لگی کہ وہ بار بار پچھلے حصے میں لاشوں پر گر رہا اور چیختا رہا "گاڑی روک دے۔ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ الو کے پٹھے! اپنے افسر کا حکم نہیں مان رہا ہے۔"

وہ چیختا چلاتا رہا۔ گاڑی تیزی سے دوڑتی ہوئی ایک پٹرول پمپ پر آ کر ایک پٹرول کی ٹنکی سے زوردار آواز کے ساتھ ٹکرائی۔ اس کے ساتھ ہی ڈرائیور نے نیلماں کی مرضی کے مطابق اپنا لائٹر سلگا لیا تھا۔ ایک دھماکے کے ساتھ آگ بھڑک گئی۔

پھر اس نے دیکھا کہ وہ پیدل چلتی ہوئی اپنی خفیہ پناہ گاہ میں آئی ہے اور اپنے بیڈ روم میں آ کر پہلے کی طرح سو گئی ہے۔ نیند اس قدر گہری ہوگئی تھی کہ پھر اسے کوئی خواب نظر

میں آیا۔

○☆○

بھارت کے صوبے اڑیسہ میں ایک ساحلی شہر ہے جس کا نام "پوری" ہے۔ یہ شہر "پوری" ایک طرح سے تیرتھ بن گیا ہے۔ یہاں مندروں کی اتنی بہتات ہے کہ قدم قدم پر مندر دکھائی دیتے ہیں۔ مندروں کے علاوہ وہاں ایسے ادارے بھی ہیں جو دھرم کرم کے علاوہ یوگا اور آتما شکتی کی تعلیم اور تربیت بھی دیتے ہیں۔

ان اداروں کے استاد گرو اور استادوں کے استاد مہاگرو کہلاتے ہیں۔ گرو کا درجہ انہیں دیا جاتا ہے جو یوگا کی مشقوں میں مہارت حاصل کرتے ہوئے تقریباً دو گھنٹے تک سانس روکنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ ان کی صحت قابلِ رشک اور جسمانی قوت حیرت انگیز ہوتی ہے۔

ان سے زیادہ حیرت انگیز مہاگرو ہوتے ہیں جو کئی گھنٹوں تک سانسیں روکنے میں مہارت حاصل کر لیتے ہیں اور کئی گھنٹوں تک یوگا کا کوئی مشکل ترین آسن جمائے رکھتے ہیں۔ ریت، کنکر اور لوہے کے ذرات کے انبار میں جوگنگ کرتے اور اس انبار میں گھونسوں اور کراٹوں کے ہاتھ مارتے ہیں حتیٰ کہ دہکتے ہوئے انگاروں میں بھی جلدی جلدی ہاتھ ڈالتے اور نکالتے رہتے ہیں۔ یوں دشوار گزار مشقوں کی آگ میں کندن بن جاتے ہیں۔

شہر "پوری" میں ایسے کئی ادارے تھے جہاں یہ ہنر سیکھنے والے برسوں رہ کر پوجا پاٹ کرتے اور طرح طرح کی تربیت حاصل کرتے تھے۔ ان میں دو ادارے بہت مشہور تھے۔ ایک ادارے کے گرو کو مہاگرو مانک جاتیو کہا جاتا تھا۔ دوسرے ادارے کے مہاگرو کا نام دھن راج پانڈے تھا۔ تقریباً دو برس پہلے مہاگرو مانک جاتیو نے عالمی ماہرین اور عالمی پریس کی موجودگی میں چھ گھنٹے تک سانس روک کر تمام اداروں کے مقابلے میں برتری حاصل کی تھی۔

اس شہر پوری کا دوسرا بڑا ادارہ کسی سے کمتر نہیں رہنا چاہتا تھا۔ دوسرے برس مہاگرو دھن راج پانڈے نے اعلان کیا کہ وہ سات گھنٹوں تک سانس روکنے کا مظاہرہ کرے گا۔ بہت ہی چونکا دینے والا اعلان تھا۔ اس کے لیے وقت اور تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ دنیا کے تمام بڑے ممالک سے ماہرین' پریس رپورٹرز اور فوٹو گرافرز آئے۔ سمندر کے ساحل پر ہزاروں افراد کا ہجوم تھا۔ ان میں مہاراج (سوریہ راج) اور اس کا ہم شکل بھائی گرو دیو (دھرم راج) بھی شامل تھے۔ مظاہرہ کرنے والا دھن راج پانڈے ان کا مہاگرو تھا۔ انہوں نے اسی کے آشرم میں رہ کر یوگا میں مہارت حاصل کی تھی۔

مہاگرو دھن راج پانڈے ان دونوں بھائیوں سے خوش تھا کیونکہ انہوں نے یوگا کے علاوہ بڑی لگن سے ٹیلی پیتھی کا علم بھی حاصل کیا تھا۔ مہاگرو نے ٹیلی پیتھی کے علم پر توجہ نہیں دی تھی۔ وہ نوجوانی ہی سے سانس روکنے کی مشقوں پر زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرتا آیا تھا۔ اس کا اصول تھا کہ آدمی کو ایک ہی ہنر میں ہر پہلو سے مکمل مہارت حاصل کرنی چاہیے۔

وہ دونوں بھائی مہاراج اور گرو دیو مہارت کے اعتبار سے نااہل تھے۔ زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس منٹ تک سانس روک سکتے تھے اور ٹیلی پیتھی اس حد تک جانتے تھے کہ دوسروں کے دماغوں میں پہنچتے تھے مگر اپنے دماغوں میں آنے والوں کو اپنے چور خیالات پڑھنے سے باز نہیں رکھ سکتے تھے۔

بہرحال سات گھنٹوں تک سانس روکنے کا مظاہرہ کرنے کے انتظامات سمندر کے ساحل پر کیے گئے تھے۔ وہاں ایک بڑا سا گڑھا کھودا گیا تھا۔ مہاگرو دھن راج پانڈے کی عمر پچاس برس ہوگی لیکن وہ ایسا قد آور اور صحت مند تھا کہ پچیس تیس برس کا جوان لگتا تھا۔ وہ ایک آہنی تختے پر آ کر بیٹھ گیا تھا پھر دونوں ہاتھ جوڑ کر آنکھیں بند کر کے دھیان گیان میں ڈوب گیا تھا۔ کئی پہلوانوں نے اس آہنی تختے سمیت اسے اٹھایا اور گڑھے میں اتار دیا۔ لوگوں کا ہجوم اس جگہ سے دور تھا۔ انہیں آگے بڑھنے سے روکنے کے لیے بڑے سخت انتظامات کیے گئے تھے۔ اس گڑھے سے ذرا فاصلے پر بڑے بڑے ممالک کے ماہرین' پریس رپورٹرز' فوٹو گرافرز' ڈاکٹرز اور کیمرے موجود تھے۔ سب لوگ اپنی اپنی گھڑی دیکھ رہے تھے۔ جب صبح چھ بجنے میں دو منٹ رہ گئے تو چند افراد اس بڑے سے گڑھے کو لکڑی کے چوڑے تختوں سے ڈھانپنے لگے۔ مہاگرو زمین کے اندر ان لکڑیوں کے نیچے چھپ گیا۔ اوپر سے کدال کے ذریعے مٹی ڈالی جانے لگی۔ مٹی کی تہ اتنی موٹی تھی کہ وہاں سے ہوا گزر کر لکڑی کے تختوں کے آر پار نہیں جا سکتی تھی۔ مہاگرو سانس نہیں لے سکتا تھا۔ دوسرے الفاظ میں اسے زندہ دفن کر دیا گیا تھا۔

اگلے سات گھنٹے سسپنس سے بھرپور تھے۔ نہ جانے سات گھنٹوں کے بعد وہ دفن کیا جانے والا زندہ برآمد ہوگا یا نہیں؟ گھنٹے دو گھنٹے کی بات نہیں تھی۔ جتنے مہاگرو تھے' وہ اتنی دیر تک بہ آسانی سانسیں روک لیا کرتے تھے لیکن سات گھنٹے تک روکنا گویا موت کو دعوت دینا تھا۔

اس کے مخالف ادارے کا مہاگرو مانک جاتیو اپنے

چیلوں کے ساتھ آیا ہوا تھا۔ وہ لکڑی کا ایک تخت بچھا کر آرام سے بیٹھ کر یہ پیش گوئی کر چکا تھا "سات گھنٹوں تک سانس روکنا بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ وہ بے چارہ مہاگرو دھن راج پانڈے میرے مقابلے میں اونچا رہنے کے لیے مرنے گیا ہے۔ اس کے کریا کرم کا بندوبست کرلو۔"

اس کی ایسی باتوں پر مہاگرو دھن راج پانڈے کے چیلوں کو غصہ آرہا تھا لیکن مہاگرو نے پہلے ہی تمام چیلوں کو سمجھا دیا کہ مخالف پارٹی والے خواہ کیسے ہی طعنے دیں، وہ ان کے جواب میں صبر سے کام لیتے رہیں۔

وقت گزر رہا تھا۔ سات گھنٹے پورے ہونے والے تھے۔ سب ہی کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوگئی تھیں۔ سات گھنٹے پورے ہونے سے دو منٹ پہلے اس کے چیلے کدالوں سے مٹی ہٹانے لگے۔ مٹی کے ہٹنے کے بعد لکڑی کے تختے دکھائی دیے۔ وہ ان تختوں کو جلدی جلدی اٹھا کر ایک طرف پھینکنے لگے۔ وہ دکھائی دے رہا تھا۔

جب اسے گڑھے میں اُتارا گیا تھا تب وہ دونوں ہاتھ جوڑے پلتھی مارے بیٹھا تھا۔ اب وہ حالت نہیں تھی۔ وہ کمر کی طرف سے جھک کر اوندھا ہوگیا تھا۔ مہاراج، گرودیو اور دوسرے چیلوں کے دلوں سے افسوس ناک آہ نکلی۔ مخالف پارٹی کے مہاگرو مانک جاتیو نے کہا "اب کیا دیکھ رہے ہو۔ اسے اوپر لاؤ اور رام نام ستیہ بولتے رہو۔"

پہلوانوں نے گڑھے میں اتر کر لوہے کے تختے سمیت مہاگرو کو اٹھایا پھر اوپر لے آئے۔ اوپر لائے جانے پر سب نے دیکھا، وہ بالکل ساکت ہوگیا تھا۔ اس میں زندگی کی ہلکی سی رمق بھی نہیں رہی تھی۔ پولیس والے مہاگرو کے حامیوں کو اور مخالفوں کو وہاں سے دور ہٹانے لگے۔ دو ڈاکٹروں نے قریب آکر اس کا معائنہ کیا۔ ایک نے کہا "سانس نہیں ہے۔"

دوسرے ڈاکٹر نے کہا "دل نہیں دھڑک رہا ہے۔ نبض رک گئی ہے۔"

کچھ فاصلے پر تین وڈیو کیمرے آن تھے۔ ایک ڈاکٹر نے ایک کیمرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "ہماری دنیا میں کتنے ہی لوگ جان جوکھم کے کام کرتے ہیں اور اپنی زندگی کو داؤ پر لگا کر اپنی جان دے دیتے ہیں۔ ہم افسوس کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ مہاگرو دھن راج پانڈے کا دیہانت ہوچکا ہے۔ اب وہ اس دنیا میں نہیں رہے۔"

مہاگرو مانک جاتیو نے ایک کیمرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "ہم نے چھ گھنٹوں تک سانس روکنے کا جو ریکارڈ قائم کیا ہے، اسے کوئی نہیں توڑ سکتا ہے مگر اس کے ہم نہیں ہیں۔ یہ مہاگرو ہمارے بھائی بندوں میں سے تھا۔ بے چارہ مرگیا ہے۔ ہم کو اس کی موت کا بہت افسوس ہے۔"

ایک کیمرا مین نے کیمرے کے لینس سے دیکھتے ہوئے کر کہا "ڈاکٹر! مہاگرو زندہ ہیں۔ آپ مانیٹر میں دیکھیں۔ ان کے ہاتھوں کی انگلیوں میں ذرا سی حرکت پیدا ہوئی تھی۔"

کیمرا مین نے کیسٹ کو ذرا سا ریورس کرکے دکھایا۔ واقعی دو انگلیوں میں حرکت پیدا ہوئی تھی پھر وہ انگلیاں ساکت ہوگئی تھیں۔ کئی ڈاکٹر دوڑتے ہوئے اس کے قریب گئے۔ اسے توجہ سے دیکھا۔ ایک ڈاکٹر نے اس کے جسم کو ہاتھ لگایا پھر بولا "یہ سرد نہیں ہے۔ اس کا بدن گرم ہے۔"

پھر وہ تمام ڈاکٹر ایک دم سے چونک کر پیچھے ہٹ گئے۔ مہاگرو مردے کی طرح اوندھے منہ جھکا ہوا تھا، اب سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا اور بول رہا تھا "ہرے راما! ہرے کرشنا! ہرے راما! ہرے کرشنا!"

مہاراج، گرودیو اور دوسرے تمام چیلے خوشی سے اچھلتے ہوئے "ہرے راما! ہرے کرشنا!" کا جاپ کرنے لگے۔ مخالف مہاگرو بڑی حیرانی سے دھن راج پانڈے کو رام نام کا جاپ کرتے دیکھ رہا تھا۔ ایک چیلا ایک بڑے سے جگ میں مہاگرو کے لیے جوس لایا۔ مہاگرو نے آنکھیں کھول کر دیکھا پھر دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے۔ اس کے ہاتھ اٹھاتے ہی خاموشی چھاگئی پھر مہاگرو دھن راج پانڈے نے اپنے مخالف مہاگرو مانک جاتیو کو دیکھ کر پوچھا "کا تم پرکھوں کی پرم پرا بھول گوا ہو۔ چھوٹا بڑے کا آگے آگے جھکتا ہے۔ اسے پھولن کی مالا پہنایا جات ہے۔ کا تم کو سرم آرہی ہے؟"

مہاگرو مانک جاتیو نے کہا "اس میں شرم کیسی؟ بھئی تم نے کامیابی حاصل کی ہے۔ ہم ہار لے کر آئے ہیں۔"

اس نے دھن راج پانڈے کو ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا پھر اسے ہار پہنایا۔ لاکھوں افراد دھن راج پانڈے کی جے جے کار کرنے لگے۔ مانک جاتیو نے اس جیتنے والے کو جوس سے بھرا ہوا جگ پیش کیا۔ وہ ایک ایک گھونٹ پینے لگا۔ تمام بڑے بڑے ممالک کے ماہرین اس کی تصاویر اتار رہے تھے اسے مبارک باد دے رہے تھے۔

پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اسے وہاں سے لے جانے اور پورے شہر میں گھمانے کے لیے ایک ہاتھی کو سونے چاندی کے زیورات سے سجایا گیا تھا۔ تمام بڑے ممالک کے نمائندے اس کا انٹرویو کرنا چاہتے تھے۔ مہاراج نے کہا کوئی انٹرویو کا وقت نہیں ہے۔ ابھی ہم جشن منائیں گے۔

رات کو مہاگرو کی کوٹھی میں آکر ان سے ملاقات کی جاسکتی ہے۔"

مخالف مہاگرو نے کہا "دھن راج پانڈے سات گھنٹوں تک سانس روک کر تھک گئے ہوگے۔ میں نے تمہارے لیے تخت بچھایا ہے۔ آؤ میرے ساتھ بیٹھو۔"

دھن راج پانڈے نے اس لکڑی کے تخت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا "تم نے دیکھا تھا۔ ہم لوہے کا تکھت میں بیٹھ کے جمین کا اندر گئے تھے۔ تو ہرا یہ تکھت ہمرا وجن نہیں سنبھال پائے گا۔"

اس نے یہ کہتے ہی اچھل کر ایک بڑک لگاتے ہوئے اپنے ایک ہاتھ کی کہنی اس تخت پر ماری۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ مضبوط لکڑی ٹوٹ گئی۔ اس تخت کے دو ٹکڑے ہوگئے پھر اس نے کہا "جاتیو جی! ہم کو ساتھ بٹھانا ہو تو اگلے بکھت لوہے کا تکھت بنوالینا۔"

مانک جاتیو نے کہا "دھن راج پانڈے! تم جانتے ہو، میں طاقت میں تم سے کم نہیں ہوں۔ آج تم نے سانس روکنے والی بازی جیت لی اس لیے تمہاری عزت کررہا ہوں۔ میں تمہارے گھر کی عزت کو بھی اپنی عزت سمجھوں گا اور تمہارے گھر سے بھاگی ہوئی بہن کو ڈھونڈ کر واپس۔۔۔"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی پانڈے نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ لے جا کر اس کے حلق کو دبوچ لیا۔ مانک جاتیو نے کہا "میں چھ گھنٹوں تک سانس روکتا ہوں۔ میرا دم نکالنے کے لیے تجھے چھ گھنٹوں تک اس حلق کو دبوچ کر رکھنا ہوگا۔ میں تیرے دوسرے حملوں کا بھی توڑ کروں گا مگر یہاں دوسرے ملکوں کے لوگ ہیں۔ وڈیو کیمرے چل رہے ہیں۔ عقل سے کام لے۔"

پانڈے اس کے حلق کو چھوڑ کر بولا "اگلے بکھت میری بہنا کا نام تو ہری جبان سے آوے گا تو جبان کھینچ کے رکھ دوں گا۔"

وہ تیزی سے پلٹ کر چلتا ہوا وہاں کھڑے ہوئے ہاتھی پر سوار ہوگیا۔ اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔ اب ساری دنیا میں اس کی شہرت ہونے والی تھی۔ اس کا آشرم اول نمبر پر آگیا تھا لیکن ہر کامیابی کے پیچھے ناکامی اور ہر طاقت کے پیچھے ایک کمزوری چھپی رہتی ہے۔ چار برس پہلے اس کی جوان بہن اپنے عاشق کے ساتھ بھاگ گئی تھی۔ اس نے اپنی توہین کو برداشت نہ کرتے ہوئے اپنے پورے گھر کو توڑ پھوڑ کر آگ لگا دی تھی۔ اپنی بہن اور اس کے عاشق کا لہو نچوڑ ڈالنے کے لیے پاگلوں کی طرح انہیں ڈھونڈتا رہا تھا لیکن وہ دونوں کہیں نظر نہیں آئے۔ اس کے گرو اور دوسرے ساتھیوں نے سمجھایا کہ جو عزت گئی ہے، وہ واپس نہیں آسکتی لیکن دوسری طرح عزت اور شہرت حاصل کی جاسکتی ہے۔

اب اس نے دوسری طرح عزت حاصل کی تھی۔ اسے ہاتھی پر مہاراجاؤں کی طرح بٹھا کر پورے شہر میں گھمایا جارہا تھا۔ سارا شہر اس کی جے جے کار کررہا تھا۔ اس نے اتنی طاقت حاصل کی تھی کہ کوئی اس کی بہن کا نام لے کر اس کی طرف انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اس کے باوجود یہ سوچ کر اس کا خون کھولنے لگتا تھا کہ کسی نے اس کی بہن کو گھر سے بھگا کر لے جانے کی جُرات کی ہے۔ جب تک وہ ان دونوں کے خون سے نہا نہ لیتا، اسے کبھی سکون نہ ملتا۔

وہ شام کو اپنی کوٹھی میں آیا۔ اس کے ساتھ صرف مہاراج اور گرودیو کو آنے کی اجازت تھی۔ وہ دونوں بھائی کئی ہزار لڑکیوں کی تصویریں ساتھ لائے تھے۔ دھن راج پانڈے نے ان سے کہا تھا کہ وہ کسی طرح اس کی بہن رتنا کو ڈھونڈ نکالیں لیکن انہوں نے رتنا کو کبھی دیکھا نہیں تھا۔ اس کی آواز بھی سن لیتے تو دماغ میں پہنچ کر اس کا پتا ٹھکانا معلوم کرلیتے۔ پانڈے ان کی لائی ہوئی تصویریں دیکھنے لگا اور مایوس ہونے لگا۔ وہ جھنجلا کر بولا "چار برس بیت گئے اور ہم اس کا پرچھائیں تک بھی نہ پہونچے۔ اس کو جمین نگل گوا ہے یا آسمان کھا گوا ہے؟ تمہارا ٹیلی پیتھی بھی کام نہیں آرہا ہے۔"

مہاراج نے کہا "اتنے برس گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھارت سے باہر کسی دوسرے ملک میں چلے گئے ہیں۔ اتنی بڑی دنیا میں صرف ہم تینوں اسے تلاش نہیں کرسکیں گے۔ لیکن آپ ایک بڑے ملک کے کام آئیں گے تو وہ رتنا کو تلاش کرنے کے لیے عالمی جاسوسوں کی ٹیم آپ کے لیے وقف کردے گا۔"

"ہم رتنا تک پہونچنے کے لیے کچھ بھی کرسکتے ہیں۔ تم ہم کا کس ملوک کے کام آنے کے لیے کہت ہو؟"

"ہم آپ کو اس ملک میں لے چلیں گے۔ آپ کے لیے وہ کام بہت معمولی ہے۔ آپ نے فرہاد علی تیمور کا نام سنا ہوگا۔"

"ہاں۔ وہ ٹیلی پیتھی کا سہنشاہ کہلاوت ہے بہوہت دلیر ہے۔"

"کوئی دلیر نہیں ہے۔ البتہ چالاک ہے۔ ہمیشہ چالاکی سے دشمنوں کو شکست دیتا ہے۔ اگر آپ اس کی چالاکیوں سے بچ کر اسے قتل کریں گے تو سمجھ لیں کہ آپ کو صرف رتنا

ہی نہیں ملے گی بلکہ اس پورے دیس کا بے تاج بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ یہاں کا پردھان منتری بھی آپ کے اشارے پر ناچے گا۔"

"ہم کا کچھ نہیں چاہیے صرپھ رتنا چاہیے۔"

"وہ تو ضرور ملے گی۔ اس بڑے ملک کا ایک مصور اور جاسوس یہاں موجود ہیں۔ آپ رتنا کا حلیہ اسے بتائیں گے تو وہ اس کی تصویر کسی حد تک بنا لے گا۔"

مہا گرو دھن راج پانڈے نے اسے بلانے کی اجازت دی۔ گرودیو کوٹھی کے باہر گیا پھر ایک مصور اور جاسوس کے ساتھ آیا۔ پانڈے نے پوچھا "تم صرپھ کسی کا حلیہ سن کے اس کا تصبیر کیسے بنا سکت ہو؟"

مصور نے کہا "ہم اسکاٹ لینڈ کے جاسوس ہیں۔ ہمارے ادارے میں سیکڑوں قسم کے انسانی ناک نقشے مختلف اسکیچز میں تیار رہتے ہیں ہم ان کی مدد سے بڑی حد تک کسی بھی مجرم کا ایک خاکہ تیار کر لیتے ہیں۔"

اس کے ساتھ آنے والا جاسوس مختلف فائلیں کھول کر آنکھ، ناک، کان، ہونٹ، ٹھوڑی اور چہروں کی مختلف ساخت دکھانے لگا پھر بولا "آپ ہمارے سوالات کے جواب خوب سوچ سمجھ کر دیتے رہیں۔ تصویر کا خاکہ تیار ہو جائے گا۔"

"ہم سے کا سوال کرو گے۔ جلدی کرو۔"

مصور نے پوچھا "رتنا کا چہرہ گول تھا، بیضوی تھا۔ چوکور تھا یا لمبوترا؟"

"یہ بیجوی چہرہ کا ہوت ہے؟"

مہاراج نے سمجھایا "مرغی کے انڈے جیسا ہوتا ہے۔ نہ گول، نہ لمبوترا ہوتا ہے۔"

وہ ناگواری سے بولا "نہ مرگی ہوت، نہ انڈا ہوت۔ یہ سسری بھری ماں نے انڈا کاہے دیا۔ نہ دیتی تو او گھر سے نہ بھاگتی۔"

مہاراج نے ہاتھ جوڑ کر کہا "مہا گرو! آپ ان کے سوال کا جواب دیں۔"

وہ جواب دینے لگا اور بحث بھی کرنے لگا۔ بڑی دیر تک دردِ سری کے بعد رتنا کے چہرے کا ایک خاکہ تیار ہوا۔ مہا گرو دھن راج پانڈے نے اس خاکے کو حیرانی سے دیکھ کر کہا "ای تو کمال ہو گوا سسری ہمری بہنا ایک دم ایسی ہے۔"

جاسوس نے کہا "اگر اس کی صورت بالکل ایسی ہی ہے تو ہم ایک ماہ کے اندر اسے آپ کے سامنے پیش کر دیں گے لیکن آپ دو چار دنوں میں ہمارا کام کر دیں۔ فرہاد علی تیمور آج کل افغانستان میں ہے۔ ایک قبیلے کے سردار کی بیٹی ثمرینہ کے ذریعے اسے آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے۔ وہاں کے تمام جاسوس ثمرینہ کو اچھی طرح جانتے ہیں اور آپ کو اس کی شہ رگ تک پہنچا دیں گے۔"

"ہم بہنا کی کھاتر آج کا ابھی جائیں گے مگر یہ سسرا افگانستان کدھر ہے؟ ہم تو کبھی ممبئی اور دلی بھی نہیں گئے۔"

گرودیو نے کہا "آپ اس کی فکر نہ کریں۔ یہ اس بڑے ملک کا بہت بڑا جاسوس ہے۔ یہ آپ کو ساتھ لے جائے گا۔"

"ہم اس کی گٹ پٹ انگریجی جبان نہیں جانتے ہیں اور یہ ہمری جبان نہیں جانتا ہے۔ تم ہمرے سنگ چلو۔"

"میں آپ کے ساتھ ضرور چلوں گا۔ آپ کو اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ ہم کل دن کے دس بجے والی فلائٹ سے دہلی جائیں گے۔ وہاں سے ازبکستان کے شہر الماتا پہنچیں گے پھر وہاں سے افغانستان پہنچ جائیں گے۔"

جاسوس نے پوچھا "کیا رتنا تعلیم یافتہ ہے اور ہماری زبان بولتی ہے؟"

مہاراج نے کہا "یہاں کالج میں پڑھتی تھی۔ آپ کی زبان ضرور سمجھتی اور بولتی ہو گی۔"

مہاراج اور گرودیو، جاسوس اور مصور کے ساتھ یہ کہہ کر مہا گرو سے رخصت ہو گئے کہ دوسرے دن ائرپورٹ جانے کے لیے کار لے آئیں گے۔ وہ سب کوٹھی کے باہر آ کر کار میں بیٹھ گئے۔ جاسوس نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے کہا "آپ کا مہا گرو بہت زبردست ہے۔ جہاں تک طاقت کا تعلق ہے، فرہاد کو کچل کر رکھ دے گا لیکن اس نے دنیا نہیں دیکھی ہے۔ دنیا والوں کی چالاکیوں کو سمجھتا نہیں ہے۔ فرہاد اپنی مکاریوں سے اسے چکرا کر رکھ دے گا۔"

مہاراج نے کہا "فرہاد زبان کا دھنی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ آدھے گھنٹے کے اندر میرا بیٹا مل جائے گا اور میں نے کہا تھا کہ اس کے خلاف کبھی بڑی طاقت کے کام نہیں آؤں گا۔ مجھے میرا بیٹا مل گیا ہے۔ میں اس معاملے سے دور رہوں گا۔ میرا یہ چھوٹا بھائی گرودیو آپ لوگوں کے ساتھ رہے گا اور مہا گرو دھن راج پانڈے کو آپ لوگوں کی زبان سمجھاتا رہے گا۔"

گرودیو نے کہا "ہم سب مل کر مہا گرو کو فرہاد کی چالاکیوں اور مکاریوں کے قصے سناتے اور سمجھاتے رہیں گے۔ افغانستان پہنچنے تک اتنی عقل ضرور سکھا دیں گے کہ وہ فرہاد کی باتوں کی ہیرا پھیری میں نہیں آئے گا۔"

جاسوس نے کہا "ہمارے لیے یہ بات اطمینان بخش ہے کہ فرہاد مہا گرو کے دماغ میں کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔"

گرودیو نے کہا "ہم اس کے وفادار چیلے ہیں۔ وہ ہمیں بھی اپنے اندر نہیں آنے دیتا ہے۔ ہم دور رہتے ہیں تو فون کے ذریعے باتیں کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی بے چینی محسوس کرنے لگتا ہے اس لیے وہ فرہاد کو بھی دماغ میں نہیں آنے دے گا۔"

مہاراج نے کہا "وہ اتنا طاقت ور ہے کہ زخمی یا بیمار ہونے کے باوجود پرائی سوچ کی لہروں کو نہیں آنے دیتا۔ ان حالات میں بھی وہ ایک آدھ گھنٹے تک سانس روک سکتا ہے۔"

جاسوس نے کہا "مہاگرو بہت کام کا بندہ ہے۔ اسے ٹریننگ دینا ہوگی۔"

جاسوس اور مصور ایک بنگلے کے سامنے اتر گئے۔ مہاراج اور گرودیو اپنی رہائش گاہ کی طرف جانے لگے۔ ان کی رہائش ریلوے اسٹیشن کے قریب تھی۔ مہاراج ٹرین کے ذریعے کٹک شہر جارہا تھا۔ اس نے بیٹے کی رہائش گاہ بدل دی تھی۔ اسے کٹک میں ایک بنگلا خرید کردیا تھا اور تاکید کی تھی کہ فی الحال کسی لڑکی سے دوستی نہیں کرے گا۔ پینے کی خواہش ہوگی تو اپنے بیڈ روم کے اندر بیٹھ کر پیے گا اور اس دوران میں باہر نہیں جائے گا۔

بیٹا بہت دنوں تک گم رہنے کے بعد ملا تھا اس لیے وہ بیٹے کے ساتھ کچھ دن گزارنے کے لیے کٹک جارہا تھا۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں اس کے بیٹے کو واپس کروں گا تو وہ میرے خلاف دشمنوں کے کام نہیں آئے گا لیکن وہ پس پردہ رہ کر مہاگرو دھن راج پانڈے جیسے زبردست طاقت ور کو میری ہلاکت کے لیے افغانستان بھیج رہا تھا۔

ابھی میں اس کی کمینگی سے بے خبر تھا۔ ہم انسان اتنی آگہی نہیں رکھتے کہ ہمارے پیچھے، ہماری غفلت میں ہمارے خلاف کیسی سازشیں ہورہی ہیں۔ یہ آنے والا وقت ہی بتاتا ہے۔ گرودیو اپنے بڑے بھائی مہاراج کو ٹرین میں سوار کرانے کے بعد ریلوے اسٹیشن سے باہر آیا۔ اس نے دور سے دیکھا، اس کی کار کے قریب ایک عورت کھڑی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا قریب آیا تو ٹھٹک گیا۔ ایک تو وہ جوان دوشیزہ تھی پھر یہ کہ وہ رتنا تھی یا رتنا کی ہم شکل تھی۔

وہ اتنی حسین اور پرکشش تھی کہ ہوس پرست گرودیو کے دل کی دھڑکنیں تیز کررہی تھی۔ عقل سمجھا رہی تھی کہ ہوش میں رہو۔ وہ مہاگرو دھن راج پانڈے کی بہن ہوگی تو مہاگرو اپنی بہن کے ساتھ اس کا بھی قیمہ بنا ڈالے گا۔

دوشیزہ نے اسے دیکھ کر کہا "میں اپنے رشتے داروں کا انتظار کررہی ہوں۔ میرا مطلب ہے، ان سے بچھڑ گئی ہوں۔ پتا نہیں، وہ کہاں ہیں؟ وہ بھی مجھے تلاش کررہے ہوں گے۔"

گرودیو نے کہا "تم پریشان ہو۔ فکر نہ کرو۔ میرے پاس کار ہے۔ میں تمہارے عزیزوں کو تلاش کروں گا۔ کیا تمہارا نام رتنا ہے؟"

"او۔ نو۔ میرا نام سارہ جوزف ہے۔ میں لندن سے سیاحت کے لیے آئی ہوں۔"

گرودیو نے کہا "میرا بھی یہی خیال تھا کہ تم عیسائی ہوگی۔"

اس نے ایسا کہتے ہوئے اس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کراہتے ہوئے بولی "او گاڈ! پھر ویسا ہی درد ہورہا ہے۔ پتا نہیں، مجھے کیا ہوجاتا ہے۔"

وہ اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا اور یہی معلوم ہورہا تھا کہ وہ ایک عیسائی دوشیزہ ہے۔ اس کا نام سارہ جوزف ہے اور وہ اپنے عزیزوں سے بچھڑ گئی ہے۔

اس نے کہا "میرے ساتھ کار میں چلو۔ ہم انہیں تلاش کریں گے۔"

"آپ کا شکریہ۔ آپ بہت مہربان ہیں۔ میں تھوڑی دیر یہاں اور انتظار کروں گی۔ آپ کا وقت ضائع ہوگا۔"

"میں مصروف نہیں ہوں۔ تمہاری خاطر یہاں ٹھہر سکتا ہوں۔"

وہ شکریہ ادا کرکے دور دور تک دیکھنے لگی۔ علی ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف گیا تھا۔ انہیں کہیں جانے کے لیے ٹیکسی نہیں مل رہی تھی۔ جب ٹیکسی ملی تو وہ اس میں بیٹھ کر اسٹیشن کی طرف آنے لگا۔ اس نے دور سے فہمی کو دیکھا۔ وہ کسی شخص کے ساتھ کار کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے ایک ہاتھ سے سر کو تھام رکھا تھا۔ یہ ایک اشارہ تھا کہ دماغی رابطہ کیا جائے۔

علی نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا "ذرا یہاں روکو۔ مجھے ایک ساتھی کا انتظار ہے۔"

ٹیکسی سڑک کے کنارے رک گئی۔ علی نے موبائل فون کے ذریعے پارس سے رابطہ کیا۔ پارس نے پوچھا "کہاں ہو؟ کیا کررہے ہو؟"

علی نے کہا "تمہارے بارے میں ابھی معلوم ہوجائے گا۔ ابھی ثانی سے کہو، فوراً فہمی کے دماغ میں پہنچے۔ اسے ثانی کی ضرورت ہے۔"

علی نے رابطہ ختم کردیا۔ فہمی سوچ رہی تھی کہ کار والا اجنبی اسے رتنا سمجھ رہا تھا۔ کیا اس نے جس عورت کا میک اپ کیا ہے، اس کا نام رتنا تھا؟ وہ عورت ممبئی میں نظر آئی تھی۔ علی نے اس کی تصویر اتاری تھی اور فہمی سے کہا تھا "اس کے میک اپ اور گیٹ اپ میں رہو۔ یہ کچھ سہمی ہوئی سی لگتی ہے۔ اپنے شوہر اور بچے کے ساتھ جاچکی ہے۔ افسوس ہم اس کے خیالات نہیں پڑھ سکتے ہوسکتا ہے، آئندہ اس کے بارے میں کچھ معلوم ہوسکے۔"

فہمی اپنی جگہ کھڑی سوچ رہی تھی اور گرودیو خیال خوانی کے ذریعے اپنے بڑے بھائی مہاراج سے کہہ رہا تھا "ایک بہت ہی حسین اور پرکشش لڑکی میرے ہاتھ آرہی ہے۔ آپ کو سن کر تعجب ہوگا کہ وہ رتنا کی ہم شکل ہے لیکن میں نے اس کے چور خیالات پڑھے ہیں۔ اس کا نام سارہ جوزف ہے۔ وہ اپنے عزیزوں سے بچھڑ گئی ہے۔ میں اس کے عزیزوں کو تلاش کرنے کے بہانے اپنے بنگلے میں لے جاؤں گا۔"

مہاراج نے کہا "پھر تو تمہاری آج کی رات رنگین ہوگئی پھر بھی یہ مشورہ دیتا ہوں۔ سارہ جوزف کے خیالات اچھی طرح پڑھ لو۔ ہوسکتا ہے، کسی نے اس کا برین واش کیا ہو۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ ہمارے مہاگرو کی بہن رتنا ہے تو ہماری شامت آجائے گی۔"

"بھائی جی مہاراج! آپ بہت دور تک سوچتے ہیں۔ بھلا کون اس کا برین واش کرے گا اور اگر کیا ہوگا تو حقیقت معلوم ہوتے ہی میں اس حسینہ کو ہلاک کرکے کہیں پھنکوا دوں گا۔ مہاگرو کو کبھی یہ معلوم نہیں ہوگا کہ میں اس کی بہن کی عزت سے کھیل چکا ہوں۔"

وہ خیال خوانی سے چونک گیا۔ فہمی اس سے کہہ رہی تھی۔ "میرے عزیز مجھے شہر میں تلاش کررہے ہوں گے۔ ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے۔"

گرودیو نے خوش ہوکر اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ وہ مسکراتے ہوئے بیٹھ گئی۔ اس نے اسٹیئرنگ سیٹ پر آکر کار اسٹارٹ کی پھر اسے آگے بڑھایا۔ علی اس کے پیچھے ٹیکسی میں جانے لگا۔ ثانی، فہمی کے اندر آکر بیٹھ گئی تھی اور ان کے حالات معلوم کرتی جارہی تھی۔

گرودیو نے پوچھا "کیا تم اس شہر میں پہلی بار آئی ہو؟"

"ہاں۔ یہاں کے راستوں اور گلیوں کے نام ایسے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہتے۔ اس ہوٹل کا نام بھی کچھ عجیب سا ہے جہاں ہم نے قیام کیا ہے۔ بائی دا وے تمہارا نام کیا ہے؟"

"دھرم راج مگر لوگ مجھے گرودیو کہتے ہیں۔"

"گرودیو کا مطلب کیا ہوتا ہے؟"

"گرو کا مطلب ہے استاد۔ میں بہت بڑا استاد ہوں اس لیے گرودیو کہلاتا ہوں۔"

"اچھا تو تم بچوں کو پڑھانے والے استاد ہو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "میں اسکول ماسٹر نہیں ہوں۔ بہت بڑا گیانی ہوں۔ میں انسانوں کے دلوں کے اندر کی بات معلوم کرلیتا ہوں۔"

وہ بڑی حیرانی ظاہر کرتے ہوئے بولی "یہ کیسے ممکن ہے؟ کوئی بھی کسی کے اندر کی بات کیسے معلوم کرسکتا ہے؟"

"تم ابھی کچھ بھی سوچو۔ میں بتادوں گا کہ کیا سوچ رہی ہو۔"

وہ ذرا دیر خاموش رہی۔ گرودیو نے کہا "تم تو ون ٹو تھری فور گنتی پڑھ رہی ہو۔ میرے بارے میں کچھ سوچو۔"

وہ پھر حیرانی ظاہر کرتے ہوئے بولی "میں واقعی گنتی پڑھ رہی تھی۔ اب پھر سوچتی ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد گرودیو بولا "تم سوچ رہی ہو کہ میرے بارے میں کیا رائے قائم کروگی۔ پہلی ملاقات میں کسی کو پہچانا نہیں جاسکتا ہے مگر گرودیو بہت اچھا ہے۔ بہت مہربان ہے۔"

وہ خوش ہوکر بولی "ہاں میں یہی سوچ رہی تھی۔"

کار ایک بنگلے کے سامنے رک گئی۔ وہ بولی "یہ کون سی جگہ ہے؟"

"یہ میرا بنگلا ہے۔ آؤ کچھ کھانے پینے کے بعد میں تمہارے عزیزوں کے پاس پہنچادوں گا۔"

وہ اس کے ساتھ اتر کر بنگلے کے اندر آئی۔ باہر ایک مسلح گارڈ کھڑا ہوا تھا۔ فہمی نے کہا "ہم ڈرائنگ روم میں ہیں۔ اب تم کہو گے، تمہارے ساتھ بیڈ روم میں چلوں؟"

وہ مسکرا کر بولا "تم کافی سمجھ دار ہو۔"

وہ مسکرا کر بولی "اب میرے دل کی بات پڑھ کر بتاؤ، میں تمہارے بارے میں کیا سوچ رہی ہوں؟"

پھر وہ دل میں بولی "کتے کے بچے! آج تک میرے شوہر کے سوا کسی نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا۔ تو نے ماں کا دودھ پیا ہے تو آ اور مجھے ہاتھ لگا۔"

وہ غصے سے بولا "تو مجھے کتے کا بچہ کہہ رہی ہے؟"

وہ اسے پکڑنے کے لیے آگے بڑھا۔ فہمی نے گھوم کر اس کے منہ پر ایک کک ماری۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک بلا کی فائٹر سے پالا پڑا ہے۔ وہ پھر آگے بڑھا۔ فہمی نے فضا میں اچھل کر کک ماری۔ وہ پیچھے جاکر دیوار سے ٹکرا گیا۔ اسے جوابی حملہ کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ وہ کڑکتی ہوئی بجلی کی طرح یکے بعد دیگرے حملے کررہی تھی۔ کبھی گھونسے اور کبھی کراٹے کے ہاتھ رسید کررہی تھی۔ اس کے چہرے کی کھال جگہ جگہ سے پھٹ گئی تھی۔ وہ لہولہان ہورہا تھا۔ فرش پر گر کر ہانپتے ہوئے آواز دی۔ "جگن! اے جگن! کہاں مرگیا ہے؟"

علی دروازہ کھول کر اندر آتے ہوئے بولا "تمہارا مسلح گارڈ جگن مرا نہیں زندہ ہے۔ میں نے تھوڑی دیر کے لیے اسے سلا دیا ہے۔"

فہمی اسے ٹھوکریں مارنے لگی۔ علی نے پوچھا "کیوں مرے ہوئے کو مار رہی ہو؟"

وہ بولی "ثانی کہہ رہی ہے کہ زخمی ہونے کے باوجود ابھی یہ خیال خوانی کرسکتا ہے۔ اپنے بڑے بھائی مہاراج کو مخاطب کرنا چاہتا ہے لہٰذا اسے اور زخمی ہونا چاہیے۔"

علی نے آگے بڑھ کر اس کے ایک ہاتھ کو پکڑ کر موڑا پھر ایک زور کی لات ماری۔ گرودیو چیخنے لگا۔ کڑاک کی آواز کے ساتھ بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ علی نے کہا "اب یہ خیال خوانی نہیں کرسکے گا۔"

وہ فہمی کے ساتھ ایک صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔ ثانی گرودیو کے خیالات پڑھ کر انہیں سنا رہی تھی۔ سب کچھ سننے کے بعد علی نے ثانی سے کہا "یہ پاپا کا کیس ہے۔ تم ان سے مشورہ کرو، ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

گرودیو فرش پر پڑا ہوا تھا۔ ہڈی ٹوٹنے کے بعد اسے بے ہوش ہوجانا چاہیے تھا مگر اس پر نیم بے ہوشی طاری تھی۔ وہ ہانپتا ہوا ادھ کھلی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ علی نے اٹھ کر اس کے منہ پر ایک زوردار ٹھوکر ماری۔ وہ چاروں شانے چت ہوکر بے ہوش ہوگیا۔

پھر وہ فہمی کے پاس آکر بیٹھتے ہوئے بولا "اسے بے ہوش رہنا چاہیے ورنہ مہاراج اس کے دماغ میں آکر اس کے موجودہ حالات

معلوم کرسکتا ہے۔"

تھوڑی دیر بعد میں نے فہمی اور علی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ثانی نے مجھے وہاں کے حالات بتائے ہیں۔ مہاگرو دھن راج پانڈے کے بارے میں بھی بتایا ہے۔ اس کی بہن رتنا اپنے عاشق کے ساتھ گھر سے فرار ہوگئی تھی۔ فہمی اور تم وہاں رتنا اور اس کے عاشق کا رول ادا کرو۔ ثانی تمہیں مہاگرو دھن راج پانڈے اور مہاگرو مانک جاتیو کے فون نمبر وغیرہ بتائے گی۔ اس بنگلے سے فوراً نکلو۔ اس سے پہلے گرودیو کو اس دنیا سے نکال دو۔"

میں انہیں اپنے طور پر مشورے دے کر مہاراج کے پاس آیا۔ وہ ٹرین میں سفر کر رہا تھا۔ ایک برتھ پر آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی اٹھ کر بیٹھ گیا پھر اس نے پوچھا "کون ہے؟"

میں نے بڑی تکلیف سے کراہتے ہوئے گرودیو کی آواز اور لہجے میں کہا "آہ! بھائی جی مہاراج! آ.... آپ کو.... آ.... آخری پرنام...."

میں اتنا کہہ کر خاموش ہوگیا۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی۔ گرودیو کے دماغ میں پہنچنا چاہا لیکن ناکامی ہوئی۔ اسے اپنے بھائی کا دماغ نہیں ملا۔ اس نے دوسری بار کوشش کی۔ اس کی سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آگئیں۔ وہ تڑپ کر بولا "دھرم راج! تم کہاں ہو؟ میری سوچ کی لہروں کو تمہارا دماغ نہیں مل رہا ہے۔"

میں نے کہا "بھائی جی مہاراج! اتنا تو عقل سے سوچیں۔ مرنے والے کا دماغ تاریک اور بے حس ہو جاتا ہے۔ وہاں کسی بھی سوچ کی لہر کو جگہ نہیں ملتی ہے۔ مہاراج! میں مر چکا ہوں۔"

"یہ.... یہ کیا مذاق ہے۔ مر گئے ہو تو میرے اندر کیسے بول رہے ہو؟"

"میری آتما بول رہی ہے بھائی جی مہاراج!"

وہ برتھ پر بیٹھا بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ اس نے پھر ایک بار خیال خوانی کے ذریعے بھائی کے دماغ کو تلاش کرنے کی کوشش کی ... پھر کہا "آہ! وہ مر چکا ہے۔ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے تم کوئی دوسرے ہو اور.... اور دوسرا کون ہو سکتا ہے۔ آ... آپ فرہاد صاحب ہیں۔"

میں نے کہا "اب اس دنیا میں کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں؟ انگلیوں پر گن کر بتایا جا سکتا ہے کہ کون کس سے دماغی رابطہ کر رہا ہے؟ مجھے اس بات کا افسوس نہیں ہے کہ تمہارا بھائی مارا گیا ہے اور اس کے ساتھ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کی کمی ہو گئی ہے۔"

"مگر حضور! میرے بھائی کا قصور کیا تھا؟"

"یہ پانچ منٹ کے اندر سوچ لو کہ وہ کیوں مارا گیا؟ میں ابھی آتا ہوں۔"

میں اس کے دماغ سے چلا گیا۔ میرے جاتے ہی اس نے سوچا۔ "کیا فرہاد کو اس سازش کا علم ہو گیا ہے؟ کیا اسے معلوم ہو گیا ہے کہ میرا بھائی مہاگرو کو اس کی ہلاکت کے لیے افغانستان لے جانے والا تھا؟ اور یہ منصوبہ بناتے وقت میں بھی وہاں موجود تھا؟ نہیں اسے میری موجودگی کا علم ہوتا تو وہ میرے بھائی دھرم راج (گرودیو) کو ہلاک نہ کرتا۔ مجھے یا میرے بیٹے کو نقصان پہنچاتا۔"

میں نے مہاراج کے پاس آکر کہا "میں تمہارے بیٹے کے پاس سے آرہا ہوں۔ وہ اپنے بیڈ روم میں ہے۔ اس نے دو پیگ پیے ہیں۔ اب جو تیسرا پیگ بنا رہا ہے' وہ زہریلا ہے۔ اسے خبر نہیں ہے کہ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر تیسرے پیگ میں زہر ملا دیا ہے۔"

یہ سنتے ہی اس نے خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ اپنے بیٹے کے دماغ میں پہنچ کر اس کے ہاتھ سے شراب کا گلاس گرا دیا۔ میں نے کہا "بس اب اپنے بیٹے سے کچھ نہ کہو۔ وہ تیسرا پیگ زہریلا نہیں تھا۔ میں تمہیں یاد دلا رہا تھا کہ ٹیلی پیتھی کی ایک چٹکی میں تمہارے بیٹے کی جان ہے۔"

مہاراج جس کیبن میں سفر کر رہا تھا اس میں سفر کرنے والے سو رہے تھے۔ صرف وہی جاگ رہا تھا۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر گڑگڑا کر پوچھ رہا تھا "حضور! آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟"

"پھر ڈھیٹ بن کر پوچھ رہے ہو؟ خود اپنی زبان سے بولو' میں ایسا کیوں کر رہا ہوں۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑے سر جھکا کر بولا "مجھ سے غلطی ہوگئی۔ بہت بڑی غلطی ہوگئی۔"

"اس غلطی کے نتیجے میں تمہیں مرنا چاہیے تھا یا تمہارے بیٹے مہیش کو لیکن جانتے ہو گرودیو کیوں مارا گیا؟"

"آپ بتا دیں۔ میں دونوں کان پکڑ رہا ہوں۔"

اس نے اپنے کان پکڑ لیے۔ میں نے کہا "تمہیں ہلاک کرتا تو مر جاتے۔ ابھی اس طرح نہ تڑپتے۔ میں تمہیں زندہ رکھ کر تڑپاتا رہوں گا کیونکہ تمہارے بیٹے کی جان ٹیلی پیتھی کی سولی پر لٹکی رہے گی۔"

"میں سمجھ گیا حضور! اب مجھ سے کوئی غلطی نہیں ہوگی۔"

"ہوگی۔ ابھی غلطی کا امکان ہے۔ تم ٹیلی پیتھی یا کالے جادو کے ذریعے اپنے بیٹے کے دماغ کو لاک کرو۔ میں اس کا سر توڑ کر اس کے دماغ میں گھس جاؤں گا۔ یہ آخری کوشش بھی کر دیکھو۔"

"میں اپنے اکلوتے بیٹے کی قسم کھاتا ہوں۔ اس کا دماغ کسی طرح بھی لاک نہیں کروں گا۔ بس یہ آخری غلطی معاف کر دیں۔"

میں نے کہا "مہاگرو دھن راج پانڈے یا کسی سے بھی ذکر نہیں کرو گے کہ گرودیو کی ہلاکت میں میرا ہاتھ ہے اور میں اپنے خلاف ہونے والی سازشوں کو سمجھ چکا ہوں۔"

"میں آپ کے حکم کا بندہ ہوں۔ کسی سے آپ کا ذکر نہیں کروں گا۔"

میں اس کے دماغ سے چلا گیا۔ اس نے بیٹے سے رابطہ کر کے کہا "بیٹے! تمہارے چاچا دھرم راج کا دیہانت ہو گیا ہے۔ کسی نے ان کی ہتیا کی ہے۔ تم فوراً "پوری" شہر چلے آؤ۔"

وہ کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا "کوئی سوال نہ کرو۔ فوراً چلے آؤ۔"

وہ ایک اسٹیشن پر ٹرین سے اتر گیا پھر وہاں سے ایک کرائے کی کار لے کر پوری شہر کی طرف جانے لگا۔ مہاگرو دھن راج پانڈے کی کوٹھی میں جشن منایا جا رہا تھا۔ غیر ملکی نمائندے' پریس رپورٹرز اور فوٹو گرافرز وغیرہ بھی موجود تھے۔ وہاں یوگا وغیرہ کے جتنے ادارے تھے' ان سب کے گرو اور مہاگرو کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ مہاگرو مانک جاتیو بھی رسم نباہنے کے لیے وہاں آگیا تھا۔

عین اس وقت پولیس کا اعلیٰ افسر چند سپاہیوں کے ساتھ آیا۔ مہاگرو دھن راج پانڈے نے اپنی جگہ سے اٹھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا "آپ اپنا ڈیٹی (ڈیوٹی) چھوڑ کر ہمری محفل میں آئے ہیں۔ ہم بڑا بھاگ وان ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں۔ آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ آپ کے ایک چیلے دھرم راج (گرودیو) کو قتل کر دیا گیا ہے۔"

پانڈے نے کہا "کس سسرے نے ہمرے چیلے کی ہتیا کی ہے۔ ہم اوکا جندا ناہی چھوڑیں گے۔"

"مہاگرو! آپ کی بہن رتنا نے اسے قتل کیا ہے۔"

"کا؟ اپھسر صاحب آپ کا بول رہے ہیں؟ ہمری بہن رتنا ای ہر ملک ہے؟ وہ سسری ایسی سکتی وان کیسے ہو گئی؟ ہمرے سانڈ جیسے چیلے کو تو اوہا تھ بھی نہیں لگا سکت ہے۔"

افسر نے ایک کاغذ بڑھاتے ہوئے کہا "آپ اسے پڑھیں۔ اسے آپ کی بہن نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ یہ ہمیں دھرم راج کی جیب سے ملا ہے۔"

مہاگرو دھن راج پانڈے نے کاغذ لے کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھا پھر وہ کاغذ اپنے ایک چیلے کو دے کر کہا "ہم کا پڑھنا جانت ہیں؟ لے جو رے پڑھ کے سنائے دے۔"

اس چیلے نے پڑھا۔ کاغذ پر لکھا تھا "بھائی مہاگرو کی جے ہو۔ میں جانتی ہوں' آپ مجھ سے اور میرے پتی سے نفرت کرتے ہیں۔ ہمیں قتل کروا دینا چاہتے ہیں پھر بھی میں بہن ہوں۔ آج آپ کی بہت بڑی کامیابی پر فخر کر رہی ہوں لیکن جن چیلوں کو آپ نے میری کھوج پر لگایا ہے' ان میں سے دھرم راج نام کے ایک چیلے نے آج مجھے گھیر لیا تھا۔ مجھے پکڑنے کے لیے مجھے ہاتھ لگایا۔ کوئی مہاگرو کی بہن کو ہاتھ لگائے' یہ تو مہاگرو کے لیے ڈوب مرنے کی بات ہے۔ ویسے ان چار برسوں میں' میں نے اتنی شکتی حاصل کی ہے کہ اسے ہاتھ لگانے والے دھرم راج کی اچھی طرح پٹائی کر کے اسے ہلاک کر دیا ہے۔ آئندہ بھی کوئی مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش کرے گا تو وہ بھی دھرم راج کی طرح مارا جائے گا۔ آپ کو بھی مان لینا چاہیے کہ مجھے ہاتھ لگانے کا حق صرف میرے شوہر کو ہے۔ اگر آپ میرے شوہر کو تسلیم نہیں کریں گے تو یہ ایک بھائی کی بے غیرتی ہوگی۔ فقط آپ کی بہن رتنا۔"

بہن کے شوہر اور اس شوہر کو نہ ماننے والی بے غیرتی کی بات ایسی تھی کہ مہاگرو پانڈے بھری محفل میں جھینپ گیا۔ وہ اس خط کو لے کر پھاڑ ڈالنا چاہتا تھا۔ اعلیٰ افسر نے خط لے کر کہا "یہ خط پولیس کی تحویل میں رہے گا۔ لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے اسپتال لے جایا گیا ہے۔ ہمیں یقین تو نہیں آرہا ہے کہ ایک عورت اتنی طاقت ور ہو سکتی ہے۔ اس نے دھرم راج کو ہلاک کرنے سے پہلے بہت بری طرح مارا ہے۔ پلیز آپ دھرم راج کے رشتے داروں کو اس کے بارے میں اطلاع دے دیں۔"

مہاگرو پانڈے نے موبائل فون کے ذریعے مہاراج سے رابطہ کیا۔ مہاراج نے کہا "مہاگرو! میں آپ کے پاس آرہا ہوں۔ مجھے ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم ہو گیا تھا کہ کسی نے میرے بھائی کی ہتیا کی ہے۔ آپ اپنے چیلوں سے کہہ دیں' اس کے کریا کرم کا بندوبست کریں۔ میں آرہا ہوں۔"

ان کی گفتگو کے دوران میں دوسرے مخالف مہاگرو کے موبائل فون کا بزر بولنے لگا۔ مہاگرو مانک جاتیو نے فون کو آن کر کے کان سے لگا کر پوچھا "ہیلو کون؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "میں مہاگرو پانڈے کی بہن رتنا بول رہی ہوں۔"

مانک جاتیو نے حیرانی سے پوچھا "آ.... آپ مجھ سے بول رہی ہیں۔ یعنی کہ آپ مجھے جانتی ہیں؟"

"جانتی ہوں۔ تم مہاگرو مانک جاتیو ہو۔ چھ گھنٹوں تک سانس روک سکتے ہو۔ آج میرے بھائی نے تمہارا ریکارڈ توڑ دیا ہے لیکن صرف سانس روکنے کے معاملے میں وہ تم سے برتر ہے ورنہ تم طاقت میں اس سے کمتر نہیں ہو۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ تم نے کالج میں بہت زیادہ پڑھا ہے۔ ہم سے چھوٹی ہو... مگر ہم سے زیادہ گیان رکھتی ہو۔ کیا تم بھائی سے ڈرتی ہو اس لیے ہم کو فون کر رہی ہو؟"

"میں بھی اپنے اندر کچھ ایسی شکتی رکھتی ہوں کہ تمہارے اور میرے بھائی جیسے طاقت ور میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ تمہیں فون کرنے کا ایک خاص مقصد ہے۔"

"وہ مقصد کیا ہے؟"

"میں اپنے بھائی کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جو بھائی اپنی بہن کے دشمن بن جاتے ہیں' وہ بہن پھر کسی دوسرے طاقت ور کو اپنا بھائی بنا لیتی ہے۔ کیا تم میرے بھائی بنو گے؟"

"ماں قسم' ہم تم کو بہن بنائیں گے۔ تم کو سگی بہن سے زیادہ پیار کریں گے۔ تم جب چاہو' ہمارے پاس آکے ہماری کلائی میں

راکھی باندھ دو۔"

"میں ضرور تمہیں راکھی باندھوں گی۔ پہلے اس بھری محفل میں اعلان کرو کہ ابھی میں نے تمہیں اپنا بھائی بنایا ہے۔ فون کو آن رکھو۔"

مہاگرو مانک جاتیو نے اپنے موبائل فون کو دیکھ کر بلند آواز سے کہا "میں اس محفل کے تمام حاضرین سے مخاطب ہوں۔ آپ ذرا دیر خاموش رہ کر ایک ضروری بات سنیں۔"

محفل میں خاموشی چھا گئی۔ تمام لوگ اسے دیکھنے لگے۔ وہ موبائل فون کو ایک ہاتھ سے فضا میں بلند کرتے ہوئے بولا "مہاگرو دھن راج پانڈے کی بہن رتنا نے مجھ سے فون پر رابطہ کیا ہے اور مجھے اپنا بھائی بنایا ہے۔ میں ایک شریف آدمی ہوں میں نے بھی اسے اپنی بہن تسلیم کرلیا ہے۔ وہ کسی دن کسی وقت بھی آکر میری کلائی میں راکھی باندھے گی۔"

مہاگرو پانڈے نے غصے سے آگے بڑھتے ہوئے کہا "تم جھوٹے اور مکار ہو۔ ہمری بہنا تم سے بات کرنا بھی گبارا (گوارا) ناہی کرے گی۔"

مانک جاتیو نے کہا "یہ فون آن ہے۔ میری اور تمہاری بہن رتنا اس فون کے دوسری طرف موجود ہے۔ یقین نہ ہو تو خود اس کی آواز سن لو۔"

مہاگرو پانڈے نے اس سے فون چھین کر اپنے کان سے لگاتے ہوئے پوچھا "اے چھوکریا! تے کون ہے ری؟"

"بھائی مہاگرو! نمستے۔ میں آپ کی بہن رتنا بول رہی ہوں۔ میرے بھائی! آج جس طرح آپ نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے، اسی طرح آپ کی بہن نے چار برسوں میں اتنی شکتی حاصل کی ہے کہ وہ بڑے سے بڑے شہ زور کا سر توڑ سکتی ہے۔"

"ہم توہری کھوپڑیا توڑ دیں گے۔ تو ہمری بہنا ناہی ہو سکتی۔ ہمری بہنا بہوت ناجک اور کمجور تھی۔"

"آپ بھی پیدا ہونے کے بعد جوان ہونے تک کمزور رہے پھر رفتہ رفتہ طاقت حاصل کی ہے۔ میں نے بھی چار برسوں میں جیسی شکتی حاصل کی ہے اس کا مظاہرہ آئندہ کرتی رہوں گی۔ آپ کو جلد ہی یقین ہوجائے گا کہ آپ کی یہ بہن رتنا کتنی شکتی وان ہوگئی ہے۔"

"تو اتنی سکتی وان ہے تو ہمرے سامنے آ۔ ہم ابھی تیرے سریر (جسم) کو گیلے کپڑا کی ماپھک نچوڑ ڈالیں گے۔"

مانک جاتیو نے گرج کر کہا "مہاگرو پانڈے! تم پولیس کے اعلیٰ افسر کے سامنے میری بہن کو مار ڈالنے کی دھمکی دے رہے ہو۔ رتنا اب صرف تمہاری نہیں، میری بھی بہن ہے۔ جب تک میری ایک سانس بھی باقی ہے، تم میری بہن کو دشمن بن کر ہاتھ بھی نہیں لگا سکو گے۔"

مہاگرو پانڈے نے اچھل کر اس پر حملہ کیا۔ مانک جاتیو اس کے حملے کو روک کر اس سے پنجے لڑانے لگا۔ تمام پولیس والے ان کے درمیان آکر انہیں ایک دوسرے سے الگ کرنے لگے۔ انہیں ایک دوسرے سے دور کرنے کے بعد اعلیٰ افسر نے کہا "مہاگرو دھن راج پانڈے! تمہاری بہن کے خط میں صاف صاف لکھا ہے کہ تم نے اپنی بہن رتنا کو جان سے مار ڈالنے کے لیے کچھ آدمی مقرر کیے ہیں، جن میں سے ایک دھرم راج مارا گیا ہے۔ اگر تمہاری بہن رتنا کہیں قتل کی جائے گی تو تم قانون کی زد میں آؤ گے۔ میرا مشورہ ہے کہ اپنا دماغ ٹھنڈا رکھو۔"

اعلیٰ افسر نے فرش پر گرے ہوئے موبائل فون کو اٹھا کر کان سے لگایا پھر کہا "میں پولیس کا ایک افسر بول رہا ہوں۔ سچ بتاؤ کون ہو؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "مجرم آپ سے جھوٹ بولتے ہیں لیکن ایک بہن اپنے بھائی سے جھوٹ نہیں بولتی۔ میں اپنے سگے بھائی مہاگرو دھن راج پانڈے اور اپنے منہ بولے بھائی مہاگرو مانک جاتیو سے کہہ چکی ہوں کہ ان کی بہن رتنا ہوں۔ سامنے آؤں گی تو میرا سگا بھائی میری صورت دیکھتے ہی مجھے پہچان جائے گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "میں نے سنا ہے، تم تعلیم یافتہ ہو۔ تم نے اپنی عزت اور جان بچانے کے لیے دھرم راج کو قتل کیا ہے۔ قانونی طور پر تمہیں تحفظ دیں گے۔ فی الحال خود کو قانون کے حوالے کردو۔"

"میں قانون کا احترام کرتی ہوں اور قانون کو سمجھتی بھی ہوں۔ جب تک میرا سگا بھائی مجھے اور میرے پتی کو تسلیم نہیں کرے گا، تحریری طور پر یہ اعتراف نہیں کرے گا کہ اس نے میرے قاتل چھوڑ رکھے تھے اور دھرم راج ان قاتلوں میں سے ایک تھا اور اس کی بہن نے اپنی حفاظت کی خاطر اسے قتل کیا ہے، تب تک میں خود کو قانون کے حوالے نہیں کروں گی۔"

"تمہاری باتوں میں وزن ہے۔ میں پھر کسی وقت تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرا فون نمبر لکھ لو۔"

"آپ بہت بڑے افسر ہیں۔ نمبر نوٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود کسی وقت آپ سے گفتگو کروں گی۔"

افسر نے فون بند کرکے اسے مانک جاتیو کو دے دیا پھر پانڈے سے کہا "آپ ایک بہت اچھے اور سیدھے سادے آدمی ہیں اس لیے دشمنوں کے بہکاوے میں آجاتے ہیں۔ آپ کی بہن بالغ تھی۔ خود اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق رکھتی تھی۔ اس نے اپنی پسند سے شادی کرلی لیکن دشمنوں کے بہکانے پر آپ نے اسے غیرت کا مسئلہ بنالیا۔ آپ کے دماغ میں یہ بات ٹھونس دی گئی کہ آپ گھر سے جانے والی بہن کو قتل کرنے کے بعد ہی غیرت مند کہلائیں گے۔ یہ بالکل غلط ہے۔"

وہ بولا "اپھسر صاحب! اگلت ہے آپ کے لیے اور ...

قانون کے لیے۔ ہمرے پرکھوں سے ہوتا آیا ہے۔ گھر کی بہن اور بیٹی ڈولی ما بیٹھ کے سسورال جاوت ہے۔ ای ہمار پرم پرا ہے۔ اس کے کھلاف ہوتا ہے تو ہم کھون کی ندیا بہا دیوت ہیں۔"

"یعنی اس طرح آپ قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں۔ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ بہن کی جان لینے سے آپ کو سزائے موت ہوگی۔"

"ہم اجت اور گیرت کے لیے موت کو ٹھوکر ما اڑا دیوت ہیں۔"

افسر نے کہا "سمجھانا میرا فرض تھا۔ میں نے فرض ادا کردیا۔ آج سے آپ قانون کے محافظوں کی سخت نگرانی میں رہیں گے۔"

اسی وقت مہاراج وہاں پہنچ گیا۔ بڑے دکھ سے بولا "مہاگرو! یہ کیا ہوگیا ہے؟ آپ کی نگری میں میرے بھائی کو قتل کردیا گیا۔ کون ہے وہ قاتل؟ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

مہاگرو پانڈے نے کہا "ہمری بہن رتنا اسی سہر ما ہے۔ اوئی سسری نے توہار بھائی کی ہتیا کی ہے۔ تم دھیرج دھرو۔ ہم اس سسری کو ڈھونڈ نکالیں گے۔"

افسر نے پوچھا "آپ مقتول دھرم راج کے بھائی ہیں؟"

"ہاں۔ میں ہی وہ بدنصیب ہوں۔ میرا نام سوریہ راج ہے۔ میں مہاگرو دھن راج پانڈے کا چیلا ہوں۔"

"لاش کا پوسٹ مارٹم ہوچکا ہوگا۔ آپ ہمارے ساتھ چل کر اس کو اپنی تحویل میں لے سکتے ہیں۔"

مہاراج نے مہاگرو پانڈے کو دیکھا۔ پانڈے نے کہا "سوریہ راج! تم ہمرے چیلوں کے سنگ جاؤ اور اس کا کریا کرم کرو۔ ہم اس سسری کو اس سہر سے جندہ ناہی جانے دیں گے۔"

مہاراج دوسرے چیلوں اور پولیس والوں کے ساتھ جانے لگا۔ مہاگرو مانک جاتیو نے کہا "افسر صاحب! میں بھی چلتا ہوں۔ آپ کے سامنے مہاگرو پانڈے سے کہہ دیتا ہوں کہ رتنا میری بہن ہے۔ جب تک وہ اس شہر میں رہے گی، کوئی مائی کا لال اسے ہاتھ نہیں لگا سکے گا۔"

یہ کہہ کر وہ جانے لگا۔ مہاگرو پانڈے غصے سے تلملانے لگا۔ وہ پولیس کے اعلیٰ افسر کے سامنے اس سے جھگڑا نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے غصے میں ایک بڑے سے صوفے کو لات ماری۔ صوفہ دوسری طرف الٹ گیا۔ اس محفل میں اسکاٹ لینڈ یارڈ کا وہ جاسوس بھی تھا جس نے اپنے ادارے کے مصور سے رتنا کی تصویر کا ایک خاکہ بنوایا تھا۔ اس کے ساتھ ایک بھارتی گائیڈ تھا۔ وہاں جو باتیں ہوتی رہی تھیں، انہیں وہ گائیڈ انگریزی میں اسے سمجھاتا رہا تھا۔

جاسوس نے کوٹھی کے باہر آکر موبائل کے ذریعے کہا۔ "پوزیشن تبدیل ہوگئی ہے۔ مہاگرو پانڈے کل کی فلائٹ سے نہیں جائے گا۔ ہم اس کی گمشدہ بہن سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ وہ گمشدہ رتنا اسی شہر میں آگئی ہے۔ پانڈے کے چیلے ابھی سے اسے تلاش کررہے ہوں گے۔"

اس نے دوسری طرف کی بات سنی پھر کہا "میں نے بھی یہی سوچا ہے۔ اگر ہم پہلے رتنا کو تلاش کرلیں اور اسے کہیں چھپا دیں تو پانڈے ہماری شرط مان کر فرہاد کو قتل کرنے افغانستان ضرور جائے گا۔ رتنا کو پہلے ڈھونڈ نکالنے کے لیے فوراً سراغ رسانوں کی ٹیم بھیج دیں تب تک میں موجودہ ٹیم کے ساتھ اسے تلاش کرتا رہوں گا۔"

اس نے فون بند کردیا۔ کوٹھی کے بڑے سے احاطے میں پولیس والے کچھ باتیں کررہے تھے پھر وہ مہاراج کے ساتھ گاڑیوں میں بیٹھ کر جانے لگے۔ ان کے پیچھے مہاگرو مانک جاتیو کی گاڑی تھی۔ وہ اسٹارٹ ہو کر جانے والی تھی۔ جاسوس کے گائیڈ نے مانک جاتیو سے کہا "یہ ہمارے انگریز صاحب آپ سے ضروری گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔"

مانک جاتیو نے کہا "بہت رات ہوگئی ہے۔ اگر راستے میں باتیں ہوسکتی ہیں تو میں کروں گا کیونکہ گھر پہنچتے ہی سو جاؤں گا۔"

گائیڈ نے جاسوس کو یہ باتیں بتائیں۔ جاسوس نے اپنے ڈرائیور سے کہا کہ وہ اس کار کے پیچھے گاڑی ڈرائیو کرتا چلے۔ جاسوس اور گائیڈ پچھلی سیٹ پر مانک جاتیو کے ساتھ بیٹھ گئے۔ دونوں کاریں آگے پیچھے جانے لگیں۔ گائیڈ نے تعارف کرایا کہ جاسوس کا تعلق اسکاٹ لینڈ یارڈ سے ہے۔ اسے ایک بے انتہا طاقت ور شخص کی ضرورت ہے۔ فی الوقت پوری دنیا میں دو ہی افراد نے غیر معمولی طاقت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایک مہاگرو دھن راج پانڈے اور دوسرا مانک جاتیو ہے۔

پہلے مہاگرو پانڈے سے یہ معاملات طے ہوئے تھے کہ اس کی گمشدہ بہن کو تلاش کرکے لایا جائے گا تو وہ ایک بڑے ملک کا ایک بہت بڑا کام کرے گا۔ اپنی بہن اور اس کے پتی کو قتل کرنے کے لیے وہ فرہاد علی تیمور کو قتل کرنے پر آمادہ ہوگیا تھا۔

لیکن اس کی بہن رتنا اچانک اسی شہر میں پہنچ گئی ہے۔ اب پانڈے اسے تلاش کرے گا۔ فرہاد کو قتل کرنے نہیں جائے گا۔

مانک جاتیو نے کہا "یعنی اب یہ انگریز چاہتا ہے کہ میں فرہاد کے مقابلے پر جاؤں؟"

"جی ہاں۔ آپ جسمانی طاقت میں پانڈے سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں۔ فرہاد کو قتل کرکے آپ بھارت کے بے تاج بادشاہ بن سکتے ہیں۔ اس ملک میں اور ملک سے باہر آپ کے بینک اکاؤنٹس میں کروڑوں ڈالر جمع کردیے جائیں گے۔"

مانک جاتیو نے کہا "اگر اس کی بہن رتنا تمہیں مل جائے تو پھر اسے پانڈے کے حوالے کرکے تم اسے فرہاد کے مقابلے پر بھیج سکتے ہو۔"

"ہاں۔ ہم رتنا کو بھی تلاش کررہے ہیں لیکن آپ راضی ہوجائیں تو ہم..."

وہ بات کاٹ کر بولا "فرض کرو، میں فرہاد کے مقابلے میں نہیں

جاؤں گا تب کیا کرو گے؟"

"پھر تو وہی ایک راستہ رہ جائے گا۔ ہم کل تک رتنا کو ڈھونڈ نکالیں گے پھر پانڈے ہمارا کام کرنے پر راضی ہو جائے گا۔"

مانک جاتیو نے ڈرائیور سے کہا "گاڑی روکو۔"

گاڑی رک گئی۔ اس نے جاسوس اور گائیڈ سے کہا "گاڑی سے اتر جاؤ۔ تم لوگ میری بہن کو پانڈے کے حوالے کرو گے؟ زندہ رہو گے تو کرو گے نا؟"

اس کے دو گن مین اگلی سیٹ پر تھے۔ اس نے دونوں سے کہا۔ "ان کی تلاشی لو' انہیں نہتا کرو۔ موبائل فون چھین لو پھر انہیں ہائی وے کی جنگلی تک چھوڑ کر آجاؤ۔ یہ دوبارہ اس شہر میں نظر آئیں تو کچھ نہ بولنا۔ چپ چاپ گولی مار دینا۔ اپنے ساتھیوں کو بھی ان کے چہرے دکھادو۔"

مہاگرو مانک جاتیو یہ حکم دے کر اسٹیئرنگ سیٹ پر آیا پھر اپنی کار خود ڈرائیو کرتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔

○☆○

نیلماں نے دوسری صبح ناشتا کیا۔ پورس غسل کر کے ایک نیا لباس پہن کر ناشتے کی میز پر آیا۔ پچھلی رات انہوں نے بڑے پیار سے گزاری تھی۔ وہ بہت خوش نظر آرہی تھی۔ اس نے کہا۔ "پورس! تم نے مجھے اتنی مسرتیں دی ہیں کہ اب میں تم سے کبھی دور ہونے کا تصور بھی نہیں کروں گی۔ تم مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہو۔ میں جان دے دوں گی مگر تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔"

پورس نے لقمہ چباتے ہوئے اسے دیکھا پھر پوچھا "پچھلی رات کوئی خواب دیکھا تھا؟"

وہ میٹھی ناراضگی سے بولی "میں اتنی رومانوی باتیں کر رہی ہوں اور تم خواب کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔ تم نے تو یہ دستور بنالیا ہے۔ روز صبح خواب کے بارے میں پوچھتے ہو۔"

"تم اتنے دنوں سے میرے ساتھ ہو۔ کیا تم نے اندازہ نہیں لگایا کہ میں بہت زیادہ محتاط رہنے کا عادی ہوں۔ تم نے ایک رات خواب میں خیال خوانی کی تھی۔ میں چاہتا ہوں' پھر تم ایسا ہی کوئی خواب دیکھو تاکہ تم اپنی خیال خوانی کی صلاحیت کو سمجھ سکو۔"

وہ کھاتے کھاتے سوچنے لگی۔ وہ بولا "میں تمہارے ذہن کو کریدنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم پھر کبھی خواب میں خیال خوانی کرو گی۔ ذرا اچھی طرح سوچو' کل کوئی خواب دیکھا تھا؟"

وہ اثبات میں سر ہلا کر بولی "ہاں مگر کچھ بے تکا سا خواب تھا۔"

"بے تکا خواب ہونے دو۔ اسے اچھی طرح یاد کرو اور اس کی صحیح ترتیب کے ساتھ مجھے سناؤ۔"

وہ سوچنے لگی اور ٹھہر ٹھہر کر سنانے لگی "میں نے تین کتے دیکھے تھے۔"

"تین کتے؟ وہ کیا کر رہے تھے؟"

"پہلے تو مجھے ایسا لگا جیسے وہ میرے اندر کی زہریلی بُو سونگھ رہے ہیں پھر میں نے ایک لیبارٹری دیکھی۔ وہاں بڑے بڑے مرتبانوں میں مختلف قسم کے زہر رکھے ہوئے تھے۔ کتے باری باری ہر مرتبان کو سونگھ رہے تھے۔ ان کے ساتھ وردی والے افسر بھی تھے پھر میرے اندر جو زہریلی بُو ہے اس زہریلے مرتبان کو سونگھ کر تین کتے ایک طرف منہ اٹھا کر بھونکنے لگے۔"

یہ سنتے ہی پورس کے ہاتھ سے نوالہ چھوٹ گیا۔ اس نے جلدی سے پوچھا "پھر کیا ہوا؟"

"دو پولیس کے افسر تھے۔ تین سپاہی اور تین کتے تھے۔ وہ ایک گاڑی میں تھے۔ کتے جس طرف منہ اٹھا کر بھونکتے تھے گاڑی اسی طرف مڑ جاتی تھی۔ مجھے ایسا لگا کہ وہ میری طرف آرہے ہیں۔ مجھے اپنی پروا نہیں تھی۔ یہ اندیشہ تھا کہ وہ تمہیں نقصان پہنچائیں گے۔ میں فوراً بیڈ روم سے نکل کر دوڑتی ہوئی اس بنگلے کے باہر آگئی۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "کیا تم کل رات بنگلے سے باہر گئی تھیں؟"

"نہیں نہیں گئی تھی۔ میں تو خواب سنا رہی ہوں۔ میں خواب میں دوڑتی ہوئی ایسی جگہ پہنچی جہاں بہت اندھیرا تھا۔ کوئی مجھے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ جب اس گاڑی کی ہیڈ لائٹس میری طرف تاریکی میں آنے لگیں تو میں نے پتھر مار کر گاڑی کی دونوں ہیڈ لائٹس توڑ دیں۔ اس طرح کوئی مجھے دیکھ نہ سکا۔"

"تم نے ہیڈ لائٹس توڑ دیں۔ گاڑی والوں نے کچھ نہیں کہا؟"

"وہ بہت کچھ کہہ سکتے تھے لیکن میں اس غصہ دکھانے والے افسر کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ اس کا ماتحت افسر کچھ بول رہا تھا۔ میں اس کے اندر بھی پہنچ گئی پھر میں نے ان کے اندر رہ کر جیسا چاہا' ویسا انہوں نے کیا۔"

"انہوں نے کیا کیا؟"

"دونوں افسروں نے پہلے ان تین کتوں کو گولیاں مار دیں پھر اپنے سپاہیوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد......"

وہ سوچتے ہوئے بولی "اس کے بعد ایک افسر نے دوسرے افسر کو گولی مار دی۔ ڈرائیور خطرہ محسوس کر کے گاڑی کو تیزی سے چلاتے ہوئے لے جانے لگا۔ افسر گاڑی کے پچھلے حصے میں تھا اور گاڑی کے ڈگمگانے کے باعث بار بار لاشوں پر گر رہا تھا اور وہ چیختے ہوئے اسے روکنے کو کہہ رہا تھا مگر میں ڈرائیور کے اندر تھی۔ اسے گاڑی نہیں روکنے دی۔ اس نے گاڑی کو اور تیزی سے دوڑاتے ہوئے ایک پٹرول پمپ کی ٹنکی سے ٹکرا دیا۔ دھماکے کے ساتھ آگ کے شعلے بلند ہونے لگے۔ میں وہاں سے بھاگتی ہوئی بنگلے کے اندر آئی پھر اپنے بیڈ پر آکر سو گئی۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"پھر کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس کے بعد خواب نظر نہیں آیا۔"

وہ ناشتا چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ نیلماں نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں۔ تم ناشتا کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ جانے لگا تو وہ بولی "چائے تو پی لو۔"

"ابھی آکر پیوں گا۔ میری واپسی تک بنگلے سے باہر قدم نہ نکالنا۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا بنگلے کے باہر آکر کار میں بیٹھ گیا پھر اسے اسٹارٹ کر کے ڈرائیو کرتا ہوا' ان راستوں پر جانے لگا جہاں پٹرول پمپ تھے۔ تقریباً ایک کلو میٹر کے فاصلے پر اس نے ایک تباہ حال پٹرول پمپ کو دیکھا۔ وہاں کچھ لوگوں کی بھیڑ تھی۔ دو فوٹو گرافر مختلف زاویوں سے پٹرول پمپ کی تصویریں اتار رہے تھے۔ اس نے ایک جگہ کار روک دی۔ پیدل آکر دیکھا۔ پولیس والوں نے ایک جگہ رسیاں کھینچ کر حد بندی کی تھی تاکہ کوئی رسیوں کے اس پار نہ جائے کیونکہ اس پار چھ آدمیوں اور تین کتوں کی جلی ہوئی لاشیں تھیں۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا۔ اسے اسٹارٹ کر کے طوفانی رفتار سے ڈرائیو کرتا ہوا بنگلے کے احاطے میں آیا۔ کار سے اتر کر بنگلے کے اندر پہنچا۔ وہ چائے پی رہی تھی۔ اٹھ کر بولی۔ "کہاں گئے تھے؟"

وہ اس کا بازو پکڑ کر کھینچتا ہوا اس کے بیڈ روم میں لایا پھر بولا۔ "کل رات تم نے خواب نہیں دیکھا تھا بلکہ نیند کی حالت میں وہ پوری واردات کی تھی جو مجھے بتا چکی ہو۔"

"نہیں۔ میں تو رات کو سو رہی تھی۔"

"میں اپنی آنکھوں سے اس تباہ ہونے والے پٹرول پمپ کو دیکھ کر آرہا ہوں۔ وہاں پولیس والوں کے علاوہ تین کتوں کی جلی ہوئی لاشیں بھی تھیں۔ فوراً اپنی چھوٹی اٹیچی میں ضروری سامان رکھو۔ میں تمہیں صرف دو منٹ کا ٹائم دے رہا ہوں۔ ہمیں یہاں سے نکل جانا ہے۔ وہ تمہاری تلاش میں دوسرے کتے بھی لا سکتے ہیں۔ منہ کیا دیکھ رہی ہو۔ اٹیچی نکالو۔"

وہ جلدی سے ایک چھوٹی سی اٹیچی نکال کر ضروری سامان رکھنے لگی۔ پورس بھی اپنے بیڈ روم میں آکر ایک بیگ میں اپنا سامان رکھنے لگا۔ انہیں اس بنگلے سے نکلنے میں پانچ منٹ لگے۔ ابھی کوئی خطرہ پیش نہیں آیا تھا۔ دراصل پچھلی رات کی واردات کے باعث پولیس اور انٹیلی جنس والوں میں کھلبلی مچ گئی تھی۔ وہ پولیس والوں اور کتوں کی موت کے اسباب پر غور کر رہے تھے۔ پٹرول پمپ والوں کے بیان کے مطابق ڈرائیور نے خود ہی پٹرول کی ٹنکی سے گاڑی ٹکرائی تھی۔

ایسا کوئی پاگل کر سکتا تھا یا پھر ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایسا کرایا گیا تھا۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نے بتایا کہ ایک افسر' تین سپاہی اور تین کتوں کی موت ان ریوالوروں کی گولیوں سے ہوئی تھی جو کہ دو افسران کے پاس تھے۔ باقی ایک افسر اور ڈرائیور بچ کر پٹرول پمپ کی طرف گئے تھے اور وہاں گاڑی سمیت جل مرے تھے۔

پولیس کے سپاہی اور کتے اپنے ہی افسروں کے ریوالوروں سے ہلاک کیے گئے تھے اور ڈرائیور نے خود پٹرول کی ٹنکی سے گاڑی ٹکرائی تھی۔ یہ نتیجہ اخذ کیا جا رہا تھا کہ اس زہریلی کے ساتھ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی ہے۔ وہ دوبارہ کتوں کو لے کر جائیں گے تو پھر کتوں سمیت دوسرے پولیس والے بھی مارے جائیں گے اس لیے وہ فی الحال کتوں کے ذریعے اس زہریلی کو تلاش نہیں کر رہے تھے۔

انہوں نے انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل برین آدم سے کہا۔ "آپ الپا سے رابطہ کریں۔ اسے تمام حالات بتائیں۔ وہ معلوم کر سکے گی کہ کون ٹیلی پیتھی جاننے والا اس زہریلی کی پشت پر ہے۔"

برین آدم نے الپا کے موبائل فون پر رابطہ کیا۔ پتا چلا کسی وجہ سے فون بند ہے۔ ویسے الپا نے خود کہا تھا کہ صبح برین آدم سے رابطہ کرے گی۔ اس نے پچھلی رات اسرائیلی اکابرین سے کہا تھا کہ ائرپورٹ' ریلوے اسٹیشن اور بندرگاہ سے اس زہریلی کے سلسلے میں عائد پابندیاں ختم کر دی جائیں۔ اسرائیل سے باہر جانے والی کسی بھی عورت کو ایک کپ دودھ پینے پر مجبور نہ کیا جائے۔ اس طرح وہ زہریلی ملک سے باہر چلی جائے گی تو عوام کے لیے خطرہ ٹل جائے گا۔

ایک حاکم نے کہا "اس زہریلی عورت نے ہمارے ملک میں کوئی واردات نہیں کی ہے۔ اگر اس پر جبر کیا جائے گا تو وہ غصے میں ناگن کی طرح ڈس لے گی۔"

سب نے اس بات سے اتفاق کیا اور اسی وقت یہ حکم جاری کر دیا کہ اسرائیل سے باہر جانے والی چیک پوسٹوں پر سے دودھ پینے والی پابندی ہٹالی جائے۔ اس میٹنگ میں انٹیلی جنس کا ایک اعلیٰ افسر موجود نہیں تھا۔ اسی نے پچھلی رات اپنے ماتحتوں اور کتوں کے ذریعے منصوبہ بنایا تھا پھر اس پر عمل کر کے ان کتوں کے ساتھ مر گیا تھا۔

اسرائیل میں اس زہریلی عورت نے پہلی واردات کی تھی۔ کتے اس کی بُو سونگھتے ہوئے جا رہے تھے۔ اس نے کتوں کو اپنے قریب پہنچنے نہیں دیا اور اس واردات سے یہ ثابت کر دیا کہ اس کے ساتھ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی ہے۔ اس زہریلی کو گرفتار کرنے کی کوششوں میں نہ جانے اور کتنے افراد بے موت مارے جاتے؟ اور عوام میں بھی اس کی دہشت پھیلتی رہتی۔

انہوں نے اسرائیل سے باہر جانے والوں پر سے پابندی ہٹا کر دانش مندی کی تھی۔ نیلماں اور پورس کا بھی بھلا ہوا تھا۔ انہیں وہاں سے نکل جانے کا موقع مل گیا تھا۔ الپا نے شام کو برین آدم

سے رابطہ کیا۔ برین آدم نے پوچھا "تم کہاں تھیں؟ تم سے موبائل پر بھی رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔"

وہ بولی "بگ برادر! آپ جانتے ہیں۔ میں اپنی بیٹی مونا کی گمشدگی کے باعث پریشان ہوں۔ مونا کی خاطر پارس اور پورس میں بھی ٹھن گئی ہے۔ پورس کا دعویٰ ہے کہ اس نے پارس کے ایک خاص ماتحت سے میری بیٹی کو چھین لیا ہے۔ وہ بچی ممبئی سے دور ایک جگہ خیریت سے ہے۔ پورس وہاں پہنچنے کے بعد میری بیٹی کو میرے حوالے کردے گا۔"

"مونا کو جہاں چھپایا گیا ہے' پورس ان چھپانے والوں سے ٹیلی پیتھی کے ذریعے کہہ سکتا ہے کہ مونا کو تمہارے حوالے کردیا جائے۔"

"بگ برادر! آپ جانتے ہیں کہ پورس کے پاس ٹیلی پیتھی کی صلاحیت نہیں رہی ہے۔"

"بے شک وہ اس صلاحیت سے محروم ہوگیا ہے لیکن اس زہریلی کی پشت پر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود ہے۔"

برین آدم نے پچھلی رات کا واقعہ الپا کو سنایا۔ وہ حیرانی سے بولی "بے شک۔ پچھلی رات جیسی واردات ہوئی ہے' اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔"

"ہم نے تمہارے مشورے پر اسرائیل سے باہر جانے والی عورتوں پر سے پابندی ہٹا دی تھی۔ پورس نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا ہوگا۔ یہاں سے جاچکا ہوگا یا پھر یہیں ہوگا۔ تم اس سے رابطہ کرو۔"

الپا نے پورس کو مخاطب کیا پھر کہا "میں اپنی بیٹی کے لیے بہت پریشان ہوں۔ پریشانیوں سے دور رہنے کے لیے میں صبح سے شام تک سوتی رہی۔ پلیز مجھے بتاؤ' کب میری بیٹی کو میرے حوالے کروگے؟ میں نے تمہاری شرط مان کر اسرائیل سے باہر جانے والی عورتوں پر سے پابندی ہٹا دی تھی۔"

"یہ تم نے بہت اچھا کیا۔ اب ہم ایک ملک کے ایک شہر میں ہیں۔ جب ہندوستان جائیں گے تو تمہاری بیٹی کو تمہارے حوالے کردیں گے۔"

"پورس! تم مجھے ٹال رہے ہو۔ کل رات پٹرول پمپ پر جو واردات ہوئی' اس سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہاری مدد کررہا ہے۔"

"تم غلط سمجھ رہی ہو۔ ہمارے ساتھ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے۔ کل رات کیا ہوا؟ کیوں ہوا؟ اور اس کا ذمے دار کون ہے' میں بالکل نہیں جانتا ہوں۔ کیا تم اس واردات کے بارے میں کچھ بتاؤ گی؟"

"تم انجان بن رہے ہو پھر بھی تمہیں بتا رہی ہوں۔"

اس نے پچھلی رات پٹرول پمپ پر ہونے والی واردات کی تفصیل بتائی پھر کہا "وہ کتے تمہاری زہریلی ساتھی کی بُو سونگھتے آرہے تھے۔ وہ سب اس طرح مارے گئے جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے دماغوں میں گھس کر دشمنوں کو خود مارنے اور مرنے پر مجبور کردیتے ہیں۔ کیا اس طرح کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اس زہریلی کو ان کتوں سے نہیں بچایا ہے؟"

پورس نے کہا "تمہاری باتوں سے تو یہی لگتا ہے کہ کسی نے خیال خوانی کے ذریعے میری زہریلی ساتھی ناصرہ کی حفاظت کی ہے۔ تمہیں یاد ہوگا۔ میں ناصرہ کے ساتھ ممبئی جانے والا تھا لیکن وہاں پہنچتے ہی زہریلی ناصرہ کو گرفتار کرلیا جاتا۔ اس وقت نیلماں نے طیارے کو ہائی جیک کرکے اسرائیل پہنچا دیا۔ یعنی اس وقت بھی اس نے زہریلی ناصرہ کی حفاظت کی تھی۔ ہوسکتا ہے' کل رات بھی اس نے پولیس والوں اور کتوں کو مار ڈالا ہو۔ وہ ایسا کیوں کررہی ہے؟ اگر ہماری دوست ہے تو ہم سے دماغی رابطہ کیوں نہیں کرتی ہے؟ یہ باتیں اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی ہیں۔"

"تم دلائل کے ساتھ اپنی سچائی بیان کررہے ہو مگر اکثر تمہاری اور پارس کی مکاریاں دیر سے سمجھ میں آتی ہیں۔"

"الپا! اگر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارا دوست ہوتا تو وہ خیال خوانی کے ذریعے ناصرہ کو دودھ پینے کے مرحلے سے یوں گزار دیتا کہ کسی کو اس کے زہریلے پن کا پتا نہیں چلتا اور میں ناصرہ کو یہاں سے نکال لے جانے کے لیے تم سے نہ کہتا کہ اپنے اکابرین سے کہہ کر پابندی ہٹا دو۔ تم ذرا عقل سے سوچو گی تو میری طرح الجھتی رہو گی کہ نیلماں کبھی ہماری مدد کیوں کرتی ہے؟ اگر کرتی ہے تو اس نے مجھے اور ناصرہ کو اسرائیل سے نکل جانے کا موقع فراہم کیوں نہیں کیا؟"

"میں مانتی ہوں۔ یہ واقعی الجھانے والی بات ہے۔ کیا وہ کبھی تمہارے یا ناصرہ کے دماغ میں آئی ہے؟"

"صرف ایک بار میرے دماغ میں آئی تھی۔ میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ طیارے کو کون اغوا کررہا ہے تب اس نے میرے اندر آکر کہا تھا کہ مجھے کوئی ہائی جیک کرنے والا نظر نہیں آئے گا کیونکہ میں پائلٹ کے دماغ میں ہوں۔ تمہاری اور ناصرہ کی بھلائی کے لیے اس طیارے کا رخ بدل کر اسرائیل پہنچا رہی ہوں۔ اس نے نام بتاتے ہوئے کہا تھا کہ وہ نیلماں ہے اور آئندہ دماغی رابطہ نہیں رکھے گی۔ اس نے مجھے کچھ پوچھنے کا موقع ہی نہیں دیا اور چلی گئی۔"

"ہوسکتا ہے' وہ نیلماں نہ ہو' کوئی اور ہو۔"

"میں اس پہلو پر غور کرچکا ہوں۔ خواتین میں نیلماں کے علاوہ آمنہ فرہاد ہے لیکن اس کی خیال خوانی میں روحانیت ہے۔ جب وہ آتی ہے تو دماغ میں ایک عجیب سی ٹھنڈک اور بے خودی کا احساس ہوتا ہے۔"

"میں نے بھی اپنے دماغ میں آمنہ فرہاد کو کچھ اسی طرح محسوس کیا ہے۔ نیلماں ایک عرصے سے میدانِ عمل میں نہیں ہے۔ کبھی کبھی پتا چلتا ہے کہ وہ اپنے گم شدہ پوتے ٹی آر بھاٹیا کو تلاش کررہی ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ وہ زہریلی ناصرہ کی کیوں مدد کرتی ہے پھر خاموشی سے چلی جاتی ہے۔"

"میں اس سلسلے میں جتنا سوچتا ہوں' الجھتا جاتا ہوں اس لیے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا ہے۔ جب نیلماں کی طرف سے کوئی نقصان پہنچے گا تو پھر کوئی بات سمجھ میں آئے گی اور پھر میں نیلماں سے نمٹنے کے بارے میں سوچوں گا۔"

"کیا مجھے بتاؤ گے کہ ابھی کس ملک کے شہر میں ہو؟"

"کیا تم بتاؤ گی کہ ابھی تم کہاں ہو؟"

"ہم ایک دوسرے سے دوستی رکھنے کے باوجود چھپتے پھرتے ہیں۔ مجھے تم سے ایسا سوال نہیں کرنا چاہیے تھا مگر اپنی بیٹی مونا کی وجہ سے بہت الجھی ہوئی ہوں۔ آخر تم بھارت کب جاؤ گے؟"

"میں جس شہر میں پہنچا ہوا ہوں وہاں کا ائرپورٹ بہت چھوٹا ہے۔ ہفتے میں دو بار دوسرے ممالک سے دو فلائٹس آتی ہیں۔ میں معلوم کروں گا کہ کون سی فلائٹ ہمیں بھارت کے کسی قریبی ملک تک پہنچائے گی پھر ہم اس فلائٹ میں جائیں گے۔"

"تم ائرپورٹ پر اترتے ہی معلوم کرسکتے تھے کہ اگلی فلائٹ کب آئے گی۔"

"اس حد تک معلوم کرچکا ہوں۔ اگلی فلائٹ پانچ دنوں کے بعد آئے گی۔"

"او گاڈ! تب تک میری بیٹی کا کیا ہوگا؟"

"ہونا کیا ہے؟ کیا مجھ پر بھروسا نہیں ہے؟ میں یقین دلاتا ہوں کہ وہ جہاں بھی ہے' خیریت سے ہے۔"

"حالات بدلتے دیر نہیں لگتی۔ جو لوگ میری بیٹی کی نگرانی کررہے ہیں' وہ کسی ناگہانی مصیبت میں گرفتار ہوسکتے ہیں یا پارس وہاں پہنچ سکتا ہے۔"

"ہونے کو تو بہت کچھ ہوسکتا ہے۔ فی الحال میں تمہاری بیٹی مونا کی حفاظت کی ذمے داری قبول کررہا ہوں۔"

"تم اس جگہ کا پتا بتا سکتے ہو۔ میں اپنی بیٹی کے پاس پہنچ سکتی ہوں۔"

"ابھی تم کہہ چکی ہو کہ ہم ایک دوسرے سے چھپتے ہیں اور کبھی ایک دوسرے کو اپنا پتا نہیں بتاتے ہیں۔"

"بے شک ہم ایسا نہیں کرتے ہیں لیکن وہ تو ایک معصوم بچی ہے۔ اس کا پتا بتانے سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔"

"بہت بڑا نقصان ہوگا۔ مونا میرے ایک ایسے خفیہ اڈے میں ہے جہاں دستاویزات کی صورت میں میرے بہت سے اہم راز چھپا کر رکھے گئے ہیں۔ تم خود سوچو۔ میں وہاں کا پتا تمہیں کیسے بتا سکتا ہوں۔"

"تم کیسی کیسی باتیں بناتے ہو۔ میں تمہارے بھگوان کی قسم تمہیں دیتی ہوں۔ اگر تم مونا کو یرغمال بنا کر بلیک میل کررہے ہو تو صاف صاف بتا دو۔ میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے تم سے ہر طرح کا تعاون کروں گی۔"

"میں بھگوان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بچی کو یرغمال نہیں بنا رہا ہوں۔ میں تمہارا دوست ہوں۔ تمہیں اپنے فائدے کے لیے نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔"

پورس نے اس لیے بھگوان کی قسم کھائی کہ واقعی اس نے مونا کو یرغمال نہیں بنایا تھا۔ وہ بچی اس کے پاس تھی ہی نہیں۔ الپا اس پر بھروسا کرنے کے لیے مجبور تھی۔ مایوس ہو کر اس کے دماغ سے چلی آئی۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹہلنے لگی۔

اس کے دماغ میں یہ بات آرہی تھی کہ پارس بھی اپنی بیٹی کے لیے کوئی چال چل رہا ہے۔ پہلے ٹرین میں اس کی بیٹی کو چرایا گیا اس کے بعد مونا ممبئی میں نتاشا اور نتالیہ کے ہاتھ لگ گئی۔ بعد میں استنبول پہنچ کر بھید کھلا کہ ایک ڈمی مونا ان دونوں بہنوں کے حوالے کی گئی تھی۔

اور ایسی چالیں پارس ہی چل سکتا تھا۔ پورس کا دعویٰ تھا کہ اصلی مونا اس کے پاس ہے۔ اس کے خاص آدمی نے پارس کے ایک خاص ماتحت کو گولی مار کر اس سے مونا کو حاصل کیا تھا۔ یہ پورس کی من گھڑت بات بھی ہوسکتی تھی۔ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ پارس نے ان دونوں بہنوں کی طرح ایک ڈمی مونا پورس کے حوالے کردی ہو۔

وہ بڑی دیر تک ٹہلتی رہی اور سوچتی رہی پھر ایک صوفے پر بیٹھ کر خیال خوانی کے ذریعے پارس کے پاس پہنچ گئی۔ پتا چلا وہ بابا صاحب کے ادارے میں ہے اور وہاں جناب تبریزی نے سونیا ثانی سے اس کا نکاح پڑھایا ہے۔ وہ اپنی دلہن کے کمرے میں جارہا تھا۔ عین اس وقت الپا اس کے اندر پہنچی۔ وہ بولا "ابھی ثانی سے میرا نکاح پڑھایا گیا ہے۔ تم کباب میں ہڈی بننے کیوں آئی ہو؟"

"پارس! میں اپنی بیٹی مونا کی گمشدگی سے بہت پریشان ہوں۔ اگر وہ تمہارے پاس ہے تو سچ بتا دو۔ اس طرح یہ اطمینان رہے گا کہ بیٹی اپنی ماں کے پاس نہ سہی' باپ کے پاس تو محفوظ ہے۔"

وہ بولا "آہ! بیٹی کے گم ہونے کی بات کرکے مجھے صدمہ نہ پہنچاؤ۔ مونا نہیں مل رہی ہے۔ اس کا صدمہ کم کرنے کے لیے میں نئی دلہن کے کمرے میں جارہا ہوں۔ دعا کرو' نو ماہ بعد ایک نئی مونا پیدا ہو کر میرا صدمہ کم کردے۔ بعض بچے دس ماہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ تم نو ماہ کے لیے دعا کرو۔ وہ پیدا ہوگی تو اس کی تصویر تمہارے پاس بھیجوں گا۔ اب جاؤ دلہن میرا انتظار کررہی ہے۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ غصے سے چیختے ہوئے اسے گالیاں دینے لگی پھر خیال آیا کہ وہ نہیں سن رہا ہے کیونکہ اپنے دماغ سے نکال چکا ہے۔ وہ دیواروں کو گالیاں دے رہی ہے۔

○☆○

مہاگرو مانک جاتیو اپنی کوٹھی کے بڑے گیٹ کے پاس کار

ڈرائیو کرتا ہوا پہنچا تو دیکھا۔ وہاں ایک نوجوان حسین دوشیزہ اور ایک جوان مرد کھڑا ہوا ہے۔ مسلح گارڈز نے بڑے گیٹ کو کھولا۔ مانک جاتیو نے کار روک کر پوچھا "تم دونوں کون ہو اور اتنی رات کو یہاں کیوں کھڑے ہوئے ہو؟"

فہمی نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا "نمستے۔ میں آپ کی منہ بولی بہن رتنا ہوں اور یہ میرے پتی پریتم کمار ہیں۔"

علی نے بھی ہاتھ جوڑ کر اسے نمستے کہا۔ مانک جاتیو فوراً کار سے باہر آکر بولا "تم ہماری بہن رتنا ہو اور یہاں کھڑی ہوئی ہو۔ آؤ میرے ساتھ اندر چلو۔"

اس نے فہمی اور علی کے سروں پر ہاتھ رکھ کر آشیرباد دی پھر ان کے ساتھ کوٹھی کے اندر آکر بولا "تم فون پر کہتیں تو ہم تمہارے لیے گاڑی بھیج دیتے۔ اب ہم تم دونوں کو نہیں جانے دیں گے۔ باہر تمہارے لیے بڑا خطرہ ہے۔"

علی نے کہا "ہم خطرات سے کھیلنے آئے ہیں۔ چار برس تک میں اپنے سالے مہاگرو پانڈے سے چھپتا رہا۔ دراصل میں اور رتنا کچھ غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کر رہے تھے تاکہ آئندہ ہمیں بھائی پانڈے سے ڈر کر اور چھپ کر زندگی نہ گزارنا پڑے۔"

فہمی نے کہا "ویسے ہم آپ کے ساتھ ہی رہیں گے۔ میں بھائی کے گھر کو اپنا گھر سمجھ کر آئی ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولا "ساری زندگی میرے ساتھ رہو۔ میں کسی دشمن کو تم دونوں کے قریب نہیں آنے دوں گا۔"

وہ دونوں کو ایک کمرے میں لا کر بولا "ویسے تو یہ پوری کوٹھی تمہاری ہے مگر آرام کرنے کے لیے آج یہ کمرا ہے۔ بہت رات ہو چکی ہے' آرام کرو۔ میں بھی سونے جا رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں' کل صبح بہت بڑا جشن مناؤں۔ بڑے بڑے عزت دار لوگوں کو دعوت دوں۔ تم ان کی موجودگی میں مجھے راکھی باندھو گی۔ میں تمہارے بھائی پانڈے کو بھی دعوت دوں گا۔"

علی نے کہا "بھائی جاتیو! پلیز کل جشن منانے کا پروگرام نہ بناؤ۔ ہم ایک دو روز یہاں چھپ کر رہیں گے اور یہ تماشا دیکھیں گے کہ بھائی پانڈے ہم سے دشمنی کرنے کے لیے اور کتنے دشمنوں سے دوستی کرے گا۔"

مانک جاتیو نے کہا "ہاں۔ مجھے یاد آیا۔ بڑے ملکوں کے جاسوس فرہاد علی تیمور کو قتل کرانے کے لیے مہاگرو پانڈے سے سودا کر رہے ہیں کہ وہ رتنا کو ڈھونڈ کر مہاگرو پانڈے کے حوالے کر دیں گے۔ وہ جاسوس مجھ سے بھی یہی سودا کرنا چاہتے تھے۔ میں نے صاف کہہ دیا ہے کہ جسے بہن کہہ دیا اس کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے گا تو اس کی آنکھیں نکال کر پھینک دوں گا۔ میں نے اس جاسوس اور اس کے گائیڈ کو اس شہر سے نکال دیا ہے۔"

علی نے کہا "اس سے کیا ہوگا۔ دوسرے کئی جاسوس رتنا کو تلاش کرنے آئیں گے اور پتا نہیں ہمارے خلاف اور کیسی سازشیں ہوں گی۔ ہم یہاں چھپ کر ان سازشوں کو سمجھنا چاہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ باہر کسی کو خبر نہیں ہوگی کہ تم دونوں یہاں ہو۔ بے فکر ہو کر آرام سے سو جاؤ۔"

وہ انہیں کمرے میں چھوڑ کر چلا گیا۔

دوسری صبح خلافِ توقع واقعہ پیش آیا۔ اصلی رتنا اپنے پتی موہن داس اور اپنے ایک بچے کے ساتھ ٹرین کے ذریعے آگئی۔ سب سے پہلے جاسوسی ادارے کے مصور اور اس کے ساتھی سراغ رسانوں کی نئی ٹیم نے انہیں دیکھا۔ پہلے والی ٹیم کے جاسوس نے ان سے رابطہ کر کے بتا دیا تھا کہ مہاگرو مانک جاتیو اور اس کے چیلے انہیں دیکھتے ہی گولی مار دیں گے لہٰذا وہ شہر چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ اب سراغ رسانوں کی نئی ٹیم رتنا کو تلاش کر کے اس کے بھائی مہاگرو پانڈے کے پاس پہنچائے گی۔

اس نئی ٹیم کے جاسوس اسی کمپارٹمنٹ میں تھے جس میں رتنا سفر کر رہی تھی۔ انہوں نے رتنا کی تصویر کا جو خاکہ بنایا تھا' وہ اسی خاکے کے مطابق تھی پھر اس ٹیم کے ساتھ ہندی اور انگریزی سمجھنے والے دو گائیڈ تھے۔ ان میں سے ایک نے رتنا کے پتی موہن داس کے پاس آکر ایک ہم سفر کی حیثیت سے پوچھا "میں پہلی بار پوری شہر جا رہا ہوں۔ اب کتنا سفر رہ گیا ہے؟"

موہن داس نے کہا "ہم صرف آدھے گھنٹے میں پہنچ جائیں گے۔"

"کیا تم اسی شہر میں رہتے ہو؟"

"میری وائف اس شہر میں رہتی تھی۔ اس کے بھائی مہاگرو دھن راج پانڈے نے سات گھنٹوں تک سانس روک کر عالمی شہرت حاصل کی ہے۔ شاید تم نے اخبارات میں پڑھا ہوگا۔"

"ہاں میں نے پڑھا ہے۔ اچھا تو بہن اپنے بھائی کو کامیابی کی بدھائی دینے جا رہی ہے۔"

"ہاں۔ بدھائی تو دینا چاہیے لیکن بھائی اپنی بہن سے ناراض ہے۔ اب میں کیا بتاؤں' کچھ گھریلو جھگڑے ہیں۔ ہم انہیں منانے کی کوشش کرنے جا رہے ہیں۔"

اس گائیڈ نے سراغ رسانوں کے پاس آکر اس کے رتنا ہونے کی تصدیق کی پھر موبائل فون کے ذریعے مہاگرو پانڈے سے رابطہ کیا اور کہا "میں انہی جاسوسوں کا گائیڈ ہوں جو رتنا کو آپ کے حوالے کر کے فرہاد کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔"

"مگر تمرا آواج تو دوسرا ہے۔"

"ہاں۔ مہاگرو مانک جاتیو نے پہلے گائیڈ اور جاسوس کو گولی مارنے کی دھمکی دے کر شہر سے نکال دیا ہے اور چیلنج کیا ہے کہ رتنا اس کی منہ بولی بہن ہے۔ کوئی اسے مہاگرو پانڈے کے حوالے کرے گا تو وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"او سسرا کسی کو کا گولی مارے گا۔ ہم او کا چھاجت کریں

گے۔ رتنا دکھائی دے تو ہم کا کھبر کرو۔"

"مہاگرو! ہمارے ساتھ رتنا ٹرین میں ہے اور دس منٹ میں پوری کے ریلوے اسٹیشن پہنچنے والی ہے۔ کیا ہم اسے اغوا کر کے لے آئیں یا آپ خود اسٹیشن آئیں گے۔"

"ہمری بہنا کو اگوا کرنے کوئی ہاتھ نا ہی لگائے گا۔ ہم ابھی ٹیسن پہنچ رہے ہیں۔"

پوری آخری اسٹیشن ہے۔ رتنا اپنے پتی اور بچے کے ساتھ ٹرین سے اتر کر ریلوے پولیس کے دفتر میں آئی۔ اس نے انسپکٹر سے کہا "میں مہاگرو پانڈے کی بہن رتنا ہوں۔ آپ کے اعلیٰ افسر سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ یہاں ہماری زندگیوں کو خطرہ ہے۔ آپ اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ مہاگرو پانڈے سے نہ مقابلہ کر سکیں گے اور نہ ہماری حفاظت کر سکیں گے۔"

انسپکٹر ریسیور اٹھا کر اعلیٰ افسر سے رابطہ کرنے لگا۔ دوسری طرف مہاگرو پانڈے اپنی کار میں اسٹیشن کی طرف آرہا تھا۔ اس نے موبائل کے ذریعے رابطہ کر کے کہا "مہاگرو مانک جاتیو! ہم بول رہے ہیں۔ تم ہمری آواج پہچانتے ہو نا؟"

مانک جاتیو نے کہا "ہر انسان کی آواز کو موت بھلا دیتی ہے۔ اتنے سویرے فون کیا ہے۔ بات کیا ہے؟"

"تم دوسرا ملوک کے جاسوس کو دھمکی دے رہا کہ کوئی ہمری بہن کو ہمرے پاس پہنچائے گا تو تم اس کو جندہ نا ہی چھوڑو گے' ہمرے ایک جاسوس نے بتایا ہے کہ رتنا ابھی بھت ٹرین سے آئی ہے۔ ٹیسن ما ہے۔ ہم او کا لینے جا رہے ہیں۔ تم روک سکت ہو تو روک لو۔"

اس وقت مانک جاتیو ناشتے کی میز پر فہمی اور علی کے ساتھ تھا۔ اس نے فہمی کو دیکھا۔ گویا رتنا کو دیکھا پھر قہقہہ لگاتے ہوئے فون پر کہا "پتا نہیں تم کس رتنا کو لینے ریلوے اسٹیشن جا رہے ہو۔ یہ جو باہر سے آنے والے انگریز جاسوس ہوتے ہیں نا' یہ دوسروں کو خوب الو بناتے ہیں۔ وہ فرہاد علی تیمور کو قتل کرانے کے لیے ایک ہی شکل کی دس رتنا تیار کر سکتے ہیں۔ ہم تم کو روکنے نہیں آئیں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اصل رتنا کہاں ہے۔"

"کہاں ہے؟"

"کوئی اچھا موقع آنے دو۔ ہم ساری دنیا کے سامنے اپنی اور تمہاری بہن رتنا کو پیش کریں گے۔"

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ فہمی نے پوچھا "آپ ابھی دس رتنا تیار کرنے والی بات کیوں کر رہے تھے؟"

"یہ کم بخت انگریز جاسوس تمہارے بھیا کو الو بنا رہے ہیں۔ انہوں نے رپورٹ دی ہے کہ رتنا ابھی سویرے کی ٹرین سے یہاں آئی ہے اور تمہارا بھائی اسے پکڑنے کے لیے اسٹیشن جا رہا ہے۔ پتا نہیں کس بے چاری کو ان انگریزوں نے رتنا بنا دیا ہے۔"

علی نے اٹھتے ہوئے کہا "میں ذرا واش روم جا رہا ہوں۔ ابھی آکر چائے پیوں گا۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا اپنے کمرے میں آیا پھر دروازہ بند کر کے موبائل کے ذریعے پارس سے رابطہ کیا۔ اسے ثانی کی آواز سنائی دی "پارس سو رہا ہے۔ خیریت تو ہے؟"

"ہم جس شہر میں ہیں' وہاں شاید اصلی رتنا آگئی ہے۔ اس کا بھائی اسے پکڑنے کے لیے ریلوے اسٹیشن کی طرف جا رہا ہے۔ تم خیال خوانی کے ذریعے پاپا سے کہو۔ یہاں مہاراج ہے' وہ اس کے دماغ میں جا کر حقیقت معلوم کریں اور بے چاری اصلی رتنا کو بھائی کے ظلم سے بچائیں۔"

اس نے یہ کہہ کر فون بند کیا پھر واش روم میں ہاتھ دھونے چلا گیا۔ فہمی نے کہا "کسی غریب بے قصور عورت پر اس لیے ظلم نہیں ہونا چاہیے کہ اس بے چاری کو میری ہم شکل بنا دیا گیا ہے۔ میں یہ نہیں چاہتی کہ ایک ڈمی رتنا کے باعث آپ میرے بھیا سے لڑائی کریں۔ آپ قانون کے محافظوں کے ذریعے اس بے چاری کو ظلم سے بچا سکتے ہیں۔"

مانک جاتیو قائل ہو کر پولیس کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کرنے لگا۔ پولیس کے دو اعلیٰ افسر کئی مسلح سپاہیوں کے ساتھ ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے وہاں رتنا' اس کے پتی اور بچے کو دیکھا۔ ایک اعلیٰ افسر نے پوچھا "کیا تم ہی مہاگرو دھن راج پانڈے کی بہن رتنا ہو؟"

وہ بولی "جی ہاں۔ چار برس پہلے میں نے بھیا کی مرضی کے خلاف موہن داس سے شادی کی تھی اور یہ جانتی تھی کہ بھیا کو ہماری شادی والی بات معلوم ہوگی تو وہ ہم دونوں کو جان سے مار ڈالیں گے۔ اس لیے میں اپنا گھر اور یہ شہر چھوڑ کر اپنے پتی کے ساتھ چلی گئی تھی۔"

"تم کہاں گئی تھیں؟"

"ہم ایک شہر سے دوسرے شہر چھپتے پھر رہے تھے۔ یہ جانتے تھے کہ بھیا کے چیلے ہمیں ڈھونڈتے پھر رہے ہوں گے۔ وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"جب تم دونوں اتنے خوف زدہ تھے تو اب واپس کیوں آئے ہو؟"

"ہم ایک شہر سے دوسرے شہر بھاگتے بھاگتے اور چھپتے چھپتے پریشان ہو گئے تھے۔ موہن داس کہیں نوکری کہیں نہیں کر سکتا تھا۔ جب یہ بچہ پیدا ہوا تو میری ممتا نے کہا۔ ہم ایک دو وقت بھوکے رہ سکتے ہیں لیکن اس معصوم کو بھوکا نہیں رکھ سکتے جبکہ اس کے نانا نے میرے لیے اس شہر میں اچھی خاصی دولت اور جائداد چھوڑی ہے۔"

موہن داس نے کہا "میں نے بھی یہی سوچا کہ ایک دن ہمیں مرنا ہے پھر کیوں نہ پولیس کی مدد حاصل کر کے قانون کے سائے میں پہنچ کر اس بچے کو زندہ رکھا جائے۔ اگر آپ ہماری مدد کریں گے اور

پانڈے بھیا کو سمجھائیں گے تو شاید ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔"

اعلیٰ افسر نے رتنا سے کہا "تم نے اپنے بھیا کے ایک چیلے دھرم راج کو قتل کیا ہے۔ کل مجھ سے فون پر کہہ رہی تھیں کہ پہلے تمہارے بھیا سے یہ اعتراف نامہ لکھوائیں کہ وہ تمہیں اپنے چیلوں کے ذریعے قتل کرانا چاہتا ہے۔ اس کے بعد تم خود کو قانون کے حوالے کردو گی۔"

وہ حیرانی سے یہ باتیں سن رہی تھی پھر بولی "آئی جی صاحب! میں کبھی کسی چیونٹی کو بھی نہیں مارتی۔ کسی انسان کی ہتیا کیسے کرسکتی ہوں۔ کون ہیں وہ چیلے؟ کون ہے وہ جسے میں نے قتل کیا ہے؟"

"اسی شہر میں اس کا قتل ہوا ہے۔ اس کی چتا جلا دی گئی ہے۔"

موہن داس نے کہا "ہم ابھی ٹرین سے آرہے ہیں۔ یہ ٹرین کے ٹکٹ ہیں۔ جب میری پتنی یہاں نہیں تھی تو اسے قتل کیسے کرسکتی تھی؟"

افسر نے سوچتے ہوئے کہا "ہوں۔ اگر تم واقعی مہاگرو پانڈے کی بہن رتنا ہو اور تم ابھی ٹرین سے آئی ہو تو پھر دھرم راج کو تم نے نہیں، کسی دوسری عورت نے قتل کیا ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا "معاملہ الجھا ہوا ہے۔ دھرم راج کو قتل کرنے والی خود کو رتنا کیوں کہہ رہی تھی۔ ہمارے جاسوس اور پانڈے کے چیلے اس رتنا کو تلاش کررہے ہیں اور ادھر یہ رتنا ٹرین سے ابھی یہاں آئی ہے۔"

ایک سپاہی نے آکر کہا "سر! مہاگرو پانڈے اپنے درجنوں چیلوں کے ساتھ آرہا ہے۔ اس کے تمام چیلوں کے پاس ہتھیار ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے اپنے ماتحت افسر سے کہا "دفتر کے باہر اپنے سپاہیوں سے کہہ دو کہ یہاں مہاگرو پانڈے کے سوا کوئی نہیں آئے گا۔"

ماتحت افسر حکم کی تعمیل کے لیے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد مہاگرو پانڈے کے گرج گرج کر بولنے کی آواز آئی پھر وہ غصے سے پاؤں پٹختا ہوا دفتر میں آکر بولا "اے ہمرے سنگ کا سلوک ہوت ہے۔ ہمرا ریوالور بھی ہم سے لے لن ہے۔ ہمرے پاس او کا لائسنس ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "میں کسی بھی شہری کو اپنے سامنے ہتھیار لانے سے روک سکتا ہوں اور ہتھیار کا لائسنس منسوخ کرسکتا ہوں۔ آپ میرے سامنے گرج کر نہ بولیں۔ نرمی سے باتیں کریں۔"

"ہم مانت ہیں۔ آپ بہوت بڑے اپھسر ہیں۔ ہم سے ہتھیار چھین سکت ہیں۔ ہم کا حوالات میں بند کرسکت ہیں۔ پر ہمری گیرت کو بند ناہی کرسکت ہیں۔ او سسری ادھر لوٹ کے آئی ہے اور ہم گرج کے بھی نہ بولیں؟ ای تو کوئی کانون ناہی ہے۔"

"تو پھر گرج کر بولتے رہیں۔ جب تک غصہ دکھاتے رہیں گے ہم رتنا کو آپ کے سامنے نہیں لائیں گے۔"

وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر بے بسی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا پھر اس نے ایک گھونسا میز پر مارا۔ میز کا وہ حصہ دور تک ٹوٹ گیا۔ اس پر رکھی ہوئی لکھنے پڑھنے کی چیزیں اچھل کر اِدھر اُدھر زمین پر گر پڑیں۔

اعلیٰ افسر نے کہا "تم نے پولیس کے دفتر میں آکر یہاں کی چیزوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ میں انسپکٹر اور سپاہیوں کو حکم دیتا ہوں۔ آئندہ تم اس طرح طاقت کا مظاہرہ کرو گے تو تمہارے ہاتھوں اور پیروں میں گولیاں مار کر تمہیں زخمی کردیا جائے گا۔"

دوسرے افسر نے کہا "ذرا عقل سے سوچو۔ گولیاں تو تمہارے جسم سے نکل جائیں گی لیکن تم لاکھ طاقت ور ہونے کے باوجود ہاتھوں اور پیروں سے ہمیشہ کے لیے اپاہج ہو جاؤ گے۔"

تمام سپاہیوں نے اپنی گنوں کا رخ اس کی طرف کرلیا تھا۔ وہ بے بسی سے گھور کر اعلیٰ افسر کو دیکھنے لگا پھر اپنے سر کے بالوں کو نوچتے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ عالمی ریکارڈ قائم کرنے اور غیر معمولی قوتوں کا حامل ہونے کے باوجود وہاں بے بس ہو گیا تھا اور اپنی توہین محسوس کررہا تھا۔

اسی وقت مہاراج وہاں آیا۔ اعلیٰ افسر نے پوچھا "تمہیں کس نے اندر آنے کی اجازت دی ہے؟"

وہ بولا "مجھے کہیں جانے کے لیے اجازت نہیں لینی پڑتی ہے۔ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔ مہاگرو اور قانون کے کام آنے کے لیے یہاں آیا ہوں۔"

پانڈے نے کہا "تم بڑے اچھے بکھت پر آئے ہو۔ اپنا ٹیلی پیتھی سے اس سسری کو پکڑ کے لاؤ۔ ای سب پولیس کو پتھر کا مورت بنائے دو۔"

مہاراج نے ہاتھ جوڑ کر کہا "مہاگرو! ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی کو پتھر نہیں بنایا جاسکتا۔ ہم سب کو ایک اچھے شہری کی طرح قانون کا ساتھ دینا چاہیے۔ آپ کی بہن رتنا یہاں آئی ہے۔ میں آپ سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ غصہ نہ کریں۔ دماغ ٹھنڈا رکھیں۔ ہم اور آپ جتنے بھی طاقت ور ہو جائیں، قانون سے زیادہ طاقت ور نہیں ہوسکیں گے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "تم نے ایک عالمی ریکارڈ قائم کیا ہے۔ ہمارے دیس کا نام اونچا کیا ہے اس لیے ہم تمہاری عزت کررہے ہیں۔ ابھی تمہاری جگہ کوئی دوسرا پانڈے ہوتا تو ہم اسے حوالات میں بند کردیتے۔ عقل سے کام لو۔ جو عزت تمہیں مل رہی ہے اسے سنبھال کر رکھنا سیکھو۔ کیا تمہیں یہ اچھا لگے گا کہ کل کے اخباروں میں تمہارے زخمی ہونے اور اپاہج بن جانے کی خبر شائع ہو؟"

وہ کچھ ٹھنڈا پڑ گیا۔ دھیمی آواز میں بولا "ٹھیک ہے اپھسر صائب! جو تو ہار مرجی۔ ہم ادھر چپ چاپ بیٹھا رہیں گے مگر اس سسری کو دیکھیں گے کہ او بہوت جیادہ سکتی وان کیسے ہو گئی ہے۔ اس نے ہمرے ایک چیلے کو مار ڈالا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے حکم دیا کہ رتنا، اس کے پتی اور بچے کو لایا جائے۔ اگر مہاگرو پانڈے اپنی جگہ سے اٹھے اور قانون کے خلاف کوئی بھی حرکت کرے تو اس کے ہاتھوں اور پیروں کو گولیوں سے چھلنی کردیا جائے۔

دو سپاہی حکم کی تعمیل کے لیے چلے گئے۔ ثانی نے میرے پاس آکر مجھے بتایا تھا کہ وہاں اصلی رتنا آگئی ہے۔ لہٰذا اس بگڑنے والی سچویشن کو مہاراج کے ذریعے سنبھالا جاسکتا ہے۔

مہاراج میرے ہی حکم پر پولیس کے دفتر میں آیا تھا اور ثانی وہاں کے حالات فہمی اور علی کو بتا رہی تھی۔ مہاگرو مانک جا تو ناشتا کرنے کے بعد یہ کہہ کر گیا تھا کہ وہ انگریز جاسوس کا تماشا دیکھے گا کہ وہ کس طرح پانڈے کو الّو بنا رہے ہیں۔

اس طرح وہ بھی ریلوے پولیس کے دفتر میں چلا آیا۔ چونکہ وہ ایک معزز شہری تھا، اس لیے اعلیٰ افسر نے اسے دفتر میں آنے کی اجازت دی تھی۔ اس نے آکر کہا "آئی جی صاحب! مجھے تو یقین نہیں آرہا ہے کہ رتنا یہاں ہے اور ابھی ٹرین سے آئی ہے۔ اگر ابھی آئی ہے تو کل رات دھرم راج کو کس رتنا نے قتل کیا تھا؟"

آئی جی نے کہا "ہاں یہ کیس الجھ گیا ہے۔ پہلے ہم تصدیق تو کرلیں کہ ابھی ٹرین سے آنے والی مہاگرو پانڈے کی ہی بہن ہے۔"

سپاہی رتنا اور اس کے پتی اور بچے کو لے کر آئے۔ رتنا کا آدھا چہرہ آنچل سے چھپا ہوا تھا۔ اعلیٰ افسر نے کہا "اپنا چہرہ دکھاؤ۔ ساڑی کا یہ آنچل ہٹاؤ۔"

اس نے آنچل ہٹایا۔ مہاگرو مانک جا تو اسے دیکھ کر چونک گیا کیونکہ اس کی ہم شکل رتنا کو وہ ابھی اپنی کوٹھی میں چھوڑ کر آیا تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔

مہاگرو پانڈے نے اسے دیکھتے ہی کہا "ہاں۔ اے ہی سسری ہمری بہنا رتنا ہے۔ کیوں ری! اپنے یار کے ساتھ بھاگ گئی تھی؟"

وہ بولی "بھیا! میں ہاتھ جوڑ کر بولتی ہوں۔ میری بے عزتی آپ کی بے عزتی ہوگی۔ میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا ہے۔ باقاعدہ شادی کی ہے۔ ہمارے پاس شادی کا سرٹیفکیٹ ہے۔ یہ میرے پتی موہن داس ہیں۔ آپ کے بہنوئی ہیں۔"

"کھبردار! کسی لبھنگے کو ہمرا بہنوئی بولے گی تو ہم جبان کھینچ لیں گے۔ توہار بچے کا ٹینٹوا دبائے دیں گے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "مہاگرو پانڈے! تم ایک مجرم کی طرح ہمارے سامنے اپنی بہن کو دھمکیاں دے رہے ہو۔ دماغ ٹھنڈا رکھو۔"

"ٹھیک ہے اپھسر صائب! ہمرا دماگ ٹھنڈا ہو گوا ہے۔ ای ہمری بہنا ہے۔ ہم اس کے بھائی ہیں۔ ہم اس کو اپنے گھر لے جانے کا حک رکھتے ہیں نا؟ آپ اس کو ہمرے ساتھ جانے دیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہم نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ اتنی جلدی تمہارا دماغ ٹھنڈا ہو گیا۔ تم نے سوچ لیا کہ بہن بہنوئی اور بچے کو لے جا کر ان کے ساتھ کیا سلوک کرو گے مگر ہم اس وقت رتنا کو تمہارے ساتھ جانے دیں گے، جب تم پکے کاغذ پر یہ لکھ کر دو گے کہ اگر تمہاری بہن، بہنوئی اور بھانجا کسی حادثے میں یا غیر قدرتی طور پر مریں گے یا دم گھٹ جانے سے مریں گے تو ان کے قاتل تم کہلاؤ گے۔"

"واہ صائب! ای کا کانون ہے۔ ہجاروں لاکھوں لوگ ایسا ویسا موت مرجاتے ہیں۔ ہم کا جانت ہیں، ان کا نصیب ما کیسا کرکے مرنا ہے۔ ای تینوں ایسا ویسا موت مریں گے تو کا ہم ان کا قاتل بن جائیں گے۔ ای تو کوانصاپھ ناہی ہے۔"

مہاراج نے میری مرضی کے مطابق کہا "ذرا ایک منٹ کے لیے بحث بند کریں اور میری بات سنیں۔ میں اتنی دیر سے اس عورت اور اس کے پتی کا دماغ پڑھ رہا تھا۔ اب یقین سے کہتا ہوں کہ یہ مہاگرو کی بہن رتنا نہیں ہے۔"

پانڈے نے کہا "تم کا بکبک کررہے ہو؟ کا ہم ہمری بہنا کو ناہی پہچانت ہیں۔ اس سسری کو ہم بچپن سے دیکھ رہے ہیں۔"

مہاراج نے کہا "اس کی صورت پہلے ایسی نہیں تھی۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس عورت کو رتنا کی ہم شکل بنایا گیا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے پوچھا "ہم تمہاری بات کا کیسے یقین کریں؟"

"انسان کے اندر جو چھپے ہوئے خیالات ہوتے ہیں، انہیں ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے پڑھ لیتے ہیں اور حقیقت معلوم کرلیتے ہیں۔ اس عورت اور مرد کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ ان دونوں کا برین واش کیا گیا تھا۔ یہ دونوں اپنی پچھلی زندگی بھول گئے ہیں۔ اس عورت کے دماغ میں یہ خیالات ٹھونس دیے گئے ہیں کہ یہ مہاگرو دھن راج پانڈے کی بہن رتنا ہے اور یہ اس کا پتی موہن داس ہے۔"

افسر نے پوچھا "پھر یہ کون ہیں؟"

"اگر ان کی یادداشت واپس آئے گی تو میں ان کے خیالات پڑھ کر بتا سکوں گا کہ یہ دونوں بے چارے کون ہیں اور کس مقصد کے لیے انہیں رتنا اور موہن داس بنایا گیا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے شبہ ظاہر کرتے ہوئے پوچھا "کیا تم واقعی ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟"

"میں یہاں سب کے دماغوں میں پہنچ کر ابھی ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کروں گا لیکن آپ یہ بھی سوچیں کہ رتنا نے میرے بھائی دھرم راج کو قتل کیا ہے۔ میں تو چاہوں گا کہ اسے سزائے موت

ہو۔ اگر یہ قانون سے بچ نکلے گی تو میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی سانس روک دوں گا۔ یہ دم گھٹ جانے کے باعث یہیں مرجائے گی اور کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گا کہ یہ کیسے مرگئی ہے لیکن میں اس عورت سے انتقام نہیں لے رہا ہوں کیونکہ میں اس کے اندر کی بات جانتا ہوں۔ یہ رتنا نہیں ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "مجھے یقین دلاؤ کہ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔"

مہاراج نے ایک سپاہی سے اس کا نام پوچھا۔ وہ بولا "میرا نام دین دیال ہے۔"

"دین دیال! تم اچھے صحت مند ہو۔ اپنے اندر ارادہ کرلو کہ سانس نہیں روکو گے مگر میری ٹیلی پیتھی تمہیں سانس روکنے پر مجبور کردے گی۔"

دین دیال نے کہا "چاہے کچھ بھی ہوجائے، میں سانس نہیں روکوں گا۔ آپ آزمالیں۔"

مہاراج نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ اچانک اس نے سانس روک لی۔ ایک دوبار سانس لینے کی کوششیں کیں مگر ناکام رہا۔ اس کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی۔ وہ کھڑا ہوا تھا۔ سانس لینے کی پوری کوشش کرتے ہوئے ڈگمگانے لگا پھر فرش پر گر پڑا۔

مہاراج اس کے دماغ سے نکل آیا۔ وہ فرش پر گرا ہوا گہری گہری سانس لینے لگا۔ مہاراج نے کہا "میں اس کے دماغ سے نکل نہ آتا تو یہ ابھی فرش پر تڑپ تڑپ کر مرجاتا۔"

سپاہی فرش پر رینگتا ہوا آکر مہاراج کے قدموں سے لپٹ کر بولا "میں آپ کا احسان نہیں بھولوں گا۔ آپ نے مجھے مرنے سے بچالیا ہے۔"

مہاراج نے کہا "جاؤ اور اپنی گن اٹھا کر ایک سپاہی کی طرح اپنے افسران کے سامنے کھڑے رہو۔"

وہ اعلیٰ افسر کے دماغ میں گیا پھر واپس آکر بولا "آپ ابھی سوچ رہے ہیں کہ یہ ٹیلی پیتھی جاننے والا بہت خطرناک ہے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "تم درست کہہ رہے ہو۔ ابھی میں یہی سوچ رہا تھا۔"

مہاراج نے کہا "میں برسوں سے اس شہر میں مہاگرو دھن راج پانڈے کی سیوا کرنے آتا ہوں۔ آج تک میں نے یہاں کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ اس لیے آپ یہ نہ سوچیں کہ میں خطرناک ہوں۔"

مہاگرو مانک جاتیو نے کہا "ہم نے سنا تھا کہ مہاگرو پانڈے کے دو چیلے سوریہ راج اور دھرم راج ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ آج یہ دیکھ لیا کہ یہ کتنا خطرناک علم ہے مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

"کون سی بات؟"

"یہی کہ تمہارا بھائی دھرم راج ٹیلی پیتھی جانتا تھا پھر رتنا کے ہاتھوں کیسے مارا گیا؟"

"رتنا نے پچھلے چار برسوں میں کچھ غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کی ہیں۔ وہ یوگا جانتی ہے۔ یوگا جاننے والے ٹیلی پیتھی کی لہروں کو اپنے دماغ میں محسوس کرتے ہی سانس روک لیتے ہیں۔ سانس روکنے سے خیال خوانی کی لہریں دماغ سے باہر چلی جاتی ہیں۔ شاید اسی وجہ سے میرا بھائی دھرم راج، رتنا کا مقابلہ نہ کرسکا۔"

رتنا اور اس کا پتی موہن داس حیرانی سے یہ باتیں سن رہے تھے۔ موہن داس نے کہا "آپ کہتے ہیں، ہمارا برین واش کیا گیا ہے اور ہم اپنی پچھلی زندگی کو بھول کر خود کو مہاگرو پانڈے کا رشتے دار سمجھ رہے ہیں لیکن ہمیں کیوں پتا نہیں چلا کہ ہمارا برین واش کیا جارہا ہے؟"

مہاراج نے کہا "جب تم دونوں کی یادداشت واپس آئے گی تب تمہیں یہ بھی یاد آجائے گا کہ تمہارا برین واش کیا گیا تھا۔"

"لیکن مجھے موہن داس اور میری پتنی کو رتنا کس مقصد کے لیے بنایا گیا ہے؟ اور کس نے ایسا کیا ہے؟"

"تم لوگوں کی یادداشت واپس آنے پر ہی معلوم ہوسکتا ہے کہ ایسا کس نے کیا ہے اور ایسا کرکے وہ کیا فائدہ حاصل کررہا ہے؟"

مانک جاتیو نے کہا "ہماری سمجھ میں کچھ آرہا ہے۔ انگریز بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ شاید ہم سے زیادہ جانتے ہیں لیکن وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے فرہاد علی تیمور کو اس دنیا سے نہیں مٹا سکتے ہیں۔ یہاں رہ کر البتہ مٹا سکتے ہیں۔"

"فرہاد علی تیمور؟" اعلیٰ افسر نے چونک کر کہا "وہ تو ٹیلی پیتھی کا بہت بڑا گیانی ہے۔ اس کو تو آج تک کوئی نہیں مار سکا پھر ہمارے شہر میں ایسا کون ہے جو اسے ہلاک کرنا چاہتا ہے؟"

مانک جاتیو نے کہا "فرہاد سے جسمانی طور پر وہی مقابلہ کرسکتا ہے جو بہت ہی غیر معمولی قوت کا مالک ہو۔ اس شہر میں دو ہی غیر معمولی جسمانی قوت کے مالک ہیں۔ ایک ہم ہیں اور دوسرا مہاگرو دھن راج پانڈے ہے۔ ایک انگریز جاسوس ایک بھارتی گائیڈ کے ساتھ مجھ سے سودا کرنے میرے پاس آیا تھا۔ مجھ سے کہہ رہا تھا۔ اگر میں فرہاد سے مقابلہ کرکے اسے ہلاک کردوں تو مجھے اس دیس کا بے تاج بادشاہ بنا دیا جائے گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "اس کا مطلب ہے، ہمارے شہر میں عالمی سطح کی سازش ہورہی ہے۔ مہاگرو مانک جاتیو! تم نے اس انگریز جاسوس کو کیا جواب دیا؟"

"میرے جواب دینے سے پہلے اس جاسوس نے کہا 'اگر میں یہ کام نہیں کروں گا تو وہ لوگ یہی کام مہاگرو دھن راج پانڈے سے لیں گے۔ پانڈے اپنی بہن رتنا کو پانے اور اسے جان سے مار ڈالنے کے لیے فرہاد کو بھی موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے تیار ہے۔"

اعلیٰ افسر نے مہاگرو پانڈے سے پوچھا "کیا وہ انگریز تم سے ایسا کوئی سودا کررہے ہیں؟"

"ہاں۔ ہمری بہنا کو جو ڈھونڈ کرلاوے گا، او ہمرا دوست ہوئے ہے۔ ہم او دوست کا کھاتر پھرہاد تو کا پھرہاد کے پورے کھاندان کو مٹی ملا ڈالیں گے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "تم اپنی جھوٹی غیرت کے لیے بہن اور بہنوئی کو ہلاک کرنے کی خاطر خود کو ایک مجرم بنانا چاہتے ہو۔ یہ بات اتنی بڑھ گئی ہے کہ تم عالمی سازش میں ملوث ہوکر فرہاد سے مقابلہ کرنے کی حماقت کرنے والے ہو۔ تم صرف اس شہر کے لیے ہی نہیں، پورے دیس کے لیے خطرہ بن رہے ہو۔ میں وزارتِ داخلہ میں تمہارے خلاف رپورٹ بھیجوں گا۔ تمہیں جلد ہی قانون کے شکنجے میں لیا جائے گا۔"

"ہمری سمجھ میں یہ ناہی آوت ہے کہ ہمری بہنا اور ہمرے گھر کا معاملہ... کانون کا ہے آوت ہے۔"

"تمہارا جسم ہاتھی جیسا ہے اور دماغ چیونٹی جیسا اس لیے یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ جب اوپر سے آرڈرز آئیں گے اور تمہیں گرفتار کرکے جیل پہنچایا جائے گا تو جو عالمی شہرت تمہیں ملی ہے، وہ خاک میں مل جائے گی۔ تم اپنے دیس میں عزت دار نہیں، ایک مجرم کہلاؤ گے تو شاید یہ بات تمہاری سمجھ میں آجائے گی کہ برسوں محنت کرتے رہنے کے بعد عزت اور شہرت حاصل ہوتی ہے لیکن ذلت پلک جھپکتے ہی مل جاتی ہے۔"

موہن داس نے پوچھا "سر! ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ کیا ہم جاسکتے ہیں؟"

رتنا نے کہا "مگر ہم کہاں جائیں گے۔ آج تک مہاگرو پانڈے کو بھائی سمجھ کر ایک شہر سے دوسرے شہر بھٹکتے رہے۔ اس شہر میں بھی ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ کوئی روزگار نہیں ہے۔ بچے کا دودھ خریدنے کے لیے بھی پیسے نہیں ہیں۔"

مانک جاتیو نے کہا "مہاگرو پانڈے! یہ تمہاری بہن نہیں ہے مگر بہن بن کر اس شہر میں آئی ہے۔ تم اس کے پتی کے روزگار اور رہنے کا ٹھکانا کرسکتے ہو۔"

"ہم کاہے اس کا کام آئیں؟ جس عورتیا کا نام رتنا ہوگا، ہم کو اس سے نپھرت ہوگی پھر اس کی صورتیا تو بالکل رتنا جیسی ہے۔ اسی کو بول دو۔ کبھی ہمرے سامنے آئے تو گھونگھٹ مانہہ چھپا کر رکھے۔ ناہی تو۔ ناہی تو......"

"آگے نہ بولو۔ پولیس کے بڑے افسران تمہارے ارادے کو اچھی طرح سمجھ گئے ہیں۔ بہن رتنا! تم فکر نہ کرو۔ اس شہر میں ہمارا ایک بہت بڑا آشرم ہے۔ تم اپنے پتی اور بچے کے ساتھ وہاں رہو۔ وہاں تمہیں تین وقت کھانا ملے گا۔ تمہارے پتی کو نوکری ملے گی اور یہ دو ہزار روپے رکھو۔ بچے کے لیے دودھ اور جو ضروری سامان ہو، خریدلو۔"

مانک جاتیو نے اپنے ایک چیلے کو بلا کر کہا "ان پتی پتنی اور بچے کو آشرم میں پہنچا دو۔ انچارج سے بولو۔ ان کا خاص خیال رکھے۔"

رتنا اپنے پتی اور بچے کے ساتھ وہاں سے چلی گئی۔ وہی مہاگرو پانڈے کی اصل بہن تھی۔ میں نے مہاراج کے دماغ میں رہ کر اسے ایک بھائی اور اپنی جائداد سے فی الحال محروم کردیا تھا۔ ایسا کرنے سے پتی، پتنی اور بچے کی جان بچ گئی تھی۔ آئندہ کسی مناسب موقع پر رتنا کو اس کے جائز حقوق دلائے جاسکتے تھے۔

اعلیٰ افسر نے پانڈے سے کہا "مہاگرو مانک جاتیو کتنا مہان ہے، یہ تم نہیں سمجھ سکو گے۔ کل اس نے تمہاری بہن کو اپنی بہن بنایا اور آج اس کی ہم شکل رتنا کو بھی اپنے آشرم میں پناہ دی ہے۔ انسان طاقت حاصل کرکے نہیں، دوسروں کے کام آکر بڑا بنتا ہے۔"

"ہمری سمجھ اتنی چھوٹی ناہی ہے۔ ہم مہاگرو مانک جاتیو کی چالاکی کو کھوب سمجھتے ہیں۔ ای سسرا ہم کو نیچا دکھانے کے لیے ایسا کرت ہے مگر ہم اونچا ہیں اور اونچا رہیں گے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا پھر مانک جاتیو کو گھورتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ اعلیٰ افسر نے اپنے ماتحتوں سے کہا "شہر کے تمام تھانے والوں کو میرا حکم سنادو کہ مہاگرو پانڈے پر کڑی نظر رکھیں۔ میں انٹیلی جنس والوں سے کہوں گا کہ وہ اپنے جاسوس اس کے پیچھے لگائیں اور یہ معلوم کریں کہ کن ممالک کے جاسوس مہاگرو پانڈے سے آکر ملتے ہیں۔"

پانڈے ریلوے اسٹیشن سے باہر آکر اپنی کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جب کار چلنے لگی تو موبائل فون سے بزر کی آواز ابھرنے لگی۔ اس نے فون کو آن کیا پھر پوچھا "کاؤن ہے؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "آپ کی بہن رتنا بول رہی ہوں۔"

وہ غصے سے بولا "اے سسری! تو ابھی ادھر سے گئی اور ابھی پھون کررہی ہے؟"

"جو ادھر سے گئی، وہ آپ کی بہن نہیں تھی پھر یہ کیوں سمجھ رہے ہیں کہ وہی بے چاری بول رہی ہے۔"

"اچھا تو تُو کل رات والی رتنا ہے جس نے دھرم راج کی ہتیا کی تھی؟"

"اب ٹھیک سمجھ رہے ہیں۔ بھگوان آپ کو اور بدھی (عقل) دے گا۔"

"اے سسری! تُو کا سمجھت ہے، ہمرے پاس بدھی ناہی ہے۔ جس دن تیری گردنوا ہمرے ہاتھ ما آئے گی، ہم بتائے دیں گے کہ ہم کتنے بڑے بُدھی مان ہیں۔"

"بھیا! آپ اتنا بھی نہیں جانتے کہ غصہ ان کو آتا ہے، جو بے وقوف ہوتے ہیں۔"

"اے بیوکوپھ تو ہوگی۔ تیرا باپ ہوگا۔"

"ہم دونوں کا باپ ایک ہی ہے اور آپ بڑی بے وقوفی سے اپنے باپ کو بے وقوف کہہ رہے ہیں۔"

"اے سسری! ہم کو گُسا مت دلا۔ ناہی تو......"

"نہیں تو آپ اپنا فون توڑ ڈالیں گے۔ میں پوچھتی ہوں جب میں باقاعدہ شادی کرچکی ہوں اور میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے تو آپ غصہ کیوں دکھا رہے ہیں۔ کیا اس لیے کہ میں نے آپ کی مرضی سے نہیں' اپنی مرضی سے شادی کی ہے۔"

"اس سمر میں ہم نے اپنی اجت بنائی مگر تو نے ہمری بے اجتی کردی۔ سب کہت ہیں کہ ہمری بہنا اپنے یار کے سنگ بھاگ گئی ہے۔ ہم سرم سے مرجاتے ہیں۔ تیرا کا جاوت ہے؟"

"میری شادی کو قانونی طور پر قبول کیا گیا ہے۔ میں نے دھرم کے مطابق پریتم کمار کو اپنا پتی بنایا ہے۔ اگر آپ اسے بہنوئی مان کر گلے لگائیں گے تو دنیا آپ کے بڑے پن کی تعریفیں کرے گی۔"

"تاریپھیں ناہی کرے گی۔ ہمری کھلی (مذاق) اڑائے گی۔ سب کہیں گے کہ پانڈے بلوان ہو کر بہنا کی جد کے آگے ہار گیا۔"

اسے فون پر علی کی آواز سنائی دی۔ وہ فہمی سے کہہ رہا تھا "رتنا! مجھے اپنے بھائی سے بات کرنے دو۔"

فہمی کی آواز آئی "نہیں پریتم! بھیا تم سے بات نہیں کریں گے۔"

"کیا تمہارے بھیا اتنے بزدل ہیں کہ ہم سے بات کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔"

پانڈے نے فون پر چیخ کر کہا "اے بجدل ہوگا تیرا باپ۔ ہم بات کرنے سے ناہی ڈرتے ہیں۔ اے رتنا! اپنے مردوا کو پھون دے۔"

چند سیکنڈ کے بعد علی نے کہا "جے رام جی کی سالے صاحب!"

"اے سالا ہوگا تو۔ جے رام جی بھی بولت ہے اور گالی بھی دیت ہے۔"

"یہ گالی نہیں ہے۔ تم رشتے میں سالے ہو۔ میں عزت سے سالے صاحب کہہ رہا ہوں۔"

"ہم ای سادی کو ناہی مانت ہیں۔ تم ہمرے کوئی ناہی ہو۔"

"میرے ہونے والے بچے کے ماما جی تو بنو گے۔ یہ بات اب تک تمہاری سمجھ میں نہیں آئی کہ ایک آدمی کے انکار کرنے سے شادی کا مضبوط بندھن نہیں ٹوٹتا۔ وہ بھی تمہارے جیسے آدمی کے انکار کرنے سے جس کی کھوپڑی میں گدھے کا دماغ ہے۔"

وہ غصے سے پھٹ پڑا "گدھا کا بچہ! ہم کو گدھا کہت ہے....."

وہ فون کو کار کی باڈی پر زور زور سے مارتے ہوئے بولنے لگا۔ "ہم تو کا جندہ ناہی چھوڑیں گے۔ تے کو مار مار کے۔ مار مار کے....."

وہ فون کو کار کی باڈی پر مارتا جارہا تھا۔ فون چور چور ہوچکا تھا پھر بھی وہ گھونسے مارے جارہا تھا۔ اس کے دو چیلے گن لیے بیٹھے ہوئے تھے مگر مہاگرو کے غصے کا انداز ایسا تھا کہ وہ بھی سہم کر اپنی جگہ سمٹ گئے تھے۔

کار کی باڈی پچک گئی تھی مگر اسے ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے گدھا کہنے والے کو مارے جارہا ہے۔ میں نے اچانک اس کے دماغ میں کہا "ابے چپ!"

وہ ایک دم سے چونک گیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر سوچنے لگا۔ یہ کیسی آواز تھی؟ دماغ کے اندر کسی نے "ابے چپ!" کہا تھا۔

غصہ دماغ کو کمزور بنا دیتا ہے۔ سات گھنٹوں تک سانس روکنے والے کا دماغ فوراً ہی پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرسکتا ہے لیکن وہ غصے کی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ اس وقت اس نے مجھے اپنے اندر آنے سے نہیں روکا مگر سوچ میں پڑگیا کہ اس کے اندر کون بول رہا تھا۔

میں دوسری بار اس کے اندر نہیں گیا کیونکہ میں نے اس کا غصہ کم کردیا تھا۔ اس کی سوچ کو دوسری طرف لگا دیا تھا۔ وہ غصے کے باعث ہانپتے ہوئے سوچ رہا تھا پھر اس نے چیلے سے کہا "سمندر کا اور (طرف) چلو۔ ہمرا دماگ گرم ہوگوا ہے۔"

وہ کار سمندر کی طرف جانے والی سڑک پر چلنے لگی۔ مہاگرو مانک جاتیو اپنی کوٹھی میں واپس آیا۔ فہمی اور علی کو بتانے لگا کہ ریلوے پولیس کے دفتر میں جو رتنا تھی' وہ بے چاری کوئی اور تھی۔ مہاراج نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی اصلیت معلوم کی ہے۔ ویسے یہ تمام باتیں فہمی اور علی کو ثانی کے ذریعے معلوم ہوچکی تھیں۔

اسی وقت ایک چیلے نے مانک جاتیو کے پاس آکر کہا "مہاگرو! ایک بری خبر ہے۔ آپ کے دو چیلے جو رتنا' موہن داس اور بچے کو لے کر آشرم جارہے تھے' انہیں کسی نے گولیوں سے چھلنی کردیا ہے۔"

مانک جاتیو اچھل کر کھڑا ہوگیا "ہمارے چیلوں کو کس نے گولیاں ماری ہیں؟ رتنا' اس کا پتی اور بچہ کہاں ہیں؟"

"ان کا کوئی پتا نہیں ہے۔ جس کار میں وہ جارہے تھے' وہ ایک سڑک کے کنارے کھڑی ہے۔ اس میں آپ کے چیلوں کی لاشیں ہیں۔ ان تینوں کو کوئی لے گیا ہے۔"

"اور کون لے جاسکتا ہے؟ مہاگرو پانڈے کے چیلے لے گئے ہوں گے۔ اس گدھے کو یقین نہیں آیا ہے کہ مہاراج ٹیلی پیتھی کے ذریعے سچ کہہ رہا ہے۔"

ایک انسپکٹر دو سپاہیوں کے ساتھ آیا پھر بولا "مہاگرو! آپ کو یہ افسوس ناک اطلاع مل گئی ہوگی کہ آپ کے دو چیلے ہلاک کردیے گئے ہیں۔"

مانک جاتیو نے کہا "میں نے یہ بھی سنا ہے کہ رتنا اور موہن داس اپنے بچے کے ساتھ لاپتا ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ان تینوں کو اغوا کیا گیا ہے۔"

"جی ہاں۔ شہر کی تمام پولیس مہاگرو پانڈے کو تلاش کررہی ہے۔ اس کے موبائل فون پر بھی اس سے رابطہ نہیں ہورہا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے' وہ ان تین بے گناہوں کو کہیں قید کرنے یا ہلاک کرنے لے گیا ہے۔"

مانک جاتیو پولیس والوں کے ساتھ جائے واردات کی طرف گیا۔ ایک انسپکٹر نے آئی جی کو اطلاع دی "مہاگرو پانڈے سمندر کے کنارے ہے۔ اس کے ساتھ دو مسلح چیلے ہیں۔ ہم اسے گرفتار کرنا چاہیں گے تو کاؤنٹر فائرنگ ہوگی۔ مجھے زیادہ مسلح سپاہیوں کی ضرورت ہے۔"

تھوڑی دیر بعد پولیس کی کئی گاڑیاں ساحل کے اس حصے کی طرف آئیں اور پانڈے کو چیلوں اور کار سمیت چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پانڈے نے پوچھا "ای کا ہورہا ہے؟ کا ہم کوئی ڈاکو ہیں۔ ہمے گھیرے ما لینے کا مطبل کا ہے؟"

ایک افسر نے کہا "اپنے چیلوں سے کہو۔ ہتھیار پھینک دیں۔ تم بھی اپنا ہتھیار پھینک دو۔"

انہوں نے اپنے ہتھیار دور پھینک دیے۔ تمام مسلح سپاہی ان کے قریب آگئے۔ افسر نے حکم دیا "مہاگرو پانڈے کو ہتھکڑی پہنا دو۔"

پانڈے نے پیچھے ہٹ کر کہا "کھبردار! ہم چور ڈاکو ناہی ہیں۔ ہمرا ہتھکڑی پہناؤ گے تو بہوت برا ہوگا۔"

افسر نے کہا "اور تم طاقت کا مظاہرہ کرو گے تو تمہارے لیے برا ہوگا۔ تمہیں گولیوں سے زخمی کرکے لے جایا جائے گا۔"

"آکھر ہم نے کا کیا ہے۔ ہمرا جرم تو بتاؤ۔"

"آئی جی صاحب کے دفتر میں بتایا جائے گا۔ فی الحال اپاہج نہیں بننا چاہتے ہو تو ہتھکڑی پہن لو۔"

اس نے چاروں طرف درجنوں بندوقیں دیکھیں تو مجبور ہو کر ہتھکڑی پہن لی۔ اس نے آئی جی کے دفتر میں پہنچ کر کہا "ای ہمرے ساتھ اچھا سلوک ناہی ہوا۔ کانون کا کرسی ما بیٹھنے کا یہ مطبل ناہی ہے کہ تم ایک اجت دار کا بے اجتی کرو۔"

آئی جی نے کہا "اپنی بکواس بند کرو اور یہ بتاؤ رتنا' موہن داس اور ان کا بچہ کہاں ہیں؟"

"ہم سے کا پوچھت ہو۔ مانک جاتیو کے چیلے ان کو لے گئے ہیں۔ مانک جاتیو سے پوچھو۔"

"اس کے دونوں چیلوں کو گولیوں سے چھلنی کردیا گیا ہے۔ اس کے بعد رتنا' موہن داس اور بچے کو اغوا کیا گیا ہے۔"

"ای ہمرے لیے نیا بات ہے۔ ہم کا جانیں کون سسرے نے چیلوں کو مارا ہے اور ان تینوں کو اگوا کیا ہے؟ ہم تو او بکھت سمندر کنارے ہوا کھاوت رہیں۔"

"تم اس لیے سمندر کی طرف گئے تھے کہ شہر میں جو واردات ہو' اس کا الزام تم پر نہ آئے۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ ہمرے چیلوں نے ایسا نا ہی کیا ہے۔"

"کیا ہے۔ تم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے رہے ہو کہ تمہیں رتنا کے نام سے نفرت ہے۔ رتنا کی صورت سے نفرت ہے۔ اگر رتنا کی ہم شکل بھی سامنے آئے گی تو تم اسے مار ڈالو گے۔"

"کا منہ کھولنے سے' جبان ہلانے سے گولی چل جاوت ہے؟ ہم تو اب تلک منہ سے بولت رہے ہیں۔ ابھی تک ایک گولی ناہی چلایا ہے۔"

"تم نے نہیں' تمہارے حکم پر تمہارے چیلوں نے یہ واردات کی ہے۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ ان تینوں کو یہاں لے آؤ۔"

"کدھر سے لادیں۔ ہم سے جبردستی مت کرو۔ ہم بھی تھوڑا کانون جانت ہیں۔ ہمرے کھلاپھ ثبوت ملے گا' گواہ ملے گا تو ہم کو سجا دے سکو گے۔ ناہی تو ای کرسی پر بیٹھا رہو گے۔"

آئی جی نے کہا "اسے حوالات میں لے جاکر بند کردو۔"

اسی وقت مہاگرو پانڈے کے وکیل نے آکر کہا "ٹھہریے۔ میں ابھی کورٹ سے آرہا ہوں۔ یہ عدالت سے حاصل کیا ہوا مہاگرو پانڈے کا ضمانت نامہ ہے۔"

وکیل نے کاغذات پیش کیے۔ آئی جی نے انہیں پڑھا پھر شکست خوردہ لہجے میں حکم دیا "اس کی ہتھکڑی کھول دو۔"

پانڈے نے زوردار قہقہہ لگایا پھر ہتھکڑی کھلتے ہی وکیل کے شانے کو تھپک کر کہا "ساباس بکیل صائب! تم نے ہمرے نمک کا حق ادا کردیا۔ کانون ہم کو جوتا مارنا مانگتا تھا۔ ہم کانون کو جوتا مار کے جارہے ہیں۔"

وہ قہقہے لگاتا ہوا' وکیل اور چیلوں کے ساتھ چلا گیا۔ آئی جی نے ایک گہری سانس لے کر چھوڑتے ہوئے کہا "قانون کی چھلنی میں بے شمار سوراخ ہیں۔ مجرم کو بچ نکلنے کے ہزاروں راستے مل جاتے ہیں۔"

تھوڑی دیر بعد مانک جاتیو نے آکر پوچھا "آئی جی صاحب! یہ ہم کیا سن رہے ہیں؟ آپ نے مہاگرو پانڈے کو رہا کردیا ہے۔"

آئی جی نے کہا "ہماری اس کرسی اور اس وردی نے ہمیں جکڑ رکھا ہے۔ ہم مجبور ہوگئے۔ اس کا وکیل عدالت سے ضمانت نامہ لے کر آیا تھا۔"

"مگر ہمارے دو چیلے مارے گئے۔ کیا ان کے لیے انصاف نہیں ہوگا؟"

"اگر تم عدالت میں یہ ثابت کردو گے کہ مہاگرو پانڈے یا اس کے چیلوں نے تمہارے دو چیلوں کو مارا ہے تو انہیں ضرور سزا ملے گی۔ فی الحال کوئی ثبوت اور گواہ نہیں ہیں۔ لیکن ہم خاموش نہیں بیٹھیں گے۔ ان قاتلوں اور اغوا کرنے والوں کا سراغ ضرور لگائیں گے۔"

مہاگرو پانڈے اپنے وکیل کے ساتھ کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا

ہوا تھا۔ اس نے کہا "بکیل صائب! تم نے بڑی پھرتی دکھا دی۔ تو کا کیسے معلوم ہوا کہ ہم گرپھتا رہو گئے ہیں؟"

"یہ ایک راز کی بات ہے۔ اکیلے میں کہوں گا۔"

"ای کار میں ہمرا دو چیلا ہیں۔ ہمرا راجدار ہیں۔ تم بے پھکر ہو کے بولو۔"

"جو انگریز جاسوس آپ سے سودا کرنا چاہتے ہیں' انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ٹھیک دس بجے واردات کریں گے اور مجھے آپ کی حفاظت کے لیے گیارہ بجے عدالت سے ضمانت نامہ حاصل کرلینا چاہیے۔"

"مگر او سسرا لوگ نے ایسا واردات کیوں کیا ہے؟"

"آپ کی بہن رتنا' موہن داس اور اس کے بچے کو اغوا کرنے کے لیے ایسا کیا ہے۔"

"ارے او جاسوس لوگ ناہی جانت ہیں۔ او ہمری سگی بہنا ناہی ہے۔"

"مہاگرو! وہ دنیا کے بڑے مانے ہوئے جاسوس ہیں۔ ان سے غلطی نہیں ہوسکتی۔ آپ کی سگی بہن رتنا وہی ہے جسے اغوا کیا گیا ہے۔"

"تم سوریہ راج (مہاراج) کی ٹیلی پیتھی کو گلت بول رہے ہو۔"

"غلط اور صحیح کا پتا ابھی چل جائے گا۔ آپ ابھی میرے ساتھ مہاراج کے بنگلے میں چلیں۔"

پانڈے نے اپنے چیلے کو حکم دیا کہ وہ مہاراج کے بنگلے کی طرف چلے پھر زیرِ لب بڑبڑانے لگا "سوریہ راج ہمرا بہوت بڑا سیوک ہے۔ ہمرا بہوت وِشواس پاتر ہے۔ او ہم سے کاہے جھوٹ بولے گا۔"

وکیل نے کہا "مہاراج کسی کے بھی دماغ میں جاکر اسے اپنی مرضی کے مطابق جھوٹ سچ بولنے پر مجبور کرسکتا ہے لیکن آپ کے دماغ میں نہیں پہنچ سکے گا۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ تھوڑی دیر کے لیے مہاراج کے دشمن بن کر اسے مار ڈالنے کی دھمکی دیں۔ اسے ایسی مصیبت میں رکھیں کہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی کو مدد کے لیے نہ بلا سکے پھر دیکھئے۔ جو سچائی ہے' وہ آپ کے سامنے آجائے گی۔"

ان کی کار بنگلے کے احاطے میں پہنچ گئی۔ وہ کار سے اتر کر دروازے پر آئے۔ کال بیل کا بٹن دبایا۔ اندر سے مہاراج کی آواز سنائی دی "کون؟"

"ہم ہیں مہاگرو دھن راج پانڈے۔"

نام سنتے ہی مہاراج نے فوراً دروازہ کھول کر حیرانی سے کہا۔ "مہاگرو! آپ میرے دروازے پر آئے ہیں۔ حکم دیتے تو میں دوڑا چلا آتا۔"

پانڈے اندر آتے ہوئے بولا "ہمرے آنے سے کوئی پھرک نہیں پڑتا۔ تم ہمرے بہوت بڑے سیوک ہو۔ کا تم کو معلوم ہے۔ ابھی پولیس نے ہم کو گرپھتار کیا تھا۔"

"مہاگرو! پولیس والوں کی کیا مجال ہے کہ آپ کو گرفتار کریں۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ میں ریلوے اسٹیشن سے واپس آکر ابھی سونے جارہا تھا۔"

"ہم تو کا سونے دیں گے۔ تمرا بکھت برباد ناہی کریں گے۔ ابھی چلا جائیں گے۔ تم ایک بات سچ بول دو۔ ٹیشن والے دفتر جو رتنا تھی' کا وہ ہمری سگی بہنا ناہی ہے؟"

مہاراج ایک ذرا سا گھبرا گیا پھر سنبھل کر بولا "میں نے اس کا دماغ پڑھا تھا۔ جو سچ تھا' وہ کہہ دیا۔"

پانڈے نے اچانک اس کے حلق کو دبوچ کر کہا "اب ہم جتنا سانس چاہیں گے' تم اتنا سانس لوگے۔ اپنا ٹیلی پیتھی کا جریے کسی کو مدد کے لیے ناہی بلا سکوگے۔"

مہاراج کی سانسیں رک رک کر آرہی تھیں۔ وہ مہاگرو کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے ہٹانے کے لیے زور لگانے لگا لیکن وہ جیسے فولادی شکنجے میں تھا۔ اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر اشارے سے رحم کی بھیک مانگنے لگا۔

پانڈے نے اس کے حلق کو نہیں چھوڑا لیکن گرفت ذرا ڈھیلی کرتے ہوئے بولا "تم کا بولنے کے واسطے موکا دے رہے ہیں۔ ناہی تو ایک منٹ ما ٹینٹوا دبا کے نرک ما پہنچا دیں گے۔"

ذرا سی ڈھیل ملتے ہی اس نے خیال خوانی کے ذریعے مجھے پکارا "فرہاد صاحب! جلدی آئیں۔"

میں نے فوراً خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر سچویشن کو سمجھا۔ وہاں مہاگرو پانڈے کے علاوہ اس کا وکیل اور دو چیلے تھے۔ چیلے بھی یوگا کی مشقیں کرتے تھے۔ میں ان کے اندر پہنچ کر انہیں اپنا آلۂ کار نہیں بنا سکتا تھا۔ میں نے مہاراج سے کہا "مجھے کسی طرح وکیل کی آواز سناؤ۔"

وہ پانڈے کے سامنے گہری گہری سانسیں لے رہا تھا جیسے بولنے سے پہلے سانسیں درست کررہا ہو لیکن وہ خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے کہہ رہا تھا "وکیل بہت چالباز ہے۔ جب سے آیا ہے' گونگا بنا ہوا ہے۔ اگر میں اسے بولنے پر مجبور کرنے کے لیے اس پر حملہ کروں گا تو پانڈے چند سیکنڈ میں میری گردن توڑ دے گا۔"

میں نے کہا "تو پھر ڈراما کرو۔ میں تمہارے دماغ پر قبضہ جما رہا ہوں۔"

میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر ہانپتے ہوئے اس کی ٹوٹی پھوٹی اور لہجے میں کہا "ما..... مہاگرو۔ جب ہم ریلوے پولیس کے دفتر میں تھے تب وہ..... وہ میرے دماغ کے اندر آیا تھا۔"

"کاؤن آیا رہا؟"

"وہ اپنا نام نہیں بتا رہا تھا۔ مجھ کو دھمکی دے رہا تھا کہ میں سانس روک کر اسے اپنے دماغ سے بھگاؤں گا تو وہ میرے چیلے کے دماغ میں جاکر اسے مار ڈالے گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے ایک زور کی چیخ ماری۔ پانڈے نے اس کے حلق کو چھوڑا تو وہ فرش پر گر کر تڑپتے ہوئے بولا "وہ پھر..... پھر میرے اندر آگیا ہے۔ میرے..... میرے اندر ٹیلی پیتھی کی سوئیاں چبھو رہا ہے۔ مم..... مجھے سہارا دو۔"

دونوں چیلوں نے اپنی گنوں کو دیوار سے لگایا پھر اسے سہارا دینے کے لیے آئے۔ اسے دونوں طرف سے پکڑ کر فرش پر سے اٹھایا۔ میں اس کے اندر اپنی دماغی قوتوں کے ساتھ سمایا ہوا تھا۔ اچانک ہی دونوں کی گردنیں پکڑ کر ان کے سروں کو ایک دوسرے سے ٹکرا دیا پھر انہیں پانڈے کی طرف دھکیل کر دیوار سے لگی ہوئی ایک گن اٹھا کر مہاگرو پانڈے کا نشانہ لیا۔ وہ غصے سے میری (مہاراج) طرف بڑھ رہا تھا۔ میں نے ٹریگر دبایا۔ ایک گولی آواز کے ساتھ اس کی ایک ران میں دھنس گئی۔ وہ لڑکھڑایا مگر بڑا جیدار تھا۔ جیسے فولاد تھا۔ میں نے دوسری گولی اس کی دوسری ران میں ماری۔ اس بار وہ کھڑا نہ رہ سکا۔ فرش پر اوندھے منہ گر پڑا۔

اس کے دونوں چیلے چھلانگ لگاتے ہوئے میری طرف آئے۔ میں نے ایک کو گولی ماری۔ دوسرے کے منہ پر رائفل کا کندا مارا۔ وکیل وہاں سے بھاگنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کی ٹانگ پر بھی گولی ماری۔ دوسرے چیلے کو بھی زخمی کرنا پڑا۔

پھر میں نے مہاراج کے دماغ کو ڈھیل دی۔ وہ حیرانی سے اپنے کمرے میں چار زخمیوں کو دیکھ کر بولا "فرہاد صاحب! یہ کیسے ہوگیا؟"

"جیسے بھی ہوگیا۔ تم میرے کام آرہے تھے اس لیے میں نے تمہاری جان بچائی ہے۔ اب بھی ہوشیار رہو۔ وہ دیکھو مہاگرو پانڈے میں کتنی زبردست قوتِ برداشت ہے۔ دو گولیاں اس کی دونوں رانوں میں دھنسی ہوئی ہیں۔ وہ چلنے کے قابل نہیں رہا ہے لیکن فرش پر گھسٹتا ہوا تمہاری طرف آرہا ہے۔"

مہاراج نے نشانہ لے کر اس کے ایک بازو پر گولی ماری۔ وہ کراہتا ہوا فرش پر چاروں شانے چت ہوگیا۔ مہاراج نے دوسری گن بھی اٹھالی۔ پانڈے یوں چاروں شانے چت ہوگیا تھا جیسے مر رہا ہو یا بے ہوش ہوگیا ہو لیکن اس کا دوسرا ہاتھ زخمی نہیں تھا۔ وہ اس ہاتھ کو اپنی جیب کی طرف لے جاکر ریوالور نکال رہا تھا۔

میں نے فوراً ہی مہاراج کو اس کی طرف گھمایا اور اس کے ذریعے گولی چلا دی۔ اس کا دوسرا بازو بھی زخمی ہوگیا۔ وہ نڈھال سا ہوکر اپاہج بن کر وہیں پڑا رہ گیا۔

مہاراج نے کہا "فرہاد صاحب! آپ نے پھر میری جان بچائی ہے۔ واقعی آپ اپنے وفاداروں کی ہر طرح حفاظت کرتے ہیں۔"

"مہاگرو پانڈے ایک انسانی گوشت پوست والا روبوٹ ہے۔ اس سے غافل نہ رہو۔ اس کی جیب سے ریوالور نکال لو۔"

وہ ڈرتے ڈرتے... اس کے قریب گیا۔ پانڈے بلاشبہ بہت ہی خطرناک تھا۔ مہاراج ریوالور کو اس کی جیب سے نکالتے ہی دور ہوگیا پھر بولا "فرہاد صاحب! میرا دماغ کام نہیں کررہا ہے۔ آپ بتائیں' ان زخمیوں کا کیا کروں؟ کیا مجھے یہاں سے بھاگ جانا چاہیے۔"

"تمہیں بھاگنا نہیں چاہیے۔ یہ تم پر حملہ کرنے تمہارے گھر آئے تھے۔ آئی جی آف پولیس کو فون کرکے صورتِ حال بتاؤ۔"

وہ ٹیلی فون کے پاس جاکر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ وکیل کی ایک ٹانگ میں گولی لگی تھی اور آر پار ہوگئی تھی۔ حوصلے والے ایسے زخم کو برداشت کرلیتے ہیں لیکن اس میں حوصلہ نہیں تھا۔ وہ کئی بار تکلیف سے کراہتے ہوئے رحم کی بھیک مانگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اسے جان سے نہ مارا جائے۔

میں اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ ایک غیر ملکی جاسوس سے اس کی شناسائی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ عدالت سے مہاگرو پانڈے کے لیے ضمانت نامہ حاصل کرلے۔ اس جاسوس نے آئندہ رابطہ رکھنے کے لیے اسے اپنا فون نمبر بھی بتایا تھا۔

چیلوں میں سے ایک مرچکا تھا اور دوسرا زخمی تھا۔ وہ فرش پر گھسٹتا ہوا مہاگرو پانڈے کے قدموں کے پاس آیا پھر اس کا پیر پکڑ کر بولا "مہاگرو! آپ کا یہ سیوک مجبور ہوگیا ہے۔ میرے اندر اتنی شکتی نہیں رہی ہے کہ آپ کے دشمن سے انتقام لے سکوں۔"

مہاگرو پانڈے چاروں شانے چت پڑا ہوا تھا۔ اس کی دونوں رانوں اور دونوں بازوؤں میں چار گولیاں پیوست ہوگئی تھیں۔ خون کافی مقدار میں بہہ رہا تھا۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو وہ مرچکا ہوتا۔ میں اس کے دماغ میں پہنچا تو وہ بے چینی محسوس کرنے لگا۔ ساکت پڑا ہوا تھا' ذرا ہلنے لگا۔ بڑی مشکل سے بولنے لگا۔ "ہم..... ہمرے دماگ سے جاؤ۔ بھگوان سے پرارتھنا کرو کہ ہم مرجائیں۔ جندہ رہ گئے تو تے کو جندہ ناہی چھوڑیں گے۔"

وہ زیادہ بول نہیں سکتا تھا۔ ہانپتے ہوئے گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ میں چپ چاپ اس کے خیالات پڑھتا جارہا تھا۔ اس کی کچھ کمزوریاں اور اس کے کچھ اہم خاندانی حالات معلوم کررہا تھا پھر ایمبولینس اور پولیس کی بہت سی گاڑیاں آگئیں۔ مسلح سپاہیوں اور افسروں کے ساتھ ان کا آئی جی بھی آیا تھا۔ پانڈے کی حالت دیکھ کر بولا "اس کے جسم سے خون بہہ رہا ہے۔ اسے فوراً اسپتال لے جاکر اس کے جسم سے گولیاں نکلواؤ۔ اسے اپنے غرور پر شرمندہ ہونے کے لیے زندہ رہنا چاہیے۔"

مہاگرو پانڈے میں غیر معمولی قوتِ برداشت تھی۔ وہ آنکھیں کھولے دیکھ رہا تھا۔ آئی جی نے کہا "پانڈے! تمہارے وکیل نے بڑی پھرتی دکھائی تھی۔ تمہاری ہتھکڑی کھلوا کرلے گیا اور تم نے کہا تھا کہ تم قانون کے منہ پر جوتے مار کر جارہے ہو۔ اب دیکھو کہ تقدیر تمہیں کس طرح جوتے مار کر دوبارہ ہماری حراست میں پہنچا رہی ہے۔"

اسے اسپتال والے ایک ایمبولینس میں لے گئے۔ مانک جاتیو بھی پولیس والوں کے ساتھ آیا تھا۔ اس نے مہاگرو پانڈے کی حالت دیکھ کر آسمان کی طرف دیکھا پھر دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا "ہے بھگوان! ہم کو گھمنڈ سے بچائے رکھنا۔ ہم انسان کی طرح مرنا

چاہتے ہیں۔ پانڈے کی طرح مرنا نہیں چاہتے۔ تو اسے زندگی دے سکتا ہے۔ اب وہ زندہ رہے گا تو کبھی بڑا بول نہیں بولے گا اور اپنی طاقت کا بے جا استعمال نہیں کرے گا۔"

باقی دو زخمیوں اور لاش کو دو ایمبولینسوں میں لے جایا گیا۔ آئی جی آف پولیس نے مہاراج سے کہا "آپ نے قانون کی بہت مدد کی ہے۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم باقی اہم باتیں اسپتال میں کریں گے۔"

مہاراج نے میری مرضی کے مطابق کہا "ذرا ایک منٹ۔ میں ایک اہم فون کرلوں۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر فون نمبر ڈائل کیے پھر میں نے اس کے حلق سے وکیل کی آواز اور لہجے میں کہا "ہیلو مسٹر کیرول! میں وکیل امرناتھ بول رہا ہوں۔ یہاں مہاراج نے بڑی گڑبڑ کی تھی۔ اس نے مہاگرو پانڈے کو جان سے مارنے کی کوشش کی تھی مگر پانڈے نے مہاراج کو مار ڈالا ہے۔ میں کسی طرح جان بچا کر بھاگ نکلا ہوں۔ آپ لوگ بھی ہوشیار رہیں۔ پولیس والے زخمی پانڈے سے اس کی بہن رتنا کے بارے میں پوچھیں گے۔"

دوسری طرف سے کیرول نے کہا "تم ہماری فکر نہ کرو۔ ہم نے رتنا کو جہاں چھپا رکھا ہے' وہاں تک کوئی پہنچ نہیں پائے گا۔"

مہاراج نے فون بند کردیا۔ آئی جی آف پولیس اور دوسرے افسران' مہاراج کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ میں کیرول کے خیالات پڑھ رہا تھا پھر میں نے مہاراج کے ذریعے کہا "آئی جی صاحب! ابھی میں نے ٹیلی پیتھی سے معلوم کیا ہے۔ رتنا' موہن داس اور بچے کو جگن ناتھ گلی کے ایک مکان کے اندر باندھ کر رکھا گیا ہے۔ آپ فوراً وہاں چلیں۔"

آئی جی نے چند افسران اور سپاہیوں کو پانڈے کے پاس اسپتال جانے کا حکم دیا پھر ایک پولیس پارٹی کے ساتھ جگن ناتھ گلی کی طرف جانے لگا۔ راستے میں آئی جی نے مہاراج سے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے رتنا کو اغوا کرکے چھپا رکھا ہے؟"

میں نے مہاراج کے ذریعے کہا "چند امریکی سیکرٹ ایجنٹ اور اسکاٹ لینڈ یارڈ کے دو جاسوس ہیں لیکن وہ سب اپنے اپنے ملک کے سفارت خانوں میں ہیں اور بھارتی غنڈوں کو اچھی خاصی رقم دے کر یہ کام کرا رہے ہیں۔"

"آخر وہ رتنا' موہن داس اور بچے کو وہاں کب تک چھپا کر رکھ سکتے ہے؟"

"آج آدھی رات کے بعد گاندھی گراؤنڈ میں ایک ہیلی کاپٹر آنے والا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر میں ان تینوں کو مدراس پہنچایا جاتا پھر ان تینوں کو ایک طیارے کے ذریعے امریکا پہنچایا جانے والا تھا۔"

آئی جی نے کہا "بات سمجھ میں آرہی ہے۔ وہ رتنا کو یرغمال بنا کر پانڈے سے سودا کرنا چاہتے تھے کہ وہ فرہاد کو مقابلے میں جان سے مارے گا تو اس کی بہن کو اس کے حوالے کیا جائے گا۔"

وہ گلی کے ایک سرے پر پہنچ کر اپنی گاڑیوں سے اتر گئے پھر دبے پاؤں چلتے ہوئے اس مکان کا محاصرہ کرلیا جس کی نشان دہی مہاراج نے کی تھی۔ ایک افسر نے اونچی آواز میں کہا "تم لوگوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔ اگر صرف سزا پانا مگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو ہتھیار پھینک کر باہر آجاؤ۔"

مجرموں نے کھڑکیوں اور روشن دانوں سے جھانک کر دیکھا۔ اتنے زیادہ مسلح سپاہی دکھائی دیئے' جن سے کاؤنٹر فائرنگ نہیں کرسکتے تھے۔ ان کے پاس ہتھیار تھے مگر گولیاں کم تھیں۔ آخر مکان کا دروازہ کھل گیا۔ ایک ایک مجرم باہر آنے سے پہلے ہتھیار دروازے سے دور پھینکتا گیا۔ وہ چاروں ہندوستانی تھے۔ انہیں حراست میں لے لیا گیا۔ مکان کے اندر رتنا اور موہن داس کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر انہیں باندھ دیا گیا تھا۔ بے چاروں کا برا حال تھا۔ انہیں کھول کر آزاد کیا گیا۔ باہر سے فوراً کھانے پینے کی چیزیں منگوا کر انہیں کھلایا گیا۔ بچے کے لیے بھی دودھ آگیا۔ مہاراج نے رتنا کے سر پر ہاتھ رکھ کر محبت سے کہا "بیٹی! تم ہی اصلی رتنا اور پانڈے کی بہن ہو۔ میں نے مہاگرو پانڈے سے تمہاری جان بچانے کے لیے جھوٹ کہا تھا کہ تم پتی پتنی کا برین واش کیا گیا ہے۔"

مہاراج' رتنا' موہن داس اور بچے کی زندگیاں بچانے کے سلسلے میں' میں گھنٹوں مصروف رہا تھا اور ان کی خاطر اپنی ذات سے بے خبر رہ کر خیال خوانی کرتا رہا تھا۔ میں دماغی طور پر حاضر ہوا تو افغانستان میں ہمارا قافلہ بدخشاں کی طرف جارہا تھا۔ ثمرینہ سمجھ رہی تھی کہ میں سو رہا ہوں۔ دوسری دو گاڑیوں میں زرینہ' محبوب' شائستہ' زبیر' سرفراز' رب نواز اور ایک مقامی گائیڈ تھا۔

ہماری وہ تینوں گاڑیاں رک گئی تھیں۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ ثمرینہ موبائل فون پر کسی سے بات کررہی تھی اور پوچھ رہی تھی "تم کون ہو اور فرہاد سے کیوں باتیں کرنا چاہتے ہو؟"

دوسری طرف سے کچھ کہا جارہا تھا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر ثمرینہ سے فون لیا پھر اپنے کان سے لگا کر بولا "ہیلو کون ہے؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "ہیلو مسٹر فرہاد! ہمارے جیسے عالمی سطح کے مجرم آواز سنتے ہی تمہیں پہچان لیتے ہیں۔ اب تم اپنی تینوں گاڑیوں کے اطراف دیکھو گے تو تمہیں بے شمار کلاشنکوف اور سیون ایم ایم کی رائفلیں نظر آئیں گی۔ تمہاری سمجھ میں آجائے گا کہ ہم نے یہاں سے ہزاروں میل دور پوری شہر میں تمہیں کیوں مصروف رکھا تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہاں تم نے زبردست کامیابی حاصل کی ہے۔ ہمارا مقصد تو تمہیں یہاں سے غافل رکھ کر پوری کامیابی سے گھیرنا تھا تاکہ اس بار تم زندہ نہ بچ سکو۔ یہاں سے بابا صاحب کے ادارے میں تمہاری لاش جائے گی۔ تمہاری ذہانت اور تمہاری ٹیلی پیتھی تمہیں نہیں بچا پائے گی۔"

میں نے ونڈ اسکرین' بیک اسکرین اور کھڑکیوں کے باہر دیکھا۔ دور جھاڑیوں کے پیچھے ہتھیار ہی ہتھیار نظر آرہے تھے۔ میری موت کا مکمل سامان کیا جاچکا تھا۔

پچھلی بار میرے ساتھ یہ ہوا تھا کہ میں ایک کمرے میں تھا اور تین افراد اچانک کمرے میں گھس آئے تھے اور گونگے بن کر مجھے گن پوائنٹ پر رکھ لیا تھا۔ وہاں کے ایک مولوی نے مجھے قتل کرانے کی یہ سازش کی تھی۔ وہ کسی بھی لمحے مجھے گولی مار سکتے تھے لیکن میں نے فوراً ہی ان کے کمانڈر کے دماغ پر قبضہ جما لیا تھا پھر اسے اپنے پاس آنے پر مجبور کیا تھا۔ اس طرح اس کے ذریعے اپنی جان بچالی تھی۔

لیکن اب پچویشن دوسری تھی۔ مجھے اور میرے ہم سفر ساتھیوں کو چاروں طرف سے اچانک ہی گھیر لیا گیا تھا۔ ہم سب اپنی گاڑیوں میں دبک گئے تھے۔ ہمیں جھاڑیوں اور درختوں کے درمیان بے شمار کلاشنکوفیں اور سیون ایم ایم رائفلیں دکھائی دے رہی تھیں۔ دشمن نہ تو نظر آرہے تھے اور نہ ہی اپنی آواز سنا رہے تھے۔ انہیں اچھی طرح سمجھایا گیا ہوگا کہ وہ گونگے بنے رہیں اور روبرو نہ آئیں کیونکہ میں آنکھوں میں جھانک کر بھی دماغ میں پہنچ جاتا ہوں۔

جس اجنبی شخص نے پہلے ثمرینہ اور پھر مجھ سے فون پر بات کی تھی' وہ یوگا کا ماہر تھا۔ میں نے ایک بار اس کے دماغ میں جانے کی کوشش کی تو اس نے سانس روک لی پھر قہقہہ لگا کر کہا "ایک نہیں ہزار بار کوششیں کرلو۔ میرے اندر نہیں آسکو گے۔"

اس کی انگریزی زبان کی روانی اور لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ افغانی نہیں' کوئی یورپی باشندہ ہے۔ میرا اندازہ تھا کہ وہ کرائے کا قاتل ہوگا۔ اس کی اپنی ایک خطرناک تنظیم ہوگی۔ اس نے لاکھوں ڈالرز لے کر بڑی زبردست پلاننگ پر عمل کرکے مجھے گھیر لیا تھا۔ میرے فرار ہونے کا کوئی راستہ نہیں رکھا تھا۔

میں گہری نظروں سے بار بار چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ کئی کلاشنکوفیں اور رائفلیں تیز ہوا کے باعث جھاڑیوں کے ساتھ ساتھ ہل رہی تھیں۔ میرا تجربہ کہہ رہا تھا کہ وہ تمام ہتھیار جھاڑیوں میں اس طرح پھنسا کر رکھے گئے ہیں کہ دیکھنے والے دھوکا کھا جائیں اور یہی سمجھیں کہ ان ہتھیاروں کے پیچھے بے شمار محاصرہ کرنے والے موجود ہیں۔

یعنی اگر چاروں طرف ڈیڑھ سو ہتھیار ہیں تو ان ہتھیاروں کو چلانے والے ڈیڑھ سو دشمن بھی موجود ہیں جبکہ ایسا نہیں تھا۔ ہمیں بڑی چالاکی سے یہ سمجھنے پر مجبور کیا جارہا تھا کہ ہم تعداد میں صرف نو ہیں۔ چاروں طرف سے فائرنگ کرنے والے ڈیڑھ سو افراد کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔

ایک جھاڑی کے پیچھے سے ایک اور شخص کی آواز آئی "فرہاد! ہمیں تمہارے ساتھیوں سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہماری شرط ہے کہ تم سب اپنے ہتھیار دور پھینک دو اور دونوں ہاتھ پیچھے گردن پر رکھ کر اپنی گاڑیوں کے درمیان سے نکل آؤ۔ ہم وعدہ کرتے ہیں۔ تمہارے ساتھیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ انہیں زندہ سلامت آگے جانے دیں گے۔ ہمیں صرف تمہاری ضرورت ہے۔"

میں نے اس بولنے والے کے بھی دماغ میں جانے کی کوشش کی۔ اس نے سانس روک لی۔ میری خیال خوانی کی لہروں کو بھگا دیا پھر کہا "فرہاد! تم سے نادانی کی توقع نہیں ہے۔ موٹی عقل سے بھی سوچو گے تو سمجھ میں آئے گا کہ ہم میں سے وہی افراد اپنی آوازیں سنائیں گے جو یوگا کے ماہر ہوں گے۔"

پھر تیسرے شخص کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا "میں صرف ایک بار حکم دوں گا "فائر" اور پھر چاروں طرف سے فائرنگ شروع ہوجائے گی لیکن تم سب کو مزید پندرہ منٹ کی مہلت دے رہے ہیں۔ اگر فرہاد ہمارے حکم کی تعمیل نہ کرے تو اس کے ساتھی ہتھیار پھینک کر چلے آئیں۔ جب فرہاد وہاں تنہا رہ جائے گا تو ہم اس سے نمٹ لیں گے۔"

میں نے خیال خوانی کے ذریعے تمام ساتھیوں سے کہا کہ وہ گاڑیوں کی آڑ میں زمین پر لیٹ جائیں۔ ثمرینہ سے کہا "ڈیش بورڈ کے خانے میں ریوالور اور سائلنسر ہے۔ مجھے سائلنسر لگا کردو۔"

وہ میری ہدایت پر عمل کرتے ہوئے بولی "تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ مجھے اپنی فکر نہیں ہے۔ تمہارے ساتھ جان پر کھیل جاؤں گی لیکن ایک ذرا سی غلطی کے سبب تمہارے ساتھی مارے جائیں گے۔"

میں نے کہا "تم کیا سمجھتی ہو۔ یہ اتنے شریف لوگ ہیں کہ مجھے گولی مار کر میرے ساتھیوں کو زندہ چھوڑ دیں گے۔ یہ تو مرجاؤ یا مار ڈالو والی پچویشن ہے۔ میں صرف ساتھیوں کے تحفظ کی خاطر دیر

کررہا ہوں ورنہ بارود اور لہو کا کھیل شروع ہو چکا ہوتا۔"
"ان غیر ملکی دشمنوں سے سمجھوتا کرنے کی کوئی تدبیر کرو۔"
"تدبیر کررہا ہوں۔ تم دیکھتی جاؤ۔"

میں نے اپنے ہم سفروں کے دماغوں میں جا کر ان کے خیالات پڑھے۔ انہوں نے پختہ عزم کیا تھا کہ میرے حکم کے بغیر نہ ہتھیار پھینکیں گے اور نہ ہی مجھے تنہا چھوڑ کر جائیں گے۔ ایسے محبت کرنے والے ساتھیوں کو کسی نہ کسی طرح بچانا میرا فرض تھا۔

میں پھر چاروں طرف بڑی توجہ سے دیکھنے لگا۔ ادھر سے بھی خاموشی تھی اور وقت گزرتا جارہا تھا پھر ایک جھاڑی کے پیچھے سے آواز آئی "پندرہ منٹ کی مہلت دی گئی تھی۔ دس منٹ گزر چکے ہیں۔ میں فرہاد کے ساتھ سفر کرنے والوں سے کہتا ہوں کہ اپنی قیمتی جانیں بچاؤ۔ ہتھیار پھینک کر چلے آؤ۔"

بجیرو کی کھڑکی پر میرا ایک ہاتھ تھا۔ میں دوسرے ہاتھ سے ریوالور کو اس ہاتھ پر رکھ کر بولنے والے کی آواز کا صحیح تعین کررہا تھا۔ ٹھیک میرے سامنے دس گز کے فاصلے پر ایک جھاڑی کے پیچھے سے وہ آواز ابھر رہی تھی پھر میں نے اللہ کا نام لے کر ٹریگر دبایا۔ ایک نہیں دو بار دو مختلف زاویوں سے گولیاں چلائیں۔ سائلنسر کے باعث ٹھس ٹھس کی ہلکی آوازیں ابھریں۔ اس کے ساتھ ہی بولنے والے کی کراہیں سنائی دیں۔ میں ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر خیال خوانی کی چھلانگ لگاتا ہوا اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

سب سے پہلے معلوم کیا' وہ تعداد میں کتنے ہیں؟ پتا چلا وہ صرف چار ہیں۔ چاروں طرف کی جھاڑیوں میں صرف چار آدمی تھے۔ چونکہ ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھے اس لیے انہوں نے اپنے ایک ساتھی کی کراہ نہیں سنی تھی۔ وہ انہیں آواز دینا چاہتا تھا۔ میں نے اسے منہ کھولنے نہیں دیا۔ اس کے دماغ پر قبضہ جمائے' اس کے کسی دوسرے ساتھی کی آواز سننے کا انتظار کرنے لگا۔

وہ صرف چار کیوں تھے؟ ہتھیاروں کی مناسبت سے سیکڑوں کیوں نہیں تھے؟ اس کا ذکر ابھی کروں گا۔ فی الحال یہ اطمینان ہوگیا کہ بے شمار ہتھیاروں سے ہم پر فائرنگ نہیں کی جائے گی۔ ان کی پلاننگ یہ تھی کہ میں گاڑیوں کے درمیان سے نکل کر کھلی جگہ آجاؤں پھر وہ مجھے کچھ بولنے کی تو کیا' سانس لینے کی بھی مہلت نہیں دیں گے۔ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر مجھے گولیوں سے چھلنی کردیں گے۔

اور میں ان کی پلاننگ کے مطابق اپنے ساتھیوں اور گاڑیوں کے درمیان سے نکل کر کھلی جگہ نہیں آرہا تھا۔ اس لیے بے شمار نمائشی ہتھیاروں کی موجودگی کے باوجود ہم پر فائرنگ نہیں کی جارہی تھی اور نہ ہی وہ چار آدمی بیک وقت بے شمار ہتھیاروں سے فائرنگ کرسکتے تھے۔

میں فوراً ہی گھوم کر بجیرو کی دوسری کھڑکی کی طرف آیا۔ دور ایک جھاڑی کے پیچھے سے ایک شخص کہہ رہا تھا "مسٹر فروزو! مہلت ختم ہونے میں صرف ایک منٹ رہ گیا ہے۔ تم انہیں وارننگ کیوں نہیں دے رہے ہو؟ کیا ان کے لیے مہلت کا وقت بڑھانا چاہتے ہو۔"

میرے ریوالور سے نکلی ہوئی بے آواز گولی اس کی پیشانی پر لگی۔ وہ چیخ مارتا ہوا الٹ کر زمین پر گرا۔ تیسری طرف سے آواز آئی "گبریلا! تم نے چیخ کیوں ماری ہے؟ کیا بات ہے۔"

میں نے پہلے زخمی ہونے والے فروزو کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ کلاشنکوف لیے دوڑتا ہوا تیسرے ساتھی کے پاس آیا پھر ساتھی کے کچھ پوچھنے سے پہلے ہی اسے گولی مار کر زخمی کردیا۔

اب تو ٹیلی پیتھی کی گولیاں چل رہی تھیں۔ اس تیسرے زخمی ہونے والے نے دوڑتے ہوئے چوتھے ساتھی کے پاس پہنچتے ہی اسے اپنی کلاشنکوف سے زخمی کردیا۔ مجھے ہلاک کرنے کے لیے بڑا زبردست نفسیاتی حربہ استعمال کیا گیا تھا۔ میرے چاروں طرف پوری ایک ہتھیار بردار فوج لا کر کھڑی کی گئی تھی۔ یہ یقین دلایا گیا تھا کہ میرے فرار کے راستے مسدود ہوچکے ہیں اور اس کے ساتھ ہی میری موت لازمی ہوچکی ہے۔

ابھی اللہ مجھے رکھ رہا تھا اس لیے موت مجھے نہیں چکھ رہی تھی۔ میں نے بجیرو سے نکلتے ہوئے بلند آواز سے ساتھیوں کو مخاطب کیا "زمین پر سے اٹھ جاؤ۔ ہتھیار اٹھالو۔ خطرہ ٹل گیا ہے۔"

میں کھلی جگہ آیا تو تمام ہم سفر ساتھیوں کو حوصلہ ہوا۔ وہ بھی زمین سے اٹھ کر گاڑیوں کے درمیان سے نکل آئے۔ وہ تینوں زخمی تھے۔ میری مرضی کے مطابق ہتھیار پھینک کر زخموں کی تکلیف سے کراہتے ہوئے لڑکھڑاتے اور ڈگمگاتے ہوئے جھاڑیوں کے پیچھے سے نکلے اور ہمارے سامنے آکر گھٹنے ٹیکتے ہوئے زمین پر گر پڑے۔

سرفراز نے مجھ سے کہا "فرہاد صاحب! یہ صرف تین ہیں مگر باقی لوگ تو اسلحہ لیے جھاڑیوں کے پیچھے ہیں۔"

میں نے کہا "اگر ان کے علاوہ دوسرے ہتھیار بردار ہوتے تو اب تک ہمیں گولیوں سے بھون ڈالتے۔ یہ صرف چار تھے۔ میں نے ایک کو مار ڈالا اور ان تینوں کو صرف زخمی کیا ہے۔ یہ ہم سے فراڈ کررہے تھے کہ پوری فوج کے ساتھ ہمیں گھیرنے اور مارنے آئے ہیں۔ اب سنا جائے کہ یہ اپنے بارے میں کیا کہتے ہیں۔"

میں نے ایک کے اندر رہ کر اس کے چور خیالات اس کی زبان سے اگلوائے۔ وہ کہنے لگا "ہم عالمی سطح پر بہت ہی خطرناک قاتل سمجھے جاتے ہیں۔ ہم چاروں نے جیسی بدنام شہرت حاصل کی ہے اس کے نتیجے میں انٹرپول کے تجربے کار سراغ رسانوں سے چھپ کر نہیں رہ سکتے تھے۔ وہ ہمیں کبھی نہ کبھی گرفتار کرکے سزائے موت دلا سکتے تھے لیکن امریکی حکام ہمیں اکثر اہم سیاسی مقاصد کے

لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے انٹرپول اور دوسرے سراغ رسانی کے ادارے ہمیں کبھی گرفتار نہیں کرتے ہیں۔"

میں نے پوچھا "تم چاروں کو کیسے معلوم ہوا کہ میں آج کل افغانستان میں ہوں؟"

"ہمیں امریکی فوج کے ایک جنرل نے طلب کیا تھا اور کہا تھا کہ آپ افغانستان میں ہیں۔ آپ سے یہ بات چھپی نہیں رہے گی کہ ہم افغانستان میں کیسا سیاسی کھیل کھیل رہے ہیں پھر آپ کے ذریعے ان کا خفیہ سیاسی کھیل دنیا والوں کے سامنے آجائے گا۔ لہٰذا ہم چاروں آپ کو افغانستان سے زندہ واپس نہ جانے دیں۔"

"جب میں نے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا تو نوجوان تھا۔ آج میرے بیٹے جوان ہیں۔ ایک طویل مدت گزر چکی ہے۔ آج تک بڑے بڑے شہ زور' چالاک اور خطرناک دشمن میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔ جو بھی میرے سامنے آیا' بے موت مارا گیا۔ کیا یہ حقیقت تم لوگوں کو سمجھائی گئی تھی؟"

"جی ہاں کچھ تو سمجھائی گئی تھی اور ہم خود آپ کے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے۔ آپ طاقت سے زیادہ ذہانت سے کام لیتے ہیں اور اکثر مخالفوں کی نفسیاتی کمزوریاں معلوم کرکے انہیں مات دیتے ہیں۔"

"تم لوگوں نے بھی ایک انسانی نفسیاتی کمزوری کو سمجھا کہ انسان جب چاروں طرف سے گھیرا جاتا ہے اور اسے یقین دلا دیا جاتا ہے کہ فرار کا کوئی راستہ نہیں رہا ہے تو پھر وہ ہتھیار پھینک کر گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ میں دوسروں کی نفسیاتی کمزوریوں سے کھیلنے والا تمہارے جھانسے میں آجاؤں گا؟"

"ہم چاروں یوگا کے ماہر ہیں۔ ہم نے سوچا' آپ ہماری آوازیں سن کر بھی ہمارے دماغوں میں آکر ہماری پلاننگ کو نہیں سمجھ پائیں گے مگر میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کی طرف سے گولی چلنے کی آواز بھی نہیں آئی اور میں چھپنے کے باوجود کیسے زخمی ہوگیا۔"

"اب ذرا سوچو۔ اگر واقعی سو یا پچاس کرائے کے قاتل لا کر مجھے گھیر لیتے تو کیا تمہیں کامیابی حاصل نہ ہوتی؟"

"بے شک ہم کامیاب رہتے لیکن لالچ کے باعث مارے جارہے ہیں۔ ہم چاروں میں سے ہر ایک کو ڈھائی لاکھ ڈالر ٹوکن اماؤنٹ کے طور پر دیے گئے ہیں۔ آپ کو قتل کرنے کے بعد ہمیں دس دس لاکھ ڈالرز دیے جاتے۔ گویا صرف ایک شخص کو یعنی آپ کو ہلاک کرنے کے عوض کل پچاس لاکھ ڈالرز دیے جاتے۔ ہمیں اپنی زندگی میں کبھی اتنی بڑی رقم کسی نے کسی کو قتل کرانے کے لیے نہیں دی۔"

دوسرے زخمی نے کہا "دوسرے کرائے کے قاتل پہلے تو آپ کا نام سن کر گھبرا جاتے تھے۔ ان میں سے جو راضی ہوئے' وہ ہم سے پچاس ہزار ڈالرز کا مطالبہ کررہے تھے۔ اگر ہم پچاس قاتل کرائے پر حاصل کرتے تو ہمارے پچیس لاکھ ڈالر ان کی ادائیگی میں چلے جاتے۔ ہمارے پاس صرف پچیس لاکھ رہ جاتے اور یہ ہمارے لیے گھاٹے کا سودا تھا۔ لہٰذا ہم چاروں اس بات پر متفق ہوگئے کہ آپ کو دور سے سیکڑوں ہتھیار دکھا کر ٹریپ کیا جاسکتا ہے۔"

میں نے کہا "تمہارے پاس موبائل فون ہے۔ جس سے میرے قتل کے معاملات طے ہوئے تھے' اسے خوش خبری سنادو کہ تم میں سے ایک مارا گیا ہے اور باقی تین بھی مرنے والے ہیں۔"

وہ تینوں گڑگڑانے لگے۔ اپنی اپنی زندگی کی بھیک مانگنے لگے۔ میں نے ایک کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے امریکی فوج کے ایک جنرل کی آواز سنائی دی۔ اس نے پوچھا "کس مرحلے پر ہو؟ کیا فرہاد کو ٹریپ کرچکے ہو؟"

اس زخمی نے میری مرضی کے مطابق کہا "ہم نے بہت مضبوط جال بچھا رکھا ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق وہ اسی طرف آرہا ہے۔ ہم جلد ہی آپ کو خوش خبری سنانے والے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے ہم ایک بات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ جتنی ہمیں معلومات حاصل ہوں گی' اتنا ہی زیادہ ہم دشمن کو سمجھ پائیں گے۔"

"تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ اب سے پہلے فرہاد کے سلسلے میں خاموشی تھی۔ اس پر پہلے کی طرح جان لیوا حملے نہیں کیے جاتے تھے۔ اب اس کی جان لینا ضروری کیوں ہوگیا ہے؟"

"پہلے ہمارے پاس بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ ہم ان کے ذریعے جوابی کارروائی کرسکتے تھے لیکن اب محض گنتی کے چند ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں۔ ان میں ہمیشہ کی طرح فرہاد سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ وہ مرجائے گا تو باقی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ختم کرنا کچھ مشکل نہیں ہوگا۔"

میں نے جنرل کے دماغ میں جانا چاہا۔ اس نے سانس روک لی۔ میں نے کہا "مجھے دماغ میں نہ آنے دو۔ اتنی دیر سے میں ہی اس فون پر بول رہا ہوں۔ تمہارے چار مہروں میں سے ایک مرچکا ہے۔ باقی تین میرے سامنے زخمی پڑے ہیں۔"

"آپ؟ کیا آپ فرہاد علی تیمور صاحب ہیں؟"

"ہاں تم نے فی الحال یوگا کے ذریعے خود کو بچالیا ہے مگر میں فرصت ملتے ہی دوسرے فوجی افسران میں سے کسی کے ذریعے تمہیں زخمی کرکے تمہاری کھوپڑی میں پہنچ جاؤں گا۔"

"کبھی نہیں پہنچ سکو گے۔ میں نے ان چاروں سے جھوٹ کہا تھا کہ میں امریکی فوجی جنرل ہوں۔ تم اس فوج میں مجھے ڈھونڈتے رہ جاؤ گے، تمہیں میری پرچھائیں تک نہیں ملے گی۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم امریکی نہیں ہو؟"

"میرا تعلق کسی بھی ملک سے نہیں ہے۔ میں ایک پراسرار ایجنٹ ہوں۔ بڑے ممالک کے سیاسی مقاصد کے لیے کروڑوں ڈالرز کے عوض کام کرتا ہوں۔ جس کام کی ذمے داری لیتا ہوں، اسے کامیابی سے پورا کرتا ہوں۔ اب میں نے تمہارے قتل کی ذمے داری لی ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ ان چاروں کو ہلاک کرنے کے بعد زندہ رہ سکو گے۔ میں تمہارے لیے کئی خطرناک ٹیمیں تیار کرچکا ہوں۔ نہ میں الفاظ میں بیان کرسکتا ہوں اور نہ تم سوچ سکتے ہو کہ ان تمام ٹیموں میں کس قدر مکار اور خطرناک قاتل ہیں، جو ہتھیاروں سے نہیں بلکہ اپنی ذہانت اور چالاکیوں سے اپنے شکار کو موت کے گھاٹ اتارتے ہیں۔"

"اس دنیا میں تم سے پہلے بھی بہت سے پراسرار احمقوں نے ملک الموت کو چھٹی دے کر اس کی ذمے داری اپنے سر لے لی پھر وہ رہے، نہ ان کا سر رہا کیونکہ موت کا فرشتہ چھٹی کرنے والوں کی پہلے چھٹی کردیتا ہے۔ جیسے اس وقت تمہارے چار خطرناک قاتلوں کی چھٹی کررہا ہے۔"

"تم خود کو ملک الموت سمجھ رہے ہو؟"

"خود کو ملک الموت نہیں سمجھ رہا ہوں لیکن موت کا فرشتہ کسی بہانے یا کسی وسیلے سے جان لیتا ہے۔ اس وقت میں اس کا وسیلہ بنا ہوا ہوں۔"

"فرہاد! میں ذاتی طور پر تمہارا دشمن نہیں ہوں۔ اگر تم فوراً ہی افغانستان سے چلے جاؤ تو میں تمہارا دوست بن جاؤں گا۔"

"مجھے ہلاک کرانے کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو میں افغانستان میں رہ کر امریکی سیاسی کھیل میں گڑبڑ نہ کروں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ میں ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں خطرناک سمجھا جاتا ہوں۔ اس لیے دشمنوں کے لیے میری موت لازمی ہے اور میری موت کی ذمے داری تم قبول کرچکے ہو۔ اس لیے مجھے دوستی کا جھانسا نہ دو۔ تم بہت سی خطرناک ٹیمیں تیار کرچکے ہو۔ میں یہاں رہ کر تمہاری دوسری ٹیم کا انتظار کروں گا۔ فی الحال اپنے خطرناک لوگوں کی آخری چیخیں سنو۔"

میں نے ایک ریوالور فون کرنے والے کے سامنے پھینکا۔ اس نے ریوالور اٹھا کر دو فائر کیے۔ دو چیخیں بلند ہوئیں پھر اس نے فون پر کہا "ہم چاروں میں سے ایک تو پہلے ہی مرچکا تھا۔ باقی دو کی آخری چیخیں ابھی تم نے سنیں۔ اب میں خودکشی کررہا ہوں۔ پتا نہیں میری آخری چیخ نکلے گی یا نہیں مگر تم اپنی ناکامی پر ایک ذرا سا چیخ لینا۔ ہماری روحوں کو سکون ملے گا۔"

اس نے اپنی پیشانی پر ریوالور کی نال رکھ کر گولی چلائی پھر آخری چیخ کے ساتھ ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا۔ میں نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا پھر کہا "تم نے ابھی تک فون پکڑ رکھا ہے۔ اپنی اگلی ٹیم کی چیخیں سننے تک کے لیے فی الحال اسے بند کردو۔"

میں نے موبائل فون بند کردیا۔ ثمرینہ اور دوسرے ہم سفر ساتھی مجھے حیرت سے، فخر سے اور فاتحانہ انداز سے دیکھ رہے تھے پھر سب ہی یکبارگی دوڑتے ہوئے آکر مجھ سے لپٹنے لگے۔ مجھے چومنے لگے۔ ثمرینہ دور کھڑی مجھے دیکھ رہی تھی اور فخر سے مسکرا رہی تھی۔ اس کا دل کہہ رہا تھا 'اب تو میری جان بھی چلی جائے

میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی فرہاد!'

میں اسے کئی بار سمجھا چکا تھا کہ بیٹیوں، بہوؤں، پوتی اور پوتوں کی موجودگی میں ایک جوان لڑکی سے رومانس زیب نہیں دیتا لیکن وہ تسلیم نہیں کرتی تھی کہ میں پوتی اور پوتوں کے دادا ہونے کی حد تک عمر رسیدہ ہوں۔

میں نے ایک منٹ کے لیے خیال خوانی کی پرواز کی پھر پارس صاحب کے ادارے کے انچارج سے کہا "میری ایک ڈمی فوراً افغانستان کے شہر بدخشاں روانہ کریں۔ میں اس سے کل ملاقات کروں گا۔ وہ میری جگہ فرہاد کا رول ادا کرے گا۔"

میں پھر دماغی طور پر اپنے ہم سفر ساتھیوں کے درمیان حاضر ہوگیا۔ مجھے اب ایک تیر سے دو شکار کرنے تھے۔ ایک تو اس پراسرار ایجنٹ کی خطرناک ٹیموں کو ڈمی فرہاد کے ذریعے دھوکا دینا تھا۔ اس کے علاوہ جو ڈمی آنے والا تھا، وہ جوان تھا لیکن میرے میک اپ اور گیٹ اپ میں عمر رسیدہ بنا ہوا تھا۔ ثمرینہ عہد کرچکی تھی کہ میرا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ وہ اپنی عمر کے مطابق جیسا سوچ رہی تھی ایسا ہی جوان فرہاد اسے پیش کرنے والا تھا۔

○☆○

ٹیلی پیتھی جاننے والے نابود ہورہے تھے۔ گنتی کے چند ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں مہاراج کا چھوٹا بھائی گرو دیو مارا گیا تھا۔ مہاراج کا بھی آخری وقت آنے والا تھا۔ لیکن عین وقت پر میں نے اسے موت سے بچالیا تھا۔ ایک لمحے کی بھی دیر ہوتی تو مہاگرو مہاراج پانڈے اس کا گلا دبوچ کر اسے دوسری دنیا میں پہنچا دیتا۔ میں پچھلے باب میں یہ بیان کرچکا ہوں کہ مہاگرو دھن راج پانڈے سات گھنٹوں تک سانس روک سکتا تھا اور غیر معمولی جسمانی قوت کا حامل تھا۔ اگر وہ شیر کی گردن دبوچ لیتا تو شیر بھی اس کی گرفت سے نکل نہ پاتا۔ مہاراج تو اس کے لیے ایک چیونٹی تھا۔ اسے مسلنے ہی والا تھا کہ میں نے ایک حکمتِ عملی سے اسے بچالیا اور مہاگرو پانڈے کو زخمی کردیا۔

میں نے آلۂ کاروں کے ذریعے پہلے ایک گولی اس کی ران میں اتاری تھی۔ دوسری گولی دوسری ران میں اور باقی دو گولیاں اس کے دونوں بازوؤں میں پیوست کروی تھیں۔ وہ ایسا جیدار اور سخت جان تھا کہ نہ مررہا تھا اور نہ ہی بے ہوش ہورہا تھا۔

اس کے دونوں بازوؤں اور دونوں ٹانگوں پر گولیاں مارنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ کم از کم ہاتھوں پیروں سے معذور ہوجائے اور پلٹ کر مہاراج پر حملہ کرنے کے قابل نہ رہے۔ میری اس حکمتِ عملی نے مہاراج کو ایک نئی زندگی دی تھی۔

وہ خطرناک مہاگرو پانڈے چند گھنٹے پہلے عدالت سے ضمانت حاصل کرکے قانون کے شکنجے سے نکل آیا تھا اور وہاں کے آئی جی پولیس کو چیلنج کیا تھا کہ اس جیسے قانون کے محافظ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے لیکن چند گھنٹے بعد ہی آئی جی پولیس نے مہاراج پر قاتلانہ حملہ کرنے کے جرم میں اسے دوبارہ گرفتار کرکے اسپتال پہنچایا تھا تاکہ اس کے جسم میں پیوست ہونے والی چار گولیاں نکالی جاسکیں۔

اس کے بعد وہاں کیا ہوا؟ یہ میں نہ جان سکا کیونکہ میں اچانک دشمنوں میں گھر گیا تھا۔ مجھے دماغی طور پر افغانستان کے ایک دور افتادہ علاقے میں حاضر ہونا پڑا۔

بہرحال جب میں افغانستان میں اپنے دشمنوں سے نمٹ کر مہاراج کے دماغ میں پہنچا تو اس نے ہاتھ جوڑ کر سر جھکا کر کہا۔ "حضور! آداب۔ آپ نے مجھ پر جو احسان کیا ہے، میں اسے کبھی نہیں بھلاؤں گا۔ زندگی بھر آپ کا سیوک بن کر رہوں گا اور آپ کی لمبی عمر کے لیے بھگوان سے پرارتھنا کرتا رہوں گا۔"

مہاراج کا نام سوریہ راج تھا۔ میں نے کہا "راج! مجھ سے ایسی باتیں نہ کیا کرو کیونکہ میں نے زبان سے محبت، عقیدت اور وفاداری جتانے والے بہت دیکھے ہیں اور انہیں اچانک فریب دیتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ اگر تم سچے ہو تو آئندہ تمہارا عمل سچائی ثابت کرے گا۔ یہ بتاؤ مہاگرو پانڈے کا کیا حال ہے؟"

"حضور! پانڈے کے اندر شاید کوئی بھوت ہے۔ فولادی روبوٹ کی طرح طاقت ور ہے۔ اس نے آپریشن سے پہلے اپنے زخمی بازو سے ایک ڈاکٹر کی گردن پکڑلی تھی۔"

میں نے پوچھا "ڈاکٹر تو اس کے جسم سے گولیاں نکال کر اس پر احسان کررہا تھا پھر اس کی گردن کیوں دبوچ لی؟"

"صرف اتنی سی بات کے لیے کہ ڈاکٹر آپریشن سے پہلے اسے بے ہوش کرنے میں وقت ضائع نہ کرے۔ اس نے کہا 'ایسے ہی گولیاں نکالو۔ میں اپنی آنکھوں سے دشمن کی گولیاں اپنے جسم سے نکلتے دیکھوں گا۔'"

میں نے کہا "واقعی یہ قوتِ برداشت کی انتہا ہے کہ اس نے ہوش میں رہ کر ایک نہیں چار گولیاں اپنے جسم سے نکلوائی ہیں۔ پولیس نے کیا انتظامات کیے ہیں؟"

"اسے پولیس اسپتال میں رکھا گیا ہے۔ اس کے اسپیشل کمرے کے سامنے اور اسپتال کے چاروں طرف مسلح سپاہیوں کا سخت پہرا ہے۔ اس کے کسی بھی چیلے کو اسپتال کے احاطے میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ ویسے آپ اس کے دماغ میں کیوں نہیں جارہے ہیں؟"

"میں سمجھ رہا تھا کہ وہ مجھے دماغ میں محسوس کرکے غصے میں آئے گا اور مجھے اندر سے نکالنے کے لیے گرجنے اور تڑپنے لگے

گا۔ اس کے ایسا کرنے سے زخموں کے ٹانکے ٹوٹ سکتے ہیں لیکن اب اس کی قوتِ برداشت کے پیشِ نظر اس کے اندر جا رہا ہوں۔"

میں مہاراج کے دماغ سے نکل کر اس کے اندر پہنچا۔ وہ بے چین سا ہو گیا۔ کچے زخموں کے باعث سانس روک کر میری سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ سے نہیں نکال سکتا تھا۔ دانت پیس کر بولا۔ "راج! تے ہمری بے بسی کا تماسا دیکھن واسطے ہمرے دماگ میں آیا ہے۔ چلا جا۔ اپنی موت کا انتجار کر۔ ہم اپنا پاؤں پر کھڑا ہوتے ہی تے کو نرک میں پہنچائیں گے۔ ماں کسم ہم تے کو جندہ ناہی چھوڑیں گے۔"

بہت پہلے ہی جب اسے گولیاں ماری گئی تھیں تو میں نے اس کے چور خیالات پڑھے تھے اور اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا تھا۔ ان معلومات کے پیشِ نظر میں نے کہا "پانڈے! تم مجھے سوریہ راج (مہاراج) سمجھ رہے ہو۔ میں وہ نہیں ہوں۔"

"تے کیا ہے رے؟ ہمرے دماگ میں کیا واسطے آیا ہے؟"

"میں اپنا نام بتاؤں گا تو تم مجھے نہیں پہچانو گے۔ پہلے یہ بتاؤ۔ کیا تمہارے دادا کا نام گوپال پانڈے تھا؟"

"ہاں مگر..."

"ابھی اگر مگر کرو گے تو مجھ کو نہیں پہچان پاؤ گے۔ اس لیے میرے سوالوں کے جواب پہلے دو۔ کیا تمہارے دادا گوپال پانڈے کے دوست کا نام سلامت علی تھا؟"

"ہاں مگر..."

"پھر وہی مگر؟ اب یہ بتاؤ سلامت علی اور تمہارے دادا نے ایک پیالے میں ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ پیا تھا۔ اس طرح دونوں دودھ بھائی بن گئے تھے۔"

"ہاں ہم ہندو اور وہ مسلمان مگر دونو کے دونو دودھ بھائی بن گرا تھے مگر تم ای بات کیسے جانت ہو؟"

"ایسے جانتے ہیں کہ سلامت علی میرے دادا تھے پھر میرے باپ کرامت علی اور تمہارے باپ دیال پانڈے نے اس دوستی اور محبت کو آگے بڑھایا۔ ہم دونوں کے باپ نے ایک پیالے میں ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ پیا اور دودھ بھائی بن گئے۔"

"تم ٹھیک کہت ہو مگر..."

"اگر مگر مت کرو۔ میری پوری بات سنو۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کے فسادات میں تمہارے باپ کی جان جانے والی تھی۔ میرے باپ کرامت علی نے تمہارے باپ کی جان بچائی تھی۔ اور جب پاکستان بن گیا تو تمہارے باپ نے ہمارے خاندان کو ہندو غنڈوں سے بچا کر بارڈر پار کرا کے پاکستان پہنچنے میں ہماری مدد کی تھی۔"

"تم ایک دم ٹھیک کہت ہو۔ ہمری سمجھ میں آگیا۔ تم ہمرے باپ کے دوست کرامت علی کے بیٹے ہو۔"

"میرے پاس ایک ایسی ڈائری ہے جس میں میرے باپ نے یہ لکھ کر مجھے نصیحت کی ہے کہ مجھے بھی تمہارے ساتھ ایک پیالے میں ایک دوسرے کا جھوٹا دودھ پینا ہو گا اور تمہارا دودھ بھائی بننا ہو گا۔"

وہ حیرانی سے بولا "کا کہت ہو؟ ای بات ہمرے باپ نے بھی اپنا ایک ڈائری میں لکھت رہا۔ ہمری بہنا رتنا نے ایک بار ہم کا پڑھ کے سنائے رہی۔ ہمرے باپ نے بھی حکوم دیا ہے کہ ہم تم سے دودھ بھائی بن کے اپنے باپ دادا کی پرم پرا کو کائم رکھیں۔ مگر ہمری سمجھ میں ناہی آیا کہ ہم تے کو کدھر ڈھونڈیں؟"

"یہی میری پریشانی تھی کہ میں تمہیں کہاں تلاش کروں؟ پہلے تمہارا خاندان بنارس میں تھا۔ میں نے وہاں جا کر اس محلے میں سب سے پوچھا لیکن یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ تم پوری شہر میں آ کر رہنے لگے ہو۔"

"تے کو کیسے معلوم ہوا ہم ادھر میں ہیں؟"

"میں ایک انگریز دشمن کے دماغ میں گیا تھا۔ اس سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ وہاں مجھے سوریہ راج (مہاراج) کی آواز سنائی دی۔ میرا دشمن اس سے کہہ رہا تھا کہ اس نے مہاگرو پانڈے کو افغانستان کیوں نہیں بھیجا۔ اگر پانڈے افغانستان جا کر فرہاد کو قتل نہیں کرے گا تو پانڈے کو اُلّو بناؤ۔ اس کی اصلی بہن رتنا کو اغوا کرو۔ پھر وہ بہن رتنا کو حاصل کرنے کے لیے فرہاد کو قتل کرنے افغانستان ضرور جائے گا۔ جب وہ فرہاد کو قتل کر دے گا تو وہ لوگ چھپ کر اسے یعنی تمہیں گولی مار دیں گے۔"

"ہے بھگوان! او نمک حرام راج انگریجوں سے مل کے ہمرے ہاتھ سے پھرہاد کو کتل کرانا چاہت رہا پھر او حرام جادے انگریج ہم کا گولی مار دیتے۔ تم ہمرے دودھ بھائی بننے سے پہلے ہمرے بہوت کام آ رہے ہو مگر تم ابھی تلک اپنا نام ناہی بتائے ہو۔"

"میرا نام فرہاد علی تیمور ہے۔ میرے باپ کا نام کرامت علی اور دادا کا نام سلامت ہے۔ ہمارے باپ دادا دودھ بھائی تھے اور یہ انگریز تمہارے ہاتھ سے مجھ کو قتل کرانا چاہتے ہیں۔"

وہ انگریزوں کو اور مہاراج کو ڈھیر ساری گالیاں دے کر بولا "ماں کسم، جب تک ہمری آکھری سانس باکی رہے گی تب تک کوئی مائی کا لال تے کو ہاتھ بھی ناہی لگا سکے گا۔ آؤ رہم تے سے وادا کرت ہیں۔ جب جکھم ٹھیک ہو جائے گا آؤر ہم چلت پھرت کے لگ جاہیں گے تو تورے پاس جرور آئیں گے۔ تے ہم کو بتائے دینا کہ اوگانستان میں کدھر رہت ہو۔"

"تم جب چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤ گے تو میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہیں اپنا پتا ٹھکانا بتاؤں گا لیکن صحت مند ہونے کے بعد میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لو گے تو مجھ سے باتیں نہیں ہو سکیں گی۔"

"ہم تو سے وادا کرت ہیں۔ تے دماگ میں آوے گا تو ہم سانس ناہی روکیں گے۔"

"میری ایک بات اچھی طرح سمجھو۔ کوئی دشمن تمہارے دماغ میں آ کر فرہاد بن کر دھوکا دے سکتا ہے۔ تمہارے چور خیالات پڑھ کر تمہارے اندر کا کوئی راز معلوم کر سکتا ہے۔ اس لیے ہم تمہارے اندر آتے ہی پہلے کوڈ ورڈز ادا کریں گے۔ تم کوڈ ورڈز سمجھتے ہو نا؟"

"ای کا ہوت ہے؟"

"ایک دوسرے کو رازداری سے پہچاننے کے لیے جو الفاظ میں تمہارے پاس آ کر بولوں گا، انہی کو کوڈ ورڈز کہتے ہیں۔"

"تم ہمرے دماگ میں کا الپھاج بولو گے؟"

"جیسے ہی تم سوچ کی لہروں کو محسوس کرو گے میں کہوں گا، ہندو مسلم بھائی بھائی۔ دودھ بھائی۔"

"ہاں دودھ تو ہم تب پئیں گے، تب تو سے ملیں گے مگر باپ دادا کے ناتے سے ہم دونوں ابھی سے دودھ بھائی ہیں۔"

"ان کوڈ ورڈز کا ذکر کسی وفادار چیلے سے بھی نہ کرنا۔ جو تمہارے دماغ میں آ کر یہ کوڈ ورڈز نہ بولے تو سمجھ لینا کہ میں نہیں ہوں۔ کوئی دشمن تمہارے اندر آیا ہے۔ تم فوراً سانس روک کر اسے بھگا دینا۔"

"ای کوڈ برڈ ہم اچھی طرح یاد رکھیں گے۔ ہندو مسلم بھائی بھائی۔ دودھ بھائی۔ ماں کسم تے بہوت اچھا بھائی ہے۔ ہم کا دسمن سے بچنے کا تریکا سکھات ہو۔ آج سے ہم تو کا بڑا بھیا بولیں گے۔"

"میں صرف تمہارا ہی نہیں، اپنی رتنا کا بھی بڑا بھائی ہوں۔ تم رتنا کو میرے بارے میں بتاؤ۔ اس نے بھی تمہارے باپ کی ڈائری پڑھی ہے۔ ہم اس کے بھی دماغ میں جا کر باتیں کریں گے۔"

"اس سسری کا نام مت لیو۔ او کے کارن ہم اس حالت کو پہونچے ہیں۔"

میں نے انجان بن کر پوچھا "کیا تم ہماری بہن رتنا سے ناراض ہو؟ اگر ہو تو مجھے ناراضگی کی وجہ بتاؤ؟"

وہ مجھے رتنا کے بارے میں بتانے لگا کہ اس نے خاندان سے باہر ایک شخص موہن داس سے بھائی کی مرضی کے خلاف شادی کی تھی اور گھر چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ میں نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا۔ "پانڈے! تمہارے دماغ میں اتنا غصہ رہتا ہے کہ تم اچھی بات کو بھی برا سمجھتے ہو۔ وہ قانون کے مطابق بالغ تھی۔ کسی سے بھی شادی کر سکتی تھی۔ تم سے اس لیے خوف زدہ رہتی تھی کہ ڈر کے مارے تم سے اجازت بھی نہیں لی مگر باقاعدہ شادی کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ آج کل کی ماڈرن تعلیم یافتہ لڑکیوں کی طرح بے حیا نہیں ہے۔ اس نے کوئی پاپ نہیں کیا۔ قانون اور دھرم کے مطابق موہن داس سے شادی کی ہے۔"

"مگر بڑے بھیا! یہ تو سمجھ لیو کہ اس نے کھاندان اور جات برادری سے باہر سادی کر کے ہمری ناک کٹا دی ہے۔"

"ذات برادری کی بات نہ کرو۔ اس نے ایک ہندو سے شادی کی ہے۔ جب ہمارے باپ دادا ہندو مسلمان ہو کر ایک پیالے میں دودھ پی کر بھائی بن سکتے ہیں تو ہماری بہن ذات برادری سے باہر کسی کی دھرم پتنی کیوں نہیں بن سکتی؟ ہم دین دھرم سے باہر دودھ بھائی بن سکتے ہیں۔ وہ برادری سے باہر ایک ہندو کی پتنی کیوں نہیں بن سکتی؟"

"تے بات ٹھیک کہت ہو مگر ہمری برادری میں ہمرا سر جھک گوا ہے۔"

"پھر اپنی برادری والوں سے یہ بھی بولو کہ تمہارے باپ دادا مسلمانوں کا جھوٹا دودھ پی کر اپنی برادری سے اور ہندو دھرم سے باہر ہو گئے ہیں۔ تمہیں برادری سے باہر کیا جائے گا تو کیا تم ہندو دھرم سے باہر ہو جاؤ گے؟ کیا تمہارا سر جھک جائے گا۔ کیا تمہیں کوئی مائی کا لال ہندو کہلانے سے روک سکتا ہے؟"

"کس کا مجال ہے، جو ہم کو ہمرے دھرم سے باہر کرے گا۔ ہم اس کا ٹینٹوا دبائے دیں گے۔"

"تو پھر مان لو، رتنا بھی برادری کے خلاف ہونے کے باوجود ہندو ہے اور وہ ہم دونوں کی بہن ہے۔ میں بڑے بھائی کی حیثیت سے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ہماری بہن رتنا کو اپنے گلے سے لگاؤ۔ اس کے دل سے خوف دور کرو۔ اگر تم میرا حکم نہیں مانو گے تو میں سمجھوں گا، تم مجھے بڑے بھیا نہیں سمجھتے ہو اور ہمارے باپ دادا کا حکم بھی نہیں مان رہے ہو۔"

"توہرا ایک ایک بات دل کو لگت ہے مگر ہم کا الجھاوت ہے۔ ہم بڑا بھائی ہو کر چھوٹی بہنا کا پاس کا منہ لے کر جائیں گے۔"

"تم نہ جاؤ۔ ہم رتنا بہن کو خود تمہارے قدموں میں پہنچائیں گے اور تم اس کی غلطی معاف کردو گے۔ بولو منظور؟"

وہ بڑی بے بسی سے بولا "منجور کرنا ہی ہوگا۔ تے ہمرا بڑا بھیا ہے۔ ہم تے کو ناراج ناہی کریں گے۔"

"شاباش۔ تم سچ مچ بھائی ہونے کا ثبوت دے رہے ہو۔ ابھی میں بہن رتنا کے پاس جارہا ہوں۔ وہ ایک آدھ گھنٹے میں تمہارے پاس آئے گی۔"

میں نے مہاراج کے پاس آکر کہا "یہاں کا آئی جی آف پولیس تم پر اعتماد کرتا ہے۔ تم نے مہاگرو پانڈے کو گرفتار کرایا تھا اس لیے وہ تم سے خوش ہے۔"

"حضور! پانڈے کو زخمی کرنے اور گرفتار کرانے والے آپ ہیں۔ آپ نے پسِ پردہ رہ کر میری واہ وا کروی ہے۔"

"میں چاہتا ہوں' دہاں کی پولیس اور انتظامیہ تم ہی سے خوش رہے۔ پانڈے کی بہن رتنا اپنے پتی اور بچے کے ساتھ پولیس کی نگرانی میں ہے۔ اب تم پولیس والوں کو یقین دلاؤ کہ پانڈے اپنی بہن رتنا کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اس کے پتی موہن داس کو اپنا بہنوئی تسلیم کرلے گا۔ میں نے اسے کچھ اس طرح سمجھایا ہے کہ وہ مجھے بھی اپنا بڑا بھائی ماننے لگا ہے۔"

"میں ابھی آئی جی صاحب کے پاس جاکر انہیں یقین دلاؤں گا۔ کیا پانڈے اپنی بہن سے ملنا چاہے گا؟"

"ہاں تم رتنا کو اس کے پاس بھیج دو۔ دونوں بہن بھائی برسوں کے بعد ملیں گے۔"

فہمی بھی رتنا بنی ہوئی تھی۔ علی اس کا پتی بنا ہوا تھا۔ وہ دونوں مہاگرو مانک جاتیو کی رہائش گاہ میں تھے۔ میں نے فہمی اور علی سے کہا "اب مانک جاتیو کی رہائش گاہ سے نکل جاؤ۔ اپنے چہرے بدل لو۔ مانک جاتیو کو ایک آدھ گھنٹے بعد معلوم ہوجائے گا کہ اصلی رتنا پولیس کی نگرانی میں تھی اور اب پانڈے اسے اپنی بہن تسلیم کررہا ہے۔"

میں نے ان دونوں کو بتایا کہ میں کس طرح پانڈے کو باپ دادا کی داستان سنا کر اس کا بڑا بھائی بن چکا ہوں۔

الپا اپنی گمشدہ بیٹی کے سلسلے میں الجھی ہوئی تھی کہ پورس نے واقعی اس کی بیٹی مونا کو بھارت میں کہیں چھپا رکھا ہے یا اس سے یہ کہہ کر فراڈ کررہا ہے کہ وہ بھارت پہنچ کر مونا کو الپا کے حوالے کردے گا۔

الپا کو شبہ تھا کہ پورس اس کی ٹیلی پیتھی سے فائدہ اٹھانے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے۔ مونا' پورس کی پناہ میں نہیں ہے۔ پارس کی چالیں بھی سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔ ایک خیال یہ بھی آتا تھا کہ مونا اپنے باپ پارس کے پاس پہنچ چکی ہے اور وہ مکار اس کی ممتا کو تڑپاتے رہنے کے لیے اِدھر اُدھر اسے بھٹکا رہا ہے۔

پچھلی بار پورس نے اس سے کہا تھا کہ وہ اس زہریلی (نیلماں) کے ساتھ تل ابیب سے نکل کر طیارے کے ذریعے ایک ملک کے ایسے چھوٹے سے شہر میں پہنچا ہوا ہے جہاں چھوٹا سا ائرپورٹ ہے اور اس ائرپورٹ پر غیر ممالک سے ہفتے میں دو دن دو طیارے آتے ہیں۔ یعنی اب اسے بھارت جانے کے لیے پانچ دن کے بعد ایک طیارہ ملے گا۔ وہ اس کے ذریعے بھارت پہنچ کر اپنے ایک خفیہ اڈے میں جائے گا۔ اس کی بیٹی مونا وہاں بالکل محفوظ ہے۔ اس کی اچھی طرح دیکھ بھال ہورہی ہے۔ وہ مونا کو اس خفیہ رہائش گاہ سے نکال کر کسی جگہ اسے الپا کے حوالے کردے گا۔

اس طرح پورس نے الپا کو پانچ دن کے لیے انتظار کی سولی پر لٹکا دیا تھا۔ وہ پانچ دن تک صرف پورس پر بھروسا نہیں کرسکتی تھی۔ لہٰذا اپنے طور پر بھی مونا تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگی۔ اس نے سوچا' مہاراج بھارت میں ہے۔ اس کے ذریعے بھی مونا کا سراغ لگانا چاہیے۔

جب وہ مہاراج سے رابطہ کرنے کے لیے اس کے دماغ میں پہنچی تو مہاراج کو اس کی سوچ کی لہریں محسوس نہیں ہوئیں کیونکہ اس وقت میں اس کے دماغ میں تھا اور اس سے کہہ رہا تھا کہ مہاگرو پانڈے اب اپنی بہن رتنا اور اس کے پتی اور بچے کا دشمن بن کر نہیں رہے گا۔ اپنی بہن کی غلطی کو معاف کرکے اسے گلے لگالے گا۔ لہٰذا مہاراج آئی جی آف پولیس سے اجازت لے کر اس بہن کو اپنے بھائی سے ملا دے۔ اس بھائی کی برسوں کی دشمنی ختم ہوجائے گی۔

میں مہاراج سے یہ باتیں کرنے کے بعد فہمی اور علی کے پاس گیا تھا۔ ادھر مہاراج میرے جانے کے بعد بھی اپنے اندر سوچ کی لہروں کو محسوس کررہا تھا۔ اس نے پوچھا "حضور! آپ موجود ہیں مگر خاموش ہیں۔ کیا کچھ اور کہنے کے لیے رک گئے ہیں؟"

الپا نے کہا "میں حضور نہیں ہوں۔ الپا ہوں۔ حیرانی سے سوچ رہی ہوں کہ تم ٹیلی پیتھی اور کالا جادو جاننے والے مہاراج ہو لیکن ایک ادنیٰ غلام کی طرح فرہاد کو حضور کہہ کر عاجزی سے باتیں کررہے تھے۔ اب اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کسی بہن بھائی کو آپس میں ملانے والے ہو۔"

وہ بولا "برسوں کے بچھڑے ہوئے بہن بھائی کو ملانا پُن (نیکی) کا کام ہے۔ کیا تمہیں کوئی اعتراض ہے؟"

"مجھے نیک کام پر بھلا کیوں اعتراض ہوگا۔ میں تو یہ دیکھ کر حیران ہوں کہ تم فرہاد کے غلام بن گئے ہو۔"

"تم مجھے طعنے دے رہی ہو لیکن یہ نہیں جانتیں کہ فرہاد صاحب کے مجھ پر بہت سے احسانات ہیں۔"

"ایسے کیا احسانات کردیے ہیں کہ تم ان کے آگے سر جھکانے اور گھٹنے ٹیکنے لگے ہو؟"

"میرا بیٹا ان کی قید میں تھا۔ انہوں نے اسے میرے پاس پہنچا دیا پھر میں یہاں کے مہاگرو پانڈے اور غیر ملکی سراغ رسانوں کی سازش میں شریک ہوا۔ وہ افغانستان میں فرہاد صاحب کو قتل کرانا چاہتے تھے۔ وہ ہماری سازش کو سمجھ گئے۔ مجھے سزا دینے کے لیے میرے بیٹے کو موت کے قریب پہنچا دیا اور مجھ پر یہ احسان کیا کہ میرے بیٹے کے زہریلا دودھ پینے سے پہلے مجھے بتا دیا۔ اس طرح میں نے خیال خوانی کے ذریعے اسے وہ دودھ پینے سے باز رکھا۔ میش میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ فرہاد صاحب نے پہلے اسے قید سے رہا کیا پھر اسے زہریلے دودھ سے بچایا۔ جس بیٹے سے میری آئندہ نسل چلے گی' اسے مرنے نہیں دیا۔"

"اس لیے تم ان کے غلام بن گئے؟"

"پھر طعنہ دے رہی ہو۔ میں ان کے قتل کی سازش میں شریک تھا لیکن انہوں نے میرے بیٹے اور آئندہ نسل کو محفوظ رکھا۔ یہ معمولی احسان نہیں ہے۔ اس کے بعد انہوں نے پانڈے جیسے خطرناک غیر معمولی طاقت ور شخص کے حملوں سے میری جان بچائی۔ مجھے ان کی مہربانی سے یہ نئی زندگی ملی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں مانتی ہوں' فرہاد صاحب نے واقعی تم پر بڑی مہربانیاں کی ہیں۔ اب یہ تم پر لازم ہوگیا ہے کہ تم ان کے وفادار بن کر رہو۔ میں نے تمہیں ان کا غلام کہا' یہ میری غلطی تھی۔ آئندہ تمہیں طعنے نہیں دوں گی۔"

"مجھے خوشی ہے کہ فرہاد صاحب نے مجھ پر جو احسانات کیے' تم اسے تسلیم کررہی ہو۔ ویسے تم میرے پاس کس لیے آئی ہو؟"

"کیا تم فرہاد صاحب کے وفادار رہ کر میرے کام آسکتے ہو؟"

"ہم چند ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کے کام آنا چاہیے۔ اگر آپس میں اختلافات رکھیں گے تو رہے سہے خیال خوانی کرنے والے بھی مرجائیں گے۔ بولو کس لیے آئی ہو؟"

"تمہیں پتا ہے کہ میں اپنی گمشدہ بیٹی مونا کو تلاش کررہی ہوں۔ تم ایک بیٹے کے باپ ہو۔ اس صدمے کو سمجھ سکتے ہو کہ اولاد بچھڑ جائے یا اسے اغوا کرلیا جائے تو ماں باپ کے دل پر کیا گزرتی ہے؟"

"بے شک میں اس صدمے کو سمجھتا ہوں لیکن تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھی اسے تلاش نہ کرسکیں پھر میں اسے کیسے ڈھونڈ سکتا ہوں؟"

"کالے جادو کے ذریعے۔"

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ کیا تم نہیں جانتیں کہ کالا جادو اثر کرے گا تو ننھی سی بچی کو کتنی تکلیف ہوگی؟"

"میں جانتی ہوں' تم میری مونا کا پتلا بنا کر اس میں سوئیاں چبھوؤ گے تو میری مونا شدید تکلیف سے چیخیں مارے گی لیکن تمہیں یہ معلوم ہوجائے گا کہ وہ کہاں ہے۔ یہ معلوم ہوتے ہی تم اسے تکلیف سے فوراً نجات دلا سکو گے۔"

"عجیب ماں ہو۔ بیٹی نہیں مل رہی ہے تو اسے عذاب میں مبتلا کرکے حاصل کرنا چاہتی ہو۔"

"میں نے اسے اپنی کوکھ سے جنم دیا ہے اور اسے ہمیشہ سینے سے لگا کر رکھنا چاہتی ہوں پھر ایک اور سیدھی اور سچی بات ہے کہ وہ پارس کے ہاتھ لگے گی تو باپ کی طرح مسلمان رہے گی۔ میں یہودی ہوں۔ تم ہندو ہو۔ کیا ہم اپنی اولاد کا مسلمان ہونا پسند کریں گے؟"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ یہ تو کوئی نہیں چاہتا کہ وہ اور اس کی آئندہ نسلیں اپنے دین دھرم سے الگ ہوں۔"

"تو پھر مجھ پر احسان کرو۔ میری بیٹی کو تھوڑی دیر کے لیے عذاب میں مبتلا کردو مگر اس کا پتا ٹھکانا معلوم کرو۔ تم میرا یہ کام کرو گے تو میں بھی تمہارے کسی برے وقت میں کام آؤں گی۔"

مہاراج نے گھڑی دیکھ کر کہا "ابھی رات کے آٹھ بجے ہیں۔ میں چار گھنٹے بعد آدھی رات کو شمشان گھاٹ جاکر کالا عمل کروں گا۔ تم چار گھنٹے بعد میرے پاس آسکتی ہو۔ اب جاؤ۔"

وہ چلی گئی۔ مہاراج سوچنے لگا "یہ ایک ماں کا جذباتی معاملہ ہے۔ اگر میں ایک بچھڑی ہوئی بیٹی کو اس کی ماں سے ملادوں تو یہ نیکی ہوگی۔ فرہاد صاحب کو اعتراض نہیں ہوگا۔ انہوں نے بھی میرے بچھڑے ہوئے بیٹے سے مجھے ملایا ہے۔"

وہ سر جھکا کر سوچنے لگا۔ اسے یاد آیا۔ ابھی الپا نے کہا تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو پارس کے پاس چھوڑ کر مسلمان بننے نہیں دے گی۔ ماں یہودی ہے تو بیٹی بھی یہودی رہے گی۔

وہ اس نکتے پر سوچنے لگا "دنیا کی ہر اولاد اپنے باپ کے نام سے اور مذہب سے پہچانی جاتی ہے۔ مجھے فرہاد صاحب کو ناراض نہیں کرنا ہے اور دنیا کا جو دستور چلا آرہا ہے' اس کے پیشِ نظر عقل بھی یہی کہتی ہے کہ باپ مسلمان ہے تو بیٹی بھی مسلمان رہے گی۔"

اس نے خیال خوانی کے ذریعے مجھے مخاطب کیا اور الپا سے ہونے والی تمام گفتگو سنائی۔ میں نے کہا "تم میری پوتی مونا پر کالا جادو کرو گے تو وہ بے اثر ہوگا کیونکہ وہ جناب تبریزی کے زیرِ سایہ بابا صاحب کے ادارے میں ہے اور جوان ہونے تک وہیں پرورش پاتی رہے گی۔"

"بھگوان کا شکر ہے کہ ایک غلطی کرنے سے پہلے میں نے آپ سے مشورہ کیا ہے۔ آئندہ بھی آپ سے مشورہ کیے بغیر کوئی کام نہیں کروں گا۔"

"میں تم سے خوش ہوں۔ پارس کے حوالے سے مونا کو مسلمان رہنے کا حق ہے اور تم نے دنیا کے دستور کو عقل سے سمجھ لیا ہے۔ ہندو' یہودی اور مسلمان بن کر نہیں' ایک سچے منصف بن کر میرے پاس آئے ہو' آئندہ بھی اسی طرح عقل سے کام لیتے رہو

گے تو میں تم پر اور تمہارے اکلوتے بیٹے پر آنچ بھی نہیں آنے دوں گا۔"

"حضور! مجھے آپ کی سیوا کر کے تحفظ حاصل ہوتا رہے گا تو ہم باپ بیٹے ہمیشہ آپ کے احسان مند رہیں گے۔ اب میں الپا کے کہنے پر کالا عمل نہیں کروں گا۔"

"نہیں۔ تم... آدھی رات کو شمشان گھاٹ جاؤ اور کالا عمل کرو۔ تمہارے عمل کے دوران میں خیال خوانی کے ذریعے مداخلت ہوگی۔ الپا تمہارے دماغ میں رہ کر خود دیکھتی رہے گی کہ کوئی خیال خوانی کرنے والا یہ نہیں چاہتا کہ تمہارا کالا جادو کامیاب ہو اور مونا تمہیں مل جائے۔"

"آپ جو کہہ رہے ہیں' میں وہی کروں گا لیکن وہ آپ پر شبہ کرے گی کہ آپ نے اپنی پوتی کو چھپا کر رکھا ہے۔"

"اسے مجھ پر یا پارس پر شبہ نہیں ہوگا۔"

وہ میرے دماغ سے چلا گیا۔ اس نے ماش کا آٹا گوندھ کر مونا کے نام کا ایک پُتلا بنایا۔ اس پر سندور لگایا پھر آدھی رات کو شمشان گھاٹ پہنچا تو الپا نے اس کے دماغ میں آکر کہا "میں آگئی ہوں۔ دعا مانگ رہی ہوں کہ تمہارا کالا جادو کامیاب ہو اور میری بیٹی مجھے مل جائے۔"

وہ شمشان گھاٹ بڑی ویران اور بھیانک جگہ تھی۔ وہاں مُردے چتا میں جلائے جاتے تھے۔ مہاراج نے ایک چبوترے پر بیٹھ کر ایک تھیلے سے ماش کے پُتلے کو نکالتے ہوئے کہا "یہ تمہاری بیٹی مونا کے نام کا پُتلا ہے اور یہ سوئیاں ہیں۔"

اس نے تھیلے میں سے ایک ڈبیا نکالی۔ اس ڈبیا کے اندر باریک سوئیاں تھیں۔ وہ بولا "اب مجھے مخاطب نہ کرنا۔ میں عمل کر رہا ہوں۔ ایک بار پھر سوچ لو۔ تمہاری ننھی سی بیٹی کو بہت تکلیف ہوگی۔"

"میں نے اچھی طرح سوچ لیا ہے۔ اپنے دل پر پتھر رکھ کر اس ننھی سی جان کی تکلیف کو نظر انداز کر رہی ہوں۔"

مہاراج منتر پڑھنے لگا۔ پڑھنے کے دوران میں آگ جلا کر اس پر کوئی ایسی چیز چھڑکنے لگا جس کے نتیجے میں آگ بھڑکنے لگی۔ وہ پُتلا آگ کے قریب رکھا ہوا تھا۔ جب وہ ایک سوئی اٹھا کر اس پُتلے کو چبھونے والا تھا' تب ہی اس کے دماغ کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ اس کے ہاتھ سے سوئی گر پڑی۔

اس نے پوچھا "الپا! یہ تم نے کیا کیا؟ میرے دماغ کو جھٹکا کیوں پہنچایا؟ دیکھو میرے ہاتھ سے سوئی گر پڑی ہے اور منتر ادھورا رہ گیا ہے۔"

وہ بولی "نہیں مہاراج! میں نے جھٹکا نہیں پہنچایا ہے۔ ویسے میں نے بھی محسوس کیا ہے۔ تمہیں جھٹکا پہنچا تھا۔ کیا میرے علاوہ کوئی دوسرا بھی تمہارے دماغ میں موجود ہے۔"

"میں کیسے کہہ سکتا ہوں؟ جب ایک خیال خوانی کرنے والا دماغ میں موجود رہتا ہے تو اس کی موجودگی میں دوسری پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا جا سکتا۔"

"میں تھوڑی دیر کے لیے جاتی ہوں پھر اس خیال خوانی کرنے والے سے پوچھ سکو گے کہ اس نے ایسی حرکت کیوں کی ہے۔"

اس سے پہلے کہ وہ مہاراج کے دماغ سے جاتی' اسے ثانی کا قہقہہ سنائی دیا۔ اس نے حیرانی سے پوچھا "کون ہو تم؟"

"میں ہوں نیلماں۔"

"نیلماں؟ تم؟ تم مہاراج کو کالے جادو سے کیوں روک رہی ہو؟"

"اس لیے کہ مہاراج کو اس کا اغوا کیا ہوا بیٹا مل گیا ہے۔ اس کالے جادو کے نتیجے میں تمہیں بھی اپنی بیٹی مل جائے گی لیکن میرا پوتا ٹی آر بھاٹیا مجھے کیوں نہیں مل رہا ہے؟"

الپا نے کہا "مل جائے گا۔ ہم اسے تلاش کر رہے ہیں۔"

"بکواس مت کرو۔ کئی مہینوں سے تم یہی کہہ رہی ہو اور مہاراج بھی مجھے ٹال رہا ہے۔ میں نے فرہاد سے بھی کہا۔ اس نے صاف کہہ دیا کہ اسے مجھ سے اور میرے پوتے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس لیے اب میں تم سب کے معاملات میں دلچسپی لوں گی۔ میری اولاد نہیں ملے گی تو آئندہ کسی کو بھی اس کی اولاد نہیں ملے گی۔"

"تمہیں ایسی دشمنی سے کیا حاصل ہوگا؟"

"مجھے ابھی کیا حاصل ہو رہا ہے؟ اگر تمہیں بیٹی نہیں ملے گی تو اس کا مطلب ہوگا' فرہاد کو بھی اس کی پوتی نہیں مل رہی ہے۔ میں جانتی ہوں' فرہاد اور پارس بڑی خاموشی سے مونا کو تلاش کر رہے ہیں۔ میں مہاراج کے بیٹے کو بھی جلد ہی اغوا کروں گی۔ اس طرح کسی کے پاس اولاد نہیں رہے گی تو تم اور مہاراج اپنی مونا اور اپنے بیٹے مہیش کو حاصل کرنے کے لیے میرے پوتے کو ڈھونڈ نکالنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دو گے۔"

الپا نے کہا "میں وعدہ کرتی ہوں' تمہارے پوتے کو چند روز میں ڈھونڈ نکالوں گی۔ آج مہاراج کو یہ کالا جادو کرنے دو۔ میری بیٹی کو مجھ تک پہنچنے سے نہ روکو۔"

مہاراج نے کہا "میں کیا خاک جادو کروں؟ یہ نیلماں میرے بیٹے مہیش کو اغوا کرنے کا چیلنج کر رہی ہے۔ میں بیٹے کے لیے فکر مند رہ کر کالا عمل نہیں کر سکوں گا۔"

الپا نے کہا "نیلماں! میں تمہارے بھگوان کا واسطہ دیتی ہوں۔ مجھ پر بھروسا کرو۔ میں چند روز میں تمہارے پوتے کو کہیں سے بھی ڈھونڈ نکالوں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ چند روز بعد تم میرے پوتے کو لے آؤ گی تو میں مہاراج کے کالا جادو کرنے کے دوران میں مداخلت نہیں کروں گی۔"

الپا نے غصے سے کہا "تم بہت کمینی ہو۔ مہاراج! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں تمہارے دماغ سے چلی جاؤں پھر تم سانس روک کر نیلماں کو بھگا دو۔"

ثانی نے ہنستے ہوئے کہا "مہاراج سانس روکے گا پھر سانس لیتے ہوئے منتر پڑھے گا۔ میں ایک منٹ کے اندر پھر دماغ میں آؤں گی تو یہ سانس روکے گا۔ میں بار بار ایسا کروں گی اور بار بار مہاراج ادھورا منتر پڑھ کر پھر شروع سے پڑھے گا لیکن ایسا کب تک کرتا رہے گا؟"

وہ جھنجلا کر بولی "کیا ہے تمہاری زندگی؟ پوتے کو تلاش کرنا اور ہم سے دشمنی کرنا؟"

"ایک بار میرا پوتا مل جائے تو پھر کسی سے دشمنی نہیں کروں گی۔"

"کیا وہ ستارہ ہے کہ اسے آسمان سے توڑ کر لائیں یا خزانہ ہے' جسے زمین سے کھود کر نکالیں۔ وہ مر کر بھی اٹھا اور جی کر ہماری جان جلا رہا ہے۔ نہ تلاش کرنے سے کہیں ملتا ہے۔ نہ کہیں سے اس کے دوبارہ مرنے کی خبر ملتی ہے۔ میں آخری بار پوچھتی ہوں' کیا مہاراج کو کالا جادو کرنے اور مجھے میری مونا کو حاصل کرنے نہیں دو گی؟ کیا ہم سب سے دشمنی کرنے کی حماقت کرتی رہو گی؟"

ثانی نے جواب نہیں دیا۔ الپا نے پھر اسے نیلماں کہہ کر مخاطب کیا لیکن جواب نہیں ملا۔ وہ مہاراج سے بولی "وہ ہمیں الجھن میں ڈال کر چلی گئی ہے۔"

"ہاں ابھی چلی گئی ہے پھر آکر دیکھے گی کہ میں کالا جادو کر رہا ہوں یا یہاں سے جا چکا ہوں۔ میں تو جا رہا ہوں۔"

الپا نے کہا "مہاراج! تھوڑی دیر انتظار کر لو۔"

"میں تم سے صاف صاف کہتا ہوں۔ کالا جادو نہیں کروں گا۔ وہ چیلنج کر کے گئی ہے کہ میرے بیٹے کو بھی اغوا کرے گی۔"

"مہاراج! اگر ہم مشکل وقت میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کریں گے تو میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں' ہم چند ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اس دنیا سے اٹھ جائیں گے۔"

"میں اپنے جوان بیٹے کو اس دنیا سے اٹھانا نہیں چاہتا' اس لیے اب اسے اپنے قریب رکھ کر اس کی حفاظت کرتا رہوں گا۔"

"تم جذباتی ہو کر بیٹے کے لیے پریشان ہو۔ کیا تم نے اس کے دماغ کو لاک نہیں کیا ہے؟"

"میں لاک کر چکا ہوں لیکن تم سمجھ سکتی ہو کہ نیلماں کسی آلۂ کار کے ذریعے مہیش کو زخمی کر کے اس کے دماغ میں پہنچ سکتی ہے۔ میں کسی معاملے میں مصروف رہوں گا تو وہ میری غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر اسے اغوا کر سکتی ہے۔"

الپا نے مایوس ہو کر کہا "اب تو میرے لیے بھی دشمنی کا راستہ ہو گیا ہے۔ تم نے اپنی زبان سے یہ تدبیر بتا دی ہے کہ تمہارے بیٹے کو زخمی کر کے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر تمہاری غیر موجودگی میں اسے اغوا کیا جا سکتا ہے۔ نیلماں ایسا کرے نہ کرے' میں تو ضرور کروں گی۔ بیٹے کو فولاد کی چار دیواری میں بھی چھپا کر رکھو گے تو اسے لے جاؤں گی۔"

وہ غصے سے چلی گئی۔ مہاراج نے میرے پاس آکر بتایا کہ کالا جادو کرنے کے دوران میں نیلماں آئی تھی۔ میں نے کہا "مجھے پتا ہے۔ میں بھی تمہارے دماغ میں تھا اور خاموشی سے نیلماں اور الپا کے چیلنج کو سن رہا تھا۔ تم بدحواسی میں بھول رہے ہو کہ تم نے اپنے بیٹے کا لب و لہجہ بھی بدل دیا ہے۔ اس لب و لہجے کو میرے اور تمہارے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔"

"ہاں میں یہ بھول گیا تھا۔ وہ دونوں چڑیلیں میرے بیٹے کو سابقہ لب و لہجے کے ذریعے ڈھونڈتی پھریں گی اور اس کے دماغ تک کبھی پہنچ نہیں پائیں گی لیکن ایک بات ہے۔"

"وہ کیا؟"

"میں کبھی اپنے بیٹے سے گفتگو کرتا رہوں گا تو ایسے وقت وہ میرے اندر پہنچ کر اس کا نیا لب و لہجہ سن لیں گی۔"

"فی الحال کچھ دنوں تک بیٹے سے رابطہ نہ کرو۔ اسی میں تم باپ بیٹے کی بھلائی ہے۔"

"جی ہاں۔ یہی ایک طریقہ ہے۔ میں کچھ دنوں تک بیٹے سے دور رہوں گا۔ اس سے بات بھی نہیں کروں گا۔"

وہ چلا گیا۔ ادھر مہا گرو پانڈے نے رتنا' اس کے پتی موہن داس اور اس کے بیٹے کو قبول کر لیا تھا۔ دونوں بہن بھائی میں میل ملاپ ہو گیا تھا اور رتنا اسپتال میں رہ کر زخمی بھائی کی تیمارداری کر رہی تھی۔

فہمی اور علی شہر میں شاپنگ کرنے کے بہانے مہا گرو مانک جاتیو کی رہائش گاہ سے نکل کر دوسری جگہ گئے۔ وہاں انہوں نے اپنا میک اپ تبدیل کر لیا تاکہ مانک جاتیو اور اس کے چیلے انہیں نہ پہچان سکیں۔ ان کے جانے کے بعد ثانی نے فہمی کی ہدایت پر مہا گرو مانک جاتیو کے اندر آکر کہا "تم چھ گھنٹوں تک سانس روک لیتے ہو۔ میں تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کرنا چاہوں گی تو تمہارا فولادی دماغ زلزلے سے متاثر نہیں ہوگا۔ لہٰذا سانس روک کر مجھے جانے پر مجبور نہ کرنا۔"

وہ بولا "میں تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتا لیکن تم دیکھ رہی ہو کہ میں تمہیں اپنے اندر رہنے اور بولنے کا موقع دے رہا ہوں۔ ویسے تم کون ہو؟"

"میں اپنا نام بتاؤں گی تو یہ نام تمہارے لیے انجان ہوگا۔ تم نے کبھی سنا نہیں ہوگا۔ میرا تعلق ٹیلی پیتھی کی دنیا سے ہے۔"

"میرے پاس آنے کا مقصد کیا ہے؟"

"یہ بتانے آئی ہوں کہ تم جس عورت کو مہا گرو پانڈے کی بہن رتنا سمجھتے رہے ہو' وہ رتنا نہیں ہے اور اس کے پتی کا نام پریتم نہیں ہے۔ اصل رتنا اور اس کا پتی موہن داس اب مہا گرو پانڈے کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ پانڈے نے غصہ تھوک کر رتنا کی غلطی معاف

کردی ہے اور موہن داس کو اپنا بہنوئی تسلیم کرلیا ہے۔"
"مہاگرو پانڈے تو اسپتال میں گہرے زخم کھائے پڑا ہے۔"
"ہاں۔ رتنا اسپتال میں زخمی بھائی کے پاس ہے اور اس کی تیمارداری کررہی ہے۔"
"وہ عورت کون ہے جو رتنا بن کر مجھے دھوکا دے کر میرے گھر میں رہتی تھی۔"
"وہ میں ہوں۔ تم اتنے اچھے انسان ہو کہ نہ تمہیں دھوکا دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی نقصان پہنچایا جاسکتا ہے۔ اگر میں چاہتی تو جس طرح مہاراج نے مہاگرو پانڈے کو زخمی کرکے اسپتال پہنچا دیا ہے' اسی طرح تمہیں بھی زخمی کرکے اتنا کمزور بنادیتی کہ پھر کبھی تم شکتی مان نہ کہلاتے مگر تم انسان کے روپ میں دیوتا ہو۔"
"واہ بہت خوب! مجھے دیوتا بھی کہہ رہی ہو اور میری منہ بولی بہن بن کر دھوکا بھی دیتی رہی ہو۔"
"میں پہلے نہیں جانتی تھی کہ تم کس قدر نیک انسان ہو۔ مجھے رفتہ رفتہ تمہاری خوبیاں معلوم ہوتی رہیں۔"
"تم نے رتنا بننے کا ناٹک کیوں رچایا تھا؟"
"اصلی رتنا کو اس کے بھائی مہاگرو پانڈے سے بچانے کے لیے میں نے یہ ظاہر کیا کہ اب میں کمزور عورت نہیں رہی ہوں۔ مجھ میں اتنی شکتی آگئی ہے کہ میں نے مہاراج کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھائی گرودیو (دھرم راج) کو قتل کردیا ہے۔ میں تمہاری بہن اس لیے بن گئی کہ پانڈے کو اور غصہ آئے اور وہ یقین کرلے کہ اس کی بہن شکتی حاصل کرکے اپنے باپ دادا کی جائداد سے اپنا حق وصول کرنے آئی ہے اور تمہاری بہن بن کر تمہارے جیسے شکتی مان کا سہارا لے رہی ہے۔"
"تم نیک ارادوں سے آئی تھیں پھر مجھ جیسے بھائی سے ملے بغیر کیوں چلی گئیں؟"
"میں تم سے پھر کبھی آکر ضرور ملوں گی لیکن ٹیلی پیتھی کی دنیا کے زبردست دشمنوں نے مجھے اچانک تمہاری رہائش گاہ سے فرار ہونے پر مجبور کردیا ہے۔ اگر میں تمہاری رہائش گاہ نہ چھوڑتی اور وہ وہاں پہنچ جاتے تو تمہیں دور سے گولیاں مار کر مہاگرو پانڈے کی طرح اسپتال پہنچا دیتے۔ میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ میں نے تمہیں انجانے دشمنوں سے محفوظ رکھا ہے۔"
"میں تمہارے کام آتا رہا۔ تم میرے کام آرہی ہو۔ تم آج بھی میری بہن ہو اور ہمیشہ یہ رشتہ قائم رہے گا۔"
"ضرور قائم رہے گا۔ میں تم سے ضرور ملنے آؤں گی۔ اب جارہی ہوں۔"
"اپنا اصل نام تو بتاتی جاؤ۔"
اس نے محسوس کیا کہ دماغ میں پرائی سوچ کی لہریں نہیں ہیں۔ نام پوچھنے سے پہلے ہی وہ جاچکی تھی۔ مانک جاتیو نے سوچا "یہ اچھا ہوا کہ پانڈے نے رتنا کی غلطی معاف کردی ہے۔ دونوں بہن بھائی میں ملاپ ہوگیا ہے۔ مجھے اسپتال جاکر دونوں کو مبارک باد دینی چاہیے۔"
دوسری طرف الپا نے جھنجلا کر فیصلہ کرلیا کہ جب تک بڑی بلا اسے نہیں ملے گی' وہ دوسروں کو بھی سکون سے نہیں رہنے دے گی۔ اس کے خیال کے مطابق مہاراج میرا غلام بنا ہوا تھا۔ اس نے سوچ لیا کہ میرے' مہاراج کے اور زخمی پانڈے کے معاملات میں مداخلت کرے گی۔
بھارت میں موساد کے کئی ایجنٹ تھے۔ اس نے ایک ایجنٹ سے کہا "پوری شہر کے آئی جی آف پولیس سے فون پر رابطہ کرو۔ میں اس کی آواز سنوں گی۔ اپنی ایک ٹیم بنا کر اس شہر میں آؤ۔ مجھے تم لوگوں کی ضرورت پڑسکتی ہے۔"
اس ایجنٹ نے کہا "میڈم! موساد کے تین ایجنٹ امریکی سی آئی اے کے ایجنٹوں سے مل کر مہاگرو پانڈے کو ٹریپ کرنا چاہتے تھے مگر پانڈے اسپتال میں زخمی پڑا ہے۔ دوسرے مہاگرو مانک جاتیو نے ہمارے دوسرے سراغ رسانوں کو دھمکی دی ہے کہ وہ پوری شہر میں نظر نہ آئیں۔ جو بھی رتنا کو اغوا کرے گا' وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"
وہ الپا کو مانک جاتیو کے بارے میں تفصیل بتانے لگا پھر اس نے فون کے ذریعے الپا کو آئی جی آف پولیس کے دماغ میں پہنچا دیا۔ جس اسپتال میں مہاگرو پانڈے زیرِ علاج تھا' الپا آئی جی کے ذریعے وہاں کے ڈاکٹروں اور نرسوں تک پہنچ گئی پھر رتنا کے دماغ میں آکر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔
اسے پتا چلا کہ رتنا اور پانڈے کے باپ دادا نے ایک ڈائری میں لکھا تھا کہ انہوں نے سلامت علی اور کرامت علی کے ساتھ ایک ہی پیالے میں دودھ پیا تھا۔ اس کے باپ دادا ان مسلمانوں کے دودھ بھائی ہوگئے تھے۔ انہوں نے پانڈے کو بھی نصیحت کی تھی کہ وہ کرامت علی کے بیٹے کے ساتھ ایک پیالے میں دودھ پی کر ہندو مسلمان کے بھائی بھائی ہونے کی روایات کو قائم رکھے۔
الپا کو رتنا کے ذریعے مزید یہ معلوم ہوا کہ میں نے خود کو کرامت علی کا بیٹا کہا ہے اور اس طرح رتنا اور پانڈے کے چور خیالات پڑھ کر ان کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے بعد چال بازی سے ان کا بڑا بھائی بن بیٹھا ہوں۔
الپا نے رتنا کی سوچ میں اس کے اندر کہا "ہمارے بڑے بھیا ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے میرے اور پانڈے بھیا کے چور خیالات پڑھے ہوں اور ڈائری میں لکھی ہوئی تمام باتیں معلوم کی ہوں اور پھر ہمیں بے وقوف بنانے کے لیے ہمارے خاندانی دودھ بھائی بن رہے ہوں؟"
رتنا کی اپنی سوچ نے کہا "یہ میں کیا سوچ رہی ہوں؟ بڑے بھیا فرہاد تو ہمارے لیے دیوتا سمان ہیں۔ انہوں نے بہن بھائی میں صلح کرائی ہے۔ اتنا بڑا کام ہمارے بڑے بھیا کے سوا کوئی نہیں کرسکتا تھا۔"
الپا اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر اپنا سر پکڑ کر سوچنے لگی۔ "میں الجھنوں میں رہ کر ذہانت سے کام نہیں لے رہی ہوں۔ مجھے سمجھنا چاہیے تھا کہ برسوں سے بچھڑی ہوئی بہن اپنے بھائی سے مل کر فرہاد کی احسان مند ہوگی۔ مجھے ان کے درمیان دشمنی پیدا کرنے کے لیے دوسری چال چلنی ہوگی۔ فرہاد ان بہن بھائی کی صلح کراکے پانڈے جیسے روبوٹ کو اپنے زیرِ اثر لاچکا ہے۔ مجھے پانڈے کو اس کے اثر سے نکالنا چاہیے مگر کیسے؟"
اس کے دماغ نے سمجھایا کہ جلدی نہیں کرنا چاہیے۔ رتنا کے دماغ میں رہ کر پانڈے کے پاس جاتے آتے رہنا چاہیے۔ اس طرح وہاں کوئی شکار کھیلنے کا موقع ضرور ملے گا۔
وہ پھر ایک بار رتنا کے دماغ میں آئی۔ اس وقت مہاگرو مانک جاتیو اسپتال آیا ہوا تھا۔ رتنا اور پانڈے کو صلح کرنے پر مبارک باد دے رہا تھا۔ وہاں رتنا کا پتی موہن داس بھی تھا۔ مانک جاتیو کہہ رہا تھا "مجھے سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ مہاگرو پانڈے نے ٹھنڈے دماغ سے کام لے کر ایک بڑے دل والا بھائی ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے رتنا کو گلے لگالیا۔ ہمارے دشمنوں کا خیال ہے کہ ہم اس شہر کے دو مہاگرو آپس میں لڑتے مرتے رہیں گے لیکن میں مہاگرو پانڈے کے پاس نیک ارادوں کے ساتھ آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ یہ مجھے رتنا بہن کی طرح اپنا بھائی بنالیں۔ ہم بھائی بن کر رہیں گے تو دشمن ہمیں آپس میں کبھی لڑا نہیں سکیں گے۔"
مہاگرو مانک جاتیو کی انسان دوستی کی باتوں سے سب خوش ہورہے تھے۔ ایک پولیس افسر دو سپاہیوں کے ساتھ وہاں موجود تھا کیونکہ مہاگرو مانک جاتیو پہلی بار پانڈے سے ملنے اسپتال آیا تھا۔ یہ شبہ تھا کہ وہ زخمی پانڈے سے دشمنی کرسکتا ہے۔
الپا نے رتنا کے پتی موہن داس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ پولیس افسر کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ اس نے اچانک افسر کے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر مانک جاتیو پر گولی چلائی۔ اس سے پہلے کہ کوئی اسے پکڑتا وہ دوسروں سے دور ہوتا ہوا مانک جاتیو پر فائر کرتا رہا۔ اِدھر اُدھر سے بھاگتے رہنے کے دوران میں فائرنگ کے باعث مانک جاتیو کو صرف تین گولیاں لگیں اور تین کچھ کم نہیں ہوتیں۔ بندہ مارنے کے لیے ایک گولی کافی ہوتی ہے۔ مانک جاتیو غیر معمولی قوتوں کا حامل تھا۔ وہ بھی پانڈے کی طرح بری طرح زخمی ہوا۔ فرش پر گرا لیکن بے ہوش نہیں ہوا۔
سپاہیوں نے موہن داس کو پکڑلیا۔ وہ الپا کی مرضی کے مطابق کہنے لگا "پانڈے بھائی! میں نے آپ کے حکم کے مطابق اسے گولیوں سے چھلنی کردیا ہے۔ آپ نے میری بیوی یعنی اپنی بہن کو معاف کرکے ہم پر احسان کیا ہے۔ میں آپ کے احسان کا بدلہ چکا رہا ہوں۔"
پانڈے نے غصے سے پوچھا "ای کا کہت ہو؟ ہم نے کب کہا رہا کہ مہاگرو مانک جاتیو کو گولی مارو؟ کا تم پاگل ہوگوا ہو؟"
موہن داس نے کہا "پانڈے بھیا! آپ فکر نہ کریں۔ مانک جاتیو کی ہتیا (قتل) کا مجرم میں بن رہا ہوں۔ آپ پر الزام نہیں آنے دوں گا۔"
رتنا نے موہن داس کی بات کو جھٹلانا چاہا۔ الپا اس کے دماغ پر چھاگئی۔ رتنا نے اس کی مرضی کے مطابق کہا "بھیا! میرا پتی موہن داس آپ پر قربان ہوجائے گا لیکن آپ پر الزام نہیں آنے دے گا۔ یہ آپ کے دشمن مانک جاتیو کو قتل کرنے کے جرم میں پھانسی چڑھے گا اور میں اپنے پانڈے بھیا کی خاطر بیوہ بن کر رہوں گی۔"
ایک طرف مانک جاتیو کو اسٹریچر پر ڈال کر آپریشن تھیٹر لے جایا جارہا تھا اور دوسری طرف پانڈے غصے سے چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا "رتنا! تو ہرا اور تو ہرے پتی کا دماگ کھراب ہوگوا ہے۔ کا تم دونو ہم دونو کا بیچ دشمنی کرانے آئے رہے۔ ہم بڑا بھیا (فرہاد) کا بات مان کے تے کو گلے لگایا اور تے ہمرا گلا کاٹنے کا واسطے جھوٹ بولت ہے۔ اور ای تیرا پتی تو آستین کا سانپ بن گوا ہے۔ ہم مانک جاتیو اور اس کا برادری کو کا منہ دکھائیں گے؟"
الپا جب تک رتنا کے دماغ پر قبضہ جما کر رہی' تب تک موہن داس کا دماغ آزاد ہوگیا تھا۔ وہ چونک کر پوچھ رہا تھا "کیا بات ہے۔ ان سپاہیوں نے مجھے کیوں پکڑ رکھا ہے؟ میں نے کیا جرم کیا ہے؟"
پولیس افسر نے غصے سے کہا "تم نے میرا ریوالور لے کر سب کے سامنے مہاگرو مانک جاتیو پر گولیاں چلائی ہیں۔ شاید ہی وہ زندہ بچ پائے گا مگر تمہیں سزائے موت ہوگی۔"
موہن داس نے کہا "میں اپنے بچے کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ میں نے کسی پر گولی نہیں چلائی ہے۔ آپ کا ریوالور بھی نہیں لیا ہے۔ جب پانڈے بھیا کی مہاگرو مانک جاتیو سے دشمنی نہیں ہے تو میں اس مہاگرو سے کیوں دشمنی کروں گا۔"
الپا' رتنا کے دماغ سے نکل کر موہن داس کے اندر آئی۔ رتنا نے چونک کر پوچھا "مجھے کیا ہوگیا تھا؟ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں دماغی طور پر غیر حاضر ہوگئی تھی۔ شاید میرے پتی کے ساتھ بھی یہی ہورہا ہے۔ ہمارے دماغوں کے اندر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آرہا ہے اور ہمیں مہاگرو مانک جاتیو کا دشمن بنا رہا ہے۔ ہمارے پانڈے بھیا کو ہمارے خلاف بھڑکا رہا ہے۔"
الپا نے اپنی آواز کو مردانہ بنانے کے لیے بھرائی ہوئی آواز میں موہن داس کے ذریعے کہا "میں ہوں مہاراج! میں تم سب کو آپس میں لڑا کر نیست و نابود کردوں گا۔ اب میں مانک جاتیو کے چور خیالات پڑھنے جارہا ہوں۔"
وہ مانک جاتیو کے دماغ میں آئی۔ وہ آپریشن ٹیبل پر تھا۔ ڈاکٹر اور اس کے اسسٹنٹ وغیرہ اس کے جسم سے گولیاں نکالنے کی تیاری کررہے تھے۔ ایسی شدید تکلیف کے وقت بھی وہ ہوش میں

تھا۔ اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے غصے سے کراہتے ہوئے بولا "کون ہے؟ میرے اندر سے جاؤ۔ جاؤ میرے اندر سے چلے جاؤ۔"

الپا نے کہا "کیسے چلی جاؤں؟ میں نے بڑی حکمتِ عملی سے تمہارے دماغ میں جگہ بنائی ہے۔ تمہیں یہ سمجھا دوں کہ دوست بنو گے تو دوست بن کر تمہارے کام آتی رہوں گی اور مجھے دشمن سمجھو گے تو میری دشمنی بہت مہنگی پڑے گی۔"

وہ عذاب میں مبتلا تھا۔ ڈاکٹر پہلے یہ دیکھ چکے تھے کہ مہاگرو پانڈے نے اپنے جسم سے گولیاں نکلوانے کے لیے بے ہوش ہونا منظور نہیں کیا تھا۔ یہ دوسرا مہاگرو بھی ہوش میں رہ کر اذیتیں برداشت کرکے گولیاں نکلوا سکتا تھا لیکن اس نے کہا "ڈاکٹر! مجھے فوراً بے ہوش کرو۔ کوئی میرے دماغ میں گھسی ہوئی ہے۔ میں اسے بھگانا چاہتا ہوں۔"

ڈاکٹر نے اس کی فرمائش کے مطابق ایک انجکشن لگا کر اسے بے ہوش کرنا چاہا۔ الپا نے اس کے ہاتھ سے انجکشن کی سرنج گرا دی۔ اس ڈاکٹر کے دماغ کو جھٹکا پہنچایا۔ وہ تکلیف سے چیختا ہوا آلات کی ٹرالی سے ٹکراتا ہوا فرش پر گر پڑا۔ الپا نے کہا "اپنے ماتحت ڈاکٹروں اور نرسوں سے کہہ دو' مانک جاتیو کے جسم سے گولیاں نکالنا چاہتے ہو تو اسے بے ہوش نہ کریں۔ میں اس مہاگرو مانک جاتیو کو سمجھانا چاہتی ہوں کہ یہ مجھے اپنے دماغ سے نہیں بھگا سکے گا۔ میں اس کی غیر معمولی قوتوں پر غالب آچکی ہوں۔"

ڈاکٹر تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا "یہاں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہے۔ وہ کہہ رہی ہے کہ مہاگرو کو بے ہوش کیے بغیر گولیاں نکالی جائیں۔ اگر اسے بے ہوش کیا جائے گا تو یہ آپریشن نہیں کرنے دے گی۔"

مانک جاتیو نے آپریشن ٹیبل سے کہا "اگر وہ میرے دماغ میں رہنا چاہتی ہے تو رہنے دو۔ مجھے بے ہوش نہ کرو۔ گولیاں نکالو۔"

آپریشن تو ہونا ہی تھا۔ گولیاں تو اس کے جسم سے نکالی ہی جانی تھیں۔ آپریشن تھیٹر کے بند دروازے کے پیچھے مانک جاتیو کی جان بچانے کی کوششیں کی جارہی تھیں۔ باہر اسپتال میں یہ سب کو معلوم ہوچکا تھا کہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی وہاں موجود ہے۔ وہ رتنا اور موہن داس کے دماغ میں رہ کر پانڈے اور مانک جاتیو کو ایک دوسرے کا دشمن بنا رہی تھی۔ اسی نے آپریشن تھیٹر میں رہ کر ڈاکٹر کو دماغی جھٹکا پہنچایا تھا۔

الپا جو چالیں چل رہی تھی' ان میں کچھ خرابیاں تھیں لیکن اسے کچھ فائدے بھی حاصل ہونے والے تھے۔ وہ فی الحال درد و کرب میں مبتلا رہنے والے مہاگرو مانک جاتیو کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کررہی تھی کہ وہ اندر سے کتنا گہرا مخمص تھا۔ جو اوپر سے نظر آتا تھا' وہ اندر سے نہیں تھا۔

اس کے بارے میں پہلی بات جو معلوم ہوئی' وہ یہ تھی کہ اس نے بظاہر مہاگرو بن کر رہنے کے لیے بڑے فراڈ سے یہ ثابت کیا تھا کہ وہ چھ گھنٹے تک سانس روک سکتا ہے۔ جبکہ وہ ایک ڈیڑھ گھنٹے سے زیادہ سانس نہیں روک سکتا تھا۔ اس نے عالمی سطح کے یوگا کے ماہرین اور تمام ممالک کے پریس والوں کے سامنے خود کو ایک گڑھے میں دفن کرنے کا مظاہرہ کیا تھا۔ جیسا کہ بعد میں مہاگرو دھن راج پانڈے نے کیا تھا لیکن اس گڑھے کے اندر پہلے سے اس کے ماتحتوں نے ایسا چور دروازہ بنا رکھا تھا جو کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔ اس چور دروازے کے ذریعے مانک جاتیو ایک تہ خانے میں پہنچ گیا تھا۔

اس شہر میں اس کے اور کئی چور تہ خانے تھے' جن میں افیون اور چرس کا ذخیرہ رہتا تھا اور وہ پوری شہر کے سمندر سے افیون اور چرس اسمگل کرتا تھا۔ عالمی ڈرگ مافیا کے بڑے بڑے گاڈ فادرز سے اس کا رابطہ رہا کرتا تھا۔ وہ اپنے لوگوں میں ہندی بولتا تھا مگر دنیا کی کئی اہم زبانیں سمجھتا اور بولتا تھا۔ دنیا کی کتنی ہی خفیہ ایجنسیوں کے لیے بڑے اہم کارنامے انجام دیتا تھا۔

افغانستان میں ایک پُراسرار ایجنٹ نے مجھے چیلنج کیا تھا کہ اگر میں افغانستان سے فوراً واپس نہ گیا تو وہاں سے میری لاش جائے گی۔ مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے اس نے کئی خطرناک قاتل درندوں کی ٹیمیں ترتیب دی تھیں۔ یہ قتل کرنے والے صرف ہتھیار استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ بڑی ذہانت اور حکمتِ عملی سے اپنے شکار کو گھیر کر مارتے تھے۔

اس سیکرٹ ایجنٹ کے چار مکار قاتلوں نے مجھے افغانستان میں گھیرا تھا اور حرام موت مر گئے تھے لیکن اس سیکرٹ ایجنٹ نے یہ درست کہا تھا کہ مجھے ختم کردینے کے لیے جو دوسری ٹیمیں آئیں گی' وہ بڑی ذہانت اور حکمتِ عملی سے کام لیں گی۔

اس کی ایک مثال یہ مانک جاتیو تھا۔ پُراسرار ایجنٹ نے اس سے بھی میری موت کا سودا کیا تھا۔ مانک جاتیو بڑی مکاری سے اپنی نیک نامی قائم رکھتا تھا۔ لہٰذا اس نے سیکرٹ ایجنٹ سے کہا تھا "میں فرہاد کے مقابلے پر نہیں جاؤں گا لیکن مہاگرو پانڈے جیسے روبوٹ کو وہاں بھیج سکتا ہوں۔ وہ گھر سے بھاگنے والی بہن اور اس کے پتی کو ہلاک کرنے کی قسم کھائے ہوئے ہے۔ اگر اس خردماغ پانڈے کو یہ یقین دلا دیا جائے کہ فرہاد کو قتل کرنے کے بعد اس کی بہن اور بہنوئی کو اس کے سامنے پیش کردیا جائے گا تو وہ فرہاد کو ہلاک کرنے کے لیے ضرور افغانستان جائے گا۔"

مانک جاتیو نے چند غیر ملکی ایجنٹوں کے ذریعے یہی بات پانڈے کو سمجھائی تھی اور وہ میرے مقابلے کے لیے افغانستان جانے کے لیے راضی ہوگیا تھا لیکن اس دوران میں وقت معاملہ گڑبڑ ہوگیا۔ پانڈے کی بہن رتنا اپنے شوہر اور بچے کے ساتھ پوری شہر پہنچ گئی تھی۔ اب وہ سمجھنا چاہتا تھا کہ جو رتنا اور اس کا پتی (فہمی اور علی) اس کی رہائش گاہ میں ہیں وہ اصلی ہیں یا ٹرین کے ذریعے اپنے پتی موہن داس کے ساتھ آنے والی رتنا اصلی ہے؟

ایسے وقت مہاراج نے میری ہدایت کے مطابق یہ کہہ دیا تھا کہ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم کیا ہے' ٹرین کے ذریعے پوری شہر آنے والی اصلی رتنا نہیں ہے۔ اس طرح مانک جاتیو دھوکا کھا گیا۔ فہمی کو اصلی رتنا سمجھتا رہا۔ اس نے آئی جی آف پولیس اور وہاں کی انتظامیہ کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے غیر ملکی ایجنٹوں کو دھمکیاں دیں' ان سے کہا کہ وہ زبان سے جس رتنا کو بہن کہہ چکا ہے' اسے کوئی اغوا کرنے کی سازش کرے گا تو وہ زندہ نہیں رہے گا۔

وہاں مانک جاتیو کے منصوبے کے خلاف ایسے واقعات ہورہے تھے کہ وہ پانڈے کو میرے مقابلے پر وہاں سے نہ بھیج سکا کیونکہ وہ زخمی ہوکر اسپتال پہنچ چکا تھا۔ ایسے وقت ثانی نے خیال خوانی کے ذریعے اسے بتایا کہ وہ اصلی رتنا نہیں ہے۔ اصلی وہی ہے' جو اسپتال میں اپنے بھائی پانڈے کی تیمارداری کررہی ہے۔

وہ بظاہر نیک دل' امن پسند شہری کی حیثیت سے پانڈے اور رتنا سے ملنے اسپتال آیا تو پھر ایسا واقعہ پیش آیا جو اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا۔ وہاں الپا نے پانڈے اور مانک جاتیو کو ایک دوسرے کا جانی دشمن بنانے کے لیے موہن داس کے ذریعے مانک جاتیو کو زخمی کرکے آپریشن تھیٹر پہنچا دیا۔ اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کرنے لگی کہ وہ مانک جاتیو اوپر سے جتنا شریف ہے' اندر سے اتنا ہی حریف ہے۔

جسم سے گولیاں نکالنے کے دوران میں وہ غیر معمولی قوتِ برداشت کے باوجود کمزور پڑ گیا۔ پہلے الپا کی سوچ کی لہروں کو محسوس کررہا تھا پھر کمزوری کے باعث دماغ بے حس ہوگیا۔ اسے پتا نہ چلا کہ الپا اس پر غالب آکر بڑی خاموشی سے تنویمی عمل کررہی ہے۔ اس کے دماغ میں یہ نقش کررہی ہے کہ وہ الپا کی سوچ کی لہروں کو آئندہ محسوس نہیں کرے گا اور یہ سمجھ نہیں پائے گا کہ وہ الپا کا معمول اور تابع دار بن چکا ہے۔ مزید یہ کہ اس کی دماغی کمزوری دور ہونے تک کوئی اس کے دماغ میں آنا چاہے گا تو وہ چند سیکنڈ کے لیے بار بار سانس روک کر اسے بھگا دے گا۔

فی الحال مانک جاتیو کی یہ اصلیت الپا کو معلوم ہوئی۔ ایک بار ثانی اس کے دماغ میں گئی تھی۔ اسے بتایا تھا کہ اصلی رتنا کون ہے۔ اس دوران میں ثانی کو اس کے چور خیالات پڑھنے کا موقع نہیں ملا تھا کیونکہ اس کا دماغ اس وقت فولادی تھا پھر وہ ایسا نیک اور پُرامن شہری بنا ہوا تھا کہ ہم نے اس پر کبھی شبہ نہیں کیا تھا۔ اس لیے فی الحال ہم اس کی اصلیت سے واقف نہیں تھے۔

الپا کی بن آئی تھی۔ امریکا اور اسرائیل چاہتے تھے کہ میں اس دنیا سے اٹھ جاؤں۔ یہ خواہش الپا اور دوسرے دشمنوں کی بھی تھی۔ میری فیملی کے دوسرے افراد بھی ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم ہوگئے تھے۔ ان کی طرح میں بھی اس علم سے یا اپنی زندگی

سے محروم ہوجاتا تو میری فیملی کی قوت اور رعب و دبدبے میں کمی آجاتی۔

الپا نے مانک جاتیو کے چور خیالات پڑھ کر اس پُراسرار ایجنٹ کے دو فون نمبر معلوم کیے تھے' جو میری موت کا سامان کررہا تھا۔ وہ کسی مناسب موقع پر اس پُراسرار سیکرٹ ایجنٹ سے فون کے ذریعے بات کرنے والی تھی۔ ابھی وہ مانک جاتیو اور رتنا کے دماغوں میں وقفے وقفے سے جارہی تھی۔ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ میں ان کے پاس آکر کیا کرنے والا ہوں؟

اس نے پانڈے کے دماغ میں جانے کی کوشش کی تھی۔ پانڈے نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی کہا "بڑے بھیا! اگر تم ہو تو کوڈ ورڈز بولو۔ نہیں تو ہم سانس روک لیں گے۔"

الپا کوڈ ورڈز نہیں جانتی تھی۔ اس لیے وہ سانس روکنے سے پہلے ہی اس کے دماغ سے نکل آئی تھی۔ آپریشن تھیٹر میں ڈاکٹر کو ذہنی اذیت پہنچانے کے بعد یہ ثابت ہوگیا تھا کہ وہاں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہستی موجود ہے۔ رتنا اور اس کا پتی موہن داس بے قصور ہیں۔ وہ مہاگرو پانڈے کے دشمن نہیں ہیں۔ اس نامعلوم ہستی نے موہن داس کے دماغ پر قبضہ جما کر مانک جاتیو پر گولیاں چلائی تھیں۔ پانڈے پہلے تو غصے سے گرجتا رہا تھا اور پھر سے بہن اور بہنوئی کا دشمن بن جانا چاہتا تھا لیکن پولیس افسر اور ڈاکٹروں نے اسے سمجھایا کہ بہن اور بہنوئی نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا ہے تو اس کا غصہ قدرے کم ہوگیا۔ رتنا اور اس کا پتی موہن داس یہ فیصلہ کررہے تھے کہ وہ اس اسپتال کو اور اس شہر کو چھوڑ کر پانڈے سے دور چلے جائیں گے۔ قریب رہنے سے وہ نامعلوم ہستی ان کے ذریعے پانڈے بھیا کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔

پانڈے نے بہن کو جانے سے منع کیا اور کہا "جب بڑے بھیا ہمری کھوپڑیا میں آئیں گے تو جرور اس دماگ میں آنے والی چڑیل کا ٹینٹوا دبائے دیں گے۔"

فہمی اور علی اس شہر سے جاچکے تھے۔ میں افغانستان میں تھا۔ وہاں ایسی مصروفیت تھی کہ بار بار پانڈے کی خیریت معلوم کرنے نہیں آسکتا تھا۔ یہ سوچا تھا کہ بارہ گھنٹوں میں ایک بار اس کی خیریت معلوم کرنے جایا کروں گا۔ ابھی بارہ گھنٹے نہیں گزرے تھے اور الپا میری غیر موجودگی میں ان بہن بھائی کو کوئی نقصان پہنچا سکتی تھی۔

○☆○

ہمارا قافلہ افغانستان کی سرحد پار کرکے ازبکستان پہنچ گیا۔ جیسا کہ پہلے بتا چکا ہوں۔ قافلے میں زرینہ' محبوب' شائستہ' زبیر' عرفان' سرفراز اور رب نواز تھے۔ افغانستان میں سفر کے دوران میں ثمرینہ ایک قبائلی سردار کی بیٹی ہمارے قافلے میں شامل ہوگئی تھی اور میرے لیے ایک پرابلم بن گئی تھی۔

جوان عورت جوانی میں کبھی پرابلم نہیں بنتی' جبکہ میں جوان

نہیں تھا اور ثمرینہ مجھے عمر رسیدہ تسلیم نہیں کر رہی تھی۔ یہ عہد کر چکی تھی کہ کبھی میرا ساتھ نہیں چھوڑے گی۔ میں پوتے پوتیوں والا تھا۔ ایسے میں ایک جوان لڑکی سے رومانس کرنا زیب نہیں دیتا تھا' اسی لیے میں نے بابا صاحب کے ادارے سے اپنی ایک ڈمی طلب کی تھی۔ پہلے کہا تھا کہ اس ڈمی کو بدخشاں پہنچنے کے لیے کہا جائے۔ پتا چلا' وہ بذریعہ طیارہ ازبکستان سے ہو کر افغانستان کے شہر بدخشاں آئے گا۔

میں نے خیال خوانی کے ذریعے اپنی ڈمی سے کہا "اگر ازبکستان آ رہے ہو تو وہاں کے ایک معروف شہر الماتا کے کسی ہوٹل میں رہو۔ وہیں ہماری ملاقات ہوگی۔" میں نے اسے سمجھا دیا تھا کہ ثمرینہ کے ساتھ اسے رومانی ہیرو کا رول ادا کرنا ہے پھر واپس افغانستان جا کر نامعلوم دشمنوں سے نمٹنا بھی ہے۔

اس ڈمی فرہاد نے بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر ذہانت' حاضر دماغی اور دشمنوں کے خلاف مکارانہ چالبازی سیکھی تھی۔ وہ بالکل میری طرح چلتا پھرتا' ہنستا بولتا تھا۔ اس نے میری تمام صلاحیتوں کو اپنایا تھا۔ صرف ٹیلی پیتھی سے محروم تھا۔

میں نے اپنے قافلے کے ساتھ الماتا کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں قیام کیا۔ زرینہ ہیرے جواہرات حاصل کرنے اپنے محبوب کے ساتھ آئی تھی۔ شائستہ اور زبیر بہن بھائی تھے۔ وہ بھی بے روزگاری سے تنگ آ کر ازبکستان اپنی قسمت آزمانے کے لیے آئے تھے۔ سرفراز' رب نواز اور عرفان آگے تاجکستان جانا چاہتے تھے۔ افغانستان میں ایک کمانڈر نے مال غنیمت کے طور پر ہیرے جواہرات حاصل کیے تھے۔ انہیں چھپا کر رکھا تھا۔ میں نے وہ سب کچھ اس سے حاصل کر لیا تھا۔ ہوٹل کے ایک کمرے میں تمام ہم سفر ساتھیوں کو بلا کر ایک تھیلے سے ہیرے جواہرات نکال کر انہیں ایک میز پر ڈالا تو وہ سب حیران رہ گئے۔ ایسے جگمگاتے ہوئے ہیرے وہ پہلی بار دیکھ رہے تھے۔

میں نے زرینہ سے کہا "تم یہی حاصل کرنے محبوب کے ساتھ آئی تھیں۔ میں اس میں سے کچھ حصہ تمہیں دے رہا ہوں۔ یہاں سے بذریعہ طیارہ پاکستان واپس جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ تم میں سے کوئی افغانستان کا جان لیوا سفر دوبارہ نہیں کرے گا۔"

میں نے وہ ہیرے جواہرات قافلے کے تمام ساتھیوں میں تقسیم کیے۔ زرینہ اور شائستہ کو کچھ زیادہ حصہ دیا۔ وہ سب احسان مند ہو کر میری تعریف میں کچھ نہ کچھ کہہ رہے تھے۔ شائستہ نے کہا "بھائی جان! آپ نے اپنے لیے کچھ نہیں رکھا۔ سب ہمیں دے دیا۔ کیا آئندہ سفر کے دوران میں آپ کو مال و دولت کی ضرورت نہیں ہوگی؟"

"مجھے مال و دولت کی نہیں' تمہاری جیسی بہن کی اور تمام ساتھیوں کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اب تم لوگ واپسی کے سفر کی تیاریاں کرو۔ میں ثمرینہ کے ساتھ دوسرے ہوٹل جا رہا ہوں۔ ایک آدھ روز میں افغانستان واپس جاؤں گا۔"

رخصتی کے وقت ان سب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ میں ثمرینہ کے ساتھ ہوٹل سے باہر آ کر ان سے جدا ہو گیا۔ ہم جس ہوٹل میں پہنچے' وہاں میرا ڈمی منصوبے کے مطابق موجود تھا۔ میں نے کاؤنٹر پر پہنچ کر ایک سوئٹ حاصل کیا پھر ثمرینہ سے کہا "تم سامان اور پورٹر کے ساتھ اوپر سوئٹ میں چلو۔ میں کرنسی تبدیل کر کے آ رہا ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ میں کرنسی تبدیل کر کے وزیٹرز لابی میں اپنی ڈمی کے پاس آیا۔ اسے مزید ضروری باتیں سمجھائیں پھر اس سے رخصت ہو کر ایک شاپنگ سینٹر میں آیا۔ وہاں میک اپ کا ضروری سامان خرید کر ایک معمولی سرائے میں کمرا لیا۔ اس دوران میں اپنی ڈمی سے رابطہ رکھا تاکہ ابتدا میں اس کی کسی غلطی سے ثمرینہ کو کسی طرح کا شبہ نہ ہو جائے۔

جب وہ ثمرینہ کے پاس ہوٹل کے سوئٹ میں پہنچا تو بالکل ایسا ہی پُر اعتماد تھا' جیسا کہ میں نئے حالات کا سامنا کرتے وقت رہتا ہوں۔ ثمرینہ نے اس کے لیے دروازہ کھولا۔ وہ اندر آیا۔ وہ دروازے کو اندر سے لاک کرتے ہوئے بولی "یا خدا! ہم کتنا لمبا اور دشوار گزار سفر کرتے رہے ہیں۔ اگرچہ ایک گاڑی میں تنہا تھے مگر قافلے میں تنہا ایک ساتھ رہنے کے باوجود تنہائی نہیں ملتی اور تم تو ایسے ہو کہ خواہ مخواہ بزرگ بن کر مجھ سے کتراتے رہے ہو۔"

ڈمی فرہاد نے کہا "میں تمہیں سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا ہوں۔ تم کبھی یقین نہیں کرو گی کہ میں اس دنیا میں آدھی صدی گزار چکا ہوں۔"

وہ اس کے بالکل قریب آ کر بولی "تمہاری یہ باتیں میرے لیے مضحکہ خیز ہیں۔ میں شرم کو بالائے طاق رکھ کر تمہارے اتنے قریب آ گئی ہوں۔ میرے خواب و خیال میں ایسا شہزادہ آیا کرتا تھا' جو میرا دیوانہ بن کر مجھے طلب کیا کرتا تھا مگر اب خواب کی تعبیر مختلف ہو گئی ہے۔ میں تمہاری دیوانی بن کر اپنا سب کچھ چھوڑ کر تمہاری طلب میں یہاں تک آ گئی ہوں۔"

وہ اتنے قریب آ گئی تھی کہ اس کے دل کی دھڑکنیں اور سانسوں کی سرگم سنائی دے رہی تھی۔ ڈمی فرہاد نے دونوں ہاتھوں سے اس کے دونوں بازوؤں کو تھام کر کہا "واقعی تم نے میری خاطر اپنا وطن' اپنا قبیلہ اور اپنے عزیز و اقارب چھوڑ دیے ہیں۔ میں تمہاری قدر کرتا ہوں اور تمہیں گلے لگا کر ہمیشہ کے لیے تمہیں اپناتا ہوں۔"

ڈمی فرہاد نے اسے دونوں بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ میں ثمرینہ کے دماغ سے واپس آ گیا۔ وہ فرہاد علی تیمور کو چاہتی تھی۔ میں نے اس کی عمر سے مطابقت رکھنے والے ایک جوان فرہاد کو اس کی زندگی میں پہنچا دیا تھا۔

میں نے آئینے کے سامنے میک اپ کیا۔ یہ تجربہ ہو چکا تھا کہ مرد بہت زیادہ باصلاحیت ہو تو لڑکیاں اس کی عمر نہیں دیکھتیں' اس باصلاحیت اور باکمال مرد سے عشق کرنے لگتی ہیں۔ میں نے سوچا اب اپنی اصل عمر کو میک اپ کے ذریعے چھپا کر کسی قدر جوان نظر آنا چاہیے۔ اس طرح جانی دشمن بھی شاید یہ نہ سمجھ پائیں کہ میں نے میک اپ اور گیٹ اپ کے ذریعے اپنی عمر گھٹالی ہے۔ وہ مجھے دیکھ کر بھی نظر انداز کریں گے اور ثمرینہ کے ساتھ رہنے والے کو ہی فرہاد سمجھتے رہیں گے۔

میں پہلے بھی ازبکستان آ چکا تھا اور کافی عرصے تک وہاں رہ چکا تھا۔ الماتا کے خوب صورت شہر میں جہاں بہت خوب صورت لوگ اور پُر امن شہری ہیں' وہاں جرائم پیشہ افراد بھی ہیں۔ ازبکستان کی سرحدوں سے پاکستان' افغانستان اور ایران وغیرہ کی طرف اسمگلنگ ہوا کرتی تھی۔ خانہ جنگی میں مصروف رہنے والے افغانی انہی سرحدوں سے اسلحہ اور دوسری ضروریات کی چیزیں حاصل کیا کرتے تھے۔

میں ایسے علاقوں میں جانے لگا جہاں عالمی سطح کے اسمگلر اور کرائے کے قاتل سیاحت کے بہانے آتے تھے۔ بڑے بڑے ہوٹلوں میں قیام کرتے تھے اور نہایت رازداری سے اپنے مجرمانہ مقاصد پورے کیا کرتے تھے۔ میں ایسے لوگوں کے دماغوں میں پہنچ رہا تھا اور بڑی اہم معلومات حاصل کر رہا تھا۔

جرائم پیشہ افراد شراب اور شباب کے عادی ہوتے ہیں۔ صرف وہی افراد عورت اور نشے سے پرہیز کرتے ہیں جو یوگا کے ماہر ہوتے ہیں اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رہنے کے لیے اپنی سانسیں روکنے کی صلاحیتوں کو برقرار رکھتے ہیں۔

میں تین دنوں تک کوششیں کرتے رہنے کے بعد ایک رات اپنے ایک شکار تک پہنچ گیا۔ وہ ایک ہوٹل کے بار میں ایک حسینہ کے ساتھ شراب پی رہا تھا۔ میں نے اس کی میز کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کی آواز سنی پھر دوسری میز پر جا کر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

اس کا نام جگت نرائن تھا لیکن وہ دہلی کے ایک محلے میں جوگی دادا کہلاتا تھا۔ بچپن سے مجرمانہ زندگی گزارتے ہوئے ہندوستان سے اٹلی چلا گیا تھا۔ ایک نہایت چال باز اور سفاک قاتل کی حیثیت سے کتنی ہی خطرناک تنظیموں کے لیے کام کرنے لگا تھا۔

ایک سیکریٹ ایجنٹ نے اسے پانچ لاکھ ڈالر دے کر کہا تھا کہ الماتا شہر جا کر عیش کرو۔ ہندوستان کے ایک شہر پوری سے ایک نہایت ہی غیر معمولی جسمانی قوت کے حامل مہاگرو دھن راج پانڈے کو فرہاد کے مقابلے میں افغانستان پہنچایا جائے گا۔ پانڈے ایک انسانی روبوٹ ہے۔ وہ فرہاد کو پکڑ کر نچوڑ ڈالے گا لیکن وہ عقل سے پیدل ہے۔ اپنے ذہن سے کام لینا نہیں جانتا ہے۔ لہٰذا جوگی دادا اس کے ساتھ رہے گا۔ اس کے علاوہ دو اور ہندوستانی بدنام زمانہ مجرم ہیں۔ وہ بڑی چالاکی اور حکمتِ عملی سے فرہاد کو گھیر کر مہاگرو پانڈے کے مقابلے میں پہنچائیں گے۔ جس دن فرہاد' پانڈے کے مقابلے پر آئے گا وہ اس کی زندگی کا آخری دن ہوگا۔

لیکن پچھلی رات جوگی دادا کو اطلاع ملی تھی کہ پانڈے بری طرح زخمی ہو کر اسپتال پہنچ گیا ہے۔ اب شاید کئی ماہ تک فرہاد کے مقابلے کے قابل نہیں رہے گا۔ لہٰذا اب منصوبے میں تبدیلی کی جا رہی ہے۔ فرہاد کو ہلاک کرنے کے لیے ایک ایسے شاطر کو بھیجا جا رہا ہے' جو کسی کو خاطر میں نہیں لاتا ہے۔ اس کا نام سنگریلا ہے۔ تبت میں اسے گرو سنگریلا کہتے ہیں۔ وہ خونی درندہ چین کی سرحدوں میں بے شمار فوجیوں کو ہلاک کر چکا ہے۔ مہاگرو پانڈے کی طرح انگریزی نہیں جانتا ہے۔ اپنی مقامی زبان کے علاوہ صرف ہندی بولتا اور سمجھتا ہے۔ اس لیے جوگی دادا اور تین ہندوستانی سفاک قاتلوں کو سمجھایا گیا تھا کہ وہ چاروں گرو سنگریلا کے ماتحت رہیں اور اس کے ساتھ مل بیٹھ کر فرہاد کو گھیرنے اور ہلاک کرنے کا منصوبہ بنائیں۔

پہلے جو کام مہاگرو پانڈے کے ذریعے لیا جانے والا تھا' اب اس منصوبے میں تبدیلی ہو گئی تھی۔ جوگی دادا کو بتایا گیا تھا کہ الماتا ازبک ہوٹل میں گرو سنگریلا کا قیام ہے۔ اسی ہوٹل میں ثمرینہ اور ڈمی فرہاد تھے۔ ان تمام دشمنوں تک ثمرینہ کی تصویریں پہنچائی گئی تھیں اور کہا گیا تھا کہ ثمرینہ کے ساتھ دن رات رہنے والا فرہاد ہی ہو سکتا ہے۔ سنگریلا نے فون کے ذریعے جوگی دادا اور اس کے تین ساتھیوں کو بتایا تھا کہ فرہاد اسی ہوٹل میں ثمرینہ کے ساتھ پہنچا ہوا ہے۔ ہوٹل کے رجسٹر کے مطابق ابھی وہ ایک ہفتے تک وہاں قیام کریں گے۔ لہٰذا سنگریلا ان چاروں سے دوسری صبح الحمیدی گارڈن میں ملاقات کر کے کوئی ٹھوس منصوبہ بنائے گا۔

میں جوگی دادا کے خیالات پڑھ کر وہاں سے اٹھ گیا۔ اس ہوٹل میں گیا۔ جہاں سنگریلا' ثمرینہ اور ڈمی فرہاد تھے۔ میں نے کاؤنٹر کلرک کے دماغ میں پہنچ کر سنگریلا کا کمرا نمبر معلوم کیا پھر وہاں کے ان ملازموں کے دماغوں میں جگہ بنائی جو روم سروس کے لیے مخصوص تھے۔

ایک ملازم سے پتا چلا کہ اس نے رات کا کھانا کمرے میں نہیں منگوایا ہے۔ ڈائننگ ہال میں کھانے کے لیے گیا ہے۔ میں ڈائننگ ہال میں پہنچ کر اس ہال کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یوں جانے لگا جیسے اپنے لیے کوئی مناسب جگہ تلاش کر رہا ہوں۔ اسی وقت میں نے ایک نہایت ہی دبلے پتلے شخص کو دیکھا۔ اسے دیکھ کر یوں لگتا تھا کہ ہڈیوں کے ڈھانچے پر صرف کھال منڈھی گئی ہے اور گوشت نہیں بھرا گیا ہے۔ اگر ایک زور کی پھونک ماری جائے تو وہ ہوا میں اڑ جائے گا۔ اس کے چہرے سے پتا چل رہا تھا کہ وہ تبت سے آیا ہے اور وہی سنگریلا ہے۔

میری جان کا دشمن اور ایسا مچھر؟ اس سرد علاقے میں جہاں لوگ کوٹ اور اوور کوٹ پہنے ہوئے تھے' وہاں اس مچھر نے ہاف

آستین کی بنیان اور نیکر پہنی ہوئی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس پر سردی اثر نہیں کرتی ہے۔ ویٹر نے اس کے سامنے سوپ کا ایک بڑا پیالہ لاکر رکھا۔ اس میں سے اٹھنے والا دھواں بتا رہا تھا کہ سوپ کھولتے ہوئے پانی کی طرح گرم ہوگا۔ میں نے حیرانی سے دیکھا۔ وہ اس بڑے سے پیالے کو اٹھا کر ہونٹوں سے لگا کر سوپ کو یوں غٹاغٹ پینے لگا جیسے ٹھنڈا شربت پی رہا تھا۔

ہال میں بیٹھے ہوئے کئی لوگ اسے حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ میں نے سمجھ لیا کہ اس پر سردی گرمی اثر انداز نہیں ہوتی اور وہ غیر معمولی قوتِ برداشت کا حامل ہے۔ اس کے قریب ہی ایک میز پر ثمرینہ اور ڈمی فرہاد بیٹھے کھا رہے تھے اور وہ بھی اسے تعجب سے کئی بار دیکھ چکے تھے۔

میں اپنی ڈمی کے دماغ میں پہنچ کر سنگریلا' جوگی دادا اور ان کے تین کرائے کے قاتلوں کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔ وہ تمام تفصیلات سننے کے بعد مجھ سے بولا "سر! ہماری میز کے قریب یہ جو ہڈیوں کا ڈھانچا بیٹھا ہے' تبت کا باشندہ لگ رہا ہے۔"

"میں بھی یہی اندازہ کر رہا ہوں کہ یہی سنگریلا ہو سکتا ہے۔ وہ بظاہر تم سے غافل ہے۔ لیکن ثمرینہ کے ساتھ دیکھ کر سمجھ چکا ہے کہ تم ہی فرہاد ہو۔ اس کی طرف سے محتاط رہو۔ ویسے کل صبح وہ اپنے ماتحت قاتلوں سے ایک گارڈن میں ملنے والا ہے۔ شاید اس لیے ابھی تم پر حملہ نہیں کرے گا۔"

"سر! میں اس خوش فہمی میں نہیں رہوں گا کہ یہ ہڈیوں کا ڈھانچا ہے اور اسے ایک چیونٹی کی طرح مسل سکتا ہوں۔ سردی گرمی کے سلسلے میں اس کی قوتِ برداشت نے سمجھا دیا ہے کہ یہ کمزور نہیں ہے۔ اندر سے بہت گہرا ہے۔ پتا نہیں' کتنی غیر معمولی قوتوں اور صلاحیتوں کا حامل ہے۔"

"بے شک تمہیں خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیے۔ میں ابھی معلوم کروں گا کہ یہ کتنے پانی میں ہے؟"

میں ڈائننگ ہال سے باہر آگیا۔ وہاں کے مختلف علاقوں کے جرائم پیشہ لوگوں کو اچھی طرح پہچان گیا تھا۔ میں نے فون کے ذریعے ایک کرائے کے قاتل سے رابطہ کیا۔ اس سے کہا "میں تمہارے بارے میں جانتا ہوں۔ معاوضہ لے کر قتل کرتے ہو۔ اگر ابھی تم الماتا ازبک ہوٹل میں آکر ایک شخص کو قتل کرو گے تو پچیس ہزار ڈالر قتل سے پہلے ادا کروں گا۔"

"تم کون ہو؟ تم سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے؟ ویسے معاوضے کی رقم بڑھاؤ کیونکہ میں تنہا یہ واردات نہیں کروں گا۔ میرے دو ساتھی بھی ہوں گے۔"

"میں ابھی تیس ہزار اور قتل کے بعد بیس ہزار ڈالر دوں گا لیکن ایک شرط ہے۔ اسے گولی نہیں مارو گے۔ اس پر چاقو سے حملے کرو گے اور بری طرح زخمی کر کے چھوڑ دو گے۔ میری شرط منظور ہے تو اس ہوٹل کے پارکنگ ایریا میں آجاؤ۔"

"ہم ابھی آرہے ہیں۔"

میں نے فون بند کر دیا۔ ہوٹل کے لاؤنج میں کئی افراد تھے میں نے ایک شخص کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اپنے بریف کیس سے تیس ہزار ڈالر کی ایک گڈی نکال کر اسے دی۔ وہ میری مرضی کے مطابق پارکنگ ایریا میں پہنچا۔ تھوڑی دیر بعد کرائے کا قاتل اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ وہاں آیا۔ میں نے دور سے اسے پہچان لیا۔ میرے آلۂ کار نے نوٹوں کی گڈی دے کر کہا "میں ونٹر پیلس (؟) لابی میں رہوں گا۔ اس شخص کا نام شاید سنگریلا ہے۔ چہرے سے تبت کا باشندہ لگتا ہے۔ وہ بالکل ہڈیوں کا ڈھانچا ہے لیکن دبلے پتلے لوگ جسمانی طور پر طاقت ور نہ ہونے کے باوجود دوسری صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ بہرحال اسے بچ کر نہیں جانا چاہیے۔ ابھی وہ ڈائننگ ہال میں ہے۔ اس کے کمرے کا نمبر دو سو چار ہے۔"

وہ رقم جیب میں رکھ کر اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ ہوٹل کے اندر گیا۔ میں نے اس آلۂ کار کو مجبور کیا کہ وہ اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے چلا جائے اور وہ چلا گیا۔ وہ تینوں ہوٹل میں داخل ہونے کے بعد ڈائننگ ہال کی طرف جانے لگے۔ وہ ہڈیوں کا ڈھانچا کھانے سے فارغ ہو کر ہال سے باہر آرہا تھا۔ کرائے کے قاتل نے اس کے سامنے آکر راستہ روکتے ہوئے پوچھا "کیا تمہارا نام سنگریلا ہے؟"

وہ بولا "ہاں۔ میرا یہی نام ہے۔ مجھ سے کوئی کام ہے؟"

"کام ہے مگر ہوٹل کے باہر احاطے میں چل کر باتیں ہوں گی۔"

"اگر میں ابھی ہوٹل کے باہر نہ جاؤں تو؟"

"تو ہمارے پاس چاقو ہیں۔"

سنگریلا نے پوچھا "صرف چاقو؟ کیا ریوالور یا دوسری گن وغیرہ نہیں رکھتے ہو؟"

"تم ایسے اطمینان سے کہہ رہے ہو جیسے چاقوؤں کے حملوں سے بچ نکلو گے۔"

وہ کوئی جواب دیے بغیر ان کے ساتھ ہوٹل کے باہر ایک بڑے سے باغیچے میں آیا۔ باغیچے کے اس حصے میں نیم تاریکی تھی۔ انہوں نے اسے تین اطراف سے گھیر کر اپنے اپنے چاقو نکال لیے۔ وہ بولا "مارنے سے پہلے یہ تو بتا دو' کون میری جان لینا چاہتا ہے اور اس نے تم تینوں کو کتنی رقم ادا کی ہے؟ اس کا نام اور پتا بتاؤ گے تو میں تمہیں اس سے دوگنی رقم دوں گا۔"

ایک نے کہا "ہم کرائے کے قاتل ہیں۔ جسے قتل کرنے جاتے ہیں وہ اپنی جان بچانے کے لیے ہمیں زیادہ رقم کا لالچ دیتا ہے مگر ہم زبان کے پکے ہیں۔ جس سے ایڈوانس لے چکے ہیں' اس کا کام کریں گے۔"

"میں زیادہ سے زیادہ رقم اپنی جان بچانے کے لیے نہیں دوں گا۔ تم مجھے بے شک قتل کرو مگر مجھ سے رقم لے کر اس کا نام تو بتا دو۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی تینوں نے اس پر حملے کیے۔ اس نے اچھل کر قلا بازی کھائی اور ایک قاتل کے پیچھے پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ تینوں حملہ کرنے کے نتیجے میں آگے بڑھ کر ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ ایک کا چاقو دوسرے کو لگا۔ وہ زخمی ہوا۔ باقی دو محفوظ رہے۔

دوسرے کو پیچھے سے سنگریلا کی لات پڑی۔ وہ آگے جا کر گھاس پر اوندھے منہ گرا۔ تیسرے نے اس پر چھلانگ لگائی۔ اس نے چاقو والے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ میں نے اس کے دماغ میں جا کر معلوم کیا۔ سنگریلا کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ اس حملہ کرنے والے کو اپنے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ تکلیف کی شدت سے چیخنے لگا۔ اس کا ساتھی زمین پر سے اٹھ کر حملہ کرنے کے لیے دوڑتا ہوا آیا۔ سنگریلا نے اپنی گرفت میں رہنے والے کو اس کے سامنے کر دیا۔ اس کا چاقو اپنے ہی ساتھی کے جسم میں پیوست ہو گیا پھر اس حملہ کرنے والے کے منہ پر سنگریلا کا ہاتھ ایسے پڑا جیسے لوہے کی سلاخ پڑی ہو۔ وہ چکرا کر گرنا چاہتا تھا۔ سنگریلا نے اس کے سر اور ٹھوڑی کو پکڑ کر ایسا جھٹکا دیا کہ کڑاک کی آواز کے ساتھ گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ وہ بے جان ہو کر گر پڑا۔ اپنے دو ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر تیسرا وہاں سے بھاگنے لگا۔ اس نے اس کے پیچھے دوڑ لگائی لیکن اسے دوڑ نہیں کہہ سکتے تھے۔ جس طرح آسٹریلیا کا جانور کنگارو کئی کئی گز کی چھلانگیں لگا کر منٹوں کا فاصلہ چند سیکنڈ میں طے کر لیتا ہے' اسی طرح سنگریلا نے دو تین چھلانگیں لگا کر بھاگنے والے سے آگے پہنچ کر اس کا راستہ روک لیا۔

وہ زخمی ہو چکا تھا۔ سنگریلا کے قدموں میں گر کر کہنے لگا "مجھے معاف کر دو۔ میں پھر کبھی تم سے دشمنی نہیں کروں گا۔ میں غریب آدمی ہوں۔ کچھ رقم حاصل کرنے کے لیے ایسی مجرمانہ حرکت کر رہا تھا۔"

سنگریلا نے اس کے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اسے کھڑا کیا۔ اس کے لباس کی تلاشی لی۔ اس کی جیب سے دس ڈالر نکلے۔ اس نے پوچھا "میرے قتل کے سودے کی رقم کہاں ہے؟"

وہ دور لاشوں کی طرف اشارہ کر کے بولا "ادھر ایک ساتھی کی جیب میں ہے۔"

وہ اسے لاشوں کی طرف دھکا دیتے ہوئے بولا "چلو وہاں سے رقم نکالو۔"

وہ زخمی کراہتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی لاشوں کے پاس آیا پھر ایک ساتھی کے لباس کے اندر سے تیس ہزار ڈالرز کی ایک گڈی نکال کر دی۔ سنگریلا اس گڈی کو لے کر الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے بولا "تم نے ابھی کہا تھا' غریب ہو۔ اس لیے جرم کر رہے ہو۔ اگر مجھے کل تک معلوم ہوا کہ مجھ سے جھوٹ بول رہے تھے تو تمہیں حرام موت سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ یہ لو اور جرائم کی دنیا سے نکل جاؤ۔"

سنگریلا اس کے ہاتھ پر نوٹوں کی وہ گڈی رکھ کر ہوٹل کی طرف جانے لگا۔ وہ زخمی شخص حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا اور بے اختیار رو رہا تھا۔ میں اس کے دماغ میں رہ کر وہ تماشا دیکھ رہا تھا اور یہ تسلیم کر رہا تھا کہ سنگریلا میرا جانی دشمن ہے مگر اس میں اعلیٰ ظرفی ہے۔ وہ کسی کمزور کو مارتا نہیں ہے' اس کے کام آکر یوں بے نیازی سے گزر جاتا ہے جیسے اپنی نیکی دریا میں ڈال کر جا رہا ہو۔

میں ڈمی فرہاد کے پاس آیا۔ وہ کھانے کے بعد ثمرینہ کے ساتھ لفٹ کے ذریعے اوپر اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ میں نے سنگریلا کو کس طرح آزمایا ہے۔ "اگرچہ وہ ہڈیوں کا ڈھانچا دکھائی دیتا ہے مگر ہاتھ پیر اور گردن کی ہڈیاں توڑنے کی تکنیک سے واقف ہے۔ وہ تمہارے مقابلے پر بھاری پڑے گا۔ بہتر ہے' جب وہ اپنے کمرے میں جائے تو تم وہ ہوٹل چھوڑ دو۔ کسی دوسرے ہوٹل میں جا کر ثمرینہ کے چہرے پر ایسی تبدیلی کرو کہ اس کے ذریعے تم پہچانے نہ جا سکو۔"

"میں آپ کی ہدایت پر عمل کروں گا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے' اس میں اعلیٰ ظرفی بھی ہے تو کیا ہم ایسے دشمن کو اپنی اعلیٰ ظرفی سے متاثر نہیں کر سکیں گے۔ ہو سکتا ہے' وہ ہم سے دشمنی کرنے سے باز آجائے۔"

"میں یہ کوشش کرنے کے لیے اس سے دماغی رابطہ کروں گا لیکن کسی بھی معاملے میں ناکامی کی گنجائش رکھنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے' وہ اپنی زبان کا پکا ہو۔ اس پُراسرار سیکرٹ ایجنٹ سے میری ہلاکت کا سودا کرنے کے بعد زبان سے پھرنا نہ چاہے۔ ابھی وہ سمجھ رہا ہے کہ فرہاد اپنے قریب اس کی موجودگی سے بے خبر ہے۔ دماغی رابطہ ہونے کے بعد وہ تمہیں فرہاد سمجھ کر حملہ کر سکتا ہے۔ لہٰذا محتاط رہو۔ وہ ہوٹل اس کی لاعلمی میں چھوڑ دو۔ میں ابھی بتاؤں گا کہ وہ اپنے کمرے میں کب سونے کے لیے گیا ہے۔"

میں اس کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے کاؤنٹر کلرک کے دماغ میں آگیا۔ سنگریلا نے بیس منٹ کے بعد آکر کاؤنٹر سے اپنے کمرے کی چابی لی پھر لفٹ کی طرف چلا گیا۔ میں ایک ویٹر کے دماغ میں آگیا۔ وہ بھی کافی کی ٹرے لے کر اسی لفٹ میں اس کے ساتھ جانے لگا۔ تیسرے فلور پر پہنچ کر وہ دونوں لفٹ سے باہر آئے۔ سنگریلا سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں اسے دشمن کی حیثیت سے پہچان چکا ہوں اور ایک ویٹر کے ذریعے اس کے بالکل قریب ہوں۔

وہ اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر چلا گیا۔ ویٹر کافی کی ٹرے لے کر آگے دوسرے کمروں کی طرف چلا گیا۔ میں نے اپنی ڈمی کے پاس پہنچ کر کہا "وہ اپنے کمرے کے اندر ہے۔ تم ثمرینہ کے ساتھ فوراً یہاں سے نکلو۔"

وہ ثمرینہ کے ساتھ مختصر سا سامان لے کر لفٹ کے ذریعے نیچے آیا پھر ہوٹل کا بل ادا کرنے لگا۔ منیجر نے پوچھا "آپ یہاں ایک

ہفتے رہنے والے تھے۔ کیا ہماری سروس میں کوئی کمی رہ گئی ہے؟"

ڈمی نے کہا "ہوٹل سروس بہترین ہے مگر ہم افغانستان جانے والے ہیں۔ وہاں جانے کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ اس لیے ہوٹل چھوڑ رہے ہیں۔"

وہ بل ادا کر کے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں سے بہت دور ایک فور اسٹار ہوٹل میں پہنچ گئے۔ جب انہیں وہاں ایک کمرا مل گیا تب میں نے سنگریلا کے دماغ پر دستک دی۔

اس نے کہا "میں سانس نہیں روکوں گا۔ میری پلاننگ کے مطابق اس وقت فرہاد علی تیمور میرے پاس آیا ہے۔"

"ہاں میں فرہاد ہوں۔ کیا تم بتاؤ گے کہ تمہاری پلاننگ کیا تھی؟"

"مجھ جیسے ہڈیوں کے ڈھانچے کو دیکھ کر سب ہی یہ سمجھتے ہیں کہ میں ایک پھونک میں اڑ جاؤں گا۔ دشمن ہنس کر کہتے ہیں' مجھے چیونٹی کی طرح مسل دیں گے لیکن تمہارے جیسے دانا دشمن میرے اندر چھپی ہوئی اندرونی صلاحیتوں کو مختلف طریقوں سے آزماتے ہیں۔ جیسا کہ ابھی تم تین کرائے کے قاتلوں کو میرے مقابلے پر بھیج کر مجھے آزما رہے تھے۔"

"یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ ان تینوں کو میں نے بھیجا تھا؟"

"مجھے تمہاری جسمانی قوت' ذہانت' حاضر دماغی اور چشم زدن میں کامیاب چالیں چلنے والی خداداد صلاحیتوں کے متعلق بہت کچھ بتایا گیا ہے۔ ان کے علاوہ تمہارے مزاج اور عادات و اطوار کی تفصیلات بتائی گئی ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تم دشمنوں کے نیک اعمال اور ان کے عمدہ طور طریقوں کو پسند کرتے ہو اور ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا کر انہیں دشمنی سے باز رکھتے ہو۔"

"یہ میری فطرت ہے' میں عمدہ اعمال کو پسند کرتا ہوں۔"

"تم نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے دیکھا کہ میں نے دو حملہ کرنے والوں کو مار ڈالا۔ مگر تیسرا غریب تھا۔ صرف رقم حاصل کرنے کے لیے غلط راہ پر چلا آیا تھا۔ میں نے اسے ہلاک نہیں کیا۔ اسے آئندہ جرائم سے باز رکھنے کے لیے تیس ہزار ڈالر دے دیے۔"

"بے شک میں نے دیکھا ہے اور دل سے تسلیم کیا ہے کہ تمہارے اندر ایک فرشتہ صفت انسان ہے۔ تم سے دشمنی نہیں دوستی کی جاسکتی ہے۔"

"ہم ایک ہی ہوٹل میں ہیں۔ خیال خوانی کیوں کر رہے ہو۔ دوستی کرنے میرے پاس آسکتے ہو یا مجھے اپنے پاس بلا سکتے ہو۔"

"میں نے سوچا۔ دوستی کی ابتدا سے پہلے خیال خوانی کے ذریعے گفتگو ہو جائے لیکن تم نے گفتگو کی ابتدا میں کہا کہ میں تمہارے دماغ میں تمہاری پلاننگ کے مطابق آیا ہوں۔ کیا یہی تمہاری پلاننگ تھی کہ ایک غریب کو تیس ہزار ڈالر دے کر مجھے متاثر کرو۔"

"تم خود سوچو ایسا نہ کرتا تو تم متاثر ہو کر ابھی میرے پاس نہ آتے۔"

"یعنی تم نے مجھے متاثر کرنے کے لیے تیس ہزار ڈالر کا جوا کھیلا ہے اور ایک غریب کی مدد کی ہے؟"

"میری نیکی اور ہمدردی کو غلط نہ سمجھو۔ کیا ایک عمل سے دو اچھے کام نہیں کیے جاسکتے؟ کسی کی مدد بھی ہو گئی اور دوستی کی راہ بھی کھل گئی۔"

"واقعی تم نے ایک عمل سے دو نیکیاں کی ہیں۔ میرا شبہ دور ہو گیا ہے۔ میں ابھی تمہارے کمرے میں آرہا ہوں۔ تمہیں یہ بھی بتایا گیا ہوگا کہ مجھے سرد علاقوں میں کافی پینے کی عادت ہے؟"

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ میں کافی کا آرڈر دے رہا ہوں۔"

میں نے اس کے دماغ سے نکل کر اس شخص کے پاس پہنچنا چاہا' جسے سنگریلا نے تیس ہزار ڈالر دیے تھے۔ میری سوچ کی لہروں کو اس کا دماغ نہیں ملا۔ وہ مر چکا تھا یا مار ڈالا گیا تھا۔ یہ بات کچھ میں آگئی کہ اس نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کر کے مجھے متاثر کیا ہے۔ بعد میں اس تیسرے شخص کو بھی ہلاک کر کے اس سے تیس ہزار ڈالر لے چکا ہے۔

میں کچن کے آرڈر سپلائر کے پاس گیا۔ اس کے ذریعے معلوم ہوا کہ کون سنگریلا کے کمرا نمبر دو سو چار میں کافی لے جارہا ہے۔ میں نے اس ملازم کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ اس نے دروازے پر آکر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی "آجاؤ۔"

وہ کافی کی ٹرے لیے اندر آکر دروازے کو بند کر کے ایک میز کے پاس آیا پھر وہاں ٹرے رکھ کر اس کے سامنے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ سنگریلا نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر کہا "ایک ملازم روبرو بیٹھنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ لہٰذا مسٹر فرہاد' تم اس کے اندر ہو۔"

میں نے ملازم کی زبان سے کہا "تم بھول رہے ہو۔ میں نے کافی پینے کی فرمائش کی تھی اور ابھی تمہارے ساتھ پیوں گا۔ کیا میں کسی ملازم کے دماغ میں رہ کر کافی پی سکتا ہوں؟"

وہ بولا "تم اس ہوٹل کے ملازم ہو۔ میرے کمرے میں پہلے کئی بار آچکے ہو۔"

"مجھے یاد ہے۔ میں کل سے اب تک چھ بار تمہارے پاس آتا ہوں اور خاموشی سے تمہاری اسٹڈی کرتا رہا ہوں۔"

"اگر تم ملازم بن کر اس ہوٹل میں ہو تو پھر کمرا نمبر سات سو سات میں ثمرینہ کے ساتھ کوئی ڈمی فرہاد ہے کیا؟"

میں نے مسکرا کر پوچھا "کون ثمرینہ؟ کون فرہاد؟ وہ دونوں کرائے کے میاں بیوی تھے۔ یہ ہوٹل چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ ریسیور اٹھاؤ اور انکوائری کاؤنٹر سے معلوم کرلو۔"

اس نے مجھے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر ریسیور اٹھا کر کہا "کمرا نمبر سات سو سات والوں سے رابطہ کراؤ۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "وہ کمرا خالی ہو چکا ہے۔"

وہ ریسیور رکھ کر بولا "ہم خطرات سے کھیلتے رہے ہیں۔ ہمیں ہر پل محتاط رہنا پڑتا ہے اور بڑی ذہانت سے چالیں چل کر دشمنوں کی چالوں کو ناکام بنانا پڑتا ہے۔ مجھے شبہ تھا کہ کمرا نمبر سات سو سات میں ثمرینہ اور فرہاد نہیں بہروپیے ہیں۔ اگر اس کمرے میں فرہاد کی موجودگی کا یقین ہوتا تو وہ زندہ یہاں سے نہیں جاسکتا تھا۔"

"تمہیں اب بھی یقین نہیں ہے کہ میں ابھی ملازم بن کر آیا ہوں۔"

"شبہ ہے اور یقین بھی اس لیے ہے کہ تم دوستی کے جذبے سے آئے ہو۔"

وہ ایک پیالی میں کافی انڈیلتے ہوئے بولا "تم یہ کافی لائے ہو۔ اس کافی میں مجھے نقصان پہنچانے والی کوئی چیز ملا سکتے ہو۔ اس میں زہر بھی ہو سکتا ہے اور اعصاب کمزور کرنے والی دوا بھی ہو سکتی ہے۔"

اس نے ملازم کی طرف پیالی بڑھاتے ہوئے کہا "لو۔ اسے پیو اور ثابت کرو کہ دشمن بن کر میری جان لینے نہیں آئے ہو۔"

ملازم نے پیالی لے کر کہا "بے شک ہم خطرات سے کھیلتے ہیں اور ہمیں محتاط رہنا چاہیے۔ تم نے ایک مجرم کو جرائم کی راہ سے ہٹانے کے لیے تیس ہزار ڈالر دے کر میرا دل جیت لیا ہے۔ اب میں تمہارے لیے جان دے سکتا ہوں' جان لے نہیں سکتا۔"

اس نے ایک گھونٹ پیا پھر منہ بنا کر کہا "کافی کڑوی ہوتی ہے مگر زہر نہیں ہوتی۔ اسے میں کچن سے لایا ہوں اور یہ سمجھ کر لایا ہوں کہ تمہارے ساتھ بیٹھ کر پینا ہے۔"

اس نے تھوڑی دیر میں پیالی خالی کی پھر سنگریلا کے سامنے اسے رکھ کر بولا "یہ خالی ہو چکی ہے۔ تمہارا دماغ بھی شبے سے خالی ہو جانا چاہیے۔"

"ہاں۔ اب شبہ نہیں رہا مگر حیرانی ہے کہ تمہیں دنیا کا سب سے زیادہ شاطر شخص کہا جاتا ہے پھر تم نے اتنی جلدی کیسے یقین کرلیا کہ میں ایک نیک دل انسان ہوں اور کسی غریب کو جرائم کی دنیا سے نکالنے کے لیے تیس ہزار ڈالر دیتا ہوں۔"

میں نے ملازم کی زبان سے کہا "میں اپنی آنکھوں سے تمہاری دریا دلی دیکھ چکا ہوں۔ پھر یقین کیسے نہ کرتا۔"

"کبھی آنکھوں سے دیکھا ہوا منظر بھی جھوٹا ہوتا ہے۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم نے خیال خوانی کے ذریعے دوبارہ اس غریب کی خبر نہیں لی۔ تمہیں اس کے دماغ میں جانا چاہیے۔"

ملازم نے میری مرضی کے مطابق آنکھیں بند کیں جیسے خیال خوانی کر رہا ہو پھر آنکھیں کھول کر حیرانی سے بولا "میری خیال خوانی کی لہروں کو اس کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ مر چکا ہے۔"

سنگریلا نے ہنستے ہوئے کہا "تم سمجھ رہے تھے کہ میں نے اسے جرائم کی دنیا سے نکالا ہے جبکہ میں اس دنیا سے ہی اسے نکال چکا ہوں۔"

میں نے ملازم کے ذریعے حیرانی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا "یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نے اسے مار ڈالا ہے؟"

"جو مجھ پر قاتلانہ حملہ کرنے اور نوٹ کمانے آئے' کیا اسے میں زندہ چھوڑ دیتا۔"

اس نے اٹھ کر بستر کے پاس جا کر تکیے کے نیچے سے نوٹوں کی گڈی نکالی پھر ملازم کو دکھاتے ہوئے کہا "فرہاد! یہ وہی تیس ہزار ڈالر ہیں' جو تم نے کرائے کے قاتلوں کو دیے تھے۔ تم نے دیکھ لیا کہ میں حملہ کرنے والوں سے کس طرح بچتا ہوں۔ تم نے جو کچھ دیکھا ہے اس سے بھی زیادہ دیکھنے کے لیے بہت کچھ رہ گیا ہے اس لیے اب تم دیکھو۔"

یہ کہتے ہی اس نے گھوم کر ملازم کے منہ پر ایک کک ماری۔ وہ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے صوفے سمیت اسے پیچھے کی طرف الٹا دیا۔ وہ اچھل کر کھڑا ہو کر بولا "سنگریلا! تمہارا وار کبھی خالی نہیں جاتا۔ اب گنتی کرو' تمہارا یہ پہلا حملہ خالی گیا ہے۔"

سنگریلا نے کہا "اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میرے حملے سے بچنے والا فرہاد ہی مقابلے پر ہے۔"

پھر میں نے ملازم کے دماغ میں رہ کر دیکھا۔ جس طرح چھت کا پنکھا تیزی سے گھومتا ہے' اسی طرح سنگریلا فضا میں اچھل کر تیزی سے گول گھومتا ہوا آیا پھر ملازم کے چاروں طرف چکر لگاتا ہوا اسے کک پر کک مارنے لگا۔ میں نے زندگی میں ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔ کبھی کسی انسان کو اتنی دیر فضا میں بلند رہ کر پنکھے کی طرح گردش کرتے ہوئے اور جان لیوا حملے کرتے پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ میں چند سیکنڈ کی حیرانی کے باعث ملازم کو اس کے حملے سے بچانے کی تدبیر نہ کر سکا۔

صرف ایک منٹ کے اندر وہ ملازم لہولہان ہو کر قالین پر گر پڑا۔ سنگریلا نے فرش پر واپس آکر کہا "فرہاد! تمہارے باپ نے بھی فائٹنگ کے ایسے انداز نہیں دیکھے ہوں گے۔ اگر مجھے ٹیلی پیتھی آتی تو میں آسانی سے تمہارے دماغ میں گھس کر تمہیں اپنا غلام بنالیتا اور ساری دنیا ٹیلی پیتھی کے شہنشاہ کو میرے قدموں میں جھکتے ہوئے دیکھتی مگر مجھے تاکید کی گئی ہے کہ میں تمہیں زخمی اور کمزور سمجھ کر بچ نکلنے کا موقع نہ دوں اس لیے تم اس دنیا سے جاؤ۔"

میں شاید اس ملازم کو بچالیتا لیکن وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ میں اس کے دماغ میں رہ کر کوئی جوابی کارروائی نہ کر سکا۔ سنگریلا نے اس کے حلق پر ایک پیر رکھ کر دبایا۔ اس کی آدھی موت تو پہلے ہو چکی تھی۔ باقی آدھی موت نے بھی اس کی زندگی چھین لی۔

میں اس کے لیے مشکلات پیدا کرنا چاہتا تھا۔ ہوٹل کے انچارج کو بتانا چاہتا تھا کہ کمرا نمبر دو سو چار میں سنگریلا نے ہوٹل

کے ایک ملازم کو قتل کردیا ہے۔ میں انچارج کے دماغ میں پہنچا تو وہ پولیس افسر اور سپاہیوں کے ساتھ اسی کمرے کے دروازے پر آکر دستک دے رہا تھا۔ سنگریلا سوچ رہا تھا کہ چپ چاپ ہوٹل سے چلا جائے۔ خواہ مخواہ پولیس وغیرہ کے چکر میں نہ پڑے۔ دستک کی آواز پر اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازہ ذرا دور تھا۔ ملازم کی لاش ایک پردے کے پیچھے تھی۔ اس نے دروازے کے پاس آکر پوچھا "کون ہے؟"

باہر سے آواز آئی "میں ہوٹل کا منیجر ہوں۔ پلیز دروازہ کھولیں۔"

"منیجر کو معلوم ہونا چاہیے کہ رات کے وقت ہوٹل میں رہنے والوں کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہیے۔"

منیجر نے کہا "سوری سر! آپ نے دروازے کے باہر ڈونٹ ڈسٹرب کی سلپ نہیں لگائی ہے۔ میں آپ کے صرف چند منٹ لوں گا پھر چلا جاؤں گا۔"

سنگریلا نے دروازہ کھولا پھر اس کے ساتھ پولیس والوں کو دیکھ کر پریشان ہوگیا۔ پولیس افسر نے کہا "ہوٹل کے احاطے میں دو افراد کا مرڈر ہوگیا ہے۔ ہم اس سلسلے میں انکوائری کررہے ہیں۔"

وہ بولا "آپ انکوائری کرنے میرے پاس کیوں آئے ہیں؟"

"ہوٹل کے دربان کا بیان ہے کہ مرڈر سے پہلے آپ تین آدمیوں کے ساتھ گارڈن کی طرف گئے تھے۔ ان تینوں میں سے دو کی لاشیں وہاں پائی گئیں۔ تیسرے کا پتا نہیں ہے۔"

سنگریلا نے کہا "وہ تینوں میرے لیے اجنبی تھے۔ مجھ سے کاروباری معاملات میں باتیں کرنا چاہتے تھے۔ میں نے ان کی باتوں سے اندازہ لگایا کہ وہ شریف لوگ ہیں۔ ہم گارڈن میں ٹہلتے ہوئے باتیں کرتے رہے پھر میں دوسرے دن ملاقات کا وقت مقرر کرکے یہاں چلا آیا۔"

اس کی باتوں کے دوران میں، میں نے پولیس افسر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ میری مرضی کے مطابق بولا "مجھے اس کمرے سے خون کی بو آرہی ہے۔ سامنے سے ہٹو۔ ہمیں اندر آنے دو۔"

"پلیز آفیسر! میرے کمرے میں ایک نوجوان عورت بے لباس ہے۔ ہم اسی لیے اتنے مہنگے ہوٹلوں میں آتے ہیں کہ یہاں ہمارے پرائیویٹ معاملات میں مداخلت نہیں کی جاتی ہے۔ منیجر! تم خاموش کیوں ہو؟ انہیں یہاں سے لے جاؤ۔"

پولیس افسر نے کہا "اس کرائے کی عورت سے کہو، لباس پہن لے اور نہ بھی پہنے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ بکنے والیوں کو سب ہی بے لباس دیکھ سکتے ہیں۔ یہ خیال دماغ سے نکال دو کہ ہمیں دروازے سے ٹال دوگے۔ ہم کمرے کے اندر ضرور آئیں گے۔"

سنگریلا نے اسے حقارت سے دیکھا پھر سامنے سے ہٹ کر بولا۔ "آجاؤ۔ کمرے میں ایک لاش ہے اور ہوٹل کے باہر بھی میں نے تین قتل کیے ہیں۔"

سب نے اندر آکر ہوٹل کے ملازم کی لاش دیکھی۔ منیجر نے حیرانی سے پوچھا "تمہیں ہمارے ملازم سے کیا دشمنی تھی؟"

"یہ بظاہر تمہارا ملازم تھا لیکن دراصل ہماری دنیا کا سب سے خطرناک ٹیلی پیتھی جاننے والا فرہاد علی تیمور تھا۔ اس نے تمہارے ملازم کو ٹریپ کیا ہوگا پھر پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس کا ہم شکل بن کر یہاں آگیا۔ اس طرح آنے کا مقصد صرف یہی تھا کہ مجھے قتل کردے مگر تمام زندگی کامیابیوں کی صورت دیکھنے والا ساری دنیا کو اپنی ناکامی کی مردہ تصویر دکھانے کے لیے ہمیشہ کے لیے سو رہا ہے۔"

افسر نے کہا "ہم نے فرہاد کا نام سنا ہے۔ تمہاری اس سے دشمنی تھی مگر ان سے کیا دشمنی تھی، جو ہوٹل کے باہر ہلاک کیے گئے ہیں؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا "ان دو چار مچھروں کو مارنے کی کیا بات کرتے ہو۔ میں نے زندگی میں کتنے بندے مارے ہیں، ان کی کوئی گنتی نہیں ہے۔ بہتر ہے یہ لاش اٹھا کر لے جاؤ کیونکہ مجھے نہیں لے جاسکو گے۔"

ایک ماتحت افسر نے ہتھکڑی نکالی۔ وہ ہنستے ہوئے بولا "ہڈیوں کے ڈھانچے کو کیسے پہناؤ گے۔ اس میں سے میرا ہاتھ باہر نکل آئے گا۔"

اس نے خود ہی ہتھکڑی لے کر پہلے اسے لاک کیا پھر اس کے اندر ہاتھ ڈال کر واپس نکال لیا اور کہا "میں یہاں سے چپ چاپ چلا جانا چاہتا تھا مگر اب تم لوگ خواہ مخواہ ہنگامے کروگے۔ بہتر ہے مجھے جانے دو۔ دنیا کی کسی جیل میں بھی بند کروگے تو اس کی آہنی سلاخوں کے درمیان سے میرا پورا ڈھانچا نکل آئے گا۔ مجھے آہنی جالیوں کے پنجرے میں بند کرنا چاہو گے تو میں اس پنجرے کو بھی توڑ دوں گا۔"

افسر نے ریوالور نکال کر اپنے ماتحت سے کہا "نائیلون کی رسیاں لاکر اس کے ہاتھ پاؤں باندھو۔"

سنگریلا نے اچانک گھوم کر افسر کا ہاتھ تھام کر اس کے ریوالور کا رخ سپاہیوں کی طرف کیا۔ ٹریگر پر افسر کی انگلی تھی۔ افسر اس کے فولادی شکنجے کے باعث چیخ رہا تھا۔ ریوالور پکڑنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ سنگریلا نے ریوالور لے کر اس کے ماتحت اور دو سپاہیوں پر فائر کیے۔ تین گولیاں چلیں۔ تین لاشیں گر گئیں۔ افسر اپنے ہاتھ کی دکھتی ہوئی ہڈی کو سہلا رہا تھا۔ سنگریلا نے اس سے اور منیجر سے کہا "تم دونوں زندہ رہنا چاہتے ہو تو میرے آگے چلو اور مجھے ہوٹل کے باہر چھوڑ آؤ۔ ریوالور میری جیب میں رہے گا۔ میری مرضی کے خلاف کوئی حرکت کروگے تو ان کی طرح تم دونوں کی لاشیں بھی گریں گی۔"

وہ اس کے حکم کی تعمیل پر مجبور تھے۔ میں کاؤنٹر کلرک کے ذریعے ہوٹل کے کچھ لوگوں کے دماغوں میں پہنچنے لگا۔ یہ معلوم کرنے لگا کہ وہاں کتنے افراد کے پاس اسلحہ ہے۔ امیر کبیر لوگ اپنی حفاظت کے لیے اسلحہ رکھتے ہیں۔ میں نے ایسے دو رئیس آدمیوں کو اپنا آلۂ کار بنایا۔ پہلے ان میں سے ایک کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اگر ناکامی ہوتی تو میں دوسرے آلۂ کار کو استعمال کرتا۔

سنگریلا جیب میں ریوالور رکھے پولیس افسر اور ہوٹل کے منیجر کے ساتھ لفٹ کے ذریعے گراؤنڈ فلور پر آیا۔ وہ دونوں اس کے حکم کے مطابق ایک ساتھ آگے چل رہے تھے۔ وہ ان کے پیچھے تھا۔ میں نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے اسے دیکھا۔ وہ استقبالیہ کاؤنٹر کے سامنے سے گزر کر جانے لگا۔ تب ہی میں نے آلۂ کار کے ذریعے نشانہ لے کر فائر کیا۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ اسے گولی لگی۔ وہ اچھل کر فرش پر گرا۔ اپنی جیب سے ریوالور نکالنے لگا۔ میں نے دوسری گولی اس کے ہاتھ پر ماری۔ پہلی گولی اس کی پشت پر لگی تھی۔ وہ بڑا سخت جان تھا۔ دو گولیاں کھا کر فرش پر لڑھکتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے ریوالور نکالنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے دوسرے ہاتھ پر پھر ایک گولی ماری۔ اب اس کے دونوں ہاتھ کام نہیں کررہے تھے۔ وہ گھٹنوں کے بل اٹھا۔ اب میں اس کی کھوپڑی کا نشانہ لے رہا تھا۔ اس سے پہلے ہی وہ اچھل کر کھڑا ہوا۔ ایک گولی اس کے سر پر لگتی تو اس کا کام تمام ہوجاتا۔

میں نے اس کے سر کا نشانہ لیا۔ اسی وقت وہ فضا میں اچھل کر پنکھے کی طرح گردش کرتا ہوا دروازے کی طرف جانے لگا۔ میں نے اس پر تین فائر کیے۔ ریوالور میں تین ہی گولیاں رہ گئی تھیں۔ وہ اتنی تیزی سے گردش کرتا ہوا دروازے کے باہر گیا کہ میرا نشانہ خطا ہوگیا۔ میں نے دوسرے آلۂ کار کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کے لباس سے ریوالور نکال کر اسے دروازے کی طرف دوڑایا۔ وہ دوڑتا ہوا ہوٹل کے باہر آیا۔ دور ایک کار احاطے کے گیٹ سے باہر جارہی تھی۔ سنگریلا فضا میں گردش کرتا ہوا اس کار کی چھت پر جاکر کھڑا ہوگیا تھا۔ وہ کار گیٹ کے باہر مڑ گئی تھی اور وہ نظروں سے اوجھل ہوچکا تھا۔

میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس وقت وہ فضا میں گردش کرتا ہوا اس کار کی چھت سے ایک ٹرک کے پچھلے حصے میں پہنچ گیا تھا۔ اس نے کہا "جیو فرہاد! میرے زخم بھرنے تک جیو۔ پہلے مقابلے میں سمجھ گیا ہوں کہ تم لوہے کے چنے ہو۔ آئندہ دوسرے انداز سے نمٹنے آؤں گا۔ تم زندہ رہو گے۔ صرف میرے ہاتھوں سے مرنے کے لیے زندہ رہو گے۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ وہ عجیب و غریب انسان تھا۔ پتا نہیں کوئی جن یا بھوت تھا۔ اس قدر زخمی ہو کر نہ تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ نہ کمزوری محسوس کررہا تھا۔ اس کے برعکس ایک نارمل شخص کی طرح سانس روک کر میری سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ سے نکال رہا تھا۔

فائرنگ کے باعث ہوٹل میں افراتفری پھیل گئی تھی۔ رات کے وقت گراؤنڈ فلور میں کم لوگ تھے۔ عورتیں اور بچے نہیں تھے۔ اس لیے جلد ہی لوگوں کو سمجھا بجھا کر یقین دلایا گیا تھا کہ فائرنگ مزید نہیں ہوگی کیونکہ مجرم فرار ہوگیا ہے۔ پولیس افسر اس شخص کو شاباشی دے رہا تھا، جو میرا آلۂ کار بن کر سنگریلا کو زخمی کرتا رہا تھا۔ اس طرح اس نے پولیس افسر اور منیجر کی جان بچائی تھی۔

وہ شخص حیران ہو کر کہہ رہا تھا کہ وہ نہیں جانتا، اچانک اس نے کیوں فائرنگ کی تھی جبکہ وہ مجرم کو پہچانتا نہیں تھا۔ اس کے اس بیان پر پولیس والوں نے اور ہوٹل والوں نے جو بھی رائے قائم کی ہو، میں نے کسی کی رائے نہیں سنی۔ وہاں سے ڈمی فرہاد کے پاس آکر اسے تمام واقعات سنائے۔ اس نے سننے کے بعد کہا "سر! سنگریلا تو انتہائی خطرناک دشمن ہے۔ یہ آپ تھے کہ اپنی حکمتِ عملی سے بچ گئے اور اسے زخمی کردیا۔ کیا آپ پھر اس کے دماغ میں جاکر اس کے اندر زلزلہ پیدا کرکے اسے ختم کرسکیں گے؟"

"نہیں۔ وہ حیرت انگیز قوتِ برداشت رکھتا ہے۔ دماغ بھی فولادی ہے۔ مہاگرو پانڈے کی طرح اس کے دماغ میں بھی زلزلے کا اثر نہیں ہوگا۔"

"آپ چند منٹ یا چند سیکنڈ کے لیے جاسکتے ہیں۔ یہ معلوم کرسکتے ہیں کہ وہ فرار ہونے کے بعد کہاں پناہ لے رہا ہے۔"

"میں کوشش کروں گا کہ اس کے قریب رہنے والے کسی فرد کو آلۂ کار بناؤں اور اس کے اندر رہ کر سنگریلا کی مصروفیات معلوم کرتا رہوں۔ کیا تم نے اور ثمرینہ نے میک اپ تبدیل کیا ہے؟"

"جی ہاں۔ کوئی دشمن ہمیں پہچان نہیں سکے گا۔"

"اس پُراسرار سیکرٹ ایجنٹ نے چیلنج کیا تھا کہ آئندہ جو درندے قاتل میرے مقابلے پر آئیں گے، وہ ایسی عجیب و غریب صلاحیتوں کے حامل ہوں گے کہ مجھے کسی چیونٹی کی طرح مسل دیں گے۔"

"خدا آپ کو لمبی عمر دے لیکن سنگریلا کی آمد بتا رہی ہے کہ آئندہ ایسے نہ جانے کتنے خطرناک دشمن آنے والے ہیں۔"

"موت معمولی ہو یا بہت اذیت ناک ہو، وہ تو ایک دن آنی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ میں مقررہ وقت سے پہلے نہیں مروں گا۔ ویسے آج ایک بات کا افسوس ہو رہا ہے کہ ایک ہوٹل کے ملازم کو آلۂ کار بنا کر سنگریلا سے نہ بچا سکا۔"

"سر! یہ محض ایک اتفاق تھا ورنہ آپ پہلے اپنے آلۂ کاروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر اپنی فکر کرتے ہیں۔"

"سنگریلا سے پہلی بار نمٹ کر یہ سمجھ گیا ہوں کہ آئندہ تمہیں اور ثمرینہ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ تم دونوں کو افغانستان نہیں جانا چاہیے۔"

"سر! پلیز آپ ایسا فیصلہ نہ کریں۔ مجھے پہلی بار آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ پلیز مجھے کچھ سیکھنے کا موقع دیں۔"

"اور بھی مواقع آئیں گے۔ میں تمہیں کسی دوسری مہم پر

روانہ کروں گا۔ فی الحال ثمرینہ کو لے کر پیرس چلے جاؤ۔ میں افغانستان جا کر تمہاری یا کسی کی بھی حفاظت کی ذمے داری قبول کروں گا تو ذہنی دباؤ میں رہوں گا۔ اپنے علاوہ اپنوں کی حفاظت کی بھی فکر لاحق رہے گی۔ لہٰذا بحث نہ کرو۔ یہاں سے جب چاہو، کسی بھی ملک میں جاؤ لیکن افغانستان کا رخ نہ کرو۔"

میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ پُراسرار سیکرٹ ایجنٹ کی پہلی ٹیم افغانستان میں فنا ہو چکی تھی۔ دوسری ٹیم کا سرغنہ سنگریلا ازبکستان میں کچھ عرصے کے لیے ناکارہ ہو گیا تھا۔ آئندہ تیسری ٹیم میرے مقابلے پر آنے والی تھی۔ مجھے اس کا انتظار نہیں تھا۔ زندگی گزارنے والے دن رات موت کا انتظار نہیں کرتے۔ اگر ایسا کریں تو جینا محال ہو جائے۔ کچھ قدرتی طور پر بھی موت کو نظر انداز کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ میری بھی یہی عادت تھی۔ موت محبوبہ بن کر آئے یا دشمن بن کر، جب آئے گی تو دیکھا جائے گا۔

ویسے محبوبہ بن کر ثمرینہ بھی میری زندگی میں آنے کی ضد کر رہی تھی۔ میں نے اس کی ضد پوری کر دی۔ جیسا فرہاد وہ چاہتی تھی، میں نے ویسا ہی فرہاد اس کے حوالے کر دیا تھا۔ مجھے اتنا موقع نہیں ملا کہ میں ثمرینہ کے خیالات پڑھتا اور یہ معلوم کرتا کہ وہ ڈمی فرہاد کو پا کر مطمئن ہو چکی ہے یا نہیں؟ مجھے اتنی فرصت بھی نہیں ملی کہ میں اپنی ڈمی سے پوچھ لیتا کہ ثمرینہ کے ساتھ اس کا وقت کیسے گزر رہا ہے؟

ڈمی فرہاد نے میرے موبائل فون پر رابطہ کیا۔ میں نے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟"

"سر! میں ابھی ہوٹل میں آیا ہوں۔ یہاں کمرے میں ثمرینہ نہیں ہے۔ میں نے اس کے موبائل پر رابطہ کرنا چاہا تو رابطہ نہیں ہوا۔ اس نے موبائل بند کر رکھا ہے۔"

"اس نے ایسا کیوں کیا؟ تم سے ناراض ہو گئی تھی؟"

"ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو اس کی خوشی پر خوش تھا۔ وہ ہوٹل میں پہلی بار صرف چند سیکنڈ کے لیے قریب آ کر دور ہو گئی تھی اور کچھ الجھی ہوئی سی رہنے لگی تھی۔ میں نے اس کے قریب جانا چاہا تو اس نے کہا۔ جب تک نکاح نہ پڑھایا جائے، ہمیں ایک ساتھ رہتے ہوئے بھی دور رہنا چاہیے۔"

میں نے پوچھا "تم نے یہ باتیں مجھے کیوں نہیں بتائیں؟"

"سر! یہ ہمارا اور آپ کا ذاتی معاملہ ہے۔ آپ اہم معاملے میں الجھے ہوئے تھے۔ میں نے سوچا، بعد میں ثمرینہ کے رویّے پر بات کروں گا۔ آپ نے مجھے ثمرینہ کے ساتھ کسی دوسرے ملک میں جانے کو کہا۔ مجھے امید نہیں تھی کہ وہ میرے ساتھ کہیں جائے گی۔ میں نے سوچا، جب وہ انکار کرے گی تو آپ کے سامنے اس کا مسئلہ پیش کروں گا۔ اب یہاں ہوٹل آ کر دیکھا ہے تو وہ موجود نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔"

میں ثمرینہ کے دماغ میں پہنچا۔ وہ ایک ہوٹل کے کمرے میں بستر پر لیٹی ہوئی سوچ میں گم تھی۔ میں اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ جب میں نے پہلی بار ڈمی فرہاد کو اس کے پاس بھیجا تھا تو اس نے خوش ہو کر دروازہ کھول کر اس سے کہا تھا "تم خواہ مخواہ بزرگ بن کر مجھ سے کتراتے رہے ہو۔ میں شرم کو بالائے طاق رکھ کر تمہارے اتنے قریب آ گئی ہوں۔"

وہ ڈمی فرہاد کے بالکل قریب آ گئی تھی پھر ڈمی فرہاد نے اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ اس وقت میں وہاں سے چلا آیا تھا۔ ان کے تنہا رنگین لمحات گزرنے کے دوران میں مجھے وہاں نہیں رہنا چاہیے تھا۔

لیکن میری توقع کے مطابق وہاں رنگین لمحات نہیں گزرے۔ ثمرینہ نے اس کے بازوؤں میں آتے ہی کچھ اجنبیت محسوس کی۔ اس نے دو راتیں اور تین دن میرے ساتھ پیجیرو میں سفر کرتے ہوئے گزارے تھے۔ کبھی میں پچھلی سیٹ پر سونے جاتا تو وہ ڈرائیو کرتی تھی۔ اور کبھی وہ سونے جاتی تو میں ڈرائیو کرتا رہتا تھا۔ ہمارا زیادہ وقت اگلی سیٹوں پر ایک دوسرے کے قریب بیٹھ کر گزرتا تھا۔ موسم کبھی سرد ہوتا تھا اور کبھی تیز دھوپ کے باعث پسینہ آتا تھا۔ اس نے قریب رہ کر میرے پسینے سے آشنائی کی تھی۔ شعوری یا غیر شعوری طور پر میرے پسینے کی مہک کو دل و دماغ میں جذب کر لیا تھا۔ ڈمی فرہاد کے بازوؤں میں جا کر اس نے لاشعوری طور پر وہ مہک محسوس نہیں کی، جو اس کے اندر سمائی ہوئی تھی۔ اس لیے فوراً ہی اس کے بازوؤں سے الگ ہو گئی۔

ڈمی نے پوچھا "کیا ہوا؟ اتنی محبت سے پاس آ کر دور ہو رہی ہو؟"

وہ الجھن میں پڑ گئی تھی۔ غور سے اس کے چہرے کو دیکھ کر سوچ رہی تھی "کیا یہ میرا وہی محبوب ہے؟ کچھ پرایا سا کیوں لگ رہا ہے؟"

ڈمی نے پوچھا "مجھے ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟ کیا سوچ رہی ہو؟"

وہ بولی "تم تو سوچ پڑھ لیتے ہو۔ میری الجھن کو سمجھو اور مجھے سمجھاؤ۔ میں قریب آ کر بے اختیار دور کیوں ہو گئی ہوں؟"

ڈمی بھی الجھ کر رہ گیا۔ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا۔ اس کے اندر کے احساسات کو سمجھ نہیں سکتا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے میں اسے ذہانت اور حاضر دماغی سے کام لینا سکھایا گیا تھا۔ اس نے ثمرینہ کے دینی جذبوں سے کھیلتے ہوئے کہا "تم ایک مسلمان عورت ہو۔ تمہارے لاشعور میں یہ بات ہے کہ شادی کے بعد ہمیں ایک دوسرے کے قریب آنا چاہیے۔"

"یہ درست ہے مگر میں یہ نہیں سوچ رہی تھی۔"

"انسان اپنی شعوری سوچ کو سمجھتا ہے۔ میں تو تمہارے خیالات پڑھ کر تمہارے غیر شعوری احساسات بتا رہا ہوں۔

پوری سوچ پوچھنا چاہتی ہو تو وہ سوچ یہ ہے کہ مجھے اپنا سمجھنے کے باوجود ایک پرایا مرد سمجھ کر جھجک رہی ہو۔"

وہ بولی "ہاں یہی بات ہے۔ میں تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں۔ اس کے باوجود تم نامحرم ہو۔ میں نکاح پڑھانے کے بعد تمہارے قریب آسکوں گی۔"

اس طرح وہ اس سے دور ہوئی تو پھر اس کے قریب نہیں آئی۔ میں اس کے خیالات پڑھ کر اس کی کشمکش کو سمجھ رہا تھا۔ اس نے کئی بار خود کو ڈمی کے پاس جانے پر مائل کرنے کی کوشش کی مگر دل اس کی طرف نہیں کھنچ رہا تھا۔ میری قربت سے دل بے اختیار چاہتا تھا کہ مجھے چھو لے۔ مجھے پکڑ لے اور میری دھڑکنوں سے لگ جائے۔ اب ایسا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہو رہا تھا۔

آخر اس نے سوچا کہ ڈمی سے دور ہو جائے۔ اس کشمکش سے نجات حاصل کر لے، جو اس کے ساتھ رہنے سے ہوتی ہے۔ اسی لیے وہ اچانک ڈمی کی غیر موجودگی میں اس ہوٹل کو چھوڑ کر دوسرے ہوٹل میں چلی آئی اور یہ طے کر لیا کہ میں اس سے دماغی رابطہ کروں گا تو وہ بات کرے گی ورنہ خطرات کا سامنا کرنے افغانستان چلی جائے گی۔

میں نے پوری طرح اس کے خیالات پڑھ کر اسے مخاطب کیا تو وہ چونک گئی پھر بولی "تم؟ کیا تم دیکھنے آئے ہو کہ میں کہیں مر تو نہیں گئی؟ تمہاری سوچ کی لہریں میرے دماغ میں پہنچ گئی ہیں۔ یقین کر لو کہ میں زندہ ہوں مگر تمہارے لیے نہیں۔ میں اپنے وطن جا کر اپنی زمین پر مرنے کے لیے زندہ ہوں۔"

"تمہیں اتنا غصہ کیوں آ رہا ہے؟"

"میں ایک ایک پل گن رہی ہوں۔ تم چار دن چھ گھنٹے پندرہ منٹ اور پانچ سیکنڈ کے بعد میرے دماغ میں آئے ہو اور اتنا وقت گزرنے تک جسمانی طور پر مجھ سے دور رہے ہو۔"

"تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ میں جسمانی طور پر تمہارے قریب نہیں تھا۔"

"یہ میرے اندر کی محبت کرنے والی عورت کہتی ہے کہ جس سے میں ٹوٹ کر محبت کرتی ہوں، وہ میرے پاس نہیں رہا۔ میرے دل نے کبھی اس کے لیے کشش محسوس نہیں کی۔ دماغ کہتا رہا کہ کھلونا دے کر بہلائی جا رہی ہوں۔ میں جس کا ہاتھ پکڑ کر منزل تک پہنچنا چاہتی تھی اس نے منزل تک پہنچانے کا فریب دیا۔ وہ میری خیال کی طرح تھا مگر میری منزل نہیں تھا۔ کیا میں جھوٹ کہہ رہی ہوں؟"

میں نے کہا "نہیں۔"

"تم نے ایسا کیوں کیا؟"

"میں اور کیا کرتا۔ تمہیں طرح طرح سے سمجھایا۔ اپنی اور تمہاری عمر کا فرق بتایا۔ دنیا داری کا حوالہ دیا کہ میرے بیٹے ہیں، بہوئیں ہیں، پوتے اور پوتیاں ہیں۔ ان کے سامنے تمہاری جیسی جوان دوشیزہ کو اپنی شریکِ حیات بناؤں گا تو وہ میرے منہ پر مجھے "بڈھا گھوڑا لال لگام" نہیں کہیں گے۔ وہ میرا احترام کرتے ہیں لیکن میرا ضمیر مجھے طعنے دے گا۔ میں اپنے بچوں سے آنکھیں نہیں ملا سکوں گا۔"

"تم درست کہتے ہو۔ تم نے مجھے ہر پہلو سے سمجھانے کی کوشش کی۔ میں سمجھ نہ سکی لیکن جب تم نے اپنے نام اور اپنے قد و قامت کا کھلونا بھیجا تو میں مان گئی کہ تم بہت مجبور ہو۔ مجھے چاہتے بھی ہو۔ تم نے میرے خواب پورے کرنے کے لیے بالکل ویسے ہی فرہاد کو تعبیر کے طور پر بھیج دیا تاکہ میرا دل نہ ٹوٹے اور میں ساری زندگی تمہارے نام اور تمہارے قد و قامت والے محبوب سے بہلتی رہوں۔ تم نے مجھے دھوکا بھی دیا اور میری بہتری بھی چاہی۔ بہرحال میں سمجھ گئی ہوں اس لیے تمہارے راستے سے ہٹ گئی ہوں۔ اب تمہارا بھی یہ فرض ہے کہ مجھ سے دماغی رابطہ نہ رکھو۔ خدا کے لیے چلے جاؤ۔"

"میں تمہیں چھوڑ دوں تاکہ تم بے موت مرنے کے لیے افغانستان واپس جاؤ۔"

"مرنا تو کہیں بھی ہے پھر میں اپنے وطن کی مٹی میں کیوں نہ مروں؟"

"تم تنہا افغانستان نہیں جاؤ گی۔"

"تم مجھے روکنے ٹوکنے کے حقوق سے محروم ہو گئے ہو۔ حقوق جتانے سے پہلے حق دار بننا پڑتا ہے۔"

"ثمرینہ! تم نہیں جانتی ہو۔ عالمی سطح کے شاطروں اور قاتلوں تک تمہاری تصویریں پہنچائی گئی ہیں۔ انہیں بتایا گیا ہے کہ تمہارے ساتھ جو بہروپیا ہو گا، وہ فرہاد علی تیمور ہی ہو گا۔"

"چلو اچھا ہے۔ اب وہ میرے ساتھ تمہیں کبھی نہیں دیکھ پائیں گے۔"

"اگر انہوں نے مجھے تمہارے ساتھ نہیں دیکھا تو تم پر ظلم و ستم کی انتہا کریں گے۔ تم سے میری خفیہ پناہ گاہ کا پتا معلوم کرنا چاہیں گے۔"

"میں ظلم و ستم برداشت کرتے کرتے مر جاؤں گی مگر ان کے سامنے تمہارا نام زبان پر نہیں لاؤں گی۔"

"کیا تم سمجھتی ہو کہ میں تم پر ظلم ہوتے دیکھوں گا؟ وہ تمہیں ہاتھ بھی لگائیں گے تو میں ان کے ہاتھ توڑنے پہنچ جاؤں گا۔"

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ تمہارے ان الفاظ کے پیچھے میرے لیے کتنی محبت چھپی ہے؟"

میں اس کی بات کا جواب نہ دے سکا۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر میں نے کہا "ابھی جہاں ہو، وہیں رہو۔ میں کسی وقت آؤں گا۔ کیا تم میک اپ میں ہو؟"

"نہیں۔ میں نے میک اپ اتار دیا ہے۔"

"ایسی حماقت نہ کرو۔ ابھی کہہ چکا ہوں کہ تمام دشمنوں کے

پاس تمہاری تصویریں ہیں۔ تمہیں میک اپ میں رہنا چاہیے۔"
"یہاں میرے پاس میک اپ کا سامان نہیں ہے اور نہ ہی مجھے چہرے میں تبدیلیاں کرنی آتی ہیں۔"
"تم میرے آنے تک ہوٹل سے باہر نہ نکلو۔ میں جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔ دیر بھی ہو سکتی ہے۔"
میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر ڈی فرہاد سے رابطہ کیا پھر اس سے کہا "ثمرینہ سے میری بات ہو چکی ہیں۔ وہ سمجھ گئی ہے کہ تم فرہاد نہیں ہو۔ اس لیے تم بابا صاحب کے ادارے میں واپس جاؤ۔"
"سر! میں چلا جاؤں گا۔ ابھی آپ سے فون پر رابطہ کرنے والا تھا۔ میں جس ہوٹل میں ثمرینہ کے ساتھ تھا' وہاں ایک شخص کاؤنٹر پر ثمرینہ کی تصویر دکھا کر پوچھ رہا تھا۔ کیا یہ لڑکی اس ہوٹل میں ہے؟ کاؤنٹر گرل نے کہا' اس کا قیام ہوٹل میں نہیں ہے لیکن یہ ہوٹل میں نظر آئی تھی۔ دو گھنٹے پہلے لفٹ سے باہر آکر ہوٹل کے باہر گئی تھی۔"
میں سمجھ گیا۔ ثمرینہ پہلے کسی میک اپ میں ڈی فرہاد کے ساتھ اس ہوٹل میں قیام کرنے آئی تھی پھر اس نے میک اپ اتار دیا تھا۔ ڈی فرہاد کا ساتھ چھوڑنے کے لیے اپنے کمرے سے نکل کر لفٹ کے ذریعے نیچے آکر ہوٹل کے باہر گئی تھی۔
میں نے ڈی سے پوچھا "اس شخص کا حلیہ بتاؤ' جو ثمرینہ کو تلاش کر رہا ہے۔"
"وہ اچھا خاصا باڈی بلڈر ہے۔ چالیس پینتالیس برس کے درمیان عمر ہوگی۔ انگریز ہے۔ چہرے سے ظالم اور بے رحم نظر آتا ہے۔ اس نے کاؤنٹر گرل کو اپنا موبائل فون نمبر دیا ہے۔ اس سے کہا ہے کہ اس نے کئی ہوٹلوں اور پرائیویٹ کاٹجوں کے مالکان کو ثمرینہ کی تصویر دکھائی ہے اور اپنا فون نمبر دیا ہے۔ یہ لڑکی جہاں بھی نظر آئے' اسے فون پر اطلاع دی جائے۔ اس نے خود کو انٹرپول کا ایک افسر ظاہر کیا ہے۔"
"کیا وہ شخص ہوٹل سے جا چکا ہے؟"
"جی ہاں۔ کہیں جا رہا ہے اور میں اپنی رینٹڈ کار میں اس کا تعاقب کر رہا ہوں۔"
میں نے کہا "ثمرینہ ہوٹل العزیزی میں ہے۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔ کوئی خاص بات ہو تو مجھ سے رابطہ کرنا۔"
میں اس کے دماغ سے نکل کر ایک پرائیویٹ کاٹیج سے باہر آیا پھر رینٹڈ کار میں بیٹھ کر ثمرینہ کے پاس جانے لگا۔ ایسے ہی وقت ڈی فرہاد نے میرے موبائل فون پر کہا "سر! وہ خود کو انٹرپول کا افسر کہنے والا ہوٹل العزیزی کے احاطے میں داخل ہو رہا ہے۔ شاید اس ہوٹل کے کسی فرد نے اسے فون پر بتایا ہو کہ ثمرینہ وہاں ایک کمرے میں ہے۔"
میں نے کہا "میں اس ہوٹل سے ذرا دور رہوں مگر خیال خوانی کے ذریعے ثمرینہ کے پاس رہوں گا۔ تم دور ہی دور سے اس دشمن پر نظر رکھو۔"
میں نے فون بند کر کے ثمرینہ سے کہا "ثمرینہ! فوراً اپنے ضروری سامان کا بیگ اٹھاؤ۔ باقی سامان چھوڑ دو۔ وہاں تمہارے لیے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ ہوٹل سے نکلنے کے لیے لفٹ استعمال نہ کرو۔ ایمرجنسی زینے سے نکلو۔ میں ہوٹل کے پیچھے پہنچنے والا ہوں۔"
وہ میری ہدایت کے مطابق ایک بیگ میں جلدی جلدی ضروری سامان رکھنے لگی۔ میں نے کہا "دیر نہ کرو۔ دشمن ہوٹل میں آ چکا ہے۔ فوراً نکلو۔"
وہ بیگ لے کر کمرے سے نکلی۔ تیزی سے چلتی ہوئی ایمرجنسی زینے پر آئی پھر دوڑنے کے انداز میں ساتویں فلور سے نیچے اترنے لگی۔ زینے پر چڑھتے وقت دشواری ہوتی ہے۔ اترتے وقت نہیں ہوتی لیکن دوڑنے کے باعث وہ ہانپنے لگی۔ ساتویں فلور سے اترنے میں بھی کچھ وقت لگتا ہے۔ جب وہ گراؤنڈ فلور والے زینے پر پہنچی تو ایک دم سے ٹھٹک گئی۔ زینے کے نچلے پائدان پر ازبکستان کے دو باشندے ہاتھوں میں ٹی ٹی لیے کھڑے تھے۔
ان میں سے ایک نے مسکراتے ہوئے کہا "ہمیں گولی مارنے کے لیے کہا گیا ہے کیونکہ تمہارا یار دماغوں میں پہنچ جاتا ہے۔ میں انگریزی نہیں ازبک بول رہا ہوں۔ تم تو یہ زبان سمجھ رہی ہوگی۔"
اسے یقین تھا کہ میں ان کی مقامی زبان نہیں جانتا ہوں۔ دوسرے نے پوچھا "وہ دماغوں میں پہنچنے والا یار کہاں ہے؟ اگر کہیں سے چھپ کر ہم پر گولی چلائے گا تو ہم تمہیں گولی ماردیں گے۔"
"ہمارا باس تمہارے یار سے زیادہ چالاک ہے۔ اس نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ ایمرجنسی زینے سے فرار ہو سکتا ہے۔"
بس وہ اتنی ہی باتیں کرنے کے لیے زندہ تھے۔ میں نے ایک کے دماغ پر قبضہ جما کر دوسرے کو گولی ماری پھر اس کی زبان سے کہا "ثمرینہ! میں فرہاد بول رہا ہوں۔ میں نے جیسا کہا ہے ویسا ہی کرو۔ ہوٹل کے پچھلے گیٹ کے باہر میرا انتظار کرو۔"
یہ کہہ کر میں اسے دوڑاتا ہوا ہوٹل کے اس حصے میں لے گیا جہاں لفٹ تھی۔ ان کا باس لفٹ کے اندر جانا چاہتا تھا مگر فائرنگ کی آواز سن کر رک گیا تھا۔ اپنے ایک ماتحت سے کہہ رہا تھا "فائرنگ کی آواز ایمرجنسی زینے سے آئی ہے۔ فوراً جا کر دیکھو۔ وہ فرار نہ ہونے پائے۔"
اس کا ماتحت دوڑتا ہوا ادھر آ رہا تھا۔ میرا آلۂ کار دوڑتا ہوا ادھر جا رہا تھا۔ دونوں ایک جگہ ملے۔ ماتحت نے پوچھا "کیا بات ہے؟ کس نے گولی چلائی ہے؟"
اس نے ٹی ٹی کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا "میں نے...."
پھر اس نے ٹریگر دبایا۔ گولی چلی۔ ایک چیخ ابھری پھر وہ دوڑتا ہوا لفٹ کی طرف جانے لگا۔ ان کے باس کو خطرے کا یقین ہو گیا۔ اس نے لفٹ کا بٹن دبایا۔ لفٹ کے اوپر بدلتے ہوئے نمبروں سے پتا چلا کہ لفٹ دسویں فلور سے آ رہی ہے۔ اس نے سوچا' دیر ہو جائے گی۔ کہیں جا کر چھپ کر حالات کو سمجھنا چاہیے۔
وہ پلٹ کر جانا چاہتا تھا پھر اپنے ازبک ماتحت کو دوڑ کر آتے ہوئے دیکھ کر رک گیا۔ اس سے پوچھا "کیا بات ہے؟ کیا وہاں فرہاد ہے؟"
میرے آلۂ کار نے ٹی ٹی سے نشانہ لے کر کہا "فرہاد یہاں ہے۔"
اس نے ایک گولی اس کی ٹانگ پر اور دوسری گولی بازو پر ماری۔ اب نہ وہ بھاگ سکتا تھا اور نہ دائیں ہاتھ سے فائرنگ کر سکتا تھا۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ کر فرش پر آ گیا تھا۔
ہوٹل میں جو بھگدڑ ہو رہی تھی' وہ ایک الگ سی بات ہے۔ ہمیں اس افراتفری سے کچھ نہیں لینا تھا۔ میں اس انگریز دشمن کے دماغ میں پہنچ گیا' جو باس کہلاتا تھا۔
اس کا نام ڈی فروزو تھا لیکن وہ بگ باس نہیں تھا۔ ان کے بگ باس کا نام جیفری ہنٹر تھا۔ عالمی سطح کے مجرموں کی ٹاپ لسٹ میں جیفری ہنٹر کا نام آتا تھا۔ اس نے پُراسرار سیکرٹ ایجنٹ سے میری ہلاکت کے لیے پیشگی رقم لی تھی۔ اس کے ریکارڈ میں یہ درج تھا کہ شکار کبھی اس کے ہاتھوں سے زندہ بچ کر نہیں نکلتا ہے۔ وہ بھی سنگریلا کی طرح خالی ہاتھ رہتا تھا اور اپنے شکار سے آنکھ مچولی کھیلتے کھیلتے اسے موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا۔
اور اس وقت بھی جیفری ہنٹر مجھ سے آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔ اپنے ماتحتوں کے ذریعے ہمیں ظاہر ہونے پر مجبور کر رہا تھا۔ جیسا کہ اس ہوٹل میں چھپی ہوئی ثمرینہ ظاہر ہو گئی تھی اور جیفری ہنٹر کو بھی معلوم ہو رہا تھا کہ میں ثمرینہ کے آس پاس موجود ہوں اور اس کی حفاظت کرتے ہوئے اس کے ماتحتوں کو جہنم میں پہنچا رہا ہوں۔
زخمی ہونے والے باس ڈی فروزو کے خیالات پڑھ کر معلوم ہوا کہ وہ فون کے ذریعے اپنے بگ باس جیفری ہنٹر سے رابطہ رکھتا ہے۔ جب اسے معلوم ہوا کہ ثمرینہ اس ہوٹل میں ہے تو اس نے فون کے ذریعے جیفری ہنٹر کو بتایا تھا کہ اس نے ثمرینہ کا سراغ لگا لیا ہے۔ وہ ہوٹل العزیزی کے ایک کمرے میں ہے۔ اس کے ساتھ یقیناً فرہاد ہو گا۔
ہنٹر نے جواب میں کہا تھا "میں آ رہا ہوں۔ اس ہوٹل سے ذرا فاصلے پر رہوں گا۔ تم بڑی احتیاط سے انہیں ٹریپ کرو۔ اگر فرہاد تمہارے سامنے سے فرار ہو گا تو میں ہوٹل کے سامنے دوربین سے دیکھتا رہوں گا۔ پھر اس کا تعاقب کروں گا۔"
میں ہوٹل کے پچھلے حصے میں پہنچ گیا۔ ثمرینہ انتظار کر رہی تھی۔ میں نے اسٹیئرنگ کا دروازہ کھول کر کہا "تم ڈرائیو کرو۔ میں خیال خوانی میں مصروف رہوں گا۔"
میں ساتھ والی سیٹ پر آ گیا۔ وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر کار اسٹارٹ کر کے تیزی سے ڈرائیو کرنے لگی۔ میں نے زخمی ڈی فروزو سے اس کے بگ باس کا فون نمبر معلوم کیا تھا۔ میں نے اپنے موبائل فون پر وہ نمبر ملائے۔ اسے کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی "ہیلو؟ کون ڈی فروزو تم ہو؟"
میں نے کہا "تمہاری آواز ایسی ہے جیسے ریگ مال کو زنگ آلود لوہے پر رگڑا جا رہا ہے۔"
اس نے غرا کر کہا "کون ہو تم؟"
"میں کون ہوں' یہ جیفری ہنٹر کو بتاؤں گا۔"
"میں ہنٹر بول رہا ہوں۔"
"میں صرف ہنٹر سے نہیں جیفری ہنٹر سے بات کروں گا۔"
وہ پھر غرا کر بولا "جیفری اور ہنٹر دو الگ نام نہیں ہیں۔ ایک ہی شخص کا یہ نام ہے اور وہ میں ہوں۔"
"ایک تو تمہاری آواز کرخت ہے۔ دوسرے غرا کر بول رہے ہو۔ تمہیں غصہ کیوں آ رہا ہے؟ کیا تمہیں ڈی فروزو نے اطلاع دی ہے کہ وہ زخمی کتے کی طرح ہوٹل کی لفٹ کے پاس پڑا ہے۔ باقی کتے مارے گئے ہیں۔"
جیفری ہنٹر نے سرد لہجے میں کہا "او اب سمجھا۔ تم فرہاد بول رہے ہو۔"
"تمہارا یہ ریکارڈ رہا ہے کہ تم اپنے شکار سے آنکھ مچولی کھیلتے کھیلتے اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے ہو۔ اس وقت بھی تم یہی کھیل کھیل رہے ہو۔ چلو میں بھی دیکھتا ہوں۔ تم مجھ سے چھپ کر مجھے اپنے سامنے نشانے پر آنے کے لیے مجبور کر رہے ہو اور میں تم سے چھپ کر تمہارا نشانہ لے رہا ہوں۔"
وہ حقارت سے بولا "تمہارے فرشتے بھی نہیں جانتے کہ میں ابھی کہاں ہوں۔"
"تم ابھی ہوٹل العزیزی کے سامنے کچھ فاصلے پر اپنی گاڑی میں بیٹھے دوربین سے دیکھ رہے ہو اور میری رائفل کے ٹارگٹ پر ہو۔ کیا میں اپنی انگلی رائفل کے ٹریگر پر رکھوں؟"
اچانک ادھر سے فون بند ہو گیا۔ وہ یقیناً گھبرا گیا ہو گا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ میری گفتگو کے ڈرامائی انداز کے باعث وہ یہ نہ سوچ سکا کہ اس نے خود ہی اپنے ماتحت ڈی فروزو سے کہا تھا کہ وہ ہوٹل کے سامنے کچھ دور اپنی گاڑی میں رہے گا اور دوربین سے دیکھتا رہے گا۔ اگر ثمرینہ اور فرہاد فرار ہوں گے تو اس کی نظروں میں رہیں گے اور وہ دونوں کا تعاقب کرے گا۔
وہ اپنی ہی باتیں بھول گیا تھا یا پھر یہ سمجھ نہ سکا کہ میں نے ڈی فروزو کے خیالات پڑھے ہیں۔ وہ یقیناً وہاں سے بھاگ رہا ہو گا۔ میں فون بند کر کے ہنسنے لگا۔ ثمرینہ نے مجھے کن انکھیوں سے دیکھا پھر کہا "تم اس وقت زندگی اور موت کے درمیان دشمنوں سے نمٹ رہے ہو اس لیے ابھی کچھ بولنا نہیں چاہتیں مگر تم سے ناراض

ہوں۔"

"مجھ سے کیوں ناراض ہو؟ تمہیں تو فرہاد صاحب سے ناراض ہونا چاہیے۔ میں تو ان کی ڈمی ہوں۔"

"میں افغانستان میں دن رات بند گاڑی میں اسی طرح ساتھ بیٹھ کر سفر کرتی رہی ہوں۔ اس وقت بھی بند گاڑی میں فرہاد علی تیمور کے ساتھ ہوں۔ میرے اندر کی محبت کرنے والی عورت کبھی دھوکا نہیں کھائے گی۔"

میں نے قریب ہو کر اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ لے جا کر شانے پر رکھا پھر مسکرا کر کہا "مجھے تمہاری دیوانہ وار محبت کا یقین آگیا ہے۔ میں آئندہ کبھی تمہیں دکھ نہیں پہنچاؤں گا۔"

وہ زیرِ لب مسکرانے لگی پھر بولی "ہاتھ ہٹاؤ۔"

میں نے پوچھا "کیوں؟"

"کچھ ہو رہا ہے۔ اسٹیئرنگ بہکے گا.... ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہے۔"

میں نے اس کے شانے پر سے ہاتھ ہٹایا پھر موبائل فون کو اٹھایا۔ ثمرینہ نے پوچھا "اب کسے فون کر رہے ہو؟"

"اسی جیفری ہنٹر کو سکھانا چاہتا ہوں کہ آنکھ مچولی کیسے کھیلی جاتی ہے؟"

میں نے خیال خوانی کے ذریعے ڈمی فرہاد سے پوچھا "کہاں ہو؟"

"سر! میں ایک ایسے شخص کا تعاقب کر رہا ہوں جو ہوٹل العزیزی کے سامنے تھوڑے فاصلے پر ایک گاڑی میں بیٹھا تھا اور دوربین سے ہوٹل کی طرف دیکھ رہا تھا پھر اچانک گاڑی اسٹارٹ کر کے تیز رفتاری سے کہیں جا رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے دشمنوں سے اس کا کوئی تعلق ہے۔"

میں نے کہا "شاباش۔ تم نے صحیح اندازہ لگایا ہے۔ اس کی گاڑی سے کتنے فاصلے پر ہو؟"

"جان بوجھ کر زیادہ فاصلہ رکھا ہے تاکہ اسے شبہ نہ ہو۔"

"اب اتنا فاصلہ رکھو کہ جیسے ہی میں فائرنگ کے لیے کہوں، تم اس کی گاڑی کے پچھلے پہیے پر فائر کر دینا۔"

میں نے موبائل فون سے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے جیفری ہنٹر نے پوچھا "ہیلو کون؟"

"میں ہوں آنکھ مچولی۔ تمہاری طرح آنکھ مچولی کھیلتے کھیلتے اپنے شکار کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہوں۔ سنبھل جاؤ۔ میں فائر کر رہا ہوں۔"

یہ کہتے ہی میں نے ڈمی فرہاد سے کہا "فائر!"

چند سیکنڈ کے بعد ہی فون کے ذریعے دھماکا سنائی دیا۔ میں نے اپنی ڈمی کے ذریعے دیکھا۔ گاڑی کا پچھلا پہیہ برسٹ ہونے کے باعث گاڑی بے قابو ہو کر فٹ پاتھ پر چڑھ کر شوکیس کا شیشہ توڑتی ہوئی ایک دکان کے اندر گھس گئی تھی۔

ڈمی فرہاد نے آگے جا کر اپنی کار روک لی۔ ویسے کتنی ہی گاڑیاں رک گئی تھیں۔ میں نے کہا "اس شخص کو چہرے سے پہچانو جس کے ہاتھ میں یا گلے میں دوربین ہوگی۔ اسے فرار نہ ہونے دو۔ زخمی کر دو یا مار ڈالو۔"

میں بولتے بولتے رک گیا۔ زوردار دھماکے سنائی دے رہے تھے۔ ثمرینہ نے میرے کہنے پر کار سڑک کے کنارے روک دی۔ ہم سے بہت دور دھماکے ہو رہے تھے۔ ڈمی فرہاد نے کہا "سر! اب تو اس کے جسم کے چیتھڑے بھی دکھائی نہیں دیں گے۔ اس کی گاڑی بارود اور ڈائنا مائٹ فروخت کرنے والی دکان میں گھس گئی تھی۔ دور تک دکانوں میں آگ پھیلتی جا رہی ہے۔"

میں نے کہا "ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ ثمرینہ نے پوچھا "ہم یہاں کیوں رکے ہوئے ہیں؟"

میں نے کہا "اس کار کے تمام شیشے کلرڈ ہیں۔ باہر والوں کو نظر نہیں آسکتا کہ اندر کیسے خاموش دھماکے ہو رہے ہیں۔"

یہ کہہ کر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ شیر کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔ اس کی کھینچا تانی کی عمر جاودانی ہوتی ہے۔

○☆○

نیلماں اور پورس ممبئی میں تھے مگر وہ الپا سے یہی جھوٹ کہہ رہا تھا کہ ایک ایسے ملک کے چھوٹے سے شہر میں ہے، جہاں ایک ویران سا ائرپورٹ ہے اور وہاں ہر پانچ دنوں کے بعد دو طیارے آتے ہیں۔ وہ پانچ دنوں کے بعد ہندوستان پہنچ کر اس کی بیٹی مونا کو اس کے حوالے کر دے گا۔

یوں جھوٹ بولتے بولتے تین دن گزر گئے تھے۔ الپا نے اس کے دماغ میں آکر کہا "میں نے مختلف ذرائع سے اپنی بیٹی کو ڈھونڈ نکالنے کی کوششیں کی ہیں مگر کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں گم ہو گئی ہے۔ اب مجھے پورا یقین ہے کہ تم نے ہی میری مونا کو حفاظت سے چھپا کر رکھا ہے۔ میں دعا مانگ رہی ہوں کہ تم جلد سے جلد ہندوستان پہنچ جاؤ۔"

"وہ تو میں پہنچ ہی جاؤں گا۔ تین دن گزر چکے ہیں۔ دو دنوں کے بعد جو بھی پہلا طیارہ آئے گا، میں اس میں سوار ہو جاؤں گا۔ ویسے تم ایک ماں ہو۔ تمہیں مجھ پر کبھی شبہ ہوگا۔ کبھی تم مجھ پر بھروسا کرنے پر مجبور ہو جاؤ گی۔"

"اب میں شبہ نہیں کروں گی۔"

"میری ایک بات مانو۔ کسی طرح معلوم کرو، پارس کوئی چال چل رہا ہوگا۔ اپنی بیٹی مونا کو بابا صاحب کے ادارے میں رکھ کر تمہیں اِدھر اُدھر بھٹکا رہا ہوگا۔"

"جب میری بیٹی تمہارے پاس ہے تو تم ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو؟"

"ایسی باتیں اس لیے کر رہا ہوں کہ تمہارے دل سے آخری شبہ بھی ختم ہو جائے۔"

"میں بہت پہلے پارس سے اپنی بیٹی کا مطالبہ کر چکی ہوں۔ اس کے باپ فرہاد سے رابطہ کرنا چاہا تو اس نے صاف کہہ دیا کہ میں اس خاندان کی بہو نہیں رہی ہوں۔ لہٰذا کبھی کسی معاملے میں ان لوگوں سے رابطہ نہ کروں۔ جس دن انہیں مونا ملے گی، وہ اسے اپنے پاس رکھ لیں گے کیونکہ اس پر باپ کا حق ہے۔ وہ پارس کا خون ہے۔"

"مونا انہیں نہیں، تمہیں ملے گی۔ وہ لوگ کبھی مجھ تک اور مونا تک نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"پورس، تم ہیرا ہو۔ جس دن میری بیٹی کو میرے حوالے کرو گے اس دن سے میری نظروں میں تمہاری قدر اور بڑھ جائے گی۔ میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہر مشکل وقت میں تمہاری مدد کروں گی۔"

"اس سے زیادہ مشکل وقت اور کیا آئے گا۔ مجھ سے ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں چھین لی گئی ہیں اور اس چھیننے والے پارس سے میں اس لیے انتقام نہیں لے سکتا کہ اس دشمن کا پتا ٹھکانا معلوم نہیں ہے۔ جس دن وہ سامنے آئے گا، میں اس کی بوٹی بوٹی کر کے اس کا پارسل بنا کر بابا صاحب کے ادارے میں بھیج دوں گا۔"

الپا نے کہا "تمام بڑے ممالک کے سربراہوں کو یہ خوش خبری سنائی گئی ہے کہ ثانی اور پارس کی شادی ہو گئی ہے۔ اس طرح یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ پارس بابا صاحب کے ادارے کے باہر کسی ملک میں ہے کیونکہ اس ادارے میں میاں بیوی کو ازدواجی زندگی گزارنے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔"

"پارس جیسے مردوں پر لعنت ہے جو گم شدہ بیٹی کو بھلا کر نئی شادیاں کرتے رہتے ہیں۔ اگر تم میرے لیے کوئی بہت بڑا کام کرنا چاہتی ہو تو کسی طرح یہ معلوم کرو کہ پارس کس ملک کے کس شہر میں ہے؟"

"میں تمہاری خاطر ہر ممکن کوشش کروں گی۔ آج ہی سے کوشش کروں گی۔ یہاں تک کہ پارس سے بھی دماغی رابطہ کروں گی۔ میں چاہتی ہوں کہ کچھ عرصے پہلے جس طرح تمہارا اور پارس کا ٹکراؤ ہوتا رہا، اسی طرح پھر وہی جوڑ توڑ شروع ہو جائے۔ اب وہ بھی ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے محروم ہے۔ تم اس سے اچھی طرح نمٹ سکو گے۔"

وہ تھوڑی دیر تک پورس سے باتیں کرتی رہی پھر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر سوچنے لگی۔ مجھ سے اور بابا صاحب کے ادارے سے اسے کھرا جواب مل چکا تھا اور اسے سختی سے کہا گیا تھا کہ وہ ہم سے کبھی کسی طرح سے رابطہ نہ کرے۔ ایسے کھرے جواب کے باعث اسے یقین کی حد تک شبہ ہوتا تھا کہ مونا ہمارے پاس ہے اور بابا صاحب کے ادارے میں اس کی پرورش ہو رہی ہے۔ وہ ادارہ ایسا تھا، جہاں کوئی دشمن اپنی گم شدہ چیز تلاش کرنے کے لیے وہاں قدم بھی نہیں رکھ سکتا تھا۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے پارس کو مخاطب کیا اور کہا۔

"میں الپا بول رہی ہوں۔"

پارس نے کہا "بھولی ہوئی ہو داستاں۔ کہاں تک سناؤ گی، کہاں تک سنوں گا۔ بس اتنا یاد ہے، جب تم مجھے چھوڑ کر جا رہی تھیں تو میں نے کہا تھا۔ ارے او بے مروّت ارے! او بے وفا! میں نے یہ فریاد کرتے وقت دوبار "ارے ارے" کہا۔ شاید تمہیں برا لگا۔ اسی لیے دو برس بعد آئی ہو۔"

"مجھے تمہاری کوئی بات بری نہیں لگتی۔ میں تمہیں ثانی سے شادی کی مبارک باد دینے آئی ہوں۔"

"پرانا مال ہو کر نیا مال حاصل کرنے کی مبارک باد دے رہی ہو۔ بڑے دل گردے والی ہو۔"

"مجھے پرانا مال کہہ کر میری انسلٹ کر رہے ہو۔ میں برا نہیں مانوں گی۔ تمہیں خوشی ملتی ہے تو میری اور انسلٹ کرو۔"

"یا اللہ خیر۔ بیویاں، خاوند کو چھوڑ کر جلیبی کی طرح سیدھی کیسے ہو جاتی ہیں؟ تمہاری باتوں میں، تمہارے لہجے میں کتنی عاجزی اور انکساری ہے۔ تم الپا ہی ہو نا؟ تمہیں گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیکھ چکا ہوں اس لیے یقین نہیں آرہا ہے۔"

"تمہیں کم از کم اس بات پر سنجیدہ ہونا چاہیے کہ میں دل سے مبارک باد دینے آئی ہوں۔"

"چلو سنجیدہ ہو جاتا ہوں۔ تم صرف مجھے ہی نہیں ثانی کے پاس جا کر اسے بھی مبارک باد دے سکتی ہو۔ اب مطلب کی بات کرو۔"

"تمہاری شادی کی خوشی میں خیرات مانگنے آئی ہوں۔ تم نے غریبوں اور محتاجوں کو خیرات دی ہوگی۔ آج میں ایک ماں بن کر جھولی پھیلا کر آئی ہوں۔"

"کیا تمہاری دماغی حالت درست ہے؟ میری ماں بن کر جھولی پھیلا رہی ہو؟"

"میں تمہاری نہیں اپنی مونا کی ماں بن کر بیٹی کی بھیک مانگ رہی ہوں۔"

"میں نے آج تک دیکھا، نہ سنا کہ بھیک مانگنے سے اولاد ملتی ہے۔ اولاد کے لیے تو اچھی خاصی محنت کرنی پڑتی ہے تب نتیجے کا انتظار شروع ہوتا ہے۔"

"فار گاڈ سیک۔ میری ممتا کا مذاق نہ اڑاؤ۔"

"تم کس گاڈ کے لیے فار گاڈ سیک کہہ رہی ہو۔ یہودی گاڈ کے لیے؟ عیسائی یا ہندو گاڈ کے لیے؟ یا مجھے میرے خدا کا واسطہ دے رہی ہو۔ اگر میرے خدا کا واسطہ دے رہی ہو تو مونا مسلمان ہے اور مسلمان رہے گی۔ ایک یہودی ماں، مسلمان باپ کی بیٹی کی بھیک کیوں مانگ رہی ہے؟"

"پلیز مذہبی بحث نہ چھیڑو۔ وہ ہم دونوں کی بیٹی ہے۔"

"ایک بیٹی بیک وقت یہودی اور مسلمان نہیں ہو سکتی۔ اپنا فیصلہ سناؤ۔ اس بچی کو کیا ہونا چاہیے؟ میرا فیصلہ ہے کہ وہ مسلمان ہے اور تاقیامت مسلمان رہے گی۔"

"تمہاری باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مونا تمہارے پاس ہے اور تم اپنے دین کے مطابق اس کی پرورش کر رہے ہو۔"

"یعنی تمہیں پوری طرح یقین نہیں ہے کہ مونا میرے پاس ہے؟ شاید اسے کسی اور نے چھپا رکھا ہے۔"

"تم قسم کھا کر اقرار کرلو کہ وہ تمہارے پاس ہے۔"

"کمال ہے۔ تمہیں پتا نہیں ہے کہ وہ میرے پاس ہے بھی یا نہیں؟ اور تم بیٹی کی بھیک مانگنے چلی آئی ہو۔ یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ تم سخت الجھن میں ہو۔ مونا کے لیے پتا نہیں کہاں کہاں بھٹک رہی ہو۔ کیا پورس کے پاس بھی گئی تھیں؟"

"میں نے کوئی دروازہ نہیں چھوڑا ہے۔ پورس یقین دلا رہا ہے کہ اس نے مونا کو بحفاظت ہندوستان میں ایک جگہ رکھا ہے۔ وہ ہندوستان پہنچنے کے بعد میری بیٹی میرے حوالے کردے گا۔"

"وہ تمہارے حالات سے فائدہ اٹھا کر تمہیں الو بنا رہا ہے۔ یقیناً تمہاری ٹیلی پیتھی سے فائدے اٹھا رہا ہوگا۔"

"مجھے بیٹی چاہیے۔ اس کے لیے تمہیں بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے فائدے پہنچا سکتی ہوں مگر تمہارا تو باپ ہی ٹیلی پیتھی کا شہنشاہ کہلاتا ہے۔"

"کیا مجھے بتاؤ گی کہ پورس تم سے کیسے فائدے اٹھا رہا ہے؟"

"اس کی باتیں اسی تک رہنے دو۔ تم یہ بتاؤ آج کل کہاں ہو؟ یہ تم اتنی دیر سے اندھیرے میں کیوں ہو؟ اور تمہارے آس پاس بڑی دیر سے خاموشی کیوں ہے؟"

"تم نے اتنی عمر گزار دی اور یہ نہیں سمجھ پا رہی ہو کہ میں کہاں ہوں۔ کیا یہ نہیں جانتیں کہ مرد شادی کے بعد کہاں جاتا اور رہتا ہے؟"

"شادی کے بعد مرد اپنی عورت کے ساتھ ہنی مون منانے سوئٹزر لینڈ جاتا ہے۔"

"ارے یہ کسی مردے سے پوچھو۔ وہ شادی کرنے کے بعد قبر میں جاتا ہے، اسی لیے میرے چاروں طرف اندھیرا اور خاموشی ہے۔"

"تم کسی بات کا سیدھا جواب کبھی نہیں دیتے ہو۔"

"سیدھا جواب اس لیے نہیں دیتا کہ مجھے سوال کرنے والوں کی نیت معلوم ہو جاتی ہے۔ تم میرے دماغ میں رہ کر آس پاس کی آوازیں سن کر اور میرے ذریعے کچھ دیکھ کر معلوم کرنا چاہتی ہو کہ میں کس ملک اور کس شہر میں ہوں۔"

"بہت زیادہ عقل مند نہ بنو۔ میں یہ معلوم کرکے کیا کروں گی کہ تم کہاں ہو؟ کیا تمہارے پاس آکر اپنی بچی چھین لوں گی؟"

"تم بیٹی کو مجھ سے چھیننے کے لیے نہیں، بلکہ بیٹی کو پورس سے حاصل کرنے کے لیے اسے میرا پتا ٹھکانا بتانا چاہتی ہو۔ اسی لیے اتنی دیر سے میرے دماغ رہ کر انتظار کر رہی ہو کہ میرے دماغ میں سے اندھیرا چھٹ جائے اور میرے آس پاس کوئی بات کرے تو تم اس بات کرنے والے کے دماغ میں پہنچ کر بہت کچھ معلوم کرسکو۔"

"میں اپنی بیٹی کے لیے ایک ماں بن کر فریاد کرنے آئی ہوں اور تم مجھے پورس کی جاسوسہ سمجھ رہے ہو؟"

"تم جاسوسہ بن رہی ہو یا نہیں، یہ حقیقت سامنے آجائے گی۔ جاؤ اور پورس سے جا کر میری دو باتیں کہہ دو۔ میں امن پسند ہوں۔ اس لیے اسے اتنے عرصے سے نہیں چھیڑا۔ اب اسے کھجلی ہو رہی ہے تو اس سے کہہ دو کہ میں اسی ملک اور اسی شہر میں ہوں جہاں وہ ابھی موجود ہے اور دوسری بات یہ کہ اس نے مونا کو جہاں بھی چھپا رکھا ہے میں اسے چوبیس گھنٹے کے اندر لے جا کر یہ ثابت کروں گا کہ گم شدہ بیٹی کو ماں اپنی مکاری سے نہیں، باپ اپنی جواں مردی سے حاصل کرلیتا ہے۔ اب جاؤ۔ دفع ہو جاؤ۔"

پارس نے سانس روک لی۔ وہ اس کے دماغ سے نکل کر فوراً پورس کے پاس آئی۔ اسے پارس کا چیلنج سنایا پھر تڑپ کر بولی۔ "پارس کبھی نہ رکنے والا طوفان ہے۔ وہ میری بیٹی کو چوبیس گھنٹے کے اندر وہاں سے لے جائے گا، جہاں تم نے اسے چھپا کر رکھا ہے۔"

پورس نے مسکرا کر کہا "نجومیوں میں موسم کا حال سنانے والے طوفان کے آنے کی خبر دیتے ہیں لیکن طوفان اکثر اپنا رخ بدل کر دوسری طرف چلے جاتے ہیں۔ تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔"

"جب تک بیٹی نہیں ملے گی، میری پریشانی دور نہیں ہوگی پھر تم یہ کہتے آرہے ہو کہ تم نے میری مونا کو ممبئی شہر کے باہر ایک خفیہ اڈے میں چھپا رکھا ہے۔ پارس کو یہ کیسے معلوم ہوگا کہ مونا کہاں ہے؟ پھر پارس کہتا ہے کہ جس ملک اور شہر میں تم ہو، وہ بھی وہیں ہے۔ کیا وہ چوبیس گھنٹے میں ہندوستان پہنچ جائے گا جبکہ تمہارے بیان کے مطابق دو دنوں کے بعد وہاں طیارہ آنے والا ہے۔ اس کی باتوں سے پتا چلتا ہے کہ وہ ممبئی میں ہے اور اس طرح تم بھی ممبئی میں ہو۔ سمجھ میں نہیں آتا، کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ ہے؟"

"الپا! تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہو اور بار بار میرے پاس آکر مجھے بھی پریشان کر رہی ہو۔ پلیز مجھ پر بھروسا کر سکتی ہو تو تین دنوں تک انتظار کرو ورنہ تمہاری مرضی ہے۔ فی الحال جاؤ۔ بعد میں آنا۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ جھنجلا گئی۔ پارس اور پورس دونوں نے اسے اپنے دماغ سے نکال دیا تھا۔

ادھر پورس کو فکر ہو گئی تھی کہ پارس بھی ممبئی میں ہے اور یہ جانتا ہے کہ پورس بھی اسی شہر میں ہے۔ اس کا دماغ چیخ چیخ کر پوچھ رہا تھا کہ وہ کیسے جانتا ہے؟ کیا اس کی خفیہ رہائش گاہ کا بھی اسے علم ہے؟

"نہیں، وہ نہیں جانتا ہے۔ وہ شیطان ہے۔ مکار ہے۔ الپا سے جھوٹ بول کر مجھے اندیشوں میں مبتلا کر رہا ہے۔ میں اس کی مکارانہ چالوں کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اسے میرا پتا معلوم ہوتا تو وہ ضرور مجھے نقصان پہنچانے آتا یا کم از کم میری رہائش گاہ کا فون نمبر اسے معلوم ہوتا۔ اس کی مکاری سے الپا دھوکا کھا سکتی ہے، میں اس کے فریب میں آکر دماغی پریشانی میں مبتلا نہیں رہوں گا۔"

وہ تھوڑی دیر تک سوچنے لگا پھر اچانک ہنسنے لگا۔ ناصرہ (نیلماں) نے پوچھا "ابھی پریشان تھے۔ ابھی ہنس رہے ہو؟"

وہ بولا "پارس نے الپا سے کہا ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے کے اندر اپنی بیٹی مونا کو میرے خفیہ اڈے سے لے جائے گا۔ مونا تو میرے پاس ہے ہی نہیں۔ میں آئندہ الپا سے کہہ سکوں گا کہ پارس، میرے نگرانی کرنے والے آدمیوں کو قتل کرکے مونا کو لے گیا ہے۔ اس طرح میرا یہ جھوٹ سچ میں بدل جائے گا۔ الپا کا اعتماد مجھ پر قائم رہے گا اور وہ پارس کو گالیاں دیتی رہے گی۔"

وہ پھر ہنسنے لگا۔ نیلماں بھی اس کے ساتھ ہنسنے لگی۔

یہ درست تھا کہ پورس کی طرح پارس بھی ثانی کے ساتھ ممبئی میں تھا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ پورس بھی اسی شہر میں ہے۔ اس نے اپنی بیٹی مونا کو چوبیس گھنٹے کے اندر لے جانے کا دعویٰ اس لیے کیا تھا کہ مونا کہیں گم نہیں ہوئی تھی۔ بابا صاحب کے ادارے میں تھی۔ اس طرح پارس اپنے خیال کے مطابق الپا کو یہ سمجھانا چاہتا تھا کہ مونا اب پورس کے پاس نہیں رہی۔ لہٰذا وہ اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے کبھی اس کے کام نہیں آئے گی۔

پارس اور پورس دونوں کے درمیان پھر چال بازی شروع ہوچکی تھی اور اتفاق سے دونوں ایک ہی شہر میں رہ کر ایک دوسرے سے بے خبر تھے۔ ثانی نے پارس سے پوچھا "الپا سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟ صاف کہہ دیتے کہ مونا ہمارے پاس ہے۔"

"میں نے پورس کے جھوٹ کا بھرم رکھا ہے تاکہ جھوٹ صاف ظاہر ہو تو الپا پھر کبھی اس پر اعتماد نہ کرے۔ ابھی کہہ دیتا کہ مونا ہمارے پاس ہے تو الپا یقین نہ کرتی، اسی لیے ڈرامائی انداز اختیار کیا ہے۔ اب الپا چوبیس گھنٹوں تک پورس کے پیچھے پڑی رہے گی۔"

"خدا خیر کرے۔ اتنے عرصے کے بعد دو مکاروں کے درمیان پھر ٹھن گئی ہے۔ تمہاری چال کچھ سمجھ میں آرہی ہے۔ پورس کسی دوسرے ملک میں ہوگا تو بڑی رازداری سے یہاں آئے گا۔ ایک تو اس نے الپا سے جھوٹ کہا ہے۔ مونا کو اس کے حوالے کرنے اور اب یہ کہنے یہاں آئے گا کہ پارس اپنی بیٹی مونا کو چرا کر لے گیا ہے پھر تمہاری وجہ سے اس کی ٹیلی پیتھی ختم ہو گئی ہے۔ وہ تم سے انتقام لینے کے تمام حربے استعمال کرے گا۔"

دوسری طرف پورس پریشانی سے ٹہلتے ہوئے پارس کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ اس شہر میں کہاں ہوگا؟ کوئی بڑے سے بڑا دشمن ہوتا تو اس کی طرف سے فکر نہ ہوتی۔ پورس اسے چٹکیوں میں اڑا دیتا لیکن پارس موت کی طرح تھا۔ یقین سے کبھی نہیں کہا جاسکتا کہ موت اچانک ہی کدھر سے آجاتی ہے۔

نیلماں نے کہا "تم بھی پارس کے لیے موت سے کم نہیں ہو۔ پریشانی صرف یہ ہے کہ اس کا پتا ٹھکانا معلوم نہیں ہے۔ میرا بس چلے تو میں پورے شہر میں گھوم کر اسے ڈھونڈ نکالوں پھر تمہاری تمام پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔"

"تم فکر نہ کرو۔ پریشانیاں مجھے کمزور نہیں بناتی ہیں بلکہ اور زیادہ محتاط اور ہوشیار رہنے کا عادی بنا دیتی ہیں۔ اب رات بہت ہوچکی ہے۔ جاؤ اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤ۔"

"کیا آج میرے کمرے میں نہیں آؤ گے؟"

"نہیں۔ جب کوئی بڑا مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو میں اپنے دماغ کو ہدایات دے کر سکون سے سو جاتا ہوں پھر صبح ہونے سے پہلے چار بجے بیدار ہو کر پلاننگ کرتا ہوں۔ ایسے وقت ذہن بہت کام کرتا ہے۔"

وہ اپنے کمرے میں آگیا۔ نیلماں اپنے کمرے میں آکر پورس کی محبت میں سوچنے لگی۔ وہ اسے ٹوٹ کر چاہتی تھی۔ اس کے لیے سوچنے لگی تھی کہ کس طرح اس کے کام آئے اور اس کے دشمنوں کو نیست و نابود کردے۔

وہ یہی سوچتے سوچتے سو گئی۔ گہری نیند کے دوران میں بھی پورس کا مسئلہ اس کے ذہن پر حاوی تھا۔ اس نے خواب میں اپنے پورس کے دشمن پارس کو دیکھا۔ پورس اسے بتا چکا تھا کہ پارس اس کا ہم شکل ہے اور اسی کے لب و لہجے میں بولتا ہے۔

اب پورس کی بات اس کے خواب میں الجھ رہی تھی۔ پہلے تو وہ کشمکش میں رہی کہ کون پورس ہے اور کون پارس؟ وہ دونوں میں سے کس کے دماغ میں پہنچی ہوئی ہے؟

پھر خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ وہ نیلماں کی سوچ کی لہروں کو محسوس کر رہا ہے اور پوچھ رہا ہے "تم کون ہو؟"

وہ بولی "میں تمہاری موت ہوں۔ جو میرے پورس کا دشمن ہوگا، میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

پارس کی سوچ نے کہا "میں ویسے بھی حسین لڑکیوں کو دیکھ کر زندہ نہیں رہتا۔ ان پر مرجاتا ہوں۔ تم مجھے مار سکتی ہو مگر یہ تو بتاؤ تم کون ہو اور پورس تمہارا کیا لگتا ہے؟"

"پورس میری جان ہے، میری زندگی اور میری دنیا ہے۔ تم سے پہلے میں نے دشمنوں کو اپنے زہر سے مار ڈالا ہے۔"

"اچھا تو تم وہی زہریلی ہو، جو پورس کے ساتھ رہتی ہے۔ یہ میرے لیے نئی اور حیرانی کی بات ہے کہ تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔"

"تمہیں میرے بارے میں حیران نہیں ہونا چاہیے۔ اپنی فکر کرنی چاہیے۔ میں موت بن کر آرہی ہوں۔"

"میری تلاش میں کہاں بھٹکو گی۔ میں تمہارے پاس آجاتا ہوں۔ مجھے بتاؤ، تم کہاں ہو؟ تمہاری خیال خوانی میں بھی زہر بھرا ہوا ہے۔ میرا دماغ سحر زدہ ہو رہا ہے۔ تمہارے پاس آنے کو دل کھچا جا رہا ہے۔ جلدی بتاؤ، کہاں ہو؟"

"میں باندرہ ہل کے بنگلا نمبر تین سو تین سے باہر آرہی ہوں۔ باہر گارڈن میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

نیلماں نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے کمرے سے نکل کر بنگلے سے باہر آئی ہے اور چند قدم چلنے کے بعد گارڈن کی ایک کرسی پر بیٹھ گئی ہے۔ اس کے بعد دوبارہ پارس کے دماغ میں پہنچ گئی ہے۔ پارس کار ڈرائیو کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ایک حسینہ بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے پوچھا "یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟"

"یہ میری گھر والی ہے۔ اس کا نام ثانی ہے۔ جس طرح تم پورس کے ساتھ جینا مرنا چاہتی ہو' اسی طرح ثانی میرے ساتھ مرنے آرہی ہے۔"

"مجھے اس کی آواز سناؤ۔ میں اس کے دماغ میں جاؤں گی۔"

پارس نے کہا "ثانی! کچھ بولو۔ ہماری موت تمہارے دماغ میں بھی آنا چاہتی ہے۔"

ثانی نے کہا "ہیلو مس زہریلی موت! کیا مجھ سے بھی دشمنی ہے؟" نیلماں اس کے دماغ میں پہنچ گئی پھر بولی "تم پارس کی بیوی ہو۔ میں تمہیں تو کیا اس کے پورے خاندان کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ یہاں آؤ۔ تمہیں معلوم ہوگا کہ موت کیسے آتی ہے؟"

"تمہارا محبوب پورس کہاں ہے؟"

"تم میرے پورس کے بارے میں پوچھنے والی کون ہوتی ہو؟ تمہارے پارس نے اس کا سکون برباد کر دیا ہے۔ اس کی وجہ سے آج وہ میرے بستر پر نہیں آیا۔ وہ مجھ جیسی زہریلی کی زندگی میں زہر گھول رہا ہے۔ میں اسے مار ڈالوں گی۔ یہ آتا کیوں نہیں ہے۔ کب تک کار چلاتا رہے گا۔"

ثانی نے کہا "موت آنے میں دیر نہیں کرتی مگر انسان موت کے پاس پہنچنے میں دیر کرتا ہے۔ یہ لو۔ پارس آگیا۔"

نیلماں نے دیکھا' ایک کار بنگلے کے احاطے کے باہر آکر رک گئی تھی۔ اس میں سے ثانی اور پارس نکل کر احاطے کا گیٹ کھول کر گارڈن میں اس کی طرف آرہے تھے۔ نیلماں کرسی سے اٹھ کر بولی "میں چاہتی تو تم دونوں کے دماغوں میں زلزلے پیدا کر سکتی تھی۔ لیکن ناگن کو ڈسنے میں مزہ آتا ہے۔"

ثانی نے کہا "میں بھی چاہتی تو تمہارے دماغ میں پہنچ سکتی تھی لیکن دشمن کو اپنے حربے سے بے خبر رکھنا دانش مندی ہے۔ اب یہ حربہ آزما کر تمہارے خیالات پڑھ کر معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ تم کیا چیز ہو؟"

ثانی نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ نیلماں کے دماغ میں پہنچی تو اس نے عادت کے مطابق سانس روک لی۔ سانس روکتے ہی خواب ٹوٹ گیا۔ اس نے ایک دم سے چونک کر دیکھا۔ وہ اپنے بستر پر نہیں تھی۔ بنگلے کے گارڈن میں کھڑی ہوئی تھی اور جنہیں خواب میں دیکھ رہی تھی وہ دونوں اس کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔

ثانی نے اچانک ہی گھوم کر ایک کک اس کے منہ پر ماری۔ وہ لات کھا کر لڑکھڑائی۔ اس کی چیخ نکلنے سے پہلے ہی پارس نے پیچھے سے اس کی گردن دبوچ لی۔ ثانی نے جیب سے ٹیپ نکال کر اس کے منہ پر چپکا دیا۔ وہ پورے انتظام کے ساتھ آئے تھے۔ پارس نے اس کے دونوں ہاتھوں کو رسیوں سے باندھا۔ ثانی نے چاقو سے اس کے بازو میں ایک خراش ڈال کر زخمی کیا تاکہ وہ خیال خوانی کے وقت سانس نہ روک سکے۔

پھر پارس اسے کاندھے پر لاد کر احاطے کے باہر آیا اور اسے کار کی پچھلی سیٹ پر پھینک دیا۔ نہ وہ چیخ سکتی تھی۔ نہ خیال خوانی کر سکتی تھی۔ ثانی اس کے دماغ پر قبضہ جمائے ہوئے تھی۔ وہ دونوں اس زہریلی کو قیدی بنا کر لے جا رہے تھے۔

پورس اپنے دماغ کو ہدایات دینے کے بعد گہری نیند سو رہا تھا۔ نیلماں نے خوابیدہ حالت میں پارس کو شدت سے یاد کر کے خیال خوانی کی تھی اس لیے پارس کے دماغ میں پہنچی تھی۔ پارس اور پورس کی آواز اور لہجے میں جو غیر محسوس سا فرق ہوگا' وہی فرق نیلماں کی سوچ کی لہروں کو پارس کے دماغ میں لے گیا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ پورس کے دماغ میں پہنچتی اور وہ گہری نیند سے چونک کر اٹھ جاتا۔

اس نے دماغ کو ہدایت دی تھی کہ صبح چار بجے آنکھ کھل جائے۔ اس کے مطابق وہ چار بجے بیدار ہوگیا۔ بستر سے اٹھ کر باتھ روم میں گیا۔ منہ ہاتھ دھو کر سوچا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی ہے۔ باہر کھلی فضا میں جا کر موجودہ حالات پر غور کرے گا اور آئندہ کے لیے منصوبے بنائے گا۔

وہ باہر جانے کے لیے بیرونی دروازے کی طرف آیا تو اسے کھلا دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ اس نے رات کو سونے سے پہلے اسے اندر سے بند کیا تھا۔ اس نے سوچا' کیا ناصرہ بھی اتنی صبح بیدار ہوگئی ہے؟ وہی دروازہ کھول کر باہر گئی ہوگی۔

پہلے اس نے نیلماں کے کمرے میں آکر دیکھا۔ کمرا خالی تھا۔ اس نے آواز دی "ناصرہ! کیا تم باتھ روم میں ہو؟"

اس نے باتھ روم کا دروازہ کھول کر دیکھا پھر بنگلے کے باہر آکر اسے آوازیں دیں۔ بنگلے کے چاروں طرف گھوم کر اسے تلاش کیا مگر وہ نظر نہیں آئی۔ اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے کوئی اس کی تمام پونجی چرا کر لے گیا ہے پھر وہ خود کو تسلیاں بھی دے رہا تھا کہ اس کی زہریلی محبوبہ نیند کی حالت میں چلتی ہوئی بنگلے کے احاطے کے باہر چلی گئی ہے۔ احاطے کا گیٹ بھی کھلا ہوا تھا۔

وہ فوراً ہی کار میں بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتا ہوا آس پاس کی اسٹریٹ میں گیا۔ پورے باندرہ ہل کی ایک ایک گلی اور راستے پر دیکھا۔ وہ نظر نہیں آئی۔ اس نے اسٹیئرنگ پر گھونسا مارتے ہوئے کہا "آہ! کہاں گئی میری ٹیلی پیتھی؟ ہے بھگوان! تھوڑی دیر کے لیے میری خیال خوانی کی صلاحیت لوٹ آئے اور میں اپنی ناصرہ کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کرلوں کہ وہ کہاں ہے؟"

بھگوان سے پرارتھنا کرنے سے ٹیلی پیتھی کا علم واپس نہیں آسکتا تھا۔ دل نے کہا۔ شاید وہ نیند سے چونک کر بنگلے میں واپس آگئی ہے۔ وہ واقعی اس کے لیے ایک سرمایہ تھی۔ اسے یقین تھا کہ زہریلی محبوبہ کی خیال خوانی کی صلاحیتیں خواب کی حالت میں نہیں بلکہ عالم بیداری میں واپس آجائیں گی پھر وہ اس کے ذریعے تمام دشمنوں پر سبقت حاصل کرلے گا۔

وہ بنگلے میں واپس آیا اور مایوس ہوگیا۔ اس کے دماغ میں یہ خیال گونج رہا تھا کہ وہ نیند میں کہیں جا کر واپسی کا راستہ بھول گئی ہے یا کسی نے اسے اغوا کیا ہے؟

یہ سوچ کر پریشانی ہو رہی تھی کہ اگر اس نے دوسروں کو ناگن کی طرح ڈسنا شروع کیا تو خوف زدہ ہونے والے اسے گولی مار سکتے ہیں یا پولیس والے اسے حراست میں لے سکتے ہیں۔ اس کے گھر سے باہر جانے اور بھٹکنے سے بڑے مسائل پیدا ہو سکتے تھے۔

ثانی اور پارس نے نیلماں کو اپنی رہائش گاہ میں لے جا کر ایک بستر پر لٹا دیا تھا پھر ثانی نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے سلا کر تنویمی عمل کے ذریعے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوششیں کیں لیکن زہر کے اثر نے اس کی پچھلی زندگی بھلا دی تھی۔ فی الحال ثانی نے اسے اپنی معمولہ اور تابع دار بنا لیا۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کر دی کہ وہ ہمیشہ ثانی اور پارس سے ایک فاصلہ دور رہے گی اور انہیں زہر سے ہلاک کرنے کا خیال بھی دل میں نہیں لائے گی۔ پرائی سوچ کی لہروں کو کبھی دماغ میں نہیں آنے دے گی۔ اگر حالات موافق رہے تو ہر دوسرے تیسرے دن اس پر تنویمی عمل کر کے اس کی یادداشت واپس لائی جائے گی۔

ایسی چند اہم باتیں اس کے دماغ میں نقش کر کے اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ ثانی نے اس کے دماغ سے یہ تمام تفصیلات معلوم کرلی تھیں کہ وہ اب تک پورس کے ساتھ کیسی زندگی گزارتی رہی ہے۔ اس کا موجودہ فون نمبر بھی معلوم کرلیا۔

پھر ثانی نے ریسیور اٹھا کر پورس کے نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ ہونے پر اس کی آواز سنائی دی۔ ثانی نے نیلماں کی آواز اور لہجے میں کہا "پورس! میں بول رہی ہوں۔"

اس نے جلدی سے پوچھا "تم کہاں ہو؟"

"میں تو یہیں ہوں جہاں تم چھوڑ کر گئے تھے اور مجھ سے کہا تھا کہ ایک گھنٹے کے بعد میں تم سے فون پر رابطہ کروں۔"

"کیا کہہ رہی ہو؟ میں نے کب ایسا کیا ہے؟ پھر میں اپنا بنگلا چھوڑ کر تمہیں کسی دوسری جگہ کیوں چھوڑ کر آؤں گا؟"

"پورس! تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ ابھی ایک گھنٹے پہلے مجھے اس مکان میں لے کر آئے۔ اس کے تمام کھڑکیاں اور دروازے باہر سے بند ہیں۔ تم نے جاتے وقت باہر والے دروازے پر بھی تالا ڈال دیا۔ تم کہہ رہے تھے کہ میری جان کو خطرہ ہے اس لیے ایسا کرنا ضروری ہے۔"

وہ بولا "او گاڈ! اب میری سمجھ میں آرہا ہے۔ پارس تمہارے ساتھ ایسی حرکتیں کر رہا ہے اور تم سمجھ رہی ہو کہ وہ میں ہوں۔ کیا تمہیں یاد نہیں ہے' میں نے اچھی طرح تفصیل سے پارس کے بارے میں تمہیں بتایا تھا۔"

"ہاں مجھے یاد ہے مگر میں کیسے سمجھ سکتی تھی کہ وہ تم تھے یا پارس تھا۔ وہ تو بالکل تمہاری طرح تھا اور تمہاری طرح بولتا تھا۔"

"کسی طرح معلوم کرو' تمہیں کہاں قید کیا گیا ہے؟ میں فوراً تمہارے پاس آؤں گا اور تمہیں لے جاؤں گا۔"

"تم لینے آؤ گے تو کیسے یقین کروں گی کہ تم پورس ہو۔ پارس پھر پورس بن کر یہاں سے دوسری جگہ لے جا سکتا ہے۔"

"میں اپنی نشانی بتا رہا ہوں۔ بلیک پینٹ اور ییلو شرٹ میں رہوں گا اور تمہیں جانِ من کہوں گا۔"

"کیوں اپنی نشانی بتا رہے ہو۔ دوسرے کمرے میں ایک ہی کنکشن کا فون ہے۔ ہو سکتا ہے' کوئی سن رہا ہو۔"

"کیا مصیبت ہے۔ دروازے اور کھڑکیوں کو پیٹنا اور شور مچانا شروع کرو۔ آس پاس کے لوگ تمہاری مدد کے لیے آئیں گے۔"

"تم ہولڈ کرو۔ میں ابھی دروازے کو پیٹنا شروع کرتی ہوں۔"

ثانی نے ریسیور ایک طرف رکھ دیا پھر چند سیکنڈ کے بعد ایک زور کی چیخ ماری۔ اس کے بعد ریسیور اٹھا کر کراہتے ہوئے بولی۔ "ہائے میں مرگئی۔ دروازے کو پیٹنے گئی مگر اسے ہاتھ لگاتے ہی زور کا بجلی کا جھٹکا لگا۔ میری تو جیسے جان ہی نکل گئی۔ میں تمہارے مشورے پر عمل کروں گی تو مر جاؤں گی۔ میرے چیخنے پر بھی باہر سے کوئی نہیں بول رہا ہے۔ میں کیا کروں؟"

"میں خود سوچ رہا ہوں کہ میں کیا کروں؟ ناصرہ! تم میری جان ہو۔ میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔ اگر پارس آئے تو اس سے کہو مجھ سے بات کرے۔ مرد ہے تو مرد سے مقابلہ کرے۔ عورت کو اغوا نہ کرے۔"

"مگر پورس! تم نے مجھے بتایا تھا کہ ایک بار تم بھی پارس کی محبوبہ لیلی ڈونا کو اس سے چھین کر لے گئے تھے۔ کسی کی عورت کو چھین کر لے جانے کی پہل تم نے کی تھی۔ اب میں پارس کو کیا طعنے دوں؟"

"ہاں میں مانتا ہوں۔ دشمنی میں ایسا ہوتا ہے۔"

"مردوں کی دشمنی میں ایسا کیوں ہوتا ہے؟ عورتوں کی خرابی ہوتی ہے۔ اگر پارس رات کو پورس بن کر آئے گا تو میرا رنگ روپ اور حسن و شباب جو تمہارے لیے ہے' اس کا کباڑا کر دے گا اور میں یہی سمجھتی رہوں گی کہ تمہاری امانت ہوں' خود کو تمہارے حوالے کر رہی ہوں۔"

"ایسی باتیں نہ کرو۔ مجھے غصہ آرہا ہے۔ ایک بار پارس سامنے آجائے تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"تم اسے مارنے کی نہیں' میری عزت بچانے کی بات کرو۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگا۔ ریسیور چہرے کے سامنے پڑا ہوا تھا۔ وہ بڑبڑایا "پارس! آج تیرا ہے' کل میرا ہوگا۔ بھگوان کی سوگند' تیرا پورا خاندان دیکھے گا کہ جوڑ کا توڑ کیسے ہوتا ہے....."

پورس ریسیور کان سے لگائے زیرِ لب بڑبڑانے کے انداز میں قسم کھا رہا تھا کہ پارس کے حملے کا منہ توڑ جواب دے گا۔

دوسری طرف ثانی کان سے ریسیور لگائے ناصرہ (نیلماں) کے لب و لہجے میں بول رہی تھی۔ اس نے کہا "پورس! مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ پارس مجھے اغوا کرکے یہاں لایا ہے لیکن تمہاری باتیں اور پریشانی یقین دلا رہی ہے۔ دروازے اور کھڑکیوں کو باہر سے بند کرکے کچھ ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ انہیں چھونے سے کرنٹ لگتا ہے۔ اس طرح تو کوئی دشمن ہی قید کرسکتا ہے۔ یقیناً پارس نے مجھے یہاں قید کیا ہے۔ کیا تم کسی طرح میرا سراغ نہیں لگا سکتے؟"

"یہی میں سوچ رہا ہوں، کس طرح تمہارا سراغ لگاؤں۔ ایسا کرو کہ ابھی فون بند کرو۔ آدھے گھنٹے کے بعد رابطہ کرنا۔ میں جب تک کوئی تدبیر سوچوں گا۔"

ثانی نے بڑی آہستگی سے کہا "ٹھہرو۔ ابھی فون بند نہ کرو۔"

اس نے پوچھا "کیا بات ہے؟"

"میں دروازے پر ہلکی ہلکی آواز سن رہی ہوں۔ شاید وہ آرہا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ وہ آئے تو اس سے کہنا کہ مجھ سے بات کرے۔"

اس کمرے کا دروازہ کھل گیا۔ پارس نے اندر آکر اسے بند کردیا۔ ثانی نے اسے مسکرا کر دیکھا پھر خوف زدہ ہونے کے انداز میں بولی "تم؟ تم میرے پورس نہیں ہو۔ تم نے کہا تھا میں بنگلے کے نمبر پر فون کروں۔ اتنی دیر سے فون پر اپنے پورس سے باتیں کررہی ہوں۔"

پارس نے کہا "تم دھوکا کھا رہی ہو۔ بے شک میں نے بنگلے کے نمبر پر فون کرنے کے لیے کہا تھا۔ میرا خیال تھا میں ایک گھنٹے میں اپنے بنگلے میں پہنچ جاؤں گا۔ تم رابطہ کروگی تو تم سے بات کروں گا لیکن میں بنگلے تک نہ جاسکا۔ راستے میں میرا پیٹ خراب ہوگیا۔ مجھے ایک پبلک ٹائلٹ میں جانا پڑا پھر میں نے سوچا، دیر ہوچکی ہے۔ تم فون کروگی اور میں بنگلے پر نہیں ملوں گا تو پریشان ہوجاؤ گی۔ اس لیے میں واپس آگیا۔"

"تم یہاں آگئے ہو تو پھر بنگلے میں مجھ سے کون باتیں کررہا ہے؟ وہ کہہ رہا ہے کہ میرا پورس ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہی میرا پورس ہے۔"

پارس نے کہا "اچھا تو میرے وہاں نہ جانے سے پارس وہاں پہنچ کر پورس بن کر تمہیں الو بنا رہا ہے۔ تم اس مکار دشمن کو نہیں جانتی ہو۔ لاؤ ریسیور مجھے دو۔ میں اس کا ابھی پول کھولتا ہوں۔"

پارس نے ثانی سے ریسیور لے کر کان سے لگایا اور غصے سے کہا "ابے او جھوٹے بدمعاش! تو میری آواز اور لہجے میں میری ناصرہ کو بہکا رہا ہے۔ جھوٹ بولنے والے تیرے منہ میں کیڑے پڑیں گے۔"

دوسری طرف سے پورس نے سرد لہجے میں کہا "پارس! ہمارا رابطہ ایک دوسرے سے ختم ہوچکا تھا۔ تم نے ناصرہ کو اغوا کرکے اپنی موت کو چیلنج کیا ہے۔"

پارس نے کہا "یہ درست ہے کہ ہمارا رابطہ ایک دوسرے سے ختم ہوچکا تھا لیکن میں نے الپا سے کہا تھا کہ اگر وہ اپنی بیٹی کو حاصل کرنا چاہتی ہے تو پارس کا موجودہ پتا ٹھکانا معلوم کرے۔ میں نے الپا سے یہ کام نہیں لیا تو تم میری آواز اور لہجے میں میری ناصرہ کو بہکا رہے ہو؟ میں تمہاری چال کو پہلے ہی سمجھ گیا تھا اس لیے ناصرہ کو اس مکان میں لاکر چھپا دیا ہے۔ دروازے اور کھڑکیوں میں بجلی کے تار لگا دیے ہیں۔ اگر تم یہاں پہنچ بھی جاؤ گے تو دروازہ کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے بجلی کے جھٹکے سے مرجاؤ گے۔"

پورس نے کہا "پکے بدمعاش ہو۔ فون پر ایسی باتیں کررہے ہو کہ ناصرہ مجھے پارس سمجھ کر تمہیں پورس تسلیم کرلے گی مگر تم نے اسے مجھ سے چھین کر ایک نئی جنگ کا آغاز کیا ہے۔ اس آخری اور فیصلہ کن جنگ کے انجام پر تمہارے ماں باپ تمہاری لاش پر ماتم کریں گے۔"

پارس نے کہا "بھئی میں مانتا ہوں کہ میں نے الپا کی مدد سے جنگ چھیڑنے میں پہل کی ہے لیکن اس جنگ میں، میں اپنی ناصرہ پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔"

"میں کہتا کچھ ہوں اور تم جواب کچھ دیتے ہو۔ بار بار ناصرہ کو اپنے پورس ہونے کا یقین دلا رہے ہو۔ میں تمہیں سمجھاتا ہوں ایسی چال بازی سے باز آؤ۔ مجھ سے کوئی سمجھوتا کرو ورنہ آج رات ایک بہت بڑی غلطی کر بیٹھو گے۔"

"کیسی غلطی؟"

"تم جانتے ہو کہ وہ زہریلی ہے لیکن یہ نہیں جانتے کہ میرے اس سے جسمانی تعلقات ہیں۔ آج رات وہ تمہارے ساتھ ضرور سونا چاہے گی جس کے نتیجے میں اس کا زہر تمہیں مار ڈالے گا۔"

"میں مانتا ہوں کہ تم کبھی زہریلے تھے۔ علاج کرانے کے باعث زہریلے تو نہیں رہے لیکن سانپ کا زہر تم پر اثر نہیں کرتا ہے۔ بھئی مجھے کیوں سنا رہے ہو کہ تم پر زہر اثر نہیں کرتا ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں بھی اپنی ناصرہ کے زہر کا عادی ہوگیا ہوں۔"

پورس واقعی بھول گیا تھا کہ ماضی میں پارس خطرناک حد تک زہریلا بن گیا تھا۔ اب ویسا خطرناک نہیں تھا لیکن ناصرہ کا زہر اس پر اثر نہیں کرسکتا تھا۔ پورس یاد کرنے کے انداز میں پیشانی کو سہلاتے ہوئے بولا "ہاں۔ میں بھول گیا تھا کہ ناصرہ کا زہر تم پر اثر نہیں کرے گا لیکن ہم دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہونے کے باوجود اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دے سکتے ہیں۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"میری ناصرہ کو صرف میرے لیے رہنے دو۔ اس کے بدن کو ہاتھ نہ لگاؤ۔"

"چلو میں اس سلسلے میں بحث نہیں کروں گا۔ تم جو چاہتے ہو، وہی ہوگا لیکن پارس! تم بھی وعدہ کرو کہ ابھی میرے اس بنگلے سے چلے جاؤ گے تاکہ شام ہونے سے پہلے میں اپنی ناصرہ کے ساتھ وہاں رہائش کے لیے آجاؤں۔ میری بات سمجھ رہے ہو نا؟"

"سمجھ رہا ہوں۔ تم اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دینے کے لیے ناصرہ کو میرے بنگلے میں شام سے پہلے پہنچا دوگے لیکن میں آئندہ ناصرہ کے ساتھ یہاں نہیں رہوں گا۔ تم نے یہ جگہ دیکھ لی ہے۔"

"تم آئندہ کیا کروگے، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔"

پورس نے پوچھا "کیا تم ایک گھنٹے بعد اسی فون پر مجھ سے بات کراؤ گے؟"

"تم ایک گھنٹے تک موجودہ حالات کا تجزیہ کرنا چاہتے ہو، ضرور کرو۔ میں ایک گھنٹے بعد فون کروں گا۔"

پارس نے فون بند کرکے ثانی کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔ ثانی نے کہا "میں تمہارے دماغ میں رہ کر اس کی باتیں سن رہی تھی۔ دراصل وہ ناصرہ کو اس لیے اپنائے رکھنا چاہتا ہے کہ وہ غیر شعوری طور پر نیند کی حالت میں خیال خوانی کرتی ہے۔ اس کی طرح ہم بھی تجسس میں مبتلا ہیں کہ آخر یہ کون ہے؟ تنویمی عمل کے ذریعے بھی اس کا ماضی اسے یاد نہیں آرہا ہے لیکن ایک دن ضرور اپنی پچھلی زندگی یاد کرکے شعوری طور پر بھی خیال خوانی کرنے لگے گی۔ پورس اسی امید پر اسے اپنے پاس رکھے ہوئے ہے۔"

پارس نے کہا "مگر اب وہ ہڈی کی طرح پورس کے گلے میں اٹک جائے گی۔ وہ اسے اپنے ساتھ رکھے گا تو یہ خدشہ رہے گا کہ شاید ہم نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے اور اس کے ذریعے پورس کی مصروفیات کو سمجھ رہے ہیں۔"

واقعی پورس یہی سوچ رہا تھا کہ ناصرہ شام تک اس بنگلے میں واپس آجائے گی تو اس کے ساتھ رہنے سے پارس ہمیشہ ایک خطرہ بنا رہے گا۔ اس کے باپ فرہاد نے ناصرہ پر تنویمی عمل کیا ہوگا اور پارس باپ کے ذریعے ہمیشہ اس کے تمام خفیہ معاملات کو سمجھتا رہے گا۔

"اور اب بھی پارس کے ماتحت اس بنگلے کے آس پاس ہوں گے۔ پچھلی رات پارس اس بنگلے میں آیا تھا۔ میں سو رہا تھا۔ وہ مجھے گولی مار کر ناصرہ کو لے جاسکتا تھا لیکن اس نے مجھے نقصان نہیں پہنچایا۔ شاید اس لیے مجھے زندہ چھوڑ دیا ہے کہ آئندہ میں ناصرہ کے ساتھ رہ کر اس دشمنی کی طرف سے ہمیشہ اندیشے میں مبتلا رہوں۔ یعنی اس نے اسی لیے زندہ چھوڑ دیا ہے کہ میں زندہ بھی رہوں اور اس کی دہشت سے مرتا بھی رہوں۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر تمام کھڑکیوں کے پردوں کو ذرا ذرا سا ہٹا کر بنگلے کے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ پارس کے ماتحت چھپ کر نگرانی کررہے ہیں یا نہیں؟ کچھ پتا نہیں چل رہا تھا۔ بنگلے کے سامنے اور پیچھے والی گلیوں سے کبھی کبھی گاڑیاں گزرتی تھیں۔ ایک سبزی فروش آوازیں لگاتا ہوا کہیں دور چلا گیا تھا۔ پورس بنگلے سے نکل کر باہر آیا۔ اپنی کار میں بیٹھا پھر اسے اسٹارٹ کرکے احاطے کے باہر آیا۔ کار کو دھیمی رفتار سے ڈرائیو کرتا ہوا کبھی دائیں بائیں اور کبھی عقب نما آئینے میں دیکھتا رہا۔ گلیوں سے گزر کر مین روڈ پر آیا اور ممبئی شہر سے باہر جانے والی ایک سڑک پر سفر کرنے لگا۔ وہ کار کی رفتار کو کبھی تیز کرتا اور کبھی دھیمی رفتار سے چلنے لگتا۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ کسی بھی تعاقب کرنے والے پر شبہ ہوگا تو وہ واپس پلٹ کر اس سے نمٹ لے گا لیکن کوئی تعاقب میں نظر نہیں آرہا تھا۔ چار سو کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نے ایک چھوٹے سے گاؤں کے ڈھابے کے سامنے کار روکی۔ وہاں کھانا کھانے اور چائے پینے کے بہانے رک کر آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھنے لگا۔ وہ ہائی وے پر نہیں تھا اس لیے گاڑیاں کم تعداد میں گزرتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔ ان میں سے کوئی ایسی نہیں تھی، جس پر اسے شبہ ہوتا۔

اس نے کھانے کے بعد کار میں آکر مزید چند کلو میٹر کا سفر کیا پھر ایک کچے راستے پر مڑ گیا۔ اس راستے پر دھول اڑتی رہی اور گاڑی آگے بڑھتی رہی پھر اس نے ایک جگہ کار روک دی۔ آگے حدِ نظر تک سوکھے کھیت تھے۔ وہ دور تک پیدل جا کر بڑی آسانی سے تعاقب کرنے والوں کو دیکھ سکتا تھا۔ جو بھی اس کے پیچھے آتا اسے بھی کھیتوں پر پیدل چلنا پڑتا۔ اس طرح وہ کئی کلو میٹر تک چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہنچ گیا۔ شام کے سائے گہرے ہوگئے تھے۔ رات ہورہی تھی۔ یہ اچھی طرح اطمینان ہوگیا تھا کہ کوئی اس کے تعاقب میں نہیں ہے۔ اس نے فیصلہ کرلیا کہ وہ رات اسی گاؤں میں گزارے گا۔

اسے پُرسکون زندگی راس نہیں آئی تھی۔ وہ پارس سے دور ناصرہ کے ساتھ آرام سے تھا۔ جو بھی چھوٹے بڑے مسائل پیش آتے، وہ انہیں بہ آسانی حل کرلیتا۔ یہ خیال کبھی کبھی آتا تھا کہ پارس کہاں ہوگا؟ کیا کررہا ہوگا؟ کیا وہ جانتا ہوگا کہ پورس ایک زہریلی حسینہ کے ساتھ ہے؟ کیا پارس تجسس میں مبتلا ہو کر اپنے ذرائع سے معلوم کررہا ہوگا کہ وہ زہریلی حسینہ کون ہے؟

عقل سمجھاتی تھی کہ پارس سے ہمیشہ مخالفت رہی ہے۔ ایسے مخالف سے بے خبر نہیں رہنا چاہیے۔ یہی سوچ کر اس نے الپا سے کہا تھا کہ کسی طرح وہ پارس کا پتا ٹھکانا معلوم کرے۔

الپا تو معلوم نہ کرسکی لیکن حالات ایسے پیش آئے کہ نیلماں خوابیدہ رہ کر خیال خوانی کرتی ہوئی اسے پورس کی خفیہ رہائش گاہ تک لے آئی جس کے نتیجے میں پارس نے اپنے مخالف کو کوئی جسمانی نقصان تو نہیں پہنچایا البتہ نیلماں کو اغوا کرکے اسے اندیشوں اور ذہنی پریشانیوں میں مبتلا کردیا۔

اس چھوٹے سے گاؤں میں اُسے رات گزارنے کے لیے

ایک کچے مکان کا کمرا مل گیا تھا۔ اس نے مکان والے کو ایک ہزار روپے دیے تھے' جو اس غریب کے لیے بہت زیادہ تھے۔ انہوں نے اسے کھانا بھی کھلایا اور سونے کے لیے ایک چارپائی بھی دی۔ اس کے دماغ میں ایک گتھی تھی' جو سلجھ نہیں رہی تھی۔ وہ چارپائی پر لیٹ کر سوچ رہا تھا کہ پارس کو اس کے باندرہ ہل والے بنگلے کا پتا کیسے معلوم ہوا؟ جبکہ وہ ناصرہ کے ساتھ بڑی رازداری سے وہاں رہتا تھا۔ کبھی باہر نکلتے وقت ریڈی میڈ میک اپ کے ذریعے چہرے پر تبدیلیاں کرتا تھا۔ اس طرح پارس بھی اسے پہچان نہیں سکتا تھا۔ بنگلے میں آکر وہ پھر اپنی اصلی شکل صورت میں رہنے لگتا تھا۔

کیا پارس یا اس کے کسی ماتحت نے اسے اتفاق سے اس بنگلے میں دیکھا ہوگا؟ شاید ایسی ہی کوئی غلطی اس سے ہوگئی ہوگی' جس سے اب پارس فائدہ اٹھا رہا تھا۔

شام ہی سے ایک اور فکر لاحق ہوگئی تھی۔ پارس نے کہا تھا کہ وہ اپنی اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دینے کے لیے نیلماں کو شام تک اس کے بنگلے میں پہنچا دے گا۔ پورس دشمن ہونے کے باوجود یہ دل سے مانتا تھا کہ پارس زبان کا دھنی ہے۔ اس نے اپنے کسی ماتحت کے ذریعے نیلماں کو باندرہ ہل کے بنگلے میں ضرور پہنچایا ہوگا۔

کیا ناصرہ (نیلماں) اس بنگلے میں پہنچ کر تنہا ہوگی؟ اور اپنے پورس کا انتظار کر رہی ہوگی؟

یہ خیال پریشان کر رہا تھا کہ وہ بنگلے میں تنہا ہوگی۔ وہ کبھی کبھی نیند میں چلنے لگتی ہے۔ اگر آج رات وہ نیند میں بنگلے سے باہر آئی اور کسی دوسرے کے ہاتھ لگ گئی تو کیا ہوگا؟

ایسا سوچتے وقت خیال آیا کہ پچھلی صبح بھی بنگلے کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ ضرور نیند میں چلتی ہوئی باہر جاکر پارس کے ہتھے چڑھ گئی ہوگی تب سے حالات اس کے مخالف ہوتے جا رہے تھے اور وہ ائر کنڈیشنڈ بنگلے سے فرار ہوکر ایک گاؤں کے کچے مکان میں رات گزار رہا تھا اور ناصرہ کی فکر میں مبتلا تھا کہ پتا نہیں وہ کس حال میں ہوگی؟

وہ موبائل فون کے ذریعے الپا سے رابطہ کرکے یہ کہہ سکتا تھا کہ وہ ناصرہ کے دماغ میں جاکر اس کے حالات معلوم کرے لیکن اس طرح الپا کو معلوم ہوجاتا کہ وہ اور ناصرہ ہندوستان میں ہیں۔ جبکہ اس کے خیال میں وہ دو دن کے بعد انڈیا پہنچتا۔ اس کا جھوٹ ظاہر ہوجاتا تو الپا بھی خیال خوانی کے ذریعے اس کے کام نہیں آتی اور کہتی کہ پہلے موتا کو اس کے حوالے کیا جائے پھر وہ اس کے اور ناصرہ کے کام آئے گی۔

الپا سے مدد حاصل نہیں کی جاسکتی تھی۔ اب ایک مہاراج رہ گیا تھا جس سے وہ مدد مانگ سکتا تھا۔ اس نے موبائل کے ذریعے رابطہ کیا۔ مہاراج کے ایک ماتحت نے پوچھا "آپ کون ہیں؟ ضروری پیغام ہو تو مجھے نوٹ کرائیں۔ وہ آج کل پوری شہر میں ہیں۔ مجھے ان کا موبائل نمبر معلوم نہیں ہے۔"

وہ بولا "مہاراج کا فون آئے تو ان سے موبائل کا نمبر پوچھ کر نوٹ کرلینا۔ ان سے کہنا' پورس ان سے بات کرنا چاہتا ہے۔"

اس نے فون بند کردیا۔ اب سے پہلے اس نے پارس کو کئی بار شکست دی تھی اور خود بھی اس سے شکست کھائی تھی۔ ایسے وقت وہ پریشان نہیں ہوتا تھا۔ مسکرا کر سوچتا تھا۔ جنگ میں ہار جیت ہوتی رہتی ہے۔ آئندہ وہ اپنی ہار کو جیت میں بدل سکتا ہے لیکن اس بار وہ خاصا پریشان ہوگیا تھا۔

پریشانی کی وجوہات یہ تھیں کہ اب اس کے پاس ٹیلی پیتھی کا علم نہیں رہا تھا اور جس نیلماں سے یہ امید بندھی ہوئی تھی کہ آئندہ اس کی ٹیلی پیتھی سے فائدے اٹھا سکے گا' وہ ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ وہ پہلے بہت کچھ کھو کر بھی مایوس نہیں ہوتا تھا۔ جتنا نقصان ہوتا تھا' آئندہ اس سے زیادہ بہت کچھ حاصل کرلیتا تھا اور دشمنوں کو کرب و اذیت میں مبتلا کردیتا تھا۔

اب ایک نئی بات اس کی سمجھ میں آئی۔ وہ حیران کن بات یہ تھی کہ وہ نیلماں کے زہر کا عادی ہو رہا تھا۔ جیسے کوئی افیون' چرس' ہیروئن اور شراب وغیرہ کا رفتہ رفتہ عادی ہوجاتا ہے اور جب اسے چھوڑنا چاہتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ نشہ اس پر غالب آچکا ہے۔ اگر اس نے عادت کے مطابق نشہ نہ کیا تو ناقابلِ بیان کرب میں مبتلا ہوجائے گا۔ پورس بھی نیلماں کے دور ہونے کے بعد محسوس کررہا تھا کہ وہ کچھ ایب نارمل ہوگیا ہے۔ اسے پارس سے شکست کھانے کا قطعی افسوس نہیں تھا۔ وہ ہار کو جیت میں بدلنے کی صلاحیتیں رکھتا تھا لیکن نیلماں سے محروم ہوکر وہ نشہ کرنے والوں کی طرح بے چینی محسوس کررہا تھا۔ اس حسینہ کے منہ پر ٹیپ چپکانے کے باوجود جسمانی تعلقات کے دوران میں زہر کی جو خوراک اسے حاصل ہوتی تھی وہ رنگین اور زہریلے لمحات اس کی زندگی میں پھر کبھی آئیں گے یا نہیں؟ یہی سوال اسے پریشان کررہا تھا اور اس سوال کا جواب یہی تھا کہ وہ پھر ممبئی جائے اور کسی طرح اس زہریلی حسینہ کو حاصل کرکے پارس سے بہت دور چلا جائے۔

اب پارس سے انتقام لینے کی اہمیت ثانوی ہوگئی تھی۔ اس کی پہلی اور آخری ضرورت نیلماں بن گئی تھی۔

اس نے موبائل آن کرکے باندرہ ہل کے بنگلے کا فون نمبر ملایا۔۔۔۔ فوراً ہی رابطہ ہوگیا اور نیلماں کی آواز سنائی دی "ہیلو پورس! یہ تم ہو؟"

"ہاں میں پورس بول رہا ہوں۔ تم بنگلے میں کس وقت آئی تھیں؟"

"یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟ تم نے شام کو پانچ بجے اپنے ایک ماتحت کے ساتھ مجھے یہاں بھیج دیا تھا اور کہا تھا ایک ضروری کام سے نمٹ کر جلد ہی آؤ گے اور اب پوچھ رہے ہو کہ میں یہاں کب آئی ہوں؟ اس کا مطلب ہے تم میرے پورس نہیں ہو۔ دیکھو مجھے بار بار پورس بن کر دھوکا نہ دو۔ مرد ہو تو سامنے آؤ۔ میں ناگن بن کر تمہیں ڈس لوں گی۔"

اس نے فون بند کردیا۔ پورس نے پریشان ہوکر اپنے فون کو دیکھا پھر اس نے بھی فون کو آف کردیا۔ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا کہ پارس نے اس زہریلی کو اغوا کرکے اور اپنے دشمن کو زندہ چھوڑ کر بڑی زبردست چال چلی ہے۔ اس کی زہریلی محبوبہ اسے واپس مل رہی ہے لیکن وہ اسے حاصل کرنے کے لیے اس بنگلے میں نہیں جاسکے گا۔ پارس نادان نہیں ہے۔ وہ اسے پھر زندہ چھوڑ کر کسی نئے عذاب میں مبتلا کرنے کا منصوبہ بنا چکا ہوگا۔

اس نے دوسری بار نیلماں سے رابطہ کیا پھر کہا "ناصرہ! میری جان! میں نے شام پانچ بجے تمہیں بنگلے میں بھیجتے وقت وعدہ کیا تھا کہ جلد ہی تمہارے پاس آؤں گا۔ لیکن وہ دشمن پارس میری تاک میں ہے۔ وہ معلوم کررہا ہوگا کہ میں تمہارے پاس بنگلے میں آچکا ہوں یا نہیں؟ میرے وہاں پہنچتے ہی وہ اپنے مسلح ماتحتوں کے ساتھ مجھ پر حملے کرے گا۔ کیا اس بدمعاش نے تمہیں فون کیا تھا؟"

نیلماں نے کہا "ہاں تھوڑی دیر پہلے وہ بدمعاش پھر پورس بن کر مجھے دھوکا دینا چاہتا تھا۔ شاید وہ باتوں ہی باتوں میں معلوم کرنے کی کوشش کرتا کہ تم میرے پاس ہو یا نہیں؟ لیکن میں نے اسے زیادہ باتیں کرنے کا موقع نہیں دیا۔ فون بند کردیا۔"

"یہ تم نے اچھا کیا۔ آدھی رات ہونے والی ہے۔ میں اس دشمن کی وجہ سے تمہارے پاس نہیں آرہا ہوں۔ یہ چاہتا ہوں کہ وہاں آنے میں ناکام رہوں' تب بھی تم مایوس نہ ہونا۔ میں آج کل میں پارس کو نرک میں پہنچا کر تمہارے پاس آؤں گا۔"

"تم میری فکر نہ کرو۔ میں نہیں چاہتی کہ تم خطرات مول لے کر میرے پاس آؤ۔ جب تک تم پارس کا کام تمام نہیں کرو گے' میں اسی بنگلے میں رہ کر تمہارا انتظار کرتی رہوں گی۔"

"میری جان! تم بہت سمجھ دار ہو۔ بس تم حوصلے سے وہاں رہو۔ میں دشمن سے نمٹنے جا رہا ہوں۔"

پورس نے موبائل بند کردیا۔ وہ چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ آدھی رات ہوچکی تھی۔ وہ اپنے دماغ کو ہدایات دے کر سکون سے صبح تک سو سکتا تھا۔ اب نیلماں نے یہ کہہ کر اس کی بڑی پریشانی دور کردی تھی کہ وہ اس کی فکر نہ کرے۔ اس کی واپسی تک وہ اس کا انتظار کرے گی۔ خواہ واپسی میں کتنے ہی دن لگ جائیں۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ نیلماں اسی پر مرتی ہے اور آخری سانس تک اسی سے وفا کرتی رہے گی۔

وہ چارپائی پر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ سونے کے وقت سونا ہی مناسب ہے۔ وہ صبح پانچ بجے بیدار ہوکر فیصلہ کرے گا کہ اسے آئندہ کیا کرنا چاہیے؟ ایسے ہی وقت اسے پرائی سوچ کی لہریں سنائی دیں پھر مہاراج کی آواز آئی "پورس! میں ہوں۔ میرے ماتحت نے فوراً پیغام دیا تھا۔ تم نے مجھے یاد کیا ہے۔ خیریت تو ہے؟"

"خیریت نہیں ہے۔ بُرے وقت میں دوستوں کو ہی یاد کیا جاتا ہے۔ پارس نے پھر مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی ہے۔ اس نے میری زہریلی محبوبہ کو اغوا کیا ہے۔ مجھے اور میری زہریلی ناصرہ کو ایسے مقام پر پہنچا دیا ہے جہاں ہم دونوں پھر مل سکتے ہیں لیکن وہاں پارس خطرہ بن کر منڈلاتا رہے گا۔"

وہ اپنی روداد ذرا تفصیل سے سنانے لگا۔ مہاراج سن رہا تھا مگر دل میں سوچ رہا تھا کہ وہ آخری سانس تک میرا وفادار رہے گا۔ اس لیے میرے بیٹے پارس کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرے گا۔

پورس نے مختصر حالات بتا کر کہا "پارس نے اسے میرے بنگلے میں واپس بھیج دیا ہے۔ وہ وہاں اکیلی ہے۔ میرا انتظار کررہی ہے لیکن میں جانتا ہوں۔ وہاں جاؤں گا تو پارس کی نظروں میں آجاؤں گا پھر وہ کسی وقت بھی چھپ کر مجھ پر جان لیوا حملہ کرسکتا ہے۔"

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"تم اس کے دماغ میں جاکر خاموش رہ کر اور ذرا انتظار کرتے کرتے یہ معلوم کرسکتے ہو کہ پارس کے باپ نے ناصرہ پر تنویمی عمل کیا ہے یا نہیں؟ اور کیا فرہاد اس کے دماغ میں آکر کچھ بولتا ہے یا نہیں؟ تمہارے ذریعے مجھے اس کے بہت سے منصوبوں کا علم ہوسکتا ہے۔"

"میں نے بہت عرصہ پہلے تمہاری محبوبہ کی آواز سنی تھی۔ اب اس کی آواز اور لہجہ یاد نہیں ہے۔ تم اس کی آواز سناؤ تاکہ میں اس کے دماغ میں پہنچ سکوں۔"

"پہلے یہ بتاؤ۔ تم اس کے پاس جاکر اسے اس بنگلے سے جانے کو کہو گے تو کیا پارس کے ماتحت رازداری سے اس کا تعاقب نہیں کریں گے؟"

"میں اس پر کالا جادو کروں گا۔ اس کا تعاقب کرنے والے میرے جادو سے جل کر بھسم ہوجائیں گے پھر تم جہاں کہو گے' میں اسے وہاں پہنچا دوں گا۔"

"میں بھول گیا تھا کہ تم کالا جادو جانتے ہو اور میری محبوبہ کی حمایت میں یا مخالفت میں بہت کچھ کرسکتے ہو۔"

"میں تمہارا حمایتی ہوں۔ تمہاری مخالفت میں تمہاری محبوبہ سے کوئی دشمنی نہیں کروں گا۔"

"مہاراج! تم حسن و شباب کے رسیا ہو اور میری ناصرہ انتہائی حسین اور بے حد پُرکشش ہے۔ اسے دیکھتے ہی تمہاری رال ٹپکنے لگے گی۔"

"میں یہ جانتا ہوں کہ وہ زہریلی ہے۔ اس کے قریب جانے سے صرف موت ملے گی۔"

"تم کالے جادو کے ذریعے اس کے زہر کا توڑ کرسکتے ہو۔"

"جب تمہیں مجھ پر بھروسا نہیں ہے تو تم نے مجھے مدد کے لیے کیوں بُلا لیا ہے؟"

"میں اس قدر پریشان ہوں کہ اپنے ہی معاملے کے ہر پہلو پر غور کرنا بھول گیا ہوں۔ پریشانی میں یہ یاد نہ رہا کہ تم کالا جادو جانتے

ہو اور میری حسین محبوبہ پر نیت خراب کرسکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں جارہا ہوں۔ جب مجھ پر بھروسا کرسکو تو مجھے مدد کے لیے بلالینا۔"

مہاراج پورس کے دماغ سے نکل کر پارس کے دماغ میں آیا۔ اسے بتایا "پورس اپنی محبوبہ کو کسی اندیشے کے بغیر حاصل کرنے کے لیے میری ٹیلی پیتھی کا سہارا لینا چاہتا تھا لیکن وہ یہ بھی سوچتا ہے کہ اس کی حسین محبوبہ پر میری نیت خراب ہوجائے گی۔"

پارس نے ہنستے ہوئے کہا "اس میں شبہ کیا ہے۔ تم واقعی بدنیت ہو اس لیے وہ تم پر بھروسا نہیں کررہا ہے۔"

"بیٹے پارس! میں تمہارے پاپا کا وفادار رہوں۔ تم میری نیت کی بات نہ کرو۔ اپنے دشمن کی محبوبہ کے دماغ میں مجھے پہنچادو پھر میں پورس کو انگاروں پر لوٹنے پر مجبور کردوں گا۔"

"مہاراج! پورس میرا دشمن ہے۔ اس کی زہریلی محبوبہ بے انتہا حسین اور پُرکشش ہے۔ میں اس پر نیت خراب کرسکتا تھا لیکن ہم مرد ہیں۔ مردوں سے دشمنی کرتے ہیں اور دشمنوں کی بھی عورتوں کی عزت پر آنچ نہیں آنے دیتے۔ وہ زہریلی اس کی امانت تھی۔ میں نے امانت اس کے بنگلے میں واپس پہنچادی۔ تم ادھر کا رخ نہ کرنا اور نہ ہی اس زہریلی کو ہاتھ لگانے کی جُرات کرنا۔ مردانگی اور دلیری یہی ہے کہ دشمنی میں بھی اپنی اعلیٰ ظرفی برقرار رکھی جائے۔ اپنی سلامتی چاہتے ہو تو میرے اور پارس کے اختلافات سے دور رہو۔ اب جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ مہاراج دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ اسے پارس کی کھری باتیں سن کر غصہ آنا چاہیے تھا اور انتقامی کارروائی کے لیے کچھ کرنا چاہیے تھا لیکن اب وہ واقعی میرا احسان مند اور فرماں بردار ہوگیا تھا۔ اس نے دل میں تسلیم کیا کہ بیٹا بھی باپ کی طرح اصول پسند ہے۔ لٰہذا اسے پارس اور پورس کے معاملات سے دور ہی رہنا چاہیے۔

پورس اپنی زہریلی کو حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرچکا تھا۔ اب مایوس ہورہا تھا۔ عقل یہی سمجھا رہی تھی کہ پہلے نیند پوری کرلے پھر صبح تازہ دم ہوکر نیلماں کو حاصل کرنے کی تدبیر کرے گا۔ اسے کچھ گرمی محسوس ہورہی تھی۔ اس نے باہر کی تازہ ہوا کے لیے کھڑکی کھولی۔ دور تک رات کی تاریکی تھی مگر بہت دور اسے روشنی کا ایک ہالا نظر آیا۔ وہ کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی روشنی ہوتی تو کچھ پھیلی ہوئی سی دکھائی دیتی لیکن وہ روشنی ایک دائرے کی صورت میں محدود تھی۔ جیسے بھگوان یا عیسیٰ مسیح کی تصاویر کے پیچھے نور کا ہالا دکھایا جاتا ہے۔ ایسی ہی محدود روشنی تھی۔

اس نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ باہر مکان کا غریب مالک اپنے بچے کے ساتھ ایک چارپائی پر سورہا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا "حکم مالک! کوئی چیج کی جرورت ہے؟"

"نہیں۔ میں اس روشنی کو دیکھ رہا ہوں۔ کیا وہ روشنی کسی زمیندار کی حویلی سے آرہی ہے؟"

"نہیں مالک! وہ دیوتاؤں کا استھان ہے۔ وہاں بابا کلندر (قلندر) شاہ اور گرو سادھرن اپدھیائے اپنے اپنے طریقوں سے عبادت اور گیان دھیان میں رہتے ہیں۔ وہ ہر ساتویں دن اپنے گیان دھیان سے باہر آکر جرورت مند لوگوں سے ملتے ہیں۔ ان کی جرورتیں پوری کرتے ہیں اور مصیبت میں رہنے والوں کی مصیبتیں دور کرتے ہیں۔"

پورس اس کی باتیں سن رہا تھا اور کچھ سوچ رہا تھا پھر اس نے کہا "میں بھی مصیبت میں ہوں۔ مجھے ابھی وہاں جانا چاہیے۔"

"مالک! وہ ہر ساتویں دن کسی سے ملتے ہیں اور ابھی پانچ دن ہونے والے ہیں۔ آپ ان سے نہیں مل سکیں گے۔"

"کوشش کروں گا۔ نہ مل سکا تو دو دن تک ان کے دروازے پر بیٹھا رہوں گا۔ میرا دل کہتا ہے کہ مجھے ابھی وہاں جانا چاہیے۔"

وہ اپنے کمرے سے ضروری سامان کا بیگ اٹھا کر لے آیا پھر اس نے پوچھا "ان بزرگ اور دیوتا کا استھان کتنی دور ہے؟"

اس نے بتایا کہ تقریباً دس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اسے رات کو سفر نہیں کرنا چاہیے لیکن پورس کی پریشانیاں اسے تنکے کا بھی سہارا لینے پر مجبور کررہی تھیں۔ وہ وہاں سے چل پڑا۔

اس نے بیگ سے ریوالور نکال کر جیب میں رکھ لیا تھا اور ایک چھوٹی ٹارچ نکال لی تھی۔ اس کی روشنی میں وہ گاؤں سے باہر آیا۔ آگے سوکھے کھیت ہی کھیت تھے۔ وہ کبھی ٹارچ روشن کرکے پگڈنڈی کو دیکھ کر اس پر چلتا تھا اور ٹارچ بجھا دیتا تھا۔ اس روشنی کے ہالے کی سمت بڑھتا جارہا تھا۔

وہ اتنی تیز رفتاری سے جارہا تھا کہ دو گھنٹے کا سفر ایک گھنٹے میں طے ہوگیا۔ اب اس روشنی کے ہالے میں ایک بہت وسیع و عریض چاردیواری کا احاطہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس احاطے کے اندر ایک طرف مسجد کا گنبد تھا اور دوسری طرف مندر کا کلس دکھائی دے رہا تھا۔ حدِ نظر تک پھیلے ہوئے احاطے میں کہیں آشرم کی چار دیواریاں تھیں اور کہیں مراقبہ ہال نظر آرہا تھا۔ وہ احاطے کے گیٹ کے سامنے آیا تو وہ گیٹ آپ ہی آپ کھلنے لگا۔ جب وہ اندر آیا تو گیٹ خود بخود بند ہوگیا۔

گرمی کے باعث ہندو عقیدت مند آشرم کے صحن میں سوئے ہوئے تھے اور مسلمان مراقبہ ہال کی طرف نیند میں ڈوبے ہوئے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ساتویں دن سے پہلے گرو سادھرن اپدھیائے کے درشن نہیں ہوں گے اور بابا قلندر شاہ بھی ضرورت مندوں کے سامنے نہیں آئیں گے۔ اس کے باوجود عقیدت مند دن رات وہیں رہا کرتے تھے۔

بابا قلندر شاہ کے آستانے کے سامنے پہنچ کر اس کے دماغ میں جیسے کسی نے کہا "جوتے اتار دو۔ بیگ، ریوالور اور ٹارچ آستانے کی سیڑھی پر رکھ دو پھر سیڑھیاں چڑھو اور اندر جاؤ۔"

پورس یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ کسی نے اس کے اندر یہ باتیں کہی ہیں یا وہ خود ایسا سوچ رہا ہے؟ بہرحال اس نے جوتے اتار دیے۔ اپنا تمام سامان زینے کے نچلے حصے میں چھوڑ دیا پھر اوپر چڑھتا ہوا بڑے سے صحن میں پہنچا۔ وہاں سے چلتا ہوا ایک بند دروازے کے سامنے پہنچا تو وہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ کمرے کے اندر سامنے ایک بزرگ آنکھیں بند کیے دو زانو ہوکر ایسے بیٹھے ہوئے تھے جیسے نماز پڑھ رہے ہوں۔ اس بڑے سے کمرے میں کلام پاک کی تلاوت کرنے کی دھیمی دھیمی آواز ابھر رہی تھی۔ بزرگ کے ہونٹ بند تھے پھر بھی وہ مقدس آواز ابھر رہی تھی۔

پورس کے کانوں میں دھیمی سی آواز سنائی دی "تیری منزل ادھر ہے۔ دوسرے دروازے پر جا۔"

اس کے سامنے وہ دروازہ خود بخود بند ہونے لگا۔ اس نے مندر کی کلس والی چاردیواری کی طرف دیکھا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ادھر ایک دروازے کے سامنے پہنچا۔ وہ دروازہ بھی آپ ہی آپ کھلنے لگا۔ اندر بڑے سے کمرے کے فرش پر ایک سادھو مہاراج یوگا کا ایک آسن جمائے آنکھیں بند کیے دھیان گیان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے ایک جوان عورت سجدہ کرنے کے انداز میں گرو سادھرن اپدھیائے کے سامنے جھکی ہوئی تھی۔ چہرہ اس کی زلفوں میں چھپا ہوا تھا۔

جب وہ گرو کے قدموں سے سر اٹھانے لگی اور زلفیں چہرے سے ہٹنے لگیں تو پورس ایک دم سے چونک گیا۔ وہ اس کی زہریلی محبوبہ ناصرہ (نیلماں) تھی۔ ممبئی شہر سے ساڑھے چار سو کلو میٹر دور وہاں گرو سادھرن اپدھیائے کے قدموں میں پہنچی ہوئی تھی۔

پورس بڑی حیرانی اور بے یقینی سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔

○☆○

میں ثمرینہ کے ساتھ ایک پرائیویٹ کالج میں تھا اور خیال خوانی کے ذریعے اپنے دشمنوں کو پہچاننے کی کوششیں کررہا تھا۔ دشمن انجانے ہوں اور یوگا کے بھی ماہر ہوں تو ان حالات میں ٹیلی پیتھی کام نہیں آتی۔ لٰہذا وہ جانی دشمن جنہیں میں نہیں جانتا تھا، وہ مختلف ذرائع سے مجھے پہچان کر اچانک حملے کرسکتے تھے۔ ہم اس کالج میں ہمیشہ محفوظ نہیں رہ سکتے تھے۔

ثمرینہ نے کہا "موت کہیں بھی آسکتی ہے پھر کیوں نہ ہم افغانستان چلیں۔ تم وہاں جانے کا ارادہ کرتے ہو پھر رک جاتے ہو۔ انجانے دشمنوں نے تمہیں الجھا دیا ہے۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرتا رہتا ہوں کہ پاکستان، ازبکستان اور ایران وغیرہ کی سرحدوں سے کس قسم کے لوگ افغانستان جاتے آتے رہتے ہیں۔ اب تک کی معلومات کے مطابق بڑے ممالک کے ایجنٹ افغانستان کے مختلف گروہوں سے رابطہ رکھتے ہیں۔ انہیں اسلحہ، رقم اور ضروریات کی دوسری چیزیں سپلائی کرتے رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ ریڈ کراس سوسائٹی کے افراد وہاں زخمیوں کی طبّی امداد کے لیے جاتے ہیں۔ افغانستان میں اب تک لاکھوں عورتیں بیوہ اور لاکھوں بچے یتیم ہوچکے ہیں۔ ان کے کھانے، پہننے اور محفوظ رہائش گاہوں کے مسائل حل کرنے کے لیے عیسائی مشنری کی سالویشن آرمی وہاں جاتی ہے۔ اس آرمی میں عیسائی راہب اور راہبائیں ہوتی ہیں۔ وہ افغانی بیواؤں اور یتیموں کو کھانا اور کپڑے مفت دیتے ہیں۔"

ثمرینہ نے کہا "میں جانتی ہوں لیکن طالبان عیسائی مشنری کے خلاف ہیں۔ جن علاقوں میں طالبان فتوحات حاصل کرتے ہیں، وہاں سے ان عیسائیوں کو بھگا دیتے ہیں کیونکہ وہ مفت کھانا اور کپڑا دے کر عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔"

"جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو وہاں کے بگڑے ہوئے حالات سے فائدہ اٹھا کر عیسائیت کی تبلیغ نہیں کرنی چاہیے۔ طالبان اگر انہیں اپنے ملک سے بھگاتے ہیں تو یہ ان کا دینی حق ہے لیکن ایک بات تم نہیں جانتیں کہ طالبان میں بھی اندر ہی اندر دو گروہ ہوگئے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ محبِ وطن ہے اور صحیح معنوں میں وہاں اسلامی نظام قائم کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ دوسرا گروہ غیر ملکی ایجنسیوں کے زیرِ اثر ہے۔ ان سے جدید اسلحہ اور زیادہ سے زیادہ مالی امداد حاصل کرتا ہے۔ جس طرح ورلڈ بینک مقروض ملکوں سے اپنی شرائط منواتا ہے، اسی طرح وہ طالبان غیر ملکی ایجنسیوں کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔"

میں نے ایک ذرا توقف سے کہا "طالبان کے دوسرے گروہ کے ذریعے دنیا والوں کو یہ دکھایا جارہا ہے کہ مسلمان انتہا پسند ہوتے ہیں۔ زبردستی داڑھیاں رکھواتے اور نمازیں پڑھواتے ہیں۔ مغرب والوں کو یہ موقع مل گیا ہے کہ وہ طالبان کے دوسرے کٹھ پتلی گروہ کے ذریعے دینِ اسلام سے بیزاری پیدا کریں۔ اب ہم افغانستان جائیں گے تو اس کٹھ پتلی گروہ کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہیں ختم کرنے کے لیے ضروری ہوگا کہ شرپسند غیر ملکی ایجنسیوں کو وہاں سے اکھاڑ پھینکا جائے۔"

ثمرینہ نے کہا "بے شک ہمیں یہ کرنا چاہیے لیکن ہم کب یہاں سے جائیں گے؟"

"میری معلومات کے مطابق یہاں ایک ریڈ کراس سوسائٹی ہے۔ امریکا سے ان کے لیے دواؤں، ڈالروں اور دوسری ضروریات کی چیزوں کا ذخیرہ آنے والا ہے۔ یہ چیزیں مفلوک الحال افغانیوں کے لیے آرہی ہیں۔ وہ ذخیرہ یہاں پہنچتے ہی ریڈ کراس کی ٹیم افغانستان جائے گی۔ ہم دونوں اسی ٹیم میں رہیں گے۔"

"کیا وہ ہمیں اپنی ٹیم میں شامل کریں گے؟"

"وہ سب امریکی ہیں۔ ہمیں دور ہی رکھیں گے۔ اس ٹیم میں

تیس برس کی ایک جوان نرس ہے اور ایک ادھیڑ عمر کا ڈاکٹر ہے۔ میں اتنے دنوں سے بہت سی معلومات حاصل کررہا ہوں۔ اس ٹیم میں چالیس افراد ہیں۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے اس ادھیڑ عمر کے ڈاکٹر جان کارلس کو آلۂ کار بنا کر اس کی اور نرس مونیکا کی تصویریں حاصل کی ہیں۔ پلاسٹک سرجری کے ایک ماہر کو ٹریپ کیا ہے۔ ہم اس کے کلینک میں جائیں گے۔ جب تک وہ سرجری کے ذریعے تمہیں مونیکا اور مجھے ڈاکٹر جان کارلس نہیں بنائے گا تب تک وہ اپنے کلینک میں کسی کو نہیں آنے دے گا۔ سرجری کا کام صبح سے شام تک مکمل ہوجائے گا۔ میں مونیکا اور جان کارلس کی تصویریں پلاسٹک سرجری کے ماہر کے پاس پہنچا چکا ہوں۔"

وہ بولی "پھر تو ہم دشمنوں کی نظروں میں آئے بغیر یہاں سے افغانستان پہنچ جائیں گے۔"

"تم انگریزی سمجھتی اور بول لیتی ہو لیکن امریکن مونیکا جیسی روانی تم میں نہیں ہے۔ میں آج رات تم پر تنویمی عمل کرکے تمہیں مونیکا کی طرح روانی سے بولنا سکھا دوں گا۔"

ایک جانب میری یہ مصروفیات تھیں۔ میں خود کو ڈاکٹر جان کارلس اور ثمرینہ کو نرس مونیکا بنا رہا تھا۔ دوسری جانب ان دشمنوں کی تلاش میں تھا' جو آئندہ مجھ سے ٹکرانے والے تھے۔ جو مجھ سے ٹکرانے آئے تھے' ان میں سے چار کو افغانستان میں اور ایک کو ازبکستان میں ختم کرچکا تھا۔ تیسرا جانی دشمن سنگریلا تین گولیوں سے زخمی ہونے کے باوجود زندہ تھا اور تبت کی مخصوص جڑی بوٹیوں کے ذریعے اپنے زخم بھر رہا تھا۔

میں نے ایک بار خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرنا چاہا کہ وہ کس حال میں ہے۔ اس نے اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی پوچھا "کیا یہ دیکھنے آئے ہو فرہاد کہ میں زندہ ہوں یا مرچکا ہوں؟"

میں نے کہا "تم بہت سخت جان ہو اور عجیب غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہو۔ دشمنوں کے لیے لوہے کے چنے ہو۔ تم دیکھ چکے ہو کہ میں لوہے کے چنے دانتوں سے نہیں چباتا۔ جوتوں تلے انہیں پیس کر ذرّہ ذرّہ کر دیتا ہوں۔ اگر تم فرار نہ ہوتے تو میری خیال خوانی کی لہروں کے لیے تمہاری کھوپڑی مردہ ہوچکی ہوتی۔"

وہ ناگواری سے بولا "میں نے پہلے مقابلے میں تمہارا ایک طریقۂ کار دیکھا ہے۔ آئندہ بھی دیکھوں گا اور دیکھتے دیکھتے تمہیں بابا صاحب کے ادارے کے قبرستان میں پہنچا دوں گا۔"

اتنا کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ اس کے بعد میں نے اس سے رابطہ نہیں کیا۔ اس سے کچھ اور بولنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ جب اس نے مجھے قتل کرنے کا معاوضہ لے ہی لیا تھا تو میرا پیچھا چھوڑنے والا نہیں تھا۔ زخم بھرنے کے بعد کسی دن اچانک مجھ پر حملہ کرنے والا تھا۔

میں نے ریڈ کراس کی ٹیم کی نرس مونیکا اور ڈاکٹر جان کارلس پر ایک رات تنویمی عمل کیا اور انہیں اس ٹیم سے دور ایک علاقے میں ڈمی فرہاد کے پاس بھیج دیا۔ اس سے کہا "ان دونوں کو بابا صاحب کے ادارے میں لے جاؤ۔ جب ریڈ کراس ٹیم کبھی افغانستان سے واپس جائے گی تو پھر ان دونوں پر تنویمی عمل کرکے ان کی یادداشت واپس لا کر انہیں اس ٹیم میں پہنچا دیا جائے گا۔ ڈمی فرہاد میری ہدایت کے مطابق انہیں وہاں سے لے گیا۔

امریکا سے مطلوبہ ذخیرہ پہنچنے میں دیر ہو رہی تھی۔ اس طرح مجھے وہاں سہولت سے اپنے تمام کام نمٹانے کا موقع ملتا رہا۔ میں مونیکا اور جان کارلس کے اندرونی اور بیرونی معاملات' ان کے ذاتی مشاغل اور فطری رجحانات کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرتا رہا اور ثمرینہ کے ذہن پر تنویمی عمل کے ذریعے مونیکا کی ایک ایک بات نقش کرتا رہا پھر جس رات مونیکا اور جان کارلس کو اس ٹیم سے نکال کر ڈمی فرہاد کے حوالے کیا' اسی رات ثمرینہ کے ساتھ اس ریڈ کراس ٹیم میں جاکر شامل ہوگیا۔

تین دنوں کے بعد وہ ٹیم افغانستان کے لیے روانہ ہوئی۔ اس میں سوئس عورتیں اور مرد زیادہ تھے۔ ان کے علاوہ چند امریکی جاسوس بھی سوئٹزرلینڈ کے باشندے بن کر اس ریڈ کراس ٹیم میں موجود تھے۔ میں سفر کے دوران میں ان کے خیالات پڑھتا رہا اور ان کے خفیہ ارادوں کو سمجھتا رہا۔

وہ تباہ ہونے والی افغانی عورتوں' بچوں' بوڑھوں اور بیماروں کی مدد کرنے کے لیے سرحد پار کرکے افغانستان پہنچے۔ ان سب کو تباہ ہونے والوں سے ہمدردی تھی لیکن وہ سب طالبان سے نفرت کرتے تھے۔ طالبان کسی بھی بیرونی امدادی ٹیم کو کسی علاقے میں دو دن سے زیادہ رہنے اور عام لوگوں سے زیادہ گھلنے ملنے نہیں دیتے تھے۔ وہاں بیس برس سے خانہ جنگی جاری تھی۔ طالبان کا خیال تھا کہ باہر سے آنے والی امدادی ٹیمیں مصیبت زدہ افغانیوں کو کھانا اور کپڑا دے کر اور ان کے لیے تحفظ کے انتظامات کرکے انہیں مذہب تبدیل کرنے کی ترغیب دیتی تھیں۔ ایک سروے کے مطابق عیسائی مشنریوں اور این جی اوز نے تقریباً ڈیڑھ لاکھ افغانیوں کو عیسائی بنا دیا تھا۔

اب افغانستان کے اسّی فیصد سے زیادہ حصوں پر طالبان نے مسلط ہو کر باہر سے آنے والی ٹیموں پر سخت پابندیاں عائد کردی تھیں اور اپنی نگرانی میں انہیں امدادی کام کرنے کی اجازت دیتے تھے۔

جب ہماری ریڈ کراس سوسائٹی وہاں پہنچی تو ہمارا بھی سختی سے محاسبہ کیا گیا۔ تمام سامان کو چیک کیا گیا اور تاکید کی گئی کہ جتنی لیڈی ڈاکٹرز اور نرسیں ہیں' وہ اپنے جسموں کو اچھی طرح ڈھانپ کر رہیں اور اپنے کیمپ سے باہر نہ جائیں ورنہ زندہ واپس نہیں آئیں گی۔ جو افغانی عورتیں زخمی یا بیمار ہوں گی' وہ خود برقع پہن کر ان لیڈی ڈاکٹرز اور نرسوں کے پاس آئیں گی۔ عورتوں کے لیے

الگ کیمپ تھا۔ وہاں مردوں کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔

اس کیمپ کے مرد ڈاکٹروں اور ان کے ماتحتوں کو گشتی شفا خانہ والی گاڑیاں لے کر شہر کے آفت زدہ علاقوں میں جانے کی اجازت تھی۔ اس طرح میں ڈاکٹر کی حیثیت سے شہر میں گھومنے پھرنے کے لیے آزاد ہوگیا تھا۔ ثمرینہ ایک نرس کی حیثیت سے عورتوں کے کیمپ میں قید ہو کر رہ گئی تھی۔ البتہ فرصت کے وقت ریڈ کراس کی نرسوں اور لیڈی ڈاکٹروں کو مرد ڈاکٹروں کے کیمپ میں آنے جانے کی آزادی تھی۔ یوں ثمرینہ سے چند گھنٹوں کے لیے ملاقات ہوجاتی تھی۔

اتنی پابندیوں کے باوجود امریکی جاسوس موبائل فون کے ذریعے وہاں کے دوسرے متحارب گروہ سے رابطہ رکھتے تھے۔ چند ایسے زرخرید افغانی تھے' جو دوائیں لینے کے بہانے کیمپ میں آکر ان جاسوسوں سے ملاقات کرتے تھے۔ انہیں طالبان کے منصوبوں کے بارے میں بتایا کرتے تھے۔ مسلمان ہو کر اپنے ہی ملک کے مسلمان مجاہدین کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔

میں یہ سوچ کر آیا تھا کہ جو طالبان افغانستان کو ایک مکمل اسلامی ملک بنانے اور اسلامی نظام قائم کرنے کے لیے جہاد کررہے ہیں' میں ان کے کام آؤں گا۔ جو لوگ طالبان میں آستین کا سانپ بنے ہوئے ہیں اور امریکی ڈالرز کے ذریعے خریدے گئے ہیں انہیں ان کی ملک دشمنی کی سزا دوں گا۔ اس طرح اس پُراسرار سیکرٹ ایجنٹ تک یہ خبر پہنچاؤں گا کہ ان کے منصوبوں کو ناکام بنانے والا فرہاد علی تیمور افغانستان واپس آگیا ہے۔ اب وہ مجھے قتل کرنے والی مزید ٹیمیں یہاں بھیجتا رہے۔

کابل پر طالبان کا قبضہ تھا لیکن انہوں نے ایسے وقت کابل کو فتح کیا تھا' جب وہ تاریخی شہر کھنڈر بن چکا تھا۔ وہاں بیس برس سے اتنی گولہ باری ہوتی رہی ہے کہ شاید ہی کوئی عمارت سلامت رہی ہوگی۔ کابل کے قریبی شہر پروان میں ہماری ریڈ کراس سوسائٹی نے کیمپ لگایا تھا۔ وہاں قیام کرنے کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ پروان شہر کے ایک دور افتادہ علاقے میں ایک انڈر گراؤنڈ خفیہ پریس تھا' جہاں غیر ملکی ماہرین کے تعاون سے افغان کرنسی چھاپی جاتی تھی۔ اس خفیہ ٹکسال میں چھپنے والے پانچ سو اور ایک ہزار کے نوٹوں کو افغانستان کے ان علاقوں میں پھیلایا جاتا تھا' جہاں طالبان کا قبضہ تھا۔ اس طرح طالبان کو افراطِ زر' معاشیات اور اقتصادیات کے مسائل میں الجھایا جاتا تھا۔

ہمارے وہاں کیمپ لگانے کے دوسرے دن مجھے طالبان کے خلاف ایسی سازش کا علم ہوا۔ ایک افغانی مجاہد دوائیں حاصل کرنے کی غرض سے کیمپ میں آیا تھا اور اس نے ایک جاسوس سے اس سلسلے میں کہا تھا "طالبان پورے کابل پر قبضہ جما چکے ہیں۔ وہ اسی ہفتے پروان شہر پر حملہ کریں گے۔ ان کی طاقت میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔ اگر پروان پر ان کا قبضہ ہوگا تو کرنسی چھاپنے والے خفیہ پریس کا کیا بنے گا؟"

امریکی جاسوس رابرٹ نے کہا "فکر نہ کرو۔ ہم ایسے اقدامات کریں گے کہ پروان میں طالبان سے پہلے دوسرے متحارب گروہ پہنچ جائیں گے اور کئی گروہ متحد ہو کر طالبان کو پسپا کردیں گے۔"

اس افغانی مجاہد کہلانے اور دغا بازی کرنے والے کا نام اسد خان تھا۔ وہ دوائیں لے کر دوسرے طالبان کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھانے کے لیے جانا چاہتا تھا۔ میں نے اسے اس کے کمانڈر کے پاس پہنچا دیا۔ کمانڈر بھی اپنے خاص ماتحتوں کے ساتھ کھانے میں مصروف تھا۔ اسے دیکھ کر بولا "کیسے آنا ہوا؟"

میں نے اسد خان کے دماغ کو ڈھیل دی۔ پہلے تو وہ پریشان ہوگیا کہ وہاں کیوں چلا آیا ہے پھر اس نے بات بنائی "میں ریڈ کراس کیمپ میں گیا تھا۔ صبح سے طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ یہ دوائیں لے کر آرہا ہوں اور آپ سے چھٹی چاہتا ہوں۔ آج ایک رات آرام کروں گا۔ کسی معرکے میں شریک نہیں ہوسکوں گا۔"

"آج رات کسی سے کوئی معرکہ نہیں ہوگا۔ آرام کرو اور ہاں' ہم کھا رہے ہیں۔ تم بھوکے کیسے جاسکتے ہو۔ بیٹھ جاؤ۔"

وہ کمانڈر اور اس کے خاص ماتحتوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ گیا۔ میں کمانڈر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ میری مرضی کے مطابق تھوڑی دیر سوچنے کے بعد لقمہ چباتے ہوئے بولا "میں سوچ رہا ہوں کہ ہم پروان شہر کی سمت نہ جائیں۔ اس کی مخالف سمت آگے بڑھیں۔ پاکستانی سرحد کے قریب کونار سے ہوتے ہوئے بدخشاں پہنچ جائیں۔ اس طرح افغانستان کے جنوبی علاقے قندھار سے لے کر شمالی علاقے بدخشاں تک ہم دشمنوں پر مسلط رہیں گے۔ وہ وہاں سے دُم دبا کر بھاگیں گے پھر بدخشاں ازبکستان کا سرحدی علاقہ ہے۔ وہاں سے ہم اسمگلنگ کو اور ملک دشمن عناصر کو اپنے ملک میں داخل ہونے سے روک سکیں گے۔"

کئی خاص ماتحتوں اور مشیروں نے اس کی تائید کی' وہ پھر لقمہ چباتے ہوئے سوچنے لگا ' میرے دماغ میں اچانک ایسا خیال کیوں آیا ہے؟ ہمیں کیوں سمت بدل کر پروان شہر کی طرف نہیں جانا چاہیے؟'

میں نے اسے اس مسئلے پر زیادہ سوچنے کا موقع نہیں دیا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں آرام کرنے آیا تو میں نے پہلے اس کے ہاتھوں سے دروازے کو اندر سے بند کرایا پھر اسے مخاطب کیا "ہیلو کمانڈر!"

وہ بستر پر لیٹنے جارہا تھا۔ ایک دم سے ہڑبڑا کر کھڑا ہوگیا۔ اپنے سر کو تھام کر سوچنے لگا ' کیا میرے اندر کوئی بول رہا ہے؟'

"ہاں۔ میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔ آرام سے بیٹھ جاؤ۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "تم؟ تم کیوں آئے ہو۔ تم مجھ سے پہلے ایک کمانڈر کے دماغ میں آئے تھے۔ اس کے ہیرے جواہرات چرا کر لے گئے اور یہاں کے ایک قبیلے کے مقتول سردار کی بیٹی ثمرینہ کو

اغوا کر کے لے گئے۔"

"میرے متعلق غلط رائے قائم نہ کرو۔ ابھی میں اپنی صفائی میں کچھ نہیں کہوں گا۔ عملی طور پر دوستی کا ثبوت دوں گا۔ میں تمہیں دشمنوں کی سازشوں سے محفوظ رکھنے آیا ہوں۔"

"تم کن دشمنوں کی بات کر رہے ہو؟"

"میں ایسے دشمنوں کو بے نقاب کروں گا جو تمہاری آستین کا سانپ بنے ہوئے ہیں۔ لیکن ایک مسلمان کی حیثیت سے وعدہ کرو کہ میرے مشورے پر بڑی رازداری سے عمل کرو گے۔"

"کیا مشورہ دینا چاہتے ہو؟"

"اپنے خاص آدمیوں سے باتیں کرو۔ میں ان کے دماغ میں پہنچ کر پہلے یقین کروں گا کہ وہ طالبان سچے مجاہد اور تمہارے فرماں بردار ہیں یا نہیں؟ تم نہیں جانتے کہ تم طالبان کے جس گروہ کے کمانڈر ہو' اس گروہ میں چار دغا باز ہیں۔ ابھی چند گھنٹوں میں ثبوت پیش کروں گا۔ پہلے اپنے خاص ساتھیوں کو یہاں بلاؤ۔"

اس نے میرے مشورے پر عمل کیا۔ اپنے دس معتمدِ خاص کو بلا کر ان سے باتیں کیں۔ میں ان سب کے چور خیالات پڑھ کر مطمئن ہونے کے بعد بولا "یہ سب تمہارے فرماں بردار ہیں۔ تمہارے پاس طالبان کی جو فوج ہے اس میں اسد خان' جبار خان' آفتاب اور سعادت اللہ غدار ہیں۔ ابھی اسد خان دوا لینے نہیں بلکہ دشمنوں تک یہ خبر پہنچانے گیا تھا کہ تم دو چار دن کے بعد اپنی فوج کے ساتھ پروان شہر کی طرف پیش قدمی کرنے والے ہو۔ میں نے اسی لیے کھانے کے دوران میں اسد خان کے سامنے تمہاری زبان سے یہ باتیں اگلوائیں کہ تم اب پروان شہر کی طرف نہیں بلکہ کونار کے علاقے سے ہو کر بدخشاں جاؤ گے۔ اب وہ اسد خان پھر دشمنوں کو یہ اطلاع دینے گیا ہے کہ تم نے آئندہ پیش قدمی کے سلسلے میں اپنا منصوبہ تبدیل کر دیا ہے۔"

"کیا تم اسد خان کی غداری کا ثبوت دے سکتے ہو؟"

"میں جن چار غداروں کے نام بتا چکا ہوں' ان چاروں کے گھروں پر اچانک چھاپا مارو۔ اسد خان نے ایک بڑے سے گملے کی مٹی میں پلاسٹک کی تھیلی کے اندر ایسے کاغذات چھپائے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ غیر ملکی ایجنسیوں کے لیے کام کر رہا ہے۔ اگر کبھی اسے یہاں خطرہ محسوس ہو گا تو وہ یہاں سے فرار ہو کر امریکا جا سکتا ہے۔ وہاں اسے پناہ دی جائے گی۔"

میں نے اسی طرح باقی تین غداروں کے متعلق بتایا کہ انہوں نے اپنی اہم دستاویزات کہاں کہاں چھپا کر رکھی ہیں۔ ان دستاویزات سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ سوئٹزر لینڈ اور امریکا کے بینکوں میں ان کے اکاؤنٹس ہیں جن میں ہزاروں' لاکھوں ڈالرز جمع ہو چکے ہیں۔

کمانڈر نے اپنے وفاداروں سے کہا "تم لوگ پہلے ان چاروں کو یہاں کسی کام میں لگا دو۔ اسد خان مخبری کے لیے گیا ہو گا تو اس کا پیچھا نہ کرو۔ اس کی طرف سے انجان بنے رہو پھر ان چاروں کے مکانوں پر اچانک چھاپا مارو۔ خواتین کو مکانوں سے باہر نکالو اور وہاں سے ان دستاویزات کو برآمد کرو۔"

وہ دس معتمدِ خاص حکم کی تعمیل کے لیے چلے گئے۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے ثمرینہ سے پوچھا "لنچ نہیں کرو گی؟"

"میں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ ابھی تمہارے کیمپ میں آ رہی ہوں۔"

میں نے اس کے آنے تک کمانڈر کے پاس جا کر کہا "میری سچائی ثابت ہو جائے اور دشمن بے نقاب ہو جائیں تو ان چاروں غداروں کو اس طرح قید کرو کہ وہ کسی بھی طرح دشمنوں سے رابطہ نہ کر سکیں۔ اگر مناسب سمجھو تو آج رات ہی پروان شہر پر قبضہ جمانے کی کوشش کرو۔ وہ شہر غیر ملکی دشمنوں کے لیے بہت اہم ہے۔ وہاں ایک زیرِ زمین خفیہ پریس ہے' جہاں افغانی کرنسی چھاپی جاتی ہے۔ یہاں کے کئی متحارب گروہ تمہیں اس شہر پر قبضہ جمانے کا موقع نہیں دیں گے۔ اس بار وہ سب متحد ہو کر دو دن کے بعد پروان شہر پہنچنے والے ہیں۔ دانش مندی یہ ہو گی کہ ان کے پہنچنے سے پہلے تم وہاں پہنچ کر ان کا راستہ بند کر دو۔ اب اجازت دو۔ میں کھانے جا رہا ہوں۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا پھر ایک خیمے میں آیا۔ وہاں کئی چھوٹی میزوں پر کھانے کی ڈشیں رکھی ہوئی تھیں۔ کئی نرسیں اور ڈاکٹرز کھا رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔ ایک میز پر ثمرینہ میرا انتظار کر رہی تھی۔ میں میز کے دوسری طرف بیٹھ گیا۔ ایک لیڈی ڈاکٹر نے کہا "ہائے جان! پہلے تم اور مونیکا (ثمرینہ) ایک دوسرے سے بے نیاز رہتے تھے مگر میں دیکھ رہی ہوں' تم دونوں میں بے تکلفی بڑھتی جا رہی ہے۔"

میں نے کہا "ہاں دواؤں اور مریضوں سے بہت دوستی کر لی۔ اب زندگی میں کوئی تبدیلی آنی چاہیے اور ایک خوشگوار تبدیلی مونیکا جیسی حسین ساتھی ہی لا سکتی ہے۔"

ثمرینہ نے کہا "جان! تم ڈاکٹر مارتھا کے پوائنٹ کو نہیں سمجھ رہے ہو۔ یہ کہنا چاہتی ہیں' تمہارے جیسے باصلاحیت ڈاکٹر کو کسی لیڈی ڈاکٹر میں دلچسپی لینی چاہیے۔ میں تو ایک نرس ہوں۔"

ڈاکٹر مارتھا نے ناگواری سے کہا "مونیکا! تم خود کو بہت زیادہ عقل مند سمجھتی ہو۔ مجھ جیسی لیڈی ڈاکٹر پر ہزاروں مرتے ہیں۔ میری نظروں میں تمہارے محبوب ڈاکٹر کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔"

میں نے کہا "دو خواتین ایک دوسرے سے الجھنے لگیں تو بیچ میں مرد کی شامت آ جاتی ہے۔ پلیز مونیکا! اس موضوع کو ذرا اپ کرو۔ کھانا شروع کرو۔ ہم اپنی باتیں کریں گے۔"

ہم دونوں دھیمی آواز میں گفتگو کرنے لگے۔ تمام میزیں اتنی قریب قریب تھیں کہ آس پاس والے گفتگو سن سکتے تھے۔ ثمرینہ ڈاکٹر مارتھا کو جلانے کے لیے بڑی لگاوٹ سے بول رہی تھی۔ میں

نے سوچ کے ذریعے کہا "کیوں اسے جلا رہی ہو؟"

"یہ تو یوں بھی خواہ مخواہ جلتی ہے۔ مجھے چور نظروں سے یوں دیکھتی ہے جیسے مجھ پر شبہ ہو کہ میں نرس مونیکا نہیں ہوں۔"

"یہ تمہارا وہم ہے۔ اسے شبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ میں اس کے خیالات پڑھ چکا ہوں۔ وہ تقریباً چالیس برس کی ہے مگر خود کو اٹھائیس برس کی بتاتی ہے۔ تمہاری کم عمری اور حسن و شباب کو دیکھ دیکھ کر احساسِ کمتری میں مبتلا ہوتی رہتی ہے۔"

"تم نے تو یہاں آ کر مجھے بھلا دیا ہے۔ دور دور رہتے ہو۔"

"اس ریڈ کراس سوسائٹی میں آنے کے بعد تم میری مصروفیات کو سمجھ سکتی ہو۔ مجھے ہر ایک کے دماغ میں جھانک کر ان کے بدلتے ہوئے خیالات اور ارادوں کو سمجھنا پڑتا ہے۔ یہاں دوسروں کے سامنے ہمارا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ ہم ایک خیمے میں ایک رات بھی نہیں گزار سکتے۔"

"ہم ایسے کب تک رہیں گے؟"

"ہم آج یا کل کسی بھی دن یہاں سے غائب ہو کر افغانی باشندوں کے بہروپ میں رہ سکتے ہیں لیکن اس پورے ملک میں امن و امان نہیں ہے۔ ہم کہیں سکون سے میاں بیوی بن کر بھی نہیں رہ سکیں گے۔ مجھ جیسے صحت مند مردوں کو کسی نہ کسی گروہ میں رہ کر جہاد کرنا پڑتا ہے۔"

"ہمیں یہاں پریس رپورٹر میاں بیوی بن کر آنا چاہیے تھا۔"

"یہاں کسی ایک گروہ کے پاس رپورٹنگ کے لیے جاؤ تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ رپورٹر دوسرے گروہ کی طرف سے جاسوسی کرنے آیا ہے۔ جہاں بھی گولیاں چلتی ہیں اور گولہ بارود کے دھماکے ہوتے ہیں' وہاں رپورٹنگ کے لیے جانا پڑتا ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ ایسا کچھ کرو کہ ہم ساتھ رہ سکیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں کوئی تدبیر کروں گا۔"

لنچ کے بعد وہ دوسرے کیمپ میں چلی گئی۔ میں نے کمانڈر کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ ان چاروں غداروں کے مکانوں سے وہی دستاویزات برآمد ہوئی ہیں' جن کا ذکر میں اس سے کر چکا تھا۔ اب کمانڈر مجھ پر بھروسا کرنے لگا تھا۔

میں نے اسے مخاطب کیا۔ اس نے کہا "تم نے درست کہا تھا۔ ان چاروں کی غداری کے ثبوت مل چکے ہیں۔"

میں نے کہا "اب میں دوسرا مشورہ دیتا ہوں۔ آج رات پروان شہر کا محاصرہ کرو۔ مخالف گروہ کے مسلح افراد بہت کم تعداد میں ہیں۔ وہ ہتھیار ڈال دیں گے پھر اسد خان کو قیدی بنا کر لے جاؤ۔ وہ بتائے گا کہ افغان کرنسی چھاپنے کا خفیہ اڈا کہاں ہے۔"

"ہم ضرور تمہارے مشورے پر عمل کریں گے۔ تم نے یہ بتا دیا کہ ہمارے اندر چار غدار تھے۔ یہ نہیں بتایا کہ غیر ممالک سے آنے والے جاسوس کہاں چھپے ہوئے ہیں؟"

"فی الوقت میں صرف تین جاسوسوں کو جانتا ہوں۔ کل تم پروان شہر میں کامیابی حاصل کر لو گے تو میں ان جاسوسوں کی نشان دہی کروں گا۔ ان کے علاوہ اور کئی ہوں گے۔ میں ان کی تلاش میں ہوں۔"

"شکریہ مسٹر فرہاد! واقعی تم ایک مسلمان کی حیثیت سے بھرپور تعاون کر رہے ہو۔"

میں اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ اسد خان نے پھر اس جاسوس کو اطلاع دی تھی کہ کمانڈر نے منصوبہ بدل دیا ہے۔ اب وہ پروان شہر کی طرف نہیں جائے گا بلکہ مخالف سمت کونار کی طرف جائے گا اور فتوحات حاصل کرتا ہوا بدخشاں پہنچے گا۔

اس اطلاع کے مطابق وہاں کے دوسرے متحارب گروہ رات ہی سے کونار پہنچ کر مورچے بنانے لگے۔ انہیں دوسری صبح پتا چلا کہ طالبان نے پروان شہر پر قبضہ جما لیا ہے۔ وہ سب حیران ہوئے۔ انہوں نے جاسوس سے پوچھا کہ انہیں غلط اطلاع کیوں دی گئی تھی۔

جاسوس اسد خان سے یہ سوال کرنا چاہتا تھا لیکن طالبان نے ان چاروں کو قیدی بنا رکھا تھا۔ دوسرے دن اسد خان پر کوڑے برسا کر نوٹ چھاپنے والے خفیہ اڈوں کا پتا پوچھا۔ اسے بتانا پڑا۔ طالبان نے وہاں کی تمام مجرمانہ سرگرمیوں میں حصہ لینے والوں کو گرفتار کر لیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ غیر ملکی ایجنسیوں کے لیے کام کرتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ وہ ایجنسیاں کہاں ہیں اور ان کے کرتا دھرتا کہاں رہتے ہیں؟ وہ اپنے ہی چند افغانی غداروں سے بھاری رقم لے کر ان کے لیے کام کرتے ہیں۔

دوسرے دن لنچ کے بعد میں نے کمانڈر سے رابطہ کیا تو وہ بہت خوش تھا۔ بات بات پر میرا شکریہ ادا کر رہا تھا۔ میں نے کہا "ان چاروں کے علاوہ جتنے غدار گرفتار کیے گئے ہیں' مجھے ان کی آوازیں سناؤ۔ میں ان کے اندر پہنچ کر اور بہت کچھ معلوم کر سکوں گا۔"

کمانڈر نے کہا "وہ تو اب نہیں ہیں۔ ہم نے ان سب کو گولی مار دی ہے۔"

"تم آئندہ قیدیوں کو میری آمد تک زندہ رکھا کرو۔ بعض غدار جان دے دیتے ہیں لیکن اہم راز زبان پر نہیں لاتے۔ وہ جانتے ہیں کہ جب موت کی سزا پانا ہی ہے تو پھر سچ کیوں بولا جائے؟"

"تم درست کہتے ہو۔ آئندہ ہم غداروں کو سزائے موت دینے میں جلدی نہیں کریں گے۔ تمہارا انتظار کیا کریں گے۔"

اب تک جتنے جانی دشمن مجھ پر حملہ کر چکے تھے' میں نے انہیں زخمی کرنے یا ہلاک کر دینے سے پہلے وہ تمام فون نمبر معلوم کیے تھے' جن کے ذریعے وہ لوگ پُراسرار سیکرٹ ایجنٹ سے رابطہ کیا کرتے تھے۔ ان تمام دشمنوں نے بھی اس سیکرٹ ایجنٹ کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس سے ملنا ضروری نہیں سمجھتے تھے کیونکہ انہیں صرف اپنے معاوضے سے دلچسپی ہوتی تھی اور وہ معاوضے ان سب کے بینک اکاؤنٹ میں جمع ہو جایا کرتے تھے۔

ریڈ کراس کے کیمپ میں رہ کر موبائل فون کے ذریعے اس سیکرٹ ایجنٹ سے رابطہ کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ کیمپ میں بے شمار خیمے تھے۔ ہر خیمے میں دو یا تین افراد رہتے تھے پھر تمام خیمے ایک دوسرے کے قریب نصب کیے گئے تھے۔ دھیمی آواز میں بولنے کے باوجود دوسرے خیموں تک آواز جاتی تھی۔ ایک رات میں نے اپنے خیمے میں رہنے والے کے دماغ میں پہنچ کر اسے گہری نیند سلا دیا۔ اسی طرح آس پاس کے خیمے والوں کو بھی گہری نیند میں پہنچا دیا۔ اس کے بعد موبائل فون کے ذریعے اس پراسرار سیکرٹ ایجنٹ کو مخاطب کیا۔ اس نے کہا "میں پہلے ہی دن سے یہ بات سمجھتا ہوں کہ تم سے لاکھ چھپ کر رہوں تب بھی میرے مختلف فون نمبر تمہیں معلوم ہوتے رہیں گے۔ اسی لیے میں کسی ایک شہر یا ملک میں نہیں رہتا ہوں۔ جگہ بدلتا رہتا ہوں۔"

"تم مجھے اپنا طریقۂ کار نہ سمجھاؤ۔ ان کی لاشیں گنتے رہو، جنہیں میری لاش گرانے کے لیے بھیجتے رہتے ہو۔"

"جو بھاری معاوضے لے کر مرتے ہیں، میں ان کی لاشیں نہیں گنتا۔ تمہارے بارے میں سوچتا ہوں، قسمت کے دھنی ہو۔ سنگریلا سے آج تک کوئی زندہ بچ کر نہیں گیا لیکن تم نے کچھ دنوں کے لیے اسے ناکارہ بنا دیا ہے۔ میں آئندہ تمہارے مقابلے پر آنے والوں کو سمجھا رہا ہوں کہ جب پہاڑوں کو کاٹ کر راستہ بنایا جا سکتا ہے تو فرہاد کیا چیز ہے۔ جو لوگ اس کے مقابلے میں جا کر مر رہے ہیں یا گھائل ہو رہے ہیں، وہ ایک بڑی غلطی یہ کرتے رہے ہیں کہ تمہیں اچھی طرح ٹریپ کرنے سے پہلے ہلاک کرنے کے لیے حملے کرتے ہیں۔ اس خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے ذریعے تم پر غالب آ جائیں گے۔ ایسی خوش فہمی کے دوران میں وہ تمہاری غیر معمولی صلاحیتوں کو بھول جاتے ہیں۔"

"اچھا ہے۔ انہیں سمجھاتے رہو بلکہ ایک اسکول کھول لو اور انہیں روزانہ سبق پڑھاتے رہو۔ یہ تمہارا پہلا اسکول ہوگا، جہاں پڑھنے والے فیس نہیں دیں گے۔ تم انہیں معاوضے دیتے رہو گے۔"

"میں ناکام ہو رہا ہوں۔ تمہارے طعنے سن سکتا ہوں۔ آج صبح تک ہم سمجھ رہے تھے کہ تم ازبکستان میں ہو لیکن پروان شہر میں افغان کرنسی چھاپنے کا اڈا تباہ کیا گیا اور ہمارے کئی زرخرید افغانی مارے گئے تو صاف ظاہر ہو چکا ہے کہ تم واپس افغانستان آ گئے ہو۔ کیا میں درست سمجھ رہا ہوں؟"

"مجھ سے میرا پتا پوچھ رہے ہو؟ اپنے کتوں کو افغانستان بھیجو۔ شاید وہ میری بو سونگھ لیں۔"

میں اچانک خاموش ہو گیا۔ کسی عورت کی آواز سنائی دی۔ وہ نیند بھری آواز میں بول رہی تھی "ڈارلنگ! تم ابھی تک جاگ رہے ہو؟"

وہ اور بھی کچھ بول رہی تھی لیکن سیکرٹ ایجنٹ نے اپنا فون فوراً ہی بند کر دیا۔ میں نے بولنے والی کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو؟" وہ غرا کر اس عورت سے پوچھ رہا تھا۔

وہ حیرانی سے بولی "رابرٹو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ میرے ساتھ سوتے ہو اور پوچھتے ہو، بیڈ روم میں کیوں آئی ہو؟"

میں اس عورت کے ذریعے رابرٹو کے چہرے اور قد و قامت کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کچھ پریشان ہو کر کبھی فون کو اور کبھی اس عورت کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے فوراً ہی تکیے کے نیچے سے ریوالور نکال کر اس سے پوچھا "کیا تمہارے پرس میں پستول نہیں ہے؟"

"ہے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو۔ ایک پستول میرے پرس میں ہوتا ہے اور اپنے بالوں میں جو ہیئر پن لگاتی ہوں، وہ زہریلی ہوتی ہے۔ میں حیران ہوں کہ تم ایسی باتیں کیوں پوچھ رہے ہو؟ میرے یہاں آنے پر اعتراض کیوں کر رہے ہو؟"

"میں جو پوچھ رہا ہوں، اس کا جواب دو۔ میں تمہاری حیرانی دور کر دوں گا۔ کیا تمہارے دماغ میں ایسا خیال نہیں آ رہا ہے کہ تم پرس میں سے پستول نکال کر مجھے زخمی کرو؟"

"او۔ اب سمجھی۔ تم سمجھ رہے ہو، شاید وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن میرے دماغ میں گھس آیا ہے۔ کیا تم ابھی اسی سے فون پر باتیں کر رہے تھے؟"

"ہاں میں نے تمہیں سمجھایا تھا کہ میں کسی سے بھی فون پر باتیں کروں تو تم درمیان میں نہ بولا کرو۔ ابھی تم نے یہی غلطی کی ہے۔"

"میں نے یہاں دروازے سے تمہیں مخاطب کیا تھا اور تم اتنی دور بیڈ پر ہو۔ میری آواز تمہارے ریسیور کے ماؤتھ پیس تک پہنچی تو واقعی اب تک بہت کچھ ہو چکا ہوتا۔ وہ مجھے آلۂ کار بنا کر تمہیں میرے پستول کے ذریعے زخمی کر کے تمہارے اندر پہنچ جاتا۔"

"موریتا! تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔ یہ بات کھٹکتی رہے گی کہ اس نے صرف تمہاری آواز سنی ہے یا الفاظ اور لہجے کو بھی سنا ہے؟"

"رابرٹو! خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔ وہ فون پر اپنی کوئی بات کر رہا تھا اور تم سن رہے تھے۔ کوئی بھی بات کرنے والا تیسرے فرد کی آواز سن کر فوراً سمجھ نہیں پاتا کہ تیسرے فرد نے کیا کہا ہے؟ کیا وہ اتنی جلدی میرے لب و لہجے کو گرفت میں لے لے گا؟"

موریتا نے خلا میں دیکھتے ہوئے کہا "فرہاد علی تیمور! میرے اندر موجود ہو تو مجھ سے بات کرو۔ میرے دماغ پر قبضہ جما کر مجھے مجبور کرو کہ میں پرس سے پستول نکال کر رابرٹو کو زخمی کروں اور اس کے دماغ میں پہنچنے کے لیے تمہارے لیے راستہ بنا دوں۔"

"تم جانتی ہو، وہ بہت مکار ہے۔ وہ تمہارے دماغ میں پہنچ کر جوابی کارروائی نہیں کر رہا ہے۔ وہ تمہارے خیالات پڑھ رہا ہوگا۔ مجھے یہ معلوم کر رہا ہوگا کہ تم دن رات میرے ساتھ رہتی ہو پھر مجھے زخمی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ آئندہ تمہارے ذریعے میرے دن رات کی مصروفیات معلوم کرتا رہے گا۔"

"تو پھر اتنی دیر سے ریوالور کیوں پکڑے ہوئے ہو۔ مجھے گولی مار دو۔ میرا قصہ تمام کر دو پھر تمہیں کوئی الجھن نہیں رہے گی۔"

اس نے موریتا کو دیکھ کر بے بسی سے ایک گہری سانس لی پھر ریوالور کو بستر پر پھینک دیا۔ وہ ہنستی ہوئی اپنے پرس کو سرہانے کی طرف پھینکتے ہوئے رابرٹو کے پاس آ کر بستر پر گر گئی۔ میں اس کے خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم کر رہا تھا لیکن اچانک ہی دماغی طور پر اپنی جگہ آ گیا۔ مجھے ایک آہٹ نے چونکا دیا تھا۔ اسی وقت خیمے میں داخل ہونے والا ایک پردہ اٹھا۔ ایک امریکی جاسوس اندر آیا۔ اس نے میرے ہاتھ میں موبائل فون کو دیکھا پھر کہا "میں ادھر سے گزر رہا تھا۔ خیمے کے اندر تمہاری ایسی آواز سنائی دی جیسے فون پر باتیں کر رہے ہو۔ میں نے خیمے کے قریب ہو کر سننا چاہا تو خاموشی چھا گئی۔ میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ یہ سوچا کہ شاید تم دوسری طرف کی باتیں سن رہے ہو مگر تم مسلسل خاموش رہے تو تجسس پیدا ہوا۔ بائی دا وے۔ یہ موبائل فون تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ صرف ریڈ کراس کے انچارج کے پاس ایک فون ہے۔"

میں نے کہا "ہاں۔ یہ طالبان بڑے سخت ہیں۔ انہوں نے صرف ایک انچارج کو فون رکھنے کی اجازت دی ہے۔ میں اسے چھپا کر رکھتا ہوں۔"

"کیوں رکھتے ہو؟ ابھی کس سے باتیں کر رہے تھے؟"

"میں نے کبھی تم سے یہ نہیں پوچھا کہ تم کیوں فون چھپا کر رکھتے ہو اور یہاں امریکا کے لیے کیوں جاسوسی کرنے آئے ہو؟"

اس نے چونک کر مجھے دیکھا پھر پوچھا "تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

میں نے کہا "میری زبان اب تک بند ہے۔ میں نے کسی کو تمہاری اصلیت نہیں بتائی ہے اور تم سے کبھی کوئی سوال نہیں کیا ہے پھر تم میرے بارے میں مجھ سے سوالات کیوں کر رہے ہو؟"

"دیکھو۔ بات نہ بڑھاؤ۔ اپنی اصلیت نہیں بتاؤ گے تو زندہ نہیں رہ پاؤ گے۔"

اس نے اپنے لباس کے اندر سے ایک ٹی ٹی نکالی پھر میرا نشانہ لیا۔ میں نے اس کے اندر پہنچ کر اس کی سوچ میں کہا "یہاں فائرنگ کی آواز ہوگی تو سب ہی میرا محاسبہ کریں گے کہ میں نے اس ڈاکٹر کو کیوں قتل کیا ہے۔ اسے باہر لے جانا چاہیے۔"

اس نے کہا "تم میرے نشانے پر رہو گے۔ چلو اٹھو۔ یہاں سے باہر چلو۔ میں تمہاری اصلیت معلوم کر کے رہوں گا۔"

میں نے کہا "ٹھیک ہے تم آگے چلو۔ میں پیچھے آ رہا ہوں۔"

وہ فوراً ہی پلٹ کر خیمے سے باہر آ گیا۔ میں اس کے دماغ پر چھایا ہوا تھا۔ وہ میری مرضی کے مطابق تیزی سے چلتا ہوا کیمپ ایریا کے باہر آیا۔ باہر مسلح طالبان ریڈ کراس ٹیم کی نگرانی کے لیے دن رات ڈیوٹی پر مستعد رہتے تھے۔ اس جاسوس کو کیمپ کی حدود سے باہر جاتے دیکھ کر ایک نے للکارا "اے رک جاؤ۔ کہاں جا رہے ہو؟"

وہ اور تیزی سے جانے لگا۔ دوسرے نے بھی ڈپٹ کر کہا۔ "رک جاؤ۔ واپس آؤ ورنہ ہم گولی مار دیں گے۔"

تین مسلح نگرانی کرنے والے اس کے پیچھے دوڑنے لگے۔ وہ وارننگ دینے کے باوجود نہیں رک رہا تھا اور تیزی سے بھاگتا جا رہا تھا۔ تب فائرنگ ہونے لگی۔ ایک کے بعد ایک گولی چلی پھر وہ بھاگنے والا گولیاں کھا کر گرا اور چند سیکنڈ تک تڑپنے کے بعد مر گیا۔

فائرنگ کی آواز پر کیمپ کے کتنے ہی افراد نیند سے بیدار ہو گئے تھے۔ لیڈی ڈاکٹرز اور نرسیں خوف زدہ ہو کر اپنے کیمپ سے دوڑتی ہوئی ہمارے کیمپ میں آنے لگیں۔ ثمرینہ میرے پاس آ گئی۔ سب ہی اس تجسس میں تھے کہ کیمپ کے قریب کیوں فائرنگ ہو رہی ہے؟

میں نے خیال خوانی کے ذریعے ثمرینہ کو اس امریکی جاسوس کے بارے میں بتایا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی لاش کیمپ میں لائی گئی۔ طالبان ریڈ کراس کے انچارج سے غصے میں کہہ رہے تھے "تم سب جاسوس ہو۔ یہ مرنے والا بھی جاسوس تھا۔ اس کے لباس کے اندر سے ایک موبائل فون برآمد ہوا ہے اور اس نے اپنے ہاتھ میں یہ ٹی ٹی پکڑی ہوئی تھی۔"

طالبان کے دوسرے مجاہد نے کہا "تم سب کے سامان کی دوبارہ تلاشی لی جائے گی۔ ہمارا حکم ہے خیمے میں جاؤ۔ اگر کوئی اپنے خیمے سے باہر نکلے گا تو اسے گولی مار دی جائے گی۔"

میں اس بولنے والے مجاہد کے قریب تھا۔ اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اپنا موبائل اس کی جیب میں رکھ دیا۔ اس نے ایک اور مجاہد کے ساتھ پہلے میرے ہی خیمے میں آ کر میرے اور دوسرے ڈاکٹر کے ایک ایک سامان کی تلاشی لی۔ کوئی قابلِ اعتراض چیز برآمد نہیں ہوئی۔ دوسرا مجاہد ڈاکٹر کے ساتھ باہر گیا۔ میں نے اپنے آلۂ کار مجاہد کی جیب سے موبائل نکال کر اپنے لباس میں چھپا لیا۔ ثمرینہ لیڈی ڈاکٹروں اور نرسوں کے ساتھ اپنے کیمپ میں چلی گئی۔

ایک جاسوس کی لاش کیمپ میں کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہوئی تھی۔ باقی دو جاسوس پریشان تھے۔ میں ان کے دماغوں میں جھانک کر دیکھ رہا تھا کہ وہ کس طرح اپنا بچاؤ کرنا چاہتے ہیں۔ ان تینوں کے پاس ایک ہی موبائل فون تھا جو طالبان کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ باقی دو جاسوس اپنا ہتھیار چھپانے کے لیے دوڑتے ہوئے لیڈی ڈاکٹروں اور نرسوں کے کیمپ میں گئے۔ ان عورتوں کے آنے سے پہلے وہ اپنے ہتھیار ان کے سامان میں چھپانا چاہتے تھے۔ ان میں سے ایک جاسوس ثمرینہ کے بیگ میں ریوالور رکھنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے اپنے ساتھی کو گولی مار دی پھر وہاں سے بھاگنے لگا۔

فائرنگ کی آواز پر طالبان کے تین مجاہد دوڑتے ہوئے عورتوں کے کیمپ کی طرف آئے۔ کیمپ ایریا کے باہر دوسرے مجاہدین چیخ کر کہہ رہے تھے کہ ایک شخص کیمپ سے فرار ہو رہا ہے۔ اسے روکو۔ بھاگنے نہ دو۔ اس کے ساتھ ہی مسلسل فائرنگ کی آوازیں گونجنے لگیں پھر تھوڑی دیر کے بعد خاموشی چھا گئی۔

کیمپ کے اندر سب ہی سہمے ہوئے تھے۔ ریڈ کراس کے انچارج ڈاکٹر نے کہا "کیا مصیبت ہے؟ ان جاسوسوں کی وجہ سے پتا نہیں یہ لوگ ہمارے ساتھ کیسا سلوک کریں گے؟"

میں نے کہا "ہم بے قصور ہیں۔ یہ ہم سے برا سلوک نہیں کریں گے۔ ریڈ کراس سوسائٹی دنیا کے تمام آفت زدہ علاقوں میں جا کر انسانیت کی خدمت کرتی ہے۔ اتنی نیکیاں کرنے کے باوجود ریڈ کراس کا تاریک پہلو یہ ہے کہ مجبور اور محتاج لوگوں کی مدد کرتے ہوئے انہیں عیسائی مذہب قبول کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اسی لیے طالبان ہماری سخت نگرانی کر رہے ہیں۔"

طالبان تمام خیموں میں جا کر چھوٹے بڑے تمام سامان کی تلاشی لے رہے تھے۔ انہوں نے چند عمر رسیدہ عورتوں کو بلا کر لیڈی ڈاکٹروں اور نرسوں کے لباس کی تلاشی لی۔ میں ثمرینہ کے سلسلے میں بہت محتاط تھا۔ ایک عمر رسیدہ خاتون اس کے لباس کے اندر تلاشی لے رہی تھی۔ ثمرینہ کی پشت پر دائیں شانے کے نیچے ایک مہر کا نشان تھا۔ چونکہ وہ قبیلے کے سردار کی لاڈلی۔۔ بیٹی تھی اس لیے پیتل کی ایک جلتی ہوئی مہر سے وہ نشان لگایا گیا تھا۔ اس مہر پر "وارث" لکھا ہوا تھا۔

اس طرح تمام قبیلہ یہ تسلیم کر چکا تھا کہ سردار کی وفات کے بعد ثمرینہ جسے اپنا جیون ساتھی بنائے گی، وہی قبیلے کا سردار ہو گا۔

تلاشی لینے والی خاتون وہ نشان دیکھ کر چونک گئی۔ اس نے پوچھا "تمہاری پشت پر یہ نشان کیسا ہے؟"

ثمرینہ نے کہا "تم ایسی چیزوں کی تلاشی لے رہی ہو، جن سے ہماری کوئی مجرمانہ سرگرمی ثابت ہو سکے۔ اس نشان سے کوئی جرم ثابت نہیں ہوتا ہے۔ تم اس کے بارے میں سوال نہ کرو۔"

"سوال کیوں نہ کروں۔ یہ نشان صرف ہمارے سردار کی بیٹی کے جسم کے اسی حصے میں داغا گیا تھا۔ تم ایک انگریز نرس ہو۔ ثمرینہ نہیں ہو پھر یہ نشان یہاں کیسے ہے؟"

"میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے، یہ نشان یہاں دیکھ رہی ہوں۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ تمہارے قبیلے کی مہر کا نشان ہو گا۔ کیا تم اس نشان کی وجہ سے مجھے اپنے سردار کی بیٹی بنا کر اپنے قبیلے میں لے جانا چاہتی ہو؟"

"میں تمہیں لے جاؤں گی تو صرف اس نشان کی وجہ سے تمہیں کوئی ثمرینہ تسلیم نہیں کرے گا۔ ویسے بھی سردار کی شہادت اور ثمرینہ کی گمشدگی کے باعث ہمارے قبیلے کے تین جوان سردار بننے کے لیے آپس میں لڑ رہے ہیں۔"

"پھر تو یہ نشان میرے لیے مصیبت بن جائے گا۔ ان تین جوانوں کو معلوم ہو گا تو وہ مجھے زبردستی ثمرینہ کہیں گے اور مجھ سے شادی کر کے سردار بننا چاہیں گے۔"

وہ عورت تلاشی لینے کے دوران میں سوچتی رہی۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "ثمرینہ! اس نشان نے مشکل پیدا کر دی ہے۔ یہ خاتون اپنے قبیلے میں جا کر اس نشان کا ذکر کرے گی۔ اس کے خیالات بتا رہے ہیں کہ اس کے پیٹ میں کوئی بات نہیں رہتی ہے۔ قبیلے کے بزرگ اس نشان کو دیکھنے ضرور آئیں گے۔ طالبان کو اور ہمارے دشمنوں کو بھی معلوم ہو گا۔ دشمن تو فوراً ہی سمجھ لیں گے کہ میں نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے تمہیں یہاں ایک نرس بنا کر رکھا ہے۔ وہ تمہیں نقصان پہنچائیں گے تاکہ میں تمہاری حفاظت کے لیے ظاہر ہونے پر مجبور ہو جاؤں۔"

اس عورت نے پھر کوئی بحث نہیں کی۔ وہاں سے چلی گئی۔ ثمرینہ نے پریشان ہو کر پوچھا "اب کیا ہو گا؟ تم اس عورت کی زبان کسی طرح بند کر دو۔"

"کیسے زبان بند کروں۔ یہ ایک سیدھی سادی سی عورت ہے۔ اگر یہ دشمن ہوتی یا کسی معاملے میں غلط ہوتی تو میں اس کی غلطیوں سمیت اوپر پہنچا دیتا۔ یہ ہر اعتبار سے اچھی ہے۔ صرف پیٹ کی ہلکی ہے۔"

"تو پھر ریڈ کراس سے کہیں دور جانے کی تدبیر کرو۔"

"یہاں سے جانے کے لیے ہمیں اپنا چہرہ بدلنا ہو گا اور یہاں عارضی میک اپ کا سامان بھی نہیں ہے۔"

طالبان کا ایک کمانڈر کیمپ میں پہنچ گیا۔ جس کمانڈر سے میرا دماغی رابطہ تھا، وہ اپنے مجاہدین کے ساتھ پروان شہر میں تھا۔ اس دوسرے کمانڈر نے آ کر ریڈ کراس کے انچارج سے کہا "یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تمہارے تین ڈاکٹر جاسوس تھے۔ تم لوگ نیک کام کرنے آتے ہو مگر نیک نیتی سے نہیں آتے ہو۔ اپنے اسٹاف سے کہو، اپنا اپنا سامان پیک کریں اور صبح ہونے سے پہلے کابل چھوڑ دیں۔ ہمیں لکھ کر دیں کہ تمہارے تین جاسوس ڈاکٹر اپنی سزا کو پہنچ چکے ہیں اور تم اس ملک کے کسی شہر یا قصبے میں اپنا امدادی کیمپ نہیں لگاؤ گے بلکہ یہاں سے اپنے ملک واپس جا رہے ہو۔"

انچارج نے کمانڈر کو سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ خود ان چھپے ہوئے جاسوسوں سے واقف نہیں تھا لیکن میں کمانڈر کے دماغ میں تھا۔ اسے انچارج کی کوئی بات تسلیم نہیں کرنے دی۔ کمانڈر نے کہا "صبح سے پہلے نہیں جاؤ گے تو یہاں تم میں سے کسی کی بھی زندگی کی ضمانت نہیں دی جائے گی۔ یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے۔ یہ ملک چھوڑ دو۔"

میں بار بار اس عورت کے دماغ میں جا رہا تھا تاکہ وہ ثمرینہ کے اس نشان کے بارے میں کسی سے کچھ نہ کہے۔ یہ ہمارے حق میں بہتر ہو رہا تھا۔ کمانڈر کے حکم سے ریڈ کراس والے وہاں سے روانگی کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اس طرح میں بھی ثمرینہ کو لے کر اس ملک سے باہر چلا جاتا۔

وہاں سے روانگی کے سلسلے میں مصروفیات بڑھ گئی تھیں۔ اس پراسرار سیکرٹ ایجنٹ رابرٹو اور اس کی محبوبہ مورنیا کے پاس دوبارہ مجھے جانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ مجھے بار بار اس عورت کے دماغ میں جا کر رہنا پڑتا تھا۔ صبح پانچ بجے ریڈ کراس کا قافلہ واپسی کے لیے روانہ ہوا تو وہ عورت اپنے قبیلے میں پہنچی ہوئی تھی۔ وہ وہاں کے بزرگ کے پاس جا کر اس قبیلے کے نشان کے بارے میں کہنا چاہتی تھی۔ میں نے اسے اس کے گھر پہنچا کر بستر پر لٹایا پھر ٹیلی پیتھی کی لوری سنا کر اسے سلانے میں دیر نہیں لگی۔

اس کے سونے کے بعد مجھے اطمینان ہوا۔ ریڈ کراس کا قافلہ کابل سے نکل کر کوتار سے گزر رہا تھا۔ اس وقت تک سورج نکل آیا تھا۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے علی کو مخاطب کیا۔ اس نے پوچھا "یس پاپا؟"

"تم پیرس میں ہو؟"

"یس پاپا!"

"نوٹرےڈیم کے پیچھے جو کالونی ہے اس کے بنگلا نمبر ۱۱-C میں رابرٹو نامی ایک شخص اپنی محبوبہ مورینا کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ وہی سیکرٹ ایجنٹ ہے جس نے مجھے افغانستان چھوڑ کر جانے اور قتل کرانے کے لیے کئی قاتلوں کی خدمات حاصل کی ہیں۔"

"میں ابھی وہاں جا رہا ہوں۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ دور سے اس کی نگرانی کروں؟ یا اپنے طور پر اس سے نمٹنے کی کوشش کروں؟"

"جو مناسب سمجھو کرو لیکن اسے شبہ نہ ہو کہ تمہارا مجھ سے کوئی تعلق ہے یا میں کسی اور ذریعے سے اس کے پیچھے پڑ گیا ہوں۔"

"پھر تو میں اس سے نمٹ لوں گا۔ اس سلسلے میں اور معلومات ہیں؟"

"مورینا کے دو بھائی بہت ہی خطرناک مجرم ہیں۔ وہ دونوں مورینا اور رابرٹو کے ساتھ والے بنگلا نمبر ۱۲-C میں رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو ڈان ون اور دوسرے کو ڈان ٹو کہتے ہیں۔ یہ دونوں بھائی، ان کی بہن مورینا اور رابرٹو، چاروں ہی سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور بڑے بڑے ممالک سے کروڑوں ڈالرز لے کر ایسے خطرناک کام کرنے کی ذمے داریاں لیتے ہیں، جنہیں کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ وہ چاروں اپنے مشن میں ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں۔ اس بار انہوں نے میری ہلاکت کی ذمے داری لی ہے۔ امریکی اور فرانسیسی حکام نے کہا ہے کہ انہیں معاوضہ بے حساب دیا جائے گا۔ معاوضے کی رقم کروڑوں تک محدود نہیں رہے گی۔ اور ان چاروں نے انہیں یقین دلایا ہے کہ مجھے افغانستان سے زندہ واپس نہیں آنے دیں گے۔"

"آپ نے یہ سب کچھ مورینا کے دماغ سے معلوم کیا ہے۔ کیا ان دونوں بھائیوں کے دماغوں میں بھی آپ جاتے ہیں؟"

"نہیں۔ ڈان ون اور ڈان ٹو باڈی بلڈر ہیں۔ یوگا کے ماہر اور خطرناک فائٹر اور بہت اچھے پلان میکر ہیں۔ ان کی پلاننگ کے مطابق ہی رابرٹو خطرناک قاتلوں کی ٹیمیں ترتیب دے کر میری طرف روانہ کرتا رہتا ہے۔"

"اتنی معلومات کافی ہیں پاپا! آئندہ میں بھی ان کے لیے قاتلوں کی ٹیمیں ترتیب دوں گا اور ان کا جینا حرام کر دوں گا۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ ہماری گاڑیاں بدخشاں کی سمت جا رہی تھیں۔ راستے میں دوسرے افغانی مسلح گروہ کے کئی افراد نے ہمارا راستہ روکا۔ ان کے سردار نے ریڈ کراس کے انچارج سے کہا۔ "ہمیں ابھی معلوم ہوا ہے کہ طالبان نے آپ لوگوں کی قدر نہیں کی اور کابل سے نکال دیا ہے۔ یہاں ان کی حکومت نہیں ہے۔ ہم یہاں کے حکمران ہیں۔ آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ یہاں کیمپ لگائیں اور ہمارے زخمیوں اور مریضوں کے کام آئیں۔"

میں اس گروہ کے سردار دلاور کی باتوں کے دوران میں اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ ایک غیر ملکی ایجنسی نے ٹیلی فون کے ذریعے بتایا تھا کہ ایک ریڈ کراس سوسائٹی میں ان کے تین جاسوس طالبان کے خلاف کام کرنے آئے تھے مگر تینوں کو مار ڈالا گیا ہے۔ انہیں پورا یقین ہے کہ فرہاد ریڈ کراس کے اس گشتی شفا خانے میں ہے۔ اسی نے ان کے جاسوسوں کو بے نقاب کرایا ہے۔

میں ریڈ کراس کے انچارج کے دماغ میں آیا۔ اس نے میری مرضی کے مطابق کہا "ہمیں خوشی ہے کہ آپ ہم ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم اپنی روانگی کی اطلاع سوئٹزر لینڈ کے ہیڈ کوارٹر میں دے چکے ہیں اور یہاں سرحد کے قریب آ چکے ہیں۔ ہم یہاں سے جا کر ہیڈ کوارٹر سے دوبارہ اجازت لیں گے۔ اس کے بعد واپس آئیں گے۔"

سردار دلاور نے کہا "آپ فون کے ذریعے ہیڈ کوارٹر سے یہاں رہنے کی اجازت لے سکتے ہیں۔ ہمیں دواؤں اور ڈاکٹروں کی سخت ضرورت ہے۔ آپ یہاں رہیں تو بہتر ہے ورنہ ہم اپنی ضرورت سے مجبور ہو کر آپ کو زبردستی روکیں گے۔"

انچارج نے کہا "اگر ہم یہاں سے ازبکستان کی ریڈ کراس برانچ میں نہ پہنچے تو ہماری غیر حاضری کا نوٹس لیا جائے گا پھر بڑے ملک کی مداخلت ہو گی اور ہمیں جبراً روکنے اور قیدی بنانے کے باعث پوری دنیا بڑے ملک کی مداخلت کو جائز قرار دے گی۔ کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ یہاں امریکا اور اس کے حمایتی ممالک کی فوجیں آ جائیں؟"

سردار دلاور کے مشیروں نے اسے سمجھایا کہ بیرونی ممالک سے آنے والی امدادی ٹیموں پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے ہی ملک کے دوسرے تمام متحارب گروہ ان کے

خلاف ہو جائیں گے۔ کیا وہ ان سب کا مقابلہ کر سکیں گے؟

سردار نے مشیروں سے کہا "تم لوگ معقول مشورہ دے رہے ہو لیکن میرے اور بھی مشیر ہیں۔ ذرا انتظار کرو۔ میں ابھی دس پندرہ منٹ میں ان سے مشورہ لے کر آتا ہوں۔"

وہ ہم سے اور اپنے گروہ کے مسلح افراد سے بھی دور گیا پھر ایک موبائل فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔ "ہیلو دلاور خان! کیا بات ہے؟"

سردار دلاور نے کہا "میں اس ریڈ کراس ٹیم کو یہاں روکنا چاہتا ہوں' جسے طالبان نے ملک سے باہر جانے کا حکم دیا ہے۔ اگر میں انہیں زبردستی روک لوں اور انہیں قیدی بنالوں تو آپ کی مراد پوری ہو جائے گی۔ اس ریڈ کراس ٹیم کو یہاں سے نجات دلانے کے لیے بیرونی ممالک مداخلت کریں گے۔"

"بے شک ہم یہی چاہتے ہیں۔ کسی بھی بہانے سے وہاں بیرونی مداخلت شروع ہو جائے اور ہمارے اسلحے کے علاوہ فوجیں بھی چلی آئیں پھر ہم ان طالبان کو کچل کر رکھ دیں گے۔"

"تو پھر میں ریڈ کراس والوں کو زبردستی روک رہا ہوں اور انہیں قیدی بنا کر لے جا رہا ہوں۔ آگے کے معاملات آپ سنبھالیں۔"

وہ فون بند کر کے اپنے مسلح افراد کی طرف جانا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا اور اپنی گاڑی کی چھت پر آکر بیٹھ گیا۔ وہ بھی میرے پاس چھت پر آکر بولا "میرے پرائیویٹ مشیروں نے مشورہ دیا ہے کہ ریڈ کراس کی اس ٹیم کو ہم اپنے علاقے میں لے جائیں۔ ہم مجاہدین ہیں۔ اگر ان کی وجہ سے بیرونی مداخلت ہوگی تو ہم انہیں بھی منہ توڑ جواب دیں گے۔ اس ریڈ کراس کی پوری ٹیم کو اپنے علاقے میں لے چلو۔"

ایسا کہنے کے دوران میں اس نے اپنی کلاشنکوف میرے ہاتھ میں دے دی۔ میں نے اس کی نال اس کے سر سے لگا کر کہا "اگر کسی نے بھی ہماری ٹیم کو روکنے کی کوشش کی یا ہمارے اسٹاف کو نقصان پہنچایا تو میں تمہارے سردار کی کھوپڑی اڑا دوں گا۔"

ایک مشیر نے کہا "اے تم نادانی کر رہے ہو۔ ہمارے سردار کو چھوڑ دو۔"

دوسرے مسلح افراد بھی اپنے سردار کی حمایت میں بولنے لگے۔ میں نے کہا "دلاور خان! جب ہمیں قیدی بننا ہے اور مرنا بھی ہے تو ہم تمہیں ساتھ لے کر مریں گے۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو ان سے کہو' واپس چلے جائیں۔ ہم سرحدی چوکی پر پہنچ کر تمہیں زندہ سلامت واپس جانے دیں گے۔"

وہ بولا "میں کیسے یقین کروں کہ بعد میں مجھے زندہ سلامت چھوڑ دو گے؟"

"یقین تو کرنا ہی پڑے گا ورنہ ابھی حرام موت مرو گے۔"

اس نے اپنے وفاداروں سے کہا "تم سب یہاں سے جاؤ۔ اس ٹیم کو سرحد پار جانے سے نہ روکو۔ مجھے زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو میرے حکم کی تعمیل کرو اور فوراً یہاں سے جاؤ۔"

وہ اپنے سردار کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتے تھے اور اس کی موت کا تماشا بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ بہت مجبور ہو گئے تھے۔ وہ سب الٹے قدموں پیچھے کی طرف چلتے ہوئے اور ہماری طرف دیکھتے ہوئے جانے لگے۔ میں نے کہا "وہ جانے میں دیر کر رہے ہیں۔ کوئی چالاکی سے مجھ پر گولی چلائے گا تو میں مرتے مرتے بھی تمہیں مار ڈالوں گا۔"

وہ بلند آواز سے بولا "اپنے سردار کی زندگی چاہتے ہو تو کوئی چالاکی نہ دکھانا۔ ایک بھی گولی تمہاری طرف سے چلے گی تو یہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ میں حکم دیتا ہوں۔ تیزی سے جاؤ اور ان لوگوں کا تعاقب نہ کرو۔"

وہ پلٹ کر تیزی سے جانے لگے۔ ہمارے ڈرائیوروں نے گاڑیاں اسٹارٹ کیں پھر ہمارا قافلہ تیز رفتاری سے جانے لگا۔ میں نے ایک مشیر کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ فون کے ذریعے سردار دلاور کے بھائی کو بتا رہا تھا کہ ہم سردار کو گن پوائنٹ پر سرحد کی طرف لے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف سردار دلاور کا بھائی زور آور خان غصے سے گرج رہا تھا اور کہہ رہا تھا' چھ گاڑیوں میں مسلح افراد اس کے ساتھ چلیں۔ وہ ہمارے سرحد پار کرنے سے پہلے ہمیں گھیر کر اپنے بھائی کو رہائی دلا کر ریڈ کراس کی ٹیم کو اپنے علاقے میں لائے گا اور مجھے گولی مار دے گا کیونکہ میں ہی اس کے بھائی کو گن پوائنٹ پر لے جا رہا تھا۔

پھر زور آور خان نے ایک بیرونی ملک کی خفیہ ایجنسی سے رابطہ کیا اور انہیں بتایا کہ ریڈ کراس ٹیم والے کس طرح اس کے بھائی کو جبراً اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ "سردار دلاور کو گن پوائنٹ پر لے جانے کی جرأت فرہاد علی تیمور کر سکتا ہے۔ ریڈ کراس کے تین جاسوس بے نقاب ہوئے اور مارے گئے تب ہی یقین کی حد تک شبہ ہو چکا تھا کہ اس ریڈ کراس ٹیم میں فرہاد کہیں چھپا ہوا ہے۔"

زور آور خان نے کہا "میں جلد سے جلد سرحدی چوکی تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ آپ سرحد کے اس پار ازبکستان سے آئیں۔ اس طرح ہم اس ٹیم کو ملک سے باہر جانے سے روک سکیں گے۔"

"ہمارے مسلح جیالے سرحدی شہر میں ہیں۔ میں انہیں اطلاع دے رہا ہوں۔ وہ وہاں پہنچ جائیں گے۔"

وہ فون بند کر کے اپنے سرحدی شہر کے جیالوں سے رابطہ کرنا چاہتا تھا لیکن جب اس نے نمبر ڈائل کیے تو میں نے اسے غائب دماغ کر دیا۔ رابطہ ہونے پر سیکرٹ ایجنٹ رابرٹو کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو کون؟"

وہ حیرانی سے بولا "مسٹر رابرٹو! آپ! میں نے پریشانی اور جلدی میں آپ کے نمبر ڈائل کیے ہیں۔ چلیں یہ بھی اچھا ہوا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ فرہاد اب تک افغانستان میں ہے اور اب ایک سردار دلاور کو گن پوائنٹ پر رکھ کر سرحد پار کر کے دوبارہ ازبکستان جا رہا ہے۔"

"مجھے معلوم ہوا تھا۔ میں نے دو نہایت ہی درندے اور نہایت ہی مکار قاتلوں کو افغانستان بھیجا ہے۔ وہ دونوں معلوم کر لیں گے کہ وہ ثمرینہ کے ساتھ کہاں چھپا ہوا ہے؟"

"وہ ریڈ کراس ٹیم میں ایک ڈاکٹر بنا ہوا تھا۔ اس نے اسی ٹیم میں ہمارے تین جاسوسوں کو بے نقاب کرایا ہے۔ طالبان نے انہیں گولی مار دی ہے اور ریڈ کراس کے انچارج کو ملک چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ اس طرح فرہاد بھی ان کے ساتھ ملک سے باہر جا رہا ہے۔"

رابرٹو نے کہا "فرہاد کے لیے کسی بھی ملک کی سرحد پار کرنا اور واپس آنا ایک کھیل ہے لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ افغانستان سے واپس کیوں جا رہا ہے۔ اس طرح دوبارہ ازبکستان جانے کے پیچھے ضرور کوئی بات ہے۔"

"آپ کے وہ دونوں درندے اور مکار قاتل کہاں ہیں؟"

"افغانستان میں ہیں۔ میں ابھی فون پر انہیں بتاؤں گا کہ ان کا شکار چند گھنٹوں میں سرحد پار کر کے ازبکستان جا رہا ہے۔"

خفیہ ایجنسی کے اس انچارج نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ "آپ ان دونوں قاتلوں کے نام اور حلیے بتائیں۔ میں ازبکستان کے سرحدی شہر کے تمام مسلح جیالوں سے کہوں گا' وہ سب فرہاد کو ڈھونڈ نکالنے میں ان کی مدد کریں گے۔"

رابرٹو نے کہا "ان دونوں میں سے ایک کا نام کارل جیمس ہے اور دوسری کا نام سومنا کارل ہے۔"

"کیا آپ ایک عورت کو فرہاد کے مقابلے میں بھیج رہے ہیں؟"

"وہ عورت ہے مگر کبھی نہ ٹلنے والی موت ہے۔ اپنے یار سے بھی زیادہ خطرناک اور مکار ہے۔ کارل اسی سومنا کی مکاریوں کے سہارے اپنے شکار کو موت کے گھاٹ اتارتا ہے۔ میں ابھی کارل سے رابطہ کر کے کہوں گا کہ فرہاد اگر افغانستان میں نہ ملے اور سرحد پار کرلے تو وہ سومنا کے ساتھ تمہاری خفیہ ایجنسی کے دفتر جائے۔ تم اپنے جیالوں سے کہو' اگر وہ فرہاد کے مقابلے پر کامیاب نہ ہو سکیں تو کم از کم اس کے موجودہ میک اپ اور گیٹ اپ کی تصویریں اتار لیں۔ یہ تصویریں کارل اور سومنا کے کام آئیں گی۔"

خفیہ ایجنسی کے انچارج نے چونک کر کہا "اوہ۔ آپ سے گفتگو کرنے میں آدھا گھنٹا گزر گیا۔ مجھے سرحدی شہر کے جیالوں سے رابطہ کرنا ہے۔ فرہاد سرحد کے قریب پہنچ رہا ہوگا۔"

اس نے رابرٹو سے رابطہ ختم کر کے سرحدی شہر کی خفیہ ایجنسی کے باس سے رابطہ کیا۔ اسے میرے بارے میں بتایا۔ باس نے کہا۔ "نو پرابلم۔ میں ابھی مسلح جیالوں کے ساتھ سرحدی چوکی کی طرف جا رہا ہوں۔ ہم فرہاد کو ازبکستان میں رہنے نہیں دیں گے۔ اسے افغانستان واپس جانے پر مجبور کر دیں گے تاکہ وہ کارل اور سومنا کے ہتھے چڑھ جائے۔"

"اسے افغانستان واپس نہ جانے دو۔ یہ ہمارے منصوبے کے خلاف ہوگا۔ کارل اور سومنا تم سے ملنے آئیں گے۔ تم انہیں فرہاد کے موجودہ میک اپ اور گیٹ اپ کی تصویریں دو گے۔ وہ دونوں وہاں فرہاد سے نمٹ لیں گے۔"

میں ان کی باتیں سننے کے بعد زور آور خان کے دماغ میں آیا۔ وہ تیز رفتاری سے اپنی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے پیچھے چار مسلح ماتحتوں کی گاڑیاں تھیں۔ اس نے موبائل آن کر کے اپنے بھائی سردار دلاور کے نمبر ملائے ۔۔۔ دلاور میرے ساتھ گاڑی کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے فون سے بزر کی آواز ابھرنے لگی۔ اس نے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا "بات کرو۔"

اس نے موبائل کو آن کر کے پوچھا "ہیلو کون؟ تم؟ زور آور تم کہاں ہو؟"

زور آور بتانے لگا کہ وہ تعاقب میں آرہا ہے۔ اسے بتایا جائے کہ وہ ریڈ کراس کی ٹیم سرحدی چوکی سے کتنی دور رہ گئی ہے۔ سردار دلاور نے کہا "ہم ایک گھنٹے میں وہاں پہنچ جائیں گے۔"

زور آور نے کہا "میں تقریباً ڈھائی گھنٹے میں پہنچ سکوں گا پھر بھی سرحدی چوکی میں کاغذات کی جانچ پڑتال ہوگی تو کافی وقت تک انہیں وہاں رکنا پڑے گا۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ ڈھائی گھنٹے کا راستہ ڈیڑھ یا دو گھنٹے میں طے کر لوں۔"

فون کا رابطہ ختم ہو گیا۔ سردار دلاور نے سر گھما کر مجھے دیکھا۔ وہ میرے سامنے پشت کیے گن پوائنٹ پر تھا۔ میں نے کہا "مجھے نہ دیکھو۔ سامنے دیکھتے رہو۔ میں اس بات سے بے خبر ہوں کہ تمہارا بھائی ہمارے تعاقب میں آرہا ہے۔"

اس نے حیرانی سے پلٹ کر دیکھا۔ میں نے کہا "آگے دیکھو ورنہ پھر کبھی دیکھنے کے قابل نہیں رہو گے۔"

وہ پھر سامنے دیکھنے لگا۔ میں زور آور کے پاس پہنچ گیا۔ وہ جلد سے جلد سرحدی چوکی تک پہنچنے کے لیے تیز رفتاری سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ پہاڑی علاقوں میں محتاط ڈرائیونگ ضروری ہوتی ہے کیونکہ راستے کے ایک طرف پہاڑ یا مسطح زمین ہوتی ہے تو دوسری طرف ہزاروں فٹ گہری کھائیاں ہوتی ہیں۔ وہ اپنے طور پر محتاط بھی تھا اور تیز رفتار بھی تھا لیکن میں نے اس کی کھوپڑی گھما دی۔ اسٹیئرنگ بہک گیا۔ گاڑی گھوم کر سڑک کے دوسری طرف گہری پستی میں الٹ کر لڑھکتی ہوئی پتھروں اور چٹانوں سے نیچے جاتے ہوئے اچانک آگ کی لپیٹ میں آئی۔ ایک زبردست دھماکا ہوا پھر وہ گاڑی پرزے پرزے ہو کر فضا میں بکھر گئی۔

اس کے پیچھے آنے والی چاروں گاڑیاں رک گئی تھیں۔ مسلح ماتحت گاڑیوں سے اتر کر وہ المناک منظر دیکھ رہے تھے اور اپنے دوسرے سردار کی ایسی موت پر سر جھکائے کھڑے ہوئے تھے۔ اب وہ سردار دلاور کو لینے کے لیے سرحد کی طرف جاتے تو ایسی تیز رفتاری سے کبھی گاڑی نہ چلاتے اور نہ ہی کبھی ہم تک پہنچ پاتے۔

میں نے پھر سردار دلاور کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ میری مرضی کے مطابق موبائل فون آن کر کے نمبر ملانے لگا...... سرحدی چوکی پر جن مسلح افغانیوں کا پہرا تھا' ان کے سربراہ سے رابطہ ہوا۔ سردار دلاور نے کہا "ہیلو آفتاب خان! میں سردار دلاور بول رہا ہوں۔"

آفتاب خان نے کہا "میں نے تمہیں آواز سے پہچان لیا ہے۔ خیریت تو ہے؟ کہیں تمہاری طرف طالبان تو نہیں پہنچ گئے؟"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تمہاری طرف آرہا ہوں مگر چوکی پر چیکنگ کے لیے رکنا نہیں چاہتا۔ مجھے طالبان کے خلاف مدد حاصل کرنے کے لیے جلد سے جلد ازبکستان کے سرحدی شہر پہنچنا ہے۔"

"کوئی بات نہیں ہے۔ تم کس گاڑی میں ہو؟"

"ریڈ کراس کی چھ گاڑیاں ہیں۔ میں سب سے پہلے والی گاڑی میں ایک ڈاکٹر اور نرس کے ساتھ رہوں گا۔ واپسی میں رک کر تمہارے ساتھ کچھ وقت گزاروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ تم آؤ۔ تمہاری گاڑی کو نہیں روکا جائے گا۔"

رابطہ ختم ہوا تو سردار دلاور نے موبائل فون بند کرتے ہوئے سوچا "یہ میں خود بخود کیوں فون کر رہا تھا؟ میں تو خود ہی دشمن کو آسانی سے سرحد پار کرنے کا موقع دے رہا ہوں۔"

میں نے ریڈ کراس کے قافلے کو رکنے کے لیے کہا۔ تمام گاڑیاں رک گئیں۔ میں نے سردار دلاور کے ساتھ چھت سے اتر کر اس گاڑی میں سفر کرنے والوں سے کہا "تم سب پیچھے والی گاڑیوں میں جاؤ۔ کم آن دیر نہ کرو۔"

وہ فوراً ہی اس گاڑی سے اتر کر دوسری گاڑیوں میں چلے گئے۔ میں نے ثمرینہ کو دوسری گاڑی سے بلا کر اپنے پاس بٹھایا۔ ہم دونوں کے درمیان سردار دلاور بیٹھ گیا پھر وہ قافلہ تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگا۔

میں ڈرائیو کر رہا تھا اس لیے اب مسلسل خیال خوانی نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے صرف چند سیکنڈ کے لیے اس خفیہ ایجنسی کے باس کے دماغ میں جھانک کر دیکھا' جو ازبکستان کے سرحدی شہر سے اپنے مسلح جیالوں کے ساتھ سرحدی چوکی کی طرف آرہا تھا۔ وہ بھی تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہاں پہنچنے والا تھا اور ہم پہنچ چکے تھے۔

میں نے ثمرینہ سے کہا "کلاشنکوف سردار دلاور کے ہاتھوں میں دے دو۔ یہ تاثر پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ ہم اسے قیدی بنا کر لے جا رہے ہیں۔"

ثمرینہ نے اسے کلاشنکوف دی۔ اس نے دل ہی دل میں خوش ہو کر اسے لیا اور سوچا "اب میں چوکی پہنچ کر اس سے نمٹ لوں گا۔"

چوکی کے سامنے پہنچتے ہی میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ وہاں کے اعلیٰ افسر آفتاب خان نے گاڑی کے پاس آکر سردار دلاور سے مصافحہ کیا۔ دلاور نے کہا "میرے دوست! میں جلدی میں ہوں۔ واپسی پر تمہارے ساتھ وقت گزاروں گا۔"

اس نے کہا "کوئی بات نہیں۔ تم جا سکتے ہو۔"

میں نے گاڑی اسٹارٹ کی پھر تیز رفتاری سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پیچھے آنے والی ریڈ کراس کی تمام گاڑیوں کو کاغذات کی چیکنگ کے لیے روک لیا گیا تھا۔ سردار دلاور نے میری مرضی کے مطابق کلاشنکوف پھر ثمرینہ کو دے دی۔ اس نے چونک کر ثمرینہ کو دیکھا۔ وہ اسے نشانے پر رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ جیسے پاگل سا ہو کر بولا "یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کیا تم کوئی جادوگر ہو؟"

میں نے کہا "میں جادوگر نہیں ہوں۔ اپنے جس غیر ملکی باپ سے پوچھو گے' وہ مجھے ٹیلی پیتھی جاننے والا فرہاد علی تیمور کہے گا۔"

وہ چونک کر اور سہم کر مجھے دیکھنے لگا۔ میں نے ایک جگہ گاڑی روک کر ثمرینہ سے کہا "تم ڈرائیو کرو۔ میں ذرا مصروف رہوں گا۔"

ہم نے اپنی جگہ تبدیل کی۔ وہ ڈرائیو کرنے لگی۔ میں کلاشنکوف لے کر خیال خوانی کے ذریعے خفیہ ایجنسی کے باس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اسی سڑک پر آرہا تھا اور مسلح ماتحتوں کے ساتھ سرحدی چوکی کی طرف جا رہا تھا۔ میں نے اس کی گاڑی کا نمبر' ماڈل اور رنگ معلوم کیا۔ تھوڑی دیر بعد دو گاڑیاں دور سے آتی ہوئی دکھائی دیں۔ میں نے ثمرینہ سے کہا "وہ جو سامنے گاڑیاں آرہی ہیں ان کا راستہ روک کر اپنی بھی گاڑی روک دو۔"

پھر میں نے سردار دلاور کو کلاشنکوف دی۔ وہ پریشان ہو کر بولا۔ "یہ تم کیا کر رہے ہو؟ اسے کھلونے کی طرح کبھی دے رہے ہو اور کبھی لے رہے ہو۔ میری جان کب چھوڑو گے؟"

ثمرینہ نے ان دو گاڑیوں کا راستہ روک دیا۔ سردار دلاور میری مرضی کے مطابق فوراً ہی گاڑی سے اتر گیا۔ خفیہ ایجنسی کا باس اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس نے گاڑی سے اتر کر پوچھا۔ "سردار دلاور خان! خیریت تو ہے؟"

"خیریت نہیں ہے۔ پیچھے ریڈ کراس کی پانچ گاڑیاں آرہی ہیں۔ ان میں فرہاد علی تیمور ایک ڈاکٹر کے بہروپ میں ہے۔ میں تم سے مدد حاصل کرنے جا رہا تھا۔ اچھا ہوا تم مل گئے۔"

پھر سردار دلاور نے مجھ سے کہا "برادر! تمہارا شکریہ' تم نے مجھے یہاں تک پہنچا دیا۔ تم جا سکتے ہو۔"

ثمرینہ نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ میں دلاور

ن کے دماغ پر حاوی رہا۔ وہ خفیہ ایجنسی کے باس کے ساتھ گاڑی
بیٹھ کر واپس سرحدی چوکی کی طرف جا رہا تھا۔
جب وہ پچیس تیس کلومیٹر دور چلا گیا تو میں نے دماغی طور پر
ر ہو کر کہا "ثمرینہ! آگے دوراہا آئے گا۔ بائیں طرف گاڑی
ڑنا۔ ہم کسی شہر میں پہنچ کر اپنا میک اپ اور گیٹ اپ تبدیل
یں گے پھر واپس سرحدی شہر میں آئیں گے۔"
"پھر واپس کیوں آئیں گے؟"
"سومنا اور کارل یہ دو شکاریوں کے نام ہیں جو مجھے شکار
نے آرہے ہیں۔ لہٰذا ہم شکاریوں کو دور سے اچھی طرح دیکھ
لیں گے۔"
وہ ڈرائیو کرتے ہوئے بڑے پیار سے مجھے دیکھنے لگی۔ میں پھر
ل خوانی میں مصروف ہو گیا۔

○☆○

میرے قتل کے لیے عالمی سطح کے قاتل درندوں کو خریدا جا رہا
اور بابا صاحب کا ادارہ خاموش رہے' یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔
ادارے کے کئی درجن جاسوس دنیا کے ہر ملک' ہر شہر میں اس
اسرار سیکرٹ ایجنٹ کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ اس دوران ہی میں
اس سیکرٹ ایجنٹ رابرٹو اور اس کی محبوبہ موریتا کا سراغ لگا لیا
اور ان سے نمٹنے کی ذمے داری علی کو دے دی تھی۔
رابرٹو کے علاوہ موریتا کے دو بھائی تھے۔ موریتا کے خیالات
ے پتا چلا تھا کہ ان میں سے ایک کو ڈان ون اور دوسرے کو ڈان ٹو
تے ہیں۔ وہ بہت قد آور' باڈی بلڈر' خطرناک فائٹر اور بہترین
ان میکر تھے۔ موریتا' رابرٹو اور دونوں ڈان کی ایک ٹیم تھی۔ وہ
ے بڑے ممالک سے کروڑوں اربوں ڈالر لے کر ان کے ایسے
بڑی مسائل حل کرتے تھے جنہیں کوئی دوسرا نہیں کر سکتا تھا۔
ے سے بڑے شہ زور کو قتل کرانا اور دشمن ممالک کے اہم راز
انا ان کے لیے بڑی بات نہیں تھی۔ وہ چاروں آرام سے رہتے
تے اور کرائے کے مجرموں کو معاوضے دے کر ان سے کام کراتے
تھے

علی نے بابا صاحب کے چند سراغ رسانوں کو ان کی نگرانی پر لگا
یا۔ وہ ان چاروں کی دن رات کی مصروفیات معلوم کرنا چاہتا تھا۔
چاروں کن لوگوں سے ملتے ہیں' کن ملکوں میں جاتے ہیں اور کتنے
ممالک کے اعلیٰ حکام انہیں خوش آمدید کہتے ہیں' یہ باتیں میں
موریتا کے دماغ سے معلوم کر کے علی کو بتا چکا تھا۔
یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ موریتا اور رابرٹو کا ایک اور مخالف
گروہ ہے۔ اس گروہ کے سربراہ کا نام موریتا وغیرہ کو معلوم نہیں تھا
لیکن وہ گروہ بھی بڑے بڑے ممالک سے بڑے اہم سودے کرتا تھا
اور رابرٹو کی راہ میں اکثر رکاوٹیں کھڑی کرتا تھا۔
وہ دوسرا گروہ میرے قتل کی ذمے داری لینا چاہتا تھا لیکن
ان ممالک نے متفقہ طور پر یہ ذمے داری رابرٹو کو دی تھی اور

دوسرے گروہ کے سربراہ سے وعدہ کیا تھا کہ رابرٹو ناکام رہے گا تو یہ ذمے داری گروہ کے سربراہ کو دی جائے گی۔

علی نے کہا "پاپا! ہمیں اس دوسرے گروہ کے بارے میں ابھی سے کچھ معلومات حاصل کرنی چاہیے۔"

"بیٹے! میں معلوم کرلوں گا۔ جو لوگ چھپ کر پراسرار بن کر رہتے ہیں' وہ بھول جاتے ہیں کہ نظر نہ آنے والی پراسرار ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جو لوگ اس دنیا میں خوف و دہشت طاری کرنے اور خود کو محفوظ رکھنے کے لیے پراسرار بنتے ہیں' وہ ایک دن بے نقاب ہو کر ذلت کی موت مرتے ہیں۔"

میں بیٹے کے دماغ سے چلا آیا۔ فہمی اور علی خود اپنی کوششوں سے اور ادارے کے جاسوسوں کے تعاون سے معلومات حاصل کر رہے تھے۔ ڈان ون اور ڈان ٹو پیرس کے وی آئی پی جمنازیم میں روز صبح دو گھنٹے اور شام کو دو گھنٹے کے لیے جاتے تھے۔ وہاں صرف نہایت امیر و کبیر بوڑھے اور جوان' باڈی بلڈنگ کے لیے آتے تھے۔ عورتیں اور جوان لڑکیاں بھی اپنے جسموں کو صحت مند رکھنے اور اسمارٹ نیس برقرار رکھنے کے لیے آیا کرتی تھیں۔

دونوں ڈان نشے کے عادی نہیں تھے۔ نہ ہی شباب کی طرف مائل ہوتے تھے۔ ابھی وہ زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کی راہ پر چل رہے تھے۔ شادی کے لیے سوچتے تھے کہ ایسی خوب صورت لڑکیاں ہوں' جو ان کی طرح جرائم کی دنیا سے تعلق رکھتی ہوں۔ ذہین' حاضر دماغ اور ان کی طرح بہترین فائٹر ہوں۔ بیک وقت ایسی تمام خوبیاں رکھنے والی ایک لڑکی بھی ان کی نظروں میں نہیں آئی تھی اس لیے دونوں کنوارے تھے۔ اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے تھے اور کسی بھی حسینہ کو گرل فرینڈ نہیں بناتے تھے۔

اس وی آئی پی جمنازیم میں عورتوں اور مردوں کے جوڈو کراٹے کا بھی شعبہ تھا جہاں ہر ہفتے بہترین فائٹرز کے مقابلے ہوا کرتے تھے۔ مردوں میں دونوں ڈان نے اپنی جسمانی قوتوں اور فائٹنگ کی صلاحیتوں کا ایسا مظاہرہ کیا تھا کہ کوئی بھی فری اسٹائل کشتی لڑنے والا انہیں شکست نہیں دے سکتا تھا۔ خواتین کے شعبے میں چار صحت مند لڑکیاں تھیں جو ایک دوسرے سے کبھی جیتتی اور کبھی ہار جاتی تھیں۔ کسی بھی بڑے انعامی مقابلے کے لیے دونوں ڈان اور چاروں لڑکیاں منتخب ہوتی تھیں۔

پھر یہ خبر گشت کرنے لگی کہ وہاں ایک نئی لڑکی آئی ہے جو بڑی زبردست فائٹر ہے۔ اس جمنازیم کی کئی لڑکیوں کو صرف ایک آدھ منٹ میں شکست دے دیتی ہے اور اب اس نے ان چاروں لڑکیوں کو مقابلے کے لیے چیلنج کیا تھا۔

اتنی تعریفیں سن کر دونوں ڈان اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ جتنی حسین اور پرکشش تھی' اتنی ہی باوقار بھی تھی۔ اس سے باتیں کرنے والا اگر مہذب نہ ہو اور شوخی و شرارت سے مخاطب کرے تو وہ سب کے سامنے اس کی پٹائی کر دیتی تھی۔

ایک ڈان نے دوسرے ڈان سے کہا "اس حسینہ کو غصہ بہت آتا ہے۔ غصہ ذہانت کو کھا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ ذہین نہیں ہے۔"

ڈان ٹو نے کہا "مجھے تو سنجیدہ اور ذہین لگتی ہے۔ کیوں نہ اسے آزمایا جائے؟"

ڈان ٹو نے اپنی بہن مورینا سے ایک خط لکھوایا۔ اس خط کا مضمون کچھ یوں تھا "میں تمہیں روز صبح و شام دیکھتی ہوں۔ تم اتنی حسین اور اسمارٹ ہو کہ تم سے دوستی کرنے کو جی چاہتا ہے پھر سوچتی ہوں' تم مغرور ہوگی اور دوستی سے انکار کردو گی تو میری انسلٹ ہوگی۔ میں جواب چاہتی ہوں۔ کیا دوستی کرو گی۔"

اس خط کے آخر میں ایک لڑکی کا نام لکھ دیا گیا۔ ڈان ون نے اپنے ہاتھ سے خط لکھا "مائی ڈیئر فہمی! میں نے کلب کے رجسٹر میں تمہارا نام پڑھا ہے اور تمہیں روز دیکھتا ہوں لیکن میں ذرا بزدل ہوں۔ ڈرتا ہوں کہ تمہیں محبت سے مخاطب کروں گا تو تم جوڈو کراٹے شروع کردو گی۔ اگر جواباً لکھ بھیجو کہ محبت کا جواب محبت سے دو گی تو میں تمہارے سامنے آنے کا حوصلہ کروں گا۔"

اس نے بھی خط کے آخر میں ایک فرضی نام لکھا پھر دو بچوں کے ہاتھ دونوں خطوط جمنازیم کے کاؤنٹر پر بھیج دیے۔ لفافوں پر فہمی کا نام اور ممبر شپ نمبر لکھ دیا۔ فہمی شام کو وہاں آئی تو کاؤنٹر گرل نے اسے دو لفافے دیے۔ فہمی نے انہیں کھول کر پڑھا۔ دونوں ڈان لاؤنج میں بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔

فہمی نے کاؤنٹر سے کاغذ اور قلم لے کر لکھا "مس روبی! تم مجھے دن رات دیکھتی ہو۔ مجھ سے متاثر ہو لیکن مجھے مغرور سمجھتی ہو۔ کیا تم نے اب تک کسی لڑکی سے گفتگو کرتے وقت میرے رویّے میں ناگواری دیکھی ہے؟ اگر نہیں دیکھی ہے تو پھر یہ خط لکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ دراصل کوئی اور مجھ سے ملنا چاہتا ہے اور تم نے اس کی طرف سے یہ خط لکھا ہے۔ میں نے تمہارے تحریری انداز سے حقیقت سمجھ لی ہے۔ جو مجھ سے ملنا چاہتا ہے' اس سے کہو ساری زندگی مرد بن کر رہنا کیا ضروری ہے۔ مس روبی کہلاتے رہو۔ فقط فہمی۔"

پھر اس نے دوسرے خط کا جواب لکھا "مسٹر بزدل! تمہیں بزدل ہی رہنا چاہیے کیونکہ میرا جسم اور جان جس مرد کے لیے ہے' وہ ایسا شہ زور ہے کہ تمہیں میرے قریب دیکھے گا تو نچوڑ کر رکھ دے گا۔ اگر تمہاری ماں زندہ ہے تو اسی کی گود میں رہ کر زندگی گزار لو۔ فقط فہمی۔"

اس نے دو لفافوں میں دونوں خط رکھ کر کاؤنٹر گرل کو دیے پھر اس سے کہا "ہفتے کی شام کو چار ریسلر چیمپئن لڑکیوں سے میرا مقابلہ ہے۔ ان دونوں سے کہنا' وہاں آکر میرے تیور دیکھ لیں۔"

وہ وہاں سے جمناسٹک کی مشقیں کرنے چلی گئی۔ اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد وہ دونوں آئے۔ انہوں نے کاؤنٹر گرل سے کہا "فہمی نے ابھی جو دو لفافے دیے ہیں' وہ ہمارے لیے ہیں لیکن فہمی سے یہ نہ کہنا کہ ہم نے اس کا خط وصول کیا ہے۔"

کاؤنٹر گرل انہیں اچھی طرح پہچانتی تھی۔ اس نے مسکرا کر دونوں لفافے انہیں دے دیے۔ وہ لفافے لے کر لاؤنج میں آئے پھر خط نکال کر پڑھنے لگے۔ دونوں خطوط مختصر تھے۔ انہیں پڑھنے کے بعد ڈان ٹو نے کہا "یہ حسینہ بہت ذہین ہے۔ پتا نہیں کس طرح سمجھ لیا کہ ایک لڑکی نے ایک لڑکے کی خاطر وہ خط لکھا تھا اور اس کم بخت نے لکھا ہے کہ مجھے مرد نہیں' مس روبی بن کر رہنا چاہیے۔"

ڈان ون نے ہنستے ہوئے کہا "مجھے مسٹر بزدل لکھا ہے۔ طعنہ دیا ہے کہ مجھے ماں کی گود میں رہنا چاہیے کیونکہ وہ کسی شہ زور کی ملکیت ہے۔ یہ حسینہ ذہین سہی لیکن بڑی خوش فہمی میں مبتلا رہتی ہے۔ میں کسی دن اس کے شہ زور کو اس کی آنکھوں کے سامنے نچوڑ کر رکھ دوں گا۔"

دوسری طرف علی نے رابرٹو کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کی تھیں۔ رابرٹو کو جوا کھیلنے کا شوق تھا۔ اس کی اکثر راتیں پیرس کے بڑے بڑے کیسینو میں گزرتی تھیں۔ علی ایسے ہی ایک کیسینو میں رابرٹو کی میز پر فلیش کھیلنے بیٹھ گیا۔ رابرٹو نے اسے دیکھ کر کہا "شاید پہلی بار یہاں آئے ہو؟ میں نے پہلے کبھی تمہیں نہیں دیکھا۔"

علی نے کہا "ہاں پہلی بار اس کیسینو میں آیا ہوں لیکن پہلی بار نہیں کھیل رہا ہوں۔"

"کیا کسی ارب پتی کے بیٹے ہو؟"

"کیا تم کھیل سے پہلے کھیلنے والے کا جغرافیہ معلوم کرتے ہو؟"

"کھیلنے والے کا وزن معلوم کرتا ہوں کیونکہ میری پہلی چال پانچ ہزار ڈالر سے شروع ہوتی ہے۔"

علی نے پانچ ہزار ڈالر کے ٹوکن نکال کر میز پر رکھ دیے۔ رابرٹو نے کہا "بھئی مزہ آگیا لیکن دو چار گیم کھیل کر نہ اٹھنا۔ میرا موڈ خراب ہو جائے گا۔"

"فکر نہ کرو۔ میں رات سے صبح کردوں گا۔"

تاش کی نئی گڈی کھولی گئی۔ رابرٹو نے گڈی اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا "تم بھی کیا یاد کرو گے۔ لو پہلے تم پتے پھینٹو اور بانٹو۔"

علی پتے پھینٹنے لگا۔ رابرٹو غور سے دیکھ رہا تھا پھر بولا "اناڑی نہیں ہو۔ تمہارے شغل کرنے کا انداز بتا رہا ہے کہ کھلاڑی ہو۔"

علی نے تین تین پتے بانٹے۔ دونوں نے پہلے ہی پانچ پانچ ہزار کے ٹوکن میز پر رکھے تھے۔ دوسری چال میں رابرٹو نے دس ہزار کی چال دیتے ہوئے کہا "میں چال بڑھاتا جاؤں گا۔ بہتر ہے اپنے پتے دیکھ لو۔"

علی نے دس کی چال دے کر کہا "میں اندھی چال چلتا ہوں۔ پتے نہیں دیکھتا اور مجھے دیکھنا چاہیے یا نہیں' اس قسم کے مشورے

"بھئی کھیل کے دوران میں باتیں ہوتی رہنی چاہئیں۔ اس ...ے میں کچھ نہ کچھ بولتا رہتا ہوں۔"

"بعض کھلاڑی اس لیے بولتے ہیں کہ باتوں میں الجھا کر ...نے والی بازی جیت لیتے ہیں۔"

"نوجوان ہو مگر زبان سے بوڑھوں کا تجربہ بولتا ہے۔"

وہ ایک دوسرے سے بولتے جارہے تھے اور چال بڑھاتے جارہے تھے۔ جب ان کی چال ایک لاکھ ڈالر تک پہنچ گئی تو رابرٹو نے کہا "تم نے ابھی تک پتے نہیں دیکھے اور اندھی چال چلتے ہوئے ایک لاکھ ڈالر یہاں رکھ چکے ہو۔ کیا ایسے رئیس زادے ہو' ...ن کا باپ ابھی مرا ہو؟"

"میرا باپ اور سو سال جئے لیکن جب پتے دکھاؤں گا تو تمہارا ...پ مر جائے گا۔"

رابرٹو نے اسے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ وہ بھی علی کی ...رح اپنے پتے دیکھے بغیر میز پر ایک لاکھ ڈالر رکھ چکا تھا۔ اس نے ...ہا "مجھے تمہاری طرح اندھا اور اناڑی نہیں بننا چاہیے۔"

اس نے اپنے تین پتے اس سے چھپاتے ہوئے اٹھائے پھر ...نہیں دیکھا تو خوش ہوگیا۔ بیگم کے تین پتے آئے تھے اور جیت ...س کا مقدر بننے والی تھی۔ پتے دیکھنے کے بعد نئی چال کی ڈبل رقم ...نا پڑتی ہے۔ رابرٹو کو دو لاکھ ڈالرز کے ٹوکن دینے پڑے۔ علی نے ...نی معمول کی چال کے مطابق ایک لاکھ ڈالرز کے ٹوکن میز پر ...رکھے۔ رابرٹو نے کہا "کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ جب میں نے ...دو لاکھ دیے ہیں تو میرے پاس بڑے پتے آئے ہیں۔"

"آئے ہوں گے۔ میز پر دو لاکھ اور رکھو۔"

رابرٹو نے دو لاکھ کے ٹوکن رکھے۔ علی نے اس بار چار لاکھ ...کے ٹوکن رکھے۔ کھیل کے اصول کے مطابق اب رابرٹو کو بھی چار ...لاکھ دینے پڑتے لیکن وہ کچھ زیادہ پریشان نہیں تھا۔ دولت تو وہ ...بڑے بڑے ممالک سے حاصل کرتا تھا لیکن جواری خواہ کتنا ہی ...ارب پتی اور کھرب پتی ہو' جوئے میں ہارنے کے بعد اپنی سبکی یا ...ذلت محسوس کرتا ہے۔ رابرٹو ایک نوجوان سے ہارنا نہیں چاہتا ...تھا۔ پتے دیکھنے کے بعد اسے بار بار چار لاکھ دینے پڑ رہے تھے۔ اس ...نے ویٹر سے کہا "حلق خشک ہو رہا ہے اورنج جوس لے آؤ۔"

علی نے کہا "میرا حلق تر ہے۔ میرے لیے کچھ نہ لاؤ۔"

ویٹر وہاں سے آیا۔ بابا صاحب کے ادارے کے دو جاسوس ...وہاں تھے۔ ان میں سے ایک نے ویٹر کو باتوں میں الجھایا۔ دوسرے ...نے اورنج جوس میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا دی۔ ویٹر ایک ٹرے ...میں جوس کا گلاس رکھ کر ان کی میز پر آیا۔ رابرٹو نے علی سے کہا۔ ...تم نے حد کردی۔ معلوم ہوتا ہے' گھر سے پتے نہ اٹھانے کی قسم ...کھا کر آئے ہو۔"

علی نے کہا "ایسا ہی کچھ ہے۔ میں ایک ہی چال میں اس پار یا اس پار کردینا چاہتا ہوں۔"

"مسٹر اناڑی! ستر لاکھ ڈالرز کی چال ہو چکی ہے۔ پہلی چال میں خالی ہو جاؤ گے تو صبح تک کیسے کھیلو گے؟"

"انسانوں کی زندگی میں ایک رات ایسی بھی آتی ہے جس کی صبح نہیں ہوتی۔ ہو سکتا ہے' ہم میں سے کسی کی صبح نہ ہو۔ جوس رکھا ہوا ہے۔ حلق تر کرلو۔"

وہ جھنجلا کر بولا "شو کرو۔"

علی نے کہا "کھیل کے اصولوں کے مطابق شو کرانے کے لیے ستر لاکھ کی دگنی رقم سامنے رکھ دو۔"

اس نے دگنی رقم ایک کروڑ چالیس لاکھ کے ٹوکن میز پر رکھے۔ علی نے اپنا ایک پتا الٹ کر دکھایا۔ وہ ڈائمنڈ کا بادشاہ تھا۔ دوسرا پتا الٹایا' وہ بھی بادشاہ تھا۔ پھر اس نے تیسرے پتے کو چھپا کر منہ ایسے بنایا جیسے ہار رہا ہو۔ رابرٹو نے ہنستے ہوئے کہا "اندھی چال چلنے والے ہمیشہ ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ تیسرا پتا شو کرو۔"

جب اس نے شو کیا تو وہ بھی بادشاہ تھا۔ رابرٹو نے مایوسی اور حیرانی سے دیکھا۔ اس کے پاس بیگم کے تین پتے اور علی کے پاس بادشاہ کے تین پتے تھے۔ وہ پہلی ہی چال میں دو کروڑ سے زیادہ رقم جیت چکا تھا۔

رابرٹو نے گلاس اٹھا کر جوس کا ایک گھونٹ پیا۔ علی نے پوچھا۔ "پتے پھینٹوں یا خالی ہو چکے ہو؟"

وہ غصے سے بولا "مجھے کنگال سمجھتے ہو۔ اس بار دیکھو گے کہ میں تمہیں کس طرح ننگا کروں گا لیکن پتے میں پھینٹوں گا۔ تم پتے باز ہو۔ تم نے پہلی بار بازی چال بازی سے جیتی ہے۔"

"کھیل کے اصولوں کے مطابق جیتنے والا پتے پھینٹتا ہے مگر تم بھی کیا یاد کرو گے۔ لو تم ہی شغل کرو اور پتے بانٹو مگر پہلے جوس پی لو۔ حلق تر کرلو۔ دماغ تازہ رہے گا۔"

اس نے گلاس اٹھا کر جوس پیا پھر اسے میز پر رکھ کر تاش کی گڈی اٹھائی۔ گلاس میں ایک گھونٹ جوس رہ گیا تھا۔ جب وہ پتے پھینٹ کر بانٹنے لگا تو علی نے کہا "ٹھہرو۔ یہ آخری گھونٹ پی لو۔ گلاس خالی کرنے کا شگون یہ ہو سکتا ہے کہ تم میری جیب خالی کرنے والے ہو۔"

اس نے مسکرا کر گلاس کو اٹھایا پھر آخری گھونٹ دیکھ کر بولا۔ "ہاں۔ اس بار میں تمہیں اس گلاس کی طرح خالی کردوں گا۔"

اس نے آخری گھونٹ بھی پی لیا۔ ادارے کے ایک جاسوس نے کیسینو کے باہر ایک گارڈن میں آکر موبائل کے ذریعے مجھ سے رابطہ کیا پھر کہا "سر! رابرٹو نے جوس پی لیا ہے۔ کیا آپ کچھ اور پوچھنا چاہیں گے؟"

"بس اتنی ہی معلومات کافی ہیں۔"

میں نے موبائل بند کیا پھر خیال خوانی کے ذریعے ثانی سے پوچھا "کیا تم کسی معاملے میں مصروف ہو؟"

"کوئی خاص مصروفیت نہیں ہے۔ آپ کیا چاہتے ہیں پاپا؟"

"میں ازبکستان میں مصروف ہوں۔ علی نے رابرٹو کے دماغ کا راستہ کھول دیا ہے۔ تم میرے پاس آؤ۔ میں اس کے دماغ میں تمہیں پہنچاؤں گا۔"

وہ میرے پاس آئی۔ میں اسے رابرٹو کے دماغ میں پہنچا کر چلا گیا۔ ثانی نے اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ کمزوری محسوس کررہا تھا۔ آرام سے لیٹنا چاہتا تھا لیکن پہلی بازی میں بہت بڑی رقم ہارنے کا غصہ تھا۔ وہ اپنے اندر کی کمزوری سے لڑتا ہوا دوسری بازی جیت لینا چاہتا تھا۔ اس نے ثانی کی مرضی کے مطابق سوچا۔ "بازی جلدی جیتنے پھر آرام کرنے کے لیے بڑی رقم سے چال شروع کرنا چاہیے۔" اس نے ایک کروڑ ڈالرز کے ٹوکن میز پر رکھے۔ پہلی بازی کے تمام ٹوکن کیسینو کے بینک میں علی کے نام جمع ہو چکے تھے۔ علی نے اس کے جواب میں دو کروڑ کی چال چلی۔ رابرٹو سے کمزوری برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے دگنی رقم چار کروڑ کے ٹوکن دے کر شو کرایا۔ علی نے پتے دکھائے۔ اس بار بھی وہ جیت گیا تھا۔ رابرٹو کا سر چکرا گیا۔ دو ویٹر آکر اسے سنبھالنے لگے۔ ادارے کا ایک جاسوس آکر جیت کے تمام ٹوکن سمیٹ کر کیسینو کے بینک میں لے گیا۔

کیسینو کے منیجر نے مورینا کو فون پر اطلاع دی کہ رابرٹو بے ہوش ہو گیا تھا۔ اسے قریبی اسپتال میں پہنچایا گیا ہے۔ مورینا نے پوچھا "رابرٹو اچھا خاصا صحت مند ہے۔ وہ اچانک کیسے بے ہوش ہو گیا؟"

"میڈم! انہیں بہت زبردست شاک پہنچا ہے۔ وہ صرف چند گھنٹوں میں سات کروڑ تیس لاکھ ڈالرز ہار گئے ہیں۔"

مورینا نے اپنے دونوں بھائیوں کو اطلاع دی۔ وہ اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ اسپتال پہنچی۔ وہاں انہوں نے رابرٹو کو بے ہوش پایا۔ جبکہ وہ بے ہوش نہیں تھا۔ بہت کمزور تھا اور ثانی اسے گہری نیند سلا کر اس پر تنویمی عمل کررہی تھی۔ رابرٹو کے دماغ کے اندر کیا ہو رہا ہے' وہ تینوں نہیں سمجھ سکتے تھے۔ علی کی حکمتِ عملی سے یہ ثابت ہو رہا تھا کہ کروڑوں ڈالرز ہارنے کے باعث اسے شاک پہنچا ہے۔

○☆○

ہفتے کی شام مقررہ وقت پر جمنازیم کے ریسلنگ ہال میں امیر و کبیر عورتوں اور مردوں کی بھیڑ تھی۔ ڈان ون اور ڈان ٹو بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے فہمی کی ذہانت کو آزمایا تھا۔ اب یہ دیکھنے آئے تھے کہ وہ ریسلنگ میں چیمپئن بن سکے گی یا نہیں؟

ریسلنگ کی ابتدا میں ایک فائٹر حسینہ فہمی کے مقابلے پر آئی۔ وہ وہاں کی چار چیمپئن حسیناؤں میں سے ایک تھی۔ فہمی نے ریسلنگ شروع ہوتے ہی اسے کئی بار حملے کرنے کے مواقع دیے اور اس کے تمام حملوں کو ناکام بناتی رہی پھر اچانک ایسے تابڑ توڑ حملے کیے کہ وہ سنبھل نہ سکی۔ فرش پر ایسے گری کہ دوبارہ اٹھنے کا حوصلہ نہ کرسکی۔ دوسری فائٹر حسینہ نے رنگ کے اندر آکر فہمی پر حملہ کیا۔ اس پر چھلانگ لگائی لیکن اوندھے منہ گری۔ تیسری نے بھی رنگ میں آکر مقابلہ کیا۔ دونوں ڈان حیرانی سے فہمی کی پھرتی اور حاضر دماغی دیکھ رہے تھے۔ اب تک کوئی فائٹر حسینہ اسے ایک ہاتھ بھی نہیں مار پائی تھی۔ ان کے برعکس فہمی نے ایسے حملے کیے تھے کہ وہ تینوں لہولہان ہو گئی تھیں۔ ریسلنگ کے منتظمین نے رنگ میں آکر مقابلہ روک دیا۔ انہوں نے مائیک کے ذریعے کہا۔ "یہاں ریسلنگ میں کسی کو لہولہان کرنے کی ممانعت ہے لیکن فہمی نے یہاں کے اصول کے خلاف تین فائٹرز کو زخمی کیا ہے۔"

چوتھی فائٹر نے مائیک ہاتھ میں لے کر کہا "فہمی نے یہاں کے اصول نہیں توڑے بلکہ ان تین چیمپئن کہلانے والیوں نے اصول کے خلاف بیک وقت اس پر حملے کیے۔ میں بھی چیمپئن ہوں لیکن میں فہمی کے فائٹنگ کے انداز کی تعریف کررہی ہوں۔ فہمی نے اپنے دفاع میں جو کیا ہے' اس کی میں حمایت کرتی ہوں۔"

جتنے حاضرین تھے' سب ہی فہمی کی حمایت میں بولنے لگے۔ منتظمین نے سب ہی کے اصرار پر فہمی کو چیمپئن فائٹر تسلیم کرلیا۔ اس کلب کے تمام ممبران اسے مبارک باد دینے لگے۔ جب وہ مبارک باد دینے والوں سے پیچھا چھڑانے کے لیے ضروری کام کا بہانہ کرکے کلب سے باہر آئی تو گارڈن میں دونوں ڈان نے اسے روک کر کہا "مس فہمی' تم نے تو کمال کردیا۔ دراصل ہم جیسی شریکِ حیات چاہتے تھے' تم بالکل ویسی ہی ہو۔"

فہمی نے کہا "اچھا تم دونوں مجھے شریکِ حیات بنانا چاہتے ہو؟"

"ویسے تو ہم دونوں ہی تمہارے طلب گار ہیں مگر شادی کسی ایک سے ہوگی۔"

"لیکن میری بھی تو کوئی اپنی پسند ہے۔"

"تمہاری پسند کیا ہے؟"

"یہی کہ تم دونوں میں سے جو زبردست فائٹر ہوگا' میں اسی کے لیے کچھ سوچوں گی۔"

"ہم دونوں ہی زبردست ہیں۔"

"ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ دو میں سے ایک زبردست اور دوسرا زیردست ہوتا ہے۔ مجھے حاصل کرنا چاہتے ہو تو ایک دوسرے سے مقابلہ کرو۔"

"ہم دونوں بھائی آپس میں کبھی نہیں لڑتے ہیں۔"

"میں یہ نہیں کہتی کہ دشمنی سے لڑو۔ لڑائی اس طرح کرو کہ صرف ایک دوسرے کو زخمی کردو۔ جو تم میں سے دو زخم کھائے گا' وہ ہار جائے اور دوسرا مجھے جیتنے کا حق دار ہو سکے گا۔"

ان میں سے ایک نے کہا "اچھا یہاں بیٹھو۔ ہم دونوں آپس میں مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔"

فہمی گارڈن کی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہ دونوں اس سے دور ہوئے۔ ایک بولا "ہم تو یوں بھی روزانہ پریکٹس کے لیے لڑتے ہیں۔ آج لڑنے سے کیا فرق پڑ جائے گا؟"

دوسرے نے کہا "لیکن ہم زخمی ہونے کی حد تک نہیں لڑتے ہیں۔"

"بہترین فائٹروں کو زخمی ہونا بھی سیکھنا پڑتا ہے۔ ہم فرہاد کے مقابلے میں آنے سے پہلے ایک دوسرے کو بری طرح زخمی کیا کرتے تھے۔ اب اس کی ٹیلی پیتھی کے خوف سے ایسا نہیں کررہے تھے۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ فرہاد تو آج کل افغانستان اور ازبکستان میں مصروف ہے۔ ہمارے زخمی ہونے سے یہاں نہیں پہنچے گا۔ ایک دو دن میں ہمارے زخم بھر جائیں گے۔"

ڈان ٹو نے کہا "ہم دونوں لڑنے میں کسی سے کم نہیں ہیں۔ تم مجھ سے ایک برس بڑے ہو اس لیے کہو گے کہ بڑے بھائی کی شادی پہلے ہونی چاہیے۔ میں تو نقصان میں رہوں گا۔ قسم کھا کر کہتا ہوں' وہ میرے دل و دماغ پر چھا گئی ہے۔ ایسی زبردست فائٹر' ذہین اور حسین لڑکی لاکھوں کروڑوں میں کبھی ایک مل جاتی ہے۔"

ڈان ون نے کہا "میں بھی دل و جان سے اس کا طلب گار ہوں اور اسے ہر حال میں حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"سیدھی سی بات کرو۔ جب مجھے زخمی کرو گے' تب ہی اسے حاصل کرو گے۔ دیکھو ہم دونوں بھائیوں نے کبھی ایک دوسرے سے دشمنی نہیں کی۔ ہمیشہ ایک دوسرے کی رضامندی سے کوئی چیز حاصل کی ہے لیکن وہ ایک حسینہ ہے اور ہم میں سے کسی ایک کی ہی ہو سکتی ہے۔"

"اس کا ایک ہی راستہ ہے۔ ہم سچ مچ فائٹ کریں۔ اپنی اپنی صلاحیتوں سے کام لیں۔ جب تک ہار جیت کا فیصلہ نہ ہو' ہم بھائی نہ رہیں۔ فیصلہ ہونے کے بعد جیتنے والے کا حق تسلیم کرکے پھر بھائی بن کر گلے لگ جائیں۔"

"ہاں یہ طریقہ مناسب رہے گا۔ ہم صرف لڑتے وقت ایک دوسرے کا لحاظ نہیں کریں گے۔ فہمی اپنا فیصلہ سنا دے گی تو ہم پھر محبت کرنے والے بھائی بن کر رہیں گے۔"

انہوں نے فہمی کے پاس آکر کہا "ہمیں تمہاری شرط منظور ہے۔ ہم میں سے جو سبقت لے جائے گا' وہ تمہارا حق دار ہوگا۔"

"حق دار ہوگا نہیں' حق دار ہو سکے گا۔ ہو سکے گا' میں شبہ کی گنجائش ہے کیونکہ میرا ایک اور چاہنے والا شہ زور ہے۔ تم دونوں میں سے جو جیتے گا' وہ اس شہ زور سے بھی مقابلہ کرے گا۔"

ایک نے حقارت سے کہا "کوئی شہ زور ہم سے جیت نہیں سکے گا۔"

دوسرے نے پوچھا "وہ کہاں ہے؟ اسے بلاؤ۔ ہم ذرا دیکھیں تو سہی۔"

"وہ ابھی آنے والا ہے۔ یہ وسیع و عریض گارڈن مقابلے کے لیے مناسب ہے۔ پہلے تم دونوں شروع ہو جاؤ۔"

گارڈن میں کئی عورتیں اور مرد تھے۔ ڈان ون نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "لیڈیز اینڈ جنٹلمین! ہم دونوں بھائی اس کلب میں چیمپئن تسلیم کیے جاتے ہیں لیکن ہم دونوں نے کبھی ایک دوسرے سے مقابلہ نہیں کیا۔ آج ہم فہمی جیسی حسینہ کو جیتنے کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کررہے ہیں۔ اس طرح یہ فیصلہ بھی ہو جائے گا کہ ہم دونوں میں سے کون چیمپئن ہے۔"

سب لوگ تالیاں بجاتے ہوئے دور ہٹ گئے۔ وہاں سب ہی تفریح کے لیے آتے تھے اس لیے کلب کے اندر سے کرسیاں منگوا کر تماشا دیکھنے بیٹھ گئے۔

وہ دونوں بھائی ایک عورت کی خاطر پہلی بار ایک دوسرے کے مقابلے پر ڈٹ گئے۔ ایک دوسرے پر حملے کرنے اور حملوں سے بچنے کی کوششیں کرنے لگے تاکہ زیادہ زخمی نہ ہونے پائیں۔ جب ان میں سے کوئی ایک بھائی ریسلنگ رنگ میں کسی ریسلر سے لڑتا تھا تو اس کے لڑنے کا غضب ناک انداز تماشائیوں کو سوچنے پر مجبور کرتا تھا کہ وہ اپنے مقابل کو مار ہی ڈالے گا۔

اس وقت بھی دونوں بھائی ایسے غضب ناک انداز میں ایک دوسرے پر حملے کررہے تھے جیسے وہ فہمی کو حاصل کرنے کی خاطر کسی نہ کسی کو مار ڈالیں گے یا بے ہوش کردیں گے۔ جنونی انداز میں لڑتے رہنے کے باعث دونوں کو اس بات کی پروا نہیں تھی کہ وہ کس قدر زخمی ہو گئے ہیں۔

گارڈن کے ایک گوشے میں کھڑے ہوئے علی نے موبائل کے ذریعے پارس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "ڈان ون اور ڈان ٹو دونوں کے دماغی دروازے کھل چکے ہیں۔ ثانی سے کہو چلی آئے۔"

اس نے فون بند کردیا۔ تھوڑی دیر بعد ثانی نے فہمی کے پاس آکر کہا "کیسی ہو فہمی؟ خوب تماشے کررہی ہو۔"

وہ مسکرا کر بولی "میں نے یہ سب کچھ ادارے میں رہ کر تم ہی لوگوں سے سیکھا ہے۔"

"مجھے ان دونوں گدھوں کی آوازیں سناؤ۔"

"ثانی! تم کچھ غلط کہہ گئیں۔ بے چارے گدھے کبھی نہیں لڑتے' کتے آپس میں لڑتے ہیں۔"

ثانی نے کہا "بے شک کتے لڑتے ہیں لیکن ایک عورت کے لیے لڑنے والے گدھے ہی کہلاتے ہیں۔"

فہمی کرسی سے اٹھ کر دونوں بھائیوں کے پاس گئی پھر ہاتھ اٹھا کر بولی "اسٹاپ! بڑی دیر سے فائٹ ہو رہی ہے۔ میرا فیصلہ سننے سے پہلے یہ بتاؤ تم میں سے ڈان ون کون ہے؟"

ایک نے کہا "میں ہوں۔ کیا میں جیت گیا ہوں؟"

ثانی اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ بری طرح زخمی ہو کر ہانپ رہا تھا۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرسکا اور جب تک اس

کے زخم نہ بھرتے' وہ ثانی کو اپنے اندر محسوس نہیں کر سکتا تھا۔
ڈان ٹو نے ہانپتے ہوئے کہا "فہمی! پوائنٹس کے مطابق فیصلہ کرو۔ میں نے زیادہ پنچ مارے ہیں۔"
ڈان ون نے کہا "فری اسٹائل میں صرف پنچ کے نہیں کراٹے اور ککس کے بھی پوائنٹس ہوتے ہیں۔ فہمی! تم غیر جانب داری سے اپنا فیصلہ سناؤ۔"
علی ٹہلنے کے انداز میں چلتا ہوا ان کے پاس آیا۔ فہمی نے علی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "یہ شہ زور میرا تیسرا طلب گار ہے۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ تم دونوں میں اتنی جان اور توانائی باقی نہیں ہے کہ اب کسی اور سے مقابلہ کر سکو۔ لہٰذا جب توانائی بحال ہو جائے گی پھر دیکھا جائے گا۔"
علی نے کہا "یہ دونوں اتنے لہولہان ہو گئے ہیں کہ خارش زدہ کتے لگ رہے ہیں اور میں کتوں سے لڑتا نہیں ہوں۔ ہماری دنیا کے ابتدائی انسانوں میں سے دو نے ایک عورت کے لیے لڑائی کی تھی۔ تم دونوں نے وہ تاریخ دہرائی ہے۔"
وہ فہمی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر مسکراتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔
ثانی باری باری دونوں زخمیوں کے دماغوں میں جا کر انہیں اپنی رہائش گاہ یا اسپتال جانے پر مائل کر رہی تھی تاکہ وہ انہیں تھپک کر سلا سکے پھر ان پر تنویمی عمل کر سکے۔

○☆○

وہ کون سی جگہ تھی' جہاں پورس پہنچا ہوا تھا؟
روشنی کا ہالہ۔ ایک وسیع و عریض احاطے کی چار دیواری۔ پتا نہیں وہ چار دیواری کتنے کلومیٹر پر محیط ہو گی۔ اس احاطے کے اندر ایک طرف مسجد تھی۔ دوسری طرف مندر تھا۔ ایک بہت بڑے آشرم میں ہندو عورتیں' بچے اور مرد سو رہے تھے۔ مسلمانوں کے لیے ایک بڑا سا مراقبہ ہال تھا۔ جب پورس ایک دروازے کے سامنے گیا تو وہ دروازہ آپ ہی آپ کھل گیا تھا۔ بڑے سے کمرے کے اندر ایک بزرگ عبادت میں مصروف تھے اور دھیمی دھیمی کلامِ پاک کی تلاوت کی آواز ابھر رہی تھی۔
پھر پورس کے دماغ میں جیسے کسی نے کہا کہ اس کی منزل آگے دوسرے دروازے کی طرف ہے۔ وہ وہاں پہنچا تو وہ دروازہ بھی خود بخود کھل گیا۔ بڑے سے کمرے کے اندر ایک سادھو مہاراج یوگا کا ایک آسن جمائے گیان دھیان میں مصروف تھے۔ ان کے قدموں میں ایک عورت جھکی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ زلفوں میں چھپا ہوا تھا۔ جب اس نے قدموں سے سر اٹھایا اور چہرے سے زلفیں ہٹنے لگیں تو پارس اپنی زہریلی محبوبہ (نیلماں) کو دیکھ کر چونک گیا۔
نیلماں اس سے جدا ہو گئی تھی۔ پارس نے اسے اغوا کرنے کے بعد پھر پورس کے بنگلے میں پہنچا دیا تھا۔ وہ پورس سے تقریباً ساڑھے چار سو کلومیٹر دور تھی لیکن توقع کے بالکل خلاف وہاں سادھو مہاراج کے قدموں میں پہنچی ہوئی تھی۔

پورس تیزی سے چلتا ہوا کمرے میں آیا پھر وہ بھی سادھو مہاراج کے قدموں میں جھک گیا۔ نیلماں اسے دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی "یہ میرا پورس ہے یا پارس؟ ایسا نہ ہو کہ میں پھر دھوکا کھا جاؤں۔"
اسے اپنے دماغ میں دھیمی سی آواز سنائی دی "ہمارے چرنوں میں آکر کبھی دھوکا نہیں کھاؤ گی۔ یہ تمہارا پورس ہے۔"
پورس کو اپنے دماغ میں ایسی ہی آواز سنائی دی "یہاں سے جاؤ۔ یہاں محفوظ رہو گے۔ باہر ایک آدمی تمہاری رہنمائی کرے گا۔"
وہ نیلماں کا ہاتھ تھام کر کھڑا ہو گیا۔ الٹے قدموں چلتا ہوا کمرے سے باہر آیا۔ باہر وسیع چبوترا تھا۔ اس کی سیڑھی کے نیچے پورس کا بیگ' ٹارچ اور جوتے تھے۔ اس نے جوتے پہن کر ٹارچ اور بیگ لے کر دیکھا۔ ایک آدمی قریب آکر دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "آپ میرے ساتھ چلیں۔ آپ کے رہنے' کھانے پینے اور سونے کے لیے ایک کوارٹر ہے۔"
پورس نے نیلماں کے ساتھ اس شخص کے پیچھے چلتے ہوئے پوچھا "یہ کون سی جگہ ہے؟"
وہ شخص خاموشی سے چلتا رہا۔ پورس نے پوچھا "وہ مسلمان بزرگ اور سادھو مہاراج کون ہیں؟"
ان کی راہنمائی کرنے والے نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پارس نے پوچھا "تم خاموش کیوں ہو؟ جواب کیوں نہیں دیتے؟"
وہ بولا "ہم اتنا ہی کہتے اور کرتے ہیں' جتنا ہم کہہ سکتے اور کر سکتے ہیں۔ زیادہ بولنا چاہیں تو ہماری زبان بول نہیں پاتی۔ یہ آپ دونوں کے رہنے کے لیے کوارٹر ہے۔ آپ فون کے ذریعے ضرورت کی جو چیزیں طلب کریں گے' وہ سب مہیا کر دی جائیں گی۔"
وہ انہیں ایک کوارٹر کے سامنے پہنچا کر چلا گیا۔ وہ دونوں دروازہ کھول کر اندر آئے۔ نیلماں نے اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر کہا "میں تو بالکل مایوس ہو گئی تھی۔ سوچ رہی تھی تم مجھے کبھی نہیں ملو گے اور نہیں ملو گے تو میں خودکشی کر لوں گی لیکن آئندہ کبھی پارس کو موقع نہیں دوں گی کہ وہ مجھے اغوا کرے۔"
پورس نے پوچھا "تم یہاں کیسے آ گئیں؟"
"پتا نہیں۔ تمہارا انتظار کرتے کرتے سو گئی تھی۔ جب آنکھ کھلی تو خود کو سادھو مہاراج کے قدموں میں دیکھا پھر قدموں سے سر اٹھایا تو تم نظر آ گئے۔"
وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا "یہ میرے اور ناصرہ کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ پہلے پارس ہم دونوں کے لیے مسئلہ بن گیا پھر ہم دونوں جیسے جادو سے یہاں پہنچ گئے جبکہ میں جادو کو نہیں مانتا۔ آج تک کسی کے جادو نے مجھ پر اثر نہیں کیا ہے۔"
اسے پھر اپنے دماغ میں آواز سنائی دی "پریشان ہونے سے بہتر ہے' محفوظ جگہ ملے تو آرام سے سو جائیں۔ پچھلی تھکن دور ...

...یں۔ نیند پوری ہو تو آئندہ سوچنے سمجھنے کے لیے ذہن تازہ اور ...چاق و چوبند... رہتا ہے۔"
وہ جب سے اس وسیع و عریض چار دیواری میں داخل ہوا تھا ...تب سے اس نے کئی بار محسوس کیا تھا کہ کوئی اس کے دماغ میں بولتا ...ہے لیکن وہ پرائی سوچ کی لہریں نہیں ہوتی تھیں۔ کسی حد تک اپنی ...آواز اور لہجہ لگتا تھا مگر وہ یقین سے کہہ سکتا تھا کہ وہ اس کی اپنی ...سوچ نہیں ہوتی تھی۔
پہلی بار اس کے دماغ میں یہ بات آئی تھی کہ اسے جوتے اتار ...کر بیگ اور ٹارچ چبوترے کے زینے کے پاس رکھ کر جانا چاہیے۔ ...دیکھا جائے تو ایسے اچھے طور طریقے کی باتیں اپنے دماغ میں ...آتی ہیں لیکن جب اس نے ایک کمرے میں مسلمان بزرگ کو ...عبادت میں مصروف دیکھا تو اس کے دماغ میں بات آئی "تیری ...منزل ادھر ہے۔ دوسرے دروازے پر جا۔"
جب وہ دوسرے دروازے پر گیا تو واقعی سادھو مہاراج کے ...قدموں میں اس کی منزل نیلماں مل گئی تھی۔
پورس کے دماغ میں سوال پیدا ہو رہا تھا کہ اس کے دماغ میں ...یہ بات کیسے آئی کہ دوسرے دروازے پر جانے سے اس کی محبوبہ ...ملے گی؟
پھر یہ بات بھی آپ ہی آپ دماغ میں آئی کہ وہ نیلماں کے ...ساتھ کمرے سے باہر جائے گا تو اسے ایک آدمی ملے گا جو انہیں ...کسی محفوظ جگہ پہنچا دے گا۔
پھر یہی ہوا تھا۔ وہ نیلماں کے ساتھ ایک آرام دہ کوارٹر میں ...آ گیا تھا اور اب دماغ میں بات آ رہی تھی کہ اسے آرام سے سو ...جانا چاہیے۔ وہ محسوس کر رہا تھا جیسے اسے نیند آنے لگی ہے اور وہ ...اس پر قابو نہیں پائے گا تو موجودہ حالات کا تجزیہ کرنے سے پہلے اپنی ...مرضی کے بغیر سو جائے گا۔
پارس کی طرح اس میں بھی یہ خوبی تھی کہ وہ کسی ٹیلی پیتھی ...جاننے والے کو اپنے چور خیالات پڑھنے کا موقع نہیں دیتا تھا۔ اس ...لیے اس نے تھوڑی دیر کے لیے سانس روک لی۔ ایسا کرنے کے ...چند لمحوں بعد اس نے محسوس کیا' جو نیند کا خمار اس پر طاری ہو رہا ...تھا وہ خمار اب نہیں رہا ہے۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق جاگ سکتا ...

...یہ یقین میں بدل رہا تھا کہ کوئی اس کا لب و لہجہ اختیار کر کے ...اس کے دماغ میں بولتا ہے۔ وہ بولنے والا آتا ہے تو اس کی سوچ کی ...لہریں محسوس نہیں ہوتیں۔ آئندہ کے لیے پورس نے سوچا "میں ...اپنے دماغ کے چور خیالات والے قید خانے کو بند رکھوں گا۔ ہمیشہ ...ہوشیار رہوں گا کہ میرے چور خیالات کبھی میری مرضی اور میری ...سلامتی کے خلاف نہ ہوں اور آج رات مجھے نہیں سونا چاہیے۔ ...اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ میری ناصرہ ممبئی سے یہاں کیسے ...

وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد سانس روک کر نیند کو بھگاتا رہا اور سوچتا رہا "یہ مسلمان بزرگ اور سادھو مہاراج کون ہیں۔ انہیں میرے مسائل کا علم کیسے ہوا؟ یہ کیسے جانتے تھے کہ میں پارس سے دور رہنے کے لیے اپنی ناصرہ کے قریب اپنے ہی بنگلے میں نہیں جا رہا ہوں۔ انہوں نے کیسے میری مجبوری کو سمجھا اور ناصرہ کو یہاں لے آئے؟"
اس کے اور نیلماں کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا اور ہو رہا تھا وہ روحانیت' آتما گیان' ٹیلی پیتھی یا پھر کالے جادو سے ہو سکتا تھا۔ پورس کالے جادو کو صرف اس حد تک مانتا تھا کہ اس کا اثر دیرپا نہیں رہتا اور جادو کبھی عبادت گزار اور مضبوط قوتِ ارادی والوں پر اثر نہیں کرتا۔
جس نامعلوم چار دیواری میں اسے نیلماں ملی تھی' وہاں مسلمان اور ہندو عبادت گزار تھے۔ جہاں کلام پاک کی تلاوت ہوتی ہو اور گیتا پڑھی جاتی ہو' وہاں جادوئی عمل نہیں ہو سکتا تھا۔ لہٰذا جو کچھ ہو رہا تھا' وہ روحانیت یعنی آتما گیان یا پھر ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہو رہا تھا۔
اس چار دیواری میں ایک نہایت منظم ادارہ قائم کیا گیا تھا۔ اسے قائم کرنے کے لیے ایک یا ایک سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ضرورت تھی۔ جبکہ چند ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے اس دنیا میں رہ گئے تھے۔ پورس نے میرے اور آمنہ کے بارے میں سوچا کہ ہم ایسا ادارہ قائم نہیں کریں گے کیونکہ بابا صاحب کے مشہور اور مضبوط ادارے کی موجودگی میں ہمیں دوسری پناہ گاہ بنانے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔
الپا اور مہاراج میں مستقل اتحاد نہیں تھا۔ وہ دونوں اپنی اپنی غرض کے لیے ٹیلی پیتھی کا علم استعمال کرتے تھے۔ نیلماں کا کوئی پتا ٹھکانا نہیں تھا۔ وہ اپنے پوتے کو تلاش کرنے کے لیے کبھی کبھی کسی سے رابطہ کرتی تھی۔ وہ ایسا ادارہ قائم نہیں کر سکتی تھی' جہاں ایک مسلمان بزرگ عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ وہاں بے شمار مسلمان بھی آتے تھے اور کلام پاک کی تلاوت بھی ہوتی تھی۔ لہٰذا نیلماں نے بھی وہ ادارہ قائم نہیں کیا تھا۔
ان تمام حقائق کے پیشِ نظر ایک ہی بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ الپا نے قدرتی طور پر عبادت اور ریاضت کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل نہیں کیا تھا۔ وہ ٹرانسفارمر مشین سے گزر کر آئی تھی۔ جب ٹیلی پیتھی کے علم کو مٹانے والی دوا اسپرے کی گئی تو وہ چالاکی سے کسی ایسی جگہ چلی گئی جہاں دوا اسپرے نہیں کی گئی تھی۔ اس لیے اس کا یہ علم سلامت رہ گیا تھا۔ یہ ممکن تھا' الپا کی طرح دو چار مزید ٹیلی پیتھی جاننے والے دنیا کے ایسے حصے میں ہوں' جہاں دوا اسپرے کرنے سے رہ گئی تھی۔
یہ بات عقل تسلیم کرتی تھی کہ ایسا ہوا ہو گا۔ الپا کی طرح ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی حاصل کرنے والے دو چار افراد رہ

گئے ہوں اور انہوں نے متحد ہو کر یہ ادارہ قائم کیا ہو' جہاں ابھی پورس نیلماں کے ساتھ پہنچا ہوا تھا۔

دوسری قدرتی حقیقت یہ تھی کہ اس دنیا میں انسان مرتے ہیں لیکن علم کبھی نہیں مرتا۔ ٹیلی پیتھی بھی ایک قدرتی علم ہے۔ جس طرح میں نے' آمنہ نے' مہاراج اور اس کے تین بھائیوں نے' ٹی آر بھاٹیا اور نیلماں نے مسلسل دھیان گیان' عبادت و ریاضت سے یہ علم حاصل کیا تھا اسی طرح دنیا کے مختلف حصوں میں آج بھی نہ جانے کتنے لوگ عبادت و ریاضت سے یہ علم حاصل کررہے ہوں۔ ایسے ہی قدرتی طور پر یہ علم حاصل کرنے والے دو چار افراد اس نئے ادارے میں ہوں گے جہاں ابھی نیلماں اور پورس تھے۔ پورس اسی مسئلے کو سمجھنے کی کوشش کررہا تھا کہ بھارت کے ایک دور افتادہ حصے میں وہ منظم ادارہ کیسے قائم ہوگیا ہے؟ اور کن افراد نے اسے قائم کیا ہے؟

وہ ایک کرسی پر بیٹھا' ان مسائل پر غور کررہا تھا۔ نیلماں ایک بیڈ پر گہری نیند میں تھی۔ اس کی نیند سے ظاہر ہورہا تھا کہ کسی نے اسے اسی طرح ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلایا ہے' جس طرح تھوڑی دیر پہلے پورس کو سلانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اگر ایسا عمل نہ کیا جاتا تو نیلماں اپنے پورس سے بچھڑنے کے بعد اس کوارٹر میں اس سے ملتے ہی اس کی آغوش میں سما کر رہتی۔ اسے اتنی محبتیں دیتی کہ رات سے صبح کردیتی لیکن وہ اس کوارٹر میں آتے ہی تھوڑی دیر میں سوگئی تھی۔

وہ اسے دیکھتے دیکھتے اچانک کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ پہلے نیند میں ذرا کسمائی تھی پھر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ وہ پلکیں نہیں جھپک رہی تھی اور نہ ہی اس کمرے میں اسے پورس کی موجودگی کا احساس تھا۔

پھر وہ بستر سے اتر گئی اور نیند کی حالت میں چلتی ہوئی پورس کے سامنے سے گزر کر باہر جانے لگی۔

تھوڑی دیر پہلے پورس یہ سوچ رہا تھا کہ چپکے سے باہر جائے گا اور احاطے کے اندر جہاں جہاں تاریکی ہے' وہاں سے چھپ کر گزرتے ہوئے اس ادارے کے مختلف حصوں کو دیکھے گا۔ جو جاگ رہے ہوں گے ان کی باتیں سنے گا۔ یوں جاسوسی کر کے کچھ اہم معلومات حاصل کرے گا۔

نیلماں کے نیند میں چلنے کی عادت نے اس کا یہ مسئلہ حل کردیا تھا۔ اگر کوئی اس سے پوچھتا کہ رات کے آخری پہر وہ ادارے کے اندر کہاں گھوم رہا ہے تو وہ کہہ سکتا تھا کہ اس کی محبوبہ نیند میں چل رہی ہے اور وہ اس کی نگرانی کررہا ہے۔

وہ نیلماں کے پیچھے کوارٹر سے باہر آیا۔ وہاں حدِ نظر تک بالکل تاریکی نہیں تھی۔ کہیں کہیں روشنی بھی تھی۔ مسجد کے گنبد اور مندر کے کلس والی چار دیواریاں نظر آرہی تھیں۔ وہ مسلمان بزرگ اور سادھو مہاراج شاید اب بھی عبادت میں مصروف ہوں گے۔ نیلماں ادھر نہیں گئی۔ وہ ان چار دیواریوں کی ایک جانب سے گزرتے ہوئے پچھلے حصے کی طرف جانے لگی۔

پچھلے حصے میں ایک پختہ خوب صورت دو منزلہ عمارت تھی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس عمارت میں داخل ہوگئی۔ ایک وسیع لاؤنج میں آگئی۔ ایک طرف زینہ تھا۔ وہ زینے پر چڑھنے لگی۔ پورس اس کے ساتھ ہی تھا اور وہ بدستور پورس کی موجودگی سے بے خبر تھی۔

زینے کے اوپری حصے میں ایک کاریڈور تھا۔ وہ کاریڈور سے گزرتی ہوئی ایک کھلے ہوئے دروازے کے سامنے چند لمحوں کے لیے رک گئی۔ پورس نے کھلے ہوئے دروازے کے اندر دیکھا۔ ایک بہت بڑا ہال تھا۔ ہال کے فرش پر سفید چاندنی بچھی ہوئی تھی۔ سامنے والی دیوار کے قریب وہی مسلمان بزرگ اور سادھو مہاراج نظر آئے۔ ان کے آس پاس ایک تیس بتیس برس کی خاتون اور ایک حسین نوجوان لڑکی تھی۔ وہ سب سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ کمرے میں اگر بتی کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ نیلماں اس کمرے میں آکر ان سے کچھ فاصلے پر دو زانو ہو کر بیٹھ گئی۔ پورس کو اپنے دماغ میں آواز سنائی دی "دروازے پر نہ رہو۔ اندر آجاؤ۔"

وہ اندر آگیا۔ دروازہ خود بخود بند ہوگیا۔ پورس ایک خاموش تماشائی کی طرح نیلماں کے پاس آکر دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ وہاں چند لمحوں تک خاموشی چھائی رہی پھر مسلمان بزرگ نے کہا "میرا نام سید جلال الدین پاشا ہے۔ میں نے برسوں کی مسلسل عبادت اور ریاضت سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا ہے۔ میرے ساتھ میری صاحب زادی ثنا پاشا ہے۔ میں نے اسے بھی دن رات کی محنت سے خیال خوانی کا ہنر سکھایا ہے۔"

سادھو مہاراج نے کہا "میرا نام مرلی دھریاندرے ہے۔ میں نے اٹھارہ برس کی عمر سے تپسیا شروع کی۔ دن رات گیان دھیان میں مصروف رہا۔ بائیس برس تک مسلسل ریاضت کے بعد میں نے ٹیلی پیتھی سیکھی ہے اور یوگا میں مہارت حاصل کی ہے۔ میرے ساتھ میری بہن درشا باندرے ہیں۔ میڈیکل سائنس میں غیر معمولی تجربہ رکھتی ہے۔ دنیا کے معروف اور نہایت تجربے کار ڈاکٹروں کے ساتھ کام کرچکی ہے۔ بچپن سے حیرت انگیز طور پر ذہین ہے۔ اپنی ذہانت سے بہترین منصوبے بناتی ہے۔ درشا کی پلاننگ کے مطابق تمہیں اور ناصرہ (نیلماں) کو یہاں بلایا گیا ہے۔"

سید جلال الدین پاشا نے کہا "ہم نے اپنا مختصر سا تعارف کرا دیا ہے۔ تمہارا تعارف حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ ہم سب تمہاری غیر معمولی ذہانت اور مکارانہ صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔"

مرلی دھریاندرے نے کہا "لیکن تمہاری اس زہریلی محبوبہ نے ہمیں الجھا دیا ہے۔ جب ہمیں پتا چلا کہ یہ اغوا کی گئی تھی اور اغوا

کیے جانے کے بارہ گھنٹوں کے اندر اسے تمہارے بنگلے میں واپس پہنچا دیا گیا تھا تو یہ بات سمجھ میں آگئی تھی کہ اس پر تنویمی عمل کرنے کے بعد تمہارے پاس پہنچایا گیا ہے۔"

پورس نے پوچھا "آپ ہمارے بارے میں کب سے معلومات رکھتے ہیں؟"

مرلی دھریاندرے نے جواب دیا "یوں تو جب سے تم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے چیلنج بن گئے تھے' تب سے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے ہیں۔ میں بائیس برس سے تپسیا کررہا تھا۔ پچھلے دو ماہ سے میرے اندر ایسی آتما شکتی پیدا ہوئی کہ میں کسی بھی یوگا جاننے والے کے دماغ میں پہنچ سکتا ہوں اور وہ مجھے محسوس نہیں کرپاتا تھا۔ اسی طرح تم میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرپاتے ہو لیکن بے شک ذہین ہو۔ ابھی چند گھنٹے پہلے تم یونہی بار بار سانس روکنے لگے جس کے باعث میں ناصرہ کی طرح تمہارے اندر رہ کر تمہیں گہری نیند سلا نہ سکا۔ یہاں بھی تم کبھی سانس روک رہے ہو اور کبھی لے رہے ہو۔"

"آپ درست کہہ رہے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی میری اجازت کے بغیر میرے اندر آکر چور خیالات پڑھ سکے۔"

"ٹھیک ہے۔ آئندہ میں تمہیں اطلاع دے کر تمہارے اندر آیا کروں گا۔"

پورس نے پوچھا "آپ آتما شکتی کے ذریعے فرہاد اور اس کے بیٹوں اور بہوؤں کے دماغوں میں جاتے ہوں گے؟"

"میری آتما شکتی میں ابھی یہی ایک کمی رہ گئی ہے۔ فرہاد اور اس کی فیملی کے افراد پر روحانی عمل کیا گیا ہے۔ میں ایک بار پارس' ثانی' فہمی اور علی وغیرہ کو آزما چکا ہوں۔ وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ بہرحال مجھے یقین ہے کہ میری تپسیا جاری رہے گی تو میں روحانی عمل کو کمزور بنا کر ان کے اندر جاسکوں گا۔"

"ابھی آپ نے کہا تھا کہ میری ناصرہ نے آپ کو الجھا دیا ہے وہ الجھن کیا ہے؟"

"میں پہلے دو بار ناصرہ کے دماغ میں جاکر تنویمی عمل کرچکا ہوں۔ اس عمل سے اس کی پچھلی زندگی کے حالات معلوم کرنے کی کوششیں کی ہیں لیکن دو بار ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کے باوجود ناصرہ کو اپنی پچھلی زندگی کی ایک بات بھی یاد نہیں آرہی ہے۔"

"آتما شکتی کے ذریعے کامیابی ہونی چاہیے۔"

"مجھے یہ فخر تھا کہ میں آتما شکتی کے ذریعے بہت کچھ معلوم کرلوں گا لیکن اس کی رگوں میں لہو کے ساتھ جو زہر دوڑ رہا ہے' اس نے دماغ پر برا اثر کیا ہے۔ اگر یہ تمہاری دیوانی نہ ہوتی اور تمہارے قابو میں نہ رہتی تو ایک ناگن بن کر جنونی انداز میں لوگوں کو ڈستی رہتی۔ ان حالات میں کوئی اسے گولی مار دیتا اور تم اس سے محروم ہوجاتے۔"

پورس نے پوچھا "کیا آپ کو ناصرہ کی کسی اور غیر معمولی صلاحیت کا علم ہے؟"

"ہاں یہ خیال خوانی کرنا جانتی ہے لیکن شعوری طور پر اسے یاد نہیں رہتا کہ کس طرح کسی کے دماغ کے اندر پہنچا جا سکتا ہے۔ یہ بھی تمہاری محبت کا کرشمہ ہے کہ یہ تمہاری خاطر نیند کی حالت میں خیال خوانی کرتی ہے۔"

"ہاں یہ پہلی بار تل ابیب میں خیال خوانی کے ذریعے خواب کی حالت میں میرے اندر آئی تھی۔ دوسری بار اسرائیلی فوجیوں اور ان کے کتوں سے بچانے کے لیے خیال خوانی کی۔ پچھلی رات بھی اس نے شاید میرے ہی کام آنے کے لیے خیال خوانی کی ہوگی اور اتفاق سے پارس کے ہتھے چڑھ گئی ہوگی۔"

"تمہاری طرح ہمیں بھی یقین ہے کہ کسی نہ کسی حادثے یا کسی نفسیاتی عمل کے نتیجے میں اسے اپنی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں یاد آجائیں گی پھر یہ شعوری طور پر خیال خوانی کرنے لگے گی تو تمہارے اور ہمارے کام آئے گی۔"

پورس نے پوچھا "ناصرہ کی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں سے امیدیں وابستہ کرکے ہمیں یہاں بلایا گیا ہے؟"

ورشا باندرے بڑی دیر سے پورس کو ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے کہا "ہاں یہ میری پلاننگ ہے۔ اس پلاننگ میں پہلی اہمیت تمہاری ہے۔ تم اپنی ذہانت اور مکاریوں سے میرے ساتھ بڑے کار آمد منصوبے بناؤ گے۔ دوسری اہمیت ناصرہ کی ہے۔ کسی دن اس کی ٹیلی پیتھی ہمارے کام آئے گی۔"

پورس نے کہا "بہت عرصے سے میرے ذہن میں یہ بات پک رہی تھی کہ فرہاد اور اس کی فیملی کے تمام افراد آج تک صرف اس لیے محفوظ ہیں کہ انہیں بابا صاحب کے ادارے میں پناہ ملتی رہتی ہے۔ وہ دنیا کے جس حصے میں ہوں' وہاں چند منٹوں میں ان کے لیے مدد پہنچ جاتی ہے۔ اگر میں بھی ایسا مضبوط اور منظم ادارہ قائم کروں تو پھر پارس اور اس کے باپ جیسے سیکڑوں مخالفین میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور اب میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ لوگوں نے کچھ اسی قسم کا ادارہ قائم کیا ہے۔"

ورشا نے کہا "تم نے درست سمجھا ہے۔ ہم بابا صاحب کے ادارے سے بھی زیادہ مضبوط اور زبردست فعال ادارہ بنا رہے ہیں۔ جب اس ادارے کے کارنامے دنیا والوں کے سامنے آتے رہیں گے تو تمام ممالک اور تمام میڈیاز کے ذریعے یہ چرچے ہوں گے کہ یہ ہندو اور مسلمانوں کا مشترکہ ادارہ ہے۔ ہم بابا صاحب کے ادارے والوں کی طرح متعصب نہیں ہیں۔ وہاں ہندوؤں اور یہودیوں کا داخلہ ممنوع ہے لیکن ہم دنیا کی ہر قوم اور ہر مذہب کو گلے لگاتے ہیں۔ اس طرح یہ ثابت ہوگا کہ بابا صاحب کے ادارے کے مسلمان انتہا پسند ہیں اور دوسرے کسی مذہب کو برداشت نہیں کرتے ہیں۔"

پورس نے کہا "ورشا! میں تمہاری ذہانت کی داد دیتا ہوں۔ میرا اور تمہارا ذہن ایک طرح سوچتا ہے۔ میری صلاحیتوں سے کام لینے کے لیے مجھے یہاں بلایا گیا ہے۔ میرا وعدہ ہے کہ اس ادارے کو مضبوط قلعہ بنانے کے لیے میں دن رات کام کروں گا لیکن میرے مزاج سے تم سب کو واقف ہونا چاہیے۔"

سید جلال الدین پاشا نے کہا "ہم تمہارے مزاج اور فطرت سے بڑی حد تک واقف ہیں۔ پھر بھی تم اس ادارے میں رہنے کی شرائط منوا سکتے ہو۔ بابا صاحب کے ادارے کے خلاف ایک مضبوط محاذ بنانے کے لیے یہاں تمہاری صلاحیتوں کی بے حد ضرورت ہے۔"

"میں ایک شرط پر یہاں رہوں گا اور وہ یہ کہ میں کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے زیر اثر نہیں رہوں گا۔ مہاراج مرلی دھر باندرے کو بھی میرے دماغ میں اجازت کے بغیر نہیں آنا چاہیے۔"

ورشا نے کہا "تم نے بہت معمولی سی شرط پیش کی ہے۔ ہم دونوں پلان میکر اس ادارے کے انچارج بن کر رہیں گے۔ میرا بھائی مرلی دھر اور سید جلال الدین پاشا اور ان کی صاحب زادی ثنا پاشا بھی کسی دشمن کے دماغ میں جانے اور کسی معاملے کو نمٹانے سے پہلے ہم سے مشورے کریں گے۔ ہم تمام حالات کا جائزہ لینے کے بعد انہیں خیال خوانی کی اجازت دیں گے۔"

"ایسا ہی ہونا چاہیے لیکن انسانی فطرت کے حوالے سے کہتا ہوں کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے بعض اوقات خوش فہمی میں مبتلا ہو کر کسی سے مشورہ لینے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ ورشا! تم بھی میری طرح ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہو اس لیے ہم دونوں کبھی یہ سمجھ نہیں پائیں گے کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے خود ہمارے اندر پہنچ کر ہمارے خیالات کس طرح اپنی مرضی سے بدل رہے ہیں۔"

مرلی دھر باندرے نے کہا "یہ بے اعتمادی والی باتیں ہیں۔ ہم سب کو ایک دوسرے پر اندھا اعتماد کرنا چاہیے۔ یہ یقین رکھنا چاہیے کہ ہم ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی کرکے اپنے ادارے کو کبھی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

پورس نے کہا "بے شک ہمیں اندھا اعتماد کرنے کے لیے ایک مضبوط طریقۂ کار پر عمل کرنا چاہیے اور وہ مضبوط طریقۂ کار یہ ہے۔"

اس نے یہ کہتے ہی لباس سے ایک ریوالور نکال کر مرلی دھر باندرے کو گولی ماری۔ سب ہی چونک کر اور سہم کر دور ہو گئے۔ نیلماں نیند کی حالت میں تھی' گولی چلنے کی آواز پر چونک کر بیدار ہو گئی۔ ان سب کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

ورشا نے غصے سے پوچھا "پورس! تم نے میرے بھائی کو زخمی کیوں کیا ہے؟ کیا دوستی کی ابتدا میں ہی دشمنی کر رہے ہو؟"

پورس نے جواب دیا "میں دوستی مضبوط کر رہا ہوں۔ تمہارے

بھائی کی آتما شکتی کمزور رہے گی تو یہ چوری چھپے میرے اندر نہیں آئے گا۔ اس مضبوط طریقۂ کار سے اندھا اعتماد قائم رہے گا۔"

ورشا نے کہا "تم نے اپنے تحفظ کے لیے یہاں آتے ہی میرے بھائی سے دشمنی کی ہے۔"

"اپنے تحفظ کے لیے سب جائز ہے۔ اگر تم سب بابا صاحب کے ادارے کے خلاف اپنے اس ادارے کو مضبوط بنانا چاہتے ہو تو دوستی اور رشتے داری بھول جاؤ۔ فرہاد علی تیمور ٹیلی پیتھی کا شہنشاہ کہلاتا ہے لیکن وہ بابا صاحب کے ادارے کے اصولوں اور قوانین کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا۔ یہاں رشتوں کو نہیں' اصولوں کو مضبوط رکھو گے' تب ہی یہ ادارہ مضبوطی سے قائم رہے گا۔"

ورشا نے کہا "ہم تمہیں ذہین سمجھتے تھے مگر تم نے نادانی کی ہے۔ یہ نہیں سوچا کہ میرے بھائی کا زخم بھرے گا تو یہ پھر چوری چھپے تمہارے دماغ میں آتا رہے گا۔"

"ورشا! تم ذہین اور اچھی پلان میکر ہو مگر میری پلاننگ کو سمجھنے کے لیے تمہیں خالص گھی کھانا اور خالص دودھ پینا ہوگا۔ آئندہ تم دیکھو گی کہ اس کے زخم بھرنے کے بعد بھی یہ میرے دماغ میں نہیں آسکے گا۔"

وہ نیلماں کا ہاتھ تھام کر ورشا سے بولا "اپنی کار کی چابی لے کر میرے ساتھ باہر تک چلو۔ میں تمہیں یا کسی کو بھی خواہ مخواہ نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ یہاں سے جانے کے بعد یہ ادارہ اصولوں کے مطابق قائم رکھا جائے گا تو میں ہمیشہ تم لوگوں کا ساتھ دوں گا۔"

"میرا بھائی بے ہوش ہوگیا ہے۔ پہلے اسے طبی امداد پہنچانے دو۔"

"مسٹر باشا اسے امداد پہنچائیں گے۔ تم میرے ساتھ چلو۔"

ورشا حکم کی تعمیل پر مجبور ہوگئی۔ گن پوائنٹ پر نیلماں اور پورس کے ساتھ کوارٹر میں آئی۔ دونوں نے وہاں سے اپنا سامان لیا پھر گیراج سے ایک کار نکالی گئی۔ پورس نے ورشا کو اپنے اور نیلماں کے درمیان بٹھا کر کہا "صرف ایک کلومیٹر کے فاصلے تک تمہیں لے جا کر کار سے اتار دوں گا۔ تم پیدل واپس آسکو گی۔"

اس نے کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھائی۔ اسے ڈرائیو کرتا ہوا اس ادارے کے احاطے سے باہر آیا۔ ادارے میں مسلح افراد تھے لیکن وہ سمجھ نہ سکے کہ وہ ورشا کو گن پوائنٹ پر لے جارہا ہے۔

اس نے پوچھا "میں نے گولی چلائی تھی۔ آواز سن کر تمہارا کوئی مسلح محافظ کیوں نہیں آیا؟"

وہ بولی "مسلح محافظوں اور دوسرے کارکنوں کو اس عمارت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ انہیں بلایا جائے تب آتے ہیں۔ بائی دا وے' میں تمہاری صلاحیتوں اور تمہارے اسٹائل کو بہت پسند کرتی ہوں۔ کیا میرے بھائی سے دوستی کرکے ہمارے بن کر نہیں رہو گے؟"

"میں زبان کا دھنی ہوں۔ کہہ چکا ہوں کہ اگر تمہارا ادارہ اصولوں پر سختی سے عمل کرتا رہے گا تو ضرور تمہارے کام آتا رہوں گا۔ اب گاڑی سے اتر جاؤ۔"

اس نے گاڑی روک دی۔ وہ کار سے اتر کر بولی "میں تمہاری ذہانت سے کچھ سیکھنا چاہتی ہوں۔ مجھے یہ بتا دو کہ تم نے کیا سوچ کر میرے بھائی کو زخمی کیا ہے؟ کیا وہ زخم بھرنے کے بعد تمہارے دماغ میں پہنچ کر تمہیں نقصان پہنچائے گا؟"

پورس نے ورشا کو ریوالور دکھا کر کہا "میں سوچے سمجھے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔ یہ ریوالور دیکھ رہی ہو؟ اس کے چیمبر میں چھ گولیاں ہوتی ہیں۔ میری یہ زہریلی محبوبہ ہر گولی کو منہ میں لے کر پھر اسے چوس کر دیتی ہے۔ اس طرح گولیاں کسی حد تک زہریلی ہوجاتی ہیں۔ تمہارا بھائی زہریلی گولی سے زخمی ہوا ہے۔ وہ زندہ تو رہے گا لیکن اس کا زخم کبھی نہیں بھرے گا۔"

یہ کہہ کر اس نے کار اسٹارٹ کی پھر اپنے پیچھے ورشا پر دھول اڑاتا چلا گیا۔

○☆○

ازبکستان کے سرحدی شہر میں خفیہ ایجنسی کا جو دفتر تھا اس کا باس اپنے مسلح حواریوں کے ساتھ افغانستان کی سرحدی چوکی پر پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ افغانستان کے متحارب گروہ کا سردار دلاور بھی تھا۔ اس چوکی میں سردار دلاور کا دوست ایک اعلیٰ افسر آفتاب خان تھا۔

آفتاب خان نے دلاور سے کہا "تم ابھی ایک ڈاکٹر اور نرس کے ساتھ ایک گاڑی میں گئے تھے۔ پھر اتنی جلدی واپس کیوں آگئے؟"

سردار دلاور نے کہا "میں جس کے ساتھ گیا تھا وہ ڈاکٹر نہیں' فرہاد علی تیمور تھا۔ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے مجھے مجبور کیا کہ میں فون پر تم سے بات کروں اور یہ کہوں کہ ریڈ کراس کی پہلی گاڑی میں میں رہوں گا۔ اسے روکا نہ جائے۔ تم نے دوستی نباہی' اس گاڑی کو نہیں روکا۔ مجھے اس ڈاکٹر کے ساتھ دیکھ کر یہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ وہ دشمن فرہاد ہے۔"

آفتاب خان نے کہا "دوست! خدا کا شکر ادا کرو کہ وہ تمہاری جان کا دشمن نہیں تھا۔ صرف چالاکی سے تمہیں آلۂ کار بنا کر سرحد پار کر گیا۔"

بیرونی خفیہ ایجنسی کا باس بولا "سردار دلاور! میں تمہاری زبان کچھ کچھ سمجھتا ہوں۔ فرہاد نے ہم سب کو بے وقوف بنایا ہے۔ اب ہمیں ازبکستان واپس جا کر اسے تلاش کرنا ہوگا۔"

اسی وقت سردار دلاور کے بھائی زور آور خان کے مسلح افراد اپنی گاڑیوں میں آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا "سردار! بہت بری خبر ہے۔ آپ کے برادر زور آور خان آپ کی مدد کرنے اور فرہاد کو گولی مارنے آرہے تھے لیکن ان کی گاڑی تیز رفتاری کے باعث ہزاروں فٹ کی گہرائی میں گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ہے۔"

سردار دلاور سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اعلیٰ افسر آفتاب خان سے کہا "دوست! ابھی تم نے کہا تھا کہ فرہاد میری جان کا دشمن نہیں تھا۔ اس نے صرف سرحد پار کرنے کے لیے مجھے آلۂ کار بنایا تھا مگر اس نے میرے بھائی کی جان لے لی۔ اسے میری مدد کے لیے یہاں تک پہنچنے نہیں دیا۔"

آفتاب خان نے کہا "میں نے فرہاد علی تیمور کا بہت نام سنا ہے اور اب اس کی چال بازیاں بھی دیکھ رہا ہوں۔ عرصۂ دراز سے بڑے بڑے ممالک کی سازشوں' خفیہ ایجنسیوں' عالمی سطح کے مجرموں اور سراغ رسانوں کی منظم کوششوں کے باوجود ایسا لگتا ہے جیسے فرہاد کا کوئی وجود نہیں ہے اور دنیا جہان کے دشمن اس کے سائے کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ آج تک کوئی سائے کو نہ پکڑ سکا۔ شاید وہ کبھی نہ پکڑا جاسکے۔"

غیر ملکی خفیہ ایجنسی کے باس کے فون کا بزر بجنے لگا۔ اس نے فون کو آن کرکے کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے کوڈ ورڈز ادا کیے گئے پھر کہا گیا "میں کارل جیمس ہوں۔ کیا مسٹر رابرٹو نے بتایا ہے کہ میں کس مشن پر ہوں اور کہاں آنے والا ہوں۔"

خفیہ ایجنسی کے باس نے کہا "مجھے بتایا گیا ہے۔ تمہارے ساتھ میڈم سومنا بھی ہے۔ تمہیں معلوم ہوچکا ہوگا کہ فرہاد افغانستان میں نہیں ہے اس لیے اب تمہیں سومنا کے ساتھ ازبکستان میں میرے دفتر میں آنا ہے۔"

"میں آرہا ہوں۔ میں کسی کام میں دیر نہیں کرتا۔ آدھے گھنٹے میں افغانستان کی سرحد پار کرلوں گا۔"

"تو پھر سرحد پار کرنے کے لیے کوئی دوسرا راستہ اختیار نہ کرو۔ سیدھے سرحدی چوکی میں چلے آؤ۔ یہاں اعلیٰ افسر اور سردار دلاور سب اپنے ہی لوگ ہیں۔"

"آل رائٹ۔ ہم ابھی آرہے ہیں۔"

باس نے رابطہ ختم کرکے سردار دلاور سے کہا "دو خطرناک چال باز قاتل ابھی یہاں پہنچنے والے ہیں۔ وہ میرے ساتھ ازبکستان کے دفتر میں جائیں گے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "رات ہو رہی ہے۔ سردار دوست! میں چاہوں گا کہ میرے ساتھ رات کا کھانا کھاؤ۔ میں مسٹر ہیراللہ (خفیہ ایجنسی کا باس) اور اس کے ماتحتوں کو بھی کھانے کی دعوت دیتا ہوں۔"

ہیراللہ نے کہا "آپ کھانے کا تکلف نہ کریں۔ ابھی سومنا اور کارل پہنچنے والے ہیں۔ مجھے ان کے ساتھ جانا ہے۔"

"بھئی سومنا اور کارل بھی میرے مہمان بنیں گے۔ آپ انگریزوں کو کبھی کبھی افغانی ڈشیں بھی کھانی چاہئیں۔"

اعلیٰ افسر آفتاب خان نے اپنے ماتحتوں کو فوراً کھانا تیار کرنے کا حکم دیا پھر وہ سب کھلی ہوا میں کرسیوں پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ کارل اور ثمرینہ اپنا میک اپ اور گیٹ اپ بدل چکے تھے۔ ریڈ کراس کی گاڑی ایک جگہ چھوڑ دی تھی۔ اس کے بعد پبلک کوچ میں بیٹھ کر سرحدی شہر کی طرف جارہے تھے۔

ادھر ثانی رابرٹو' ڈان ون اور ڈان ٹو پر تنویمی عمل کرچکی تھی۔ اب وہ تینوں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکتے تھے۔ میں نے رابرٹو کے اندر پہنچ کر اسے فون کرنے پر مائل کیا۔ اس نے کارل کا موبائل نمبر ملایا پھر کوڈ ورڈز ادا کرنے کے بعد کہا "کارل! فرہاد نے پھر کوئی چال چلی ہے۔ وہ سردار دلاور کو اغوا کرکے افغانستان کی سرحد کے پار گیا تھا۔ سرحد پار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ ثمرینہ کو ازبکستان میں ایک محفوظ جگہ پہنچانا چاہتا تھا۔ اب وہ پھر افغانستان واپس آرہا ہے۔"

"کیا آپ کی یہ معلومات پکی ہے؟"

"ہاں۔ فرہاد کی واپسی کی بات سردار دلاور کا بھائی زور آور خان جانتا تھا۔ فرہاد نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے دلاور خان تک پہنچنے اور صحیح معلومات فراہم کرنے سے پہلے زور آور خان کو ایک پہاڑی سے گاڑی سمیت گرا کر ہلاک کردیا ہے۔ دوسری طرف وہ سردار دلاور کو ہلاک کرکے اس کا بہروپ بدل کر ہماری خفیہ ایجنسی کے باس ہیراللہ کے ساتھ پھر افغانستان کی سرحدی چوکی تک پہنچ گیا ہے۔"

کارل نے کہا "میں بھی وہاں پہنچنے والا ہوں۔ ہیراللہ بھی وہاں موجود ہے۔ کیا فرہاد اپنی زبان اور لہجے سے پکڑا نہیں جاسکے گا؟"

"نہیں۔ وہ افغانی زبان بڑی روانی سے بولتا ہے اور ثمرینہ نے اسے قبائلی سرداروں کے بہت سے طور طریقے بتائے ہیں۔ ابھی تم وہاں جاؤ گے تو تمہیں بھی یقین آئے گا کہ وہ ایک افغانی گروہ کا سردار دلاور ہے۔"

"پھر تو میں افغانستان کی سرحد میں ہی فرہاد کی قبر بنا دوں گا۔"

"ایسے معاملات میں سومنا تمہیں مناسب مشورے دیتی ہے۔ اس سے مشورہ لو کہ فرہاد کو سرحدی چوکی پر ختم کیا جائے یا اس کے ساتھ پھر افغانستان جانا مناسب ہوگا۔ ہم نے سنا ہے کہ طالبان نے ایک مسلمان دہشت گرد کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے اور امریکی حکومت اس دہشت گرد کو گرفتار کرکے اپنے ملک میں لاکر سزائے موت دینا چاہتی ہے۔ میرا خیال ہے فرہاد اس مسلمان دہشت گرد کی حفاظت کے لیے افغانستان واپس جارہا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں سومنا سے مشورہ کرکے آئندہ کے لیے لائحۂ عمل تیار کروں گا لیکن سردار دلاور کے بھیس میں چھپے ہوئے فرہاد کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

رابرٹو نے میری مرضی کے مطابق فون بند کیا پھر بستر پر لیٹ کر سوگیا۔ تھوڑی دیر بعد سومنا اور کارل جیمس سرحدی چوکی پر پہنچے۔ ہیراللہ' سردار دلاور اور اعلیٰ افسر آفتاب خان نے ان کا استقبال کیا پھر انہیں پروگرام بتایا کہ رات کا کھانا وہاں کھایا جائے گا۔

سومنا اور کارل رہ رہ کر ٹٹولتی ہوئی نظروں سے سردار دلاور کو

دیکھ رہے تھے۔ سومنا نے کہا "مسٹر ہیرالڈ! افسوس ہے کہ ہم ابھی آپ کے ساتھ نہیں جائیں گے۔ سردار دلاور کے ساتھ واپس افغانستان جانا ضروری ہے۔ وہاں ہم اپنا ایک اہم کام ادھورا چھوڑ کر آئے ہیں۔"

ہیرالڈ نے کہا "لیکن فرہاد ازبکستان میں ہے۔ تم اسے کیوں نظرانداز کر رہے ہو؟"

کارل نے کہا "ہم بعد میں ازبکستان آئیں گے۔ تب تک تمہارے جاسوس ثمرینہ اور فرہاد کو وہاں تلاش کرتے رہیں گے۔"

وہ رات کو خوب کھاتے پیتے رہے اور مجھے گفتگو کا موضوع بناتے رہے۔ ہیرالڈ اور اعلیٰ افسر نے خوب شراب پی۔ سردار دلاور بھی پینے کا عادی تھا لیکن میں اس کے دماغ میں تھا اور کہہ رہا تھا "میں نے پینا چھوڑ دیا ہے۔ اس لیے میں صرف کھانے میں ساتھ دیتا رہوں گا۔"

سومنا اور کارل کو اور زیادہ یقین ہوگیا کہ وہ سردار دلاور نہیں، فرہاد ہے اسی لیے شراب کو ہاتھ نہیں لگا رہا ہے۔ سومنا نے تنہائی میں کارل سے کہا "بھیس بدلنے میں فرہاد کا جواب نہیں ہے۔ برسوں کے تجربات نے اسے کتنی ہی زبانیں سکھا دی ہیں۔ بڑی روانی سے مقامی زبان بول رہا ہے۔"

کارل نے کہا "میرا خیال ہے اسے کسی طرح زخمی کیا جائے ورنہ یہ کسی وقت بھی ہمیں زخمی کرکے ہمارے خیالات پڑھ سکتا ہے۔"

"ہاں ایسا کرنا چاہیے تاکہ یہ خیال خوانی نہ کرسکے لیکن دوسرے پہلو پر بھی غور کرو۔ اگر یہ خیال خوانی کرکے اپنے لوگوں سے رابطہ نہیں کرے گا یا اس کی بیوی آمنہ اس کے اندر آکر اس کی دماغی کمزوری معلوم کرے گی تو پھر اس کی طاقت بننے کے لیے اس کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرے گی۔"

"ہوں۔ ٹھیک کہتی ہو۔ ہم اس کے ساتھ افغانستان چلیں گے پھر جب بھی خطرہ محسوس کریں گے، اسے گولی ماردیں گے۔"

"یوں تو شراب پینے سے انکار کرنے پر ہی یقین ہوگیا ہے۔ راستے میں مزید اسی کی باتوں اور حرکتوں سے اس کے فرہاد ہونے کا یقین کریں گے۔"

"بے شک ہمیں تو اس کے قتل کا باقی معاوضہ وصول کرنا ہے اس لیے اس کے فرہاد ہونے کی مکمل تصدیق کرتے ہی اسے ختم کردیا جائے گا۔"

وہاں کھانے پینے اور ناچنے گانے کی ایسی محفل جمی تھی کہ آدھی رات گزر گئی۔ اعلیٰ افسر آفتاب خان نے سردار دلاور سے کہا "یار! اتنی رات کو سفر کرنا مناسب نہیں ہے۔ راستے میں کسی مخالف گروہ سے تمہارا سامنا ہوسکتا ہے۔ ابھی آرام سے نیند پوری کرو۔ صبح ہوتے ہی چلے جانا۔"

سردار دلاور نے میری مرضی کے مطابق کہا "اس میں تو شبہ نہیں کہ میرے ہی وطن میں میرے کئی جانی دشمن ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اپنی یہ داڑھی مونچھیں صاف کرلوں اور میک اپ کے ذریعے چہرے میں کچھ تبدیلیاں کرلوں پھر میرا کوئی دشمن مجھے پہچان نہیں سکے گا۔"

سومنا اور کارل نے ایک دوسرے کو معنی خیز انداز میں دیکھا۔ آفتاب خان نے کہا "یار! کیسی باتیں کررہے ہو۔ کسی مسلمان کو داڑھی رکھ کر مونڈنا نہیں چاہیے پھر تمہارے قبیلے کے بزرگ تمہاری اس حرکت پر اعتراض کریں گے۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ میں پوری داڑھی صاف نہیں کروں گا۔ ہلکی کٹنگ کرکے داڑھی رکھوں گا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ چہرہ بدلنے کے لیے فی الحال میک اپ کا سامان نہیں ہے۔"

آفتاب خان نے پوچھا "تعجب ہے۔ تمہیں میک اپ کرنا بھی آتا ہے؟"

"کیا تم مجھے جاہل اور بیک ورڈ قسم کا سردار سمجھتے ہو۔ جب میں خفیہ ایجنسیوں سے معاملات طے کرنے مغربی ممالک جایا کرتا تھا تو وہاں سے بہت کچھ سیکھ کر آیا کرتا تھا۔"

کارل نے کہا "سردار! ہمارے پاس میک اپ کا سامان ہے۔ تمہارا یہ مسئلہ حل ہوجائے گا لیکن تمہاری باتوں سے اور ایسی تبدیلیوں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تم بھیس بدل کر کسی زبردست دشمن سے نمٹنا چاہتے ہو یا طالبان کے خلاف کوئی بڑا قدم اٹھانے والے ہو؟"

سردار دلاور نے کہا "تمہاری دونوں باتیں درست ہیں۔ مجھے ایک دشمن سے نمٹنے کے لیے طالبان کے خلاف کچھ ایسا قدم اٹھانا ہوگا کہ گروہ یا فوج کی صورت میں طالبان سے ٹکراؤ نہ ہو۔ میں طالبان کے خلاف تنہا بہت کچھ کرنے کا حوصلہ رکھتا ہوں۔"

کارل نے اسے میک اپ کا مکمل سامان دیا۔ وہ اسے لے کر ایک کمرے میں چلا گیا۔ کمرے کے دروازے کو اندر سے بند کردیا۔ میں نے اس کے اندر رہ کر اس کی داڑھی اور مونچھیں تراش کر چھوٹی کیں اور چہرے کو میک اپ کے ذریعے ایسے تبدیل کیا جیسے کوئی ماہر میک اپ مین کرتا ہے۔ آفتاب خان اور ہیرالڈ وغیرہ نشے میں تھے۔ وہ جا کر سو گئے تھے۔ سومنا اور کارل تجسس میں تھے۔ سردار دلاور کی ایک ایک حرکت سے اس کے فرہاد ہونے کا ثبوت ملتا جارہا تھا۔ جب میک اپ کرتے کرتے رات کے تین بج گئے تو ان دونوں نے ایک میز پر چڑھ کر روشن دان کے ذریعے کمرے کے اندر دیکھا۔ اب انہیں وہاں سردار دلاور نہیں، کوئی دوسرا شخص نظر آرہا تھا۔ وہ ایک ایزی چیئر پر بیٹھ کر آنکھیں کھول کر خلا میں یوں تک رہا تھا جیسے خیال خوانی میں مصروف ہو۔

وہ دونوں روشن دان سے ہٹ گئے۔ میز کو بھی وہاں سے ہٹا کر اس کی پہلی جگہ رکھ دیا پھر کارل نے کہا "ایسا میک اپ کوئی ماہر ہی کرسکتا ہے۔ اس نے چہرہ ایسی مہارت سے تبدیل کیا ہے کہ اس کے اپنے بھی اسے دیکھ کر نہیں پہچان سکیں گے۔"

سومنا نے کہا "اور ابھی وہ خیال خوانی میں مصروف ہے۔ اب شبہے کی کوئی گنجائش نہیں رہی ہے کہ یہی فرہاد علی تیمور ہے۔"

"یہ افغانستان جا کر اس مسلمان دہشت گرد کی حفاظت کرنا چاہتا ہے جسے دنیا کے تمام مسلمان مجاہد کہتے ہیں۔ فی الحال ہمیں اس دہشت گرد یا مجاہد سے کچھ نہیں لینا ہے۔ دانش مندی یہ ہے کہ فرہاد کو ہلاک کرنے کے لیے اب ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے بعد ہم رابرٹو سے باقی معاوضے کی رقم لے کر اس سے نیا سودا کریں گے۔"

سومنا نے پوچھا "کون سا نیا سودا؟"

"افغانستان میں جو دہشت گرد طالبان کی پناہ میں ہے، اس کا مطالبہ امریکا کررہا ہے۔ اس کی گرفتاری یا ہلاکت کی قیمت بھی لگائی ہے۔ ہم اسے بھی ہلاک کرنے کا بھاری معاوضہ حاصل کریں گے۔"

"تمہاری یہی عادت خراب ہے۔ ایک کام کو پوری طرح ختم کرنے سے پہلے دوسرے منصوبے بنانے لگتے ہو۔"

"میری جان! مزید آمدنی کے راستے نکالتے رہنے چاہئیں۔"

"کامیابی کا راز یہ ہے کہ صرف ایک کام پر پوری توجہ مرکوز رکھو۔ جب اس میں کامیابی ہوگی تو بڑے ممالک اور خفیہ ایجنسیاں خود ہی ہماری کامیابی کے پیشِ نظر آئندہ کام لینے کے لیے معاوضے کی رقم بڑھا چڑھا کردیں گی۔"

"تم بڑے پتے کی بات کرتی ہو۔ اب بولو فرہاد کا کیا کیا جائے؟"

"تم ریوالور میں سائلنسر لگاؤ۔ یہاں کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے اسے ہلاک کیا ہے پھر ہم ابھی یہاں سے ازبکستان چلے جائیں گے۔"

وہ سائلنسر نکال کر ریوالور میں فٹ کرنے لگا۔ سومنا نے بھی احتیاطاً اپنے ریوالور کو ساؤنڈ پروف بنالیا پھر اس نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔ اندر سے سردار دلاور نے پوچھا "کون؟"

"میں ہوں سومنا۔"

پھر بند دروازے کے قریب دلاور خان کی آواز سنائی دی "تم ابھی تک جاگ رہی ہو؟ تمہارا ساتھی کارل کہاں ہے؟"

"وہ سو گیا ہے۔ تم نے مجھے دیکھا ہے۔ ایسی بھری جوانی میں تنہا مرد ہوجائے تو نیند نہیں آتی۔ جوان عورت بھٹک کر دوسرے دروازے پر چلی آتی ہے۔ کیا مجھے مایوس کروگے؟"

سردار دلاور خان نے دروازہ کھول کر کہا "تم نے تو میرے دل کی بات کہہ دی ہے۔ اندر آجاؤ۔"

کارل دیوار سے لگا ہوا تھا۔ دروازہ پوری طرح کھلتے ہی دونوں ہاتھوں سے ریوالور کو تھام کر اسے نشانے پر رکھ کر بولا "ہم شام سے اب تک تمہارے فرہاد ہونے کی تصدیق کرتے رہے ہیں۔ اب شبہے کی کوئی گنجائش نہیں رہی ہے۔"

سومنا کے دونوں ہاتھ پیچھے تھے۔ وہ بھی ہاتھ آگے کرکے اس کا نشانہ لے کر بولی "تم غضب کی چالیں چلتے ہو مگر ہم بھی تم سے کم نہیں ہیں۔"

سردار دلاور نے پریشان ہو کر کہا "یہ کیا کررہے ہو؟ میں فرہاد نہیں ہوں۔ میں نے ابھی میک اپ کے ذریعے چہرہ بدلا ہے۔"

میں نے پہلے کارل کے اور پھر سومنا کے دماغ میں جانا چاہا۔ دونوں نے سانسیں روک لیں پھر کارل نے کہا "آخری کوشش بھی کرچکے ہو۔ میرے دماغ میں نہیں آسکو گے۔"

پیچھے میز پر کلاشنکوف رکھی ہوئی تھی۔ میں سردار دلاور کو الٹے قدموں ادھر لے جانے لگا۔ سومنا نے کہا "اس نے ابھی میرے اندر بھی آنے کی کوشش کی تھی۔"

سردار دلاور نے میری مرضی کے مطابق کلاشنکوف کی طرف چھلانگ لگائی۔ سومنا اور کارل نے بیک وقت اس پر گولیاں چلائیں۔ میں نے سردار دلاور کے منہ سے چیخ نکلنے نہیں دی۔ اس کے جسم کے کئی حصوں میں گولیاں پیوست ہوئیں۔ ایک گولی اس کے سر پر لگی پھر وہ فرش پر گر کر ہمیشہ کے لیے خاموش ہوگیا۔

وہ دونوں اپنے ریوالوروں سے سائلنسر نکالتے ہوئے اپنے کمرے میں آئے۔ ان چیزوں کو اپنے سامان میں رکھا پھر کارل نے کہا "اب ہمیں یہاں ایک لمحے کے لیے بھی نہیں رکنا چاہیے۔ یہاں کے افسران وغیرہ نشے میں مدہوش ہو کر سو رہے ہیں۔"

انہوں نے اپنا مختصر سا سامان اٹھالیا پھر باہر اپنی پجیرو کے پاس آئے۔ ذرا فاصلے پر دو چار مسلح پہرے دار ڈیوٹی پر تھے۔ انہوں نے ان دونوں کو دیکھ کر سلیوٹ کیا۔ کارل نے ایک پہرے دار سے کہا "تمہارے صاحب اور ہمارے ہیرالڈ صاحب گہری نیند میں ہیں۔ صبح ان سے کہنا ایک ضروری فون آیا تھا۔ ہمیں طلب کیا گیا ہے اس لیے ہم جارہے ہیں۔"

پہرے داروں نے ان دونوں کو اپنے افسران کے ساتھ ہم نوالہ و ہم پیالہ دیکھا تھا اس لیے ان کے جانے پر اعتراض نہیں کیا۔ کارل ڈرائیو کرتا ہوا ازبکستان کے سرحدی شہر کی طرف جانے لگا۔ سومنا اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے موبائل کے ذریعے رابرٹو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں وہ خوش خبری سنا رہی ہوں جسے سن کر تمہیں اور امریکا بہادر کو یقین نہیں آئے گا۔ میں نے اور کارل نے فرہاد علی تیمور کو جہنم میں پہنچا دیا ہے۔ اب اس دنیا میں صرف اس کی ایک قبر رہے گی۔"

"واقعی یہ خوش خبری ہے اور حقیقتاً مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔"

رابرٹو نے مورینا اور اس کے دونوں بھائیوں ڈان ون اور ڈان ٹو کو بلا کر کہا "یہ فون سنو۔ مجھے تو یقین نہیں آرہا ہے لیکن سومنا کا دعویٰ ہے کہ اس نے اور کارل نے فرہاد علی تیمور کو قتل کردیا ہے۔"

ڈان ون نے ریسیور کان سے لگا کر کہا "سومنا! فون کارل کو دو۔"

پھر کارل کی آواز آئی۔ وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بول رہا تھا "تم لوگوں کو سومنا کی باتوں پر یقین نہیں آیا۔ ویسے تم تو کیا، کچھ عرصے تک ساری دنیا کو یقین نہیں آئے گا کہ ہم نے اتنا بڑا کارنامہ انجام

دیا ہے۔"

ڈان ون نے کہا "اگر یہ سچ ہے تو جرائم کی دنیا میں تم دونوں کا نام سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ میں تھوڑی دیر کے لیے یہ رابطہ منقطع کر رہا ہوں۔ بابا صاحب کے ادارے سے اس کی موت کی تصدیق کرنے کے بعد تم سے رابطہ کروں گا۔"

سومنا نے فون بند کر دیا۔ وہ اپنی بیجیرد میں اس سرحدی شہر کی سمت جا رہے تھے جہاں میں ثمرینہ کے ساتھ پچھلی شام پہنچ گیا تھا۔ ہم نے ایک ازبک میاں بیوی کو ٹریپ کر کے ان کا بہروپ اختیار کیا تھا۔ ان میاں بیوی کے عزیز و اقارب زیادہ نہیں تھے اور جو تھے' وہ تاجکستان میں رہتے تھے۔ وہ دونوں ایک چھوٹے سے بنگلے میں رہتے تھے۔ اس شہر میں ان کے چند واقف کار تھے۔ میں ان کے دماغوں میں بھی پہنچ کر بہت سی ضروری معلومات حاصل کر چکا تھا۔ اس طرح میں نے دشمنوں کے لیے شبے کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی تھی۔

رابرٹو اور دونوں ڈان نے امریکی حکام سے رابطہ کر کے انہیں میری ہلاکت کی خوش خبری سنائی۔ کسی کو بھی اتنی جلدی میری ہلاکت کا یقین نہیں آسکتا تھا۔ امریکا اور دوسرے بڑے ممالک نے بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ کرنا چاہا لیکن رابطہ نہیں ہوا۔ پتا چلا کہ اس ادارے کے تمام ٹیلی فون اور فیکس وغیرہ کے کنکشن کٹے ہوئے ہیں۔ اس ادارے کے انچارج اور جناب تبریزی سے رابطے کے تمام سلسلے منقطع ہو چکے ہیں۔ فرانس کے کئی ہیلی کوپٹرز میں فوجی افسران نے پرواز کرتے ہوئے رپورٹ دی کہ احاطے میں داخل ہونے کے لیے جو بہت بڑا آہنی گیٹ ہے' وہ بند ہے۔ گیٹ کے باہر کوئی نہیں ہے لیکن اندر مسلح پہرے دار ہیں۔ پورے ادارے میں ایک ویرانی سی ہے۔ وہاں کی اہم عمارتوں کی کھڑکیاں اور دروازے بند ہیں اور وہاں اِکّا دُکّا لوگ نظر آرہے ہیں۔

اسرائیلی اکابرین نے الپا اور امریکی اکابرین نے مہاراج سے کہا۔ "فرہاد علی تیمور کی موت کی تصدیق کسی حد تک ہو رہی ہے۔ بابا صاحب کا ادارہ ویران نظر آرہا ہے۔ اس ادارے سے رابطے کے تمام ذرائع منقطع ہو چکے ہیں۔ ایسا لگ رہا ہے' فرہاد کی موت کا سوگ بڑی خاموشی اور رازداری سے منایا جا رہا ہے۔ لہٰذا اب الپا اور مہاراج ہی فرہاد سے دماغی رابطہ کر کے معلوم کر سکتے ہیں کہ اس کا دماغ انہیں مل سکتا ہے یا نہیں؟"

آمنہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرے دماغ پر چھائی ہوئی تھی۔ الپا اور مہاراج کی سوچ کی لہریں کئی بار میرے دماغ تک آنے سے پہلے بھٹک کر واپس چلی گئیں۔ الپا نے خوشی سے چیخ کر کہا۔ "ہی از نو مور ٹو رول اوور اس (وہ اب ہم پر حکومت کرنے کے لیے نہیں رہا ہے) وہ بے شک و شبہ مر چکا ہے۔ میں کئی بار خیال خوانی کر کے دیکھ چکی ہوں۔ اس کا دماغ مردہ ہو چکا ہے۔"

مہاراج نے بھی کہا "ہماری سوچ کی لہروں کو اس کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔ میں کئی بار اس کے اندر پہنچنے کی کوششیں کر چکا ہوں۔"

میں نے پہلے ہی جناب تبریزی اور آمنہ سے کہہ دیا تھا کہ اس بار امریکا اور دوسرے بدترین دشمنوں کو میری موت کی مکمل تصدیق کے ساتھ خوش فہمی میں مبتلا رکھنا ہے۔ اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جتنے دشمن مجھے قتل کرنے کے لیے میدانِ عمل میں آنے والے تھے' آئندہ انہیں خاموشی سے ٹھکانے لگایا جائے گا۔

اس سلسلے میں ثانی نے خیال خوانی کے ذریعے رابرٹو اور دونوں ڈان کے دماغوں میں رہ کر تمام کرائے کے خطرناک قاتلوں کے نام اور پتے معلوم کر لیے تھے۔

دوسری صبح سرحدی چوکی کے اعلیٰ افسر اور خفیہ ایجنسی کے باس ہیرالڈ کو سردار دلاور کی لاش کمرے میں ملی۔ وہ اسے پہچان نہ سکے۔ سومنا اور کارمل کے اچانک ازبکستان جانے سے شبہ ہوا کہ وہ دونوں دوستی کے باوجود بڑی رازداری سے کسی کو قتل کر کے یہاں سے گئے ہیں۔

اس کمرے میں تراشی ہوئی داڑھی کے بال اور میک اپ کا سامان دیکھ کر مقتول کے چہرے کو صاف کیا گیا تو انہیں سردار دلاور نظر آیا۔ اعلیٰ افسر آفتاب خان نے کہا "مسٹر ہیرالڈ تمہارے دونوں ساتھی آستین کے سانپ نکلے۔ انہوں نے میرے یار کو ہلاک کر کے میرے لیے مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ مقتول سردار کے قبیلے والے اور ان کے دوسرے حمایتی قبیلوں کے سردار میری جان کے دشمن بن جائیں گے۔ یہاں میرے پاس مسلح افراد ہیں لیکن میں متحد ہو کر حملہ کرنے والے قبیلوں کا مقابلہ نہیں کر سکوں گا۔"

ہیرالڈ نے کہا "فی الحال قبیلے والے جانتے ہیں کہ فرہاد سردار دلاور خان کو اغوا کر کے لے گیا ہے۔ اب یہی ثابت کرو کہ پتا نہیں فرہاد نے سردار کو کہاں لے جا کر قتل کر کے پھینک دیا ہے۔ اس کی لاش کو ہم ہزاروں فٹ کی گہرائی میں پھینک دیں گے۔ اس طرح تم زندہ سلامت رہو گے۔"

انہوں نے یہی کیا۔ اس کی لاش کو ایک بند گاڑی میں لے جا کر اتنی گہری کھائی میں پھینک دیا کہ اس کی ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو گئی ہوں گی۔

اسی وقت میں نے ہیرالڈ کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے موبائل کے ذریعے رابرٹو سے کہا "سرحدی چوکی میں فرہاد علی تیمور کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ یہاں کے افسران اس کی موت کی ذمے داری اپنے سر لینا نہیں چاہتے ہیں۔ اس کی لاش کو پہاڑ کی بلندی سے ہزاروں فٹ نیچے پھینک کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ فرہاد یہاں نہیں آیا تھا۔ وہ فرہاد کی موت کی ذمے داری قبول کرنے سے ڈر رہے ہیں۔"

رابرٹو نے پوچھا "تم کہاں ہو؟"

"میں سرحدی چوکی سے فرہاد کی لاش لا کر امریکا پہنچانا چاہتا ہوں لیکن سرحدی چوکی والے مجھ پر فائرنگ کر رہے ہیں۔"

اعلیٰ افسر آفتاب خان نے ہیرالڈ کی یہ باتیں حیرانی سے سنیں۔ میں نے ہیرالڈ کے ذریعے اسے گولی مار دی۔ اس کے بعد دو اور ماتحت افسروں کو ہلاک کیا۔ آخر میں جو رہ گیا تھا اس نے ہیرالڈ کو گولی مار دی۔

دوسری طرف سے رابرٹو مسلسل فائرنگ کی آواز سن رہا تھا۔ رابرٹو کی چیخ سن کر وہ ہیلو ہیلو کہہ کر اسے مخاطب کرنے لگا۔ وہاں صرف ایک آخری مسلح جونیئر افسر رہ گیا تھا۔ اس نے ہیرالڈ کا زمین پر گرا ہوا فون اٹھا کر کہا "ہم نے فرہاد کی لاش کو ٹھکانے لگا کر تمہارے ہیرالڈ کو بھی ٹھکانے لگا دیا ہے۔ تم ہیلو ہیلو کرتے رہو۔"

اس آخری افسر نے موبائل فون کو آف کیا پھر اپنی کنپٹی پر ریوالور کی نال رکھ کر ٹریگر کو دبا دیا۔ سرحدی چوکی کا قصہ تمام ہو گیا۔ اب دشمنوں کو میری لاش نہیں مل سکتی تھی اور انہیں یہ یقین کرنا تھا کہ کن حالات میں میری لاش کو ہزاروں فٹ کی گہرائی میں پھینکا گیا ہے۔

رابرٹو فون کے ذریعے یہ خبر میرے تمام چھوٹے بڑے دشمنوں تک پہنچا رہا تھا۔ اس سلسلے میں دو اہم باتیں ایسی تھیں جن پر دشمنوں نے کسی شک و شبے کے بغیر میری موت کا یقین کیا۔ ایک اہم بات یہ کہ الپا اور مہاراج کی خیال خوانی کی لہروں کو میرا دماغ نہیں ملا پھر یہ کہ بابا صاحب کے ادارے کے انچارج نے فرانس کے حکام سے فون کے ذریعے صرف اتنا کہا "بابا صاحب کا ادارہ تین دنوں تک ساری دنیا سے کسی طرح کا بھی رابطہ نہیں رکھے گا اور چالیس دنوں تک بین الاقوامی معاملات میں حصہ نہیں لے گا۔ دیٹس آل۔"

یہ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا تھا۔ یہ تمام ایسی باتیں تھیں کہ میری ہلاکت کا مکمل یقین ہو گیا اور تمام دشمن اپنے اپنے طور پر خوشیاں منانے لگے تھے۔ میرے بعد ان کی گفتگو کا یہ موضوع تھا کہ اب بابا صاحب کے ادارے میں صرف دو روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں۔ ایک جناب تبریزی اور دوسری آمنہ فرہاد۔

جناب تبریزی کے بارے میں سوچا جا رہا تھا کہ وہ بہت عمر رسیدہ ہو چکے ہیں۔ جلد ہی اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے اور آمنہ فرہاد کو ختم کرنے کے لیے بڑی رازداری سے منصوبے بنائے جا سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں کامیابی کا یقین اس لیے تھا کہ آمنہ ایک طویل عرصے سے بابا صاحب کے ادارے سے نکل کر پاکستان کے شہر لاہور میں رہنے لگی تھی۔ وہاں میرے بیٹے اور پارس کے بیٹے کبریا اور بابر کی پرورش کر رہی تھی تاکہ وہ میرے باپ دادا کی طرح پاکستانی تہذیب کے مطابق زندگی گزاریں۔

اس دنیا میں جہاں بھی میرے دشمنوں کی اکثریت تھی وہاں سب ہی بابا صاحب کے ادارے اور میری فیملی کے خلاف طرح طرح کی لذیذ کھچڑیاں پکا کر خوش ہو رہے تھے۔ امریکا اور اسرائیل میں جشن منایا جا رہا تھا۔ الپا نے خیال خوانی کے ذریعے پارس کو مخاطب کیا۔ پارس نے گہری سنجیدگی سے کہا "چلی جاؤ پھر کبھی نہ آنا۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ الپا نے ہنستے ہوئے برین آدم سے کہا "بگ برادر! میں نے پہلی بار پارس کو گہری سنجیدگی سے بولتے سنا ہے۔ اس نے زیادہ بات نہیں کی۔ سانس روک لی۔ مجھے بھگا دیا مگر اب وہ کب تک سانس روک کر بھگائے گا۔ میری پہلی کوشش یہی ہوگی کہ اس کا پتا ٹھکانا معلوم کر کے اسے زخمی کروں۔ اس کے اندر پہنچوں پھر تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا غلام بنا لوں۔ میری برسوں کی خواہش پوری ہونے والی ہے۔"

برین آدم نے کہا "الپا! ہماری سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ امریکا اور دوسرے بڑے ممالک کے مقابلے میں صرف تم ایک ٹیلی پیتھی کا ہتھیار بن کر رہو گی۔ مہاراج ہندوستان میں ہے۔ ہندوستان کی اتنی اہمیت نہیں ہے۔ امریکا وغیرہ بڑی سے بڑی قیمت پر مہاراج کی خدمات حاصل کرنا چاہیں گے۔ تم پارس کو ضرور اپنا غلام بناؤ مگر پہلے مہاراج کو کسی طرح اپنا دوست بنا لو اور نہ بنا سکو تو سوچو کہ اس کا قصہ بھی کس طرح تمام کیا جا سکتا ہے؟"

الپا نے مہاراج کو مخاطب کیا۔ مہاراج نے کہا "میں سمجھ سکتا ہوں کہ تم کیوں آئی ہو۔"

"میں نے ہمیشہ دوست بن کر رہنا چاہا۔ آج بھی تم سے دوستی رکھنا چاہتی ہوں۔ اگر تم نے اس پہلو پر غور نہیں کیا ہے تو پھر غور کرو کہ ہم دو ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے رہ گئے ہیں۔ ہم متحد ہو کر تمام دنیا پر چھا جائیں گے۔"

"تم نیلماں کو بھول رہی ہو۔"

"وہ فی الحال نہ ہونے کے برابر ہے۔ جب وہ رابطہ کرے گی تو ہم اسے بھی اپنے اتحاد میں شامل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"ابھی میں سوچ رہا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ ابھی بابا صاحب کے ادارے میں دو روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔"

"تم نہیں جانتے کہ مسلمانوں میں جو علما روحانیت کی معراج کو پہنچنے لگتے ہیں وہ دنیاوی معاملات سے دور رہتے ہیں۔ آمنہ اور جناب تبریزی نے آج تک شاید ایک آدھ بار اپنے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی مدد کی پھر گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ تم ان کی فکر نہ کرو۔ اگر کبھی وہ ہمارے مقابلے پر آئیں گے تو جنگ کے طریقۂ کار کے مطابق شکست تسلیم کریں گے پھر اپنی روش پر آجائیں گے۔ میں یقین دلاتی ہوں کہ وہ بار بار دنیاوی معاملات کی طرف نہیں آئیں گے۔"

"یہ باتیں میں جانتا ہوں۔ میں نے کبھی جناب تبریزی اور آمنہ کو اپنے معاملات میں مداخلت کرتے نہیں دیکھا جبکہ میں فرہاد اور اس کی فیملی کے افراد کو نقصانات پہنچاتا رہا ہوں پھر بھی مجھے ہر پہلو پر اچھی طرح غور کر لینا چاہیے۔"

"تم ایک نہیں ہزار بار غور کرو مگر پہلے اپنے دماغ سے ان احسانات کو بھلا دو جو فرہاد نے تم پر کیے تھے۔ اس نے تمہارے بیٹے

کو ہلاک نہیں کیا' اسے زندہ رکھا۔ ایسا تو ہم بھی مصلحتاً بعض دشمنوں کو ہلاک نہیں کرتے ہیں۔ ان سے دوسرے کام نکالنے کے لیے انہیں زندہ رکھتے ہیں۔ فرہاد نے تمہیں اپنا احسان مند یا غلام بنائے رکھنے کے لیے ہی تمہارے بیٹے کو زندہ رہنے دیا تھا۔"

"میں تمہاری بات کو غلط نہیں کہوں گا۔ فرہاد بڑی حکمتِ عملی سے کام کرتا تھا۔ دراصل امریکی حکام سے میری بات چل رہی ہے۔ ان سے میری مرضی کے مطابق معاملات طے نہیں ہوں گے تو پھر تم سے بات کروں گا۔"

"تو پھر صاف کہو نا کہ بہت بڑا ہاتھ مارنے کی کوشش میں ہو۔ اس لیے ابھی مجھے ٹال رہے ہو۔ بہرحال امریکی حکام کی جو بھی آفر ہوگی' میں اس سے زیادہ آفر دوں گی۔ اس سلسلے میں کل بات کروں گی۔"

اسی کو کھچڑی پکانا کہتے ہیں۔ وہ سب اپنے طور پر آئندہ کے لیے لائحہ عمل تیار کررہے تھے۔ یہ اب تک کسی کے علم میں نہیں تھا کہ ثانی بھی ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اگر میں اس دنیا میں نہیں ہوں تو میری ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی بہو موجود ہے' جو بعض اوقات نیلماں بن کر مخالفین سے رابطے کرتی ہے۔

الپا' مہاراج' امریکا اور اسرائیل وغیرہ کو ایک اور نئی بات معلوم نہیں ہوئی تھی کہ ممبئی شہر سے ساڑھے چار کلو میٹر دور بابا صاحب کے ادارے کے خلاف ایک ادارہ قائم ہوا ہے جہاں سید جلال الدین پاشا' ثنا پاشا اور مرلی دھریاندرے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں' جن میں سے ایک مرلی دھریاندرے کو پورس نے زخمی کرکے ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی سے محروم کردیا ہے۔

پھر بھی اس نئے ادارے میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے اور ایک زہریلی نیلماں تھی جو اَب تک پراسرار بنی ہوئی تھی۔ یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ کتنی مدتوں کے بعد ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کی حیثیت سے ظاہر ہوسکے گی اور مستقل پورس کے کام آیا کرے گی۔

پورس نے فون کے ذریعے سید جلال الدین پاشا کو مخاطب کرکے پوچھا "آپ فرہاد کی ہلاکت کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟"

جلال الدین پاشا نے کہا "پہلے تو مجھے یقین نہیں آیا تھا پھر میں امریکی حکام اور خفیہ ایجنسیوں کے ایجنٹوں کے خیالات پڑھتا رہا۔ افغانستان کی سرحدی چوکی پر نئے افسران آئے ہیں۔ ان کے خیالات سے بھی پتا چلا کہ چوکی والی عمارت کے ایک کمرے میں فرہاد کی لاش تھی۔ سابقہ افسران کسی جواب دہی سے بچنے کے لیے فرہاد کی لاش کو ضائع کرنا چاہتے تھے اور ہیرالڈ اس لاش کو ثبوت کے طور پر امریکا پہنچانا چاہتا تھا لیکن لاش کو ہزاروں فٹ کی گہرائی میں پھینک دیا گیا۔ ہیرالڈ اور سابقہ افسران کاؤنٹر فائرنگ میں مارے گئے۔"

"کیا آپ نے فرہاد کے دماغ میں پہنچنا چاہا تھا؟"

"میں نے سب سے پہلے یہی کیا۔ کئی بار کوشش کرنے کے باوجود میری سوچ کی لہروں کو اس کا دماغ نہیں ملا۔ ویسے میں تمہارے مزاج کو جانتا ہوں' تمہیں اس کی موت کا یقین نہیں ہورہا ہوگا۔"

"جب اتنے سارے ٹھوس ثبوت مل رہے ہوں تو یقین کرنا ہی پڑے گا۔"

"میں تمہارے لہجے میں کچھ اداسی محسوس کررہا ہوں۔"

"میری دشمنی ہمیشہ پارس سے رہی ہے۔ اب تک دشمنی کے دوران میں مقتول فرہاد نے کبھی مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی۔ ایک بزرگ کی طرح یوں نظر انداز کرتے رہے جیسے ان کے دو بیٹے لڑتے بھی رہے اور ایک دوسرے کو جانی نقصان پہنچانے سے بھی گریز کرتے رہے۔ بھگوان میرے دل کی بات سمجھتا ہے' آج مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میرے باپ کا دیہانت ہوگیا ہو۔"

پورس نے یہ کہہ کر فون بند کردیا۔ بڑی سنجیدگی اور اداسی سے اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

کئی دنوں تک مختلف ذرائع سے میری ہلاکت کی تصدیق ہوتی رہی۔ سومنا اور کارل جیمس سے کہا گیا کہ وہ انتظار کریں۔ انہیں صرف معاوضہ نہیں دیا جائے گا بلکہ انعام میں لاکھوں ڈالرز اور جاگیریں بھی دی جائیں گی۔ وہ دونوں اسی سرحدی شہر میں تھے جہاں خفیہ ایجنسی کی عمارت اور دفاتر تھے۔ اس ایجنسی کا باس ہیرالڈ مرچکا تھا۔ کچھ دنوں تک وہاں کے انتظامات سنبھالنے کے لیے کارل کی تقرری کی گئی تھی۔ وہ سومنا کے ساتھ اسی عمارت کے ایک آرام دہ اپارٹمنٹ میں ایک فاتح کی شان سے آرام فرما رہا تھا۔

میں نے فون کے ذریعے اسے مخاطب کیا۔ اس نے پوچھا "ہیلو کون؟"

"میں علی تیمور بول رہا ہوں اور کارل سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"اچھا تو تم مقتول کے بیٹے ہو۔ بولو بیٹے! میں ہی کارل ہوں۔"

"میں اس امید پر یہاں آیا تھا کہ شاید پاپا کی لاش مل جائے۔ کافی بھاگ دوڑ اور چھان بین کے بعد یہ تصدیق ہوگئی کہ وہ لاش ہزاروں فٹ کی گہرائی میں پھینک دی گئی ہے۔"

"تم نے مجھے کیوں فون کیا ہے؟"

"یہ پوچھنے کے لیے کہ تمہیں کتنے ہزار فٹ کی بلندی سے پھینکا جائے۔"

وہ قہقہہ لگانے لگا پھر بولا "ایک بیٹے کا فرض ہوتا ہے کہ وہ باپ کے قتل کا بدلہ لے۔ میرے بچے! میں تمہیں بدلہ لینے کا موقع ابھی دوں گا۔ یہ بتاؤ' ہزاروں فٹ کی بلندی سے گرنے کے لیے کہاں آؤں؟"

"تم سمجھتے ہو۔ میں بلاؤں گا۔ تم پر حملے کروں گا یا تمہیں دیکھتے ہی گولی مار کر ختم کردوں گا۔"

"ہاں۔ اسی طرح انتقام لیا جاتا ہے۔ کیا تم کسی نئے طریقے پر چلنے والے ہو؟"

"ہاں۔ تم نے یہ تو سمجھ لیا کہ بیٹا اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لیتا ہے مگر یہ کیوں بھول گئے کہ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والی شریکِ حیات بھی انتقام ضرور لے گی۔"

وہ پریشان ہوکر بولا "آں؟ روحانی ٹیلی پیتھی؟"

"کیا ہوا؟ ہوش اڑ رہے ہیں؟"

"نہیں۔ میں بزدل نہیں ہوں۔ تم اپنی چھوٹی سی عقل کے مطابق مجھے پریشان کرنے کے لیے ایسی باتیں کررہے ہو۔ اگر آمنہ فرہاد کو انتقام لینا ہوتا تو وہ میرے دماغ میں آتی۔"

"روحانیت کا مرتبہ حاصل کرنے والے اور گوشہ نشینی اختیار کرنے والے دنیاوی معاملات میں براہِ راست ملوث نہیں ہوتے۔ میری ماما نے ان معاملات سے دور رہنے کے لیے مجھے ایسی توانائی دی ہے کہ تم جہاں بھی جاؤ گے' میری آنکھیں تمہیں دیکھتی رہیں گی۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تم ابھی مجھے دیکھ رہے ہو؟"

"بے شک۔ تمہیں انسانوں کی طرح صوفے پر بیٹھنا چاہیے مگر تم صوفے کے ہتھے پر بیٹھے ہوئے ہو۔"

وہ ایک دم سے اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ روحانیت کا علم ایسا ہوتا ہے کہ پلک جھپکنے سے پہلے اپنا اثر دکھا دیتا ہے۔ میں نے آمنہ سے کہا تھا کہ صرف چوبیس گھنٹے کے لیے میری ٹیلی پیتھی کے علم میں اتنی توانائی پیدا ہوجائے کہ میں سومنا اور کارل کے دماغوں میں پہنچوں تو وہ مجھے محسوس نہ کرسکیں۔

آمنہ نے جناب تبریزی سے مشورہ کیا۔ انہوں نے اجازت دے دی کہ صرف چوبیس گھنٹوں تک مجھ میں میری مطلوبہ توانائی رہے گی۔ اب میں نے علی تیمور بن کر اسے بتایا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں تو وہ ایک دم سے گھبرا کر صوفے کے ہتھے پر سے اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ شدید حیرانی سے بولا "کیا تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟"

"احمقانہ سوال کررہے ہو۔ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے حاصل کی جانے والی خیال خوانی ختم ہوچکی ہے پھر تم یوگا کے ماہر ہو۔ کیا تم مجھے اپنے اندر محسوس کررہے ہو؟"

"نہیں۔ میں حیران ہوں۔ تمہیں محسوس نہیں کررہا ہوں۔ کمزور بھی نہیں ہوں۔ سانس روک کر خیال خوانی کی لہروں کو بھگا سکتا ہوں لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہورہی ہے۔ میرے سانس روکنے کے باوجود تم بول رہے ہو۔"

"تم نے ریسیور کان سے لگایا ہوا ہے۔ میں فون کے ذریعے بول رہا ہوں اور تم سے کہہ رہا ہوں کہ جہاں بھی جاؤ گے' وہاں میں اور تمہاری موت دونوں ہی تمہیں دیکھتے رہیں گے۔"

اس نے فوراً ہی فون بند کرکے سومنا کو آواز دی۔ وہ بیڈ روم میں لیٹی ہوئی تھی۔ وہ اس کے پاس آکر بتانے لگا کہ ابھی فرہاد کے بیٹے علی تیمور سے فون پر بات ہوئی تھی۔ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے لیکن اسے دیکھ رہا ہے۔

میں ان دونوں کے دماغوں میں جارہا تھا اور وہ مجھے محسوس نہیں کررہے تھے۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ کارل نے آگے بڑھ کر بیڈ کے سرہانے والی میز پر سے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو؟"

میں نے فون پر کہا "تم سومنا کے پاس کیوں آئے ہو۔ یہ فون اس کے لیے ہے۔ اسے دو۔"

وہ چیخ کر بولا "تم دماغ میں نہیں آرہے ہو۔ فون پر بول رہے ہو اور ہمیں دیکھ رہے ہو مگر کہاں سے دیکھ رہے ہو؟ کیسے دیکھ رہے ہو؟"

"ریسیور سومنا کو دو۔"

اس نے ریسیور سومنا کو دیا۔ وہ اسے لے کر کان سے لگا کر بولی۔ "کیا تم علی تیمور ہو؟"

"ہاں۔ تمہارے بارے میں سنا ہے کہ بہت ذہین ہو۔ بڑے زبردست منصوبے بناتی ہو۔ اب خود کو اور کارل کو زندہ رکھنے کی پلاننگ کرو۔"

"میں ابھی پلاننگ کروں گی پھر تم ہمیں نہ کہیں دیکھ پاؤ گے اور نہ ہمیں ڈھونڈ سکو گے۔"

"اگر اپنی پلاننگ میں ناکام رہو تو میرے پاپا کے قتل کا معاوضہ اور انعام دینے والوں سے پوچھنا' کیا وہ دنیا کی تمام فوجیں یکجا کرکے اور تم دونوں کو فولادی قلعے میں چھپا کر میرے انتقام سے بچا سکیں گے؟ تم دونوں کی زندگی صرف پندرہ گھنٹے کی ہے۔ ان پندرہ گھنٹوں میں جہاں چھپنا چاہو' جا کر چھپ جاؤ۔ وہاں موت پہنچ جائے گی۔"

سومنا نے ریسیور رکھ دیا پھر کارل سے بولی "یہاں سے کہیں بھی چلو۔ ہم موبائل کے ذریعے مسٹر رابرٹو سے رابطہ کریں گے۔"

وہ دونوں بڑی پھرتی سے ضروری سامان لے کر اس عمارت سے نکلے پھر ایک کار میں آکر بیٹھ گئے۔ کارل ڈرائیو کرنے لگا۔ سومنا فون کے ذریعے رابرٹو سے بولی "فرہاد کا بیٹا علی تیمور یہاں پہنچا ہوا ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے اور نہ ہی ہم اسے اپنے دماغوں میں محسوس کررہے ہیں۔ اس کے باوجود وہ جانتا ہے کہ ہم کہاں ہیں۔ اس نے ہمیں صرف پندرہ گھنٹے زندہ رہنے کے لیے دیے ہیں۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اس دنیا کی کوئی طاقت ہمیں موت سے نہیں بچا سکے گی۔"

رابرٹو نے کہا "وہ ملک چھوڑ دو۔ جو بھی پہلی فلائٹ ملے اس کے ذریعے امریکا پہنچو۔ میں وہاں کے حکام سے باتیں کررہا ہوں۔ ائرپورٹ پہنچتے ہی چھ مسلح باڈی گارڈز تمہاری حفاظت کے لیے پہنچ جائیں گے۔"

رابرٹو نے اس شہر میں رہنے والے جرائم پیشہ افراد سے رابطہ کرکے انہیں حکم دیا کہ ابھی ائرپورٹ پہنچ کر وہ سومنا اور کارل کی حفاظت کریں۔

پھر اس نے امریکی حکام اور اعلیٰ فوجی افسران سے رابطہ کرکے انہیں سومنا اور کارل کے موجودہ حالات بتائے۔ ان سے کہا "اگر

ہم نے پندرہ گھنٹوں تک ان کی حفاظت نہ کی تو ہماری بڑی سبکی ہوگی۔ ان دونوں کو نہیں مرنا چاہیے۔"

امریکی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران مختلف ذرائع سے ان دونوں کے لیے حفاظتی اقدامات کرنے لگے۔ وہ دونوں ائرپورٹ پہنچ گئے تھے۔ چھ مسلح افراد آکران کے اطراف کھڑے ہوگئے تھے اور محتاط نظروں سے کسی انجانے دشمن کو تاڑنے کی کوشش کررہے تھے۔

ایک گھنٹے کے اندر تمام خفیہ ایجنسیوں اور انٹرپول کے جاسوس الرٹ ہوگئے تھے۔ ان دونوں کو ازبکستان سے امریکا بحفاظت پہنچانے کے بڑے ٹھوس انتظامات کررہے تھے۔ ان کے لیے ایک خصوصی طیارے کا انتظام بھی کیا گیا۔ میں نے فون پر کہا۔ "ہیلو کارل! میں نے پندرہ گھنٹوں کی مہلت ازبکستان میں دی ہے۔ امریکا جاؤ گے تو موت زمین پر نہیں ہوسکے گی۔ آسمان کی بلندی پر ہی طیارے کے پرخچے اڑ جائیں گے۔ پندرہ گھنٹوں سے پہلے مرنا چاہتے ہو تو پرواز کرو۔ ویسے اب ساڑھے تیرہ گھنٹے رہ گئے ہیں۔"

کارل نے گھڑی دیکھ کر کہا "سومنا! اسی کا فون تھا۔ ہم ساڑھے تیرہ گھنٹے یہاں رہ کر جی سکتے ہیں اور آئندہ زندہ رہنے کی پلاننگ کرسکتے ہیں۔ وہ چیلنج کررہا ہے کہ ہم یہ ملک چھوڑ کر پرواز کریں گے تو طیارے کے پرخچے اڑ جائیں گے۔"

انٹرپول کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہمارے سراغ رسانوں نے تمہارے... طیارے کو اچھی طرح چیک کیا ہے۔ وہاں بم یا بلاسٹ ہونے والی کوئی چیز نہیں ہے۔"

سومنا نے کہا "ٹیلی پیتھی سے بڑی بلاسٹ ہونے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ آمنہ فرہاد کی روحانی ٹیلی پیتھی کچھ بھی کرسکتی ہے۔ ہم امریکا نہیں جائیں گے۔ یہاں کم از کم سوا تیرہ گھنٹے زندہ رہ کر اپنی حفاظت کے لیے کوششیں تو کرسکتے ہیں۔ ہم نے فرہاد کو قتل کرکے جتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے' آپ لوگوں کو اتنی ہی ذمے داری سے یہاں ہماری حفاظت کرنا چاہیے۔"

وہ پھر رابرٹو سے رابطہ کرنے لگے۔ رابرٹو نے امریکی حکام سے التجا کی "پلیز کچھ کریں۔ ایک سپرپاور اپنے دو وفاداروں کی حفاظت نہ کرسکے' یہ بڑے شرم کی بات ہوگی۔"

دوسری طرف سے جواب ملا "ہمیں شرم نہ دلاؤ۔ کسی معمولی شخص کو نہیں' ٹیلی پیتھی کا شہنشاہ کہلانے والے کو قتل کیا گیا ہے' جتنی بڑی واردات کی گئی ہے اتنا ہی زبردست ردِعمل بھی ہوگا۔ ہم ان دونوں کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کررہے ہیں۔ نہ بچا سکے تو کوئی بات نہیں' ایک سپرپاور بن کر رہنے والے فرہاد سے تو نجات مل ہی گئی ہے۔"

رابرٹو حرف بہ حرف یہ باتیں کارل سے نہیں کہنا چاہتا تھا مگر اس نے میری مرضی کے مطابق سومنا اور کارل سے کہہ دیا کہ امریکا بہادر کو ان کی موت کی فکر نہیں ہے۔ یہ اطمینان ہے کہ انہیں فرہاد سے نجات مل گئی ہے۔ یہ باتیں سن کر کارل نے بڑے دکھ سے سومنا کو دیکھا۔ سومنا نے کہا "ہم جیسے جرائم پیشہ افراد کے ساتھ یہی ہوتا ہے۔ کتنے ہی کرائے کے قاتل قربانی کا بکرا بن کر فرہاد کو قتل کرنے آئے اور مارے گئے۔ ہم نے فرہاد کو قتل کیا۔ اس کے باوجود ہم سے کام لینے والا امریکا ہمارے برے وقت میں ساتھ چھوڑ رہا ہے۔"

"مجھے چند دنوں کے لیے جینے کی مہلت مل جائے تو میں رابرٹو اور اس کے تمام آقاؤں کو چن چن کر قتل کروں گا۔"

وہ دونوں ائرپورٹ سے باہر آگئے۔ انٹرپول کے افسر نے کہا۔ "اس طرح کہیں نہ جاؤ۔ ہماری سیکیورٹی میں رہو۔ ہم کسی کو تمہارے قریب نہیں آنے دیں گے۔"

سومنا نے کہا "بندوق کی گولی دور سے آتی ہے۔ دشمن قریب نہیں آئے گا۔ آپ لوگ کیسے روکیں گے۔"

ایک دس برس کا لڑکا دوڑتا ہوا ان کے قریب آیا۔ ایک افسر نے پوچھا "تم کون ہو؟"

"میں ایک بچہ ہوں مگر ان دونوں کی موت بھی بن سکتا ہوں۔ تمہارا دعویٰ غلط ہوگا کہ تم کسی کو ان کے قریب نہیں آنے دو گے۔"

ایک ماتحت افسر فوراً ہی اس بچے کے لباس کی تلاشی لینے لگا۔ بچہ ہنستے ہوئے بولا "کیوں پریشان ہوتے ہو۔ یہ تو بارہ گھنٹے بیس منٹ کے بعد مریں گے۔ میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر وہ دوڑتا ہوا چلا گیا۔ سومنا نے کہا "آفیسر! وہ تو ایک بچہ تھا۔ جس نے چیلنج کیا ہے' وہ ایک چیونٹی کے ذریعے بھی ہمیں مار سکتا ہے۔ تم سب تماشا دیکھتے رہ جاؤ گے۔ تمہاری سیکیورٹی ہمارے کسی کام نہیں آئے گی۔ تم اپنی حسرت پوری کرنا چاہتے ہو تو ہمارے آگے پیچھے چلتے رہو۔"

وہ دونوں ائرپورٹ سے باہر آگئے۔ کارل نے فون کو آن کیا پھر فٹ پاتھ پر سومنا کے ساتھ چلتے ہوئے کہا "ہیلو رابرٹو! ہم نے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا ہے۔ دنیا کا کون سا ایسا ملک' کون سا ایسا سراغ رسانی کا ادارہ اور کون سی ایسی کمانڈو فوج ہے' جو ہمیں موت سے بچا سکے گی؟ امریکا مطمئن ہے کہ فرہاد مرچکا ہے۔ تم اس سلسلے میں بھاری معاوضہ وصول کرکے عیش کررہے ہو۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ اب ہماری حفاظت کے لیے جو کچھ بھی کیا جارہا ہے' وہ سب رسمی طور پر کیا جارہا ہے۔"

ان کے آگے پیچھے انٹرپول کے افسران' اسکاٹ لینڈیارڈ کے جاسوس اور کئی مسلح فوجی جوان فٹ پاتھ پر چل رہے تھے۔ ایک افسر نے پوچھا "تم دونوں اس طرح پیدل کہاں جارہے ہو؟"

سومنا نے کہا "ہم وہاں تک جائیں گے' جہاں پہنچنے تک علی تیمور کی دی ہوئی مہلت ختم ہوجائے گی۔"

وہ کارل سے فون لے کر نمبر ملانے کے بعد بولی "میں سومنا بول رہی ہوں۔ ہم سب ہی کرائے کے قاتل ہیں۔ رقم لے کر انہیں قتل کرتے ہیں' جن سے ہماری دشمنی نہیں ہوتی۔ ہم صرف دولت حاصل کرنے کے لیے بڑی بے رحمی سے قتل کرتے وقت ایک عجیب سی مسرت اور تسکین محسوس کرتے ہیں۔ آج مجھے اور کارل کو قتل کیا جائے گا۔ ان لمحات میں دنیا کی تمام بڑی طاقتیں ہماری حفاظت کررہی ہیں۔ یہاں تک کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے جاسوس اور انٹرپول کے سراغ رساں بھی ہیں۔ اس کے باوجود فرہاد کا بیٹا ہمیں قتل کردے گا اور سب منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی "ایسے وقت میری آخری خواہش ہے کہ تم عالمی سطح کے تمام کرائے کے قاتلوں سے رابطے کرو اور انہیں ہماری حالتِ زار بتاتے رہو۔ ہوسکتا ہے تم میں سے چند مجرم آئندہ جرائم سے باز آجائیں اور امریکا جیسی بڑی طاقتوں پر بھروسا کرنا چھوڑ دیں۔"

سومنا نے فون بند کردیا۔ کارل نے پیدل چلتے چلتے دونوں ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے کہا "لوگو! زندگی اور دنیا کی خوب صورتی کا مزہ لوٹنے والو' سنو۔ ہم دنیا سے جارہے ہیں۔ موت سے ٹکرا کر حفاظت کرنے والے اتنے بڑے بڑے محافظ جو ہمارے آگے پیچھے چل رہے ہیں' یہ ہمارے لیے نام کے محافظ ہیں۔ ہمیں موت سے نہیں بچا سکیں گے۔ کیا تم میں سے کوئی ہے جو ہمیں موت سے بچا کر طبعی عمر تک جینے کا موقع دے؟"

لوگ سن رہے تھے۔ ان کے اطراف بھیڑ بڑھتی جارہی تھی۔ ٹریفک رک گیا تھا۔ دور تک مختلف گاڑیوں کی لمبی قطاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ انٹرپول کے افسر نے کہا "مسٹر کارل! خاموش ہوجائیں۔ یہ راستہ چھوڑ کر اس گلی سے چلیں۔"

"کیا اس گلی سے چلنے سے موت نہیں آئے گی؟ اگر تم ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو تو ہم چند گھنٹوں کی زندگی اپنے طور پر گزار لیں گے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہمیں افسوس ہے۔ ہم اپنی ڈیوٹی کے مطابق آپ کے ساتھ رہنے پر مجبور ہیں۔"

کارل نے اچانک اپنا ریوالور نکال کر اس افسر کا نشانہ لیتے ہوئے کہا "ابھی ایک گولی چلے گی اور تمہاری ڈیوٹی ختم ہوجائے گی۔"

درجنوں مسلح گارڈز اور سراغ رسانوں نے اپنی گنیں سیدھی کیں اور کارل کو نشانے پر لے کر کہا "ریوالور پھینک دو ورنہ ہم گولی ماردیں گے۔"

سومنا اور کارل قہقہے لگانے لگے پھر کارل بولا "لوگو! دیکھو ادھر دیکھو۔ یہ سب ہماری حفاظت پر مامور ہیں اور ہمیں مار ڈالنے کی باتیں کررہے ہیں جبکہ ہمیں مرنا ہی ہے پھر ان کی دھمکی کیا معنی رکھتی ہے۔"

کارل نے ریوالور کو اپنی جیب میں رکھ کر ایک ٹیکسی والے کو

روکا پھر اس میں سومنا کے ساتھ بیٹھ کر جانے لگا۔ ان کی حفاظت کرنے والے کھڑے رہ گئے۔ کئی افسر موبائل فون کے ذریعے اپنے آقاؤں سے سومنا اور کارل کے سلسلے میں بول رہے تھے۔ انہیں جواب ملا "انہیں تماشا نہ بناؤ۔ امریکی حکام بدنام ہو رہے ہیں۔ انہیں جہنم میں جانے دو۔"

وہ دونوں ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سومنا نے کہا۔ "بہت دیر ہو چکی ہے۔ فرہاد کے بیٹے نے ہم سے کوئی بات نہیں کی ہے۔ شاید اب وہ مہلت ختم ہونے پر آئے گا۔"

کارل نے کہا "اس نے مہلت دے کر ہماری زندگی کو بوجھ بنا دیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ ہمیں ایک ایک گولی مارتا اور ہم مرجاتے۔"

"فرہاد کی ہلاکت سے اس کے بیٹوں اور رشتے داروں کو جو صدمہ پہنچ رہا ہے' وہ صدمہ ہمارے آرام سے مرجانے سے دور نہیں ہوگا۔ کچھ تو اپنے اندر کا غصہ اور غبار نکالا جاتا ہے۔ علی تیمور بھی یہی کر رہا ہے۔"

وہ خفیہ ایجنسی والی عمارت کے سامنے ٹیکسی سے اتر گئے۔ اسے کرایہ دے کر رخصت کردیا پھر عمارت میں داخل ہو کر لفٹ میں آکر بولا "ہم کرائے کے قاتل ہیں۔ وہ ٹیکسی ڈرائیور کرائے کا راہنما ہے۔ وہ کرایہ لے کر لوگوں کو ان کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ ہم کرایہ لے کر لوگوں کو منزل سے دور کردیتے ہیں۔ آخری وقت میں سمجھ میں آرہا ہے کہ ہم کتنی غلط زندگی گزارتے رہے ہیں۔"

وہ لفٹ سے باہر آکر ایک کوریڈور سے گزرتے ہوئے اپنے اپارٹمنٹ میں آگئے۔ دروازے کو اندر سے بند کردیا۔ سومنا نے کہا۔ "اسے کھلا رکھو۔ بعد میں ہماری لاشیں لے جانے والے آئیں گے۔"

اس نے دروازے کو کھول دیا۔ ایک کمرے میں آکر چاروں طرف دیکھتے ہوئے بولا "مقتول باپ کے بیٹے! تم ہمیں دیکھ رہے ہو' ہماری آوازیں سن رہے ہو؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں' ہمیں مہلت کیوں دے رہے ہو؟"

میں نے کارل کی زبان سے کہا "تمہاری بات کا جواب تمہاری زبان سے دے رہا ہوں تاکہ سومنا بھی سن سکے۔ میں نے اس لیے مہلت دی ہے کہ تم ان چند گھنٹوں میں دنیا کا وہ روپ اور رنگ دیکھ لو' جو ساری زندگی نہ دیکھ سکے۔ تمام خفیہ ایجنسیاں ہوں' تمام بڑے ممالک ہوں' امریکا بہادر ہو یا جان نثار کرنے والے دوست ہوں' کسی نے تمہارا ساتھ نہیں دیا پھر تم کیسی فریب بھری زندگی گزارتے رہے' یہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے۔"

کارل نے کہا "ہمیں معلوم ہو چکا ہے۔ یہ زندگی ناقابل برداشت ہوگئی۔ تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ ہمیں ابھی مار ڈالو۔"

"تم نے خدا کا واسطہ دیا ہے تو پھر ابھی مرو گے لیکن مرنے سے پہلے ایک بہت بڑا راز اپنے ساتھ اس دنیا سے لے جاؤ۔ وہ راز یہ ہے کہ میں فرہاد علی تیمور ہوں۔ تم نے اور سومنا نے مجھے نہیں سردار دلاور کو ہلاک کیا تھا۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھنے لگے۔ میں نے کہا۔ "میری جگہ کوئی بھی مرا ہو مگر تم نے اور تمہارے آقاؤں نے اپنی دانست میں مجھے مار ڈالا ہے۔ آئندہ میں دشمنوں کو اسی خوش فہمی میں مبتلا رکھوں گا۔ تم دونوں کو نہ اس کمرے سے باہر جانا ہے اور نہ کسی کو اندر آنا ہے اس لیے یہ راز تمہارے ساتھ جارہا ہے۔"

سومنا نے میری مرضی کے مطابق اپنے پرس میں سے ریوالور نکالا اور مسکرا کر بولی "میری جوانی کے پہلے دن سے تم میرے تھے' آج بھی میرے ہو۔ تمہیں گولی مارتے ہوئے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں اپنی ہی جان لے رہی ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے ٹریگر دبایا۔ ایک فائر کیا پھر دوسرا فائر کیا۔ کارل گولیاں کھا کر ڈگمگاتا ہوا فرش پر گرا پھر ذرا دیر تڑپ کر ہمیشہ کے لیے ساکت ہوگیا۔

سومنا کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ اپنی محبت کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا آسان نہیں ہوتا۔ میں نے اس کے دماغ میں رہ کر یہ مرحلہ آسان بنا دیا تھا۔ وہ دوڑتی ہوئی آکر کارل کی لاش سے لپٹ کر رونے لگی۔

میں نے کہا "تمہیں رونے کا حق ہے۔ بتاؤ میں تمہیں ماتم کرنے کے لیے کتنی مہلت دوں؟"

"میں ابھی مرجانا چاہتی ہوں لیکن مرنے سے پہلے وہ ایک بات کہنا چاہتی ہوں جسے کارل سے نہ کہہ سکی۔ اگر کہہ دیتی تو اس کے لیے مرنا بہت مشکل ہوجاتا۔"

وہ آنسو پونچھتے ہوئے بولی "میں ماں بننے والی ہوں۔ اسے باپ بننے کا بہت ارمان تھا۔ آج میں اسے یہ خوش خبری سنانے والی تھی۔ جب تم موت بن کر آگئے تو میرے ذہن نے سمجھایا کہ وہ اپنے بچے کی صورت دیکھنے اور اسے بازوؤں میں لے کر چومنے کے لیے تم سے تڑپ تڑپ کر زندگی کی بھیک مانگے گا مگر جو درندوں کی طرح انسانوں کو ہلاک کردیتا ہے' اسے تم کبھی معاف نہ کرتے۔ اس لیے میں نے اسے خوش خبری نہ سنا کر اس کے لیے موت آسان بنا دی۔"

اس کی آنکھوں میں پھر آنسو آگئے۔ وہ بولی "آہ! میرے دل میں بھی ارمان ہیں کہ اپنی کوکھ سے اسے جنم دوں اور اسے سینے سے لگاؤں مگر میں زندگی کی بھیک مانگنے کے لیے تم سے یہ سب کچھ نہیں کہہ رہی ہوں۔ یہ تو صرف ایک عورت جانتی ہے کہ جب بچہ پیٹ میں آتا ہے تو زندگی کتنی خوب صورت ہوجاتی ہے۔"

اس نے روتے ہوئے' ریوالور کی نال کو اپنی کنپٹی سے لگالیا لیکن وہ میری مرضی کے مطابق گولی نہیں چلا سکتی تھی۔

اس نے مجھے کشمکش میں مبتلا کردیا تھا۔ اسے تو مارنا ہی تھا لیکن اسے مارنے کا مطلب یہ ہوتا کہ میں ایک معصوم بچے کی جان لے رہا ہوں اور اسے زندہ چھوڑنے سے دشمنوں پر یہ راز کھل سکتا تھا کہ فرہاد ابھی زندہ ہے۔

سوال اب ایک عورت کو نہیں' ایک ماں اور معصوم بچے کو ہلاک کرنے کا تھا۔ کیا میں بچے کو مار ڈالوں؟

وہ ریوالور کی نال سومنا کی کنپٹی سے اسی طرح لگی ہوئی تھی۔ اس کی ایک انگلی ٹریگر پر تھی لیکن میں اس کے دماغ پر چھایا ہوا تھا۔ وہ میری مرضی کے بغیر نہ ٹریگر کو دبا سکتی تھی اور نہ ہی ایک گولی اپنے سر میں پیوست کرکے اپنے محبوب کی طرح موت کی نیند سو سکتی تھی۔

اس نے اور اس کے محبوب کارل جیمس نے نہ جانے کتنے انسانوں کو قتل کیا تھا۔ پچھلی بار ان دونوں نے سردار دلاور کو فرہاد علی تیمور سمجھ کر اسے گولیوں سے چھلنی کردیا تھا۔ دونوں نے ہی جیسے مجھ پر گولیاں چلائی تھیں۔ کارل کی طرح سومنا بھی سفاک قاتلہ تھی۔ بھاری معاوضہ لے کر کسی کو بھی بے رحمی سے قتل کردیتی تھی۔ دونوں ہی رحم کے مستحق نہیں تھے اسی لیے میں نے کارل کا کام تمام کردیا تھا۔ اس کی لاش سامنے ہی فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ اب میں سومنا کو قتل کروں یا نہ کروں۔ وہ خود ہی اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہتی تھی۔ کارل کے بغیر زندہ نہیں رہنا چاہتی تھی لیکن میں نے اسے خودکشی سے روک رکھا تھا۔

وہ جان دینے سے پہلے بتا چکی تھی کہ ایک بچے کی ماں بننے والی ہے۔ کارل سے اس کے برسوں کے تعلقات تھے اور وہ بارہا باپ بننے کی خواہش ظاہر کرچکا تھا۔ سومنا نے وعدہ کیا تھا کہ جیسے ہی قدرت کو منظور ہوگا' وہ اس کی باپ بننے کی خواہش پوری کرے گی۔

اسے صبح لیڈی ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ وہ ماں بننے والی ہے۔ یہ سن کر اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی۔ وہ یہ خوش خبری کارل کو سنانے والی تھی۔ جو انسانی زندگی کو کھیل سمجھ کر مٹی میں ملا دیتے ہیں ان کے اندر بھی اپنی اور اپنے بچوں کی زندگی کی قدر و قیمت ہوتی ہے۔ وہ اپنے محبوب کارل کو بہت بڑی خوش خبری سنا کر اس کی نظروں میں اور زیادہ اہم ہونا چاہتی تھی لیکن یہ خبر سنانے سے پہلے ہی میں موت بن کر ان کا پیچھا کرنے لگا تھا۔

انہیں میرے قتل کا معاوضہ دینے والے بڑے ممالک' دنیا کی کئی خطرناک ایجنسیاں' انٹرپول اور اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سراغ رساں اپنے تمام ذرائع اور وسائل اختیار کرکے ان دونوں کو ہلاکت سے بچانے کی ہر ممکن کوششیں کر رہے تھے۔ میں جس طرح ان کے دماغوں پر چھایا ہوا تھا' اس سے یقین ہوگیا تھا کہ دنیا کی تمام بڑی طاقتیں اور سیاسی چال بازیاں انہیں موت سے نہیں بچا سکیں گی۔

سیاسی سودے بازی اس لیے نہیں ہو سکتی تھی کہ میری ہلاکت کے باعث بابا صاحب کے ادارے میں چالیس دنوں تک سوگ منانے کا ڈراما پلے کیا جارہا تھا۔ چالیس دنوں تک ادارے کے کسی فرد سے بھی فون یا فیکس کے ذریعے رابطہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ سب ہی یہ سمجھ رہے تھے کہ میری ہلاکت کے بعد میرا بیٹا علی تیمور انتقام لینے کے لیے ازبکستان پہنچا ہوا ہے اور آمنہ فرہاد کی روحانی ٹیلی پیتھی اس کی مدد کر رہی ہے۔

دنیا کے تمام محافظوں کی طرح سومنا اور کارل بھی یہ سمجھ گئے تھے کہ وہ اب زندہ نہیں بچیں گے۔ ان حالات میں سومنا کے دل نے کہا "میں کارل کو اس برے وقت میں باپ بننے کی خوش خبری نہ سناؤں۔ ابھی وہ ایک مجرم ہونے کی سزا پاتے ہوئے علی تیمور کے ہاتھوں مرجائے گا۔ لیکن باپ بننے کی خبر ملے گی تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہے گی۔ اپنے بچے کو بازوؤں میں لے کر سینے سے لگا کر چومنے کی خواہش اتنی شدت اختیار کرے گی کہ جو موت اس کے لیے آسان تھی' وہ مشکل ہوجائے گی۔ وہ مرنا نہیں چاہے گا اور علی تیمور اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

سومنا نے کارل کی موت کو آسان بنانے کے لیے اسے یہ خوش خبری نہیں سنائی۔ جس طرح تمام مجرم اپنا برا انجام سمجھتے ہیں' وہ بھی اپنا یہی انجام سمجھ کر مرگیا۔

میں نے اس دوران میں سومنا کے چور خیالات نہیں پڑھے تھے۔ جب اس نے خود بتایا کہ وہ ماں بننے والی ہے تو میری عجیب جذباتی حالت ہوگئی۔ اسے گولی مارنے کا مطلب یہی ہوتا کہ میں اس کے پیٹ میں پلنے والے بچے کو بھی قتل کر رہا ہوں۔

وہ بچہ معصوم تھا۔ اس کے ماں باپ درندے قاتل ہی سہی لیکن وہ انسان کا بچہ تھا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ بھی اپنے والدین کی طرح قاتل درندہ بن جاتا۔ شیطان کے گھر میں بھی ولی پیدا ہو سکتا ہے۔ فرعون کے محل میں حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ نے پرورش پائی تھی۔ آخری بات یہ تھی کہ کسی بھی بچے کو ہلاک کرنا درندگی اور دہشت گردی ہوتی ہے اور میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

میری مرضی کے مطابق اس کا ریوالور کنپٹی سے ہٹ گیا۔ وہ جس ہاتھ سے خود کو ہلاک کرنا چاہتی تھی وہ ہاتھ اس کی گود میں ایک بچے کی طرح آگیا۔ اب میں اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ اپنے بچے کو اپنی کوکھ میں محبوب کی امانت بنا کر رکھنا چاہتی تھی۔ اپنے بچے کو پیدا کرنے کے لیے تمام تکالیف سے گزرنا چاہتی تھی۔ یہ شدید خواہش تھی کہ اسے جنم دے کر اس کی صورت دیکھے' اسے خوب چومے اور اپنے سینے سے لگائے۔

ان تمام شدید خواہشات کے باوجود وہ کارل کی موت کے بعد زندہ نہیں رہنا چاہتی تھی۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا۔ "مرنا چاہتی ہو؟"

"ہاں ایک محبت کرنے والی ایک بچے کی صورت میں اپنے محبوب کو زندگی کا سب سے خوب صورت اور انمول تحفہ دینا چاہتی ہے۔ مجھ سے تحفہ لینے والا اور میری قدر کرنے والا اب اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔ پھر میں جی کر کیا کروں گی؟"

"تم نے درجنوں قتل کیے ہیں۔ حتیٰ کہ سردار دلاور کو فرہاد سمجھ کر مجھ پر بھی گولیاں چلائی ہیں۔ کسی کو بھی ہلاک کرتے وقت

تمہارے اندر انسانیت کبھی نہیں جاگتی۔ کیا اس بچے کو بھی ہلاک کرو گی جو تمہارے پیٹ میں ہے؟ ٹھیک ہے کہ تمہاری انسانیت نہیں جاگتی۔ کیا ممتا بھی نہیں تڑپ رہی ہے؟"

وہ دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ کر رونے لگی۔ کہنے لگی "مجھ سے ایسی بات نہ کرو۔ آج پہلی بار اپنے بچے کی ہلاکت کا سوچ کر میرا کلیجا کانپ رہا ہے۔ آج پہلی بار میرے اندر میرا بچہ مجھ سے پوچھ رہا ہے "ممی! کیا تمام انسانوں کے بچے میری طرح لاڈلے ہوتے ہیں؟""

وہ دہاڑیں مار مار کر روتے ہوئے بولی "میں خود کو گولی مارنا چاہتی ہوں لیکن اندر سے میرا بچہ میرا ہاتھ روک رہا ہے۔ مجھ سے زندگی اور ایک ماں کی محبت مانگ رہا ہے۔ میں کیا کروں؟ میں کیا کروں؟"

"زندہ رہو۔"

اس نے چونک کر چہرے سے دونوں ہاتھ ہٹا کر آنسو بھری آنکھوں سے خلا میں یوں دیکھا جیسے مجھے دیکھ رہی ہو۔ پھر وہ بے یقینی سے بولی "تم... تم مجھے ہلاک نہیں کرو گے؟"

"نہیں۔ بچے کو دودھ پلانا دنیا کی ہر ماں کا حق ہے۔ میری ماں نے مجھے دودھ پلایا تھا۔ میں تمہارے بچے سے دودھ پینے کا حق چھیننا نہیں چاہتا۔"

"یہ.... یہ تم کہہ رہے ہو؟ میں نے سردار ولاور پر فرہاد سمجھ کر گولیاں چلائی ہیں۔ گویا میں نے تمہیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی اور تم کہتے ہو کہ اپنے بچے کو دودھ پلانے کے لیے زندہ رہوں؟"

"تمہارے بچے نے مجھ پر گولیاں نہیں چلائی تھیں۔ یہ حقیقت ہے کہ سانپ کے بچے بھی زہریلے ہوتے ہیں لیکن تم سانپ نہیں ہو۔ میں نہیں جانتا' تم اسے کارمل اور اپنی طرح درندہ بناؤ گی یا ہماری طرح انسان؟ لیکن میں تمہارے بچے کی زندگی چاہتا ہوں۔"

وہ روتے ہوئے بولی "تم سامنے ہوتے تو میں تمہارے قدموں سے لپٹ کر خوب روتی۔ میں.... میں اسے جنم دینا چاہتی ہوں۔ میرے اندر کی ممتا مجھے انسان بنا رہی ہے۔ میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اپنے بچے کو انسان بناؤں گی۔ تم میرے اندر ہو۔ میرے دل کی سچائی سمجھ سکتے ہو۔"

"ہاں۔ تم یہ باتیں دل کی گہرائی اور سچائی سے کہہ رہی ہو لیکن میرے لیے ایک مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔"

"کیسا مسئلہ؟"

"اب امریکا اور دوسرے دشمن تجسس میں مبتلا ہوں گے کہ فرہاد کے بیٹے علی تیمور نے تمہیں زندہ کیوں چھوڑ دیا ہے۔ وہ تم سے طرح طرح کے سوالات کریں گے۔ تمہیں جواب دینے پر مجبور کریں گے۔"

"میں بہت مجبور ہو جاؤں گی تو جان دے دوں گی لیکن کسی کو نہیں بتاؤں گی کہ تم زندہ ہو۔"

"تم بے شک نہیں بتاؤ گی لیکن الپا تمہارے دماغ میں آکر حقیقت معلوم کر لے گی۔"

"تم جانتے ہو' میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہوں۔"

"لیکن جب عورت .... دردِ زہ میں مبتلا ہوتی ہے تو پھر اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر پاتی ہے۔ ان لمحات میں وہ بچے کو جنم دینے کے لیے موت سے لڑتی رہتی ہے۔"

"تم درست کہتے ہو۔ پھر تو مجھے زندہ نہیں رہنا چاہیے۔ تمہارے زندہ رہنے کا راز اپنے سینے میں چھپا کر مر جانا چاہیے۔"

"میرا فیصلہ اٹل ہوتا ہے۔ تم زندہ رہو گی۔ میں تم پر تنویمی عمل کروں گا اور تمہارے دماغ کی تہ سے یہ بات مٹا دوں گا کہ فرہاد زندہ ہے پھر دردِ زہ کے لمحات میں بھی تمہارے چور خیالات الپا وغیرہ کو یہی بتائیں گے کہ میں واقعی قتل کر دیا گیا ہوں۔"

"فرہاد! تم واقعی دیوتا ہو۔ مجھے اور میرے بچے کو زندہ رکھنے کے لیے اتنی زحمتیں اٹھاؤ گے۔ میں شرم سے گڑی جا رہی ہوں۔"

"جذباتی ہو کر نہ سوچو۔ جتنی جلدی ہو سکے' کارمل کی آخری رسومات ادا کرتے ہوئے سب کو یہی تاثر دو کہ تم صدمے سے نڈھال ہو اور کسی کے سوالات کے جواب نہیں دے سکو گی۔ طبیعت سنبھلنے کے بعد تم کل جواب دینے کے قابل ہو سکو گی۔ آج رات میں تم پر تنویمی عمل کروں گا۔"

میں نے اسے کوڈ ورڈز بتائے اور سمجھایا "ان کوڈ ورڈز کے بغیر جو بھی تمہارے دماغ میں آنا چاہے' تم سانس روک لیا کرو گی۔ پھر آج رات کے بعد کسی بھی خیال خوانی کرنے والے کو تمہارے ذریعے نہیں معلوم ہو سکے گا کہ میں زندہ ہوں۔"

اب وہ کارمل کی موت کا ماتم کرنے' تمام محافظوں کو اطلاع دینے اور اپنے محبوب کی آخری رسومات ادا کرنے والی تھی اس لیے میں اس کے دماغ سے چلا آیا۔

پچھلے کئی گھنٹوں سے جیسے دنیا کے تمام جرائم پیشہ افراد اور سراغ رساں سومنا اور کارمل کو علی تیمور سے بچانے کے لیے اپنے تمام وسائل اور تجربات کو کام میں لا رہے تھے۔ ان کے دماغ میں یہ سوئی پھنسی ہوئی تھی کہ میں تو قتل ہو چکا ہوں لیکن میرے ساتھ رہنے والی ثمرینہ کہاں چھپی ہوئی ہے؟

کتنے ہی سراغ رساں اسے تلاش کر رہے تھے۔ ہم دونوں اس شہر کے ایک علاقے میں میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار رہے تھے۔ اس علاقے کے کچھ لوگ ہمیں ازبک باشندوں کی حیثیت سے جانتے تھے۔ چند سراغ رساں اس علاقے میں بھی ثمرینہ کو تلاش کرتے ہوئے پہنچے تھے۔ وہ تلاش کرنے والے یہی سمجھ رہے تھے کہ میں دنیا میں نہیں رہا ہوں اس لیے ثمرینہ جہاں بھی ہو گی' تنہا ہو گی یا اس کی حفاظت کے لیے میرا بیٹا علی تیمور ہو گا۔

کارمل کی تدفین کے بعد سراغ رساں ہماری طرف آئے تھے۔ اس علاقے میں انکوائری کے دوران میں ہم سب سے بھی گفتگو کی تھی۔ ان انگریز سراغ رسانوں کے ساتھ مقامی جاسوس بھی تھے لیکن وہ ہمیں پہچان نہیں پائے تھے۔

اس رات میں نے سومنا پر تنویمی عمل کر کے اس کے ذہن میں یہ نقش کر دیا کہ میں واقعی اس کے اور کارمل کے ہاتھوں قتل ہو چکا ہوں۔ علی تیمور نے انتقاماً کارمل کو ہلاک کر دیا ہے۔ صرف سومنا کو اس لیے زندہ چھوڑ دیا ہے کہ وہ ماں بننے والی ہے۔ یہ باتیں نقش ہونے کے بعد آئندہ الپا اور مہاراج بھی اس کے چور خیالات پڑھ کر میری ہلاکت کا یقین کر لیتے۔

دوسرے دن کئی سراغ رساں اور امریکی نمائندے سومنا سے ملاقات کرتے رہے اور سوالات کرتے رہے کہ علی تیمور ان کے پاس کیسے پہنچا تھا؟ اس نے کارمل کو کیسے ہلاک کیا؟ اور اسے زندہ کیوں چھوڑ دیا؟ وہ سب کو جواب دیتی رہی کہ اس نے علی تیمور کو روبرو نہیں دیکھا ہے۔ وہ فون کے ذریعے بولتا تھا پھر اس نے کارمل پر کہاں سے گولی چلائی' اسے معلوم نہ ہو سکا۔ اس نے فون پر کہا تھا کہ وہ ماں بننے والی ہے اور ایک معصوم بچے کو ہلاک نہیں کیا جا سکتا اس لیے اسے زندہ چھوڑا جا رہا ہے۔

امریکا میڈیا کے ذریعے یہ ظاہر کر رہا تھا کہ فرہاد سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں تھی۔ وہ افغانستان میں پناہ لینے والے ایک مسلمان دہشت گرد کی حفاظت کے لیے گیا تھا۔ وہ دہشت گرد امریکا کو مطلوب ہے لیکن فرہاد دوسرے انتہا پسند مسلمانوں کی طرح کہہ رہا تھا کہ وہ مسلمان دہشت گرد نہیں بلکہ مجاہد ہے۔ وہ اپنی جان دے کر بھی اس کی حفاظت کرے گا۔ آخر اس نے جان دے ہی دی۔ اس مجاہد کی حفاظت کی اور اس پر چلنے والی گولیاں اپنے سینے پر کھالیں۔

جس نے فرہاد پر گولیاں چلائیں اس کا نام کارمل ہے۔ اس کی معاون سومنا ہے۔ علی تیمور نے باپ کا انتقام لینے کے لیے کارمل کو مار ڈالا لیکن سومنا کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔ سومنا کو جلد ہی ٹی وی اسکرین پر لا کر ساری دنیا کے سامنے حقیقت پیش کی جائے گی۔ یہ بتایا جائے گا کہ وہ مسلمان مجاہد نہیں' دہشت گرد ہے اور فرہاد نے خواہ مخواہ ان معاملات میں خود کو الجھا کر اپنی جان دی ہے۔

سومنا سے کہا گیا کہ اسے میڈیا کے ذریعے دنیا کے سامنے آکر یہ بیانات دینے ہیں۔ سومنا نے کہا "مقتول باپ کے بیٹے علی تیمور میں اتنی اعلیٰ ظرفی ہے کہ اس نے میرے بچے کو پیدا ہونے اور زندہ رکھنے کے لیے مجھے ہلاک نہیں کیا ہے۔ میں اس کے باپ کے خلاف بیانات دے کر کم ظرفی کا ثبوت نہیں دوں گی۔ ہم افغانستان میں کسی مسلمان دہشت گرد کو نہیں جانتے ہیں۔ مسٹر رابرٹو نے بھاری معاوضہ دے کر فرہاد کو قتل کرنے کا ہم سے سودا کیا تھا اسی لیے ہم نے کسی دشمنی کے بغیر صرف معاوضے کے لالچ میں فرہاد کو قتل کیا ہے۔"

بڑے بڑے اہم افراد نے اسے سمجھایا کہ وہ فرہاد اور دہشت گرد کے خلاف بولے گی تو امریکا کے لیے افغانستان پر حملہ کرنے کا جواز پیدا ہو جائے گا۔ یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ فرہاد سے دشمنی نہیں کی گئی تھی بلکہ وہ خود جان پر کھیلنے کے لیے افغانستان چلا گیا تھا۔

میں نے خیال خوانی کے ذریعے سومنا سے کہا "وہ لوگ جیسا کہہ رہے ہیں' تم ویسا ہی بیان دو۔ مسلمانوں سے امریکا اور اسرائیل کی دشمنی ساری دنیا پر ظاہر ہے۔ تمہارے مخالفانہ بیان سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

میں نے زبردستی اسے مائل کیا۔ ایسا بیان دینے کے لیے اسے امریکا بلایا گیا۔ سیکیورٹی فورس اسے اپنی حفاظت میں لے کر ائرپورٹ آئی۔ اسی دوران میں وقت کہیں سے ایک گولی آکر سومنا کے پیٹ میں لگی۔ اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی پھر دوسری گولی لگتے ہی وہ فرش پر گر کر اپنے بچے سمیت تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ سیکیورٹی والوں نے گولی چلانے والے ایک شخص کو دیکھا پھر تڑاتڑ فائرنگ کرتے ہوئے اسے ہلاک کر دیا جبکہ اسے گرفتار کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اس کے زندہ رہنے اور گرفتار ہونے سے یہ راز کھل جاتا کہ سومنا کو باقاعدہ پلاننگ کے تحت ہلاک کیا گیا ہے۔

اس کی ہلاکت کے بعد پھر میڈیا کے ذریعے یہ پروپیگنڈا کیا گیا تھا کہ سومنا کو سچ بولنے سے روکنے کے لیے علی تیمور کے ایک آلۂ کار نے قتل کر دیا ہے۔ میڈیاز کے ذریعے دنیا والوں کے سامنے یہ بات نہیں لائی گئی کہ سومنا ماں بننے والی تھی اور علی تیمور نے اسے زندہ چھوڑ دیا تھا۔ سومنا کی زندگی امریکا اور خفیہ ایجنسیوں کے لیے خطرہ بن گئی تھی۔

مجھے اس کی موت کا بہت افسوس ہوا۔ میں دشمن ہو کر اسے اور اس کے بچے کو زندہ رکھنا چاہتا تھا۔ وہ دوست ہو کر اپنا کام نکالنے کے بعد اسے ہلاک کر چکے تھے اور اس کی ہلاکت سے بھی فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کے خلاف زہر اگل رہے تھے۔

سراغ رسانوں کی ایک بہت بڑی ٹیم افغانستان کی سرحدی چوکی کے آس پاس کے علاقوں میں تھی۔ ان کا خیال تھا کہ میری ہلاکت کا بدلہ لینے علی تیمور سرحدی شہر میں آیا ہے تو سونیا اور پارس بھی میری لاش کو ڈھونڈنے کے لیے اس پہاڑی علاقے میں ضرور آئیں گے۔ ان کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے کے چند افراد بھی ہوں گے۔

میں نے ثمرینہ سے کہا "میں افغانستان کی سرحدی چوکی کی طرف جا رہا ہوں۔ دشمنوں کو یقین دلاؤں گا کہ بابا صاحب کے ادارے کے لوگ وہاں میری لاش کے ٹکڑے ڈھونڈنے آئے ہیں اور اس طرح میں ان دشمن سراغ رسانوں کو بھی ٹھکانے لگا دوں

گا۔"

ثمرینہ نے پوچھا "کیا تنہا جاؤ گے؟"

"ہاں۔ تم ساتھ رہو گی تو مجھے تمہاری حفاظت کی بھی فکر رہے گی۔"

"اور یہاں جو میں اکیلی رہوں گی؟"

"تم گھر کی چار دیواری میں محفوظ ہو۔ علاقے کے لوگ بھی ہماری عزت کرتے ہیں۔ میری عدم موجودگی میں تمہارا خیال رکھیں گے۔ میری کوشش ہوگی میں دو دن میں واپس آجاؤں۔ ویسے خیال خوانی کے ذریعے تمہاری خیریت معلوم کرتا رہوں گا۔"

میں اس سے رخصت ہو کر افغانستان کی سرحد کی طرف گیا۔ راستے میں ایک سرائے تھی جہاں میں نے قیام کیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا بازار تھا۔ میں نے بازار سے پرانے کپڑے خریدے۔ انہیں پہن کر ایک ڈھیلی سے پگڑی باندھ کر افغانی بن گیا۔ ایک استعمال شدہ بیلچہ اور کدال خرید لیا پھر ایک کوچ میں بیٹھ کر ایک مزدور کی حیثیت سے سرحدی چوکی پر پہنچ گیا۔

کتنے ہی افغانی بے روزگاری سے تنگ آکر سرحد پار ازبکستان آکر محنت مزدوری کرتے تھے پھر بیوی بچوں کے لیے افغانی یا ازبک کرنسی کپڑے' اور کھانے پینے کی چیزیں لے جاتے تھے۔ سرحدی چوکی کے مسلح پہرے دار ایسے مزدوروں کو روزگار کی خاطر ازبکستان جانے دیتے تھے۔ جب میں وہاں پہنچا تو چوکی کی عمارت کے برآمدے میں کئی مزدور بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے بھی وہاں بیٹھنے کے لیے کہا گیا۔ پتا چلا یورپی ممالک سے دو ہیلی کوپٹروں میں سرچنگ ٹیم آئی ہوئی ہے۔ اس ٹیم کے افراد میری ٹوٹی پھوٹی لاش کو تلاش کرنے آئے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ مزدوروں کو مختلف پہاڑوں کے درمیان ہزاروں فٹ کی گہرائی میں لے جاتے ہیں تاکہ مزدور گہری پستیوں میں جا کر ناہموار اور خطرناک راستوں سے گزر کر لاش کو تلاش کر سکیں۔

میں برآمدے میں دوسرے مزدوروں کے ساتھ بیٹھا سر جھکائے خیال خوانی کر رہا تھا۔ وہاں کے ایک افسر کے دماغ سے دوسرے اہم افسران کے دماغوں میں پہنچ رہا تھا۔ اس عمارت میں ایک چینی باشندہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ آیا تھا۔ اس چینی باشندے کا نام پوشی وان تھا۔ وہ بھی کرائے کا قاتل تھا۔ اس کے ریکارڈ میں یہ درج تھا کہ اس نے آج تک اپنے شکار کو کبھی کسی ہتھیار سے قتل نہیں کیا۔ کنگ فو کا اتنا خطرناک فائٹر ہے کہ بڑے سے بڑے بلیک بیلٹ کو منٹوں میں ناک آؤٹ کر کے دوسری دنیا میں بھیج دیتا ہے۔

جب یہ پتا چلا کہ علی تیمور اپنے باپ کا انتقام لینے کے لیے ازبکستان کے سرحدی شہر میں آیا ہوا ہے تو وہ علی تیمور کے ہاتھ پاؤں توڑ کر اسے ہلاک کرنے چلا آیا۔ کارمل اور سومنا کی موت کے بعد وہ سرحدی چوکی میں پہنچا تاکہ وہاں سے افغانستان جا کر اس مسلمان مجاہد کو ہلاک کر سکے جسے مغربی میڈیا دہشت گرد کہہ رہا تھا۔

سرحدی چوکی میں اس لیے موجود تھا کہ اسے ایک یا دو افغانی باشندوں کی ضرورت تھی' جو اسے افغانستان پہنچ کر گائیڈ کر سکیں اور افغانی زبان کا ترجمہ انگریزی یا چینی زبان میں کر سکیں۔ اس کے علاوہ دو چار ملازم ان کی خدمت کرنے کے لیے مل جائیں۔

وہاں کا اعلیٰ افسر تمام مزدوروں سے کہہ رہا تھا کہ وان صاحب کی خدمت کے لیے ان کے ساتھ اپنے ملک میں رہو گے تو تمہیں روزانہ مزدوری سے کئی گنا زیادہ رقم ملے گی۔

مزدور کہہ رہے تھے کہ یہ غیر ملکی وان صاحب افغانستان میں ایسی جگہوں پر جائیں گے جہاں متحارب گروہ ایک دوسرے پر فائرنگ اور گولا باری کرتے رہتے ہیں۔ وہاں رقم تو زیادہ ملے گی مگر زندگی کو داؤ پر لگانا ہوگا۔

اعلیٰ افسر یقین دلا رہا تھا کہ پوشی وان صاحب کو بھی اپنی جان پیاری ہے اس لیے وہ متنازعہ اور خطرناک علاقوں میں نہیں جائیں گے۔ میں نے اٹھ کر کہا "صاحب! اگر خطرناک علاقوں میں ہمیں نہیں لے جایا جائے گا تو میں وان صاحب کی خدمت کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

مجھے تین افغانی مزدوروں کے ساتھ پوشی وان کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے ہم سب کو دیکھا پھر اس کی نظر مجھ پر ٹھہر گئی۔ اس نے بڑی ٹٹولتی ہوئی نظروں سے مجھے دیکھا۔ میں نے نظریں جھکا لیں۔ اس نے چینی زبان میں کہا "ادھر دیکھو۔ مجھ سے نظریں ملاؤ۔"

میں زبان سمجھتا تھا مگر انجان بنا رہا۔ ایک ترجمان نے مجھ سے کہا "وان صاحب تمہیں نظر ملانے کو کہہ رہے ہیں۔"

میں نے نظریں اٹھا کر پوشی وان کو دیکھا۔ وہ مجھے اسی طرح ٹٹولتی اور سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے ترجمان سے پوچھا "یہ صاحب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہا ہے؟ کیا چین والے گھور گھور کر ملازموں کا انتخاب کرتے ہیں؟"

ترجمان نے میری بات اس سے کہی۔ وہ اپنے ایک چینی ساتھی سے اپنی زبان میں بولا "میں نے کوئی چھ سات برس پہلے ایک شخص کو انڈیا میں دیکھا تھا۔ اس نے "را" کے کئی افسروں کو ہلاک کیا تھا۔ ان دنوں میں "را" کی طرف سے ایک سیاسی لیڈر کو قتل کرنے گیا تھا۔ بہر حال وہاں میں نے جس شخص کو دیکھا اس کی آنکھیں بالکل اس مزدور جیسی تھیں۔"

میں نے دل ہی دل میں تسلیم کیا' پوشی وان کی یادداشت حیرت انگیز تھی۔ میں واقعی تقریباً چھ برس پہلے انڈیا میں تھا اور "را" کے چند اہم افسران کو قتل کیا تھا۔ "را" والوں نے پوشی وان کو میری تصویر دکھائی ہوگی۔ اس تصویر میں میرا اصلی چہرہ نہیں تھا۔ لیکن اس وقت بھی میں نے آنکھوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی تھی اور نہ

ہی کنٹیکٹ لینس لگایا تھا۔ اس کم بخت پوشی وان کو میری آنکھیں ابھی تک یاد تھیں۔

اس کے چینی ساتھی نے پوچھا "را کے افسران کو قتل کرنے والا کوئی معمولی شخص نہیں ہوگا؟"

"ہاں۔ را والوں نے بتایا تھا کہ وہ فرہاد علی تیمور تھا مگر بہروپ میں تھا۔"

اس کے چینی ساتھی نے ہنستے ہوئے کہا "ابھی ہیلی کاپٹر سے فرہاد کی لاش کے ٹکڑے آنے والے ہیں۔ کیا تم اس مفلس مزدور کو فرہاد سمجھ رہے ہو؟"

پوشی وان نے مسکرا کر کہا "میں کیا پاگل ہوں کہ مردے کو زندہ سمجھ لوں مگر اس کی آنکھیں فرہاد کی آنکھوں سے مماثلت رکھتی ہیں۔ میں اسی لئے اس سے آنکھیں ملا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں فکر' پریشانی' مجبوری اور بے بسی ہے۔"

میں نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔ میں اس دوران میں ایک فکرمند اور مجبور مزدور کی پریشانیاں آنکھوں سے ظاہر کرتا رہا تھا۔ میری آنکھوں نے اسے جو سمجھایا' وہی وہ سمجھتا رہا۔ اس نے میرے علاوہ اور تین مزدوروں کا انتخاب کیا۔ اسی وقت ایک ہیلی کاپٹر عمارت سے دور ایک کھلے میدان میں اترا۔ ہزاروں فٹ گہرائی میں جانے والی سرچنگ ٹیم تین مقامی مزدوروں کے ساتھ آئی تھی۔ مزدور ایک پلاسٹک کے تھیلے میں لاش لے کر آئے تھے۔

سب نے قریب جا کر دیکھا۔ اس تھیلے میں سے ٹوٹا پھوٹا انسانی ڈھانچا نکلا۔ ڈھانچے کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ کر کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی تھی۔ کسی کسی ٹکڑے پر گوشت اور کھال کا کچھ حصہ نظر آرہا تھا۔ سرچنگ ٹیم کے لیڈر نے کہا "ہم نے لاش کو وہاں سے لانے میں دیر کی ہے۔ پہاڑی گوشت خور جانور اسے کھا چکے ہیں۔ ہم یہ ہڈیاں لے آئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بون اسپیشلسٹ اسے جوڑ کر کچھ معلوم کر سکیں۔"

ایک سراغ رساں نے پوچھا "مقتول کے لباس میں ایسی کوئی چیز ہوگی' جو جانوروں کی خوراک نہیں بن پائی ہوگی۔ کیا ایسی کوئی چیزیں نہیں ملی؟"

"ہم نے بہت دور دور تک تلاش کیا ہے۔ پھٹے ہوئے لباس کے چند چیتھڑوں کے سوا اور کچھ نہیں ملا۔"

شام ہو چکی تھی۔ تمام افسران ایک کھلی جگہ کرسیاں ڈال کر باتیں کرنے لگے۔ میں ان کی گفتگو کا موضوع تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ میری موت بڑی عبرت ناک ہوئی ہے۔ میں مرنے کے بعد جانوروں کی خوراک بن گیا ہوں۔

میں مزدوروں کے ساتھ ان افسران سے ذرا دور زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے ثمرینہ کی خیریت معلوم کی۔ اس نے کہا "میں خیریت سے ہوں مگر تنہا دل نہیں لگ رہا ہے۔ کب آؤ گے؟"

"جب میں گھر سے نکلتا ہوں تو خود نہیں جانتا کہ واپسی کب تک ہوگی۔ بدلتے ہوئے حالات کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں۔ ویسے میری کوشش ہوگی کہ کل شام تک چلا آؤں۔ کیا محلے پڑوس والے تم سے ملنے آتے ہیں؟"

"تمہارے جانے کے بعد ایک عورت آئی تھی۔ میں اسے نہیں جانتی۔ وہ مجھے یاد دلا رہی تھی کہ ہمارے مکان کے پیچھے تیسری گلی میں رہتی ہے۔"

"جب وہ کہہ رہی ہے تو تیسری گلی میں رہتی ہوگی۔ میں نے تمہیں سمجھایا تھا کہ اس علاقے کی عورتوں اور مردوں کو اچھی طرح پہچان کر اپنی یادداشت میں محفوظ رکھو۔ کیا وہ انکوائری کے انداز میں سوالات کر رہی تھی؟"

"اس نے کوئی سوال تو نہیں کیا۔ البتہ ایک ہزار ڈالر دے کر کہہ رہی تھی کہ چھ ماہ پہلے مجھ سے قرض لے کر گئی تھی۔ اس کے شوہر کے کاروباری حالات ٹھیک نہیں تھے اس لیے اتنی دیر سے قرض لوٹا رہی ہے۔"

میں نے کہا "ہم جن میاں بیوی کے بھیس میں وہاں ہیں' ہو سکتا ہے کہ اس نے چھ ماہ پہلے اس عورت سے قرض لیا ہو۔ تمہیں اس کا نام معلوم ہے؟"

"اس نے خود ہی کہا کہ میرا دماغ کمزور ہے۔ مجھے بادام کا حلوا کھانا چاہیے۔ اس نے اپنا نام زیتون بتایا تھا۔ اس کے شوہر کا نام شمشاد ہے اور وہ گلی گلی گھوم کر پرانے کپڑے' جوتے اور ٹوپیاں فروخت کرتا ہے۔"

"تم نے اس سے قرض کی رقم لی ہے؟"

"نہیں۔ میں نے کہا ابھی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ یہ قرض کی رقم اپنے میاں کے کاروبار میں لگاؤ۔ اللہ ترقی دے گا۔ وہ مجھے دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی۔"

"مجھے یاد نہیں آرہا کہ اس علاقے میں کوئی شمشاد نامی شخص پرانی چیزیں گلی گلی گھوم کر بیچتا ہے۔ میری یادداشت کمزور نہیں ہے۔ ہمارے پڑوس میں مولانا ظہیر الدین ہیں جو تمہیں بیٹی کہتے ہیں۔ ان کے پاس جا کر زیتون اور شمشاد کے بارے میں معلوم کرو۔"

"میں ابھی جا کر معلوم کروں گی۔"

میں سرحدی چوکی میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ تمام افسران بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ پوشی وان نے اپنے ترجمان کے ذریعے کہا۔ "جب فرہاد کو پہاڑی سے نیچے پھینکا گیا تو اس کے لباس میں بھی کچھ چیزیں ہوں گی اور اس نے انگوٹھی وغیرہ بھی پہنی ہوگی اور یہ چیزیں وہاں آس پاس گڑھے میں ضرور ہوں گی' جہاں سے یہ ہڈیاں لائی گئی ہیں۔ کل میں ایک ہیلی کاپٹر میں ایک مزدور کے ساتھ وہاں جاؤں گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہاں کوئی ایسی چیز مل سکے گی' جس کے ذریعے فرہاد کے ڈھانچے کی شناخت ہو سکے گی۔"

ایک افسر نے کہا "فرہاد کی موت کے بے شمار شواہد مل چکے ہیں۔ بابا صاحب کا ادارہ بھی چالیس دنوں تک سوگ منا رہا ہے۔ اب مسٹروان وہاں جا کر اور کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟ یہ درست ہے کہ پہلے کئی بار فرہاد نے اپنی موت کا ڈراما پلے کیا تھا اور پوری دنیا کو اپنی موت کا یقین دلا دیا تھا لیکن اس بار وہ سچ مچ مارا جا چکا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے میں پہلے کبھی کسی کے لیے چالیس دنوں تک سوگ نہیں منایا گیا۔"

یوشی وان نے کہا "یوں تو سب کو اس کی موت کا یقین ہو چکا ہے۔ مجھے بھی یقین ہے۔ اس کے باوجود بڑے ممالک کے دو ہیلی کاپٹر اس کی لاش ڈھونڈ رہے ہیں۔ لاش ملی بھی ہے تو ناقابلِ شناخت۔ اس کے آس پاس کوئی چیز' کوئی چھوٹا بڑا ہتھیار بھی نہیں ملا۔"

دوسرے افسر نے کہا "دراصل بڑے بڑے ملکوں اور مجرموں کے دلوں میں اس کی دہشت ایسی سمائی ہوئی ہے کہ ان ہڈیوں کو دیکھنے کے بعد بھی کسی کو اطمینان نہیں ہوگا۔ آئندہ بھی اس کی موت کی تصدیق کے لیے پتا نہیں کیسے کیسے طریقۂ کار اختیار کیے جائیں گے۔"

یوشی وان نے اپنے ترجمان کے ذریعے کہا "یہی بات ہے۔ ہزاروں ثبوت ملنے کے بعد بھی وہ حواس پر چھایا رہے گا۔ میں بھی اپنے اطمینان کے لیے کل صبح ہیلی کاپٹر لے کر جاؤں گا۔"

ملازموں نے ایک بڑا سا دستر خوان بچھا کر سب کے لیے کھانا لگایا۔ ہم معمولی مزدور تھے۔ ان کے کھانے کے بعد ہمیں کھانے کے لیے دیا گیا۔ گویا ان کا بچا ہوا ہمیں کھانے کو ملا۔ یہ دنیا جانتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے باکمال بنا کر کتنی عزت اور شہرت دی ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضا سے میں نے زمین پر بیٹھ کر دوسروں کا چھوڑا ہوا کھانا کھایا۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ پروردگار جسے چاہتا ہے' عزت دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ یوں دیکھا جائے تو میں حالات سے سمجھوتا کر کے دو کوڑی کا ملازم بنا ہوا تھا۔ لیکن یہ بات سمجھنے والوں کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی بہانے سے عرش سے فرش پر پہنچا کر دوسروں کا جھوٹا کھانے پر مجبور کر دیتا ہے۔

میں نے کھانے کے بعد ثمرینہ سے رابطہ کیا۔ وہ بولی "کتنی دیر بعد آئے ہو۔ میں کب سے انتظار کر رہی ہوں۔"

"تمہیں سمجھنا چاہیے کہ مجھے ہر وقت دشمنوں پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔ میں موقع پا کر ابھی تم سے بات کر رہا ہوں۔ یہ بتاؤ تم نے زیتون اور شمشاد کے بارے میں کچھ معلوم کیا ہے؟"

"ہاں میں مو[illegible]نا ظہیر کے پاس گئی تھی۔ انہوں نے شمشاد کا نام [illegible] کر [illegible] [illegible]گا پانچ ماہ پہلے وہ یہاں سے تیسری گلی میں رہتا تھا۔ [illegible] کا نام معلوم نہیں ہے۔ جب وہ کہہ رہی ہے تو اس کا نام زیتون [illegible] ہوگا۔"

میں نے پوچھا "اس کا مطلب کیا ہوا کہ وہ پانچ ماہ پہلے وہاں رہتا تھا؟"

ثمرینہ نے کہا "یہی بات تھی میں نے پوچھی تھی۔ مولانا نے کہا۔ میاں بیوی گھر میں تالا لگا کر کہیں چلے گئے تھے۔ شاید واپس یہاں رہنے کے لیے آ گئے ہوں۔ ویسے وہ اتنے بد حال نہیں تھے کہ مجھ سے قرض لیتے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ جب وہ خوش حال تھے تو مجھ سے یعنی میری صورت شکل والی سے قرض کیوں لیا تھا؟"

میں نے کہا "یہ قرض والی بات کچھ گڑبڑ ہے۔ تمہیں تیسری گلی میں جا کر معلوم کرنا چاہیے تھا۔"

"تم نے منع کیا ہے کہ میں گھر سے باہر نہ جاؤں۔ میں نے مولانا ظہیر الدین سے کہا تھا کہ وہ وہاں جا کر شمشاد سے ملاقات کریں اور باتوں ہی باتوں میں قرض والی بات کا بھی کھوج لگائیں۔ مولانا نے وعدہ کیا تھا کہ وہ عشاء کی نماز کے بعد شمشاد کے گھر جائیں گے۔ پھر میرے پاس آ کر مجھے ان میاں بیوی کے بارے میں بتائیں گے۔ اب وہ آتے ہی ہوں گے۔"

میں اسے اپنے حالات مختصر طور پر بتانے لگا اور کہا کہ کل یوشی وان کے ساتھ افغانستان جانا پڑا تو واپسی میں تین چار دن لگ سکتے ہیں۔ ہماری گفتگو کے دوران میں دروازے پر دستک سنائی دی۔ ثمرینہ نے کمرے سے نکل کر صحن میں آ کر دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا "کون ہے؟"

مولانا ظہیر الدین کی آواز سنائی دی "بیٹی! میں ہوں۔"

میں نے فوراً ہی ان کے دماغ میں پہنچ کر یقین کیا پھر ثمرینہ سے کہا "دروازہ کھول دو۔"

اس نے دروازہ کھولا۔ ان علاقوں میں سردی زیادہ ہوتی ہے۔ رات کو ہلکی بارش کی طرح برف بھی گرتی ہے۔ مولانا اونی کنٹوپ میں سر اور منہ چھپائے اوورکوٹ پہنے اندر آئے۔ انہوں نے کمرے میں آ کر اپنے کنٹوپ اور اوورکوٹ سے برف کو جھاڑتے ہوئے کہا "بیٹی! میں وہاں گیا تھا۔ کیا واقعی زیتون نامی کوئی عورت تمہارے پاس آئی تھی؟"

"جی ہاں۔ آپ بزرگ ہیں۔ میں آپ سے جھوٹ کیوں بولوں گی۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ وہ ایک ہزار امریکی ڈالر دے رہی تھی۔ مجھے بالکل یاد نہیں ہے کہ میں نے کب اسے یہ رقم قرض کے طور پر دی تھی۔"

مولانا نے کہا "تعجب ہے۔ تیسری گلی میں شمشاد کے مکان پر پہلے کی طرح تالا لگا ہوا ہے۔ میں نے پڑوسی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ پانچ ماہ پہلے یہاں سے جانے کے بعد وہ اب تک واپس نہیں آئے ہیں۔"

مولانا کی رپورٹ سنتے ہی میں کھٹک گیا۔ میں نے ثمرینہ سے کہا۔ "خطرہ ہے۔ غیر ملکی جاسوس مقامی باشندوں کو زیادہ سے زیادہ رقم دے کر ان سے جاسوسی کراتے ہیں۔ کسی نے ایک مقامی عورت

کے ذریعے یہ معلوم کیا ہے کہ تم ثمرینہ ہو یا نہیں۔ اگر نہیں ہوگی تو چھ ماہ پہلے دیے ہوئے قرض کی بات نہیں جانتی ہوگی۔ تمہیں یہ بھی یاد نہیں ہوگا کہ مکان کے پیچھے تیسری گلی کے کسی مکان پر کتنے عرصے سے تالا پڑا ہوا ہے۔"

وہ بولی "خدایا! رحم کر۔ لیکن وہ دن کو آئی تھی۔ تقریباً سات گھنٹے گزر گئے ہیں۔ دشمنوں کو اس عورت کی رپورٹ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں وہ نہیں ہوں جو ایک طویل عرصے سے اس محلے میں رہتی تھی۔ یہ معلوم ہونے کے بعد انہوں نے مجھے نقصان کیوں نہیں پہنچایا؟"

"شاید وہ تمہارے ساتھ رہنے والے مرد یعنی میرا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ سمجھنے کی کوششیں کر رہے ہوں گے کہ جب مجھے ہلاک کر دیا گیا ہے تو تم اس مکان میں کس مرد کے ساتھ رہتی ہو؟"

مولانا نے پوچھا "بیٹی! کیا سوچ رہی ہو؟"

"اس عورت کے متعلق سوچ رہی ہوں۔ جب وہ زیتون نہیں تھی اور مجھ سے قرض نہیں لیا تھا تو پھر یہاں کیوں آئی تھی؟"

مولانا نے ہنستے ہوئے کہا "تم پچھلے کئی دنوں سے دیکھ رہی ہو کہ غیر ملکی جاسوس ہمارے مقامی سپاہیوں کے ساتھ آتے ہیں۔ لیڈی کانسٹیبل وغیرہ ہر گھر میں گھس کر انکوائری کرتی ہیں کہ یہاں کون کتنے عرصے سے رہائش اختیار کیے ہوئے ہے۔ جو عورت خود کو زیتون کہہ رہی تھی وہ بھی جاسوسہ ہوگی۔ بہرحال فکر نہ کرو۔ ہم محلے والے تم میاں بیوی کو برسوں سے جانتے ہیں۔ وہ زیتون نامی عورت یہاں سے ناکام ہو کر گئی ہے۔"

اسی وقت اچانک چاروں طرف سے تیز روشنی محسوس ہوئی۔ دونوں نے کمرے سے نکل کر دیکھا تو اس مکان کے چاروں طرف آگ کے شعلے لپک رہے تھے۔ دشمنوں نے جگہ جگہ پٹرول چھڑکا ہوگا اس لیے آگ مکان کے اندر چلی آئی تھی۔ صحن سے گزر کر بیرونی دروازے تک وہ نہیں پہنچ سکتے تھے۔ وہاں آگ کے شعلے بڑے خوف ناک انداز میں لپک رہے تھے۔

مولانا ظہیر الدین نے فوراً ہی اوورکوٹ اتار کر ثمرینہ پر ڈال کر کہا "بیٹی! حوصلہ کر کے دروازہ کھولتے ہوئے باہر نکل جاؤ۔ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ کپڑوں میں آگ لگے گی۔ باہر بجھا دی جائے گی۔"

میں ثمرینہ کے دماغ میں رہ کر بڑھتی ہوئی ہولناک آگ کے شعلوں کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے کہا "ثمرینہ! کوئی راستہ نہیں ہے۔ تیزی سے دوڑتی ہوئی دروازہ کھول کر باہر جاؤ۔"

باہر سے لوگوں کی چیخ پکار سنائی دے رہی تھی۔ وہ لوگ اندر سے آنے والی کی فوراً مدد کرتے اور اس کے کپڑوں سے آگ بجھا دیتے۔ اسی وقت گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی۔ مولانا کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ وہ اچھل کر زمین پر گرے۔ میں نے ثمرینہ کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ وہاں کھڑی رہتی تو مولانا کی طرح گولی کا نشانہ بن جاتی۔ میں نے بڑی تیزی سے اسے دروازے کی طرف دوڑایا۔ اسے بدقسمتی ہی کہہ سکتے ہیں۔ اسی وقت دروازہ پوری طرح جل کر گرا تو دوڑ کر آنے والی ثمرینہ اس دروازے کے نیچے آ گئی۔ میں نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ اس کا دماغ میرے کنٹرول میں تھا اس لیے وہ مایوس اور خوف زدہ نہیں تھی۔ اپنے اوپر سے جلتے ہوئے دروازے کو پھینک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر پلٹ کر دوڑتی ہوئی باہر جانے لگی۔ اس وقت تک وہ پوری طرح آگ کی لپیٹ میں آ چکی تھی۔ باہر کھڑے ہوئے لوگ دور ہی دور سے اس پر پانی پھینک رہے تھے اور آگ کے خوف سے بھاگتے بھی جا رہے تھے۔ کسی نے کہا "ایسے وقت پانی نہیں پھینکنا چاہیے۔ اس پر کمبل ڈالو۔ آگ بجھ جائے گی۔"

آہ! اندر کی بات میں جانتا تھا۔ آگ ثمرینہ کی کھال سے.... گوشت تک پہنچ چکی تھی۔ اسے سر سے پاؤں تک جلا رہی تھی اور وہ چیختی ہوئی مجھے آوازیں دے رہی تھی۔ ایک شخص دوڑتا ہوا کمبل لے کر آیا۔ گولیاں پھر چلنے لگیں۔ کئی گولیاں کمبل لانے والے کو اور کئی ثمرینہ کو لگیں۔ وہ دوڑتے دوڑتے گر پڑی۔ ایک آخری سانس کے ساتھ "فرہاد" کہا پھر ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئی۔

میری خیال خوانی کی لہریں اس کے مردہ دماغ سے واپس آ گئیں۔ ان لمحات میں میری حالت عجیب سی تھی۔ میرے دانت پر دانت جمے ہوئے تھے۔ دونوں مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں۔ آس پاس زمین پر مزدور سو رہے تھے اور میں نامراد اور شکست خوردہ بیٹھا ہوا تھا۔

شکست خوردہ! جبکہ میں ناقابلِ شکست تسلیم کیا جاتا ہوں۔ زوال' شکستگی' ٹوٹ پھوٹ اور فنا شہ زور کے لیے بھی ہے کیونکہ موت سے زیادہ زور آور کوئی نہیں ہوتا۔ میں ثمرینہ کے ساتھ ہوتا تب بھی اسے بچا نہ پاتا بلکہ اس کے ساتھ فنا ہو جاتا۔

میرے لیے اپنے قبیلے' اپنے وطن' اپنی مٹی سے جدا ہونے والی! خدا تجھے پیار کا صلہ دے گا....

○☆○

پوری شہر کی داستان تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ وہاں کے دونوں مہاگرو پانڈے اور مانک جاتیو بری طرح زخمی ہو کر اسپتال میں پڑے ہوئے تھے۔ رابرٹو اپنے طریقۂ کار کے مطابق ان دونوں شہ زوروں کو میری ہلاکت کے لیے استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اب میری ہلاکت کا یقین ہونے کے بعد ان دونوں کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

میں نے مہاگرو پانڈے کو دودھ بھائی بنا کر اس کی بہن رتنا سے صلح کرا دی تھی۔ انہیں بھی کسی دن میری ہلاکت کا علم ہونے والا تھا اس لیے میں نے ان سے رابطہ ختم کر دیا تھا۔

الپا نے مہاگرو مانک جاتیو کو زخمی حالت میں ٹریپ کیا تھا' اس کے چور خیالات سے معلوم کیا تھا کہ وہ بظاہر جتنا نیک' عزت دار اور پُرامن شہری ہے' باطن میں اتنا ہی مکار ہے اور فرہاد کو ہلاک

کرنے کے لیے بڑی چالبازی سے غیر ملکی خفیہ ایجنسیوں سے رابطہ رکھتا ہے۔ الپا نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا تابعدار بنایا تھا لیکن میری ہلاکت کا یقین ہونے کے بعد اس نے بھی مہاگرو مانک جاتیو کو نظرانداز کردیا تھا۔

مہاراج اب تک میرا تابعدار بن کر رہنے کے لیے پوری شہر میں تھا۔ اب وہ بھی وہاں سے دہلی چلا آیا تھا۔ امریکی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران اس سے رابطہ کرنا چاہتے تھے۔ دوسری طرف الپا نے پیشکش کی تھی کہ وہ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے متحد ہو کر ساری دنیا پر حکومت کرسکتے ہیں۔ آئندہ کوئی ان کے مقابلے پر آنے کی جرات نہیں کرے گا۔

مہاراج نے الپا سے کہا تھا کہ ابھی وہ سوچ رہا ہے۔ خوب سوچ سمجھ کر آئندہ کے لیے کوئی ٹھوس منصوبہ بنا کر اس پر عمل کرے گا۔ اس طرح وہ چند روز گزار کر یقین کرنا چاہتا تھا کہ واقعی میں اس دنیا میں موجود ہوں یا نہیں؟

اگر موجود ہوا تو پھر اسے غداری کی سزا دوں گا۔ دوسرے تمام مخالفین کی طرح وہ بھی میری موت کے بعد اندر سے سہما ہوا تھا۔ اندیشہ تھا کہ میں پھر اچانک زندہ نہ ہو جاؤں اس لیے وہ کوئی دوغلی چال چلنا چاہتا تھا۔ کوئی ایسا درمیانہ راستہ اختیار کرنا چاہتا تھا کہ بعد میں مجھے یا میرے بیٹوں کو اس سے کوئی شکایت نہ ہو اور وہ امریکا یا الپا کے ساتھ مل کر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کی حیثیت سے اپنا لوہا بھی منواتا رہے۔

مہاراج کی اہمیت بہت بڑھ گئی تھی۔ اس کے اپنے دیس کے حکام اور فوج کے افسران اس سے درخواست کررہے تھے کہ وہ فون یا ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان سے رابطہ رکھے اور اپنے بھارت دیس کو سپرپاور بنائے۔ وہ انہیں تسلیاں دے رہا تھا کہ ایسا ہی کرے گا جبکہ اسے اپنے دیس اور وہاں کے عوام سے زیادہ لگاؤ نہیں تھا۔ کالا جادو جاننے والے خود غرض اور مطلب پرست ہوتے ہیں۔ مہاراج کی خواہش تھی کہ وہ تمام بڑے ممالک کے اہم راز معلوم کرکے ان سب کو اپنے زیرِ اثر رکھے۔ وہ کسی ایک ملک کا حکمران نہ بنے بلکہ تمام ملکوں کے حکمران اس کی جی حضوری کرتے رہیں۔

امریکی نمائندے اور سیکرٹ سروس کے چند افسران دہلی پہنچے ہوئے تھے۔ ان سے بھی فون یا ٹیلی پیتھی کے ذریعے رابطہ رہتا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ مہاراج ٹیلی پیتھی کے ذریعے امریکا کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران سے گفتگو کرے۔ اس نے پہلے ہی دن الپا سے کہا تھا کہ وہ سوچ سمجھ کر اس سے متحد رہ کر کام کرنے کا فیصلہ کرے گا۔ اسی طرح وہ امریکی حکام کو ٹال رہا تھا۔

اس نے دوسرے دن امریکی نمائندے سے کہا "میں تمہارے ملک کے حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران سے کل صبح دس بجے گفتگو کروں گا۔ وہاں میرا ایک آلۂ کار موجود ہوگا' جس کے دماغ میں رہ کر میں اس کی زبان سے گفتگو کروں گا۔"

اس کی یہ بات الپا اور بھارتی حکام کو معلوم ہوئی۔ الپا نے کہا "میری بات یاد رکھو' امریکا تمہیں جو آفر دے گا' میں اس سے دگنی آفر دوں گی پھر عقل سے سوچو کہ ہم دو ٹیلی پیتھی جاننے والے متحد ہو کر کتنی بڑی طاقت بن سکتے ہیں۔"

"میں نے تمہاری بات پر غور کیا ہے۔ بے شک فی الحال اتنی بڑی دنیا میں ہم دونوں متحد ہو کر اپنے مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر بھی غالب آسکتے ہیں۔ ہم بڑے بڑے ممالک کو بھی اپنے زیرِ اثر رکھ سکتے ہیں لیکن کبھی کوئی آزمائش کی گھڑی آئے گی تو تم اپنے ملک اور یہودی قوم کو مجھ پر ترجیح دو گی۔"

"تم غلط نہ سمجھو۔ میں ایسی نادان نہیں ہوں کہ کسی بھی آزمائشی مرحلے پر تمہیں ناراض کروں۔"

"اگر کبھی میرے بھارت دیس اور اسرائیل کے مفادات آپس میں ٹکرائیں گے تو ایسے وقت ہم کیا کریں گے؟"

"اول تو ہم ایسا وقت نہیں آنے دیں گے۔ اپنے ملکوں کے درمیان ہم کبھی اختلاف پیدا نہیں ہونے دیں گے۔ اپنے اپنے ملک کے سیاست دانوں کی ایسی کوئی بات نہیں مانیں گے' جس سے ہماری دوستی میں کوئی فرق آئے۔"

"ٹھیک ہے۔ کل صبح دس بجے امریکی حکام سے گفتگو ہونے والی ہے۔ تم خیال خوانی کے ذریعے وہاں موجود رہ کر معلوم کرسکو گی کہ وہ مجھ سے کیا کہہ رہے ہیں اور کیا آفر کررہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ کل میں وہاں خاموشی سے کسی کے دماغ میں موجود رہوں گی۔"

بھارت کے ایک فوجی افسر نے اس کے موبائل پر اسے مخاطب کیا اور کہا "مہاراج! ہم تو آپ کو پورے بھارت کا مہاراج کہتے ہیں اور آپ امریکی حکام سے نہ جانے کیا معاملات طے کرنے والے ہیں۔"

"میں دیس بھگت ہوں۔ امریکی حکام سے اپنے دیس کی بھلائی کے لیے معاملات طے کروں گا۔"

"آپ اپنے ساتھ دو چار بھارتی مشیر رکھیں گے تو وہ آپ کو بتاتے رہیں گے کہ بھارت کو سپرپاور بنانے کے لیے ان لوگوں سے کیسی شرائط منوانی چاہئیں۔"

"آپ میرے لیے چند مشیر مقرر کریں۔ ابھی تو میں امریکی حکام سے ابتدائی گفتگو کرکے یہ سمجھنا چاہوں گا کہ وہ مجھے اپنے لیے کتنا اہم سمجھتے ہیں اور مجھ سے کیسی کیسی توقعات وابستہ کررہے ہیں۔ جب ان سے دوسری بار گفتگو ہوگی تو میں مشیروں کو ساتھ رکھوں گا۔"

وہ اپنے طور پر بڑی چال بازی سے سب ہی کو تسلیاں دے کر ٹال رہا تھا اور یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کس کے ساتھ کس حد تک تعلقات رکھ کر اپنا الو سیدھا کرتے رہنا چاہیے۔ فی الوقت امریکا اور دوسرے بڑے ممالک اسے الپا سے زیادہ اہمیت دے رہے تھے۔ یہ حقیقت سب جانتے تھے کہ الپا کسی بھی معاملے میں پہلے اپنے ملک اور یہودی قوم کو ترجیح دے گی۔

اس حقیقت کے پیشِ نظر اس کی عقل کہہ رہی تھی کہ اسے کسی ایک ملک کا وفادار بن کر نہیں رہنا چاہیے۔ اس طرح تمام ممالک کے حکمرانوں کے لیے وہ ہمیشہ اہم رہے گا۔ الپا کی طرح ایک ہی ملک کا وفادار رہنا دانش مندی نہیں ہوگی۔

دوسرے دن الپا امریکی حکام اور فوج کے چند افسران کے دماغوں میں پہنچی تو ان کے خیالات پڑھ کر معلوم ہوا کہ ایک بند کمرے میں ایک حاکم اور فوج کے چار اعلیٰ افسران بیٹھے ہیں۔ وہ یوگا کے ماہر ہیں۔ ان کے علاوہ فوج کا ایک جونیئر افسر ہے' جو مہاراج کا آلۂ کار بنا ہوا ہے۔ مہاراج اس کی زبان سے امریکی حکام اور فوجی افسران سے گفتگو کررہا تھا۔

الپا نے خیال خوانی کے ذریعے مہاراج سے کہا "تم بند کمرے میں رازداری سے گفتگو کررہے ہو۔ مجھ سے کہا تھا کہ میں اس میٹنگ میں آکر تمہاری اور ان کی باتیں سن سکتی ہوں لیکن وہاں سب یوگا کے ماہر ہیں۔ مجھے اپنے آلۂ کار کے دماغ میں آنے دو۔"

مہاراج نے کہا "الپا! تمہاری یہاں موجودگی پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ امریکی اپنی باتیں راز میں رکھنا چاہتے ہیں۔ تم ابھی جاؤ۔ میں بعد میں تم سے رابطہ کروں گا۔"

"وہ امریکی تو چاہیں گے کہ ان کے اہم راز مجھ تک نہ پہنچیں مگر میں تمہارے ذریعے آلۂ کار کے دماغ میں چھپ کر وہاں رہ سکتی ہوں۔"

"تمہیں یہاں اپنے ساتھ چھپائے رکھنے کا مطلب یہ ہوگا کہ میں ان امریکیوں کو دھوکا دے رہا ہوں' جو مجھ پر بھروسا کررہے ہیں۔ میں سب کے ساتھ دیانت دار رہنا چاہتا ہوں ورنہ ایک دن تم ہی کہو گی کہ جب میں تمہاری خاطر امریکیوں کو دھوکا دے سکتا ہوں تو کسی اور کی خاطر کبھی تمہیں بھی دھوکا دے سکتا ہوں۔"

"تم نے کل کچھ کہا تھا' آج کچھ کہہ رہے ہو۔ اپنی زبان بدل رہے ہو۔"

"ابھی تم مجھے یہی الزام دو گی لیکن جب میں امریکا' اسرائیل' روس اور بھارت سے باتیں کرنے کے بعد کسی ایک کے ساتھ دیانت دار رہوں گا تو تم ضرور میری سچائی اور دیانت داری کی تعریفیں کرو گی۔ پلیز ابھی چلی جاؤ۔"

الپا کو غصہ تو بہت آیا لیکن وہ کوئی بحث کیے بغیر چلی آئی۔ اسے دوست بنا کر رکھنے میں فائدہ تھا اس لیے غصہ دکھا کر اختلافات پیدا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ویسے وہ بلا کی مکار تھی۔ میری ہلاکت کا یقین ہوتے ہی وہ ان فوجیوں کے دماغوں میں پہنچ گئی تھی' جو ٹرانسفارمر مشین کی حفاظت کے لیے ایک جزیرے میں رہے تھے۔ جب وہ پارس کے ساتھ شریکِ حیات کی حیثیت سے زندگی گزار رہی تھی تو اسے معلوم ہوا تھا کہ ٹرانسفارمر مشین والے جزیرے میں جن فوجیوں کی ڈیوٹیاں تبدیل ہوتی رہتی ہیں' میں ان کے دماغوں میں پہنچ کر اپنا معمول اور تابعدار بنا لیتا ہوں۔ اس طرح کوئی امریکی اس مشین سے گزر کر ٹیلی پیتھی کا علم حاصل نہیں کرتا تھا۔ میرے تابعدار فوجی اس مشین میں کوئی گڑبڑ پیدا کردیا کرتے تھے۔ اب یہی کام الپا کررہی تھی۔ اس کے ایسا کرنے سے ہمارے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ مجھے صرف اس بات کا خیال رکھنا تھا کہ وہ اپنے یہودیوں کو اس جزیرے میں رازداری سے پہنچا کر انہیں ٹیلی پیتھی نہ سکھائے۔

مہاراج پانچ امریکی اکابرین سے بند کمرے میں کہہ رہا تھا۔ "میں تم لوگوں کے لیے کام کرنے کو تیار ہوں لیکن دوسروں پر یہ ظاہر نہ ہونے پائے کہ میں امریکا کا پابند ہو کر رہ گیا ہوں۔"

"تم ہمارے لیے کام کرو گے تو خود ہی ظاہر ہو جائے گا کہ ہمارے مقاصد کے لیے ٹیلی پیتھی کا علم استعمال کرنے والے تم ہی ہو۔"

"جب ظاہر ہوگا تو یہ کہا جائے گا کہ میں نے تمہارا کام کرنے کا بھاری معاوضہ لیا ہے۔ ویسے میں کچھ ایسے طریقوں سے کام کروں گا کہ دوسروں کو اس معاملے میں ٹیلی پیتھی کا شبہ نہ ہو۔"

"ہم یہ فخر حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ تم صرف امریکا کے لیے وقف ہو چکے ہو۔ اگر تم صرف ہمارے لیے کام کرو گے تو ہم تمہاری بڑی سے بڑی شرائط پوری کرتے رہیں گے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "مجھے کسی کے بھی سامنے شرائط پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جب چاہوں گا' دماغوں میں گھس کر شرائط پوری کرالیا کروں گا۔"

"بے شک۔ تم جبراً بہت کچھ کرسکتے ہو مگر جو کرنا چاہو گے وہی کام دوستی اور محبت سے ہوگا تو ہم ایک دوسرے کے لیے ڈھال بن کر رہیں گے۔ ہم نے سیکڑوں بار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی مصیبتوں میں گرفتار ہوتے دیکھا ہے اور مصیبت زدہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے کام آتے رہے ہیں۔"

"ہاں امریکا نیکیاں کرنے میں بہت مشہور ہے۔ تم جس ملک کے ساتھ بھی نیکیاں کرتے ہو' وہ تمہارا غلام بن کر رہ جاتا ہے۔ جب کبھی میرے ساتھ نیکیاں کرو گے تو میں بھی تمہارا غلام بن جاؤں گا۔"

"مہاراج! یوں طعنے دینے سے بات نہیں بنے گی۔ پلیز ہم پر بھروسا کرو۔ صرف ہمارے ہو کر رہو۔ اگر کسی بھی مرحلے پر ہم سے کوئی شکایت ہو تو ہم تمہاری وہ شکایت فوراً دور کریں گے۔ ایک بار ہم سے دوستی کرکے ہمیں آزما کر دیکھ لو۔"

"میں اس طرح آزماؤں گا کہ ابتدا میں دور ہی دور رہ کر تمہارے اہم کام کرتا رہوں گا۔ جب رفتہ رفتہ اعتماد پختہ ہو جائے گا تو میں امریکا آکر رہائش اختیار کروں گا۔"

"یہ ہمارے لیے بڑی خوشی کی بات ہوگی۔ تم ہمارے ملک میں

آکر رہنا چاہو گے تو جس علاقے میں کہو گے' وہاں کی زمین تمہارے نام کردیں گے اور ابھی سے تمہارے لیے وہاں ایک شاندار محل تعمیر کرائیں گے۔"

"میں کچھ عرصے بعد بتاؤں گا کہ امریکا میں مجھے کون سی جگہ پسند ہے مگر میں تقریباً ایک برس تک مسلمانوں کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گا۔ میرے دل میں ایک اندیشہ ہے' میں اسے رفتہ رفتہ دور کرسکوں گا۔"

"مگر تم مسلمانوں کے خلاف اس طرح تو کام کرسکتے ہو کہ کبھی تمہارا نام ظاہر نہ ہو اور کوئی مسلمان ملک حتیٰ کہ بابا صاحب کا ادارہ بھی تمہیں کسی ثبوت کے بغیر الزام نہیں دے سکے۔"

"ہاں۔ میں چھپ چھپا کر کچھ کرسکتا ہوں۔ کیا مجھ سے کسی مسلمان ملک کے خلاف کام لینا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔ جہاں فرہاد کو ہلاک کیا گیا ہے' وہیں ایک خطرناک مسلمان دہشت گرد کو ٹھکانے لگانا ہے یا اسے زندہ گرفتار کرکے ہمارے ملک میں لانا ہے۔"

وہ ایک مسلمان مجاہد کو دہشت گرد کہہ کر مہاراج کو اس کے متعلق بتانے لگے۔ مہاراج نے تمام باتیں سن کر کہا "جس سرحدی چوکی کے قریب فرہاد کو ہلاک کیا گیا تھا اس کے قریب ازبکستان کے ایک سرحدی شہر میں علی تیمور پہنچا ہوا تھا۔ تم لوگوں کی حفاظتی تدابیر کے باوجود اس نے کرائے کے قاتلوں سومنا اور کارمل کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ میں صاف صاف کہتا ہوں' جہاں فرہاد کے دونوں بیٹے ہوں گے' وہاں میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔"

"بڑے افسوس کی بات ہے۔ فرہاد مرچکا ہے تو اب اس کے دونوں بیٹوں سے خوف زدہ ہو۔"

"تم سپر پاور ہو۔ انٹرپول اور اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سراغ رسانوں کی دھاک تمام دنیا پر بیٹھی ہے۔ سب نے مل کر علی تیمور کا کچھ نہیں بگاڑا۔ جو کرائے کے قاتل تمہارے لیے جان جوکھم میں ڈال رہے تھے' ان کی حفاظت نہ کرسکے۔ میری بھی حفاظت نہیں کرسکو گے تو میں دنیا سے چلا جاؤں گا' تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا۔"

"وہ کرائے کے قاتل تھے مگر تم تو ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔"

"یعنی میں وہاں ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرکے خود کو تمہارا چمچہ ظاہر کردوں؟ میں پھر ایک بار کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے خلاف تمہارا کوئی کام کرتے وقت کبھی ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ نہیں کروں گا اور دوسری بات یہ کہ ابھی کچھ عرصے تک علی تیمور اور پارس کے مقابلے پر جانے کی حماقت نہیں کروں گا۔"

"ہم سمجھ رہے ہیں۔ تم ابتدا میں بہت محتاط رہنا چاہتے ہو اور یہ اچھی بات ہے۔ ہمارے لیے تم ہی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے دوست رہ گئے ہو۔ ہم خود نہیں چاہیں گے کہ تمہیں کسی طرح کا نقصان پہنچے۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "فی الحال ہم تمہاری دوستی کا یقین کرنا چاہتے ہیں۔ کیا تم ہر روز کوئی ایک وقت مقرر کرکے ہم سے رابطہ رکھو گے یا اپنا موبائل نمبر دینا پسند کرو گے؟"

مہاراج نے اپنے ایک آلۂ کار کا موبائل نمبر نوٹ کرانے کے بعد کہا "میرے اس آلۂ کار کو پیغام دو گے تو میں تم لوگوں کے پاس پہنچ جایا کروں گا۔ اب میں جارہا ہوں۔ الپا بھی مجھ سے بات کرنا چاہتی ہے۔"

اعلیٰ حاکم نے چونک کر کہا "تم الپا سے رابطہ رکھو گے؟ ہم تمہارے بھگوان کا واسطہ دیتے ہیں۔ وہ اتنی مکار ہے کہ پارس جیسے مکار کو الو بناتی رہی اور اس طرح خود کو اینٹی ٹیلی پیتھی دوا سے بچا کر آج تک خیال خوانی کررہی ہے۔"

"میں الپا کی پوری ہسٹری جانتا ہوں۔ اتنا نادان نہیں ہوں کہ وہ مجھے شیشے میں اتارے گی اور میں اتر جاؤں گا۔ آپ اطمینان رکھیں۔ میں اس سے رابطہ کرکے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے کیا چاہتی ہے اور جو چاہتی ہے' اس کے پیچھے کیسی چالیں چلنے والی ہے۔ آج کی پہلی میٹنگ اب ختم کی جائے۔ دوسری ملاقات میں ہم ایک دوسرے کے کچھ اور قریب آئیں گے۔"

یہ کہہ کر اس نے رابطہ ختم کردیا۔ الپا نے اسے مخاطب کیا۔ "ہیلو۔ ان سے مذاکرات ہوگئے؟"

وہ حیرانی سے بولا "میرے وہاں سے آتے ہی تم ایسے آگئی ہو جیسے وہاں موجود تھیں اور تمہیں میٹنگ کے اختتام کا بھی علم ہے۔"

"میں تمہاری حیرانی دور کردوں گی۔ پہلے یہ بتاؤ' ان سے کیا باتیں ہوئیں؟"

"تمہیں ضرور بتاؤں گا کیونکہ تم سے بھی وہی باتیں کرنے والا ہوں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ میں کچھ عرصے تک علی تیمور' پارس اور تمام اسلامی ممالک کے خلاف کوئی ایسا کام نہیں کروں گا' جس کے نتیجے میں میری ٹیلی پیتھی ظاہر ہوجائے۔"

الپا نے کہا "اور انہوں نے تمہاری تائید کی ہے کہ تمہیں ابتدا میں اسی طرح محتاط رہنا چاہیے۔"

"عجب ہے۔ وہاں بند کمرے میں سب ہی یوگا کے ماہرین تھے اور وہاں تم میرے آلۂ کار کے لب و لہجے سے واقف نہیں تھیں پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف میری ٹیلی پیتھی کو ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتے؟"

"میں یہ بھی جانتی ہوں کہ وہ تمہیں مجھ سے رابطہ کرنے سے منع کررہے تھے اور تم دعوے سے کہہ رہے تھے کہ تم ایسے نادان نہیں ہو کہ میں تمہیں شیشے میں اتاروں گی اور تم اتر جاؤ گے۔"

"بے شک تم بہت چالاک ہو۔ کس طرح اس بند کمرے میں پہنچ گئی تھیں؟"

"میں ایک طویل عرصے سے ان امریکیوں کا طریقۂ کار جانتی

ہوں۔ جب بھی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے بند کمرے میں گفتگو ہوتی ہے' آرمی ہیڈ کوارٹر کے ایک خفیہ ریکارڈنگ روم میں اس بند کمرے کی تمام گفتگو ریکارڈ ہوتی رہتی ہے۔ میں اس خفیہ ریکارڈنگ روم کے ریکارڈسٹ کے دماغ میں رہ کر سب کچھ سن رہی تھی۔"

"مانتا ہوں۔ تم چالاک بھی ہو اور امریکیوں کے بارے میں مجھ سے زیادہ تجربہ رکھتی ہو۔"

"جب میرے ساتھ رہو گے تو معلوم ہوگا کہ میں بابا صاحب کے ادارے اور مقتول فرہاد کی فیملی کے بارے میں بھی تم سے زیادہ جانتی ہوں۔ تم میری معلومات اور تجربات سے بہت فائدے اٹھاؤ گے۔"

"اس میں شبہ نہیں کہ میں تمہارے تجربات سے فائدے اٹھا سکتا ہوں لیکن برا نہ ماننا' تم پر کوئی احمق ہی بھروسا کرسکتا ہے۔"

"تم میری انسلٹ کررہے ہو۔"

"سچائی کو تسلیم کرو۔ تم مقتول فرہاد کی فیملی میں بہو بن کر نہ رہ سکیں۔ تم پارس کی شریکِ حیات تھیں لیکن تمہیں فرہاد کے خاندان اور بابا صاحب کے ادارے میں کبھی نہیں بلایا گیا۔ انہوں نے تم پر اعتماد نہیں کیا اور تم نے اچانک پارس سے رشتہ توڑ کر ثابت کردیا کہ قابلِ اعتماد نہیں ہو۔"

"تم ان کا یہ تاریک پہلو نہیں دیکھ رہے ہو کہ انہوں نے میری بیٹی مجھ سے چھین لی ہے؟"

"یہ تو سب جانتے ہیں کہ پارس نے بڑی فراخ دلی سے تمہیں بیٹی کو لے جانے کی اجازت دی تھی اور تم اسے لے گئی تھیں۔ اس کے گم ہونے کے بعد تم انہیں الزام دے رہی ہو۔"

"کیا تم جھگڑا کرو گے؟ دوستی کا ارادہ نہیں ہے؟"

"تم سے ہمیشہ دوستی رکھوں گا مگر بہت محتاط رہ کر۔"

"امریکا کے کام بھی آؤ گے اور مجھ سے بھی دوستی کرو گے۔ کیا یہ دوغلی پالیسی نہیں ہے؟"

"میں حاتم طائی کی طرح سب کے لیے نیکیاں کرکے دریا میں ڈالنا چاہتا ہوں۔"

"اس بات کو سچائی سے کہو کہ سب ہی کو دوستی کا جھانسا دے کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہو۔"

"چلو یہی سمجھ لو۔ تمہارے کام آکر تمہیں بھی فائدہ پہنچاؤں گا اور خود بھی فائدہ اٹھاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ ابھی اپنی روش پر چلو۔ جب کبھی مصیبت میں ہو تو میرے پاس آنا۔ میں کسی لالچ کے بغیر تمہارے کام آؤں گی۔"

وہ مہاراج کے دماغ سے نکل آئی۔ ان دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے لازمی ہوگیا تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ طاقت ور اور کارآمد بن کر بڑے ممالک کے حکمرانوں کے لیے اہمیت اختیار کرلیں اور ایسے خطرناک بھی بن جائیں جیسے میں برسوں سے خطرہ بن کر رہا کرتا تھا۔

صرف ٹیلی پیتھی کے ذریعے طاقت حاصل نہیں کی جاسکتی تھی۔ مہاراج کے پاس ٹیلی پیتھی کے علاوہ کالا جادو کا علم تھا۔ اس کے باوجود وہ کبھی دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر برتری حاصل نہ کرسکا کیونکہ اس کے پاس بہت کچھ ہونے کے باوجود ذہانت نہیں تھی۔ وہ الجھا دینے والی چالیں چلنا نہیں جانتا تھا اسی لیے وہ کبھی کسی بڑے ملک کے لیے بہت زیادہ اہم نہیں رہا۔

اب اس لیے اہم ہوگیا تھا کہ ٹیلی پیتھی کے میدان میں کوئی شہ زور نہیں رہا تھا۔ صرف ایک الپا اس کے مقابلے پر تھی اور وہ ایک جاہل مرد کی طرح سوچتا تھا کہ ایک عورت اس سے کیا مقابلہ کرے گی۔ کبھی ہاتھ آگئی تو اس کی گردن مروڑ دے گا۔ اب اتنی بڑی دنیا میں ٹیلی پیتھی کی بادشاہت صرف اس ایک مرد کے لیے ہی ہے۔

مہاراج کی طرح الپا کی سوچ بھی یہی تھی کہ اب اس کی ٹیلی پیتھی کے سامنے مہاراج نہیں ٹھہر سکے گا۔ اس سے مات کھاتا رہے گا۔ کبھی کبھی نیلماں خیال خوانی کیا کرتی تھی۔ اب وہ خالی میدان میں آکر برتری حاصل کرنا چاہے گی تو اس سے بھی نمٹ لیا جائے گا۔

الپا اور مہاراج دونوں ہی اس بات سے بے خبر تھے کہ ان دونوں کے علاوہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔ ثانی کی خیال خوانی کے بارے میں کسی کو علم نہیں تھا۔ وہ کئی بار خود کو نیلماں کہہ کر ضرورت کے وقت دوسروں سے رابطہ کرتی رہی تھی۔

اور اصل نیلماں اپنی پچھلی زندگی بھول کر خیال خوانی بھی بھولی ہوئی تھی۔ پورس کو یقین تھا کہ وہ کبھی نہ کبھی بھولے ہوئے ٹیلی پیتھی کے علم کو یاد کرے گی اور اس کے لیے ایک قوت بن جائے گی۔

ابھی دنیا والوں کو ثنا پاشا اور سید جلال الدین پاشا کے بارے میں معلوم نہیں تھا۔ ان دونوں کے علاوہ گرو مرلی دھریاندرے ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کا حامل تھا۔ فی الحال پورس نے زہریلی گولی سے اسے زخمی کرکے ناکارہ بنا دیا تھا۔ مرلی دھریاندرے زندہ تو رہتا لیکن زہریلی گولی کے نتیجے میں کبھی اس کا زخم نہ بھرتا اور وہ آتما شکتی اور ٹیلی پیتھی سے محروم رہتا۔

اگرچہ ٹیلی پیتھی سے محروم ہونے والوں کا ذکر اب نہیں ہونا چاہیے لیکن مرلی دھریاندرے کا ذکر اس لیے ضروری ہے کہ اس نے بڑی تپسیا اور دھیان گیان کے بعد ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کا علم حاصل کیا تھا۔ محنت اور ریاضت سے حاصل کیا ہوا قدرتی علم کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ البتہ وہ علم حالات کے تحت کمزور پڑجاتا ہے۔ مرلی دھریاندرے کی بہن ورشا باندرے نے یہ عہد کیا تھا کہ وہ جڑی بوٹیوں کے ذریعے اپنے بھائی کے زخم سے زہر کے اثرات ختم

کرے گی۔ پھر زخم بھرنے کے بعد وہ ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کے ذریعے دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر حاوی رہا کرے گا۔

ویسے آئندہ کیا ہونے والا ہے' یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ ابھی تو صرف الپا اور مہاراج ہواؤں میں اڑ رہے تھے۔ الپا کی یہ برسوں سے خواہش تھی کہ وہ پارس کو اپنا تابعدار بنا کر رکھے۔ جب وہ تابعدار بن جائے تو اپنی تمام محبتیں اس کے قدموں میں نچھاور کرتی رہے۔ جہاں تک دل سے محبت کرنے کا تعلق ہے' الپا دل و جان سے پارس کو چاہتی تھی۔ اس نے اپنی زندگی میں پارس کے سوا کسی مرد کو نہیں آنے دیا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے اندر ماں بننے کا جذبہ پیدا ہوا تو اس نے کسی دوسرے شخص سے شادی نہیں کی بلکہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے مطابق اس نے جو ٹیوب بے بی پیدا کی' اس کا باپ پارس تھا۔ اور یہ حقیقت پارس کو کئی ماہ بعد معلوم ہوئی تھی۔

وہ پارس کی دیوانی تھی مگر اس کی دیوانگی میں خود غرضی تھی۔ یہی سوچتی رہتی تھی کہ اپنے مذہب کے لیے' اپنی یہودی قوم کی خاطر پارس پر کسی طرح تنویمی عمل کرکے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنانے کے بعد اسے بھی یہودی بنا لے۔ اس نے کئی بار کوششیں کیں مگر ناکام رہی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ پارس سے ہونے والے بچے مسلمان ہوں۔ وہ بچے اسی صورت میں یہودی ہو سکتے تھے جب وہ پارس کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیتی۔ اپنی کوششوں میں ناکام ہونے کے بعد اس نے ٹیوب بے بی پیدا کی تھی اور وہ بھی اس کے پاس نہیں رہ پائی تھی۔

اب میری ہلاکت کا یقین آنے کے بعد الپا کے سامنے سے گویا پہاڑ ہٹ گیا تھا۔ اب اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ پارس کو آسانی سے نہ سہی مشکل سے سہی' ٹریپ کر سکے گی۔ کسی طرح اسے اپنے قابو میں لا کر اس پر تنویمی عمل کر سکے گی۔ اس بار ناکامی کا چانس نہیں تھا۔ وہ ذہانت اور چالاکی سے کام لے کر کامیاب ہو سکتی تھی۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرکے اس کے پاس آئی۔ وہ بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا "کون ہے؟"

الپا نے کہا "تم تو میرے آتے ہی مجھے پہچان لیا کرتے تھے۔"

"اچھا تم ہو الپا! میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ تم میری دماغی کمزوری کو محسوس کر سکتی ہو۔"

"ہاں محسوس کر رہی ہوں لیکن دماغی کمزوری کے باوجود تم نے سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیا۔"

"میرا دماغ اتنا بھی کمزور نہیں ہے کہ کوئی میرے اندر آکر اپنی من مانی کر سکے۔"

"یہ تو میں جانتی ہوں تم غیر معمولی دماغی توانائی رکھتے ہو۔ ویسے تمہیں کیا ہوا ہے؟ کیا بیماری ہے؟"

اس کے جواب دینے سے پہلے ہی ثانی کی آواز سنائی دی "یہ لو۔ گرم دودھ پی لو اور دماغ کو ہدایات دے کر سو جاؤ۔ صبح دس بجے تمہارا آپریشن ہونے والا ہے۔"

الپا نے پوچھا "کیا تم اسپتال میں ہو؟ تمہارا آپریشن ہونے والا ہے؟ کیا ہوا ہے تمہیں؟"

"پلیز چلی جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ ثانی کو میرے دماغ میں تمہاری موجودگی کا علم ہو۔"

ثانی نے پوچھا "تم کہاں کھوئے ہوئے ہو۔ دودھ کا گلاس کیوں نہیں پکڑ رہے ہو؟"

پارس نے چونک کر کہا "کچھ نہیں آپریشن کے بارے میں سوچ رہا تھا۔"

ثانی نے کہا "تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔ کیا تمہارے دماغ میں کوئی بول رہا ہے؟"

"نہیں۔ تم کبھی کبھی سوکن بن کر شبہ کرتی ہو کہ الپا تم سے چھپ کر میرے دماغ میں آکر میرا دل لبھاتی ہے۔"

ثانی نے کہا "تم نے الپا سے علیحدگی اختیار کی ہے لیکن اسے طلاق نہیں دی۔ پھر کیا میں سوکن بن کر نہ بولا کروں۔"

پارس نے سوچ کے ذریعے کہا "پلیز الپا جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ تم میاں بیوی کے جھگڑے کا تماشا دیکھو۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ الپا کی سوچ کی لہروں کو واپس جانا پڑا۔ پارس نے مسکرا کر ثانی سے کہا "بے چاری چلی گئی۔"

ثانی نے مسکرا کر کہا "بے چاری کے لیے بے چین کیوں ہو رہے ہو۔ کل وہ آپریشن کے وقت آئے گی۔"

الپا دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی "پارس اسپتال میں ہے۔ شاید باپ کی ہلاکت سے شاک پہنچا ہے لیکن اس کا تو آپریشن ہونے والا ہے۔ شاک پہنچنا ایک الگ سی بات ہے۔ اسے کوئی اندرونی بیماری ہے جس کے باعث آپریشن ہونے والا ہے۔"

وہ تجسس میں تھی۔ کچھ دیر تک سوچتی رہی۔ اس کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کرنے کی بے چینی تھی لیکن دماغ نے سمجھایا۔ پارس دودھ پینے کے بعد اپنے دماغ کو ہدایات دے کر سو گیا ہوگا۔ ایسے میں وہ جائے گی تو پارس پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی جاگ جائے گا۔ اس کے پاس رہنے والی ثانی کو شبہ ہوگا کہ الپا اس کے دماغ میں آئی ہوئی ہے۔

دانش مندی یہ تھی کہ وہ صبر کرتی۔ کل آپریشن کے بعد اس کا دماغ کمزور رہے گا تو وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکے گا۔ پھر وہ بہ آسانی اس پر تنویمی عمل کر سکے گی۔ اس نے اس رات صبر کیا۔ دوسری صبح دس بجے اس کے دماغ میں پہنچی تو وہ بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ آپریشن ہو رہا ہے یا ہو چکا ہے۔ ایسے وقت اس کے خیالات پڑھے نہیں جا سکتے تھے اور نہ ہی اس کے اندر رہ کر آس پاس کی آوازیں سنی جا سکتی تھیں اس لیے وہ واپس آکر اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگی۔ تقریباً دو گھنٹے بعد اس کے پاس گئی تو وہ ہوش میں آچکا تھا لیکن وہ غیر معمولی دماغ رکھنے والا اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہا تھا۔ اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ پتے کا آپریشن تھا۔ ثانی اس کے پاس رہ کر اس کی تیمارداری کر رہی تھی۔ اسے یہ معلوم کرکے حیرانی ہوئی کہ وہ اسرائیل میں یہودی میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے تھے اور اس وقت تل ابیب کے ایک اسپتال میں تھے۔

ایک یہودی کی حیثیت سے پارس کا نام جیمس رونالڈ اور ثانی کا نام اولیوا جیمس تھا۔ پارس پر تنویمی عمل کے دوران میں معلوم ہوا کہ وہ اپنی بیٹی مونا کی تلاش میں آیا ہے۔ اسے شبہ ہے کہ الپا نے بیٹی کو چھپا کر رکھا ہے اور دوسروں کے سامنے دکھاوے کے لیے واویلا کر رہی ہے کہ بیٹی گم ہو گئی ہے یا پارس نے اسے اپنے پاس چھپا کر رکھا ہے۔

اس نے تنویمی عمل کے ذریعے پارس کی مکاریوں کو سمجھا۔ پھر اپنے عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا۔ اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہی۔ اس کی ازلی خواہش پوری ہو گئی تھی۔ جس مسلمان کو اپنے جسم و جان کا مالک بنایا تھا' اب اسے یہودی بنا کر رکھ سکتی تھی۔

ثانی اور پارس ہندوستان میں تھے۔ وہ خیال خوانی کر رہی تھی۔ پارس نے پوچھا "وہ کیا کر رہی ہے؟"

ثانی نے کہا "اس بے چارے جیمس رونالڈ پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے اور خوشی سے پاگل ہو رہی ہے کہ اب تمہیں یہودی بنا کر رکھے گی۔"

پارس نے ناگواری سے کہا "پاگل کی بچی! ابھی سمجھ نہیں پائے گی کہ ماما (آمنہ) نے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی ازلی خواہش پوری کر دی ہے۔ اب وہ ایک یہودی کو پارس سمجھ کر ملتی رہے گی۔"

○☆○

امریکی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران مہاراج سے دوسری بار رابطہ کرنا چاہتے تھے۔ مہاراج نے اپنے ایک آلۂ کار کا موبائل نمبر دیا تھا۔ اس فون میں کچھ خرابی پیدا ہو گئی تھی یا مہاراج نے آلۂ کار کے ذریعے کوئی خرابی پیدا کر دی تھی تاکہ ان سے فیصلہ کن معاملات طے کرنے میں ذرا تاخیر ہوتی رہے۔

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے فون کی گھنٹی سنی۔ فوراً ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو کون؟"

"میں کنگ کافو بول رہا ہوں۔"

رابرٹو' موریتا' ڈان ون اور ڈان ٹو کی طرح کنگ کافو کی بھی ایک خفیہ ایجنسی تھی' جو کارکردگی کے اعتبار سے رابرٹو کی خفیہ ایجنسی سے کم نہیں تھی۔ دونوں ہی ایجنسیاں بڑے ممالک کی بڑی خطرناک تنظیموں کے اہم خفیہ سیاسی مسائل حل کیا کرتی تھیں۔ کسی بھی ملک کے باغیوں کو یا اپوزیشن لیڈروں کو قتل کرنے اور کسی بھی ملک کے اہم راز چرا کر لانے کے لیے بھاری معاوضے حاصل کیا کرتی تھیں۔

وہ دونوں ایجنسیاں ایک دوسرے کی مخالف تھیں۔ ان کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ ایک دوسرے کے مقابلے میں بڑے ممالک سے کوئی بہت بڑا ٹھیکا حاصل کریں۔ اس بار رابرٹو نے مجھے قتل کرانے کا بہت بڑا ٹھیکا لیا تھا اور اپنی دانست میں اس کی ایجنسی مجھے قتل کرانے کے بعد تمام بڑے ممالک اور خطرناک تنظیموں کے لیے بہت اہم اور قابلِ اعتماد ہو گئی تھی۔

کنگ کافو نے فون کے ذریعے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا۔ "پہلے تو مبارک باد وصول کریں۔ آپ نے رابرٹو کی ایجنسی کو ٹھیکا دے کر بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہماری دنیا میں کرائے کا کوئی قاتل فرہاد جیسے پہاڑ کو کاٹ کر رکھ دے گا۔ کیا آپ کو یقین تھا کہ رابرٹو کی ایجنسی اتنا بڑا کارنامہ انجام دے سکے گی؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "سچ تو یہ ہے کہ ہمیں یقین نہیں تھا۔ ہماری توقع کے خلاف رابرٹو نے کمال کر دکھایا ہے۔"

"آپ اپنے یہ الفاظ یاد رکھیں کہ رابرٹو کا کارنامہ توقع کے خلاف ہے کیونکہ جو بات توقع کے خلاف ہوتی ہے' وہ توقع پر پوری نہیں اترتی۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"میں جو کہنا چاہتا ہوں' وہ آنے والا وقت بتائے گا کیونکہ میں ابھی یقین اور بے یقینی کے درمیان ہوں۔ ہم درخت کاٹ کر گرا دیتے ہیں وہ گر جاتا ہے' مرتا نہیں ہے۔ اس کی جڑیں زمین کے اندر ہوتی ہیں۔ وہاں سے پھر ایک درخت نکل آتا ہے۔ جنہوں نے فرہاد کو قتل کرنے کا دعویٰ کیا ہے وہ بھی قتل کر دیے گئے ہیں۔ کرائے کے جو قاتل افغانستان جا رہے ہیں' وہ بھی قتل کیے جا رہے ہیں۔ فرہاد کی موت سے آپ کو فائدہ کیا پہنچا؟"

"کیا تم فائدہ پہنچانے آئے ہو؟"

"ہاں۔ عرض کرنے آیا ہوں۔ آپ نے فرہاد کو قتل کرنے کی ذمے داری رابرٹو کو دی تھی۔ اب جو مسلمان دہشت گرد افغانستان میں پناہ لے رہا ہے اس کے قتل کی ذمے داری آپ مجھے دیں۔ اگر یہ ذمے داری بھی آپ نے رابرٹو کو دی تو آپ ناکام رہیں گے۔"

"تم ناکامی کی پیش گوئی کس بنیاد پر کر رہے ہو؟"

"میرا اپنا حساب کتاب ہے۔ میں اپنے طور پر حالات کا جائزہ لے کر آپ سے عرض کر رہا ہوں' اس بار رابرٹو ناکام رہے گا۔ آپ کامیابی چاہتے ہیں تو مسلمان دہشت گرد کو ٹھکانے لگانے کی ذمے داری مجھے دیں۔"

"ہم مانتے ہیں کنگ کافو! تم بہت زبردست ہو۔ تم نے بھی بڑے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں لیکن اصول کی بات ہے۔

جیتنے والے کو انعام بھی دیا جاتا ہے اور اس کا حوصلہ بڑھانے کے لیے اسے آئندہ بھی ٹھیکے دیے جاتے ہیں۔"

"آپ بھول رہے ہیں کہ میں نے بھی آپ کے لیے بڑے کارنامے انجام دیے تھے۔ کیا ان کا صلہ مجھے نہیں ملے گا؟"

"ملے گا۔ اگر رابرٹو ناکام ہوگا۔"

"کوئی بات نہیں۔ رابرٹو کی ناکامی چند روز میں ثابت ہو جائے گی۔ پھر مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے ضرور یاد کریں گے۔"

کنگ کافو نے ریسیور رکھ کر اپنے خاص دستِ راست ہرمول بیکر کو دیکھا۔ ہرمول بیکر مخالف ایجنسی کے ڈان ون اور ڈان ٹو کی طرح قد آور باڈی بلڈر' ایک خطرناک فائٹر اور بے رحم قاتل تھا۔ اس نے کنگ کافو سے کہا "ماسٹر! میں ٹیلی فون کے .... اسپیکر سے ادھر کی باتیں سن رہا تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ رابرٹو کی ایجنسی نے ایک ناقابلِ یقین کارنامہ انجام دے کر اپنی قدر و قیمت بڑھالی ہے لیکن ہم قیمت گرانا بھی جانتے ہیں۔"

کنگ کافو نے کہا "یہی میں چاہتا ہوں۔ رابرٹو اور دونوں ڈان کو اس طرح ٹھکانے لگاؤ کہ ان کی ہلاکت کا الزام مقتول فرہاد کے بیٹوں پر آئے۔"

"آئیڈیا اچھا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان معاملات میں ہمارے ہاتھ صاف ہیں۔ فرہاد کے بیٹے رابرٹو وغیرہ سے انتقام لے رہے ہیں۔"

اس رات مورینا وہسکی پی رہی تھی۔ رابرٹو کہہ رہا تھا "میں نہیں پیتا' تمہارے دونوں بھائی نہیں پیتے۔ اس طرح ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ کیا تم یہ فضول سی عادت نہیں چھوڑ سکتیں؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "اس خوشی میں تم سب کو پینا چاہیے کہ ٹیلی پیتھی کا شہنشاہ مٹی میں مل چکا ہے۔ جب وہ ہم تک نہیں پہنچ پایا تھا تو دوسرے کیا خاک پہنچیں گے؟"

"وہ ہم تک نہیں پہنچ پایا لیکن تم نے دیکھا ہے کہ دنیا کی تمام سیکیورٹی ایجنسیاں فرہاد کے قاتلوں کو نہ بچا سکیں۔ بابا صاحب کے ادارے والوں نے شاید اسی لیے چالیس دنوں تک سوگ منانے کے بہانے خاموشی اختیار کی ہے کہ وہ فرہاد کو قتل کرانے والوں کا بھی سراغ لگائیں۔ وہ ہمارا پتا ٹھکانا معلوم کرنے کی کوششیں کر رہے ہوں گے۔"

وہ پہلے جام کا آخری گھونٹ پی کر بولی "وہ تمام عمر کوششیں کرتے رہیں پھر بھی یہ راز معلوم نہیں کر سکیں گے کہ اس خفیہ ایجنسی کے اہم کردار ہم ہیں۔"

"وہ نہیں جانتے لیکن ہماری مخالف ایجنسی کا باس کنگ کافو اور اس کا وہ خطرناک ماتحت ہرمول بیکر ہمیں جانتا ہے۔"

"خطرناک ماتحت ہرمول بیکر؟" وہ حقارت سے بولی "میرے دونوں باڈی بلڈر بھائی اسے جوتوں تلے مسل دیں گے۔"

"میں ہرمول بیکر اور تمہارے پہلوان بھائیوں کے مقابلے کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ میری بات سمجھو۔ فرہاد کے بیٹے ہماری مخالف ایجنسی کے ذریعے ہم تک پہنچ سکتے ہیں۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ وہ دوسرا جام بناتے ہوئے اور ہنس کر بولی "گھنٹی بول رہی ہے کہ وہ ہم تک پہنچ گئے ہیں۔ خوف سے تمہاری جان نکل رہی ہوگی۔ ریسیور مت اٹھاؤ۔ خطرے کی گھنٹی آخر کب تک بجے گی؟"

رابرٹو نے اسے بے بسی سے دیکھا۔ اس کے پہلوان بھائیوں کے خوف سے وہ اسے برا بھلا بھی نہیں کہتا تھا۔ اس نے بیڈ کے سرے پر بیٹھ کر فون کا ریسیور اٹھایا پھر اسے کان سے لگا کر بولا۔ "ہیلو۔"

دوسری طرف سے فہمی نے کہا "میں بول رہی ہوں۔"

"میں کون؟ اپنا نام بتاؤ؟"

"موت کا کوئی نام نہیں ہوتا۔ وہ کسی بھی نام سے آجاتی ہے۔"

"تم کون ہو؟ اس طرح پُراسرار کیوں بن رہی ہو؟"

"جب تک موت نہیں آتی' پُراسرار لگتی ہے۔ آجائے تو اسرار ختم ہو جاتا ہے۔ میرے ریوالور میں چار گولیاں ہیں۔ پہلی گولی مورینا کے لیے ہے تاکہ ابھی تمہیں یقین آجائے کہ موت ان ہی لمحات میں اس کمرے کے اندر آسکتی ہے۔"

وہ مورینا سے بولا "فون پر کوئی عورت ہمیں دھمکی دے رہی ہے۔ کہہ رہی ہے ابھی تمہیں گولی ماردی جائے گی۔"

وہ ہنسنے لگی "رابرٹو! تم نہیں پیتے ہو مگر پینے والوں کی طرح بہکتے ہو۔ تم نے اپنے ہاتھوں سے تمام کھڑکیاں دروازے اندر سے بند کیے تھے۔ پھر گولی مارنے والی چڑیل کیا جادو سے یہاں آجائے گی؟"

فہمی نے فون پر کہا "رابرٹو! وہ یقین نہیں کرے گی اور تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا کہ موت بند دروازوں کے اندر کیسے چلی آتی ہے۔ جب مورینا کو گولی لگے اور وہ مرجائے تو پھر یاد رکھنا کہ میرے ریوالور کی دوسری گولی ڈان ون کے لیے ہے۔ تیسری ڈان ٹو کے لیے اور چوتھی اور آخری گولی تمہارے لیے ہے۔"

وہ بولا "موت کا نام ایک الگ بات ہے اور کسی گولی مارنے والی کا نام دوسری بات ہے۔ میں بھول گیا تھا کہ میں نے ہی اپنے بنگلے کے تمام دروازے اندر سے بند کیے ہیں۔ پھر تم اندر کیسے آؤگی؟"

"یہ تمہیں پندرہ منٹ کے اندر معلوم ہوگا۔ اگر احتیاطی تدابیر کرنا چاہو تو دونوں ڈان کو فون کرکے بتاؤ کہ ابھی پندرہ منٹ کے اندر ان کی بہن کو قتل کیا جائے گا۔ اس کے بعد ڈان ون کو صبح تک دوڑایا جائے گا تاکہ وہ کہیں بھی بھاگ کر اپنی جان بچا سکے۔ پھر ڈان ٹو اور تمہاری باری کب آئے گی' یہ بعد میں بتاؤں گی۔ فون کا یہ رابطہ ختم ہوتے ہی مورینا کو بچانے کے لیے صرف پندرہ منٹ کا وقت رہے گا۔"

اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔ رابرٹو نے فوراً ہی ڈان ون سے رابطہ کرکے اسے بتایا کہ ایک دھمکی آمیز فون پر اسے کیا کہا گیا ہے؟ ڈان ون نے کہا "یہ دھمکی مضحکہ خیز لگتی ہے۔ پھر بھی تم اپنے بنگلے کی تمام کھڑکیاں اور دروازے چیک کرو۔ وہ اندر سے بند ہوں تب بھی تمام کمروں میں جاکر دیکھو۔ ہوسکتا ہے' تمہاری لاعلمی میں وہاں کوئی چھپا ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی دیکھ رہا ہوں۔ تم فون کو آن رکھو۔"

رابرٹو تیزی سے چلتا ہوا بنگلے کے ہر کمرے کے دروازے کو چیک کرنے لگا۔ اس نے وہاں کے ایک ایک گوشے کو دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس نے فون پر کہا "تمام دروازے بند ہیں اور اندر کوئی نہیں ہے۔ میں رِسٹ واچ دیکھ رہا ہوں۔ پندرہ منٹ پورے ہونے...."

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی "ٹھائیں" سے گولی چلنے کی آواز سنائی دی۔ دوسری طرف سے ڈان ون نے چونک کر پوچھا۔ "یہ فائر کی آواز کہاں سے آئی ہے؟"

رابرٹو دوڑتا ہوا اپنے بیڈ روم میں آیا پھر دروازے پر پہنچتے ہی ٹھٹک گیا۔ مورینا صوفے سے نیچے گری ہوئی تھی۔ اس کی پیشانی میں موجود سوراخ سے خون ابل رہا تھا اور اس کے دیدے پھیل کر ساکت ہوگئے تھے۔

وہ فون پر لرزتی ہوئی آواز میں بولا "ڈان! ہم لٹ گئے۔ تمہاری بہن' میری جانِ حیات مرچکی ہے۔ اس کی پیشانی پر گولی لگی ہے۔ اور اس کا اپنا ہی پستول اس کے قریب قالین پر پڑا ہوا ہے۔"

ڈان ون نے گرج کر پوچھا "جب تمہارے سوا وہاں کوئی نہیں ہے تو پھر اسے کس نے گولی ماری ہے؟"

"میں کیا بتاؤں؟ تم خود آکر دیکھ لو۔ یہاں کوئی نہیں ہے۔ میں تم سے فون پر مسلسل رابطہ رکھے ہوئے تھا اور دوسرے کمرے میں تھا۔ یہاں آکر دیکھا تو وہ خود کو موت کہنے والی اپنے پندرہ منٹ پورے کرچکی تھی۔ مورینا کی لاش دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے اس نے خودکشی کی ہو۔"

"میں ابھی آرہا ہوں۔ تم ڈان ٹو کو اس ٹریجڈی کی اطلاع دو۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ ڈان ون اس وقت ایک ریستوران میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر فوراً ہی بل ادا کرکے تیزی سے چلتا ہوا سڑک کے کنارے اپنی کار کے اندر آیا۔ اسے اسٹارٹ ہی کر رہا تھا کہ فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے جیب سے موبائل نکال کر آن کیا پھر پوچھا "ہیلو کون؟ رابرٹو؟"

دوسری طرف سے علی نے کہا "تم رابرٹو کے گھر میں موت کی آواز اور اپنی بہن کی ابدی خاموشی کا ذکر سن چکے ہو۔ رابرٹو تمہیں یہ بھی بتا چکا ہے کہ ریوالور کی دوسری گولی تمہارے لیے ہے۔ کیا بہن کی موت کے بعد بھی تم ہماری باتوں کو دھمکی سمجھ رہے ہو؟"

"کون ہو تم؟"

"موت مونث ہے۔ میں اس کا مذکر ہوں۔"

"میں سمجھ گیا۔ تم کنگ کافو کے تلوے چاٹنے والے کتے ہرمول بیکر ہو۔"

"تم صرف دوسری گولی کو یاد رکھو اور صبح پانچ بجے تک اپنی سلامتی کے لیے بھاگتے رہو۔ اپنے آقاؤں سے سیکیورٹی طلب کرتے رہو۔ صبح ٹھیک پانچ بجے تمہاری سانسیں تمہارا ساتھ چھوڑ دیں گی۔"

"مجھے بچوں کی طرح نہ ڈراؤ۔ سامنے آکر مقابلہ کرو۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی دھماکا سا ہوا۔ اس کی کار کا ایک پہیہ زوردار آواز کے ساتھ پھٹ گیا تھا۔ اب وہ کار میں نہیں جاسکتا تھا اور سوچے سمجھے بغیر کار سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ اتنا تو سمجھ میں آگیا تھا کہ اس پر گولیاں چلانے والا قریب ہے۔

کچھ لوگ جمع ہوگئے تھے۔ ایک پولیس والا آکر پوچھنے لگا "یہ وھیل کیسے برسٹ ہوگیا؟"

ڈان ون نے کہا "کسی نے گولی چلا کر اس کار کو بیکار کردیا ہے۔ وہ مجھے فون پر دھمکیاں دے رہا ہے۔ آپ بھی سنیں۔"

اس نے موبائل فون پولیس والے کی طرف بڑھایا۔ وہ فون کو کان سے لگا کر بولا "کون ہے؟ کیا تم ایک شریف آدمی کو پریشان کر رہے ہو؟"

علی نے کہا "ہماری دنیا میں شریف آدمیوں کو ہی پریشان کیا جاتا ہے۔ میں تو اسے سمجھا رہا ہوں کہ کوئی دشمن اسے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اسے اپنے بچاؤ کی فکر کرنی چاہیے۔"

پولیس مین نے پوچھا "وہ دشمن کون ہے؟"

"اگر یہ معلوم ہوتا تو میں پولیس والا بن جاتا۔ یہ تمہارا فرض ہے۔ اسے حفاظت سے کہیں پہنچا دو لیکن ہوشیاری سے' کیوں اسے لگنے والی گولی غلطی سے تمہیں بھی لگ سکتی ہے۔"

اس نے فوراً ہی موبائل فون ڈان ون کو دے کر کہا "پتا نہیں تم نے کسے اپنا دشمن بنالیا ہے۔ جتنی جلدی ہوسکے' اپنی سیکیورٹی کا انتظام کرو۔ میری ڈیوٹی کا وقت ختم ہوچکا ہے۔ میں گھر جارہا ہوں۔"

ڈان ون نے موبائل فون کان سے لگا کر کہا "چھپ کر حملہ کرنا بزدلی ہے۔ مرد ہو تو سامنے آؤ۔"

"تم کرائے کے قاتلوں سے بڑی اہم شخصیتوں کو ہلاک کراتے ہو۔ کبھی مرد کی طرح سامنے نہیں آتے۔ اپنی گھڑی دیکھو۔ گیارہ بج کر بیس منٹ ہوئے ہیں۔ تمہاری زندگی صرف پانچ گھنٹے چالیس منٹ کی رہ گئی ہے۔ تم کار سے نکل کر کہیں بھی پناہ لینے جاسکتے ہو۔ میں پانچ بجے سے پہلے تمہیں قتل نہیں کروں گا۔"

اس نے فون کو آف کر کے اپنے بھائی ڈان ٹو سے رابطہ کیا پھر پوچھا "تمہیں مورینا کی ہلاکت کے بارے میں معلوم ہو چکا ہو گا؟"

ڈان ٹو نے کہا "ہاں۔ میں رابرٹو کے بنگلے کی طرف جارہا ہوں۔ تم کب تک پہنچ رہے ہو؟"

"میں کیسے پہنچوں۔ کیا رابرٹو نے تمہیں دشمن کا یہ چیلنج نہیں بتایا تھا کہ دوسری گولی مجھے' تیسری تمہیں اور چوتھی گولی رابرٹو کو ماری جائے گی؟"

"ہاں۔ رابرٹو نے مجھے یہ سب کچھ بتایا تھا۔ کیا تم خطرہ محسوس کررہے ہو؟"

"محسوس کیا کرتا ہے۔ میں خطرے سے دوچار ہوں۔ وہ صبح ٹھیک پانچ بجے مجھے قتل کرنے کا چیلنج کرچکا ہے۔ اس سے پہلے مجھے دوڑتے بھاگتے ہوئے اپنے آقاؤں سے سیکیورٹی طلب کرنے کو کہہ رہا ہے۔ اس نے گولی مار کر میری کار کا پہیہ برسٹ کردیا ہے۔ اس کا مطلب ہے' وہ مجھے گاڑی کے بغیر پیدل چلنے اور دوڑنے پر مجبور کررہا ہے۔"

"مجھے بتاؤ۔ تم کہاں ہو۔ میں اپنی گاڑی لارہا ہوں۔"

ڈان ون اسے ریستوران کا پتا بتا کر ان تمام کرائے کے قاتلوں سے رابطہ کرنے لگا جو اس کی ایجنسی سے معاوضہ لے کر مطلوبہ شخص کو قتل کیا کرتے تھے۔ اس نے ان قاتلوں کو اپنے موجودہ حالات بتائے۔ ان سب نے اسے یقین دلایا کہ وہ آدھے گھنٹے کے اندر اس کے آس پاس آکر ڈھال بن جائیں گے اور جیسے ہی دشمن نظر آئے گا' اسے گولی ماردیں گے۔

ڈان ٹو نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے اپنے بھائی کی طرف جاتے ہوئے فون کے ذریعے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا۔ اسے بتایا کہ مورینا' دونوں ڈان اور رابرٹو کو ہلاک کرنے کا چیلنج کیا گیا تھا۔ اس چیلنج کے مطابق مورینا کو قتل کردیا گیا ہے۔ اب ڈان ون کو صبح پانچ بجے قتل کرنے کی دھمکی دی ہے اور ایسے حالات پیدا کیے جارہے ہیں کہ ڈان ون غیر محفوظ ہوگیا ہے۔ ان کا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کے لیے اسپیشل سیکیورٹی فورس کا انتظام کریں۔

اعلیٰ افسر نے کہا "ابھی تم سب کی حفاظت کا انتظام کیا جارہا ہے۔"

ڈان ٹو نے کہا "سیکیورٹی مضبوط نہیں ہوگی تو ہم سب سومنا اور کارمل کی طرح مارے جائیں گے۔"

"سومنا اور کارمل کا معاملہ دوسرا تھا۔ یہ نہ سمجھو کہ مقتول فرہاد کے بیٹے تم لوگوں سے انتقام لے رہے ہیں۔ وہ شاید تمہاری خفیہ ایجنسی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔ دراصل کنگ کافو تم سب کو ختم کرکے ہم سے دوسرا بڑا ٹھیکا حاصل کرنا چاہتا ہے۔"

ڈان ٹو نے حیرانی سے پوچھا "آپ کیسے جانتے ہیں کہ کنگ کافو ہم سے دشمنی کررہا ہے؟"

"اس نے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ افغانستان میں اس مسلمان دہشت گرد کو قتل کرنے کا کنٹریکٹ مجھ سے چاہتا تھا۔ میں نے کہہ دیا کہ یہ ذمے داری تم لوگوں کو دے دی گئی ہے۔ اس نے چیلنج کیا تھا کہ تم لوگ یہ کام نہیں کرپاؤ گے اور میں مجبور ہو کر اسے یہ کام سونپ دوں گا۔"

"میں سمجھ گیا۔ کنگ کافو ہم سب کو راستے سے ہٹا کر یہ دوسرا کنٹریکٹ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ آپ کا شکریہ۔ آپ نے دشمن کی نشان دہی کی ہے۔ اب وہ زندہ نہیں رہے گا۔"

اس نے رابطہ ختم کرکے فون کے ذریعے ڈان ون کو امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کی باتیں بتائیں۔ اس سے کہا "دشمن کا پتا چل گیا ہے۔ میں آرہا ہوں۔ ہم دونوں کنگ کافو سے نمٹنے جائیں گے۔"

پھر اس نے فون کے ذریعے رابرٹو سے کہا "مورینا کی لاش کا پوسٹ مارٹم ہوجائے تو اس کی تدفین کے انتظامات کرو۔ ہم اپنے دشمن سے نمٹ کر جلد سے جلد آئیں گے۔"

ڈان ون نے کنگ کافو سے فون پر کہا "ہمیں توقع نہیں تھی کہ تم اگلا کنٹریکٹ حاصل کرنے کے لیے اس حد تک آگے جاؤ گے اور میری بہن مورینا کو قتل کراؤ گے۔ اب تمہارے کرائے کے قاتل میرے پیچھے پڑے ہیں۔ مجھ سے کہا جارہا ہے کہ میں صبح کے بعد زندہ نہیں رہوں گا۔ کیا تم صبح تک زندہ رہ پاؤ گے؟"

کنگ کافو نے کہا "تمہاری کچھ باتیں سمجھ میں آرہی ہیں اور کچھ باتیں سمجھ سے باہر ہیں۔ بے شک میرا دست راست درندہ تمہاری بہن مورینا اور رابرٹو کو قتل کرنے گیا تھا لیکن انہوں نے بنگلے کی کھڑکیوں اور دروازوں کو اندر سے بند کر رکھا تھا۔ میرا درندہ قاتل ہرمول بیکر بنگلے کے اندر نہ جاسکا۔ وہ مورینا اور رابرٹو کو دوسرے دن قتل کرنے کے لیے واپس آگیا تھا۔ پھر یہ الزام کیوں دے رہے ہو کہ میں نے مورینا کو ہلاک کرایا ہے؟"

"جب تمہاری کھوپڑی اور سینے میں ہماری گولیاں اتریں گی تو تمہارے کرائے کے قاتلوں اور ہرمول بیکر کی سمجھ میں آجائے گا کہ ہم اپنی ایک بہن کے بدلے تمہاری پوری ایجنسی کو نیست و نابود کرسکتے ہیں۔"

کنگ کافو نے ہنستے ہوئے کہا "میرے درجنوں کرائے کے قاتل تم سب کی تاک میں ہیں۔ ان سے بچ پاؤ گے تو مجھ تک پہنچ سکو گے۔"

یہ کہہ کر وہ پھر قہقہے لگانے لگا۔ ڈان ون نے رابطہ ختم کردیا۔ اس وقت تک ڈان ٹو ریستوران کے قریب اپنے بھائی کی کار کے پیچھے پہنچ کر بولا "ڈان! میں آگیا ہوں۔ میری گاڑی میں آجاؤ۔"

ڈان ون اپنی ناکارہ گاڑی سے نکل کر دوڑتا ہوا ڈان ٹو کی کار کا دروازہ کھول کر اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کار اسٹارٹ ہوتی' پھر ایک دھماکا ہوا اور ڈان ٹو کی کار کا بھی ایک پہیہ برسٹ ہوگیا۔ دونوں بھائیوں نے خطرے سے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ ڈان ٹو کے موبائل کا بزر سنائی دیا۔ اس نے اسے آن کرکے کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے علی کی آواز سنائی دی "ایک پنجرے میں ایک ہی پرندے کو ہونا چاہیے۔ تم اپنے بھائی کے پاس کیوں چلے آئے۔ تمہاری باری اس کے بعد آئے گی۔"

ڈان ٹو نے گرج کر کہا "ہرمول بیکر! آواز بدل کر مت بولو۔ ہم دونوں بھائی یکجا ہوچکے ہیں۔ اب موت ہمارے پاس نہیں' تمہارے اور کنگ کافو کے پاس آئے گی۔"

"تو پھر آؤ۔ ہم انتظار کررہے ہیں۔"

ڈان ون کے فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے فون کو آن کر کے کان سے لگا کر پوچھا "کون ہے؟"

"میں کنگ بول رہا ہوں۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ میرے دستِ راست ہرمول نے تمہیں صبح پانچ بجے قتل کرنے کی دھمکی دی ہے۔ کسی نے فون پر تمہیں گمراہ کیا ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ ابھی ہرمول آواز بدل کر ڈان ٹو سے فون پر باتیں کررہا ہے۔ تمہارے قاتلوں نے ڈان ٹو کی گاڑی کا پہیہ بھی بیکار کردیا ہے۔"

"میں مانتا ہوں۔ میرے کرائے کے کسی قاتل نے تمہاری گاڑیاں بیکار کردی ہیں لیکن ہماری طرف سے تمہاری موت کا وقت مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ تم میں سے کوئی بھی' کسی وقت بھی مرسکتا ہے۔"

کنگ کافو موبائل پر باتیں کررہا تھا۔ اسی وقت ہاٹ لائن کی گھنٹی سنائی دی۔ اس نے موبائل کو بند کرکے ہاٹ لائن کا ریسیور اٹھایا پھر کہا "یس سر! میں کنگ کافو بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "تم رابرٹو کی ایجنسی کو ختم کرنا چاہتے ہو۔ ان سب کو قتل کرانا چاہتے ہو۔ مجھے یہ پسند نہیں ہے۔ اپنے کرائے کے قاتلوں کو واپس بلاؤ۔"

"سر! آپ کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔ ہم رابرٹو کے دشمن ضرور ہیں لیکن جان کے دشمن نہیں ہیں۔"

"تو پھر مورینا کو کس نے قتل کیا ہے؟"

"آپ ہم سے قسم لے لیں۔ ہم نے اسے قتل نہیں کیا ہے۔ آپ رابرٹو اور دونوں ڈان سے پوچھ لیں۔ وہ جس بنگلے میں تھی اس کے تمام دروازے بند تھے۔ بنگلے کے اندر ہم میں سے کوئی نہیں جاسکتا تھا۔ آپ تحقیقات کریں گے تو معلوم ہوگا' مقتول فرہاد کے دونوں بیٹے علی تیمور اور پارس ان لوگوں سے انتقام لے رہے ہیں۔"

"میں حقیقت معلوم کروں گا لیکن رابرٹو اور دونوں ڈان کے لیے سخت سیکیورٹی کا انتظام ہوچکا ہے۔ تمہارے کرائے کے قاتلوں کی شامت آجائے گی۔"

"یہ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے قاتل کسی کے لیے موت کا وقت مقرر نہیں کرتے۔ انہیں جب بھی موقع ملتا ہے' وہ اپنے شکار کو گولی سے اڑا دیتے ہیں۔ فرہاد کے بیٹوں نے ڈان ون کی موت کا وقت مقرر کیا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ ٹھیک اسی وقت مارا جائے گا۔ بے شک آپ کو رابرٹو وغیرہ کی سیکیورٹی کا مکمل انتظام کرنا چاہیے۔"

دونوں ڈان کار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے کرائے کے قاتل تین گاڑیوں میں وہاں پہنچ گئے۔ ایک نے گاڑی سے اتر کر کہا۔ "باس! ہم آگئے ہیں۔ اب دیکھیں گے کہ وہ حملہ کرنے والے کون ہیں۔ ہمارے کچھ آدمی رابرٹو صاحب کی حفاظت کے لیے گئے ہوئے ہیں۔ آپ ہماری گاڑی میں آجائیں۔"

وہ دونوں کار سے نکل کر ان کی ایک گاڑی میں آکر بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھتے ہی پھر ایک دھماکا ہوا' اس گاڑی کا بھی ایک پہیہ بیکار ہوگیا۔ دونوں ڈان کے تمام حواریوں نے اپنی اپنی گن لے کر گاڑیوں سے نکل کر چاروں طرف دور تک دیکھا۔ اس سڑک پر گاڑیوں کا ہجوم تھا۔ ایک طرف ریستوران اور دوسری طرف ایک چھوٹے سے پارک کے پیچھے کئی عمارتیں تھیں۔ ڈان ون نے کہا "کوئی ٹیلی اسکوپک گن کے ذریعے کسی اونچی بلڈنگ سے فائر کررہا ہے۔"

"یہاں کئی عمارتیں ہیں۔ اسے کہاں کہاں تلاش کیا جائے گا؟"

فون کا بزر سنائی دیا۔ ڈان ون نے اسے آن کرکے کہا "میں جانتا ہوں۔ تم سامنے والی عمارت میں ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اب ہماری سیکیورٹی کا انتظام ہوچکا ہے۔ تم ہمیں گولی نہیں مار سکو گے۔"

علی نے کہا "زیادہ بولنے سے پہلے یہ سمجھو کہ تین گاڑیوں کے تین پہیوں پر صحیح نشانہ لگایا گیا۔ یہ نشانہ تم پر بھی لگایا جاسکتا تھا لیکن تم صبح پانچ بجے مرنے والے ہو۔ ان پہیوں کو بیکار کرنے کا ایک ہی مقصد ہے کہ تم اپنی آخری سانس تک پیدل چلو گے یا دوڑو گے۔ یقین نہ ہو تو پھر کسی گاڑی میں بیٹھ کر دیکھ لو۔"

ڈان ون نے فون بند کرکے کہا "وہ گاڑیوں کے پہیوں کو صرف اس لیے بیکار بنا رہا ہے کہ میں صبح اپنی موت تک پیدل چلتا رہوں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پناہ ڈھونڈتا رہوں۔"

تمام حواریوں نے ایک گاڑی کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان میں سے ایک نے کہا "آپ اس گاڑی میں آکر بیٹھیں۔ اب وہ کسی پہیے پر گولی نہیں مار سکے گا۔"

دونوں بھائی اس گاڑی میں آکر بیٹھ گئے۔ اس بار گولی نہیں چلی۔ کوئی پہیہ برسٹ نہیں ہوا۔ گاڑی اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔ آگے بڑھنے کا مطلب یہ ہوا کہ اس گاڑی کو چاروں طرف سے محفوظ رکھنے والے اپنی جگہ کھڑے رہ گئے۔ وہ آگے بڑھنے والی گاڑی کو گھیر کر نہیں رکھ سکتے ہیں۔ اس گاڑی کے آگے بڑھتے ہی پھر ایک دھماکا ہوا۔ اس کا پہیہ بھی برسٹ ہوگیا۔

دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ڈان ون نے کہا

"یہ کنگ کافو کی ایجنسی والے نہیں ہیں۔ ہم ایک گاڑی سے نکل کر دوسری گاڑیوں کی طرف جاتے رہے۔ اس دوران میں ہرمول بیکر اور دوسرے قاتل پہیوں کو نہیں، ہمیں گولیاں مار سکتے تھے۔"

ڈان ٹو نے کہا "ہاں۔ ازبکستان میں علی تیمور نے اپنے باپ کے قاتل کو بارہ گھنٹے تک زندہ رہنے اور اپنی حفاظت کرنے کی مہلت دی تھی۔ یہ طریقۂ کار فرہاد کے بیٹوں کا ہے۔ جب انہوں نے تمہیں صبح پانچ بجے تک زندہ رہنے کی مہلت دی ہے تو وہ اس سے پہلے نہ تمہیں ہلاک کریں گے اور نہ مجھ پر گولی چلائیں گے۔"

ڈان ون نے کہا "تو پھر ہم پیدل تیزی سے اپنے خفیہ اڈے میں جائیں گے۔ وہ ایسی جگہ ہے، جہاں فرہاد کے بیٹے آنے کے بعد واپس نہیں جا سکیں گے۔ ان کی لاشیں جائیں گی۔"

حواریوں نے کہا "ہم بھی آپ دونوں کے ساتھ چلیں گے۔"

"نہیں۔ صبح پانچ بجے تک ہماری جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تم سب ہم سے دور رہ کر نگرانی کرتے رہو۔"

وہ دونوں گاڑی سے نکل کر تیزی سے ایک طرف جانے لگے۔ پیدل چلنے کے دوران میں انہوں نے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کو بتایا کہ سومنا اور کارمل کے ساتھ موت کا جو کھیل کھیلا گیا تھا وہی کھیل فرہاد کے بیٹے ان کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ ڈان ون نے کہا۔ "کہاں ہیں آپ کے بین الاقوامی شہرت رکھنے والے سراغ رساں اور مسلح محافظ؟ وہ بھی ہماری حفاظت کے لیے صرف کوششیں کرتے رہ جائیں گے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "اس بار فرہاد کا جو بیٹا تمہیں چیلنج کر رہا ہے وہ مارا جائے گا۔ اس بار سیکیورٹی گارڈز وردیوں میں نہیں ہیں۔ سول ڈریس میں تم سے بہت قریب ہیں مگر تم بھی انہیں دیکھ کر پہچان نہیں سکو گے۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم نے آپ کے لیے فرہاد کو قتل کرا کے ایک ناقابلِ یقین کارنامہ انجام دیا تھا۔ اب آپ کس طرح ہماری حفاظت کرنے کا فرض ادا کریں گے، یہ ہم دیکھیں گے۔"

اسی وقت ڈان ٹو کے موبائل کا بزر سنائی دیا۔ اس نے اسے آن کر کے اپنے کان سے لگایا "ہیلو! میں ڈان بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے ایک حواری نے کہا "سر! بری خبر ہے۔ ہمارے باس رابرٹو آپ کی سسٹر کی تدفین کے انتظامات کر رہے تھے کہ انہیں کسی نے گولی مار دی۔"

ڈان ٹو نے اپنے بھائی سے کہا "تم فون پر امریکی آقا سے حفاظت کی بات کر رہے ہو۔ ادھر رابرٹو کو گولی مار دی گئی ہے۔"

ڈان ون نے فون پر امریکی فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا "آپ نے میرے بھائی کی بات سنی؟ میری بہن مورینا کے بعد رابرٹو کو بھی گولی مار دی گئی ہے اور آپ ہماری حفاظت کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ آپ کے وہ خفیہ محافظ کہاں ہیں جو سول ڈریس میں ہماری حفاظت کر رہے ہیں؟ کیا آپ اسی طرح ہماری حفاظت میں ناکام رہیں گے، جس طرح ازبکستان میں ناکام رہے تھے؟ سومنا اور کارمل کی طرح ہماری موت کی خبر پر افسوس ظاہر کر کے اس طرح ہمیں بھول جائیں گے جس طرح کیڑوں مکوڑوں کو قدموں تلے روند کر بھول جاتے ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "میں تمہارے جذبات کو سمجھ رہا ہوں اس لیے تمہارا غصہ اور لہجہ برداشت کر رہا ہوں۔ جرائم کی دنیا میں سب ہی کسی نہ کسی دن ایسے ہی مارے جاتے ہیں جیسے تمہاری بہن اور رابرٹو مارے گئے ہیں۔ غصہ برداشت کرو اور ذرا صبر کرو۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ میرے سخت حفاظتی انتظامات کے باوجود رابرٹو کیسے مارا گیا۔"

رابطہ ختم ہو گیا۔ ڈان ون نے ڈان ٹو سے کہا "برادر! فرہاد کے بیٹوں نے مجھے صبح تک جینے کی مہلت دی ہے۔ اس مہلت سے ہم صبح تک مطمئن ہو گئے لیکن کنگ کافو اور ہرمول بیکر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ انہوں نے رابرٹو کو قتل کیا ہے اور ان کے کرائے کے قاتل ہم پر بھی کہیں سے گولی چلا سکتے ہیں۔ ہمیں صبح تک کی مہلت سے مطمئن نہیں ہونا چاہیے۔"

وہ دونوں دوڑتے ہوئے ایک عمارت میں آگئے۔ کھلی جگہ کے مقابلے میں عمارت کی چار دیواری میں وہ محفوظ رہ سکتے تھے۔ گولیاں چاروں طرف سے نہیں آسکتی تھیں۔ وہاں پہنچنے کے بعد فون کا بزر سنائی دیا۔ ڈان ون نے اپنے فون کو آن کر کے کان سے لگایا "ہیلو! میں ڈان بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے علی نے کہا "ہم زبان کے دھنی ہیں۔ جو کہتے ہیں اس کے خلاف نہیں کرتے۔ رابرٹو کو تمہاری مخالف ایجنسی والوں نے قتل کیا ہے۔ ہم اسے سب سے آخر میں ہلاک کرنا چاہتے تھے۔"

"کوئی پہلے ہلاک کرے یا آخر میں، ہلاک کرنے والا دشمن ہی ہوتا ہے۔ تمہاری دی ہوئی مہلت فضول ہے۔ ہم سمجھ رہے ہیں کہ ہم دو دشمنوں کے درمیان اپنی سلامتی کی کوششیں کر رہے ہیں۔"

"یہ تم دونوں نے اچھا کیا کہ اس عمارت میں آگئے۔ اب مخالف ایجنسی والے آسانی سے تمہیں نشانہ نہیں بنا سکیں گے۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "تم کیسے جانتے ہو کہ ہم اس عمارت میں آکر چھپے ہوئے ہیں؟"

"تم کہیں بھی چھپتے رہو، صبح پانچ بجے تک موت کی آنکھیں تمہیں دیکھتی رہیں گی۔"

"صاف کیوں نہیں کہتے کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمارے دماغوں میں گھسے ہوئے ہو۔"

"عقل سے سوچو۔ میں ٹیلی پیتھی جانتا تو دماغ میں آکر بولتا۔ فون استعمال نہ کرتا۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ تم دونوں بھائی یوگا کے ماہر ہو۔"

"تو پھر تم کون ہو؟"

"میرے باپ نے قتل ہونے سے پہلے موت کا نام نہیں پوچھا تھا۔"

"پھر تو تم فرہاد علی تیمور کے بیٹے ہو۔"

"اور یہ سب جانتے ہیں کہ ان کے بیٹے ٹیلی پیتھی نہیں جانتے ہیں اسی لیے تم سے فون پر رابطہ ہو رہا ہے۔ بہرحال میں نے یہ کہنے کے لیے فون کیا ہے کہ تم میں سے جو بھی میری دی ہوئی مہلت سے پہلے مارا جائے گا، اس کا قاتل تمہاری مخالف ایجنسی کا کوئی آدمی ہوگا۔ میں تو ایک ڈان کو ہلاک کرنے کے بعد دوسرے ڈان کو اگلے بارہ گھنٹوں تک زندہ رکھنا چاہتا ہوں۔ اگر میرے مقررہ وقت سے پہلے تم دونوں مارے جاؤ گے تو مجھے افسوس ہوگا کہ میں انتقام نہ لے سکا۔"

علی نے رابطہ ختم کر دیا۔ ادھر ڈان ٹو کان سے موبائل فون لگائے امریکی فوج کے اعلیٰ افسر کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ بتا رہا تھا کہ اس نے معلومات حاصل کی ہیں۔ اس نے کہا "رابرٹو کو قتل کرنے والا گرفتار ہو گیا ہے اور اس نے سچ اگل دیا ہے کہ اس نے کنگ کافو کے حکم پر رابرٹو کو قتل کیا ہے۔ کنگ کافو اس موقع سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اب تم دونوں بھائیوں کو بھی اس کے آدمی قتل کر دیں گے تو یہی سمجھا جائے گا کہ فرہاد کے بیٹوں نے انتقام لینے کے لیے تم سب کو قتل کر دیا ہے۔"

"ہاں۔ یہ صاف نظر آرہا ہے کہ کنگ کافو اور ہرمول بیکر موقع سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہم دو طرف سے دشمنوں میں گھر گئے ہیں۔ اگر ہمارے مقابلے پر فرہاد کے بیٹے نہ ہوتے تو ہم کنگ کافو اور اس کی ایجنسی کو نیست و نابود کر دیتے۔"

علی نے ڈان ون سے کہا "میں دوسرے فون پر ہونے والی تمہارے بھائی کی گفتگو سن رہا ہوں۔ اگر میں اپنا موجودہ ارادہ بدل دوں اور تم دونوں پر کچھ دنوں تک حملے نہ کروں، میری طرف سے تمہاری فکر اور پریشانیاں ختم ہو جائیں تو کیا اپنی مخالف ایجنسی کو کنگ کافو اور ہرمول بیکر سمیت ختم کر سکو گے۔"

ڈان ون نے اپنے بھائی کو بتایا کہ علی انہیں کسی شرط پر مزید جینے کی مہلت دے سکتا ہے۔ ڈان ٹو نے کہا "بائی گاڈ!...... آپ کی دی ہوئی مہلت ہم پر بہت بڑا احسان ہوگی۔ ہم آپ کی طرف سے بالکل محفوظ رہ کر کنگ کافو پر تباہی لے آئیں گے۔"

"جاؤ۔ ہم نے تین دن اور تین راتوں کے لیے تم دونوں کی جانیں بخش دیں۔ ہم چوتھے دن کی صبح موت بن کر آئیں گے۔ وش یو گڈ لک اگینسٹ کنگ کافو۔ اینڈ سو فار......"

علی نے فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ وہ فہمی کے ساتھ جھیل کے کنارے والے کاٹیج میں تھا۔ اب تک ثانی فہمی کے دماغ میں رہ کر دشمنوں کی چالوں کو سمجھ رہی تھی۔ وہ فہمی اور علی کو اور بابا صاحب کے ادارے کے جاں بازوں کو بتا رہی تھی کہ وہ دونوں ڈان جان بچانے کے لیے کہاں کہاں بھٹک رہے ہیں۔ جاں باز ان دونوں بھائیوں کو کسی گاڑی میں بیٹھنے کا موقع نہیں دے رہے تھے۔ ان سے بہت دور چھپے ہوئے ٹیلی اسکوپ کے ذریعے فائرنگ کرتے ہوئے گاڑیوں کے پہیوں کو بیکار بنا رہے تھے۔ ثانی نے مورینا کے دماغ میں رہ کر اسے خودکشی پر مجبور کیا تھا۔

رابرٹو کو کنگ کافو کے ایک قاتل حواری نے مارا تھا اور اس کے دوسرے حواری ان دونوں ڈان کو بھی قتل کرنا چاہتے تھے۔ ثانی نے فہمی سے کہا "ہم تو صبح پانچ بجے تک صرف مورینا اور ڈان ون کو ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ رابرٹو اور ڈان ٹو کو آئندہ دو دنوں تک دہشت میں مبتلا رکھ کر ختم کرنا چاہتے تھے لیکن یہ کنگ کافو ہماری پلاننگ سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ بہرحال میں جا رہی ہوں۔ جب بھی موبائل فون یا بابا صاحب کے ادارے کے انچارج کے ذریعے بلاؤ گی، میں آجاؤں گی۔ اللہ حافظ۔"

ثانی دماغی طور پر پارس کے پاس حاضر ہو گئی۔ وہ اس دوران میں کبھی کبھار پارس کو بتاتی رہی تھی کہ پیرس میں رابرٹو کی خفیہ ایجنسی کے خلاف وہ کس طرح مصروف ہے۔ اب اس نے حاضر ہو کر پارس سے کہا "ڈان ون اور ڈان ٹو کو تین دن اور تین راتوں کی مہلت دی گئی ہے۔ اس عرصے میں وہ کنگ کافو کو اس کی خفیہ ایجنسی سمیت نابود کریں گے اور ہم سے بچنے کے منصوبوں پر بھی عمل کریں گے۔"

دونوں ڈان یہ نہیں جانتے تھے کہ جب وہ ایک بار جمنازیم کے کلب میں زخمی ہوئے تھے تو ثانی نے ان پر تنویمی عمل کیا تھا اور اب آسانی سے ان کے دماغوں میں پہنچ جاتی تھی۔ وہ دونوں اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتے تھے۔

پارس نے کہا "ابھی دونوں ڈان ذہنی الجھنوں میں ہیں۔ ان کی بہن مورینا اور خفیہ ایجنسی کے باس رابرٹو کو قتل کر دیا گیا ہے۔ دونوں بھائی، کنگ کافو اور ہرمول بیکر کی پوری فورس کے مقابلے میں تنہا رہ گئے ہیں۔"

"یہی میں سوچ رہی ہوں کہ پہلے کنگ کافو کی طاقت کو کچل دینا چاہیے۔ ان دونوں بھائیوں کو تو کسی وقت بھی ٹھکانے لگایا جا سکتا ہے۔"

"تو پھر کنگ کافو اور ہرمول بیکر کی کھوپڑیوں میں جگہ بنانے کی کوشش کرو۔ اس مقصد کے لیے پہلے ان کے کسی حواری کو ٹریپ کرو۔"

ثانی نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ ایک ڈان کے دماغ میں پہنچی۔ وہ موبائل فون کو کان سے لگائے قہقہہ لگا کر کہہ رہا تھا۔ "کنگ! اب تمہاری شامت آگئی ہے۔ فرہاد کے بیٹوں نے ہم دونوں بھائیوں کو اس وقت تک زندہ رہنے کی مہلت دی ہے جب تک ہم تمہیں ٹھکانے نہ لگا دیں۔"

دوسری طرف سے کنگ کافو نے کہا "مجھ سے جھوٹ بول کر نئی چالیں نہ چلو۔ فرہاد کے بیٹے اپنے باپ کو قتل کرانے والوں کو کبھی

کسی طرح کی مہلت نہیں دیں گے۔ مورینا اور رابرٹو کی لاشیں بنگلے میں پڑی ہیں۔ پولیس کارروائی کررہی ہے۔ اب تم دونوں بھائیوں کی لاشوں کو وہاں پہنچانے میں دیر نہیں لگے گی۔"

کنگ کافو کے سامنے دوسرے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے دوسرے فون کا ریسیور اٹھا کر پوچھا "کون ہے؟ کیا بات ہے؟ جلدی بولو؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "باس! وہ دونوں ڈان اس عمارت سے باہر آگئے ہیں۔ ان کے لیے چار گاڑیاں آئی تھیں۔ وہ دونوں جس گاڑی میں جاکر بیٹھے اس کے کسی پہیئے پر اس بار گولی نہیں چلائی گئی۔ شاید فرہاد کے بیٹوں نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا ہے۔"

کنگ کافو نے کہا "تم میں سے کسی کو گولیاں چلانی تھیں۔ اس گاڑی کے پہیئے کو بھی ناکارہ بنانا چاہیے تھا۔"

"باس! ہماری گنوں میں ٹیلی اسکوپ نہیں لگا ہوا ہے۔ ہم دور سے صحیح نشانہ لے کر اس گاڑی کو ناکارہ نہیں بنا سکتے تھے۔"

"تم لوگ ان کا پیچھا کررہے ہو یا نہیں؟ ان دونوں کو نظروں سے اوجھل ہوکر کہیں چھپنے کا موقع نہ دو۔ اگر وہ کسی خفیہ پناہ گاہ میں پہنچیں گے تو پھر انہیں ڈھونڈ نکالنا مشکل ہوگا۔ مجھے ایک ایک منٹ کی رپورٹ دیتے رہو۔"

اس نے ریسیور رکھ کر دوسرے موبائل فون پر ڈان سے کہا۔ "تم نے ہماری گفتگو سنی ہوگی۔ میرے تمام حواری تم دونوں سے غافل نہیں ہیں۔ جاؤ کسی خفیہ پناہ گاہ میں جاکر چھپو، ہم وہاں بھی تمہاری موت بن کر پہنچیں گے۔"

ثانی اس حواری کے دماغ میں پہنچ گئی تھی، جو کنگ کافو کو رپورٹ سنا رہا تھا۔ اس نے اس حواری کے ذریعے دوسرے کئی حواریوں کے دماغوں میں جگہ بنائی۔ وہ سب تین گاڑیوں میں اس گاڑی کا پیچھا کررہے تھے جس میں دونوں ڈان سفر کررہے تھے۔

اس نے ایک گاڑی کے حواری کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ گاڑی کو روک کر بولا "ابھی میں نے فون پر باس سے بات کی تھی۔ انہوں نے مجھے بلایا ہے۔ تم لوگ دوسری گاڑیوں میں جاؤ۔"

اس کے ساتھی گاڑی سے اتر گئے۔ آلۂ کار بننے والا حواری اس گاڑی کو موڑ کر تیز رفتاری سے چلاتے ہوئے کنگ کافو کے پاس جانے لگا۔ وہ اور ہرمول بیکر ایک چھوٹے سے بنگلے میں دوسرے ناموں سے رہائش پذیر تھے۔ وہاں انہیں کنگ کافو اور ہرمول بیکر کی حیثیت سے کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس طرح وہ دونوں خود کو وہاں بالکل محفوظ سمجھ رہے تھے۔ صرف چند قابلِ اعتماد حواری اس بنگلے میں ان کے پاس آیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک ثانی کا آلۂ کار بھی تھا۔

اس نے گاڑی کو بنگلے کے سامنے روکا پھر وہاں سے اتر کر برآمدے میں آکر کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ کال بیل سے ایکسٹی وی ....اور مائیکروفون منسلک تھا۔ بٹن دباتے ہی کنگ کافو اور ہرمول بیکر نے اس حواری کو ٹی وی اسکرین پر دیکھ کر پوچھا "ایڈی! تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

ایڈی نے کہا "باس! صبح ہونے میں ابھی دو گھنٹے باقی ہیں۔ ہم نیم تاریکی میں دشمن کا صحیح نشانہ نہیں لے سکتے۔ مجھے فوراً دو ٹیلی اسکوپک گنوں کی ضرورت ہے۔ مورینا اور رابرٹو کی ہلاکت سے تمام پولیس والے الرٹ ہوگئے ہیں اور امریکن سیکیورٹی فورس بھی دونوں ڈان کی حفاظت کررہی ہے۔ اگر صبح سے پہلے ان دونوں کو ختم نہ کیا گیا تو وہ بچ نکلیں گے۔"

ہرمول بیکر نے آکر دروازہ کھولا۔ دروازہ کھلتے ہی ثانی نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے ہرمول بیکر کے بازو پر فائر کیا۔ وہ چیخ مار کر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے گیا۔ فائرنگ کی آواز پر کنگ کافو نے اپنی گن لے کر دوڑتے ہوئے دوسرے دروازے کی آڑ میں آکر ثانی کے آلۂ کار کو گولی ماری۔ وہ گولی کھا کر فرش پر گرا۔ ثانی ہرمول بیکر کے اندر آئی۔ وہ دیوار سے ٹیک لگائے کنگ کافو سے کہہ رہا تھا "شکریہ تم نے فوراً ہی اسے گولی ماردی۔ ویسے زخمی ہونے کے باوجود میں نے یہ ریوالور نکال لیا تھا۔ تم نہ آتے تو میں اسے اس طرح گولی مارتا۔"

ہرمول نے کنگ کافو کی ٹانگ پر گولی مار کر بتایا کہ وہ کس طرح اس حواری کو گولی مارتا۔ کنگ کافو کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی۔ وہ زخمی ٹانگ کے باعث کھڑا نہ رہ سکا۔ فرش پر گر کر بولا "ہرمول! یہ.... یہ تم نے کیا کیا؟"

ہرمول اور کنگ کافو کی سمجھ میں اس وقت یہ بات نہیں آئی کہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹریپ کیے جاچکے ہیں۔ ایک عام سی بات یہ سمجھ میں آئی کہ دونوں ڈان نے اس حواری کو بھاری رقم دے کر خرید لیا تھا۔ اس لیے وہاں آکر نمک حرامی کرتے ہوئے اپنی جان دے دی۔ اصلی بات دیر سے سمجھ میں آنے والی تھی۔

○☆○

ورشا باندرے، مرلی دھر باندرے، ثنا پاشا اور سید جلال الدین پاشا نے بابا صاحب کے ادارے کے مقابلے میں جو نیا ادارہ قائم کیا تھا، پورس وہاں سے نیلماں کو نکال لایا تھا۔ اس نے مرلی دھر باندرے کو زہریلی گولی سے زخمی کیا تھا تاکہ وہ ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کے ذریعے اس کے اور نیلماں کے دماغ میں نہ پہنچ سکے۔

پورس نے ان سب سے کہا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے کے خلاف وہ اس نئے ادارے کے لیے کام کرے گا لیکن شرط یہ ہے کہ ٹھوس اصولوں کے مطابق اس ادارے کو قائم رکھا جائے۔ اصولوں کے سامنے رشتے داری کو اہمیت نہ دی جائے اور نہ کوئی ایک دوسرے سے برتر رہے۔

مرلی دھر باندرے آتما شکتی کے ذریعے پورس وغیرہ کے چور خیالات پڑھ سکتا تھا اس لیے پورس اسے زخمی کرکے چلا آیا تھا۔

مرلی دھر باندرے کی بہن ورشا نے اپنے ماتحتوں سے کہا "وہ اپنی محبوبہ کو ممبئی یا کسی دوسرے شہر میں لے جائے گا۔ وہ بھیس بدل کر ہم سے اور پارس جیسے دشمن سے چھپے رہنے کی کوششیں کرے گا۔ اس کا تعاقب کرو۔ دور ہی دور سے اس کی نگرانی کرو۔ وہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے، مجھے رپورٹ دیتے رہو۔"

پھر اس نے سید جلال الدین پاشا اور اس کی بیٹی ثنا پاشا سے کہا "آپ دونوں ٹیلی پیتھی کے ذریعے کبھی کبھی ان دونوں کے دماغوں میں جاکر انہیں دوست بنا کر مخاطب کریں۔ انہیں یقین دلائیں کہ آپ دونوں ان کے دوست ہیں۔ مجھ سے اور بھائی باندرے سے آپ کو بھی اختلاف ہے۔"

جلال الدین پاشا نے پوچھا "ورشا! تم یہ کیوں چاہتی ہو کہ ہم دوست بن کر اسے دھوکا دیں؟"

"اس لیے کہ اس نے میرے بھائی کو زخمی کرکے اس کی ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کو ختم کرکے دشمنی میں ہم سے پہل کی ہے۔ اب ہم اسے کہیں سکون سے نہیں رہنے دیں گے۔"

جلال پاشا نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پورس کار ڈرائیو کررہا تھا۔ نیلماں اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ پورس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا "کون ہو؟ فوراً بتاؤ ورنہ سانس روک لوں گا۔"

"میں سید جلال الدین پاشا ہوں۔"

"اچھا یہ دیکھنے آئے ہو کہ میں کہاں جاکر پناہ لینے والا ہوں۔ میں نے ورشا کے مزاج کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ وہ مجھ سے اپنے بھائی کا انتقام ضرور لے گی۔"

"اگر تم مجھ پر بھروسا کرو تو میں کہتا ہوں، ورشا واقعی تم سے انتقام لے گی۔ وہ میرے اور میری بیٹی کے ذریعے تمہارے حالات سے باخبر رہنا چاہتی ہے لیکن میں تمہارے پاس سے جاکر کہوں گا کہ تم مجھے دماغ میں نہیں آنے دے رہے ہو۔ بار بار سانس روک رہے ہو۔"

"تم میری خاطر ورشا سے جھوٹ کیوں بولو گے جبکہ ورشا اور اس کے بھائی مرلی دھر باندرے سے تمہاری برسوں کی شناسائی ہے؟"

"میں تمہارے سوال کا جواب بعد میں دوں گا۔ ابھی واپس جاکر ورشا کو یقین دلانا ضروری ہے کہ تم مجھے دماغ میں نہیں آنے دے رہے ہو۔"

جلال پاشا نے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوکر آنکھیں کھولیں۔ سامنے بیٹھی ہوئی ورشا اور اپنی بیٹی ثنا کو دیکھا پھر کہا۔ "پورس بہت محتاط ہے۔ جب بھی پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتا ہے، سانس روک لیتا ہے۔ میں وقفے وقفے سے تین بار جاچکا ہوں اور ناکام ہوکر آگیا ہوں۔"

ورشا نے کہا "میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ وہ یہی کرے گا۔ آپ تھوڑی دیر بعد پھر اس کے دماغ میں جانے کی کوشش کریں۔"

جلال پاشا نے کہا "وہ پھر سانس روک کر میری سوچ کی لہروں کو بھگا دے گا۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے۔ تمہارا کوئی ماتحت کسی طرح اسے زخمی کردے تو میں اس کے دماغ پر قبضہ جما لوں گا۔"

"میرے تعاقب کرنے والے ماتحت فون پر رابطہ کریں گے تو میں ان سے یہی کہوں گی لیکن اسے زخمی کرنا بھی آسان نہ ہوگا۔ وہ بہت مکار ہے۔ اپنے بچاؤ کی تدابیر کرنا خوب جانتا ہے۔ کوئی بات نہیں، میں بھی دیکھوں گی کہ وہ کتنا مکار ہے۔"

وہ تھوڑی دیر تک پورس کے بارے میں باتیں کرتے رہے پھر سونے کے لیے اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے کیونکہ پچھلی تمام رات جاگتے رہے تھے۔ ثنا نے اپنے بیڈ روم میں آکر دروازے کو اندر سے بند کیا پھر بستر کے سرے پر بیٹھ کر خیال خوانی کے ذریعے اپنے باپ جلال پاشا سے کہا "ابو! کیا آپ واقعی پورس کو ورشا دیدی سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں؟"

"ہاں بیٹی! تم دیکھتی آرہی ہو کہ مرلی دھر باندرے مجھ سے ٹیلی پیتھی میں برتر نہیں تھا لیکن آتما شکتی کے ذریعے مجھے اپنے زیرِ اثر رکھتا تھا۔ ہمیشہ اپنی ناجائز باتیں منواتا تھا۔ مجھے تمہاری فکر تھی کہ وہ تمہیں بھی آتما شکتی کے ذریعے اپنے قابو میں رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پورس رحمت کا فرشتہ بن کر آگیا۔ اس کی وجہ سے ہمیں مرلی دھر باندرے کی آتما شکتی سے نجات مل گئی ہے۔ اب ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم پورس کے کام آئیں۔"

"میں بھی یہی سوچا کرتی تھی، کیا ہم باپ بیٹی اس ادارے میں مرلی دھر کے ماتحت بن کر رہیں گے؟ خدا کا شکر ہے، آپ بہتری کا راستہ اختیار کررہے ہیں۔"

"بیٹی! میں نے تمہیں بڑی محنت سے ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا ہے لیکن تمہیں چالاکی اور مکاری نہ سکھا سکا۔ تم بچپن سے معصوم ہو۔ ناجائز باتوں کو سمجھتی ہو لیکن ان کے خلاف اقدامات کرنا نہیں جانتی ہو۔"

"جانتی ہوں ابو! میں بالکل ہی نادان نہیں ہوں البتہ آپ کی موجودگی میں خاموش رہتی ہوں۔ سوچتی ہوں، جو کرنا ہوگا، وہ آپ کریں گے۔"

"آئندہ مجھ سے مشورے کرکے خود بھی خیال خوانی کے ذریعے اقدامات کرو۔"

"میں پورس کو مزید خطرات سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں۔ کیا اس سے رابطہ کروں؟"

"ضرور رابطہ کرو اور اس سے گفتگو کے دوران میں یہ بھی سمجھنے کی کوشش کرو کہ وہ کتنا ذہین ہے۔ میں سونے جارہا ہوں۔"

ثنا نے باپ کے مشورے کے مطابق پورس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "بھائی! میں سید جلال الدین پاشا کی بیٹی ثنا ہوں۔"

"تم نے مجھے بھائی کہا ہے اس لیے سانس نہیں روکوں گا۔ بولو

کس لیے آئی ہو؟"

"آپ کو رحمت کا فرشتہ سمجھ کر آئی ہوں۔ آپ دل کی گہرائیوں سے مجھے اپنی بہن بنالیں۔ میں آپ کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے ایک ایسی راز کی بات بتا رہی ہوں جسے پہلے صرف آپ جانتے تھے لیکن اب مرلی دھر اور ورشا کو بھی معلوم ہے۔"

"ایسی کون سی راز کی بات ہے؟"

"مرلی دھر نے زخمی ہونے سے پہلے آتما شکتی کے ذریعے آپ کے چور خیالات پڑھے تھے اور یہ معلوم کیا تھا کہ ایک بہت ہی ذہین اور تجربے کار ڈاکٹر آپ کو اپنے بیٹے کی طرح چاہتا تھا۔ وہ ایک سو چھ برس تک زندہ رہا۔ اس ڈاکٹر نے آپ کو کئی غیر معمولی نسخے دیے ہیں۔ ان میں سے ایک فارمولے کے ذریعے آپ نے ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے والی دوا تیار کرائی تھی۔ اور بھی کئی فارمولے آپ نے ایک خفیہ اڈے میں چھپائے ہیں۔ ان میں سے ایک غیر معمولی دوا کا فارمولا یہ ہے کہ اس دوا کو جس کے جسم پر اسپرے کیا جائے گا' وہ ایک آدھ گھنٹے کے لیے بالکل ساکت ہو جائے گا۔ اگر وہ کھڑا ہے تو کھڑا ہی رہ جائے گا۔ بیٹھا ہے تو بیٹھا ہی رہ جائے گا۔ جو قدرتی طور پر ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیے ہوئے ہیں' ان پر بھی یہ دوا اثر کرے گی اور وہ بھی ایک آدھ گھنٹے تک خیال خوانی نہیں کر سکیں گے۔"

"تم بالکل درست کہہ رہی ہو۔ ایسے چند غیر معمولی دواؤں کے فارمولے میرے پاس ہیں۔ میں نے انہیں ایک جگہ چھپایا ہے۔ کسی کو اس جگہ کا علم نہیں ہے۔ کیا ورشا اور مرلی دھر نے میرے خیالات پڑھ کر وہ جگہ معلوم کی ہے؟"

"مرلی دھر نے جب آپ کی لاعلمی میں اس راز کو پڑھا ہے تو اس جگہ کے بارے میں بھی ضرور جانتا ہوگا اور اس نے اپنی بہن کو بھی بتایا ہوگا۔ وہ دونوں بہن بھائی ایسی کئی اہم باتیں مجھ سے اور میرے ابو سے چھپاتے رہتے ہیں۔ انہوں نے غیر معمولی دواؤں کا ذکر ہمارے سامنے کیا ہے لیکن وہ جگہ نہیں بتائی ہے۔"

"وہ راز جو اب تک میرے سینے میں دفن تھا' اسے وہ بہن بھائی جان گئے ہیں۔ تم نے یہ باتیں بتا کر واقعی بہن ہونے کا ثبوت دیا ہے۔"

وہ بولی "اگر آپ مرلی دھر باندرے کو زخمی نہ کرتے اور اپنی ناصرہ (نیلماں) کے ساتھ ہمارے اس ادارے کے کوارٹر میں رہتے تو مرلی دھر کسی دوسرے کام کے بہانے اس جگہ جا کر وہ فارمولے حاصل کرنے والا تھا۔ اب تو وہ بستر پر پڑا ہے اور ادارے کے تجربے کار ڈاکٹر اس کا علاج کر رہے ہیں۔"

پورس نے کہا "پھر تو ورشا وہاں ضرور جائے گی کیونکہ ان غیر معمولی دواؤں میں ایک ایسی دوا کا فارمولا ہے' جس کے ذریعے دنیا کے خطرناک زہر کا بھی توڑ کیا جا سکتا ہے۔ میں نے مرلی دھر کو زہریلی گولی سے زخمی کیا ہے۔ ورشا اس کا توڑ کرنے کے لیے ان تمام دواؤں کے فارمولے حاصل کرنے ضرور جائے گی۔ تم اس پر نظر رکھو۔ وہ اپنے ادارے سے باہر جائے تو فوراً مجھے اطلاع دو۔"

"میں ضرور آپ کو اطلاع دوں گی لیکن بھائی! اس کے چند ماتحت بڑے ذہین' خطرناک اور مہم جو ہیں۔ وہ اپنے ماتحتوں کو ایسی جگہ بھیجے گی تو معلوم نہیں ہو سکے گا۔ وہ یوگا کی ماہر ہے۔ ہم باپ بیٹی اس کے دماغ میں جا کر اس کے بدلتے ہوئے ارادوں کو سمجھ نہیں پائیں گے۔"

"پھر تو مجھے وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ میں ان فارمولوں کو وہاں سے ہٹانے کے لیے آج ہی وہاں جاؤں گا۔"

"ہم سب پچھلی رات سے جاگ رہے ہیں۔ ابو اور ورشا سونے کے لیے اپنے اپنے کمروں میں گئے ہیں۔ میں بھی اب سونے والی ہوں۔ اور بھائی! آپ نے بھی تو نیند پوری نہیں کی ہے؟"

"میری بہن! میری فکر نہ کرو۔ میں اس خفیہ اڈے تک پہنچنے کے لیے سفر کے دوران میں نیند پوری کرلوں گا۔ کیا ورشا کے ماتحت یوگا کے ماہر ہیں؟"

"چار ماتحت یوگا کے ماہر بھی ہیں اور اس کے باڈی گارڈز بھی ہیں۔"

"ان چاروں کے علاوہ کوئی اور ورشا کی خدمت کرنے والا ملازم ہے؟"

"ایک داسی ورشا کے کوارٹر میں رہ کر اپنی مالکن کی خدمت کرتی ہے۔"

"اس کے ذریعے معلوم کرو' ورشا اپنے کوارٹر میں پہنچ کر کیا کر رہی ہے؟"

ثنا نے پورس کی ہدایت کے مطابق اس داسی کے خیالات پڑھے تو معلوم ہوا' وہ اپنے کوارٹر میں آئی تھی۔ اپنے چار خاص ماتحتوں کو بلایا تھا اور ان سے کہا تھا کہ ان میں سے دو باڈی گارڈز اسی ادارے میں رہ کر ثنا اور جلال پاشا کی نگرانی کریں گے اور باقی دو گارڈز ابھی اس کے ساتھ اجنتا کی طرف جائیں گے۔ چونکہ اسے نیند آ رہی ہے اس لیے سفر کے دوران میں وہ پچھلی سیٹ پر تین گھنٹوں تک سوتی رہے گی۔

ثنا نے یہ تمام باتیں پورس کو بتائیں اور کہا "بھائی! وہ بہت تیز طرار ہے۔ ایسے معاملات میں وقت ضائع نہیں کرتی ہے۔ وہ اپنے دونوں گارڈز کے ساتھ یہاں سے جا چکی ہے۔ اس کی خاص داسی کے خیالات یہی بتا رہے ہیں۔"

"بس میری بہن! میری جان! تم نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے۔ اب آرام سے سو جاؤ۔ نیند پوری کرنے کے بعد ہر ایک گھنٹے یا آدھے گھنٹے کے بعد مجھ سے رابطہ کرنا اور ایک بات بتا دوں کہ میرے دماغ میں آتے ہی فوراً نہ بولنا۔ چند سیکنڈ تک خاموش رہنا کیونکہ الپا اور مہاراج کبھی کبھی میرے دماغ میں آکر بولتے ہیں۔ تم میرے اندر بولوگی تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان کے علاوہ بھی

کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی لڑکی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن تمہارے پیچھے لگ جائیں۔ جاؤ اب آرام کرو۔"

وہ ایک سڑک کے کنارے کار روک کر ثنا سے باتیں کر رہا تھا۔ باتیں اتنی اہم تھیں کہ وہ ثنا کی مسلسل خیال خوانی کے باعث کار نہیں چلا سکتا تھا۔ حادثہ ہو سکتا تھا۔ اس سے باتیں کرنے کے بعد اس نے نیلماں کو دیکھا۔ وہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر آدھی بیٹھی اور آدھی لیٹی ہوئی گہری نیند میں تھی۔ دیسے پچھلی رات بھی اسے سونے کا موقع ملا تھا۔ اب وہ جاگ کر کار ڈرائیو کر سکتی تھی۔

پورس نے اسے جگا کر پوچھا "بہت گہری نیند میں ہو؟ کیا خواب دیکھ رہی تھیں؟"

وہ بیدار ہونے کے بعد چند لمحوں تک اسے دیکھتی رہی۔ جاگنے کے بعد سوچتی رہی کہ وہ کہاں ہے؟ پھر اس نے کہا "دو دن سے میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ پہلے تمہارے دشمن پارس نے مجھے اغوا کیا پھر مجھے تمہارے بنگلے میں پہنچا دیا۔ میں وہاں تمہارا انتظار کرتے کرتے سو گئی۔ جب آنکھ کھلی تو خود کو ایک سادھو مہاراج (مرلی دھر باندرے) کے قدموں میں پایا۔ وہاں تم مجھے مل گئے پھر تم نے اس سادھو کو زخمی کیا اور مجھے وہاں سے بھگا کر لے آئے۔ اب آنکھ کھول کر خود کو یہاں کار میں دیکھ رہی ہوں۔"

پورس نے کہا "ہم دشمنوں سے نمٹ رہے ہیں۔ تم میرے ساتھ جن حالات سے گزر رہی ہو' ان پر توجہ دیتی رہو اور دشمنوں کو سمجھتی رہو۔ جسے تم سادھو مہاراج کہہ رہی ہو' وہ ہمارا دشمن تھا۔ ہماری دنیا میں سادھو اور فرشتے کم ہی ہوتے ہیں۔ دشمنوں کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہو۔"

اس نے کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھاتے ہوئے کہا "آگے ایک بستی میں ڈھابا ہے' وہاں ناشتا کرکے چائے پی کر آگے جائیں گے۔ کیا تم کار ڈرائیو کرو گی یا سونا چاہو گی؟"

"میں کار چلاؤں گی۔ تم پچھلی رات سے جاگ رہے ہو۔ تمہیں سونا چاہیے۔ مجھے اتنا بتا دو' ہم کہاں جائیں گے؟"

وہ ایک بستی کے ڈھابے میں پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے ناشتا کیا۔ چائے پی پھر نیلماں اسٹیئرنگ سیٹ پر آ گئی۔ پورس نے پچھلی سیٹ پر آکر کہا۔ "میں یہاں سوتا رہوں گا۔ آگے ہائی وے ہے۔ تم دائیں طرف کار کو موڑ کر صرف ہائی وے پر چلتی رہو۔ کہیں مڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سڑک کے کنارے ہر ایک کلومیٹر پر سنگ میل ہے۔ ڈھائی تین گھنٹے بعد تمام سنگ میل پڑھتی جاؤ۔ جب احمد آباد پچیس کلومیٹر کے فاصلے پر رہے تو مجھے نیند سے جگا دینا۔"

وہ ڈرائیو کرتے ہوئے بولی "تم بالکل مطمئن ہو کر سو جاؤ۔ میں بہت محتاط رہوں گی۔ اگر کوئی پریشانی ہوگی یا خطرہ محسوس کروں گی تو تمہیں آواز دے کر جگا دوں گی۔"

پورس نے آرام سے پچھلی سیٹ پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں پھر دماغ کو ضروری ہدایات دے کر سو گیا۔ جب وہ ورشا اور مرلی دھر باندرے کے ادارے سے نیلماں کے ساتھ فرار ہوا تو اس کے آدھے گھنٹے بعد ورشا اپنے دو باڈی گارڈز کے ساتھ اس کے تعاقب میں نکلی تھی۔ اس نے اندازہ کیا تھا کہ پورس کی کار کھیتوں اور ناہموار کچے راستوں سے گزرتے ہوئے پون گھنٹے سے پہلے مین روڈ تک نہیں پہنچے گی اور وہ اپنی جیپ میں آدھے گھنٹے سے پہلے پہنچ جائے گی۔ پھر پورس سے کترا کر دواؤں کے فارمولے حاصل کرنے کے لیے اجنتا کی طرف جائے گی۔

لیکن پورس کی مہارت کے باعث کار آگے جا رہی تھی۔ پھر نیلماں بھی تیز رفتاری سے ڈرائیو کر رہی تھی۔ ورشا کی جیپ ان سے بہت زیادہ نہیں' صرف دو کلومیٹر پیچھے تھی۔ ہائی وے پر کئی گاڑیوں کی طرح ان کی کار اور جیپ آگے پیچھے جا رہی تھیں۔ جیپ کی پچھلی سیٹ پر ورشا اور کار کی پچھلی سیٹ پر پورس سو رہا تھا۔

ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد دونوں گاڑیاں ایک دوسری کے قریب ہونے لگیں۔ جیپ کی اگلی سیٹوں پر دونوں گارڈز گن لیے بیٹھے تھے۔ نیلماں نے ڈرائیو کرتے ہوئے انہیں دیکھا۔ ان دونوں گارڈز نے بھی قریب سے گزرتے ہوئے اسے دیکھا لیکن وہ اسے نہیں پہچانتے تھے۔ نیلماں کو ورشا نظر نہیں آ رہی تھی کیونکہ وہ پچھلی سیٹ پر سو رہی تھی۔

وہ دونوں گاڑیاں ایک دوسرے سے کبھی آگے اور کبھی پیچھے ہو رہی تھیں۔ آخر ان دونوں کی رفتار سست ہونے لگی۔ آگے راستے کی مرمت ہو رہی تھی۔ آنے جانے والی گاڑیوں کے لیے ایک تنگ راستہ رکھا گیا تھا اس لیے بے شمار گاڑیوں والے ایک لمبی قطار بنا کر اس تنگ راستے سے گزرنے کے لیے اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے۔ بڑی دیر ہو رہی تھی۔ نیلماں بے زار ہو کر کار سے باہر آئی۔ اس کی کار کے آگے تقریباً دو درجن گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ ان کے درمیان وہ جیپ بھی تھی۔ نیلماں نے آگے بڑھ کر ٹریفک کے سپاہی سے کہا "تم لوگ صرف ادھر سے آنے والی گاڑیوں کو راستہ دے رہے ہو۔ ادھر سے ہمارے جانے کی باری کب آئے گی؟"

سپاہی نے کہا "شری متی جی! آپ ناراض نہ ہوں۔ دو منٹ کے بعد ادھر والی گاڑیوں کو گزرنے کی اجازت دی جائے گی۔ آپ اپنی گاڑی میں جا کر بیٹھیں۔"

وہ پلٹ کر جانے لگی۔ جیپ کے قریب سے گزرتے ہی ٹھٹک کر رک گئی۔ اس کی نظر پچھلی سیٹ پر گئی تھی اور وہاں ورشا گہری نیند میں دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے مرلی دھر باندرے' سید جلال الدین پاشا اور ثنا کے ساتھ اس ادارے میں ورشا کو بھی اچھی طرح دیکھا تھا۔ پھر پورس نے ورشا کو یرغمال بنا کر اس ادارے سے ایک کلومیٹر دور لا کر اسے گاڑی سے اتار دیا تھا۔

نیلماں وہاں رک کر ورشا کو پچھلی سیٹ پر سوتے دیکھ رہی تھی

اور سوچ رہی تھی "میں اور پورس وہاں سے بھاگ کر آ رہے ہیں۔ کیا یہ عورت ہمارا پیچھا کرتے کرتے سو گئی ہے۔"

اس نے سر گھما کر دونوں گارڈز کو دیکھا۔ وہ آگے بڑھنے کے لیے ونڈ اسکرین کے پار بے چینی سے دیکھ رہے تھے۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی اپنی کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر آئی۔ اسی وقت ادھر سے گاڑیوں کو جانے کا سگنل مل گیا۔ وہ کار اسٹارٹ کرکے پورس کو جگا کر ورشا کے بارے میں بتانا چاہتی تھی لیکن پیچھے والی گاڑیاں ہارن بجا رہی تھیں۔ اسے قطار میں رہ کر آگے بڑھتے رہنے پر مجبور کر رہی تھیں۔ وہ ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے اپنی گاڑی کو بڑھانے لگی۔ اس کے آگے دو گاڑیاں تھیں۔ ان گاڑیوں کے آگے جیپ کا کچھ حصہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ اس جیپ کی نمبر پلیٹ پڑھ لے اور ان نمبروں کو یاد رکھے لیکن اس کا موقع نہیں مل رہا تھا۔

وہ پورس سے اتنی شدید محبت کرتی تھی کہ اس کے آس پاس کسی طرح کا خطرہ محسوس کرتے ہی اس کے اندر کے جذبات آتش فشاں کی طرح بھڑکنے لگتے تھے۔ اب سے پہلے بھی وہ خواب میں پورس کے دشمنوں اور کتوں کو دیکھ کر بے اختیار خیال خوانی کرنے لگی تھی۔ گاڑی ڈرائیو کرتے وقت بھی اسے پیچھے گھوم کر پورس کو جھنجوڑ کر جگانے کا موقع نہ ملا اور گاڑیوں کے شور میں اسے پکارنے سے اس کی آواز اس کے کانوں تک نہیں پہنچی تو اس کے دماغ کے آتش فشاں سے یکبارگی خیال خوانی کی لہریں ابھریں۔ ان لہروں نے دماغ میں پہنچتے ہی چیخ کر پکارا "پورس!"

پورس ایک دم سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا پھر نیلماں کو دیکھ کر بولا۔ "ابھی.... ابھی تم نے میرے دماغ میں آکر مجھے پکارا تھا۔"

وہ بولی "میں بڑی دیر تک تمہیں آوازیں دیتی رہی پھر ایسا لگا جیسے تمہارے دماغ کے اندر پہنچ کر واپس آ گئی ہوں۔ پورس! تمہارے لیے خطرہ ہے۔ ہمارے سامنے دو گاڑیوں سے آگے جو جیپ ہے۔ اس کی پچھلی سیٹ پر ورشا سو رہی ہے۔ اگلی سیٹ پر دو گن مین بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ چڑیل تمہیں قتل کرنے کے لیے ڈھونڈتی ہوئی ادھر آئی ہے۔"

پورس نے پیچھے سے اس کے شانے کو تھپک کر کہا "اپنے دماغ سے ساری پریشانیاں ختم کر دو۔ ورشا مجھے قتل کرنے نہیں بلکہ مجھ پر برتری حاصل کرنے کے لئے فارمولے چرانے جا رہی ہے۔"

پورس نے اسے مختصر طور پر ان غیر معمولی دواؤں کے بارے میں بتایا پھر کہا "ہم اس جیپ کے پیچھے بہت دور رہیں گے۔ مجھے ورشا کی منزل معلوم ہے۔ موقع ملا تو منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کے دونوں گارڈز کو ختم کر دوں گا۔ پھر وہ تنہا ایک چیونٹی کی طرح ہمارے رحم و کرم پر رہے گی۔ چاہیں گے تو اسے مسل دیں گے ورنہ بھٹکنے اور ذلیل و خوار ہونے کے لیے اسے چھوڑ دیں گے۔"

"میں تو اس چڑیل کو نہیں چھوڑوں گی۔ جب سے تمہارے ساتھ ہوں' یہی دیکھ رہی ہوں کہ کوئی نہ کوئی تم سے دشمنی کرتا رہتا ہے۔ تم نے مجھے اپنی قسم دی ہے کہ میں ایک ناگن کی طرح اپنے دل سے دوسروں کو ڈسنے کی خواہش کبھی نہ کروں۔ جب خواہش سے مجبور ہو جاؤں تو کسی کو ڈسنے سے پہلے تمہیں بتا دوں اس لیے میں پہلے سے تمہیں بتا رہی ہوں کہ ورشا میرا شکار ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ڈسنے کی خواہش پوری کرنے کا موقع دوں گا لیکن ضروری نہیں ہے کہ وہ ورشا ہو۔ میں حالات کے مطابق تم سے کام لوں گا۔ تم اطمینان سے ڈرائیو کرتی رہو۔ ان سے اتنی پیچھے رہو کہ ہم ان کی نظروں میں نہ آ سکیں۔ میں تھوڑی دیر اور سونا چاہتا ہوں۔"

وہ پھر پچھلی سیٹ پر سو گیا۔ نیلماں نے پہلی بار بیداری کی حالت میں دو تین سیکنڈ کی خیال خوانی کی تھی۔ پورس کے دماغ میں جا کر چیخ کر اسے پکار کر واپس آ گئی تھی۔ اب پورس دوبارہ سو گیا تھا۔ وہ تنہا ڈرائیو کرتے ہوئے سوچ رہی تھی "مجھے کیا ہو گیا تھا؟ جیسے میں خواب میں ایک بار پہلے پورس کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ پھر ایک بار کتوں کے ساتھ آنے والے دشمنوں کے دماغوں میں پہنچ گئی تھی۔ اسی طرح آج میں بیداری کی حالت میں اس کے دماغ کے اندر کیسے پہنچ گئی؟"

وہ بڑے پیار سے سوچنے لگی "میں اپنے پورس کو جان سے زیادہ چاہتی ہوں۔ اسے مصیبت یا خطرے میں نہیں دیکھ سکتی۔ اس کے لیے جان کی بازی لگا کر اس کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ شاید اسی

لیے قدرتی طور پر اسے بچانے کے لیے خیال خوانی کرنے لگتی ہوں۔"

اس نے کار کے اندر عقب نما آئینے کا زاویہ ذرا سا بدل کر پچھلی سیٹ پر سونے والے کو دیکھا پھر بڑے پیار سے مسکرانے لگی۔

تقریباً تین گھنٹے بعد اچانک پورس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا پھر جلال پاشا نے کہا "سوری۔ تمہاری نیند خراب کی۔ ابھی میری بیٹی ثنا نے بتایا ہے کہ اس نے تمہیں ان فارمولوں کے بارے میں بتایا ہے جنہیں تم نے بڑی راز داری سے چھپا رکھا ہے۔"

"ہاں۔ آپ کی بیٹی میری سگی بہن جیسی ہے۔ اس نے مجھے بروقت اطلاع دی ہے۔ میں اسی راستے پر ہوں' جس راستے پر ورشا سفر کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ دو باڈی گارڈز ہیں۔"

"اس کے چار گارڈز ہیں۔ چاروں بہت خطرناک ہیں۔ میں مشورہ دوں گا کہ ان دونوں سے مقابلہ نہ کرنا۔ انہیں فوراً گولیاں مارنے کی تدبیر کرو گے تو بہتر ہوگا۔"

"پیش آنے والے مصائب سے بچنے کی سب ہی تدابیر کرتے ہیں' میں بھی کرتا ہوں۔ آپ بھی اچھی تدبیر بتا رہے ہیں لیکن میں کچھ باتیں حالات پر چھوڑ دیتا ہوں۔ پھر بدلتے ہوئے حالات کے مطابق حاضر دماغی سے کام لینے کی کوشش کرتا ہوں۔"

"تمہارا اپنا طریقۂ کار ہے۔ تمہاری ذہانت اور حاضر دماغی کو سب ہی مانتے ہیں۔ میں ابھی ورشا کے پاس جا رہا ہوں۔ اس نے کہا تھا کہ جب وہ اجنتا کے قریب پہنچنے لگے تو میں اس کے دماغ میں جا کر رہوں۔ ان فارمولوں کو حاصل کرتے وقت اسے میری ٹیلی پیتھی کی ضرورت پڑے گی۔"

پورس نے چونک کر کہا "او گاڈ! میں تو بھول ہی گیا تھا۔ مجھے بھی آپ کی ضرورت پڑے گی۔ ہم اجنتا کے قریب پہنچ رہے ہیں۔ پلیز آپ پہلے ورشا کے دماغ میں رہ کر اسے بھٹکا دیں۔ اسے ہنومان جی کے مندر نہ جانے دیں۔ وہاں سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک اور ہنومان جی کا مندر ہے۔ آپ ثنا سے کہیں کہ وہ ورشا کے اندر اس کی سوچ میں بولتی رہے اور یاد کراتی رہے کہ اسے اجنتا سے دو کلومیٹر دور جانا ہے۔ ثنا اس کے دماغ میں رہے گی اور آپ میرے پاس رہیں گے۔"

جلال پاشا اپنی بیٹی ثنا کے پاس دماغی طور پر حاضر ہو کر اسے سمجھانے لگا کہ اسے ورشا کے دماغ میں رہ کر ورشا کا لب و لہجہ اختیار کر کے اسے کس طرح اصل منزل سے بھٹکانا چاہیے۔

پورس نے ان اہم فارمولوں کو ہنومان جی کے ایک بہت بڑے مجسمے کی لمبی سی دم میں چھپا کر رکھا تھا۔ زمانۂ قدیم سے ہندوؤں میں یہ دستور رہا ہے کہ وہ سونا چاندی' ہیرے جواہرات اور دوسری اہم اور قیمتی دستاویزات بڑے بڑے مندروں کی بڑی بڑی مورتیوں میں چھپا کر رکھتے آئے ہیں۔ پورس نے بھی تمام اہم فارمولے ہنومان جی کی مورتی میں چھپائے تھے۔ ایسا کرنے سے پہلے اس نے وہاں کے بڑے پجاریوں اور پنڈتوں پر تنویمی عمل کر کے انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تھا۔

پورس ان دنوں ٹیلی پیتھی جانتا تھا۔ اس نے ان تمام پجاریوں اور پنڈتوں کے دماغوں پر یہ نقش کر دیا تھا کہ جب تک وہ ان کے دماغ میں آ کر حکم نہیں دے گا' تب تک وہ ان فارمولوں کا ذکر کسی سے نہیں کریں گے اور نہ ہی خود کبھی ان فارمولوں کو کھول کر دیکھیں گے۔ جب وہ ان کے دماغوں میں آ کر حکم دے گا کہ وہ فارمولے ہنومان جی کی دُم سے نکال کر کسی کے حوالے کیے جائیں' تب تک وہ ہنومان جی کی مورتی سے ہیرے جواہرات نکالیں گے۔ لیکن ان فارمولوں کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔

جب مرلی دھر باندرے زخمی نہیں ہوا تھا تب اس نے ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کے ذریعے پورس کے دماغ میں پہنچ کر وہ تمام معلومات حاصل کی تھیں۔ اس کی آتما شکتی کے باعث پورس نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا تھا۔ اس وقت مرلی دھر نے ورشا کو ان فارمولوں کی تفصیلات بتانے کے بعد کہا تھا "ان فارمولوں کو میرے سوا کوئی حاصل نہیں کر سکے گا۔ صرف میں ہی پورس کا لب و لہجہ اختیار کر کے وہاں کے پجاریوں اور پنڈتوں کے دماغوں میں جا سکتا ہوں۔ وہ لوگ مجھے اپنا عامل سمجھ کر وہ تمام فارمولے میرے حوالے کر دیں گے۔"

لیکن پچھلی رات بازی پلٹ گئی تھی۔ پورس نے مرلی دھر کو زخمی کر کے ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی سے محروم کر دیا تھا۔ تب سے ورشا تدبیر سوچ رہی تھی کہ وہ فارمولے کیسے حاصل کرے گی۔ اس کے ساتھ ثنا اور جلال پاشا دو ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے لیکن وہ فارمولے ایسے اہم تھے کہ وہ انہیں راز دار نہیں بنا سکتی تھی اس لیے اس نے جلال پاشا سے کہا تھا کہ وہ اپنی تین گھنٹے کی نیند پوری کر کے اس کے دماغ میں آئے۔ وہ اس کی ٹیلی پیتھی سے ایک اہم کام لینا چاہتی ہے۔

جلال پاشا نے اس سے اہم کام کی نوعیت معلوم نہیں کی۔ وہ جانتا تھا کہ دونوں بہن بھائی اہم اور خاص باتیں ان باپ بیٹی سے چھپاتے ہیں۔ مرلی دھر باندرے کے زخمی ہونے کے بعد جلال پاشا کے دماغ میں بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ اسے اپنے اور اپنی بیٹی کے تحفظ کے لیے کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

ایک بار دل نے کہا "فرہاد علی تیمور سے رابطہ کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے بابا صاحب کے ادارے میں جگہ مل جائے۔ وہاں ہم باپ بیٹی کی قدر کی جائے گی اور ہم عزت سے رہ سکیں گے۔"

لیکن ٹیلی پیتھی جاننے والے آزاد اور خود سر بن کر رہنا چاہتے ہیں یا طاقت ور کو اپنا احسان مند بنا کر انہیں دوست کا نام دے کر اپنا محافظ بنائے رکھنا چاہتے ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے کے اصول بڑے سخت تھے۔ میں اور میری فیملی کے افراد ہی ایسے تھے' جو سخت اصولوں پر عمل کرتے ہوئے ایک محفوظ اور مطمئن زندگی گزار رہے تھے۔

سید جلال الدین پاشا مستقل مزاجی سے فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ اس ادارے میں پورس کی ذہانت' حاضر دماغی اور غیر معمولی صلاحیتوں کا ذکر ہونے لگا۔ مرلی دھر' پورس کی لاعلمی میں اس کے اندر جاتا تھا اور اس کی بہت سی باتیں چھپانے کے باوجود کہتا تھا کہ جس دن پورس ان کے ادارے میں آ جائے گا' اس دن وہ دنیا والوں کے سامنے اپنے ادارے کا اعلان کریں گے اور مسلمانوں کو یہ طعنہ بھی دیں گے کہ وہ متعصب اور انتہا پسند ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے میں ہندوؤں کا داخلہ ممنوع ہے لیکن مرلی دھر باندرے کے ادارے میں مسلمانوں کو خوش آمدید کہا جاتا ہے اور انہیں برابر کی حیثیت دی جاتی ہے۔

مرلی دھر باندرے کے ارادوں میں رکاوٹ پیدا ہو رہی تھی اور ورشا کوششیں کر رہی تھی کہ اس کا زہریلا زخم بھر جائے۔ اس کی آتما شکتی لوٹ آئے تاکہ پورس کو تابعدار بنا کر رکھا جا سکے۔

اور جلال پاشا نے سوچ لیا تھا کہ پورس کے کام آئے گا تو پورس بھی اس کے مشکل وقت میں کام آتا رہے گا اس لیے وہ باپ بیٹی اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ ثنا منصوبے کے مطابق ورشا کا لب و لہجہ اختیار کر کے اس کے دماغ میں پہنچی۔ اسے غائب دماغ بنا دیا۔ اس کی زبان سے ایک گارڈ کو کہا کہ اسے راستہ بدل کر اجنتا سے دو کلومیٹر دور جانا ہے۔

اس کے حکم کی تعمیل کی گئی اور جیپ کو ڈرائیو کرنے والے گارڈ نے راستہ بدل دیا۔ ادھر پورس نیلماں کے ساتھ ہنومان جی کے مندر کے سامنے پہنچا۔ دونوں کار سے اتر کر مندر میں آئے۔ وہاں پوجا کرنے والوں کی خاصی بھیڑ تھی۔ جلال پاشا پورس کے دماغ میں تھا۔ وسیع و عریض مندر میں ایک چار دیواری تھی' جس میں ہنومان جی کا بہت بڑا مجسمہ تھا۔ اس چار دیواری کا دروازہ صرف پوجا کے اوقات میں کھلتا تھا پھر اس دروازے کو بند کر دیا جاتا تھا۔

پوجا کرنے والے روپے' سونا اور چاندی نذرانے کے طور پر مورتی کے قدموں میں رکھ کر جاتے تھے۔ اس کمرے کا دروازہ بند کرنے کے بعد پنڈت اور پجاری وغیرہ روپے' سونے اور چاندی کا حساب کر کے مندر کے خزانے میں جمع کرتے تھے۔ پورس نے دروازے کے پاس آ کر وہاں کھڑے ہوئے پجاریوں کو مخاطب کیا۔ چڑھاوے کے لیے انہیں کچھ رقم دیتے ہوئے باتیں کیں تو جلال پاشا ان کے دماغوں میں پہنچ گیا۔ ان کے خیالات پڑھنے لگا پھر سوچ کے ذریعے پورس سے بولا "تم نے جن پنڈتوں اور پجاریوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا' یہ پنڈت اور پجاری ان میں سے نہیں ہیں۔"

پورس نے کہا "ہاں۔ میں ان کے چہرے دیکھ کر سمجھ رہا ہوں کہ چار برس پہلے والے پنڈت اور پجاری نہیں رہے ہیں۔ ان کی جگہ دوسرے آ گئے ہیں۔ اب آپ ان پر تنویمی عمل کر کے انہیں اپنا تابعدار بنا کر وہ فارمولے پچھلے دروازے سے اس وقت حاصل کر سکتے ہیں جب یہ سامنے والا دروازہ بند ہو جائے گا اور تمام پوجا کرنے والے چلے جائیں گے۔"

جلال پاشا نے کہا "ایک پجاری کے خیالات سے پتا چلا ہے کہ یہ سامنے والا دروازہ شام کے چھ بجے بند ہوتا ہے میں نے اور بھی بہت کچھ معلوم کیا ہے لیکن ہمیں رات ہونے تک انتظار کرنا ہوگا۔"

"ہم انتظار کر سکتے ہیں لیکن ثنا کب تک ورشا کے دماغ پر قبضہ جمائے رہے گی؟ بہتر ہے ہم یہاں سے چلیں اور پہلے ورشا سے نمٹ لیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اپنی بیٹی ثنا کی مدد کے لیے جا رہا ہوں۔ تم ادھر جاؤ۔ ثنا نے پہلی بار عملی دنیا میں قدم رکھا ہے اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمارے ساتھ اتنا بڑا کام کر رہی ہے۔"

"یہ اچھی بات ہے۔ اس طرح میری بہن کو حالات سے نمٹنے کا تجربہ ہوتا رہے گا۔ آپ اس کے پاس جائیں۔ میں ادھر آ رہا ہوں۔"

جلال پاشا وہاں سے ورشا کے دماغ میں پہنچا۔ وہ جیپ سے باہر

آکر ایک مندر کو دیکھ کر اپنے گارڈ سے کہہ رہی تھی "یہ تم مجھے کہاں لے آئے ہو؟"

گارڈ نے کہا "میڈم! آپ نے جو راستہ بتایا تھا' میں اسی پر گاڑی ڈرائیو کرتا آیا ہوں۔"

"میں ہنومان جی کے مندر جانا چاہتی تھی۔"

"میڈم! یہ ہنومان جی کا مندر ہے۔"

"میں اس مندر کی نہیں' اس مندر کی بات کر رہی ہوں جو اجنتا کے پاس ہے۔"

"لیکن آپ نے اجنتا کا نہیں' یہاں کا راستہ بتایا تھا۔"

"یو شٹ اپ۔" وہ غصے میں بولی پھر ایک ہاتھ سے سر تھام کر سوچنے لگی "یہ گارڈ ٹھیک کہتا ہے۔ میں نے ہی یہ راستہ بتایا تھا مگر غلط راستہ کیوں بتایا تھا؟ کیا میرا دماغ چل گیا ہے؟ پتا نہیں یہ جلال پاشا کہاں مرگیا ہے؟ ابھی تک نہیں آیا۔ آرام سے سو رہا ہوگا۔"

اسی وقت جلال پاشا اس کے اندر آکر جماہی لیتے ہوئے بولا۔ "سوری میں ذرا دیر تک سوتا رہ گیا لیکن کوئی خاص دیر نہیں ہوئی ہے۔"

وہ غصے سے بولی "کیا خاص دیر نہیں ہوئی ہے؟ میں راستے سے بھٹک کر کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہوں۔ تم وقت پر آجاتے تو یہ پریشانی نہ ہوتی۔ تمہاری اتنی عمر ہوگئی ہے مگر اپنی ذمے داریوں کو نباہنا نہیں جانتے ہو۔"

"ورشا! تم بھی نادان بچی نہیں ہو۔ بزرگوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔ خواہ مخواہ غصہ دکھا رہی ہو۔"

"تم میرے غصے کے بارے... میں برسوں سے جانتے ہو۔ اگر آج میرا بھائی زخمی نہ ہوتا تو تم اس انداز میں گفتگو نہ کرتے۔"

"ٹھیک کہتی ہو۔ تمہارا بھائی زخمی نہ ہوتا تو ہم اس کی دھونس میں رہتے اور جب اس کے زخم بھر جائیں گے تو ہم پھر اس کے دباؤ میں رہیں گے۔ سوری ورشا! ہم تمہارے بھائی کا زخم بھرنے نہیں دیں گے۔ اس کے ساتھ تمہاری غصہ بھری حکمرانی کا دور گزر چکا ہے۔"

یہ کہتے ہی اس نے ورشا کے دماغ میں ایک زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخیں مارتی ہوئی زمین پر گر کر دماغی تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگی۔ دونوں گارڈز اس کے پاس آکر اسے زمین پر سے اٹھاتے ہوئے پوچھنے لگے کہ اسے اچانک کیا ہوگیا ہے؟ وہ کس تکلیف سے تڑپ رہی ہے؟ تکلیف اتنی شدید تھی کہ وہ منہ سے کچھ بول نہیں پا رہی تھی۔ ثنا نے پورس کے پاس آکر بتایا کہ اس کا باپ ورشا کے ساتھ کیسا سلوک کر رہا ہے؟

پورس نے کہا "اپنے ابو سے کہو۔ کسی طرح پہلے ورشا کے ذریعے گارڈز کو ناکارہ بنائیں۔"

ثنا نے باپ کے پاس آکر پورس کا مشورہ سنایا۔ اس وقت تک ورشا کی دماغی تکلیف میں کچھ کمی ہو رہی تھی مگر وہ اس قابل نہیں تھی کہ سانس روک کر جلال پاشا کو اپنے اندر سے نکال سکتی۔ جلال پاشا نے اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمایا۔ وہ گارڈز کے سہارے اٹھ کر کھڑی ہوئی پھر ایک گارڈ سے بولی "اپنی گن مجھے دو۔"

وہ حکم کا بندہ تھا۔ اس نے اپنی گن دی۔ ورشا دماغی تکلیف سے نڈھال ہو رہی تھی۔ اس نے ڈگمگاتے ہوئے دونوں گارڈز کو دیکھا پھر اچانک ٹریگر دباتی چلی گئی۔ کئی فائر کیے۔ کئی گولیاں چلیں پھر خاموشی چھا گئی۔ دونوں گارڈز اپنے لہو میں نہا کر ابدی نیند سو گئے۔ سڑک کے آس پاس لوگ دور بھاگنے کے بعد پلٹ کر لاشوں کو دیکھ رہے تھے۔

پورس کار ڈرائیو کرتا آ رہا تھا۔ اس نے اپنی کار روک دی۔ پولیس کی گاڑی ورشا کے پاس پہنچ گئی تھی۔ وہ گن پھینک کر خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر رہی تھی۔ جلال پاشا نے پورس کے پاس آکر کہا "تم دیکھ رہے ہو۔ پولیس والے اسے لے جا رہے ہیں۔"

پورس نے کہا "ورشا کو پولیس والوں کے ہتھے نہیں چڑھانا چاہیے تھا۔"

جلال پاشا نے پوچھا "اس میں نقصان کیا ہے؟"

"نقصان یہ ہے کہ اس کا بھائی مرلی دھر اپنے ادارے میں ڈاکٹروں کے زیر علاج ہے۔ اسے بھائی کی فکر ہوگی۔ پھر آپ کی دشمن بن کر صاف کہہ سکتی ہے کہ آپ نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے گارڈز کو قتل کرایا ہے۔ آپ دونوں باپ بیٹی کو فوراً اس ادارے سے بھاگنا ہوگا۔"

"ہم اس کی نوبت کیوں آنے دیں۔ ورشا کو خودکشی پر مجبور کردیں گے۔ وہ پولیس والوں کو کوئی بیان نہیں دے سکے گی۔"

پورس نے کہا "میں نہیں چاہتا میری بہن ثنا پر کوئی مصیبت آئے۔ ابھی وہ آرام سے اس ادارے میں ہے۔ آپ بھی وہاں رہیں۔ مرلی دھر کا زخم اچھا نہ ہونے دیں۔ ورشا کا کام تمام کردیں۔ میں اجنتا کی طرف جا رہا ہوں۔ وہاں پہنچنے تک رات ہو جائے گی۔ آپ بھی وہاں چلے آئیں۔"

اس نے گاڑی موڑ لی۔ نیلماں نے کہا "واپس جا رہے ہو؟ کیا ورشا کو میرے حوالے نہیں کروگے؟"

"وہ پولیس کسٹڈی میں ہے۔ اسے وہیں ختم ہو جانے دو۔ یہ اس کا اور جلال پاشا کا معاملہ ہے۔ وہ آپس میں نمٹ لیں گے۔ ان کے ادارے میں دو گارڈز اور ہیں جن کا خاتمہ ضروری ہے۔ میں انہیں ڈسنے کے لیے تمہیں موقع دوں گا۔"

نیلماں خاموش رہی۔ وہ ڈرائیو کرتا رہا۔ جب وہ اجنتا پہنچے تو رات ہو رہی تھی۔ جلال پاشا نے آکر پورس سے کہا "ورشا تھانے میں ہمارے خلاف بیان دینے والی تھی۔ اس سے پہلے ہی میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے ایک انسپکٹر کے ہولسٹر سے اچانک ہی ریوالور نکال لیا پھر اس سے پہلے کہ سپاہی اس سے

ریوالور چھینتے' اس نے خود کو گولی مار لی۔"

پورس نے کہا "اب آپ لوگوں کے قائم کیے ہوئے ادارے میں کسی کو شبہ نہیں ہوگا کہ آپ نے ورشا اور اس کے گارڈز کو ہلاک کیا ہے۔ اگر آپ اس ادارے میں سکون سے رہنا چاہتے ہیں تو مرلی دھر باندرے کو بھی ختم کرنا ہوگا۔ پھر وہاں سب ہی آپ کے اور ثنا کے تابع دار رہوں گے۔ میں بھی آپ کے کام آتا رہوں گا۔ اس طرح میری اور نیلماں کی وہاں موجودگی سے وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا مشترکہ ادارہ کہلائے گا۔"

ہنومان جی کے مندر کا وہ سامنے والا دروازہ بند ہو چکا تھا' جہاں عام ہندو آکر پوجا کیا کرتے تھے۔ اس دوران میں وقت مندر کے پچھلے دروازے کو پنڈت اور پجاری اندر سے بند رکھا کرتے تھے تاکہ روپے' سونا اور چاندی کا حساب کرکے انہیں تہ خانے میں چھپا کر رکھ سکیں۔

جلال پاشا نے ایک پجاری کے خیالات پڑھ کر پورس سے کہا "ہنومان جی کے کمرے میں ایک پنڈت اور دو پجاری ہیں۔ ایک پجاری کے خیالات بتا رہے ہیں کہ نندو لال بھنڈاری ہنومان جی کا بھگت ہے۔ بھنڈاری کے تیس چیلے ہیں۔ ہنومان کے بھگت اکثر کنوارے رہتے ہیں اور پہلوانی کی مشقیں کرکے ہنومان جی کی طرح بلوان (بہادر اور بے باک) بنتے ہیں۔ خود کو فولاد کی طرح سخت اور ناقابل شکست بناتے ہیں۔"

پورس نے کہا "میں جانتا ہوں کہ ہنومان جی کے اکثر بھگت پہلوانی ضرور کرتے ہیں۔ آپ نندو لال بھنڈاری کے بارے میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"بھنڈاری اپنے تیس چیلوں کا گرو ہے اور خطرناک حد تک طاقت ور ہے۔ اس کا تعلق انڈر گراؤنڈ مافیا سے ہے۔ پندرہ برس پہلے ایک کروڑ پتی ہندو نے یہ مندر بنایا تھا۔ دو برس پہلے جب نندو لال بھنڈاری کو معلوم ہوا کہ اس مندر کے تہ خانے اور... ہنومان جی کے مجسمے کے اندر سونا چاندی اور ہیرے جواہرات رکھے جاتے ہیں تو اس نے مندر تعمیر کروانے والے کروڑ پتی ہندو کے اکلوتے بیٹے کو اغوا کرلیا۔ پھر اس سے کہا' اگر وہ اسے مندر کی انتظامیہ کا سربراہ بنا کر مندر کے تمام معاملات سے دست بردار ہو جائے گا تو اس کے بیٹے کو زندہ چھوڑ دیا جائے گا۔ اس کروڑ پتی نے اپنے اکلوتے بیٹے کی سلامتی کے لیے مندر کے انتظامات اور دوسرے تمام حقوق نندو لال بھنڈاری کے حوالے کر دیے۔ اس نے اس کے بیٹے کو واپس تو کردیا مگر اس کروڑ پتی کو ایک حادثے میں ہلاک کرا دیا تاکہ وہ زندہ رہ کر دنیا والوں سے یہ نہ کہہ سکے کہ بھنڈاری اسے مجبور کرکے زبردستی مندر کی انتظامیہ کا سربراہ بن گیا ہے۔"

پورس نے کہا "اب سمجھ گیا۔ ان تمام پنڈتوں اور پجاریوں کو یہاں سے بھگا دیا گیا ہے' جن پر میں نے تنویمی عمل کیا تھا۔ یہ جو نئے پنڈت اور پجاری آئے ہیں' یہ سب نندو لال بھنڈاری کے چمچے ہیں۔"

"ہاں۔ یہاں کا سربراہ بننے کے بعد بھنڈاری نے تہ خانے میں چھپا ہوا خزانہ دیکھا تھا۔ پھر ہنومان جی کے مجسمے کو پیچھے سے کھول کر ہیرے جواہرات دیکھے تھے۔ ایسے ہی وقت ہنومان جی کی دم میں چھپائے گئے وہ تمام فارمولے برآمد ہوئے۔ نندو لال بھنڈاری نے انہیں سرسری طور پر پڑھ کر اپنے چیلوں سے کہا' یہ بہترین اور غیر معمولی دواؤں کے فارمولے ہیں۔ انہیں تجربے کار ڈاکٹر بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ وہ چند تجربے کار ڈاکٹروں سے اس سلسلے میں بات کرے گا۔"

پورس نے پریشان ہو کر پوچھا "اس کا مطلب ہے کہ وہ تمام فارمولے نندو لال بھنڈاری لے گیا ہے؟"

"ہاں۔ میں جن پنڈتوں اور پجاریوں کے خیالات پڑھ رہا ہوں' انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ بھنڈاری وہ فارمولے کہاں لے گیا ہے؟ اور ان سے کوئی فائدہ اٹھا رہا ہے یا نہیں؟"

"بھنڈاری اس وقت کہاں ہوگا؟"

"وہ کچھ دنوں کے لیے اٹلی گیا ہے۔ انڈر گراؤنڈ مافیا سے اس کا تعلق ہے۔ اسی سلسلے میں گیا ہوگا۔"

پورس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر کہا "کیا مشکل ہے۔ ہم منزل تک پہنچ کر بھی منزل سے دور ہیں۔ ہمیں جلد سے جلد معلوم کرنا ہوگا کہ بھنڈاری نے وہ فارمولے کہاں رکھے ہیں۔ اگر اس نے ڈاکٹروں کو دکھایا ہوگا تو اس کے خاص ڈاکٹر ان فارمولوں کے مطابق دوائیں تیار کر رہے ہوں گے۔"

جلال پاشا نے کہا "ایک ہی صورت ہے۔ نندو لال بھنڈاری کی کوئی تصویر حاصل کی جائے۔ پھر تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے دماغ میں پہنچ کر فارمولوں تک پہنچا جائے۔"

"آپ بھول رہے ہیں۔ بھنڈاری اور اس کے تمام چیلے پہلوان ہیں۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیں گے۔" پورس نے کہا۔ "البتہ بھنڈاری کے گھر والے اور رشتے دار پہلوان نہیں ہوں گے۔ ہمیں جلد سے جلد بھنڈاری

کی تصویر حاصل کرنا چاہیے پھر اس شہر میں بہت سے لوگوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی رہائش گاہ کہاں ہے اور وہ کب تک اٹلی سے واپس آئے گا۔"

نندولال بھنڈاری کے بارے میں مطلوبہ معلومات حاصل کرنا کچھ مشکل نہ تھا۔ جلال پاشا خیال خوانی کے ذریعے بہت کچھ معلوم کرسکتا تھا لیکن پورس کی توقع کے مطابق فارمولے آسانی سے حاصل نہیں ہو رہے تھے۔ ابھی ایک نندولال بھنڈاری رکاوٹ بنا تھا۔ آگے اور نہ جانے کتنی رکاوٹیں پیدا ہونے والی تھیں۔

○☆○

یہ طریقۂ کار شروع سے رہا ہے کہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دوسرے سے چھپ کر رہتے ہیں۔ کوئی کسی کو معلوم نہیں ہونے دیتا کہ وہ کس ملک کے کس شہر میں، کس علاقے میں اور کس رہائش گاہ میں قیام پذیر ہے۔

جو غلطی سے ظاہر ہو جاتا ہے یا اتفاقاً روبرو آجاتا ہے، اسے زخمی کرکے دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا اسے اپنا معمول اور تابع دار بنا لیتا ہے۔ اب تو چند ہی خیال خوانی کرنے والے رہ گئے تھے۔ ان باقی رہنے والوں نے اپنے چہروں پر سرجری کرالی تھی۔ چہرے بدل لیے تھے۔ نام بدل لیے تھے۔ اس طرح ایک دوسرے کے سامنے سے گزرنے کے باوجود کوئی کسی کو پہچان نہیں پاتا تھا۔ الپا نے پارس سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد مختلف ممالک کے مختلف شہروں اور دیہاتوں میں رہائش اختیار کی تھی۔ پھر ایک عرصے سے ٹیلی پیتھی کو ختم کرنے والی دوا اسپرے نہیں کی گئی تھی۔ اس لیے وہ مطمئن ہو کر اپنے وطن اسرائیل آگئی تھی۔ یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ وہاں مستقل نہیں رہے گی۔ جلد ہی جگہ بدل دے گی اور کسی دوسرے ملک میں چلی جائے گی۔

میری ہلاکت کی تصدیق ہونے کے بعد اس نے جو سب سے بڑی کامیابی حاصل کی تھی، وہ یہ تھی کہ اس نے اپنی دانست میں پارس کو اپنا معمول اور تابع دار بنا لیا تھا۔ اپنی ایک ازلی خواہش پوری کرلی تھی۔ وہ اتنی خوش تھی جیسے دنیا جہاں کا خزانہ اسے مل گیا ہو۔

اس نے اسپتال میں ڈمی پارس کو اس کی کمزوری کے دوران میں اپنا تابع دار بنایا تھا۔ اس کے ساتھ ڈمی ثانی اس کی بیوی کی حیثیت سے موجود تھی۔ وہ ثانی جیسی سوکن کو برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ لہٰذا ڈمی پارس جب ذرا صحت مند اور چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو اس وقت الپا لندن پہنچی ہوئی تھی۔ اس کے معمول اور تابع دار پارس نے اس کے حکم کے مطابق اپنی بیوی ثانی کو وہیں تل ابیب میں چھوڑ دیا اور اس کی لاعلمی میں الپا کے پاس لندن آگیا۔

الپا نے اپنی دانست میں بہت بڑی کامیابی حاصل کی تھی اور ڈمی پارس کو اپنا تابع دار بنا کر زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی تھی۔ اب ثانی اس ڈمی کے دماغ میں جا کر معلوم کرتی رہتی کہ الپا اپنی رہائش گاہیں بدلنے کے لیے کس ملک اور کس شہر میں جاتی رہتی ہے۔ اسے یہ کبھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ایک یہودی جیمس رونالڈ کو پارس سمجھ کر اپنا تابع دار شوہر بنائے ہوئے ہے۔

ایک پہلو سے دیکھا جائے تو پارس نے الپا کے سچے پیار کی توہین کی تھی۔ اس نے پارس کے سوا کسی کو اپنے جسم کا مالک نہیں بنایا تھا۔ اب ڈمی پارس یعنی ایک یہودی جیمس رونالڈ اس کے جسم کا مالک بن گیا تھا۔ الپا کی آبرو اب دوسرے کے ہاتھ میں آگئی تھی۔

لیکن ایمان کی آبرو نہ ہو تو جسم کی آبرو کیا معنی رکھتی ہے؟ ایمان کی آبرو لوٹنے کی ابتدا الپا نے کی تھی۔ ایک مسلمان باپ کی بیٹی کو یہودی بنانے کے لیے کئی طرح کی چالیں چلتی رہی تھی۔ اس مقصد کے لیے اس نے پارس سے بھی علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ لہٰذا پارس نے اس سے ہمیشہ کے لیے علیحدہ رہنے اور اپنی بیٹی کے ایمان کی آبرو رکھنے کے لیے الپا کی آبرو ایک یہودی مرد کے حوالے کردی تھی۔

پارس اور ثانی نے اپنی آواز اور لب ولہجہ ڈمی پارس اور ثانی کے دماغوں میں نقش کردیا تھا۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا جب بھی رابطہ کرتا تو ان دونوں کے دماغوں میں پہنچ کر یقین کرلیتا کہ وہی ثانی اور پارس ہیں۔ اصل ثانی اور پارس ایک نئی آواز اور لب ولہجہ اختیار کرچکے تھے، جسے صرف بابا صاحب کے ادارے کے چند اہم افراد جانتے تھے۔

الپا نے مہاراج کے پاس آکر کہا "ہیلو کیا آرام فرما رہے ہو؟" مہاراج نے پوچھا "ایسے طنزیہ انداز میں کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"مہاراج! تم بڑی صلاحیتیں رکھنے کے باوجود ذہانت سے کام لینا نہیں جانتے ہو۔ تمہیں کسی سنہری موقع سے فائدہ اٹھانا نہیں آتا۔ فرہاد کی ہلاکت کے بعد تم بہت کچھ کرسکتے تھے لیکن کچھ نہیں کر رہے ہو۔"

"کیا تم بہت کچھ کر رہی ہو؟"

"بے شک۔ میں نے ایسا کارنامہ انجام دیا ہے کہ فرہاد کی ہلاکت کے بعد میں نے اس کی فیملی کو اور زیادہ توڑ دیا ہے۔ ایک سنہری موقع سے فائدہ اٹھا کر پارس کو اپنا معمول اور تابع دار بنا لیا ہے۔ اب وہ تمام عمر میرا غلام شوہر اور اپنے خاندان کا دشمن بن کر رہے گا۔"

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات (38) ویں حصے میں ملاحظہ فرمائیں